ساتواں پارہ
اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ
فیض الباری
ترجمہ اردو
صحیح البخاری
مع ترجمہ و فوائد
فتح الباری
٧
تیسیر القاری
منح الباری
١٣١٥
باہتمام خادم اہل اللہ نصیر اللہ عفی اللہ عنہ وعن والدیہ مطبع محمدی طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ تَعْجِيْلِ الْاِفْطَارِ روزہ جلد کہولنے کا بیان یعنے مستحب ہے کہ جلد روزہ کہولا کرے دیر نہ کیا کرے **ف**
امام ابن عبد البر نے کہا کہ روزہ جلد کہولنے اور سحری دیر سے کہانے کی حدیثین صحیح اور متواتر ہین اور عبد الرزاق
وغیرہ کے نزدیک عمرو بن میمون وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا دستور تہا کہ روزہ جلد
کہولا کرتے تہے اور سحری دیر سے کہایا کرتے تہے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ**
ترجمہ سہل بن سعد رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ خیر سے رہینگے جب تک کہ روزہ جلد
کہولا کرینگے **ف** یعنے واسطے پیروی کرنے سنت کی اسحال ہین کہ شہیرے ولسہ ہین نزدیک حد اسکی کے نہ پیدا کرنیوالے
اپنے عقلونسے وہ چیز کہ بدل ڈالے اسکے قواعد کو اور ابوہریرہ رض کی حدیث مین یہ لفظ زیادہ ہے کہ اسواسطے کہ یہود اور
نصاری روزہ دیر سے کہولتے ہین روایت کی یہ حدیث ابوداؤد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے اور اہل کتاب کی تاخیر کی ایک حد ہے
اور وہ ظاہر ہونا ستارون کا ہے اور ایک روایت مین یہ لفظ ہے کہ ہمیشہ میری امت میری سنت پر رہیگی جبتک
کہ روزہ کہولنے مین ستارون کی انتظار نہ کرینگے اور اسمین بیان علت کا ہے بیچ اسکے اور مہلب نے کہا کہ حکمت
اسمین یہ ہے کہ نہ زیادہ کیا جاوے دن مین رات سے اور اسواسطے کہ وہ بہت ارفق ہے ساتہہ روزہ دار کے
اور قوت دینے والا ہے اسکو عبادت پر اور اتفاق ہے سب علما کا اسپر کہ محل اسکا وہ ہے جبکہ ثابت ہو ڈوبنا
آفتاب کا ساتہہ دیکہنے کے یعنے آدمی خود اسکو اپنی نظر سے ڈوبتا دیکہے یا دو آدمی عادل اسکے ڈوبنے کی خبر
دین اور اسیطرح اگر ایک آدمی عادل خبر دے تو اسکی خبر بہی ارجح قول مین مقبول ہے اور امام ابن دقیق العید نے
کہا کہ اس حدیث مین رد ہے شیعہ پر بیچ تاخیر کرنے اُنکے کے روزہ کہولنے کو ظاہر ہونے ستارون تک اور شاید کہ
یہی ہے وہ سبب بیچ وجود خیر کے ساتہہ جلد روزہ کہولنے کی اسواسطے کہ جو اسکو تاخیر کرتا ہے وہ فعل خلاف
سنت مین داخل ہوتا ہے اور جو ابوداؤد کی زیادت مین گذر چکا ہے وہ اولے ہے کہ ہو سبب اس حدیث کا
اسواسطے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی ہتی تو اسوقت شیعہ موجود نہ تہے یعنے بلکہ بعد کو

پیدا ہوئی امام شافعی رح نے کہا کہ جلد روزہ کھولنا مستحب ہے اور اسمین تاخیر کرنا مکروہ نہین مگر جو اسکو جان بوجھکر کرے
اور اسمین فضیلت کا اعتقاد رکھے اس سے معلوم ہوا کہ تاخیر مطلق مکروہ نہین اور وہ اسی طرح ہے اسواسطے کہ
ایک چیز کے مستحب ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ اسکی نقیض مطلق مکروہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اسکے بعض
مالکیہ نے اسپر کہ شوال کے چھ روزے مستحب نہین تا کہ کوئی جاہل یہ گمان نہ کرے کہ وہ رمضان کے ساتھ ملحق ہین
اور یہ استدلال ضعیف ہے اور فرق پوشیدہ نہین تنبیہ بدعات منکرہ سے یہ بات ہے جو اس زمانہ مین پیدا ہوئی دینی
اذان دوسری سے پہلے فجر کے بقدر تین گھڑی کے اور بجھانے چراغون کے سحر کو جو کہ رد لئے گئے ہین علامت واسطے
حرام کرنے کہانے اور پینے کی اسپر جو روزہ کا ارادہ رکھتا ہو واسطے زعم کرنے کہ اسکے نکالنے والے کہ وہ واسطے احتیاط
کے ہے عبادت مین اور نہین جانتے اسکو مگر بعض لوگ اور مقرر کھینچا انکو اس بات نے اس نوبت تک کہ نہین اذان
دیتے مگر بعد غروب کے ساتھ ایک درجہ کے واسطے تمکین وقت کے جسکو انہون نے گمان کیا سو روزہ کھولنے مین انہون
نے دیر کی اور سحری کھانے مین جلدی کی اور سنت کا خلاف کیا پس اسی واسطے انکی نیکی کم ہوئی اور انمین بدی
بہت ہوئی اور اللہ کی پناہ ہے (فتح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ
أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَصَامَ حَتَّى أَمْسَى ثُمَّ قَالَ لِرَجُلٍ
انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ لَوِ انْتَظَرْتَ حَتَّى تُمْسِيَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي إِذَا رَأَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ
فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ترجمہ ابن ابی اوفے رض سے روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر
مین تہا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا یہانتک کہ شام کے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے
فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اسنے کہا کہ اگر آپ انتظار کرتے یہانتک کہ شام ہو تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر
اور ہمارے واسطے ستو گھول جب تو رات کو دیکھے کہ ادہر سے آوے یعنے پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو روزہ دار
کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول وقت بہت جلد روزہ
کھولتے تھے کہ بعضے لوگون کو شبہ ہوتا تہا کہ شاید ابھی دن باقی ہے اور ثابت ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو
اور پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو وہی وقت ہے روزہ کھولنے کا **باب** إِذَا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ
ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ جب کوئی رمضان مین روزہ کھولے پہر آفتاب نکلے تو اسکا کیا حکم ہے ف یعنے اگر
رمضان مین کوئی روزہ کھولے اس گمان سے کہ آفتاب غروب ہوا پہر آفتاب نکل آوے تو کیا اسپر اس دن
کی قضا واجب ہے یا نہین اور اس مسئلے مین اختلاف ہے اور عمر رض کا قول اسمین مختلف ہے کما سیاتی اور مراد طلوع
سے آفتاب کا ظاہر ہونا ہے (فتح) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ
عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِيلَ لِهِشَامٍ فَأُمِرُوا بِالْقَضَاءِ قَالَ بُدٌّ مِنْ قَضَاءٍ وَقَالَ مَعْمَرٌ
سَمِعْتُ هِشَامًا يَقُولُ لَا أَدْرِي أَقَضَوْا أَمْ لَا **ترجمہ** اسماء بنت ابی بکر رض سے روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانے مین بادل کے دن روزہ کہولا پہر سورج نکلا کسی نے ہشام سے کہا کہ انکو قضا کا حکم ہوا اُس نے
کہا کہ قضا سے کوئی چارہ نہین اور معمر نے کہا کہ مینے ہشام سے سُنا کہتا تہا کہ مین نہین جانتا کہ انہون نے وہ روزہ
قضا کیا یا نہین **ف** اور یہ روایت ثانی بظاہر پہلی روایت کی معارض ہے لیکن تطبیق یہ ہے کہ یقین کرنا اُسکا
ساتہہ قضا کے محمول ہے اسپر کہ اسمین اُسے اور دلیل سے استدلال کیا اور اسپر اسماء کی حدیث سو اسمین نہ قضا کی
اثبات مروی ہے اور نہ نفی اور علماء کو اس مسئلے مین اختلاف ہے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اُس روزے کی قضا واجب ہے اور حضرت
عمر رض سے اسمین اختلاف ہے ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ قضا واجب ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ قضا واجب
نہین اور مجاہد اور حسن سے روایت ہے کہ قضا واجب نہین اور یہی ہے قول اسحاق کا اور ایک روایت امام احمد سے
بھی یہی ہے اور اختیار کیا ہے اسکو ابن خزیمہ نے پس کہا کہ ہشام کا قول کہ اُس دن کی قضا ضرور ہے سند نہین
اور میرے نزدیک ظاہر نہین ہوا کہ اسپر قضا ہے اور ترجیح دیتی ہے پہلے قول کو یعنے یہ کہ قضا واجب ہے یہ بات کہ
اگر پہلی تاریخ کو رمضان کا چاند ڈہانکا جاوے یعنی بسبب ابر وغیرہ کے نظر نہ آوے اور صبح کو لوگ روزہ نہ رکہین
پہر ظاہر ہو کہ یہ رمضان کا دن ہے تو اُسکی قضا بالاتفاق واجب ہے سو اسی طرح یہ بہی واجب ہوگی اور ابن تین
نے کہا کہ امام مالک کہتے ہین کہ قضا واجب نہین جبکہ روزہ نذر کا ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکلفین تو صرف
ظاہر کے ساتہہ مخاطب ہین پس اگر اجتہاد کرین اور اجتہاد مین خطا ہو تو اسمین انپر کچہہ گناہ نہین (ختم) **باب**
صَوْمِ الصِّبْيَانِ نابالغ لڑکون کے روزے کا بیان **ف** یعنے کیا جائز ہے یا نہین اور جمہور کا یہ مذہب ہے
کہ بالغ ہونے سے پہلے واجب نہین اور مستحب کہا ہے اسکو ایک جماعت نے سلف سے انہین مین سے ہین ابن سیرین اور
زہری اور امام شافعی نے کہا کہ اگر وہ روزے کی طاقت رکہتے ہون تو عادت ڈالنے کے واسطے انکو حکم کیا جاوے سو اُنکی
حد مقرر کی ہے اسکی انکے اصحاب نے ساتہہ سات برس کے اور دس برس کے مانند نماز کی اور اسحاق نے کہا کہ اُنکی
حد بارہ برس ہے اور امام احمد کی ایک روایت مین دس برس ہے اور امام اوزاعی نے کہا کہ اگر طاقت رکہین تین
روزے پے در پے کی کہ انمین ضعیف نہ ہووین تو اسکو روزے کی ترغیب دی جاوے اور پہلا قول جمہور کا ہے اور
مشہور مالکیہ سے یہ ہے کہ نابالغ لڑکون کے حق مین روزہ رکہنا مشروع نہین اور تحقیق باریک بینی کی امام بخاری نے
بیچ رد کرنے کی اوپر انکے ساتہہ وارد کرنے اثر عمرؓ کے ابتدا ترجمہ مین سو اسواسطے کہ نہایت اسپر کیا انکا اعتماد کرنے سے جن
اسکو حدیثون کے معارضہ مین دعوی عمل اہل مدینہ کا ہے سو برخلاف اُنکے اور نہین کوئی عمل کہ استدلال کیا
جاوے ساتہہ اسکے قوی اس عمل سے کہ عمرؓ کے زمانے مین ہو باوجود سخت کوشش انکی کے اور بہت ہونے صحابہ کے

انکو ڈالنے مین اور تحقیق کہا حضرت عمر رضہ نے واسطے اُس شخص کے جس نے رمضان مین روزہ افطار کیا تہا واسطے جہڑکنے
انکو کے کہ تونے کسطرح روزہ نہین رکہا اور حالانکہ ہمارے لڑکے روزہ دار ہین اور عجب بات کہی بعضون نے مالکیہ سے سو کہا
کہ اگر نابالغ لڑکے روزے کی طاقت رکہین تو انپر روزے کو لازم کیا جاوے اور اگر بدون عذر کے افطار کرین تو واجب ہے
انپر قضا وَقَالَ عُمَرُ لِنَشْوَانَ فِي رَمَضَانَ وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ یعنے اور کہا عمر رضہ نے ایک نشے
والے مرد کو رمضان مین کہ خرابی ہو تجھکو اور حالانکہ ہمارے بچے روزہ دار ہین سو اسکو حد ماری یعنے حد شراب کی اسی کوڑے
مین ف اور ایک روایت مین ہے کہ اسکو شام کی طرف نکالا اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کو روزہ رکہنا درست
ہے وفیه المطابقة للترجمة حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ
أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ
يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ
مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَلِكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ
الْعِهْنُ الصُّوفُ ترجمہ ربیع رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کو صبح کو انصار کے گاؤن
کی طرف کہلا بہیجا کہ جو صبح کرے اس حال مین کہ روزہ نہ رکہا ہو تو چاہیے کہ اپنا باقی دن پورا کرے اور جس نے صبح کی ہو حالت
روزے مین تو چاہیے کہ روزہ رکہے ربیع نے کہا کہ ہم اسکو بعد عاشورے کا روزہ رکہتے تھے اور اپنے لڑکون کو بھی روزہ رکہاتے
تہے اور ہم انکے واسطے اون سے کہیلنے کی چیز بناتے تہے سو جب ان مین سے کوئی روتا تہا تو ہم اسکو وہ چیز کہیلنے کی دیتے تہے تاکہ
وہ اسکے ساتھ کہیلین یہانتک کہ افطار کا وقت آجاتا یعنے وہ لعبت انکو غفلت مین ڈالدیتی یہانتک کہ
افطار کا وقت ہوتا ابو عبد اللہ یعنے امام بخاری نے کہا کہ عہن کے معنے اون ہین ف اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ
اس حدیث کے اسپر کہ عاشورے کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے فرض تہا اور اسیطرف پہلے بھی اشارہ گذر چکا
ہے اور آیندہ بھی اسپر کلام آویگی اور اس حدیث مین دلیل ہے اوپر تجربہ کرانے لڑکون کے روزے پر اور عادت ڈالنے انکی
کے اوپر اسکے کما تقدم اس واسطے کہ جو اس عمر کی شکل مین ہو جسکا حدیث مین ذکر ہے سو وہ غیر مکلف ہے اور سوائے
اسکو نہین کہ کیا جاتا تہا واسطے انکے پس تاکہ انکو تجربہ ہو جاوے اور عجب بات کہی ہے قرطبی نے پس کہا کہ شاید حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم نہین ہوئی اور بعید ہے کہ آپنے اسکا حکم کیا ہو اس واسطے کہ وہ عذاب دینا
ہے چہوٹے بچے کو ساتھ عبادت مشکل کے جو سال مین مکرر نہین ہوتی اور حدیث رزینہ کی اسکو رد کرتی ہے اور وہ
یہ ہے جو ابن خزیمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دودہ پلانے والی عورتون کو حکم کرتے تہے کہ روزہ
رکہین انکو اپنے بچون کو رات تک نہ دودہ نہ پلاوین باوجود یکہ صحیح اہل حدیث اور اہل اصول کے نزدیک یہ ہے کہ جب صحابی بات
کہے کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اسطرح کیا تو اسکا حکم مرفوع حدیث کا ہے اس واسطے کہ ظاہر

یہ بات ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسپر اطلاع ہوئی اور آپنے اُنکو اُسپر برقرار رکھا باوجود بہت ہونے باعثون کے
اور سوال کرنے اُنکے کے آپ کو احکام سے باوجودیکہ یہ ایسا امر ہے کہ اُسمین قیاس اور اجتہاد کو دخل نہین سو نہین
کیا اُنکو اصحابنے مگر ساتھہ توقیف کے اُنسے (فتح) **بَابُ** الْوِصَالِ وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ لِقَوْلِهِ
ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ باب ہی روزی وصال کے بیان مین اور بیان اُس شخص کا جو کہتا ہے کہ رات مین روزہ
نہین واسطے دلیل اس آیت کے کہ پھر پورا کرو روزے کو رات تک **ف** وصال کہتے ہین اُسکو کہ پے در پے دو یا تین
روزے رکھے اور جو چیز کہ دن مین روزے کو توڑ ڈالتی ہے اسکو رات مین نہ کھاوے یعنے اُنکے درمیان بالکل کچھ نہ کھاوے
نہ رات کو نہ دن کو ساتھہ نیت کے پس جو اتفاقاً نہ کھاوے وہ اس حکم سے خارج ہوگا اور جو کل رات یا بعض رات
بند رہے وہ اسمین داخل ہوگا اور نہین یقین کیا امام بخاری نے ساتھہ حکم کے واسطے مشہور ہونے اختلاف کے
بیچ اسکے اور یہ جو کہا کہ مَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ الخ سو یہ اشارہ ہے طرف اُس حدیث کی جو ترمذی وغیرہ نے
روایت کی ہے کہ خدا نے رات کو روزہ فرض نہین کیا سو جس نے روزہ رکہا اُس نے محنت اٹھائی اور اُسکو اجر نہین
اور اُسی کے معنے مین ہے حدیث بشیر کی جو احمد اور طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بشیر کی عورت نے کہا کہ مین نے
نیت کی کہ پے در پے دو دن وصال کا روزہ رکہون سو بشیر نے مجھکو منع کیا اور کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اس روزے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ کام نصاری کرتے ہین و لیکن روزہ رکہو جیسے کہ تمکو خدا نے حکم کیا ہے پھر پورا کرو
روزے کو رات تک پس جب رات آوے تو روزے کو افطار کرو اور ایک روایت مین ہے کہ نہین ہے روزہ بعد داخل
ہونے رات کے اور اگر یہ حدیثین صحیح ہون تو وصال کے کوئی معنے نہ ہونگے اور نہ اُسکے فعل مین قربت ہوگی اور یہ خلاف ہے
اُس چیز کا جسکو صحیح حدیثین چاہتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کا روزہ رکہا اگرچہ راجح یہ بات ہی کہ وہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے خصائص مین سے ہی (فتح وغیرہ) وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَهُمْ
وَإِبْقَاءً عَلَيْهِمْ یعنے اور منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے سے واسطے رحم کرنے کی اُنکے لیے اور واسطے
نگہ رکھنے قوت اور بدن کے اوپر اُنکے **ف** یہ حدیث ابھی آتی ہے اور یہ جو کہا کہ واسطے باقی رکھنے کے اوپر اُنکے
تو یہ اشارہ ہے طرف اُس حدیث کی جو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
حجامت سے اور وصال کے روزے سے اور اُنکو حرام نہ کیا واسطے نگہ رکھنے کے اوپر اُنکے وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ یعنے
اور باب ہی بیان مین اُس چیز کے کہ مکروہ ہے تعمق سے یعنے مبالغہ اور شدت کرنا بیچ تکلف اُس چیز کے کہ اُسکے ساتھہ مکلف
نہین گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اُس چیز کی جو انس سے روایت ہی کہ قسم ہے خدا کی کہ اگر رمضان کا مہینا مجھپر لمبا ہو جاتا
تو برابر اُسکے روزے رکہتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے محنت کرنے والے اپنی شدت کو یعنے لوگ عاجز ہو کر طے کا
روزہ چھوڑ دیتے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ ثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وسلم قال لا تواصلوا قالوا انک تواصل قال لست کاحد منکم قال انی اطعم واسقی او انی ابیت
اطعم واسقی ترجمہ انس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پے در پے روزہ نہ رکھو کہ انکے درمیان کچھ
کھاؤ پیو نہیں اصحاب رضہ نے عرض کی کہ آپ پے در پے ہمیشہ روزے رکھتے ہین فرمایا کہ مین تمہاری طرح نہیں ہون مجھکو
کھانا پینا ملتا ہے یا یون فرمایا کہ مین رات کاٹتا ہون اسحال مین کہ مجھکو کھانا پینا ملتا ہے یعنے جسطرح آدمی کو کھانے
پینے سے طاقت ہوتی ہے مجھکو بدون اُسکے خدا طاقت دیتا ہے یا سچ مچ خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلاتا
ہوگا **ف** اور ایک روایت مین اسحدیث کا سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر مہینے
مین طے کے روزے رکھے اور آپکے کچھ اصحابؓ نے بھی طے کے روزے رکھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی تب آپنے
یہ حدیث فرمائی (فتح) حدثنا عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر قال نھی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال قالوا انک تواصل قال انی لست مثلکم انی اطعم واسقی
ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کے روزے سے اصحابؓ نے کہا کہ آپ وصال
کرتے ہین فرمایا کہ مین تمہاری طرح نہیں ہون مجھکو کھانا پینا ملتا ہے **ف** اور ایک روایت مین اُسکے سبب کا بھی ذکر آیا ہے
اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے مین وصال کیا اور لوگون نے بھی وصال کیا پس وہ روزہ انپر دشوار ہوا
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو منع فرمایا حدثنا عبد اللہ بن یوسف ثنا اللیث حدثنی یزید بن
الہاد عن عبد اللہ بن خباب عن ابی سعید انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تواصلوا
فایکم اراد ان یواصل فلیواصل حتی السحر قالوا فانک تواصل یا رسول اللہ قال انی لست کھیئتکم
انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی ترجمہ ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ طے کے روزے نہ رکھو سو جو کوئی طے کا روزہ رکھا چاہے تو چاہیے کہ سحری تک طے کا روزہ رکھے پھر کھولڈالے
اصحاب رضہ نے عرض کی کہ آپ وصال کرتے ہین یعنے طے کا روزہ رکھتے ہین فرمایا کہ مین تمہاری طرح نہیں ہون بلکہ
مین رات گذارتا ہون اسحال مین کہ میرے لیے کھانا دینے والا ہے جو مجھکو کھانا دیتا ہے اور پلانے والا ہے
جو مجھکو پلاتا ہے حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ ومحمد قالا ثنا عبدۃ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ
عن عائشۃ قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال رحمۃ لھم فقالوا انک تواصل
قال انی لست کھیئتکم انی یطعمنی ربی ویسقینی قال ابو عبد اللہ لم یذکر عثمان رحمۃ لھم
ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کے روزے سے واسطے رحمت کے اُنکے
لیے سو اصحابؓ نے عرض کی کہ آپ طے کا روزہ رکھتے ہین فرمایا کہ مین تمہاری طرح نہیں ہون مقرر میرا رب مجھکو کھلاتا
ہے اور پلاتا ہے امام بخاری نے کہا کہ نہیں ذکر کیا عثمان نے لفظ رحمۃ لھم کا **ف** اور استدلال کیا گیا ہے

ساتھ مجموعوں حدیثوں کے اسپر کہ سطے کا روزہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور اسپر کہ آپکے سوای اور کو سطے
کا روزہ رکھنا منع ہے مگر سحری تک طے کا روزہ رکھنا درست ہے پھر منع مذکور مین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ جسپر
مشکل ہو اسکو حرام ہے اور جسپر مشکل نہو اسکو درست ہے اور سلف کو اسمین اختلاف ہے پس نقل کی گئی ہے تفصیل عبد اللہ
بن زبیر سے اور ابن ابی شیبہ نے اسناد صحیح کے ساتھ اس سے روایت کی ہے کہ وہ پندرہ دن سطے کا روزہ رکھتے تھے
اور اصحاب مین سے ابوسعید کی بہن کا بھی یہی مذہب ہے اور تابعین سے عبد الرحمن بن ابی نعیم اور عامر بن عبد اللہ اور ابراہیم
بن یزید اور ابو الجوزا وغیرہ کا روایت کی یہ طبری وغیرہ نے اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو آیندہ باب مین آتی ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی ساتھ نہی کے بعد سطے کا روزہ رکھا پس اگر نہی تحریم کے لیے ہوتی تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم انکو سطے کے روزے پر برقرار نہ رکھتے پس معلوم ہوا کہ مراد آپکی نہی سے رحمت ہے واسطے انکے اور تخفیف
ہے انسے جیسا کہ عائشہ رضنے اپنی حدیث مین تصریح کی اور یہ مثل اسکے ہے کہ منع کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے انکو رات کے کہڑے ہونے سے واسطے خوف اسکی کہ رات کا کہڑا ہونا انپر فرض ہو جاوے اور نہ انکار کیا اسکے
فاعل پر انہین سے کہ اسپر قادر تہا اور عنقریب ہے کہ اسکی نظیر صیام الدہر مین آویگی سو جسپر مشکل نہو اور نہ قصد کرے
موافقت اہل کتاب کا اور نہ منہ پہیرے سنت سے یعنی جلد روزہ کہولنے کے اسکو وصال سے منع نکیا جاوے
اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ سطے کا روزہ حرام ہے اور شافعیہ سے اسمین دو وجہین ہین ایک تحریم دوسری کراہت
اسی طرح اقتصار کیا ہے اسپر نووی نے اور امام شافعی نے ام مین کہا کہ حرام ہے اور عجب بات کہی قرطبی نے
سو کہا کہ مجھکو شک ہے کہ بعض اہل ظاہر اسکو حرام کہتے ہین یا بعض اہل ظاہر کو اسکی حرمت مین شک ہے
اور اس شک کے کوئی معنے نہین اسواسطے کہ ابن حزم نے تصریح کی ہے ساتھ اسکے کہ وہ حرام ہے اور صحیح کہا اسکو
ابن عربی مالکی نے اور امام احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ سحری
تک طے کا روزہ رکھنا درست ہے واسطے دلیل حدیث ابو سعید کے جو مذکور ہے اور اس وصال پر کوئی چیز مرتب
نہین ہوتی اس قبیل سے کہ مرتب ہوتی ہے اسکے غیر پر مگر یہ کہ وہ حقیقت مین بجاے اسکے عشا کے کہانے کی ہے
لیکن وہ اسکو موخر کرتا ہے اسواسطے کہ روزہ دار کے لیے رات اور دن مین کہانا ہے پس اگر اسکو سحری کے وقت
کہاوے تو نقل کیا ہوگا اسکو اول رات سے اسکے اخیر تک اور ہوگا زیادہ تر ہلکا کرنے والا واسطے جسم اسکے کے
اور نہین پوشیدہ ہے یہ کہ محل اسکا وہ ہے کہ نہ مشکل ہو روزہ دار پر نہین تو قربت ہوگی اور انفصال کیا ہے اکثر شافعیہ نے
بایںطور کہ سحری تک بند رہنا وصال نہین بلکہ وصال یہ ہے کہ ساری رات کہاوے پیوے نہین جیسا کہ بند رہتا
ہے دنکو اور سحری تک بند رہنے کو تو وصال صرف اسواسطے کہا جاتا ہے کہ وہ صورت مین وصال کے مشابہ ہے
اور وہ محتاج ہے طرف ثبوت دعوی کے بایںطور کہ وصال سوای اسکے نہین کہ وہ حقیقت ہے تمام رات بند رہنے مین

اور تحقیق ہمارے دیکھ چکا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سحری سے سحری تک طے کا روزہ رکھتے تھے اور روایت کی یہ حدیث احمد
وغیرہ نے اور دلیل پکڑی ہے انہوں واسطے حرمت کو ساتھ حدیث مذکور کے کہ جب رات ادہر سے آوے اور دن ادہر سے
جاوے تو مقرر روزہ دار کے روزہ کہولنے کا وقت ہوا سو واسطے کہ نہیں کیا رات کو محل واسطے غیر فطر کے پس روزہ رکھنا
اسمین مخالفت ہے واسطے وضع اسکے کی مانند دن فطر کے اور جواب دیا ہے انہوں نے بھی باینطور کہ قول آپ کا رحمۃ
لہم حرمت کو منع نہیں کرتا سو واسطے کہ رحمت آپکی واسطے انکے یہ ہے کہ اسکو اُنپر حرام کیا اور یہ نہی کے بعد حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب کے ساتھ روزہ رکھنا سو یہ آپ کی تقریر نہ تھی بلکہ واسطے تقریع اور تنکیل کے تھا پس
احتمال کیا اُنسے یہ واسطے مصلحت نہی کے بیچ تاکید جہڑک انکی کے سو واسطے کہ جب وہ اسکو کرینگے تو ظاہر ہوگی انکو
اسکے حکمت نہی کی اور ہوگا سبب طرف بلانے دلون انکے کی واسطے اور چیز کے کہ مرتب ہوتی ہے اسپر سستی سے عبادت
مین اور قصور سے اُس چیز مین کہ وہ اس سے زیادہ تر مقصود ہے نماز کے وظیفون اور قرأت وغیرہ سے اور بھوک سخت اسکی
منافی ہے اور تحقیق تصریح کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اسکے کہ طے کا روزہ آپکے ساتھ خاص ہے اور کسی
کو درست نہیں واسطے قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ مین تمہاری طرح نہیں ہون یہ ساتھ اسچیز کے ہے کہ جو اشارا
کیا ہے طرف اسکی استحباب تعجیل فطر سے پہلے اپنے باب مین گذر چکا ہے مین کہتا ہون اور دلالت کرتی ہے اسپر کہ
وہ حرام نہیں حدیث ابو داؤد کی کہ اول باب مین اسپر تنبیہ گذر چکی ہے سو واسطے کہ صحابی نے اسمین تصریح کی ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے طے کے روزے کو حرام نہیں کیا اور بزار وغیرہ نے سمرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے وصال کے روزے سے منع فرمایا اور نہیں ہے اولی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جبرئیلؑ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہا کہ خدا نے آپکا وصال قبول کیا اور آپکے بعد کسیکے طے کا روزہ کو درست نہیں لیکن اس حدیث کا اسناد صحیح نہیں اور جواز
کی دلیلون مین یہ ہے کہ اصحاب نے نہی کے بعد طے کا روزہ رکہا پس معلوم ہوا کہ اصحاب نے یہ سمجھا کہ یہ نہی تنزیہ کے واسطے
ہے تحریم کے واسطے نہیں نہیں تو اصحاب روزہ نہ رکھتے اور بشیر بن خصاصیہ کی حدیث جو پہلے گذر چکی ہے اس سے
بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام نہیں سو واسطے کہ برابری کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیچ علت نہی کے درمیان
وصال کے اور درمیان تاخیر فطر کے سو واسطے کہ آپ نے دونو کے حق مین کہا کہ وہ اہل کتاب کا فعل ہے اور نہیں قائل
ہوا کوئی ساتھ تحریم تاخیر فطر کے سوای بعض ان لوگون کے کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے ساتھ انکے اہل ظاہر سے اور یہ قیاس
ہے کہ کبھی یہ درست ہو سو واسطے کہ اسمین توڑنا ہے نفس کا اور اسکی شہوتون کا اور کہاڑنا اسکا ہے لذت اور وغیرہ
اسی واسطے قائم ہے بیچ اسکے جواز پر مطلق یا مقید ہو اس امر جو مذکور ہوگی اور اس باب کی حدیثون مین اور یہی کہتی ہیں
نہیں یہ کہ احکام مین سب مکلفین برابر ہیں اور یہ کہ جو حکم کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ثابت ہو وہ امت کے حق مین بھی
ثابت ہے مگر جو دلیل سے مستثنی ہو اور یہ کہ جائز ہے معارضہ مفتی کا اس چیز مین کہ فتوی دے ساتھ اسکے جبکہ اسکا حال کے

بخلاف اسکے ہو اور نہ جانتا ہو مسئلہ بریع ہوا الا ساتھ عید مخالفت کو اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنی واسطے کہ جاننے
حکمت نہی کے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاصون کا ہونا ثابت ہوا اور یہ کہ عموم آیت لَقَدْ كَانَ
لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ مخصوص ہے اور یہ کہ اصحاب رض تھے رجوع کرتے طرف فعل آپکے کو جسکی صفت
معلوم ہو اور جلدی کرتے تھے طرف پیروی اسکی کی مگر اسچیز مین کہ انکو اُس سے منع کیا اور یہ کہ آپکے سب خاصون
کی پیروی نہین کیجاتی اور بتحقیق توقف کیا ہے اسمین امام الحرمین نے اور ابو شامہ نے کہا کہ نہین جائز کسی
مانند ہونا ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مباحین مانند زیادہ نکاح کرنے کی چار عورتون سے اور مستحب
ہے بچنا اسچیز سے کہ آپ پر حرام ہے اور مستحب ہے تشبہ کرنا ساتھ آپکے اسچیز مین کہ آپ پر واجب ہے مانند نماز چاشت
کی اور اسپر مستحب ہین نہین تعرض کیا واسطے اسکے اور وصال اسی قبیل سے ہے پس احتمال ہے کہ کہا جاوے کہ اگر اس
سے منع نکیا ہو تو اسکے ساتھ پیروی کرنی منع نہین اور اسمین بیان ہے واسطے قدرت اللہ کے اوپر پیدا
کرنے مسببات عادیات کو بغیر سبب ظاہر کے کما سیاتی البحث فیہ (فتح) **بَابُ التَّنْكِيلِ لِمَنْ أَكْثَرَ
الْوِصَالَ رَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** باب ہے بیان مین سزا اس شخص کے کہ طے کو بہت روزے
رکھے روایت کی یہ سزا انس رض نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے **ف** اکثر کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ
جو طے کے روزے کم رکھے اسپر کوئی عذاب نہین اسواسطے کہ کبھی کبھی طے کا روزہ رکھنے مین عدم مشقت کا گمان
ہے لیکن عذاب کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ جائز ہو (فتح) **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ
فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ
يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ
فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے طے کے روزے سے منع فرمایا سو مسلمانون مین سے ایک مرد نے آپ کو کہا کہ یا حضرت آپ طے کا روزہ
رکھتے ہین فرمایا کہ تم مین سے میری طرح کون ہے مین رات گذارتا ہون اس حال مین کہ میرا رب مجھکو کھلاتا ہے اور
پلاتا ہے سو جب اصحاب رض نے انکار کیا اس سے کہ باز رہین طے کے روزے سے تو آپنے انکے ساتھ ایک دن طے کا
روزہ رکھا پھر ایک دن رکھا پھر عید کا چاند دیکھا سو فرمایا کہ اگر چاند دیر کرتا تو مین تمکو روزہ زیادہ کرتا اور یہ حال
ساتھ انکے مانند عذاب کے تھا واسطے انکے جب کہ انہون نے باز رہنے سے انکار کیا **ف** استدلال کیا گیا
ہے ساتھ اسکے اوپر جواز قول لو کے اور عمل کرنے نہی کے جو وارد ہے اسمین اوپر اسچیز کے کہ نہین متعلق ہے ساتھ
امور شرعیہ کے اور زیادہ کرنے سے وصال ہے یعنے مین تمکو وصال مین زیادہ کرتا یہان تک کہ تم اُس سے عاجز

ہوجائے اور تحسین چاہتے ساتھ ترک کرنے اسکے کے (ختم) حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ
هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَيْنِ قِيلَ إِنَّكَ
تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَاكْلَفُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ ترجمہ ابو ہریرہ
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو طے کے روزہ سے یہ کلمہ آپنے دوبار فرمایا کسی نے کہا کہ
یا حضرت آپ طے کا روزہ رکھتے ہین فرمایا مین رات گذارتا ہون اس حال مین کہ میرا رب مجھکو کہلاتا ہے اور پلاتا
ہے پس اوٹھاؤ عمل سے وہ چیز کہ اسکی طاقت رکھو **ف** یہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رب
مجھکو کہلاتا پلاتا ہے تو اسکے معنے مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ وہ اپنے حقیقی معنے مین ہے اور یہ کہ رمضان
کی راتون مین خدا کے نزدیک سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہانا پینا لایا جاتا تھا واسطے کرامت کرنے
کے واسطے آپکے اور تعاقب کیا ہے اسکا ابن بطال نے اور جو اسکی تابع ہے بایں طور کہ اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو
نہ ہوتے وصال کرنے والے اور بایں طور کہ قول آپ کا لفظ ظل دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ دن مین بھی واقع ہوتا ہے
پس اگر کہانا پینا حقیقی ہوتا تو آپ روزہ دار نہ ہوتے اور جواب یہ ہے کہ روایتون مین راجح لفظ ابیت کا ہے یعنے
مین رات گذارتا ہون اور اگر فرضا ثابت بھی ہو تو نہین حمل کرنا کہانے اور پینے کا مجاز پر اولے حمل کرنے لفظ
ظل سے مجاز پر اور بتقدیر تنزل پس نہین ضرر دیتی ہے کوئی چیز اس سے اس واسطے کہ جو دیا جاوے ساتھ اسکے
رسول بطور کرامت کے کہانے پینے بہشت کے سے اسمین آپ پر احکام مکلفین کے جاری نہین ہوتی جیسے کہ آپکا
سینہ سونے کے طشت مین دہویا گیا باوجودیکہ دنیا کے سونے کے برتنون کا استعمال کرنا حرام ہے اور ابن منیر
نے حاشیہ مین کہا کہ جو چیز کہ شرعا روزے کو توڑ دیتی ہے وہ تو صرف کہانا معتاد ہے جو دنیا مین مروج ہے
اور جو کہانا کہ عادت کے مخالف ہو مانند کہانے بہشتی کی تو اس سے روزہ فاسد نہین ہوتا اور نہین ہے
اسکا جنس اعمال سے بلکہ وہ تو صرف ثواب کی جنس سے ہے مانند کہانے اہل جنت کی بہشت مین اور کرامت
عادت کو باطل نہین کرتی اور اسکے غیر نے کہا کہ نہین کوئی مانع حمل کرنے کہانے و پینے کے سے حقیقت پر اور نہین
لازم آتی کوئی چیز پہلے اعتراضون سے بلکہ روایت صحیح ابیت ہے یعنے مین رات گذارتا ہون اور کہانا اور
پینا آپکا اس چیز سے کہ دیجاتی تھی بہشت سے نہین قطع کرتا وصال آپکے کو واسطے خصوصیت آپکی کے ساتھ
اسکی پس گویا کہ آپنے فرمایا جبکہ آپ کو کہا گیا کہ آپ وصال کرتے ہین سو فرمایا کہ مین اسمین تمہاری طرح نہین ہون
اسمین کہ جو تم مین سے کہاوے پیوے اسکا وصال ٹوٹ جاتا ہے بلکہ میرا رب مجھکو کہلاتا ہے اور پلاتا ہے
اور میرا وصال قطع نہین ہوتا پس کہانا اور پینا میرا غیر ہے کہانے اور پینے تمہارے کے باعتبار صورت اور
معنے کے اور زین بن منیر نے کہا کہ وہ محمول ہے اس پر کہ آپ کا اس حالت مین کہانا پینا مانند حالت سونے کے

کو بھوک حاصل ہوتی ہے واسطے اُسکے سیری اور سیرابی ساتھ کھانے پینے کے اور ہمیشہ رہتا ہے واسطے اسکے
یہانتک کہ پیدا ہو اور نہین باطل ہوتا ساتھ اُسکے روزہ اسکا اور نہین ٹوٹتا وصال اُسکا اور نہین کم ہوتا
اجر اسکا اور حاصل اسکا یہ ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت استغراق پر محمول ہے تاکہ نہ اثر کرے آپ مین
کوئی چیز احوال بشریہ سے اور جمہور نے کہا کہ مراد کھلانے پلانے سے مجاز ہے لازم کھانے پینے سے اور وہ
قوت ہے پس گویا کہ آپ نے کہا کہ خدا مجھکو کھانے پینے والے کی قوت دیتا ہے اور بہاتا ہے مجھپر اس چیز کو کہ کھانے
پینے کے قائم مقام ہو اور انواع طاعت پر قوت دے بغیر ضعف کی قوت مین اور نہ بوجھ کے احساس مین
یا یہ معنی ہین کہ خدا پیدا کرتا ہے آپ مین سیری اور سیرابی سے وہ چیز کہ آپ کو کھانے پینے سے بے پروا کر دے
پس نہ آپ کو بھوک معلوم ہو اور نہ پیاس اور فرق درمیان اس وجہ اور پہلی وجہ کے یہ ہے کہ بنا بر پہلی وجہ کے آپ کو
قوت دی جاتی تھی بغیر سیری اور سیرابی کے ساتھ بھوک اور پیاس کے اور بنا بر وجہ ثانی کے دی جاتی تھی آپ کو
قوت ساتھ سیری اور سیرابی کے اور ترجیح دیگئی ہے پہلی وجہ کو باینطور کہ دوسری وجہ روزہ دار کے حالت کی منافی
ہے اور فوت کرتی ہے مقصود کو ساتھ روزے اور وصال کے اس واسطے کہ بھوک وہ روح ہے اس عبادت خاصہ
اور نیز بعید کرتی ہے اسکو نظر کرنی طرف حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ صبر کرنے والے تھے چیزوں سے اکثر
بھوکے رہتے تھے اور بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے مین کہتا ہون کہ تمسک کیا ہے ابن حبان نے ساتھ
ظاہر حال کے پس استدلال کیا ساتھ اس حدیث کے اوپر ضعیف کرنے ان حدیثون کے جو وارد ہوئی ہین ساتھ اسکے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہوتے تھے اور بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اس واسطے کہ اللہ تعالے اپنے رسول
کو کھلاتا تھا اور پلاتا تھا جبکہ ملے کا روزہ رکھتے پس کسطرح چھوڑتا آپ کو بھوکا یہانتک کہ محتاج ہوتے طرف باندھنے
پتھر کی اوپر پیٹ اپنے کے پھر کہا کہ کیا فائدہ دیتا ہے پتھر بھوک سے پھر دعوی کیا کہ یہ تصحیف ہے بعض راویون سے اور سوا
اسکے نہین کہ لفظ حجز ہے ساتھ زے کے اور لوگون نے اسپر ان سب باتون مین بہت رد کیا ہے اور ابلغ اسچیز کا کہ رد
کیا جاوے ساتھ اسکے اوپر اُسکے وہ چیز ہے جو اُسنے اپنی صحیح مین روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو
نکلے سو ابوبکر اور عمر کو دیکھا سو فرمایا کہ کس چیز نے تم کو نکالا ہے فرمایا کہ نہین نکالا ہمکو مگر بھوک نے فرمایا اور مین بھی قسم ہے
اس ذات کی جسکے قابو مین میری جان ہے کہ نہین نکالا مجھکو مگر بھوک نے آخر حدیث تک پس یہ حدیث رد کرتی ہے
اس چیز کو کہ تمسک کیا ہے اس نے ساتھ اُسکے اور یہ جو اُسنے کہا کہ پتھر بھوک سے کچھ فائدہ نہین دیتا سو جواب اسکا
یہ ہے کہ وہ پیٹھ کو قائم رکھتا ہے اس واسطے کہ پیٹ جب خالی ہو تو اکثر اوقات آدمی قیام سے ضعیف ہوتا ہے بسبب
مڑنے پیٹ اُسکے کے اوپر اسکے سو جب اسپر پتھر باندہے تو سخت اور قوی ہوتا ہے آدمی اوپر قیام کے یہانتک کہ
کہا بعض اس شخص نے کہ واقع ہوا واسطے اُسکے یہ کہ مین گمان کرتا تھا کہ پاؤن پیٹ کو اوٹھاتے ہین پس کہان

پیٹ یا دن کو اٹھاتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد کھلانے اور پلانے سے یہ ہو کہ مشغول رکھتا ہے مجھکو ساتھ فکر کرنے کے
عظمت اسکی میں اور غذا پانے کو ساتھ معارف اسکے کے اور ٹھنڈی ہونے آنکھ کے ساتھ محبت اسکی کے اور استغراق
کے بیچ مناجات اسکی کے اور متوجہ ہونے کی طرف اسکے کھانے اور پینے سے اور اسی کی طرف میل کی ہے ابن قیم نے اور کہا
کہ کبھی ہوتی ہے یہ غذا اعظم غذا جسمونی سے اور وہ شخص کہ ہو واسطے اسکے ذوق اور تجربہ جانتا ہے بے پرواہ ہونا بدن
کا ساتھ غذا دل اور روح کے بہت غذاؤں جسمانیہ سے خاصکر وہ خوشی کہ پیدا ہو ساتھ مطلوب اپنے کے کہ ٹھنڈی ہوئی
ہے آنکھ اسکی ساتھ محبوب اپنے کے (فتح) **باب** الوصال الی السحر سحری تک لگاتار روزہ رکھنا **ف** یعنی جائز
ہونا اسکا اور پہلے گذر چکا ہے کہ وہ قول امام احمد اور ایک گروہ اہل حدیث کا ہے اور شافعیہ سے بعضے وہ شخص ہیں کہ کہتے
ہیں کہ وہ وصال حقیقی نہیں (فتح) **حدثنا** ابراہیم بن حمزۃ حدثنی ابن ابی حازم عن یزید عن عبد اللہ بن
خباب عن ابی سعید الخدری انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تواصلوا فایکم اراد
ان یواصل فلیواصل حتی السحر قالوا فانک تواصل یا رسول اللہ قال لست کھیئتکم انی ابیت
لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی ترجمہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لگاتار
کا روزہ نہ رکھو سو تم میں سے جو لگاتار کا روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ سحری تک وصال کرے لوگوں نے کہا کہ یا حضرت آپ
وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گذارتا ہوں اس حال میں کہ میرے لیے کھلانے والا ہے جو
مجھکو کھلاتا ہے اور پلانیوالا ہے جو مجھکو پلاتا ہے **ف** ابن خزیمہ کے نزدیک ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سحری تک وصال کرتے تھے سو آپکے بعض اصحاب نے بھی وصال کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
منع کیا سو اسنے کہا کہ یا حضرت آپ یہ کام کرتے ہیں آخر حدیث تک اور ظاہر اس حدیث کا معارض ہے واسطے
حدیث ابوسعید رضی کے اسواسطے کہ ابوہریرہ رضی کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی وصال سے مقید ہے سحری تک اور ابوسعید رضی
کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے وصال کرنا سحری تک اور محفوظ ابوہریرہ رضی کی حدیث میں مطلق ہونا نہی کا ہے بغیر
قید کرنے کو ساتھ سحری کے اور اسی پر اتفاق کیا ہے سب راویوں نے اور قید نہی کی وصال سے سحری تک شاذ ہے اور اگر فرضا
یہ روایت صحیح بھی ہو تو مقرر اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے طرف تطبیق کی درمیان انکے بایں طور کہ احتمال ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اول مطلق وصال سے منع کیا ہو برابر ہے کہ ساری رات کا ہو یا بعض رات کا اور اسی پر محمول
ہوگی حدیث ابوہریرہ کی پھر خاص کی گئی نہی ساتھ تمام رات کے پس مباح کیا وصال کو سحری تک اور اسی پر محمول ہوگی
حدیث ابوسعید کی یا ابوہریرہ کی حدیث میں نہی کراہت تنزیہی پر محمول ہوگی اور ابوسعید کی حدیث میں نہی جو فوق اسکے ہو
بیچ کراہت تحریم کے محمول ہوگی (فتح) **باب** من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع ولم یر علیہ
قضاء اذا کان اوفق لہ باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ قسم کہاوے اپنے بھائی پر تاکہ روزہ کھولے بھائی روزہ نفل

مین وہ نہین اعتقاد کیا اُسپر قضا کو جبکہ ہو موافق تر ساتھہ حال اُسکے کہ یعنے مثلاً مسافر ہو یا روزہ اُسکو بیماری مین
ڈالے **ف** قسم کہاوے یعنے کہے کہ اگر تو روزہ نہ کہولیگا تو مین تیرا کہانا نہ کہاؤنگا اور امام بخاری نے اس باب
مین ابو الدرداء کی حدیث بیان کی ہے اور اسپر ذکر قسم کا اس طریق مین واقع نہین ہوا جیسے کہ ہم اسکو بیان کرینگے
اور اسپر قضا اس مین واقع ہوا مین اسپر پیچ کسی چیز کے طریقون اُسکے سے مگر یہ کہ اصل عدم قضا ہے اور تحقیق برقرار
رکہا اسکو شارع نے اور اگر قضا واجب ہوتی تو اسکو بیان کرتے باوجود حاجت اسکی کے طرف بیان کی اور
گویا کہ اشارہ کرتا ہے طرف حدیث ابو سعید کی کہا کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کہانا پکایا سو جب کہانا
آگے رکہا گیا تو ایک مرد نے کہا کہ مین روزہ دار ہون سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بہائی نے تجہکو
بلایا اور مشقت کی تیرے لیے کہانا پکایا روزہ کہولڈال اور اگر چاہے تو اسکے بدلے روزہ رکہہ اور یہ حدیث دلالت
کرتی ہے عدم ایجاب پر اور یہ جو فرمایا کہ جبکہ ہو موافق تر ساتھہ حال اُسکے کے تو کبھی سمجہا جاتا ہے اس سے کہ امام بخاری
کی نزدیک جواز اور عدم قضا اُسکے حق مین ہے جو معذور ہو ساتھہ کہولنے اُسکے کہ نہ اُسکے حق مین جو جان بوجہہ کر بلا
سبب اُسکو توڑ ڈالے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ ثَنَا اَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِي
جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ
اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰى اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَاْنُكِ قَالَتْ اَخُوكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ
حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَاِنِّي صَائِمٌ قَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰى تَاْكُلَ
فَاَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا
كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ
عَلَيْكَ حَقًّا وَلِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ **ترجمہ** ابو جحیفہ رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابو الدرداء کے درمیان برادری کی یعنے انکو ایک دوسرے کا بہائی بنایا سو سلمان نے
ابو الدرداء کی زیارت کی سو اُسکی بی بی ام درداء کو میلے پرانے کپڑے پہنے دیکہا یعنے زینت کے کپڑے نہ پہنے ہوئے
تہی سو سلمان نے اسکو کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے زینت کو ترک کیا ہے اُس نے کہا کہ تیرے بہائی ابو الدرداء کو
دنیا کی کچہہ حاجت نہین سو ابو الدرداء آئے اور سلمان کے لیے کہانا طیار کیا اور کہا کہ تم کہاؤ کہ بیشک مین تو
روزہ دار ہون سلمان نے کہا کہ مین کہانا نہین کہاؤنگا یہانتک کہ تو کہاوے سو ابو درداء نے کہانا کہایا سو جب
رات ہوئی تو ابو درداء عبادت کے لیے کہڑے ہونے لگے سو سلمان نے کہا کہ سو رہ سو وہ سو رہا پہر کہڑا ہونے لگا
اُس نے کہا کہ سو رہ سو جب پچھلی رات ہوئی تو سلمان نے کہا کہ اب کہڑا ہو سو دونون نے نماز پڑہی سو سلمان نے انکو کہا

کہ تیرے رب کا تجہپر حق ہے یعنے اسکی عبادت کر اور تیری جان کا بہی تجہپر حق ہے یعنے اسکو بہت مشقت
مین نہ ڈال تا کہ بیمار اور ہلاک ہوجاوے اور تیری بی بی کا بہی تجہپر حق ہے یعنے اسکے ساتہہ سو اور صحبت اور مخالطت
کر سو ہر حقدار کو اپنا حق دے سو ابو درداء حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور سلمان کا قول آپسے ذکر کیا سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان سچا ہے ف اسکے ایک طریق مین آیا ہے کہ سلمان نے کہا کہ مین تجہکو قسم دیتا
ہون کہ البتہ تو روزہ کہولے اور یا انا کے لفظ سے پہلے قسم مقدر ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث مین کئی
فائدے ہین جائز ہے برادر کرنے واسطے اللہ کے اور یہ کہ مشروع ہے زیارت کرنی بہائیون کی اور رات گذارنی نزدیک
انکے اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا بیگانی عورت سے واسطے حاجت کے اور سوال کرنا اس چیز سے کہ مرتب ہو اسپر مصلحت اگرچہ ظاہر
مین وہ سائل کے متعلق نہ ہو اور اسمین خیر خواہی ہے واسطے مسلمان کے اور تنبیہ کرنی واسطے غافل کے اور اسمین فضیلت تہجد کی
اخیر رات مین کہڑے ہونیکی اور یہ کہ مشروع ہے زینت کرنا عورت کو واسطے خاوند اپنے کے اور ثابت ہونا حق عورت
کا اپنے خاوند پر حسن معاشرت مین اور کبہی پکڑا جاتا ہے اس سے ثبوت حق جماع کا واسطے عورت کے واسطے قول
حضرت سلمان رض کے کہ تیری بی بی کا بہی تجہپر حق ہے پہر فرمایا کہ اپنی بی بی سے صحبت کر اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکو اسپر برقرار رکہا اور یہ کہ جائز ہے منع کرنا مستحبات سے جبکہ خوف کرے کہ یہ پہونچیگا طرف
رنج اور تہکانے کی اور فوت کرنے حقوق مطلوبہ واجبہ یا مندوبہ کے کہ راجح ہے فعل انکا فعل مستحب مذکور پر اور یہ کہ وعید
وارد ہونے اس شخص پر جو منع کرے نمازی کو نماز سے خاص ہے ساتہہ اس شخص کے کہ منع کرے اسکو ظلم اور تعدی سے اور یہ
کہ مکروہ ہے شدت کرنی نفس پر عبادت مین وسیأتی بیان ذلک اور یہ کہ جائز ہے توڑنا روزہ نفل کا جیسا کہ باب
باندہا ہے ساتہہ اسکے امام بخاری نے اور یہی ہے قول جمہور کا اور نہین واجب کی انہون نے اسپر قضا لیکن اسکو
مستحب ہے کہ اسکو قضا کرے اور عبد الرزاق نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ اس نے اسکے لیے مثال بیان کی
مانند اس شخص کی کہ مال لیجاوے تا کہ خیرات کرے پہر پلٹ آوے اور خیرات نہ کرے یا اسمین سے کچہ خیرات اور کچہ روک رکہے اور انکی
دلیل ام ہانی کی حدیث ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اس حال مین کہ روزہ دار تہی سو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے شربت منگایا اور اسکو پیا پہر ام ہانی کو دیا سو اس نے بہی پیا پہر ام ہانی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
مسئلہ پوچہا سو آپنے فرمایا کہ کیا تو رمضان کا کوئی روزہ قضا کرتی تہی یعنے کیا یہ روزہ قضا رمضان کا تہا اس نے
کہا کہ نہین فرمایا اسکا کچہ ڈر نہین اور ایک روایت مین ہے کہ اگر قضا روزہ تہا تو اسکے بدلے روزہ رکہہ اور اگر نفل تہا
تو اگر چاہے تو قضا کر اور اگر چاہے تو نہ قضا کر روایت کی یہ حدیث احمد وغیرہ نے اور واسطے اسکے شاہد ہے ابو سعید
کی حدیث سے جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور امام مالک سے روایت ہے کہ اگر عذر ہو تو جائز ہے توڑنا نفل روزے کا اور نہین واجب
ہے اسپر قضا اور اگر عذر نہ ہو تو اسکا توڑنا منع ہے اور قضا واجب ہے اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ ہر حال مین قضا لازم ہے

یعنے خواہ عذر ہو یا نہ ہو ذکر کیا ہے اسکو طحاوی وغیرہ نے اور تشبیہ دی ہے اسکو ساتھ اس شخص کے کہ توڑے حج نفل کو
اسواسطے کہ اسکی قضا اسکو بالاتفاق واجب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ حج ممتاز ہے ساتھ کئی احکام کے
کہ نہین قیاس کیا جاتا غیر اسکا اوپر اسکے بیچ انکے سو ایک انمین سے یہ ہے کہ جو حج کو توڑے اسکو حکم کیا جاتا ہے ساتھ گذرنے
کی بیچ حج فاسد کے اور جو روزے کو توڑے اسکو اسمین گذرنے کا حکم نہین کیا جاتا پس دونو جدا ہو گئے اور نیز اس
واسطے کہ وہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے سو نہین اعتبار کیا جاتا ساتھ اسکے اور عجب بات کہی ابن عبدالبر نے
پس نقل کیا اجماع کو اوپر نہ واجب ہونے قضا کے اس شخص سے کہ اپنے روزے کو عذر سے توڑے اور جو قضا کو واجب
کہتا ہے اسکی دلیل یہ حدیث ہے کہ جو ترمذی وغیرہ نے عائشہ رضہ سے روایت کی ہے کہ مین اور حفصہ دونو روزہ دار تہین
سو ہمارے آگے کہانا لایا گیا جسکی ہمکو خواہش تہی سو ہمنے اسمین سے کہایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو جلدی
کی مجہسے طرف آپکی حفصہ نے اور تہی وہ بیٹی اپنے باپ کی یعنے اپنے باپ عمر رض کی طرح دلاور تہی سو اسنے کہا کہ یا حضرت
سو یہ حال اسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونو اسکے بدلے
ایک دن روزہ رکہو لیکن یہ حدیث مرسل ہے سند نہین اور خلال نے کہا کہ اتفاق کیا ہے ثقات نے اوپر مرسل
ہونے اسکے کی اور شاذ ہے جس نے اسکو موصول کیا اور اتفاق کیا ہے حفاظ نے اسپر کہ عائشہ کی یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف
کہا ہے اسکو بخاری اور احمد اور نسائی نے اور بر تقدیر ثبوت کہا جاویگا کہ ثابت ہو چکا ہے عائشہ رضہ سے کہ مقرر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم تھے افطار کرتے نفل روزے سے جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے اشارہ طرف اسکی اول باب مَن نَوَے
بِالنَّہَارِ صَوْمًا مین اور بعض نے اوسمین زیادہ کیا ہے یہ لفظ کہ پس آپنے کہا یا پہر فرمایا لیکن مین اسکے بدلے مین ایک
دن روزہ رکہونگا اور نسائی نے کہا کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اور حکم کیا اسنے ساتہہ خطا ہونے اسکے کی اور بر تقدیر صحت
پس جمع کیا جاویگا درمیان ان دونو کے ساتہہ حمل کرنے امر قضا کے اوپر ندب کے اور یہ جو قرطبی نے کہا کہ جواب یا جانا
ہے ابو جحیفہ کی حدیث سے ساتہہ اسکے کہ افطار کرنا ابو درداء کا تہا واسطے قسم دینے سلمان کے اور واسطے عذر ضیافت
کے پس موقوف ہوگا اسپر کہ یہ عذر ان اعذار سے ہے کہ جائز کرتے ہین افطار کو اور ابن تین نے امام مالک کے مذہب سے نقل کیا
ہے کہ نہ افطار کرے وہ روزے کو واسطے مہمان کے اترنے ساتہہ اسکے اور نہ واسطے اس شخص کے کہ قسم کہا دے اسپر ساتہ
طلاق کے اور عتاق کے اور اسی طرح اگر وہ قسم کہا دے ساتہہ اللہ کے کہ البتہ وہ روزہ افطار کرے تو قسم کا کفارہ
دیوے اور روزہ افطار نکرے اور عنقریب ہے کہ بعد کئی بابوں کے انس رض کی حدیث سے آویگا کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم ام سلیم رضہ کی ملاقات کو گئے تو آپنے روزہ نہ کہولا اور آپ نفل روزہ دار تھے اور تحقیق انصاف کیا ہے ابن منیر نے
حاشیہ مین سو کہا کہ نفل روزے کی صورت مین بغیر عذر کے کہانے کے حرام کہنے مین نہین دلالت ہوئی مگر دلیل
عام مانند قول اللہ تعالی کی وَلَا تُبْطِلُوا اَعْمَالَكُمْ یعنے نہ باطل کرو اپنے عملون کو لیکن خاص مقدم ہوتا ہے عام پر مانند

حدیث سلمان کی اور مہلب نے کہا کہ روزہ کہولا ابو درداء نے تاویل اور اجتہاد سے پس ہوگا معذور پس نہین قضا اوپر اسکے
لیکن یہ قول امام مالک کے مذہب کے مطابق نہین پس اگر روزہ کہولے کوئی ساتھ بشغل ابو درداء کے نزدیک اسکی تو البتہ واجب
ہے اسپر قضا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو درداء کے فعل کو ٹہیک کہا پس تحقیق کی اُس نے مذہب صحابی سے طرف
نص رسول کی اور تحقیق کہا ابن عبد البر نے کہ جو دلیل پکڑے بیچ اسکے ساتھ آیت وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ کے پس وہ
جاہل ہے ساتھ اقوال اہل علم کے اسواسطے کہ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اسکے نہی ہے ریا سے گویا کہ کہا
کہ نہ باطل کرو عملون اپنے کو ساتھ ریا اور دکہانے کے بلکہ خالص کرو انکو واسطے اللہ کے اور اور لوگون نے کہا کہ
نہ باطل کرو عملون اپنے کو ساتھ اختیار کرنے کبیرہ گناہون کے اور اگر ہوتی مراد ساتھ اسکے نہی باطل کرنے اسچیز کے سے کہ
نہین فرض کیا اسکو اللہ نے اوپر اسکے اور نہ واجب کیا اُس نے اسکو اپنے نفس پر ساتھ نذر وغیرہ کے تو البتہ منع ہوتا
اسپر روزہ کہولنا مگر ساتھ اسچیز کے کہ مباح کرے روزہ کہولنے کو روزہ واجب ہے اور وہ اُسکے قائل نہین **تنبیہ** یہ ترجمہ
جس سے اب فارغ ہوئے ہین اول بابون نفل کا ہے ابتدا کیا مصنف نے اُسکے ساتھ حکم روزہ نفل کے کہ کیا واجب ہے تمام کرنا
اُسکا ساتھ داخل ہونے کی بیچ اُسکے یا نہین پہر وارد کیا باقی بابون کو اوپر کہ اختیار کیا اُسکو ترتیب سے رحمہ اللہ **باب**
صَوْمِ شَعْبَانَ شعبان کے روزے کا بیان **ف** یعنے مستحب ہونا اُسکا گویا کہ نہین تصریح کی اُسنے ساتھ اُسکے واسطے
اسچیز کے کہ بیچ عموم اسکے کی ہے تخصیص سے اور بیچ مطلق اُسکے کی ہے تقیید سے یعنے اس سے عموم کی تخصیص لازم آتی ہے
کما سیاتی بیانہ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ**
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا
رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُهٗ اَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِي
شَعْبَانَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکہتے یہانتک کہ ہم کہتے کہ کبھی روزہ نہ کہولین
گے اور روزہ کہولتے یہانتک کہ ہم کہتے کبھی روزہ نہ رکہین گے اور نہین دیکہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ پورے کیے
ہون روزے کسی مہینے کے تمام کبھی مگر رمضان کے اور نہین دیکہا مین نے کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ بہت روزے رکہتے
ہون بہ نسبت شعبان کے یعنے شعبان مین اتنے روزے رکہتے تہے کہ اور مہینے مین اتنے نہ رکہتے تہے سوائے رمضان
کے **ف** یعنے ابتدا حدیث کو یہ ہین کہ عادت شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روزہ نفل مین یہ تہی کہ ہمیشہ رکہین کبھی
کتنے دنون متصل روزے رکہتے تہے کہ لوگ گمان کرتے اور کہتے کہ روزہ نہین کہولین گے اور کبھی اتنے روزے کہولتے
کہ گمان کرتے کہ روزے رکہنے ہی کے نہین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکہتے شعبان
مگر تہوڑے اس سے معلوم ہوا کہ مراد ساتھ قول اسکے کے ام سلمہ کی حدیث مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام شعبان
کو روزے رکہتے تہے اکثر شعبان ہے اور قرطبی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکہتے تہے تمام

شعبان مین ایک سال ور اکثر شعبان مین دوسرے سال تاکہ نہ وہم کیا جاوے کہ واجب ہے سارا مہینہ مانند رمضان کی اور بعضے کہتے ہین کہ مراد ساتھہ قول عائشہ رض کے یہ ہے کہ کبھی شعبان کے اول سے روزے رکھتے تھے اور کبھی اسکے اخیر سے رکھتے تھے اور کبھی اسکے درمیان سے پس نہ خالی چھوڑتے تھے کسی چیز کو اُس سے ساتھہ روزے کے اور نہ خاص کرتے تھے بعض اسکے کو ساتھہ روزے کے سوای بعض کے اور صواب پہلی وجہ ہے اور اختلاف کیا گیا ہے اسمین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو شعبان مین بہت روزے رکھتے تھے تو اسکی حکمت کیا ہے سو بعضے کہتے ہین کہ تھے مشغول رہتے تین روزون ہر مہینے کے سے واسطے سفر وغیرہ کے پس جمع ہوتے پس قضا کرتے تھے اُن سب کو شعبان مین اشارہ کیا ہے طرف اسکی ابن بطال نے اور اسمین ایک حدیث ضعیف وارد ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ رمضان کی تعظیم کے واسطے رکھتے تھے اور اسمین بھی ایک حدیث وارد ہو چکی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اسمین حکمت یہ ہے کہ آپ کی بی بیان تھین قضا کرتین وہ روزے کہ تھے اوپر رمضان سے یعنے جو روزے اُنکے رمضان مین عذر حیض سے قضا ہو جاتے تھے انکو شعبان مین قضا کرتین تھین اور یہ عکس اُس چیز کا ہے جو پہلے گذر چکا ہے حکمت بیچ ہونے بی بیون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیچ ہونے اُنکے کے نہین مؤخر کرتین قضا رمضان کو شعبان تک سو اسطے کہ وارد ہو چکا ہے اسمین کہ یہ تاخیر واسطے ہونے اُنکے کی تھین مشغول ہوتین ساتھہ خدمت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روزے سے اور بعضے کہتے ہین کہ حکمت اسمین یہ ہے کہ اُسکے پیچھے رمضان آتا ہے اور اسکا روزہ فرض ہے اور تھے بہت روزے رکھتے شعبان مین لقدر اُسچیز کے کہ روزے رکھتے دو مہینون مین سوا اُسکے واسطے اسچیز کے کہ فوت ہوتا تھا آپ سے نفل روزے سے ساتھہ لیکے بیچ دونون رمضان کے اور اولے اس باب مین وہ ہے جو آیا ہے ایک حدیث مین کہ زیادہ ترجیح ہے پہلی سب حدیثون سے کہ روایت کیا ہے اُسکو نسائی وغیرہ نے اسامہ بن زید سے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت نہین دیکھتا مین آپ کو کہ روزے رکھتے ہون کسی مہینے سے اُس قدر کہ روزے رکھتے ہین آپ شعبان سے فرمایا یہ مہینہ ہے کہ غافل ہوتے ہین لوگ اُس سے درمیان رجب اور رمضان کے اور وہ مہینہ ہے کہ اٹھائے جاتے ہین اُسمین عمل طرف رب العالمین کی پس مین دوست رکھتا ہون کہ میرا عمل اوٹھایا جاوے اس حال مین کہ مین روزہ دار ہون اور نہین تعارض ہے درمیان اسکے اور درمیان اس چیز کے کہ پہلے گذر چکی ہے حدیثون سے بیچ نہی کے پیشوائی کرنے رمضان کی سے ساتھہ روزے ایک دن یا دو دن کے اور اسی طرح جو آیا ہے کہ شعبان کے اخیر نصف مین روزہ رکھنا منع ہے اس واسطے کہ تطبیق درمیان انکے ظاہر ہے ساتھہ اسکے کہ حمل کیجاوے نہی اس شخص پر جسکی ان دنون مین روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو اور اس حدیث مین دلیل ہے اوپر فضیلت روزہ رکھنے کے شعبان مین اور جواب دیا ہے نووی نے اس سے کہ آپ محرم مین بہت روزے کیون نہین رکھتے تھے باوجودیکہ آپ نے فرمایا کہ افضل روزہ وہ ہے جو محرم مین واقع ہو ساتھہ اسکے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ معلوم کیا اس کو

مگر اپنی آخر عمر میں پس نہ قدرت پائی آپ نے اسپر کہ محرم مین بہت روزے رکہیں یعنے آپ کو اسکا موقع نہ ملا یا اتفاق پیش آئی آپ کو اعذار سے ساتھ سفر اور بیماری کے مثلاً وہ چیز کہ باز رکہا آپ کو کثرت صوم سے بیچ اسکے اور تحقیق پہلے گذر چکی ہے کلام اوپر اس حدیث کی کہ نہین تہکتا یعنے ثواب دینے سے اللہ یہانتک کہ تم عمل سے تہکجاؤ اور مناسبت اسکی واسطے حدیث کی اشارت ہے طرف اسکی کہ تحقیق روزہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین لائق ہے یہ کہ پیروی کیجاوے ساتھ اسکے بیچ اسکے مگر یہ جو طاقت رکہو اسچیز کی کہ تہے طاقت رکہتے اور یہ کہ جو مشقت بیچ ڈالے جان اپنی کو بیچ کسی چیز کے عبادت سے تو خوف ہے اسپر کہ تہک جاوے پس پہونچاوے گا طرف ترک اسکی کے اور ہمیشگی کرنے عبادت پر اگرچہ تہوڑی ہو اور لیے ہو مشقت نفس سے بیچ کثرت اسکی کے جبکہ قطع ہو جاوے پس تہوڑا عمل جو ہمیشہ ہوتا رہے افضل ہے بہت سے کہ قطع ہووے اکثر اوقات (فتح) حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا وَأَحَبُّ الصَّلٰوةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلٰوةً دَاوَمَ عَلَيْهَا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینے مین روزہ نہ رکھتے تہے پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل شعبان کے روزے رکہتے تھے یعنے اکثر شعبان کے اور فرماتے تہے کہ نیک عمل اتنے کرو جتنے تم سے ہو سکین اسواسطے کہ خدا ثواب دینے سے اوداس نہین ہوتا جب تک کہ تم عمل کرنیسے تہک جاؤ یعنے عبادت وہی بہتر ہے جو ہمیشہ ہو سکے جس سے دل اوداس نہ ہو اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب عملون سے بہت پیارا وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ تہوڑا ہی ہو اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ جب کوئی نماز پڑہتے تہے تو اسپر ہمیشگی کرتے تہے **ف** امام نووی نے کہا کہ تہکنے سے مراد ماندگی ہے اور یہ معنے خدا کے حق مین محال ہین پس واجب ہے تاویل کرنی اسکی پس کہا محققون نے کہ معنے اسکے یہ ہین کہ نہ معاملہ کریگا تم سے معاملہ تہکنے کا پس بند کردیگا تم سے ثواب اپنا اور فضل اپنا اور رحمت اپنی (ق)

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِفْطَارِهِ باب ہے بیان مین اسچیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کہولنے اور رکہنے سے **ف** یعنے نفل روزہ سے اور روزون کے درمیان افطار کرنے سے ابن منیر نے کہا کہ نسبت کیا امام بخاری نے پہلے باب کو طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مطلق چہوڑا اسکو تاکہ سمجہی جاوے ترغیب واسطے امت کے کہ شعبان کے بہت روزے رکہیں مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرین اور قصد کیا ساتھ اس باب کے بیان کرنا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (فتح) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ أَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا صَامَ النَّبِيُّ

صلی اللہ علیہ وسلم شہرا کاملا قط غیر رمضان ویصوم حتی یقول القائل لا واللہ لا یفطر
ویفطر حتی یقول القائل لا واللہ لا یصوم ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ نہین روزے رکھی حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی مہینا پورا کبھی سوای رمضان کے اور روزے رکھتے تھے یہانتک کہ کہتا کہنے والا کہ قسم ہے
اسکی کبھی افطار نہین کرینگے اور افطار کرتے تھے یہانتک کہ کہتا کہنے والا کہ قسم ہے اللہ کی کہ کبھی روزہ نہین
رکھینگے **ف** اسحدیث سی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف روزہ نفل مین معلوم ہوئی حدثنا
عبد العزیز بن عبد اللہ ثنی محمد بن جعفر عن حمید انہ سمع انسا یقول کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یفطر من الشہر حتی نظن ان لا یصوم منہ ویصوم حتی نظن ان لا یفطر منہ شیئا
وکان لا تشاء تراہ من اللیل مصلیا الا رایتہ ولا نائما الا رایتہ وقال سلیمان عن حمید انہ
سال انسا فی الصوم ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کھولتے کسی مہینے مین
یہانتک کہ ہم گمان کرتے کہ اس سے کوئی روزہ نہ رکھینگے اور تھے روزے رکھتے یہانتک کہ ہم گمان کرتے کہ اس سے کوئی
روزہ افطار نہ کرینگے اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ چاہے تو کہ دیکھے تو آپ کو رات سے نماز پڑھتے مگر کہ دیکھے تو
آپ کو اور نہ چاہے کہ دیکھے تو آپ کو سونیوالے مگر کہ دیکھے تو حدثنا محمد انا ابو خالد الاحمر انا
حمید قال سالت انسا عن صیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما کنت احب ان اراہ من
الشہر صائما الا رایتہ ولا مفطرا الا رایتہ ولا من اللیل قائما الا رایتہ ولا نائما الا رایتہ
ولا مسست خزۃ ولا حریرۃ الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا شممت مسکۃ ولا
عبیرۃ اطیب رائحۃ من رائحۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ حمید رض سے روایت ہی کہ
مین نے انس رض سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کا حال پوچھا سو انھے کہا کہ نہ تھا مین دوست رکھتا یہ کہ دیکھون
مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مہینے مین روزہ دار مگر کہ مینے آپ کو دیکھا اور نہ افطار کرنیوالے مگر کہ مینے آپ کو دیکھا
اور نہ دوست رکھتا تہا مین یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رات مین نماز پڑھتے دیکھون مگر کہ مینے آپ کو دیکھا
اور نہ سوتے والے مگر کہ آپ کو دیکھا اور نہین چھوا مینے خز کو اور نہ ریشم کو کہ نرم ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے
اور نہین سونگہا مین کسی مشک کو اور نہ عبیر کو کہ زیادہ تر خوشبودار ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے **ف**
یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال نفل روزے اور نماز مین مختلف تہا سو کبھی تو اول رات مین کھڑے ہوتے تھے
اور کبھی اسکے درمیان مین اور کبھی اسکے اخیر مین جیسے کہ کبھی مہینے کے اول مین روزے رکھتے تھے اور کبھی اسکے درمیان
مین اور کبھی اخیر مین سو جو چاہتا تہا کہ آپ کو رات کے کسی وقت مین نماز پڑھتے دیکھے یا مہینے کے کسی وقت مین
روزہ دار دیکھے اور بار بار آپ کو تاک لگا دے تو ضرور ہے کہ آپ کو نماز پڑھتے اور روزہ دار پاوے موافق اسکے

کہ آپ کو دیکھنا چاہے یہ ہین معنے حدیث کو اور یہ مراد نہین کہ آپ پے درپے روزے رکھتے تھے اور نہ یہ کہ آپ تمام رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے تھے اور یہ جو عائشہ رض کی حدیث مین آیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نماز نفل پڑھتے تھے تو اسپر ہمیشگی کرتے تھے تو مراد اُس سے موکدہ سنتین ہین نہ مطلق نفل پس یہی ہے وجہ تطبیق کی درمیان دونو حدیثون کے نہین تو ظاہر مین دونو آپسمین معارض ہین اور اسحدیث سے ثابت ہوا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کامل ترین صفتون کے از روی خلق اور پیدایش کے پس آپ کل تھے کمال کا اور جل جلال کا اور جملہ جمال کا آپ پر افضل صلوۃ اور سلام؛ سکیا بیانہ مستوفی اور باب کی دونو حدیثون سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے نفل روزہ رکھنا ہر مہینے مین اور یہ کہ مطلق نفل روزہ مکروہ چیز کہ منع کیا گیا ہے اُس سے اور یہ کہ نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ روزہ رکھا ہے اور نہ تمام رات کھڑے ہوئے ہین اور گویا کہ آپنے اسکو ترک کیا تاکہ نہ پیروی کیجاوے آپکی پس دشوار ہو امت پر اگرچہ آپ کو اسقدر قوت ملی تھی کہ اگر آپ اُسکا التزام کرتے تو اسپر قادر تھے ولیکن عبادت مین میانہ روی اختیار کی سو کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا اور کبھی رات کو کھڑے ہوئے اور کبھی سوئے اور ابن عباس رض کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانی چیز پر اگرچہ نہ ہو اُسجگہ وہ شخص کہ اس سے انکار کرے واسطے مبالغہ کرنے کے اُسکی تاکید مین بیچ نفس سامع کے (فتح) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ عطر سے زیادہ تر خوشبودار تھا **بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ** حق مہمان کا روزے مین یعنے اگر روزہ نفل ہو تو گھر والے کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر سے روزہ کھولڈالے **ف** ابن منیر نے کہا کہ اگر کہتا حق مہمان افطار مین تو البتہ ہوتا واضح تر ولیکن اس سے روزے کی تعیین نہ سمجھی جاتی تھی پس محتاج ہوتا بخاری یہ کہ کہے روزہ سے اور ہوگی وہ چیز کہ باب باندھا ساتھ اُسکے اخصر اور اوجز (فتح) **حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَنَا هٰرُوْنُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا يَحْيٰى نِيْ اَبُوْسَلَمَةَ نِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ يَعْنِيْ اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَوْمُ دَاوٗدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ** ترجمہ عبداللہ بن عمرو رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے پس ذکر کی ساری حدیث یعنے مقرر تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے سو مینے کہا کہ کیا ہے روزہ داؤد علیہ السلام کا فرمایا آدھا زمانہ یعنے ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے مین مہمان کا بھی حق ہے یعنے گھر والے کو چاہیے کہ اُسکی خاطر سے نفل روزہ افطار کرے **بَابُ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ** حق بدن کا روزے مین یعنے روزے نفل مین بدن کی بھی رعایت کرنی ضرور ہے روزے رکھنے مین ایسی افراط نکرے کہ بدن ضعیف اور بیمار ہو جاوے **ف** اور مراد ساتھ حق کے اسجگہ مطلوب ہے عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مندوب لیکن واجب پس خاص ہے ساتھ

اس وقت کہ جبکہ خوف کرے تلف کا اور نہیں ہے وہ مراد اس جگہہ مین (فتح) **حدثنا** محمد بن مقاتل انا
عبد اللہ انا الاوزاعی ثنی یحیی بن ابی کثیر ثنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن ثنی عبد اللہ بن
عمرو بن العاص قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الم اخبر انک تصوم النہار
وتقوم اللیل فقلت بلی یا رسول اللہ قال فلا تفعل صم وافطر وقم ونم فان لجسدک
علیک حقا وان لعینیک علیک حقا وان لزوجک علیک حقا وان لزورک علیک حقا
وان بحسبک ان تصوم من کل شہر ثلثۃ ایام فان لک بکل حسنۃ عشر امثالہا فاذا ذلک
صیام الدہر کلہ فشددت فشدد علی قلت یا رسول اللہ انی اجد قوۃ قال فصم
صیام نبی اللہ داود ولا تزد علیہ قلت وما کان صیام نبی اللہ داود قال نصف الدہر
قال فکان عبد اللہ یقول بعد ما کبر یا لیتنی قبلت رخصۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ**
عبد اللہ بن عمرو رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ اے عبد اللہ کیا مجھکو خبر نہیں ہوئی
کہ تو روزہ رکہا کرتا ہے دنکو اور کہڑا ہوتا ہے رات کو مین نے کہا کہ کیون نہین یا حضرتؐ فرمایا سو ایسا نہ کیا کر
یعنے ہمیشہ روزہ اور قیام نکیا کر سو کبہی روزہ رکہہ اور کبہی نہ رکہہ اور رات کو نماز پڑہ اور سو یا بھی کر اسواسطے کہ مقرر تیرے
بدن کا بھی تجہپر حق ہے اور تیری دونو آنکہون کا بھی تجہپر حق ہے اور تیری بی بی کا بھی تجہپر حق ہے اور تیرے
مہمان کا بھی تجہپر حق ہے اور کافی ہے تجھکو یہ کہ روزہ رکہے تو ہر مہینے سے تین دن اسواسطے کہ مقرر تجھکو ہر نیکی
کے بدلے دس گنا ثواب ہے کہ مقرر وہ سارے عمر کا روزہ ہی عبد اللہ بن عمرو نے کہا سو سختی پکڑی مینے اوپر اپنے
سو سختی پکڑی گئی اوپر میرے منہ اور جہڑک مینے کہا کہ یا حضرتؐ مین اپنے بدن مین قوت پاتا ہون کہ روزہ مجھکو ضعف
نہ لادے فرمایا پس روزہ رکہہ مانند روزے داؤد علیہ السلام کی اسپر زیادہ نکر مینے کہا کہ حضرت داؤد پیغمبر کا روزہ
کیا تہا فرمایا آدہا زمانہ راوی نے کہا پس تھے عبد اللہ کہتے بعد اسکے کہ بڈہے ہوئے کہ کاش مینے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی رخصت قبول کی ہوتی یعنے ہر مہینے مین تین روزے رکہنے جیسا کہ آپنے فرمایا تہا اور اس سختی کا اوپر اپنے
التزام نہ کرتا کہ اب ان دنون مین بڑہاپا ضعف لایا ہے **ف** امام نووی نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ عبد اللہ بن
عمرو بڈہے ہوئے اور عاجز ہوئے محافظت سے اوپر اس چیز کے کہ التزام کیا اسکو اپنی جان پر نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پس دشوار ہوا اسپر فعل اسکا واسطے عاجز ہونے اسکے کی اور خوش لگا اسکو یہ کہ چہوڑے اسکو واسطے التزام
کرنے اسکے کی پس تمنا کی اس نے یہ بات کہ کاش کہ مین رخصت کو قبول کرتا اور ہلکی چیز کو پکڑتا مین کہتا ہون عبد اللہ بن
عمرو نے باوجود عجز اپنے کی اور تمنا کرنے اس بات کی کہ رخصت کو قبول کرتا نہ چہوڑا اسے عمل کرنا ساتہہ اس چیز کے کہ
اسکو اپنے اوپر لازم کیا تہا (فتح) **باب** صوم الدہر ہمیشہ روزہ رکہنے کا بیان **ف** یعنے کیا ہمیشہ

روزہ رکہنا مشروع ہے یا نہیں ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری نے اسکا صریح حکم کوئی بیان نہیں کیا اسواسطے کہ دلیلین
اسمین متعارض ہین اور احتمال ہے کہ یہ منع عبد اللہ کے ساتہہ خاص ہو واسطے اسچیز کے کہ اطلاع پائی ہو پس حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے آیندہ حال سے پس ملحق ہوگا ساتہہ اسکے وہ شخص کہ اسکے معنے مین ہو ان شخصون سے کہ ضرر
پاوی ساتہہ پے درپے روزہ رکہنے کے اور باقی رہیگا غیر اسکا حکم جواز پر یعنے اسکے سوا اور شخص کو ہمیشہ روزہ رکہنا درست
ہوگا واسطے عام ہونے ترغیب کے مطلق روزے مین کما سیاتی فے الجہاد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
ایک دن خدا کے راہ مین روزہ رکہے تو دور کرتا ہے خدا منہ اسکے کو آگ سے حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَنَا
شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِی سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَاَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو
قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ اَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّیْلَ مَا
عِشْتُ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ قُلْتُهٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ قَالَ فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِیْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ
وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِیَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ
اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ یَوْمَیْنِ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ یَوْمًا
وَاَفْطِرْ یَوْمًا وَذٰلِكَ صِیَامُ دَاوٗدَ وَهُوَ اَفْضَلُ الصِّیَامِ فَقُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ مین کہتا ہون کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ مین دن کو روزہ رکہا کرونگا اور رات بہر نماز پڑہا کرونگا
یعنے ہمیشہ ایسا کیا کرونگا جب تک جیتا رہونگا سو مینے آپسے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون کہ مینے
یہ بات کہی ہے فرمایا کہ مقرر تو اسکی طاقت نہیں رکہتا سو کبہی روزہ رکہا کر اور کبہی نہ رکہہ اور کبہی کہڑا ہوا کر
اور کبہی سویا کر اور روزہ رکہہ ہر مہینے سے تین دن اسواسطے کہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکیون کے برابر ہے اور یہ ہمیشہ کے
روزے کی مانند ہے مینے کہا کہ مین اس سے زیادہ طاقت رکہتا ہون فرمایا پس ایک دن روزہ رکہہ اور دو دن نہ رکہہ
مینے کہا کہ مین اس سے بہی زیادہ طاقت رکہتا ہون فرمایا پس ایک دن روزہ رکہہ اور ایک دن نہ رکہہ اور یہ روزہ داؤد
علیہ السلام کا ہے اور وہ سب روزون سے بہتر ہے پس مینے کہا کہ مین اس سے زیادہ طاقت رکہتا ہون حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہین ف یہ جو آپنے فرمایا کہ روزہ رکہہ تین دن ہر مہینے سے
تو یہ بیان ہے واسطے اسچیز کے کہ اجمال کیا گیا ہے بیچ قول آپکے فَصُمْ وَاَفْطِرْ کے اور تقریر آپ کی کے اوپر
ظاہر اسکے کی اسواسطے کہ اطلاق مساوات کو چاہتا ہے اور یہ جو آپنے فرمایا کہ یہ ہمیشہ کے روزے کی طرح ہے تو
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مانند ہونا نہیں مستلزم ہے مساوات کو ہر وجہ سے اسواسطے کہ مراد اسجگہ دوگنا ہونا
ہے سوا اس دوگنا ہونے کے کہ حاصل ہے فعل سے ولیکن صادق آتا ہے اسکے فاعل پر بطور مجاز کے کہ اس نے ہمیشہ

باب حَقِّ الْاَهْلِ فِي الصَّوْمِ رَوَاهُ اَبُوْجُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
روزہ رکھا (فتح) گھر والون کا روزے مین حق ہے یعنے بیوی اور بال بچون کا روایت کی یہ حدیث ابوجحیفہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً اَنَّ اَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ
اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اَسْرُدُ الصَّوْمَ وَاُصَلِّي
اللَّيْلَ فَاِمَّا اَرْسَلَ اِلَيَّ وَاِمَّا لَقِيْتُهُ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي وَلَا تَنَامُ فَصُمْ
وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِنَفْسِكَ وَاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ اِنِّي لَاَقْوٰى
لِذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوٗدَ قَالَ فَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَكَانَ لَا يَفِرُّ
اِذَا لَاقٰى قَالَ مَنْ لِّي بِهٰذِهٖ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ لَا اَدْرِيْ كَيْفَ صِيَامُ الْاَبَدِ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ مَرَّتَيْنِ ترجمہ عبداللہ بن عمرو رضہ سے روایت ہی کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ مین پے در پے روزے رکھتا ہون سو یا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو میری
طرف بہیجا اور یا مین خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا یعنے اتفاقاً سو فرمایا کہ کیا مجھکو خبر نہین ہوئی کہ تو روزہ
رکھا کرتا ہے اور افطار نہین کرتا اور رات کو نماز پڑہا کرتا ہے اور کبھی نہین سوتا سو ایسا نہ کیا کر اسواسطے کہ تیری
آنکھونکا تجہ پر حصہ ہے اور تیرے نفس اور تیرے اہل کا بھی تجہ پر حصہ ہے مینے کہا کہ مین ہمیشہ کے روزے کی
طاقت رکھتا ہون سو فرمایا کہ روزہ رکھہ مانند روزے داؤد (علیہ السلام) کی اس نے کہا کہ داؤد (علیہ السلام)
کا روزہ کسطرح تہا فرمایا کہ ایکدن روزہ رکھتے تہے اور ایکدن نہ رکھتے تہے اور جب دشمن سے ملتے تہے تو نہ بہاگتے تہے
یعنے ایکدن افطار کرنے کے ساتہہ اپنی قوت کو نگاہ رکھتے تہے تاکہ دشمن کے مقابلے سے نہ بہاگین عبداللہ نے کہا
کہ یا حضرتؐ کون ہے واسطے میرے کہ ذمہ دار ہو ساتہہ اس خصلت اخیر کے کہ نہ بہاگنا ہے دشمن سے یعنے اسکی
دشواری مجہپر زیادہ ہے کہ مین اسکے ذمہ سے باہر آؤن اور اسمین اپنی قوت کو ظاہر کرون عطا نے کہا کہ مین نہین
جانتا کہ کسطرح آیا ہے ذکر روزے عمر کا اسحدیث مین مگر مین یاد رکھتا ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
نہین روزہ رکھا جسنے ہمیشہ روزہ رکھا یہ آپنے دو بار فرمایا **ف** اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ اسکے کہ ہمیشہ
روزہ رکھنا مکروہ ہی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادت سے منع فرمایا اور حکم کیا اسکو یہ کہ ایکدن
روزہ رکھے اور ایکدن نہ رکھے اور نیز فرمایا کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہین اور نیز آپنے دعا کی اسپر جو ہمیشہ روزہ
رکھے اور بعضے کہتے ہین کہ معنے لاصام کے نفی ہین یعنے اسنے روزہ نہین رکہا مانند آیت فلا صدق ولا صلی
کی اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ہمیشہ کے روزہ کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ نہ اسنے
روزہ رکھا اور نہ افطار کیا یعنے نہین حاصل ہوتا اسکو ثواب روزے کا واسطے مخالفت اسکی کے اور نہین افطار

کیا اسواسطے کہ کہانے پینے سے بند رہا اور اسحاق اور اہل ظاہر کا یہ مذہب ہے کہ عمر کا روزہ مطلق مکروہ ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور خلاف کیا ابن حزم نے پس کہا کہ حرام ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمرو شیبانی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رض کو خبر ہوئی کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور اُسپر کوڑا بلند کیا اور کہنے لگے کہ اے دہری اور نیز اوسنے روایت کی ہے کہ عبد الرحمن بن ابی نعیم ہمیشہ روزہ رکھتا تھا سو عمرو بن میمون نے کہا کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض اسکو دیکھتے تو اُسکو سنگسار کرتے اور نیز دلیل پکڑی ہے انہون نے ساتھ حدیث ابو موسیٰ کے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمیشہ روزہ رکھے اُسپر دوزخ ہمیشہ تنگ ہو جاتی ہے روایت کی یہ حدیث احمد اور نسائی وغیرہ نے اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ تنگ ہوتی ہے اسپر واسطے بند کرنے اُسکے کی بیچ اسکے واسطے سختی کرنے اسکے کی اپنی جان پر اور حمل کرنے اُسکے کی اوپر اُسکے اور مُنہ پہیرنے اسکے کی اپنے نبی کی سنت سے اور اعتقاد کرنے اسکے کی کہ غیر سنت کا افضل ہے اُس سے اور یہ چاہتا ہے وعید شدید کو پس ہوگا حرام اور ابن عربی مالکی کا یہ مذہب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مطلق مکروہ ہے سو اُس نے کہا کہ اگر معنے لَا صَامَ مَن صَامَ الاَبَد کے دعا ہون تو خرابی ہے اُسکو جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پہونچی اور اگر معنے اُسکے خبر ہون تو خرابی ہو اُسکو جسکے حال سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اُس نے روزہ نہیں رکھا اور جب اُسنے شرعاً روزہ نہ رکھا تو نہیں لکھا جاتا واسطے اُسکے ثواب اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا سچ ہونا لازم ہے اسواسطے کہ آپ نے اس سے روزہ کی نفی کی اور تحقیق نفی کی گئی ہے اُس سے فضیلت کی پس کیا تقدم ہیں کسطرح طلب کیجاویگی فضیلت اس چیز مین کہ نفی کی اُس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اور لوگون کا یہ مذہب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا جائز ہے اور حمل کیا ہے انہون نے نہی کی حدیثون کو اُس شخص پر کہ روزہ رکھے اُسکو حقیقۃً اسواسطے کہ داخل ہوتی ہے اسمین وہ چیز کہ اُسکا روزہ حرام ہے مانند عیدین کی اور یہی ہے مختار نزدیک ابن منذر اور ایک جماعت کے اور عائشہ سے بہی اسی کی مانند مروی ہے اور اسمین نظر ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس شخص کے جواب مین جس نے آپ سے ہمیشہ کے روزے کا حکم پوچھا تھا کہ نہ اُسنے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اسواسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ اُسمین ثواب ہے اور نہ گناہ اور جو حرام دنون مین روزہ رکھے اُسمین یہ نہیں کہا جاتا اسواسطے کہ وہ نزدیک اُس شخص کے کہ جائز رکھتا ہے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مگر حرام دنون مین ہوگا مستحب اور حرام اور نیز حرام دن مستثنیٰ ہیں ساتھ شرع کے نہیں لائق ہین واسطے روزے کے شرعاً پس وہ بجائے رات کے ہین اور دنون حیض کے پس نہ داخل ہونگے سوال مین نزدیک اُس شخص کے کہ اُنکی حرمت کو جانتا ہو اور نہیں لائق ہے جواب ساتھ قول آپ کے کہ نہ اُسنے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا واسطے اُس شخص کے کہ نہ جانتا ہو حرام ہونے اُنکے کو اور بعض کہتے ہین کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مستحب ہے واسطے اُسکے جو اُسپر قادر ہو اور نہ فوت کرے اُسمین کسی حق کو اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہا سبکی نے کہ

ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ جو کوئی حق کو فوت کرے اسکو ہمیشہ روزہ رکہنا مطلق مکروہ ہے اور نہین ظاہر کیا انہون نے
کہ مراد ساتہہ حق کے واجب ہے یا مندوب اور مدلل یہ بات ہی کہ کہا جاوے کہ اگر جانے کہ حق واجب فوت ہوگا تو حرام ہے
اور اگر جانے کہ حق مستحب فوت ہوگا جو اولے ہی روزیسے تو مکروہ ہوگا اور اگر اسکے قائم مقام ہو تو مکروہ نہین اور طرف
اسی کی اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے اور اُنکے دلائل سے حمزہ بن عمرو رض کی حدیث ہی اور وہ حدیث جو پہلے گذری اسواسطے کہ
اُسکے بعض طریقون مین مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرتؐ مین پے درپے روزے رکہتا ہون پس حمل کیا
ہے انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو جو عبد اللہ کے واسطے فرمائی کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہین
پس ملحق ہوگا ساتہہ اُسکے وہ شخص کہ اُسکے معنے مین ہے جو اپنے نفس کو مشقت مین ڈالے یا کوئی حق فوت کرے
اور اسی واسطے نہ منع کیا حمزہ کو پے درپے روزے رکہنے سے پس اگر پے درپے روزے رکہنے منع ہوتے تو آپ اُسکو
بیان فرماتے اسواسطے کہ تاخیر بیان کی وقت حاجت سے درست نہین یہ بات نووی نے کہی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے
ساتہہ اسکے کہ سوال حمزہ کا سوا اسکے نہین کہ سفر کے روزیسے تہا نہ ہمیشہ کے روزے سے اور نہین لازم آتا پے درپے
روزے رکہنے سے روزہ عمر کا اور جواب دیا ہے انہون نے ابو موسیٰ کی حدیث سے جسکا ذکر پہلے گذر چکا ہے بایں طور کہ معنے
اُسکے یہ ہین کہ دوزخ تنگ ہوجاتی ہے اس سے پس داخل ہوگا وہ اُسمین اور نہین منشا یہ ہے کہ ہو اپنے ظاہر پر اس
واسطے کہ جو اللہ کے لیے عمل زیادہ کرے اُسکا مرتبہ خدا کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے اور ترجیح دی اس تاویل کو ایک
جماعت نے انہین مین سے ہین امام غزالی سو کہتے ہین کہ اُسکے لیے مناسبت ہے اس جہت سے کہ جب روزہ دار اپنی جان پر
شہوات کے راستے بند کیے ساتہہ روزے کے تو تنگ کریگا خدا واسطے اُسکے آگ کو پس نہ باقی رہیگی اُسمین کوئی جگہ
کہ وہ اُسمین داخل ہووے اسواسطے کہ اس نے دوزخ کے راہون کو عبادت سے بند کر دیا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتہہ
اسطرح سے کہ نہین ہر عمل نیک کہ جب بندہ اسکو زیادہ کرے تو اسکو خدا سے تقرب زیادہ ہو بلکہ بہت عمل نیک ایسے
ہین کہ آدمی اُنکو جسقدر زیادہ کرے اُسقدر خدا سے دور ہوتا ہے مانند نماز کی مکروہ وقتون مین اور اولے جاری کرنا حدیث
کا ہے اپنے ظاہر پر اور حمل کرنا اُسکا اُسپر جو فوت کرے حق واجب کو ساتہہ اُسکے پس تحقیق متوجہ ہوتی ہے وعید
طرف اسکی اور نیز دلیل اُنکی یہ حدیث ہی جو حدیث باب کے بعض طریقون مین وارد ہوئی ہے کہ ایک نیکی کے بدلے دس
نیکیون کا ثواب ہے اور نیز دلیل اُنکی یہ حدیث ہی جو مسلم نے روایت کی ہے کہ جو رمضان کے روزے رکہے پھر اُسکے بعد چھ
روزے شوال کے رکہے تو گویا کہ اُس نے ساری عمر روزہ رکہا کہتے ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ عمر کا روزہ افضل ہے اس
کو تشبیہ دیا گیا ساتہہ اُسکے اور یہی امر مطلوب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتہہ اسکے کہ تشبیہ ساتہہ امر مقدر کے نہین
چاہتی ہے اسکے جواز کو چہ جائیکہ اسکے استحباب کو چاہے سوائے اسکے نہین کہ مراد تو حاصل ہونا ثواب کا ہے
بر تقدیر مشروع ہونے روزے تین سو ساٹہہ دن کے اور یہ بات معلوم ہے کہ مکلف کو سارے برس کا

روزہ رکہنا درست نہین پس نہین دلالت کرتی تشبیہ اوپر افضل ہونے مشبہ بہ کے ہر وجہ سے اور جو لوگ عمر کے روزے
کو جائز کہتے ہین ساتہہ شرط مقدم کے انکو اختلاف ہے اسمین کہ کیا وہ افضل ہے یا ایکدن روزہ رکہنا اور
ایک دن نہ رکہنا افضل ہے سو ایک گروہ علمار کا کہتے ہین کہ عمر کا روزہ افضل ہے اسواسطے
کہ اسمین عمل زیادہ ہے پس اُسکا اجر بہی زیادہ ہوگا اور جسکا اجر زیادہ ہو اُسکا ثواب بہی زیادہ ہوگا اور ساتہہ
اسی کے جزم کیا ہے امام غزالی نے پہلے اور قید کیا ہے اسکو ساتہہ اس شرط کے کہ ممنوع دنون مین روزہ
نہ رکہے اور یہ کہ سنت سے منہ نہ پہیرے باینطور کہ کرے روزے کو بندش اپنی جان پر اور جب اس سے امن ہو تو
روزہ افضل اعمال سے ہے پس جسقدر زیادہ رکہے اُسقدر زیادہ ثواب ہوگا اور تعاقب کیا ہے اسکا ابن دقیق العید نے
ساتہہ اسکے کہ عملون کی بہلایان اور مفاسد آپسمین معارض ہین اور مقدار ہر ایک کی انمین سے ترغیب اور منع مین
غیر ثابت ہے پس زیادہ ہونا اجر کا ساتہہ زیادہ ہونے عمل کے اُس چیز مین کہ معارض ہے اُسکو اقتضاء عادت سے
قصور دوسرے حقوق مین کہ معارض ہے انکو عمل مذکور اور مقدار فائت کی اُس سے ساتہہ مقدار حاصل کے غیر
ثابت ہے پس اولے تفویض ہے طرف شارع کی اور واسطے اسکے کہ دلالت کرتی ہے اسپر یہ حدیث کہ نہین کوئی
روزہ افضل اس سے اور یہ حدیث کہ وہ خدا کے نزدیک بہت پیارا ہے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ روزہ
داؤد کا افضل ہے اور یہی ہے ظاہر حدیث کا بلکہ یہ صریح ہے اور ترجیح پاتا ہے باعتبار معنے کے بہی ساتہہ اسکے
کہ روزہ عمر کا کبہی فوت کرتا ہے بعض حقوق کو کما تقدم اور ساتہہ اسکے کہ جو اسکی عادت ہو گئی پس تحقیق نہین قریب ہے کہ
وہ اسپر مشکل ہو بلکہ ضعیف ہو جاتی ہے شہوت اسکی کہانے سے اور کم ہوتی ہے حاجت اُسکی طرف کہانے اور
پینے کی دن کو اور مالوف ہوتا ہے اُسکو کہانا رات مین ساتہہ اسطرح کے کہ پیدا ہوتی ہے واسطے اسکے طبع زائد
بخلاف اُس شخص کے کہ ایکدن روزہ رکہے اور ایکدن نہ رکہے کہ وہ انتقال کرتا ہے روزے سے طرف فطر کی
اور فطر سے طرف روزے کی اور تحقیق نقل کیا ہے ترمذی نے بعض اہل علم سے کہ وہ دشوار تر روزہ ہے اور امن
مین ہوتا ہے اکثر اوقات فوت کرنے حقوق کے سے جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے اشارہ طرف اسکی قریب ہیچ حق
داؤد علیہ السلام کے اور نہ بہاگتے تہے جبکہ ملاقات کرتے تہے واسطے کہ بہاگنے کی اسباب سے ضعیف ہونا بدن کا ہے اور
نہین شک ہے یہ کہ پے درپے روزہ رکہنا ضعیف کرتا ہے اسکو اور اسپر محمول ہے قول ابن مسعود کا کہ اسکو کہا گیا
کہ تو روزے کم رکہتا ہے کہا کہ مین ڈرتا ہون کہ مجہکو قرات سے ضعیف کر ڈالے اور مجہکو قرات بہت پیاری ہے
روزے سے ہان اگر فرض کیا جاوے کہ ایک شخص ایسا ہے کہ روزے کے ساتہہ کوئی نیک عمل اس سے فوت نہین
ہوتا اور نہین فوت کرتا کسی حق کو حقوق مین سے کہ مخاطب کیا گیا ہے ساتہہ اُسکے تو نہین بعید ہے کہ اُسکے
حق مین ارجح ہو اور طرف اسکی اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے پس باب باندہا ہے کہ دلیل اوپر اسکے کہ حضرت داؤد

کا روزہ درمیانہ روزہ ہے اور بہت پیارا ہے طرف اللہ کی اس واسطے کہ اس کا فاعل ادا کرتا ہے حق نفس اپنے
کا اور اہل اور مہمان اپنے کا فطر کے دنوں میں بخلاف اس شخص کے کہ پے در پے روزے رکھے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے
کہ جس کو اپنی جان میں ضرر نہ ہو اور نہ کوئی حق فوت کرے اس کے حق میں ارجح ہے اور بنا بر اس کے پس مختلف ہوگا
یہ ساتھ اختلاف اشخاص کے اور حالات کے سو جس کا حال زیادہ روزے کو چاہے وہ زیادہ روزے رکھے اور
جس کا حال فطر کو زیادہ چاہے وہ کم روزے رکھے (فتح) **باب** صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ ایک دن روزہ
رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا **حدثنا** محمد بن بشار ثنا غندر ثنا شعبة عن المغيرة قال سمعت
مجاهدًا عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال صُمْ من الشهر ثلاثة أيام قال
أُطِيقُ أكثر من ذلك فما زال حتى قال صُمْ يومًا وأفطر يومًا وقال اقرإ القرآن في كل
شهر قال إني أطيق أكثر فما زال حتى قال في ثلاث ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھ ہر مہینے سے تین دن اس نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں
پس ہمیشہ آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ اور فرمایا کہ پڑھ قرآن کو ہر
مہینے یعنے ہر مہینے میں ایک بار قرآن ختم کیا کر عبد اللہ نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں
سو ہمیشہ آپ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ ختم کر قرآن کو تین دنوں میں **ف** مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے
کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا اور ہر شب قرآن کو ختم کیا کرتا تھا اور رفتہ رفتہ تین راتوں میں قرار پایا اور ایک روایت
میں ہے کہ سات راتوں میں امر قرار پایا اور فرمایا کہ اس سے زیادہ نہ کر اور مصابیح میں کہا ہے کہ اسی سبب سے منع کیا
ہو بہت علماء نے زیادہ کرنے کو سات رات سے **باب** صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ داود علیہ السلام
کے روزے کا بیان **ف** زین بن منیر نے کہا کہ جدا کیا بخاری نے باب صوم یوم و افطار یوم کو واسطے تنبیہ
کرنے کی اس پر کہ وہ افضل ہے اور جدا کیا داود علیہ السلام کے روزے کو ساتھ ذکر کے واسطے اشارت کی طرف
اقتدا کی ساتھ ان کے بیچ اس کے (فتح) **حدثنا** آدم ثنا شعبة ثنا حبيب بن أبي ثابت قال سمعت
أبا العباس المكي وكان شاعرًا وكان لا يُتَّهَمُ في حديثه قال سمعت عبد الله بن عمرو بن العاص قال
قال لي النبي صلى الله عليه وسلم إنك لتصوم الدهر وتقوم الليل فقلت نعم فقال
إنك إذا فعلت ذلك هجمت له العين ونفهت له النفس لا صام من صام الدهر
صوم ثلاثة أيام صوم الدهر كله قلت فإني أطيق أكثر من ذلك قال فصم صوم داود
وكان يصوم يومًا ويفطر يومًا ولا يفر إذا لاقى ترجمہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ تو ہمیشہ روزہ رکھا کرتا ہے اور رات کو ہمیشہ نماز پڑھا کرتا ہے میں نے کہا کہ ہاں

سو فرمایا کہ اگر تو یون ہی کریگا تو تیری دونو آنکھین ناتوانی سے اندر گھس جاوینگی اور تیری جان ضعیف ہو جاویگی
نہین روزہ رکھا اُسنے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھنا ساری عمر کا روزہ ہے یعنے اسکے
برابر ثواب ہے مینے کہا کہ مین اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہون فرمایا پس روزہ رکھ روزہ داؤد علیہ السلام کا کہ
ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور نہ بہاگتے تھے جبکہ ملتے دشمن سے حدثنا اسحاق
الواسطی انا خالد بن عبد اللہ عن خالد الحذاء عن ابی قلابۃ اخبرنی ابو الملیح قال دخلت
مع ابیک علی عبد اللہ بن عمرو فحدثنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر لہ صومی فدخل
علی فالقیت لہ وسادۃ من ادم حشوھا لیف فجلس علی الارض وصارت الوسادۃ بینی
وبینہ فقال اما یکفیک من کل شہر ثلثۃ ایام قال قلت یا رسول اللہ قال خمسا قلت یا رسول
اللہ قال سبعا قلت یا رسول اللہ قال تسعا قلت یا رسول اللہ قال احدی عشرۃ ثم
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صوم فوق صوم داود شطر الدھر صم یوما وافطر یوما
ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے روزے کا ذکر ہوا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم میرے پاس آئے سو مینے آپکے لیے چمڑے کا گدیلا ڈالا جسکی اندر کہجور کا چھلکا بہرا ہوا تہا یعنے روئی کی جگہ سو آپ زمین
پر بیٹھے اور تکیہ میرے اور آپکے درمیان ہوا سو فرمایا کہ کیا تجھکو ہر مہینے سے تین روزے
کفایت نہین کرتے مینے کہا کہ یا حضرتؐ مین اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہون فرمایا ہر مہینے سے پانچ روزے رکھ
مینے کہا کہ یا حضرتؐ مین اس سے بہی زیادہ طاقت رکھتا ہون فرمایا سات روزے رکھ مینے کہا کہ یا حضرتؐ مین
اس سے بہی زیادہ طاقت رکھتا ہون فرمایا نو روزے رکھ مینے کہا کہ یا حضرتؐ مین اس سے بھی زیادہ طاقت
رکھتا ہون فرمایا ہر مہینے سے گیارہ روزے رکھ پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے
سے اوپر کوئی روزہ نہین کہ وہ آدہا زمانہ ہے ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ کہ یہ آدہی عمر کا روزہ ہے ف
اس حدیث سے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کا حال معلوم ہوا اور اس باب مین اشارہ ہے طرف اسکی کہ
اسمین داؤد علیہ السلام کی پیروی کی جاوے اور اس حدیث مین بیان ہے اس چیز کا کہ تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوپر اسکے تواضع سے اور ترک ترفع سے اوپر ہمنشین اپنے کے اور نیز اسمین بیان ہے اس چیز کا کہ اوپر اصحاب کے اکثر
اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تنگی معاش کی تہی اسواسطے کہ اگر اسکے نزدیک اس سے عمدہ
گدیلا ہوتا تو تعظیم کرتے ساتھ اسکے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور عبد اللہ بن عمرو کی اس قصے مین کئی فائدے
ہین سو اسکو کہ پہلے گذرے بیان ہے نرمی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ امت اپنی کے اور شفقت اسکی
اوپر انکے اور ارشاد کرنا انکا طرف مصلحت انکی کی اور ترغیب دینی انکی اوپر اسچیز کے کہ طاقت رکھین ہمیشگی کی

اوپر اُسکے اور منع کرنا سختی کرنے سی عبادت مین واسطے اسکے کہ خوف کیا جاتا ہے پہونچانے اسکے سے طرف ماندگی کی جو پہونچانے والی ہے طرف ترک کی یا ترک بعض کی اور تحقیق مذمت کی ہے خدا نے اُس قوم کی کہ لازم کیا انہون نے عبادت کو اوپر اپنے پہر اُسمین قصور کیا اور یہ کہ اگر آدمی کسی وظیفے کو اختیار کرے تو مستحب ہے کہ اُسکو ہمیشہ کیا کرے اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی نیک عملون سے اور وردون سے یعنی جبکہ امن ہو ریا سے اور یہ کہ جائز ہے قسم کہانی اوپر لازم پکڑنے عبادت کے اور فائدہ اسکا استعانت ہے ساتہہ قسم کے اوپر نشاط کے واسطے اُسکے اور یہ کہ یہ نہین مخل ہے ساتہہ صحت نیت کے اور اخلاص کے بیچ اُسکے اور یہ کہ اسپر قسم کہانی لاحق نہین کرتی اُسکو ساتہہ نذر کے جسکا پورا کرنا واجب ہے اور یہ کہ جائز ہے قسم کہانی بغیر طلب کرنے قسم کے اور یہ کہ مطلق نفل کی تحدید لائق نہین بلکہ مختلف ہے حال ساتہہ اختلاف اشخاص کے اور اوقات اور احوال کے اور یہ کہ جائز ہے قربان کرنا مان باپ کا اور اسمین اشارت ہے طرف پیروی کی ساتہہ پیغمبرون کے بیچ انواع عبادتون کے اور یہ کہ عبادت کے ترک کرنے مین باپ کی فرمانبرداری واجب نہین اور اسی واسطے محتاج ہوا عمرو طرف شکایت اپنے بیٹے عبداللہ کی اور نہ انکار کیا اُسپر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیچ ترک کرنے طاعت باپ اپنے کی اور یہ کہ جائز ہے فاضل کو زیارت کرنی مفضول کی اُسکے گہر مین اور تعظیم کرنی مہمان کی ساتہہ ڈالنے فرش وغیرہ کے تلے اُسکے اور تواضع کرنی زائر کی ساتہہ بیٹہنے اپنے کی سوا اسچیز کے کہ بچہائی جاوے واسطے اسکے اور یہ کہ اسمین کچہ حرج نہین جبکہ ہو بطور تواضع اور اکرام کے واسطے زیارت کیے گئے کی (فتح)

بَابُ صِيَامُ الْبِيْضِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ

باب ہے بیان مین روزون دنون بیض کے کہ تیرہوین اور چودہوین اور پندرہوین ہے چاند کی ہے **ف** بعض کہتے ہین کہ بیض سے مراد راتین ہین اور وہ راتین ہین کہ اُنمین چاند اول رات سے آخیر تک باقی رہتا ہے یہانتک کہ جوالیقی نے کہا کہ جو بیض کو دنون کی صفت بنا دے اُس نے خطا کی اور اسمین بحث ہے اسواسطے کہ دن کامل وہ دن ہے ساتہہ رات اپنی کے اور نہین تمام مہینے مین کوئی دن کہ سارا روشن ہو مگر یہ دن اسواسطے کہ اُنکے دن بہی روشن ہین اور اُنکی راتین بہی روشن ہین پس بیض کو دنون کی صفت ٹہیرانا درست ہے اور حکایت کی ہین ابن بزیزہ نے اُنکے نام رکہنے مین ساتہہ بیض کے کئی اقوال اور جو مستند ہین طرف اقوال واہیہ کی اور اسمعیلی اور ابن بطال نے کہا کہ باب کی حدیث ترجمہ باب کے موافق نہین اسواسطے کہ حدیث مطلق ہے بیچ تین دنون کے ہر مہینے سے اور بیض معین دنون کو کہتے ہین اور جواب دیا گیا ہے ساتہہ اسکے کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اُسکے بعض طریقون مین بیض کے دنون کا ذکر آچکا ہے جیسے کہ احمد اور نسائی وغیرہ نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ ایک گنوار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس ایک خرگوش بہونا ہوا لایا سو حکم فرمایا انکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتہہ کہانے اُسکے کو اور باز رہا وہ گنوار کہانے سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس چیز نے منع کیا ہے تجہکو کہانے سے اُس نے کہا کہ مین ہر مہینے مین تین روزے رکہتا ہون سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھا کرتا ہے تو بیض کے دنون مین روزہ رکھا کر اور ایک روایت مین آیا ہے کہ بیض کے دن تیرہوین چودہوین
پندرہوین ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ہر مہینے سی تین روزے رکھنے عمر کے روزے کے برابر ہین یعنے تیرہوین چودہوین
پندرہوین اور گویا کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ساتھ باب کے اسطرف کہ وصیت ابوہریرہ رض کی ساتھ اسکے یعنے جو باب
کی حدیث مین ہے اُسکے ساتھ خاص نہین بلکہ یہ حکم عام ہے ہر آدمی کو چاہیے کہ یہ روزے رکھے اور ایک روایت مین ابن مسعود
رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کی ابتدا مین تین روزے رکھا کرتے تھے اور حفصہ رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہر مہینے سے تین روزے رکھا کرتے تھے یعنے پیر اور جمعرات کو اور پیر کو دوسرے جمعہ سے اور تطبیق دی ہے
بیہقی نے درمیان ان دونو کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی مسلم نے عائشہ رض سے کہ تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
روزہ رکھتے ہر مہینے سے تین دن نہین پرواہ کرتے تھے کہ مہینے کی کس دن سے روزہ رکھین کہا پس جس شخص نے حضرت صلعم کو
کرتے دیکھا اُسکو ذکر کیا اور عائشہ رض نے سب قسم دیکھی اس واسطے اسکو مطلق چھوڑا اور ظاہر یہ بات ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کا حکم کیا اور جسکی رغبت دلائی اور جس کے ساتھ وصیت کی وہ اولے ہے غیر اُسکے
سے یعنے اُسپر عمل کرنا افضل ہے اور اپنے خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پس شاید کہ عارض ہوتا تھا آپ کو کوئی امر جو باز رکھتا
تھا آپ کو اسکی رعایت سے یا اسکو بیان جواز کے لیے کرتے تھے تاکہ معلوم ہو کہ ہر طرح سے جائز ہے کوئی قید نہین اور یہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین افضل ہے اور بیض کے دنون کو ترجیح ہے ساتھ اسکے کہ وہ مہینے کی درمیان مین
اور درمیان چیز کا زیادہ تر بہتر ہوتا ہے اور نیز اس واسطے کہ اکثر اوقات کسوف اُنمین واقع ہوتا ہے اور تحقیق وارد
ہو چکا ہے امر ساتھ زیادہ کرنے عبادت کی جبکہ واقع ہو سو جسکی عادت بیض کے دنون مین روزہ رکھنے کی ہو جب وہ
روزے کی حالت مین کسوف کو پاویگا میسر ہوگا اُسکو یہ کہ جمع کرے درمیان کئی قسم عبادتون کے روزے سے اور نماز سے
خیرات سے بخلاف اُس شخص کے جو ان دنون مین روزے نہ رکھے اس واسطے کہ نہین حاصل ہوتا واسطے اُسکے استدراک
روزے اسکے کا اور نہ نزدیک اُس شخص کے کہ جائز رکھتا ہے نفل روزے کو بغیر نیت کی رات سے مگر یہ کہ موافق پڑے کسوف
کو اول دن سے اور بعض کہتے ہین کہ ہر مہینے کی ابتدا مین تین روزے رکھنے کو ترجیح ہے اس واسطے کہ آدمی نہین جانتا کہ کیا چیز
عارض ہوگی اُسکو موانع سے اور بعض کہتے ہین کہ ہر دس دن کے اول مین ایک روزہ رکھے اور اس واسطے اُسکے وجہ ہے عقل مین
اور یہی منقول ہے ابو درداء سے اور عائشہ رض سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ایک مہینے سے ہفتہ اور
اتوار اور پیر کو اور دوسرے کسی مہینے سے منگل اور بدھ اور جمعرات کو اور گویا کہ غرض ساتھ اُسکے یہ ہے کہ اکثر اوقات ہفتے کے سب دنون
مین روزہ رکھے اور ابراہیم نخعی نے اختیار کیا ہے کہ مہینے کی اخیر مین روزے رکھے تاکہ پہلے گناہون کا کفارہ ہو اور رویانی نے
کہا کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھنے مستحب ہین اور اگر بیض کے دنون مین اتفاق پڑے تو بہت پیارا ہوگا اور نیز کسی عالم
کی کلام مین ہے کہ مستحب ہونا روزے ایام بیض کا غیر استحباب روزے تین دنون کا ہے ہر مہینے سے (فتح) حدثنا

ابو معمر ثنا عبد الوارث ثنا ابو التیاح ثنا ابو عثمان عن ابی ہریرۃ قال اوصانی خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم بثلث صیام ثلثۃ ایام من کل شہر و رکعتی الضحی وان اوتر قبل ان انام ترجمہ ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ مجھکو میرے یار نے وصیت کی ساتھہ تین روزون کے ہر مہینے سے اور ساتھہ دو رکعتون نماز چاشت کے اور یہ کہ وتر پڑھون مین پہلے سونے سے ف خاص کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ہریرہ رض کو ساتھہ اس وصیت کے اشارہ ہے طرف اسکی کہ قدر موصے بہ وہ لائق ہے ساتھہ حال اسکے کی اور یہ جو کہا کہ میرے یار نے تو یہ اشارہ ہے طرف موافقت اسکی کے بیچ اختیار کرنے شغل عبادت کی اوپر شغل دنیا کے اسواسطے کہ ابو ہریرہ رضی نے بہوکہہ پر صبر کیا بیچ ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس مشابہ ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کو بیچ اختیار کرنے فقر کے مالداری پر اور عبودیت کی ملک پر اور پکڑا جاتا ہے اس سے افتخار کرنا ساتھہ صحبت اکابر کے جبکہ ہو بطور حکایت نعمت اور شکر اللہ کے نہ بطور فخر کے اور ہماری استاذ نے ترمذی کی شرح مین کہا کہ حاصل خلاف کا بیچ تعیین بیض کے نو قول ہین ایک یہ کہ معین نہ کیے جاوین بلکہ انکا معین کرنا مکروہ ہے یہ قول امام مالک سے مروی ہے دوم یہ کہ ہر مہینے سے پہلے دن ہین سوم یہ کہ اول ان کا بارہوین ہے چہارم یہ کہ اول انکا تیرہوین ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور صاحبین کا پنجم یہ کہ اول انکا اول ہفتہ ہے ابتدا مہینے سے پہر اول منگل ہے اس سے جو اس کے پیچھے ہے اور اسیطرح اور یہ قول عائشہ رض سے مروی ہے ششم یہ کہ پہلی جمعرات ہے پہر پیر پہر جمعرات ہفتم یہ کہ پہلا پیر ہے پہر خمیس پہر پیر ہشتم یہ کہ اول دن ہے اور دسوین اور بیسوین نہم یہ کہ اول ہر دہاکے کا ہے یہ ابن شعبان مالکی سے مروی ہے یعنی آخیر تین دن ہین ہر مہینے سے یہ قول ابراہیم نخعی کا ہے (فتح) **باب** من زار قوما فلم یفطر عندہم جو کسی قوم کی ملاقات کو جاوے اور انکے نزدیک روزہ نہ کہولے ف یعنے نفل روزے مین یہ باب مقابل ہے اس باب کے جو پہلے گذر چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قسم کہاوے اپنے بہائی پر تاکہ افطار کرے نفل روزے مین اور موقع اسکا یہ ہے کہ نہ گمان کیا جاوے کہ کہولنا آدمی کا نفل روزے کو واسطے خاطرداری بہائی اپنے کے لازم ہے اوپر اسکے بلکہ مرجع اسکا یہ ہے کہ ان دونو مین سے اگر کسی کو روزہ شاق ہو تو افطار بہتر ہے اور جب معلوم ہوا کہ کسی پر دشوار نہین تو اولے یہی کہ اپنے روزے پر قائم رہے (فتح) حدثنا محمد بن المثنی ثنی خالد ہو ابن الحارث ثنا حمید عن انس قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ام سلیم فاتتہ بتمر وسمن فقال اعیدوا سمنکم فی سقائہ وتمرکم فی وعائہ فانی صائم ثم قام الی ناحیۃ من البیت فصلی غیر المکتوبۃ فدعا لام سلیم واہل بیتہا فقالت ام سلیم یا رسول اللہ ان لی خویصۃ قال ما ہی قالت خادمک انس فما ترک خیر آخرۃ ولا دنیا الا دعا لی بہ اللہم ارزقہ مالا وولدا وبارک لہ فانی لمن اکثر الانصار مالا وحدثتنی ابنتی

میں نفل روزہ ... کا قول ... [illegible]

أُمَيْنَةُ أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ الْحَجَّاجِ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةٌ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ ثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ ترجمہ انس رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے گہر مین تشریف لائی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے کہجورین اور گہی لائین حضرت نے فرمایا کہ پہر ڈالدو اپنے گہی کو اُسکے برتن مین اور خرما کو اُسکے برتن مین اسواسطے کہ مین روزہ دار ہون پہر گہر کے ایک کونے کی طرف کہڑے ہوی اور نفل نماز پڑہی پہر ام سلیم اور اُنکے گہر والون کے لیے دعا کی سو ام سلیم رض نے کہا کہ یا حضرت میرے حق مین خاص دعا کیجیے فرمایا وہ کیا ہے اُسنے کہا کہ آپکا خادم انس ہے اُسکے حق مین دعا کیجیے سو نہ چہوڑی آپنے کوئی بہلائی دنیا کی اور نہ آخرت کی مگر کہ میرے لیے اُسکے ساتھہ دعا کی اور وہ دعا یہ ہے کہ فرمایا کہ الٰہی روزی دے اسکو بہت مال اور بہت اولاد اور برکت کر اسکو بیچ اسکے پس تحقیق البتہ مین سب انصار سے مال مین زیادہ ہون اور حدیث بیان کی مجہسے میرے بیٹی امینہ نے کہ دفن ہوئی ہین صلبی بیٹے میرے یعنے سوائی نواسون اور پوتون حجاج کے بصری مین آنے تک کچہ اوپر ایک سو بیس ۱۲۰ نفر یعنے حجاج کے بصرے مین آنے سے پہلے اتنے حقیقی بیٹے مر چکے تہی اور حجاج کا بصرے مین آنا ۷۵ سنہ پچہتر ہجری مین تہا اور انس رض کی عمر اُس وقت کچہ اوپر اسّی برس کی تہی اور انس رض اُسکے بعد سنہ ۹۲ بانوین یا ترانوین تک زندہ رہے اور اُنکی عمر سو برس کے قریب پہونچی تہی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت انس رض کی اولاد نہایت بہت تہی کہ کچہ اوپر ایک سو بیس ۱۲۰ اُنمین سے مر چکے تہی اور جو باقی تہے بیٹون اور پوتون وغیرہ سے وہ بہی سو کے قریب تہے اور اس حدیث مین اور بہی کئی فائدے ہین سوائے اُنکے جو پہلے گذرے ہین جائز ہے تصغیر یعنے چہوٹا کہنا کسی کو بطور مہربانی کے نہ بطور حقارت کے اور تحفہ دینا زائر کو ساتھہ اُس چیز کے کہ حاضر ہو اور جواز پہیر دینا ہدیہ کا جبکہ یہ ہدیہ دینے والے پر دشوار نہو اور یہ کہ اسکا اُسکو لینا ہبہ کو پہیر لینا نہین اور اسمین نگاہ رکہنا کہانے کا ہے اور ترک کرنا قصور کا بیچ اُسکے اور جبر کرنا خاطر زیارت کیے گئے کا جبکہ نہ کہا وے نزدیک اُسکے ساتھہ دعا کے واسطے اُسکے اور مشروع ہونا دعا کا بعد نماز کے اور مقدم کرنا نماز کا پہلے طلب حاجت کے اور دعا کرنی ساتھہ بہتری دنیا اور آخرت کے اور دعا کرنی ساتھہ کثرت مال اور اولاد کے اور یہ کہ یہ آخرت کی بہتری کے منافی نہین اور یہ کہ فضل کم ہونے دنیا کا مختلف ہی ساتھہ اختلاف اشخاص کے اور اسمین زیارت کرنا امام کا ہے اپنے بعض رعیت کو اور داخل ہونا اُسکے گہر مین وقت غائب ہونے اسکے کی اسواسطے کہ نہین کہا اُسنے اس قصے مین کہ اُس وقت ابو طلحہ بہی حاضر تہے اور اسمین اختیار کرنا بیٹے کا ہے اپنی جان پر اور یہ کہ کثرت موت کی اولاد مین نہین منافی ہے اجابت دعا کو ساتھہ کثرت طلب اُنکی کے اور نہ برکت طلب کرنے کو بیچ اُنکے واسطے اس ثواب کے کہ خاص ہوتا ہے مصیبت کے سبب ساتھہ موت اُنکی کے اور صبر سے اوپر اُسکے اور اسمین بیان کرنا ہے اللہ کی نعمتون کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو واسطے اُسکے کہ آپکی دعا کی اجابت

مین ہے امر زائد ہے اور وہ جمع ہونا کثرت مال کا ہے ساتھہ کثرت اولاد کے اور انس رض کا باغ سال مین دو بار پہل لاتا تھا اور اُنکے سوا اور لوگون کے باغ سال مین ایک بار پہل لاتے تھے (فتح) **باب الصوم من اٰخر الشهر** مہینے کی اخیر مین روزہ رکہنے کا بیان **ف** ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری نے باب مین مطلق مہینے کا ذکر کیا ہے اگرچہ باب کی حدیث مین معید مہینا مراد ہے اور وہ شعبان ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ یہ حکم شعبان کے ساتھ خاص نہین بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مہینے کے اخیر مین روزہ رکہنا مستحب ہے تاکہ آدمی کو عادت ہو جاوے پس یہ جو آیا ہے کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکہنا منع ہے تو یہ نہی اسکے معارض نہین اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکی عادت ہو اُسکو روزہ رکہنا درست ہے (فتح) **حدثنا** الصلت بن محمد ثنا مهدي عن غيلان ح وحدثنا ابو النعمان ثنا مهدي بن ميمون ثنا غيلان بن جرير عن مطرف عن عمران بن حصين عن النبي صلى الله عليه وسلم انه سأله او سأل رجلا وعمران يسمع فقال يا ابا فلان اما صمت سرر هذا الشهر قال اظنه قال يعني رمضان قال الرجل لا يا رسول الله قال فاذا افطرت فصم يومين لم يقل الصلت اظنه يعني رمضان وقال ثابت عن مطرف عن عمران عن النبي صلى الله عليه وسلم من سرر شعبان قال ابو عبد الله وشعبان اصح **ترجمہ** عمران بن حصین رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمران کو پوچہا یا کسی اور مرد سے پوچہا اور عمران رض سنتا تہا سو فرمایا کہ اے باپ فلانے کی کیا تونے اس مہینے کے اخیر مین روزے نہین رکہے یعنے رمضان سے اس مرد نے کہا کہ یا حضرت نہین فرمایا کہ جب تو افطار کرے یعنی روزہ رمضان کا تو دو روزے رکہہ اور ایک روایت مین شعبان کے اخیر مین روزہ رکہنے کا ذکر آیا ہے امام بخاری نے کہا کہ شعبان کا ہونا زیادہ ترصحیح ہے یعنی اس حدیث مین بجاے رمضان کے شعبان کا لفظ آیا ہے **ف** ابو عبید نے کہا کہ مراد ساتھہ سرر کے اخیر مہینے کا ہے نام رکہا گیا وہ ساتھہ اُسکے واسطے پوشیدہ ہونے چاند کے ان دنون مین اور وہ اٹھائیسوین اور انتیسوین اور تیسوین رات ہے اور اوزاعی اور سعید سے روایت ہے کہ مراد سرر سے اول مہینے کا ہے اور خطابی نے اوزاعی سے جمہور کی طرح نقل کیا ہے اور بعض کہتے ہین کہ مراد سرر سے درمیان مہینے کا ہے اور ترجیح دی ہے اُسکو بعض نے اور اُسکی وجہ یہ بیان کی کہ سرر جمع سرہ کی ہے اور سرہ چیز کے درمیان کو کہتے ہین اور تائید کرتی ہے اُسکی یہ بات کہ بیض کے دنون مین روزے رکہنے مستحب ہین اور وہ مہینے کے درمیان ہین اور یہ کہ اخیر مہینے کے روزے مستحب ہونے مین کوئی چیز وارد نہین ہوئی بلکہ نہی خاص وارد ہوئی ہے اور وہ اخیر شعبان کا ہے واسطے اُسکے جو اُسکا روزہ رکہے واسطے پیشوائی رمضان کے اور ترجیح دی ہے اُسکو نووی نے ساتھہ اسکے کہ مسلم نے بعد ذکر کیا ہے اُس روایت کو جسمین سرہ کا لفظ آیا ہے اور اُسکے بعد وہ حدیثین بیان کین جنمین صیام ایام بیض پر ترغیب ہے لیکن مینے اس حدیث کو کسی طریق مین لفظ سرہ کا نہین دیکہا بلکہ

ایک روایت مین سرر کا لفظ آیا ہے اور ایک مین سرار کا اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ مراد ساتھ اسکے اخیر مہینے کا ہے
اور امام خطابی نے کہا کہ بعض اہل علم کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس سے سوال کرنا سوال جھڑک کا ہے اور
انکار کا اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے پیشوائی کرنے مہینے کی سے ساتھ ایک یا دو روزے کے اور
تعاقب کیا گیا ہے اسکا ساتھ اسکے کہ اگر آپ اس سے انکار کرتے تو اُسکو قضا کا حکم نہ کرتے اور جواب دیا ہے خطابی نے
ساتھ اسکے کہ احتمال ہے کہ اُس مرد نے روزے کو اپنی جان پر واجب کیا ہو پس اسی واسطے حکم کیا اسکو ساتھ پورا
کرنیکے اور یہ کہ قضا کرے اُسکو شوال مین اور ابن منیر نے کہا کہ اسکو انکار کا سوال کہنا تکلف ہے اور رد کرتا ہے
اسکو قول مسئول کا کہ نہین یا حضرت پس اگر یہ سوال انکار کا ہوتا تو اسپر روزہ رکھنے کا انکار کیا ہوتا کہ تو نے کیون
روزہ رکھا اور فرض یہ بات ہو چکی ہے کہ اُس مرد نے روزہ نہین رکھا تھا پس کسطرح انکار کرتے اُسپر فعل اسچیز کو کہ
نہین کیا اُسنے اُسکو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس مرد کو اخیر مہینے مین روزہ رکھنے کی عادت تھی سو جب اُسنے سُنا کہ رمضان
سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنے کو منع فرمایا ہے اور اُسکو استثنا نہ پہونچا تو اپنی عادت کے روزے ترک کیے پس حکم
کیا اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قضا کرنے انکے کی تا ہمیشہ رہے محافظت اُسکی اُس چیز پر کہ لازم کیا ہے
اُسکو اپنی جان پر عبادت سے اسواسطے کہ بہت پیارا عمل خدا کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے کما تقدم اور
بعضے کہتے ہین کہ اسمین دلیل ہے اسپر کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنا صرف اُسکو منع ہے جو اسکو
قصد کرے واسطے پیشوائی رمضان کے اور جو اُسکا قصد نہ کرے تو اُسکو نہی شامل نہین اگرچہ اُسکی عادت نہ ہو
اور یہ خلاف ہے ظاہر حدیث نہی کا اسواسطے کہ نہین مستثنے اُس سے مگر جسکو عادت ہو اور قرطبی نے اشارہ کیا ہے
طرف اسکی کہ جو سرر شہر کو اپنے غیر ظاہر پر حمل کرتا ہے اور ظاہر اُسکا اخیر مہینے کا ہے تو وہ معارضہ سے بھاگا ہے اسواسطے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے پیشوائی رمضان سے ساتھ ایک یا دو روزوں کے اور کہا کہ دونو کے درمیان
تطبیق ممکن ہے بایںطور کہ نہی اُس شخص کے حق مین محمول ہے جسکو اخیر مہینے مین روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو اور امر اُسکے
حق مین محمول ہے جسکو اسکی عادت ہو واسطے باعث ہونے مخاطب کے اوپر لازم پکڑنے عادت نیکی کے تا کہ نہ قطع کرے
اُسکو اور اسمین اشارہ ہے طرف فضیلت روزے شعبان کی اور یہ کہ اُسکا ایک روزہ اُسکے غیر کے دو دن کے برابر ہے مین کہتا
ہون کہ یہ تقریر نہین تمام ہوتی مگر یہ کہ ہو عادت مخاطب کی ساتھ اسکے کہ شعبان کا صرف ایک روزہ رکھا کرتا تھا
نہین تو قول آپ کا کہ کیا تو نے مہینے کے اخیر مین روزے رکھے ہین عام ہے اس سے کہ اُسکی عادت ایک روزے کی ہو یا زیادہ کی اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ ایک دن کے بدلے دو روزے رکھے اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قضا نفل کی اور
جب نفل کی قضا درست ہوئی تو فرض کی قضا بطریق اولی درست ہوگی خلاف ہے واسطے اُسکے جو اسکو منع کرتا ہے
(فتح) **باب** صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُفْطِرَ يَعْنِي إِذَا لَمْ يَصُمْ

قَبْلَهُ وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَّصُوْمَ بَعْدَهُ باب ہی جمعہ کے روزے کے بیان مین اور اگر کوئی جمعہ کے دن حالت روزے مین صبح کرے تو اُسپر لازم ہے کہ روزہ کہولڈالے یعنے جبکہ نہ روزہ رکہی پہلے اس سے اور نہ ارادہ رکہتا ہو کہ روزہ رکھے بعد اُسکے حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَاَلْتُ جَابِرًا اَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ زَادَ غَيْرُ اَبِىْ عَاصِمٍ اَنْ يَّنْفَرِدَ بِصَوْمِهٖ ترجمہ محمد بن عباد رہ سے روایت ہی کہ مینے جابر رہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزہ سے منع فرمایا ہے اُسنے کہا کہ ہان ابوعاصم راوی کی غیرنے یہ لفظ اُسمین زیادہ کیا ہے یہ کہ تنہا جمعہ کا روزہ رکہے ف یہ حدیث مطلق ہے اور تقیید اُسکی تفسیر سے ایک راوی سے حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِىْ ثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنِىْ اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روزہ رکہے کوئی فقط جمعے کی دن مگر یون مضائقہ نہین کہ جمعے سے پہلے بھی ایک روزہ رکھے یا بعد اُسکے ف یعنے صرف جمعے کی دن روزہ نہ رکھے خواہ جمعرات یا جمعہ کا روزہ رکہے خواہ جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھے یعنے دو روزے ملاکر رکہے اور یہ حدیث ظاہر ہے قید مین اور نکرا جاتا ہے استثنا سے جواز اُسکا واسطے اُسکے جو ایک دن اس سے پہلے یا پیچھے روزہ رکہے یا اتفاقًا واقع ہو جمعہ اُن دونون مین کہ اُسکی عادت اُسکے روزے کی ہو مانند اُسکی کہ بعض کے دنون مین روزہ رکہتا ہو یا اُسکو عادت ہو روزے معین دن کی مانند دن عرفہ کی پس ہو موافق پڑے دن جمعہ کے اور نکرا جاتا ہے اس سے جواز روزے اُسکا واسطے اُسکے جو نذر مانے دن آنے زید کی یا دن شفا فلانے کی (فتح الباری) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدٌ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِىَ صَائِمَةٌ فَقَالَ اَصُمْتِ اَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُوْمِىْ غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَاَفْطِرِىْ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الْجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةَ ثَنِىْ اَبُوْ اَيُّوْبَ اَنَّ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَتْهُ فَاَمَرَهَا فَاَفْطَرَتْ ترجمہ جویریہ رہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پاس جمعہ کے دن آئی اور وہ روزہ دار تہی فرمایا کہ کیا تو نے کل بہی روزہ رکہا تہا اُسنے کہا کہ نہین فرمایا کہ کیا تو ارادہ کرتی ہے یہ کہ کل کو روزہ رکہو اُس نے کہا کہ نہین فرمایا پس روزہ کہول ڈال ف اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ حدیثون باب کی اسپر کہ صرف جمعے کے دن روزہ رکہنا منع ہے اور نقل کیا ہے اسکو ابوطیب طبری نے احمد اور ابن منذر اور بعض شافعیہ سے اور گویا کہ اُسنے اُسکو نکرا ہے قول ابن منذر سے کہ ثابت ہوئی ہے نہی جمعے کی روزے سے جیسے کہ ثابت ہوئی ہے نہی عید کے روزے سے اور زیادہ کیا دن جمعے کی امر ساتہہ فطر اُس شخص کے کہ صرف جمعے کے روزے کا ارادہ کرے کہ یہ مشعر ہے ساتہہ اسکے کہ وہ اسکو حرام جانتا ہے اور ابوجعفر نے کہا کہ عید اور جمعے کے درمیان فرق کیا جاتا ہی ساتہہ اسکے کہ

اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ عید کے دن روزہ رکہنا حرام ہے اگرچہ اُس سے پہلے اور پیچھے بہی روزہ رکہے بخلاف دن
جمعہ کے اسواسطے کہ اجماع ہے اسپر کہ جو جمعہ کے پہلے یا پیچھے ایک دن روزہ رکھے اُسکو جمعہ کے دن روزہ رکہنا
درست ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر اور ابن حزم نے منع ہونے روزے جمعہ کا حضرت علیؓ اور ابو ہریرہؓ اور سلمان اور
ابو ذرؓ سے ابن حزم نے کہا کہ نہیں جانتا مین کوئی مخالف واسطے اُنکے اصحابؓ مین سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے
کہ یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہی اور مالک اور ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ مکروہ نہین امام مالک نے کہا کہ نہین سنا مینے
کسی سے کہ اقتدا کیا جاتا ہے ساتھ اُسکے کہ منع کرتا ہے اُس سے اور داؤد نے کہا کہ شاید نہی امام مالک کو نہین
پہونچی اور عبد الوہاب نے کہا کہ جس دن کا روزہ اپنے غیر کے ساتھ مکروہ نہین اُسکا تنہا بہی مکروہ نہین اور ابن عربی
نے اس قول پر اعتراض کیا ہے کہ یہ قیاس ہے ساتھ موجود ہونے نص کے اور استدلال کیا ہے حنفیہ نے ساتھ
حدیث ابن مسعودؓ کے کہ تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکہتے ہر مہینے سے تین دن اور بہت کم روزہ کہولتے
تہے دن جمعہ کے اور حسن کہا ہے اسکو ترمذی نے اور اسمین حجت نہین اسواسطے کہ احتمال ہے یہ کہ ارادہ کرتا ہو
کہ جان بوجہ کر روزہ نہ کہولتے تہے جبکہ واقع ہوتا جمعہ اُن دنون مین کہ تہے روزہ رکہتے انکا اور نہین معارض ہے
صرف جمعہ کا روزہ رکہنے کو تاکہ حدیثون مین تطبیق ہو جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ خاصہ ہے اور یہ بات ٹہیک نہین
اسواسطے کہ نہین ثابت ہوتا خاصہ ساتھ احتمال کے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک دو وجہین ہین ایک کہ نہین
مکروہ ہے مگر واسطے اُسکے کہ ضعیف کر ڈالے اُسکو روزہ اُسکا اس عبادت سے کہ واقع ہوتی ہے بیچ اُسکے نماز اور
دعا اور ذکر سے یہی وجہ نقل کی مزنی نے شافعی رح سے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے مانند قول جمہور
کی اور اسی کو صحیح کہا ہے متاخرین نے اور اسمین اختلاف ہے کہ صرف جمعے کا روزہ رکہنا منع کیون ہے بعض کہتے
کہ وہ دن عید کا ہے اور عید مین روزہ نہین رکہا جاتا اور اسپر یہ اعتراض ہے کہ غیر دن کے ساتھ اُسکا روزہ
رکہنا درست ہے پس لازم آتا ہے کہ یہ بہی درست نہ ہو اور ابن قیم وغیرہ نے جواب دیا ہے کہ اُسکا عید کے ساتھ
مشابہ ہونا نہین مستلزم ہے برابر ہونے اُسکے کو ساتھ اُسکے ہر وجہ سے اور جو اُسکے ساتھ اور دن کا روزہ رکہے
تو منتفی ہوگی اُس سے صورت قصد کرنے کی ساتھ تنہا روزے جمعے کے یعنے جب اُسکی ساتھ کوئی روزہ رکہے تو اس سے
یہ لازم نہین آتا کہ اس صورت مین بہی جمعہ عید کے برابر ہو اور اُسکا روزہ منع ہو پس یہ درست ہوگا دوم یہ کہ تاکہ نہ
ضعیف ہو عبادت سے اور تعاقب کیا گیا یہ ساتھ باقی رہنے معنے مذکور کے اُس حالت مین کہ اُسکے ساتھ غیر دن کا
روزہ رکہا جاوے سوم یہ کہ اُسمین خوف ہے مبالغہ کا بیچ تعظیم اُسکی کے پس مفتون ہوگا آدمی ساتھ اُسکے جیسے کہ
مفتون ہوئے یہود ساتھ دن ہفتے کی اور یہ توڑا گیا ہے ساتھ ثبوت تعظیم اُسکی کے ساتھ غیر روزے کے اور نیز یہود
تو ہفتے کو روزے کی ساتھ تعظیم نہین کرتے پس اگر اُنکی موافقت کا ترک کرنا ملحوظ ہوتا تو البتہ لازم ہوتا روزہ

اُسکا اسواسطے کہ وہ اُنکا روزہ نہین رکہتے چہارم یہ کہ اُسکے اعتقاد وجوب کا خوف ہی اور یہ توڑا گیا ہے ساتھہ
روزے پیر اور خمیس کے پنجم یہ کہ خوف ہی کہ فرض کیا جاوی اوپر اُنکے جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی نماز
تراویح سے خوف کیا اور یہ بھی توڑا گیا ہے ساتھہ روزے اُسکے کی ساتھہ غیر اُسکے کی ساتھہ اسطور کے کہ اگر اسطرح
ہوتا تو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جائز ہوتا واسطے دور ہونے سبب کے ششم یہ کہ اُسمین مخالفت نصاریٰ
کی ہے اسواسطے کہ اُنپر اُنکا روزہ واجب ہے اور ہمکو حکم ہے اُنکی مخالفت کا اور یہ بھی ضعیف ہی اور قوی تر سب
قولون مین پہلا قول ہے اور اُسمین دو حدیثین بھی وارد ہو چکی ہین ایک یہ ہے جو ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے سو نہ گردانو اپنی عید کے دن کو دن روزے اپنے کا مگر یہ کہ روزہ
رکہو تم پہلے اُس سے یا پیچھے اُس سے اور دوسری حدیث یہ ہی جو حضرت علی رض سے روایت ہی کہ جو تم مین سے کسی
مہینے مین روزہ رکہنے والا ہو تو چاہیے کہ جمعرات کے دن روزہ رکہے اور جمعہ کے دن روزہ نہ رکہے اسواسطے کہ وہ
دن کہانے اور پینے اور ذکر کا ہے (فتح) **باب** هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ کیا کسی دن کو روزے کے واسطے
خاص کرنا جائز ہے **ف** ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ نہین جزم کیا امام بخاری نے ساتھہ حکم کے یعنے خاص کرنا جائز
ہے یا نہین اسواسطے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت پر ہمیشگی کی اور اپنے
وظیفون پر مواظبت کی اور مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہی کہ کسی نے اُنسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کا
حال پوچہا سو عائشہ رض نے کہا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکہتے یہانتک کہ ہم کہتے کہ روزہ کہولینگے
اور روزہ کہولتے تھے یہانتک کہ ہم کہتے کہ روزہ نہ رکہینگے پس یہ حدیث باب کی حدیث کی معارض ہے اسواسطے
کہ وہ چاہتی ہے نفی مواظبت کو پس باقی رکہا بخاری نے باب کو استفہام پر تا کہ دونون سے ایک حدیث ترجیح
پاوے یا تطبیق ظاہر ہو اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونون کے باینطور کہ قول عائشہ کا کہ آپ کا عمل ہمیشہ تہا
معنے اُسکے یہ ہین کہ اختلاف حال آپ کا بیچ بہت روزے رکہنے اور نہ رکہنے کے تہا ہمیشہ مستمر یعنے ہمیشہ آپ کا یہی
دستور رہا کہ کبھی کتنے دنون تک پے در پے روزے رکہتے چلے جاتے تھے اور کبھی کتنے دنون تک پے در پے نہ رکہتے
تھے اور ساتھہ اسطور کے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لازم کرتے اپنی جان پر عبادت کو پس بہت وقت مشغول
رکہتا تہا آپ کو بعض اُس عبادت سے کوئی شاغل پس قضا کرتے اُسکو پے در پے پس مشتبہ ہوتا حال اُسپر کہ دیکہتا
آپ کو پس قول عائشہ رض کا کہ آپ کا عمل ہمیشہ تہا محمول ہے وظیفہ پر اور قول اُسکا کہ تھے حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کہ نہ چاہے تو کہ دیکہے تو آپ کو روزہ دار مگر کہ دیکہے تو محمول ہے دوسرے حال پر اور بعضے کہتے ہین کہ معنے اُسکے
یہ ہین کہ نہ قصد کرتے تھے ابتداءً کسی دن معین مین کہ روزہ رکہین اُسکا بلکہ جب کسی دن معین کا روزہ رکہتے تھے مانند
خمیس کی مثلا تو اُسکے روزے پر ہمیشگی کرتے تھے (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُصُّ مِنَ الْاَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهٗ دِيْمَةً وَاَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْقُ **ترجمہ**

علقمہ رضہ سے روایت ہو کہ مینے عائشہ رضہ سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے کے واسطے کسی دن کو دنون مین سے خاص کیا کرتے تہے عائشہ رضہ نے کہا کہ نہین اور آپ کا عمل دائمی تہا اور تم مین سے کون طاقت رکہتا ہے اس چیز کی جسکی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم طاقت رکہتے تہے **ف** استدلال کیا ہے ساتہ اسکے بعضون نے اسپر کہ ہفتے مین سے کسی خاص دن کے روزے کا قصد کرنا مکروہ ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتہ اسکے کہ عائشہ رضہ کی حدیث مین سائل نے تو صرف کسی ایک دن کے خاص کرنے سے سوال کیا تہا اس اعتبار سے کہ وہ دن ہے اور اسپر وہ دن کو وارد ہوئی ہے تخصیص اُسکی دنون سے ساتہ روزے کے پس سوائے اسکے نہین کہ وہ خاص کیا گیا ہے واسطے ایک امر کے کہ نہین شریک ہین اُسکو اُسمین باقی دن مانند دن عرفہ کی اور دن عاشورے کی اور دنون بیض کی اور تمام اُن دنون کی کہ معین کیے گئے ہین واسطے معنے خاص کے اور سوائے اسکے نہین کہ سوال کیا تہا اُسسے تخصیص ایک دن کی سے واسطے ہونے اُسکے کے مثلا دن ہفتے کا اور اشکال کیا گیا ہے اس جواب پر روزہ پیر اور خمیس کا پس تحقیق وارد ہوئی ہین اُسمین کئی حدیثین اور گویا کہ نہین صحیح ہوئی ہین بخاری کی شرط پر مین کہتا ہون کہ وارد ہوئی ہین پیر اور خمیس کے روزے مین کئی حدیثین صحیح انمین سے ایک حدیث یہ ہو جو کہ ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہو کہ تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصد کرتے روزے پیر اور خمیس کا اور اسیطرح کی اور بہی کئی حدیثین ہین پس جواب اشکال سے یہ ہو کہ کہا جاوے کہ شاید مراد ساتہ ایام مسؤل عنہا کے تین دن ہین ہر مہینے مین پس گویا کہ سائل نے جب سنا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تین دن روزہ رکہا کرتے تہے اور رغبت دلائی اُسمین کہ ہون وہ دن بیض کے تو پوچہا عائشہ رضہ سے کہ کیا تہے خاص کرتے اُنکو ساتہ دنون بیض کے سو عائشہ رضہ نے کہا کہ نہین آپ کا عمل دائمی تہا یعنے اگر اُنکو بیض کے دن ٹہیراتے تو البتہ متعین ہو جاتے اور اُسپر ہمیشگی کرتے اسواسطے کہ تہے دوست رکہتے اُسکو کہ آپ کا عمل دائمی ہو ولیکن ارادہ کیا آپنے فراخی کا ساتہ نہ معین کرنے اُنکے پس نہ پرواہ کرتے تہے یہ کہ مہینے سے کس دن روزہ رکہین یعنے کوئی دن معین کرتے تہے بلکہ جب چاہتے تہے روزہ رکہتے تہے جیسے کہ عائشہ رضہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے سے تین دن روزہ رکہتے تہے اور نہین پرواہ کرتے تہے کہ مہینے سے کس دن روزہ رکہین (فتح)

باب صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ عرفہ کے دن روزہ رکہنے کا بیان **ف** یعنے اُسکا کیا حکم ہے اور گویا کہ نہین ثابت ہوئی ہین نزدیک بخاری کے وہ حدیثین جو وارد ہوئی ہین عرفہ کے روزے مین اوپر شرط اُسکی کے اور سب سے زیادہ ترصیح حدیث ابو قتادہ کی ہے کہ عرفہ کا روزہ اُتار ڈالتا ہے گناہ ایک سال اگلے کے اور ایک سال پچہلے کے روایت کی یہ حدیث مسلم وغیرہ نے یعنے اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کا روزہ مستحب نہین اور تطبیق درمیان اسکے اور درمیان حدیث باب کے یہ ہو کہ باب کی حدیث محمول ہے غیر حاجی پر یا اُس

شخص پر کہ ضعیف کرے اُسکو روزہ اُسکا ذکر اور دعا سے کہ مطلوب ہے واسطے حاجی کے (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ حَدَّثَنِي سَالِمٌ حَدَّثَنِي عُمَيْرٌ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلَتْ أُمُّ الْفَضْلِ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ فَشَرِبَهُ ترجمہ ام فضل حارث کی بیٹی سے روایت ہے کہ کچھ لوگ اُسکے نزدیک عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں جھگڑے سو بعضوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار ہیں اور بعضوں نے کہا کہ روزہ دار نہیں سو میں نے آپکی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس دودھ کو پی لیا **ف** یہ شعر ہے ساتھ اسکے کہ عرفہ کا روزہ اُنکے نزدیک معروف اور معتاد تھا واسطے اُنکے وطن میں اور جس نے آپکے روزے کا یقین کیا تھا اُس نے عادت مالوف سے دلیل پکڑی تھی اور جس نے یقین کیا تھا کہ آپ روزہ دار نہیں تو اُسکے نزدیک قائم ہوا تھا قرینہ کہ آپ مسافر ہیں اور آپنے سفر میں فرض روزے سے منع فرمایا ہے چہ جائیکہ نفل ہو (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَوْ قُرِئَ عَلَيْهِ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِحِلَابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ ترجمہ میمونہ رض سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں شک کیا سو میمونہ نے آپکی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ موقف عرفات میں کھڑے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے دودھ پیا اور لوگ آپکی طرف دیکھتے تھے **ف** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان دونو حدیثوں کے اسپر کہ مستحب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے اور اسمیں نظر ہے یعنے اعتراض ہے اسواسطے کہ آپ کا مجرد فعل نفی استحباب پر دلالت نہیں کرتا اسواسطے کہ کبھی مستحب چیز کو بیان جواز کے واسطے چھوڑ دیتے تھے اور آپکے حق میں افضل ہوتی تھی واسطے مصلحت تبلیغ کے ہاں ابو داؤد وغیرہ نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفہ کے اور بعض سلف نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے سو یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ حاجیوں کو عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور ابن زبیر اور اسامہ اور عائشہ رض کی روایت ہے کہ وہ عرفہ کا روزہ رکھتے تھے اور یہ خوش لگتا تھا حسن رح کو اور حکایت کرتا تھا اُسکو عثمان رض سے اور قتادہ سے ایک اور مذہب منقول ہے اُس نے کہا کہ نہیں خوف ہے ساتھ اُس کے جبکہ دعا سے ضعیف نہ ہو اور امام شافعی رح سے قدیم قول میں یہی منقول ہے اور اختیار کیا ہے اسکو شافعی اور متولی نے شافعیہ میں سے اور جمہور نے کہا کہ مستحب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے یہانتک کہ عطاء نے کہا کہ جو روزہ افطار کرے تاکہ قوت حاصل کرے ساتھ اُسکے ذکر پر تو اُسکو روزہ دار کے برابر ثواب ہے اور طبری نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

عرفہ کے دن اسواسطے روزہ نہ رکہا تہا کہ تا دلالت کرے کہ حاجی کو کہے یہی بات مختار ہے تا کہ نہ ضعیف ہووے دعا اور ذکر سے کہ مطلوب ہے اس دن عرفہ کے اور بعض کہتے ہین کہ اسواسطے نہ رکہا تہا کہ وہ جمعہ کا دن تہا اور تنہا جمعہ کے روزے سے آپنے منع فرمایا ہے اور یہ تاویل بعید ہے اول حدیث سے اور بعضے کہتے ہین کہ آپنے عرفہ کے دن روزہ رکہنا اسواسطے مکروہ رکہا کہ وہ عید ہے واسطے اہل موقف کے واسطے جمع ہونے اُنکے کے بیچ اُسکے اور اسحدیث مین اور بہی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ آنکہ سے دیکہنا زیادہ تر یقینی حجت ہے اور یہ کہ وہ خبر سے اوپر ہے اور یہ کہ مجلسون مین کہانا پینا درست ہے اور نہین کراہت ہے اسمین واسطے ضرورت کے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا تحفہ کا عورت سے بغیر تفصیل پوچہنے کے کہ کیا وہ اُسکے خاوند کے مال سے ہے یا نہین اور اسمین اقتدا کرنا لوگون کا ہے ساتہہ افعال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اسمین بحث اور اجتہاد ہے بیچ زندگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مناظرہ بیچ علم کے درمیان مردون اور عورتون کے اور حیلہ ڈہونڈنا واسطے اطلاع پانے کے حکم پر بغیر سوال کے اور اسمین سوار ہونا ہے بیچ حالت کہڑے ہونے سواری کے اور پہلی حدیث مین ہے کہ ام فضل نے دودہ بہیجا اور دوسری مین ہے کہ میمونہ نے بہیجا تو یہ محمول ہے تعدد واقعہ پر یعنے یہ معاملہ دو بار ہوا ایک بار ام فضل نے دودہ بہیجا تہا اور ایک بار میمونہ نے اور احتمال ہے کہ دونو نے اکٹہے دودہ بہیجا ہو (فتح) **بَاب** الصَّوْمِ يَوْمَ الْفِطْرِ عید فطر کے دن روزہ رکہنے کا بیان **ف** یعنے اُسکا حکم کیا ہے ابن منیر نے کہا کہ شاید امام بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اختلاف کی اُسکے حق مین جو ایک دن کے روزے کی نذر مانے یعنے جیسے کہے کہ مین پیر کا روزہ رکہون گا اور موافق پڑے وہ عید کے دن کو کہ کیا اُسکی نذر درست ہے یا نہین وسیأتی ذکر ما قیل فی ذلک (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْيَوْمُ الْاٰخَرُ تَاْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ قَالَ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ فَقَدْ اَصَابَ وَمَنْ قَالَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدْ اَصَابَ ترجمہ ابو عبید رح سے روایت ہے کہ مین عمر بن خطاب رض کے ساتہہ عید مین حاضر ہوا سو عمر رض نے کہا کہ یہ دو دن ہین کہ منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے روزے سے ایک دن تو تمہارے روزہ کہولنے کا ہے یعنے عید فطر کا دن اور دوسرا دن کہ تم اُسمین اپنی قربانی کا گوشت کہاتے ہو **ف** بعضے کہتے ہین کہ فائدہ وصف دونون کا اشارت ہے طرف علت وجوب فطر اُن دونو کی اور وہ جدائی کرنی ہے روزے سے اور اظہار تمام ہونے اُسکے کا اور حد اُسکی ہے ساتہہ فطر کے بعد اُسکے کی اور دوسرا واسطے علت قربانی کے جو تقرب کیا گیا ساتہہ ذبح کرنے اُسکے کے تا کہ کہایا جاوے اس سے اور اگر اُسکا روزہ مشروع ہوتا تو اُسمین ذبح کے مشروع ہونے کو کوئی معنے نہ ہوتے پس تعبیر کیا گیا علت تحریم سے ساتہہ کہانے کے قربانی سے اسواسطے کہ وہ مستلزم ہے ذبح کو اور زیادہ کرتا ہے فائدے بتنیکو

تعلیل پر پورمراد ساتھہ نسک کے اسجگہ وہ جانور ہے کہ ذبح کیا جاوے واسطے قربت کو اور استنباط کیا جاتا ہے اس علت سے تعین سلام کا واسطے جدائی کے نماز سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونو عیدون کے دن روزہ رکھنا حرام ہے برابر ہے کہ نذر کا ہو یا کفارے کا یا نفل یا قضا یا تمتع اور اگر کوئی زید کے آنے کے دن کے روزے کی نذر مانے تو اسمیں اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ نذر منعقد نہین ہوتی اور امام ابو حنیفہ رح کا یہ مذہب ہے کہ نذر درست ہے اور قضا لازم ہوتی ہے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ لازم آتا ہے اسکو کہانا اور اوزاعی سے روایت ہے کہ قضا کرے مگر یہ کہ عید کے دن کے استثنا کی نیت ہو اور امام مالک سے ایک روایت مین ہے کہ اگر قضا کی نیت کی ہو تو قضا کرے نہین تو نہین اور آیندہ باب مین ابن عمر رض سے آویگا کہ اُنسے مسئلے کے جواب مین توقف کیا اور دراصل اختلاف کا اس مسئلے مین یہ ہے کہ کیا نہی منہی عنہ کی صحت کو چاہتی ہے یا نہین اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہین چاہتی اور محمد بن حسن سے روایت ہے کہ چاہتی ہے اور دلیل پکڑی ہے اُس نے ساتھہ اسکے کہ نہین کہا جاتا اندہے کو کہ مت دیکھہ اسواسطے کہ وہ تحصیل حاصل ہے پس معلوم ہوا کہ عید کے دن کا روزہ ممکن ہے اور جب ممکن ہوا تو اُسکا صحیح ہونا ثابت ہوا اور اُسکا جواب دیا گیا ہے کہ یہ امکان عقلی ہے یعنے نقلی نہین اور نزاع شرعی مین ہے اور جو شرعًا منہی عنہ ہو اُسکا فعل شرعًا ممکن نہین اور انکے دلائل سے ایک یہ دلیل ہے کہ جب نفل مطلق کے فعل سے نہی ہو تو وہ منعقد نہین ہوتا اسواسطے کہ نہی سے مطلوب ترک ہی برابر ہے کہ تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے اور نفل سے مطلوب فعل ہے یعنے اُسکا کرنا مطلوب ہوتا ہے پس نہ جمع ہونگی دو ضدین اور فرق درمیان روزے اور درمیان امر ذی وجہین کے مانند نماز کی زمین غصب کی ہوئی مین یہ ہے کہ نہی ادا کرنے نماز کے سے زمین مغصوب مین نماز کی ذات کی وجہ سے نہین بلکہ اسمین اقامت کی وجہ سے ہے اور طلب کرنا فعل اسکے کا واسطے ذات عبادت کے ہے بخلاف روزے کے بیچ دن عید کے مثلا اسواسطے کہ نہی اسمین واسطے ذات روزے کی ہے پس دونو جدا ہو گئے (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَعَنِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ ترجمہ ابو سعید رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے عید فطر کے دن اور قربانی کے دن اور منع فرمایا ستر پر کپڑا لپیٹنے سے اسطرح کہ نماز یا اور کسی کام مین ہاتہہ نہ نکل سکین اور منع فرمایا اس سے کہ مرد ایک کپڑے مین زانو اٹھا کر اکڑوں بیٹھے اور نماز سے بعد نماز صبح اور عصر کے **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عید فطر کے دن روزہ رکھنا درست نہین وفیہ المطابقة للترجمة **بَابُ صَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ** عید قربانی کے دن روزہ رکھنے کا بیان حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ يُنْهٰى عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ اَلْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ منع ہوا ہے شرع مین دو روزے

اور قسم کی بیعوں سے منع ہوا اور روزے عید فطر اور قربانی کے سے اور بیع ملامست اور منابذت سے **ف** بیع ملامست یہ ہے کہ
خریدار لپیٹی ہوئی کپڑے کو ہاتھ لگاوے یا اندھیرے میں ہاتھ لگاوے اور اسکو خریدے اس شرط پر کہ اختیار رویت
نہوگا یا بائع کہے کہ جب تونے ہاتھ لگایا تو بیع لازم ہوئی اور منابذت یہ ہے کہ بغیر صیغہ بیع اور شرا کے مبادلہ کریں
وسیاتی بیانہ فی کتاب البیوع انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید قربانی کے دن روزہ رکھنا درست نہیں
حدثنا محمد بن المثنی ثنا معاذ انا ابن عون عن زیاد بن جبیر قال جاء رجل الی ابن عمر فقال
رجل نذر ان یصوم یوما اظنہ قال اثنین فوافق یوم عید فقال ابن عمر امر اللہ تعالی
بوفاء النذر ونہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم ہذا الیوم ترجمہ زیاد بن جبیرؓ سے روایت
ہے کہ ایک مرد ابن عمر رض کے پاس آیا سو اُسنے کہا کہ آپ کیا کہتے ہو اس مسئلے میں کہ ایک مرد نے نذر مانی کہ ایک
دن روزہ رکھے میں گمان کرتا ہوں کہ پیر کے دن کہا پس موافق پڑا وہ دن عید کے دن کو سو ابن عمر رض نے
کہا کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے
سے **ف** امام خطابی نے کہا کہ ورع اختیار کی ابن عمرؓ نے تعین کرنے فتوے کے سے بیچ اُسکے اور فقہا کو اسمین اختلاف
ہے اور ابن منیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ابن عمرؓ نے یہ ارادہ کیا ہو کہ دونو دلیلوں کے ساتھ عمل کیا جاوے پس روزہ رکھا جاوے
ایک دن بدلے نذر کے اور چھوڑا جاوے روزہ دن عید کے پس ہوگا وہ اسمین ہیتوا واسطے اُس شخص کے کہ کہتا
ہے کہ اُسکی قضا واجب ہے اور احتمال ہے کہ ابن عمرؓ نے اشارہ کیا ہو طرف اور قاعدے کی اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب امر اور
نہی ایک محل میں جمع ہوں تو انمیں سے کس کو مقدم کیا جاوے اور راجح یہ ہے کہ نہی کو مقدم کیا جاوے پس گویا کہ ابن
عمرؓ نے کہا کہ روزہ نہ رکھ اور ابو عبد الملک نے کہا کہ توقف کرنا ابن عمرؓ کا مشعر ہے ساتھ اسکے کہ نہی روزے اُسکے سے واسطے
ذات اُسکی کے نہیں بلکہ عمل خارجی کی وجہ سے ہے اور داؤدی نے کہا کہ ابن عمرؓ کی کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ
نہی مقدم ہے اسواسطے کہ تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ ایک مرد نے پیادہ حج کرنے کی نذر مانی تھی سو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اُسکو سوار ہونے کا حکم فرمایا سو اگر اُسکا پورا کرنا واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو
سوار ہونے کا حکم نہ فرماتے **حدثنا** حجاج بن منہال ثنا شعبۃ ثنا عبد الملک بن عمیر قال سمعت
قزعۃ قال سمعت ابا سعید الخدری وکان غزا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثنتی عشرۃ غزوۃ
قال سمعت اربعا من النبی صلی اللہ فاعجبننی قال لا تسافر المراۃ مسیرۃ یومین الا ومعہا
زوجہا او ذو محرم ولا صوم فی یومین الفطر
والاضحی ولا صلوۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس ولا بعد العصر حتی تغرب ولا تشد الرحال
الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ہذا ترجمہ ابو سعید خدریؓ سے روایت

(اور اسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ بارہ جنگ کیے تہی) کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چار چیزین سنین سو مجہکو خوش لگین ایک یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سفر کرے عورت دو دن کی راہ مگر کہ اُسکے ساتہہ اُسکا خاوند یا کوئی محرم ہو اور نہین درست ہی روزہ دونوین عید فطر کے دن اور عید قربانی کے دن اور نہین نماز ہے بعد نماز صبح کے یہانتک کہ سورج نکلے اور نہ بعد عصر کے یہانتک کہ سورج غروب ہو اور کجاوے نہ باندہے جاوین یعنے تین مسجد کے سوا سفر کرنا درست نہین ایک تو ادب والی مسجد یعنے خانہ کعبہ دوسری ملک شام مین مسجد اقصےٰ یعنے بیت المقدس کی مسجد داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی بنائی ہوئی اور میری یہ مسجد یعنے تیسری مدینہ منورہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد ف یہ سب مسئلے مفصل طور سے پہلے گذر چکے ہین پہلا حج مین دوسرا مواقیت مین تیسرا اخیر نماز مین اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ عید قربانی کے دن روزہ رکہنا درست نہین وفیہ المطابقة للترجمة

باب صِیَامِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ تشریق کے دنون مین روزہ رکہنے کا بیان ف تشریق کے دن ذیحجہ کی گیارہوین بارہوین تیرہوین ہے یعنے قربانی کے دن کے بعد اور اسمین اختلاف ہی کہ وہ دو دن ہین یا تین اور ان دنون کا نام تشریق کے دن اسواسطے رکہا گیا ہے کہ قربانیون کا گوشت سورج کی دہوپ مین رکہکر سوکہایا جاتا ہے اور بعضے کہتے ہین اسواسطے کہ نہین ذبح کی جاتی قربانی یہانتک کہ سورج بلند اور روشن ہو اور بعض کہتے ہین اسواسطے کہ عید کی نماز واقع ہوتی ہے وقت بلند ہونے آفتاب کے اور بعضے کہتے ہین کہ تشریق تکبیر کہنا ہے پیچہے ہر نماز کے اور کیا ملحق ہین ایام تشریق کے ساتہہ دن قربانی کے جیسے کہ ملحق ہین ساتہ اُسکے بیچ قربانی وغیرہ اعمال حج کے اور یا اُنمین مطلق روزہ درست ہی یا خاص متمتع کو درست ہی اور کو نہین یا خاص ہے واسطے اُسکے اور جو اُسکے معنے مین ہے اور انمین سے ہر مسئلے مین علماء کو اختلاف ہے اور راجح نزدیک بخاری کے یہ ہی کہ متمتع کو جائز ہے اسواسطے کہ باب مین عائشہؓ اور ابن عمرؓ کی حدیث بیان کی ہے اور ابن منذر وغیرہ نے زبیرؓ اور ابو طلحہؓ وغیرہ اصحابؓ سے روایت کی ہے کہ تشریق کے دنون مین روزہ رکہنا مطلق جائز ہے اور حضرت علی اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی ہے کہ مطلق منع ہے اور یہی مشہور ہے امام شافعی سے اور ابن عمرؓ اور عائشہؓ اور عبیدؓ بن عمیر سے اور لوگون مین منع ہونا اُسکا مروی ہے مگر واسطے متمتع کے کہ ہدی نہ پاوے اور یہی قول ہے مالکؒ اور شافعیؒ کا قدیم مین اور اوزاعی وغیرہ سے ہی کہ محصر اور قارن کو بھی انمین روزہ رکہنا درست ہے اور جو اُسکے روزے سے منع کرتا ہے اُسکی دلیل یہ حدیث نبیشہؓ کی ہے جو مسلم نے روایت کی ہی کہ تشریق کے دن کہانے پینے کے دن ہین اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے روزہ سے منع فرمایا ہے (فتح)

وَقَالَ لِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ كَانَتْ عَائِشَةُ تَصُوْمُ اَيَّامَ مِنًى وَكَانَ اَبُوْهُ يَصُوْمُهَا ترجمہ عروہؓ سے روایت ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منے کے دنون مین اور عروہ بہی اُن دنون مین روزہ

رکہا کرتے تہی **حدثنا** محمد بن بشار ثنا غندر ثنا شعبۃ قال سمعت عبد اللہ بن عیسی عن الزہری
عن عروۃ عن عائشۃ وعن سالم عن ابن عمر قال لم یرخص فی ایام التشریق ان یصمن الا لمن
لم یجد الھدی **ترجمہ** عائشہ اور ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ نہین اجازت ہوئی اسکی کہ تشریق کے دنون مین
روزہ رکہا جاوے مگر جو قربانی نہ پاوے **ف** طحاوی نے کہا کہ ابن عمر اور عائشہ کا قول کہ نہین اجازت ہوئی پیدا
ہے انہون نے اسکو عموم آیت سے کہ جو قربانی نہ پاوے تو تین دن روزے رکہے حج کے وقت مین اسواسطے کہ فی الحج کا لفظ
عام ہے شامل ہے قربانی کے دن سے پہلے دنون کو بہی اور پچہلے دنون کو پس تشریق کے دن بہی اسمین داخل
ہین پس بنابر اسکے یہ قول انکا مرفوع نہین بلکہ بطریق استنباط کے ہے کہ سمجہا ان دونو نے عموم آیت سے اور تحقیق
ثابت ہو چکی ہے نہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریق کے دنون کے روزے سے اور وہ عام ہے بیچ حق متمتع وغیرہ کے
پس بنابر اسکے عموم آیت اور حدیث کا معارضہ ہے کہ آیت سے اجازت ثابت ہوتی ہے اور حدیث سے نہی اور بیچ
تخصیص عموم متواتر کے ساتہہ خبر واحد کے نظر ہے اگر حدیث مرفوع ہو اور کسطرح ہوگی یہ بات اور حالانکہ اس کے
مرفوع ہونے مین بہی شبہ ہے پس بنابر اسکے راجح ہوگا جواز یعنے تشریق کے دنوں روزہ رکہنا جائز ہوگا اور
اسیطرف میل کی ہے امام بخاری نے واللہ اعلم (فتح) **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن ابن
شہاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابن عمر قال الصیام لمن تمتع بالعمرۃ الی الحج الی یوم عرفۃ فان
لم یجد ھدیا ولم یصم صام ایام منی وعن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ مثلہ تابعہ
ابراھیم بن سعد عن ابن شہاب **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ روزہ واسطے اس شخص کے ہے کہ تمتع کرے
ساتہہ حج اور عمرہ کے یعنی جو اول عمرہ کرکے احرام اتار ڈالے پہر از سر نو حج کا احرام باندہ کر حج ادا کرے عرفہ کے دن
تک یعنے نالوین ذیحجہ تک اور جو قربانی نہ پاوے اور نہ روزہ رکہے تو منا کے دنون یعنے تشریق کے دنون مین روزے
رکہے **ف** اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ اس حدیث کے کہ تشریق کے دن تین ہین سوائے قربانی کے دن کے اسواسطے
کہ عید کے دن روزہ رکہنا بالاتفاق درست نہین اور تشریق کے دنون مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ انمین
روزہ رکہنا درست ہے اور بعضے کہتے ہین کہ درست نہین اور جو جائز کہتا ہے اسنے اسکو عموم آیت سے لیا ہے
کما تقدم پس معلوم ہوا کہ وہ تین ہین اسواسطے کہ وہ قدر ہے جسکو آیت شامل ہے (فتح) **باب** صیام
یوم عاشوراء عاشورہ کے روزے کا بیان **ف** یعنے محرم کی دسوین کو روزہ رکہنے کا کیا حکم ہے اور اہل
شرع کو اسکی تعیین مین اختلاف ہے اکثر علماء کا تو یہ قول ہے کہ وہ محرم کے مہینے کا دسوان دن ہے اور بعضے کہتے
ہین کہ وہ محرم کا نالوان دن ہے اور قوی کرتی ہے پہلے قول کو یہ حدیث جو مسلم نے ابن عباس رضہ سے روایت کی ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین آیندہ سال تک زندہ رہا تو البتہ نالوین کا روزہ رکہونگا سو حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس سے پہلے انتقال فرمایا اسواسطے کہ وہ ظاہر ہے اسمین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسوین کو روزہ
رکھا کرتے تھے اور نانوین کے روزہ کا قصد کیا پھر یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نانوین کے روزے کا قصد کیا تو احتمال ہے کہ
اسکے معنے یہ ہون کہ وہ فقط دسوین محرم کے روزے پر ہی اکتفا نہ کرینگے بلکہ اسکے ساتھ نانوین کا روزہ بھی جوڑ دینگے
یا تو احتیاط کی وجہ سے اور یا واسطے مخالفت یہود اور نصاری کے اور یہی احتمال زیادہ تر راجح ہے اور یہی معلوم
ہوتا ہے مسلم کی بعض روایتون سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھو عاشورے
کا اور مخالفت کرو یہود سے اور روزہ رکھو اس سے ایک دن پہلے یا پیچھے اور یہ اخیر عمر مین تھا اور تھے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دوست رکھتے موافقت اہل کتاب کو اسچیز مین کہ آپ کو کچھ حکم نہ ہوا تھا خاصکر جبکہ ہوتے اسچیز مین کہ مخالف
ہوتے اسمین بت پرستون کے پھر جب مکہ فتح ہوا اور اسلام ظاہر ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اہل
کتاب کی مخالفت کو دوست رکھا جیسے کہ ثابت ہوچکا ہے صحیح مین پس عاشورے کا روزہ بھی اسی قسم سے ہے کہ اول آپنے
اسمین انکی موافقت کی پھر انکی مخالفت کو دوست رکھا پس حکم کیا کہ اسکے ساتھ ایک روزہ اور جوڑا جاوے خواہ
ایک دن اس سے پہلے ہو یا پیچھے اور بعض اہل علم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ اگر مین آیندہ سال تک
زندہ رہا تو نانوین کو روزہ رکھون گا تو یہ حدیث دو امرون کا احتمال رکھتی ہے ایک یہ کہ مین دسوین کے روزے کو نانوین
سے تبدیل کرونگا یعنے دسوین کے بدلے نانوین کو روزہ رکھونگا دوم یہ کہ اسکے ساتھ نانوین کا روزہ ملاؤنگا
یعنے اسکے ساتھ نوین کا روزہ بھی رکھونگا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ہوئی احتیاط
دونون کے روزون مین بنا بر اسکے پس عاشورے کا روزہ تین قسم ہوا ادنے درجہ اسکا یہ ہے کہ صرف ایک دن روزہ رکھے
اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ نانوین اور گیارہوین کو روزہ رکھے پھر امام بخاری نے ابتدا کیا ساتھ ان حدیثون کے
جو دلالت کرتی ہین اس پر کہ عاشورے کا روزہ فرض نہین پھر ان حدیثون کو بیان کیا جو اسکے روزے
کی ترغیب پر دلالت کرتی ہین (فتح) حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ اِنْ شَآءَ صَامَ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا عاشورے کے دن کہ اگر کوئی تم مین چاہے تو اسکا روزہ رکھے یعنے اگر چاہے تو نہ رکھے حَدَّثَنَا
اَبُوْ الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ
شَآءَ اَفْطَرَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے کے روزہ کا حکم کرتے تھے سو جب رمضان
کا روزہ فرض ہوا تو پھر یہ دستور تھا کہ جو چاہتا تھا عاشورے کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا ف
ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم بہی جاہلیت مین اُسکا روزہ رکہا کرتے تہے یعنے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے اور عائشہ رض کی دوسری حدیث سے جو آگے آتی ہے معلوم ہوا کہ عاشورے کے روزے کا حکم ہجرت کے بعد مدینہ مین ہوا یعنے آپکے مدینہ مین آنے کے ابتدا مین اور نہین شک ہے اسمین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ مین آنا ربیع الاول مین تہا پس اُسوقت ہوگا امر ساتہہ اسکے دوسرے سال کے ابتدا مین اور دوسرے سال مین رمضان فرض ہوا پس بنا بر اسکے نہین واقع ہوا امر ساتہہ روزے عاشورے کے مگر ایک سال مین پہر پہیر ہوا امر اُسکے روزے مین طرف رائ نفل روزیدار کی پس بر تقدیر صحت قول اُس شخص کے جو کہتا ہے کہ عاشورے کا روزہ پہلے فرض تہا منسوخ ہوا فرض ہونا اُسکا ساتہہ ان حدیثون صحیحہ کے اور قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ بعض سلف کا یہ اعتقاد تہا کہ عاشورے کے روزے کی فرضیت اب بہی باقی ہے لیکن اس قول کے قائل گذر گئے ہین اب اسکا کوئی قائل نہین اور نقل کیا ہے ابن عبد البر نے اجماع اسپر کہ عاشورے کا روزہ اب فرض نہین اور اجماع ہے اسپر کہ وہ اب مستحب ہے اور تہے ابن عمرؓ برا جانتے قصد کرنے اُسکے کو ساتہہ روزے کے پہر یہ قول بہی گذر گیا اور اسپر قریش کا عاشورے کے روزے کو رکہنا پس شاید کہ انہون نے پہلے شرع سے سیکہا تہا اسیواسطے اُسکی تعظیم کرتے تہے ساتہہ لباس پہنانے کعبے کے بیچ اُسکے وغیر ذلک اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ اس سے پوچہا گیا سو اُس نے کہا کہ قریش نے جاہلیت مین ایک گناہ کیا سو وہ گناہ اُنکے سینون مین برا معلوم ہوا سو انکو کہا گیا کہ عاشورے کا روزہ رکہو کہ وہ اس گناہ کو اتار ڈالیگا (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ قریش جاہلیت مین عاشورے کا روزہ رکہا کرتے تہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی جاہلیت مین اُسکا روزہ رکہا کرتے تہے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ مین آئے تو اُسکا روزہ رکہا اور اُسکے روزے کا حکم کیا پہر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورے کا روزہ متروک ہوا سو جو چاہتا تہا اُسکا روزہ رکہتا تہا اور جو چاہتا تہا نہ رکہتا تہا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ ترجمہ حمید بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ اُسنے معاویہؓ سے سُنا جس سال مین کہ معاویہؓ نے حج کیا عاشورے کے دن منبر پر کہتے تہے کہ اے مدینے والو کہان ہین علما تمہارے سُنا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فرماتے تھے کہ یہ عاشورے کا دن ہے کہ خدا نے تمپر اُسکا روزہ فرض نہیں کیا اور مین روزہ دار ہون سو جو روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ نہ رکھے **ف** یہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور قصے کے سیاق مین اشعار ہے ساتھ اسکے کہ معاویہ نے دیکھا تھا کہ وہ عاشورے کے روزے کا اہتمام نہ کرتے تھے اسیواسطے اُس نے اُنکے علماء کا حال پوچھا یا اُسکو یہ خبر پہونچی کہ بعضے عاشورے کے روزے کو مکروہ یا فرض جانتے ہین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ عاشورے کا روزہ کبھی فرض نہیں ہوا اور اس حدیث مین اسپر دلالت نہیں سو اسواسطے کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ خدا نے تمپر عاشورے کو ہمیشہ کے لیے فرض نہیں کیا مانند روزے رمضان کی کہ وہ ہمیشہ کے لیے فرض ہے اور غایت یہ ہے کہ وہ عام ہے خاص کیا گیا ہے ساتھ دلیلون کے جو دلالت کرتی ہین کہ وہ پہلے فرض تھا یا مراد یہ ہے کہ وہ آیت کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ الخ مین داخل نہین پھر تغیر کیا اُسکو خدا نے ساتھ مہینے رمضان کے اور نہین معارض ہے یہ توجیہ امر سابق کو ساتھ روزے اُسکے کی جو منسوخ ہوا اور تائید کرتی ہے اسکی یہ بات کہ معاویہ نے تو صرف فتح کے سال سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی ہے اور جو لوگ عاشورے کے روزے کے امر کے وقت حاضر تھے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلے سال مین حاضر ہوئے اور مجموع حدیثون سے پکڑا جاتا ہے کہ عاشورے کا روزہ فرض تھا واسطے ثابت ہونے روزے اُسکے کی پھر مؤکد ہونے امر کے ساتھ اُسکے پھر زیادہ ہونے تاکید کے ساتھ ندا عام کے پھر زیادہ ہونے تاکید اُسکی کے ساتھ امر اُس شخص کے کہ کہایا اُسنے ساتھ بند رہنے کے یعنے باقی دن پھر زیادہ ہونے تاکید اُسکی کے ساتھ امر ماؤن کے یہ کہ نہ دودھ پلاوین اسمین اپنے بچون کو اور ساتھ قول ابن مسعودؓ کے جو کہ صحیح مسلم مین ثابت ہے کہ جب رمضان فرض ہوا تو عاشورے کا روزہ ترک ہوا باوجودیکہ یہ معلوم ہے کہ اُسکا استحباب ترک نہیں ہوا بلکہ وہ باقی ہے پس معلوم ہوا کہ متروک اسکا وجوب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ متروک تاکد استحباب ہے اور باقی مطلق استحباب ہے لیکن اسکا ضعف پوشیدہ نہیں بلکہ تاکد استحباب باقی ہے خاصکر اسوجہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے ساتھ ہمیشہ اہتمام کیا یہانتک کہ اپنی وفات کے سال مین بھی فرمایا کہ اگر مین آئندہ سال تک زندہ رہا تو البتہ نوین کو روزہ رکھونگا اور واسطے رغبت دلانے آپکے اُسکے روزے مین اور یہ کہ وہ ایک سال کے گناہ اُتار دیتا ہے اور اس سے زیادہ کون تاکید ہے (فتح) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا أَيُّوبُ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللَّهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوسَى قَالَ فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ **ترجمہ** ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے سو آپنے یہود کو دیکھا کہ عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہین سو فرمایا کہ کیا ہے یہ دن یعنے اس دن مین روزہ رکھنے کا کیا سبب ہے یہود نے کہا کہ یہ دن نیک ہے یہ دن وہ ہے کہ خدا نے

اسمین بنی اسرائیل کو اُنکے دشمن یعنے فرعون سے نجات دی سو موسے علیہ السلام نے اُسدن روزہ رکھا یعنے واسطے
شکر کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس مین لائق تر ہون ساتھہ موسٰے کے تم سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُسکا روزہ رکہا اور اُسکے روزے کا حکم فرمایا **ف** اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ یہ دن بڑا ہے کہ خدا نے اُسمین موسے
علیہ السلام اور اُسکی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اُسکی قوم کو غرق کیا اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے
کہ یہ وہ دن ہے کہ اُسمین نوح علیہ السلام کی کشتی نے جودی پر قرار پکڑا سو اُسدن نوح علیہ السلام نے شکر کے واسطے
روزہ رکہا اور اِس حدیث کی ظاہر پر اعتراض آتا ہے اسواسطے کہ یہ حدیث چاہتی ہے اس بات کو کہ جب حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو اسی وقت یہود کو عاشورے کے دن روزہ رکہتے پایا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ
اللہ علیہ وسلم تو ربیع الاول مین مدینہ مین آگئے تھے اور جواب اِس شبہ کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہود کے روزے کو معلوم کرنا اور اُنسے سوال کرنا مدینے مین آنے کے بعد تہا نہ یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُنکے روزے کو مدینے مین آنے سے پہلے معلوم کر لیا ہوا تہا اور غایت یہ ہے کہ اس کلام مین حذف ہے اور اُسکی
تقدیر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین آئے اور عاشورے کے دن تک ٹہیرے تو دیکہا کہ یہود اُسمین روزہ رکہتے
ہین اور احتمال ہے کہ وہ یہود عاشورے کے دن کو سورج کے سالون کے حساب سے شمار کرتے تہے سو جس دن حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے وہ دن اُنکے حساب سے عاشورے کے دن کو موافق پڑ گیا لیکن اعتماد پہلی تاویل پر
ہے اور شبہ کیا گیا ہے اِس حدیث پر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے روزے مین یہود کی موافقت کیون
کی اور مازری نے جواب دیا ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہو کہ یہود اسمین
حق پر ہین یا آپ کو تواتر سے اُنکا صدق معلوم ہوا ہو یا خبر دی ہو آپ کو اُس شخص نے جو اُنمین مسلمان ہوا
مانند ابن سلام کی کہ یہ حق پر ہین پہر کہا کہ نہین ہے حدیث مین یہ بات کہ آپنے عاشورے کے روزے کا حکم پہلے کیا
بلکہ عائشہ رض کی حدیث مین تصریح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے کا روزہ حکم کرنے سے پہلے رکہا کرتے تہے
پس غایت اسمین کا کہ قصے مین ہے یہ ہے کہ یہود کے قول سے آپکے لیے کوئی نیا حکم پیدا نہین ہوا اور سوا اسکے نہین کہ وہ
صفت ایک حال کی ہے اور جواب اور سوال ہے اور ابن عباس رض سے اس باب مین روایتین مختلف نہین اور نہین
مخالفت ہے درمیان اسکے اور درمیان حدیث عائشہ رض کے کہ اہل جاہلیت بہی عاشورے کے دن روزہ رکہا کرتے
تہے جیسے کہ پہلے گذرا اسواسطے کہ نہین مانع ہے کوئی اس سے کہ دونو فرقے اُسکے روزے پر متفق ہون اور دونو کا سبب
مختلف ہو قرطبی نے کہا کہ شاید قریش اپنے روزے مین پہلے نبیون کی سند لیتے تہے مانند ابراہیم علیہ السلام کے اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ احتمال ہے کہ اُنکی موافقت کے سبب سے ہو جیسے کہ حج مین یا خدا نے آپکو اُسکے روزے کی
اجازت دی ہو کہ وہ نیک کام ہے سو جب آپنے ہجرت کی اور یہود کو دیکہا کہ اُسکا روزہ رکہتے ہین اور اُن سے

سوال کیا اور اسکا روزہ رکہا اور اسکے روزے کا حکم کیا تو احتمال ہے کہ یہود کی الفت دلانے کے واسطے ہو کہ انکو آپ سے الفت حاصل ہو جیسے کہ الفت طلب کی آپنے اُنسے ساتھہ مُنہ کرنے اور نماز پڑہنے کی طرف قبلے انکے کی اور یہہ بہی احتمال ہے کہ کوئی اور سبب ہو بہرحال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمین یہود کی پیروی نہین کی بلکہ آپ اس سے پہلے بہی اسکا روزہ رکہا کرتے تہی اور یہ اسوقت مین تہا جبکہ اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکہتے تہے اس چیز مین کہ آپ کو اس سے منع نہوا تہا اور مسلم مین ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کا روزہ رکہا اور اسکے روزے کا حکم کیا لوگون نے انسے کہا کہ یہ دن ہے کہ یہود اور نصاری اسکی تعظیم کرتے ہین آخر حدیث تک اور شبہ کیا گیا ہے بایطور کہ علت بیان کرنی ساتہہ نجات موسے اور غرق فرعون کے خاص ہے ساتہ موسے علیہ السلام اور یہود کے اور جواب دیا گیا ہے ساتہہ اسکے کہ احتمال ہے کہ حضرت عیسے بہی عاشورے کا روزہ رکہتے ہون اور وہ ان احکام مین سے ہو کہ موسے علیہ السلام کی شریعت سے منسوخ نہین ہوئی اسواسطے کہ بہت احکام عیسے علیہ السلام کے شریعت مین منسوخ نہین ہوئے واسطے دلیل اس آیت کی وَلِاُحِلَّ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ حُرِّمَ عَلَیۡکُمۡ یعنے تاکہ حلال کردن مین واسطے تمہارے بعض اس چیز کا کہ حرام کی گئی ہے اوپر تمہارے اور کہتے ہین کہ اکثر احکام فرعیہ نصاری کے توراۃ سے سیکہے ہین اور روایت کی ہے احمد نے ساتہہ دوسرے طریق کے ابن عباس سے زیادتی بیچ سبب روزے یہود کے اور اسکا حاصل یہ ہے کہ کشتی نے جودی پہ قرار پکڑا سو حضرت نوح اور موسے نے شکر کے واسطے اسکا روزہ رکہا اور پہلے گذر چکا ہے اشارہ طرف اسکی نزدیک آور ذکر موسے علیہ السلام کا اسجگہ نہ انکے غیر کا واسطے شریک ہونے اسکے کی قوم کو نجات مین اور غرق ہونے دشمنون دونو کے (فتح) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰہِ ثَنَا اَبُوۡ اُسَامَۃَ عَنۡ اَبِیۡ عُمَیۡسٍ عَنۡ قَیۡسِ بۡنِ مُسۡلِمٍ عَنۡ طَارِقِ بۡنِ شِہَابٍ عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی قَالَ کَانَ یَوۡمُ عَاشُوۡرَآءَ تَعُدُّہُ الۡیَہُوۡدُ عِیۡدًا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَصُوۡمُوۡہُ اَنۡتُمۡ ترجمہ ابو موسے رضہ سے روایت ہے کہ یہود عاشورے کے دن کو عید گنا کرتے تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسکا روزہ رکہا کرو ف اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ یہود عاشورے کے دن کی تعظیم کیا کرتے تہے اور اسکو عید ٹہیراتے تہے پس ظاہر اسکا یہ ہے کہ اسکے روزے کے حکم کرنے کا باعث محبت مخالفت یہود کی تہی تاکہ روزہ رکہا جاوے اسدن کہ اسمین وہ روزہ نہین رکہتے تہے اسواسطے کہ عید کے دن روزہ نہین رکہا جاتا اور ابن عباس کی حدیث دلالت کرتی تہی اسپر کہ عاشورے کے روزے کا باعث موافقت انکی تہی سبب اسکے کہ وہ شکر اللہ تعالی کا ہے اوپر نجات موسے علیہ السلام کے لیکن یہود جو اسکی تعظیم کرتے تہے اور اسکو عید اعتقاد کرتے تہے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ اسکا روزہ نہ رکہتے تہے پس شاید کہ انکی شرع مین اسکی تعظیم کے جملے مین سے یہہ بہی تہا کہ وہ اسکا روزہ رکہا کرتے تہے اور یہ بات ایک حدیث مین صریح آچکی ہے جیسے کہ بخاری نے ہجرت مین روایت کی ہے کہ ناگہان کچہ لوگ عاشورے کی تعظیم کرتے تہے اور اسکا روزہ رکہتے

تھے اور اسیطرح مسلم مین بہی ایک روایت آچکی ہے (فتح) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ
عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَحَرّٰی صِیَامَ
یَوْمٍ فَضَّلَہٗ عَلٰی غَیْرِہٖ اِلَّا ھٰذَا الْیَوْمَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَھٰذَا الشَّھْرَ یَعْنِیْ شَھْرَ رَمَضَانَ ترجمہ ابن
عباس رض سے روایت ہی کہ نہین دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قصد کرتے ہون کسی دن کے روزی کا کہ اسکو
اُسکے غیر پر بزرگی دیتے ہون مگر اسدن کو یعنے عاشورہ کے دن کی روزی کو اور اس مہینے کو یعنے رمضان کو ف
یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی روزی کو اُسکے غیر پر فضیلت نہ دیتے تھے سوای عاشورہ کے روزی کے اور رمضان کے
روزی کے کہ انکو سب سے افضل فرماتے تہی اور یہ حدیث چاہتی ہے کہ روزیدار کے لیی عاشورہ کا دن سب دنون سے
افضل ہے بعد رمضان کی لیکن یہ صرف ابن عباس رض کا فہم ہے اسمین وہ چیز نہین کہ غیر کے علم کو رد کری اور مسلم مین ابو قتادہ
سے روایت ہی کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال کے گناہ اوتار ڈالتا ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہ اتار
ڈالتا ہے اور ظاہر اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ عاشورہ کے روزہ سے افضل ہے اور بعض کہتے
ہین کہ حکمت اسمین یہ ہے کہ عاشورہ کا روزہ موسی علیہ السلام کی طرف منسوب ہے پس اسی واسطے یہ افضل ہے اور سوا اسکی
نہین کہ جمع کیا ابن عباس رض نے درمیان عاشورہ اور رمضان کے اگرچہ ایک اُن دونون مین واجب ہے اور ایک مستحب واسطے
شریک ہونے اُن دونو کے بیچ حاصل ہونے ثواب کے اسواسطے کہ معنے یتحری کے یہ ہین کہ قصد کرتے تہی روزہ اسکے واسطے
حاصل کرنے ثواب کے اور رغبت کرنے کو بیچ اسکے (فتح) حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ ثَنَا یَزِیْدُ ھُوَ ابْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ
عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ اَنْ اَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنَّ
مَنْ کَانَ اَکَلَ فَلْیَصُمْ فَاِنَّ الْیَوْمَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ ترجمہ سلمہ بن اکوع رض سی روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
قبیلے اسلم کے ایک مرد کو حکم کیا یہ کہ لوگون مین پکار دے کہ مقرر جس نے کہا لیا ہو تو چاہیے کہ اپنا باقی دن روزہ رکھی اور
جسنے نہ کہایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھی اسواسطے کہ یہ دن عاشورہ کا دن ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے
اوپر کافی ہونے روزی کے بغیر نیت کی واسطے اُس شخص کے کہ عارض ہوا اُسپر علم ساتھ واجب ہونے روزی اس دن کے
مانند اُس شخص کی کہ ثابت ہوا نزدیک اسکی درمیان دن کے کہ وہ رمضان کا دن ہی کہ وہ روزہ تمام کرے اور وہ
روزہ اسکو کافی ہے اور اسکی بحث پہلی گذر چکی ہے اور گذر چکا ہے رد اُسپر جسکا یہ مذہب ہے اور یہ کہ تحقیق ابوداود
وغیرہ مین روایت ہی کہ جس شخص نے کہا لیا تہا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسدن کی روزی کی قضا کا حکم کیا
باوجود حکم کرنے کی ساتھ بند رہنے کی باقی دن لور یہ حدیث چھٹی ہے ثلاثیات بخاری مین سے (فتح) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ **بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ** رمضان کی راتون مین نماز پڑہنے والی کی فضیلت کا بیان
ف بعض روایتون مین یہان بسم اللہ اور کتاب صلوۃ التراویح کا لفظ زیادہ ہی اور تراویح جمع ہے ترویحہ

کی اور وہ ایک بار آرام پکڑنا ہے نام رکھی گئی جماعت کی نماز رمضان کی راتون مین تراویح یعنے اس نماز کو تراویح
اسواسطے کہتے ہین کہ اسمین دو سلامون کے بعد جلسہ استراحت کا کرتے ہین اور محمد بن نصر نے حکایت کی ہے
یحیے بن بکر سے اس نے لیث سے کہ لوگ آرام پکڑتے تھے بقدر اسکے کہ آدمی ایسی ایسی رکعت پڑہے اور مراد قیام سے
وہ چیز ہے کہ حاصل ہووے ساتھ اسکے مطلق قیام یعنے خواہ تراویح کی نماز پڑہے یا قرآن کی تلاوت کرے اور
مانند اسکی کوئی اور عبادت کرے جیسے کہ ہمنے اسکو پہلے تہجد کی نماز مین بیان کیا ہے برابر اور نووی نے
کہا کہ مراد ساتھ قیام اللیل تراویح کے نماز ہے یعنے حاصل ہوتی ہے ساتھ اسکے وہ چیز کہ مطلوب ہے قیام
سے نہ یہ کہ قیام رمضان کا نہین ہوتا ہے مگر ساتھ اسکے یعنے بلکہ تلاوت قرآن اور ذکر وغیرہ سے بھی قیام اللیل
حاصل ہو سکتا ہے خواہ تراویح کی نماز پڑہے یا نہ پڑہے اور عجب بات کہی کرمانی نے پس کہا کہ اتفاق ہے سب کا
اسپر کہ مراد قیام رمضان سے تراویح کی نماز ہے (فتم) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِرَمَضَانَ
مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مینے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے بیچ حق رمضان کے یا واسطے فضیلت رمضان کے کہ جو ایمان سے یعنے جو
خدا نے اسپر ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اسکو سچ جانکر اور محض ثواب کے واسطے رمضان کی راتون مین نماز
پڑہے گا تو اسکے اگلے گناہ بخشے جاوینگے **ف** ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی راتون مین نماز
پڑہنے سے سب گناہ بخشے جاتے ہین خواہ کبیرے ہون یا صغیرے اور اسی کے ساتھ یقین کیا ہے ابن منذر نے
اور نووی نے کہا کہ معروف یہ بات ہے کہ فقط صغیرے بخشے جاتے ہین کبیرے نہین بخشے جاتے اور ساتھ اسی کے
جزم کیا ہے امام الحرمین نے اور منسوب کیا ہے اسکو عیاض نے طرف اہل سنت کی اور بعضون نے کہا کہ جائز ہے کہ تخفیف
کیجاوے کبیرون سے جبکہ صغیرے گناہ نکرے اور ایک روایت مین یہ لفظ زیادہ ہے کہ پچھلے گناہ بھی بخشے جاتے ہین
اور اسپر یہ اعتراض آتا ہے کہ مغفرت چاہتی ہے کہ پہلے کوئی گناہ ضرور ہوا ہو جو بخشا جاوے اور جو گناہ کہ آئیندہ
ہونگے وہ ابھی تک وجود مین نہین آئے اور جو گناہ کہ ابھی تک وجود مین نہین آیا وہ کسطرح بخشا جاویگا اور جواب
اسکا یہ ہے جو کہ آئیندہ آویگا یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کہ آپنے بطور حکایت کے خدا کی طرف سے بیان
کیا ہے کہ خدا نے اہل بدر کے حق مین فرمایا اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنے تم کرو جو تمہارا جی چاہے کہ مقرر
مین تمکو بخش چکا اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ آئیندہ کبیرے گناہون سے محفوظ
رہتے ہین سو اسکے بعد انسے کوئی کبیرہ گناہ واقع نہین ہوتا اور بعضے کہتے ہین کہ معنے اسکے یہ ہین کہ واقع ہونے
ہین گناہ انکے اسحال مین کہ بخشے ہوئے ہوتے ہین اور یہی جواب دیا ہے ایک جماعت نے انمین سے ہین ماوردی بیچ

کلام کی اور حدیث روزہ عرفہ کے اور یہ کہ وہ ایک سال گذشتہ اور ایک سال آیندہ کے گناہ کو اوتار ڈالتا ہے
(فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ
اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ
ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً
فِيْ رَمَضَانَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ
بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ اَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ
عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ
الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ
اَوَّلَهٗ۔ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور محض ثواب کے واسطے یعنے
نہ واسطے سنانے دیکھانے کے رمضان کی راتون مین نماز پڑہے گا تو اُسکے اگلے گناہ بخشے جاوینگے ابن شہاب نے کہا سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور حالانکہ امر اسی حال پر تہا کہ رمضان مین لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑہا کرتے
تہے اور جماعت سے نہین پڑہتے تہے پہر حضرت صدیق اکبر کی خلافت مین بہی یہی حال رہا کہ لوگ جماعت سے نماز نہین پڑہتے
تہے پہر حضرت عمر فاروق کی خلافت کی ابتدا مین بہی یہی حال رہا اور ابن شہاب سے روایت ہے اُسنے عروہ سے روایت
کی اُسنے عبدالرحمن بن عبدالقاری سے عبدالرحمن نے کہا کہ مین رمضان مین عمر فاروق رضہ کے ساتہہ مسجد کیطرف نکلا
پس ناگہان دیکہا کہ لوگ جدا جدا اور گروہ گروہ ہین کوئی مرد اکیلا نماز پڑہتا ہے اور کوئی جماعت سے پڑہتا ہے سو عمر رضہ نے
کہا کہ میری رای یہ ہے کہ اگر مین ان سب کو ایک امام قاری پر جمع کرون یعنے جو انکو جماعت سے نماز پڑہایا کرے تو البتہ
بہتر ہو پہر عمر فاروق رضہ نے قصد کیا اور ان سب کو ابی بن کعب رضہ پر جمع کیا یعنے اُسکو اُنکا امام بنایا کہ اُنکی امامت کرے
پہر مین اُنکے ساتہہ ایک اور رات کو نکلا اور لوگ اپنے قاری یعنے امام مذکور کے ساتہہ نماز پڑہتے تہے عمر رضہ نے کہا کہ یہ
اچھی بدعت ہے یعنے تراویح کی نماز جماعت سے پڑہنی اچھی بدعت ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
جماعت کی ہمیشگی کا حکم نہین فرمایا اور جس نماز سے تم سوتے ہو وہ افضل ہے اُس نماز سے کہ تم اُسکے ساتہہ قیام کرتے
ہو یعنے سونے کے بعد اخیر رات کو اوٹہہ کر نماز پڑہنی افضل ہے اول رات مین نماز پڑہنے سے امام بخاری نے کہا کہ مراد حضرت
عمر رضہ کی اخیر رات ہے اور دستور تہا کہ لوگ اول رات کو نماز پڑہا کرتے تہے ف یہ جو کہا کہ ایک مرد نماز پڑہتا ہے اور کچہ
لوگ اُسکے ساتہہ نماز پڑہتے ہین تو بعضے کہتے ہین کہ اُس سے پکڑا جاتا ہے جواز اقتدا کرنیکا ساتہہ نماز کے اگرچہ اُس نے

امامت کی نیت نہ کی ہو اور یہ جو کہا کہ مین انکو ایک امام پر جمع کرون تو بہتر ہو تو ابن تین وغیرہ نے کہا کہ استنباط
کیا اسکو عمر رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے کہ جن لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان راتون
مین نماز پڑہی تہی انکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسپر برقرار رکہا اگرچہ اُسکو اُنکے لیے مکروہ جانا پس سوای اسکے
نہین کہ مکروہ جانا اسکو واسطے خوف اسکے کہ مبادا تراویح کی نماز اُنپر فرض ہو جاوے اور گویا کہ یہی سر ہے بیچ وارد کرنے
بخاری کے عائشہ رض کی حدیث کو پیچھے حدیث عمر رض کے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس سے
امن حاصل ہوا اور عمر رض کے نزدیک جماعت سے نماز پڑہنا راجح ٹہیر اواسطے اسکے کہ اختلاف مین ہے جدا ہونے
کلمہ سے اور اسواسطے کہ ایک امام پر جمع ہونا بہت نشاط لانیوالا ہے واسطے بہت نمازیون کے اور یہی قول ہے جمہور علما
کا کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑہنی افضل ہے اور امام مالک رح کی ایک روایت یہ ہے کہ گہر مین نماز پڑہنی افضل ہے واسطے
عمل کرنے کی ساتھ اس حدیث کے افضل نماز آدمی کی گہر مین ہے مگر فرض نماز اور یہ حدیث صحیح ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف
اور بعض شافعیہ کا اور مبالغہ کیا امام طحاوی نے پس کہا کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑہنی فرض کفایہ ہے ابن بطال
نے کہا کہ قیام رمضان کا سنت ہے اسواسطے کہ عمر رض نے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے لیا ہے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اُسکو صرف فرض ہونے کے خوف سے ترک کیا تہا اور شافعیہ کے نزدیک اصل مسئلے مین تین وجہین ہین
تیسری یہ ہے کہ جو قرآن کا حافظ ہو اور سستی کا خوف نکرتا ہو اور اُسکے تخلف سے مسجد مین جماعت کی نماز مین خلل پیدا
نہ ہو تو اُسکی نماز جماعت مین اور گہر مین برابر ہے اور جسمین ایسی بعضی چیز نہ ہو تو اُسکو جماعت سے نماز پڑہنی افضل ہے
اور یہ جو کہا کہ عمر ایک رات کو نکلے تو اسمین اشعار ہے کہ عمر تراویح کی نماز مین جماعت کی ساتھ ہمیشگی نکرتے تہے اور گویا
اُنکی یہ رای تہی کہ گہر مین نماز پڑہتے خاصکر پچہلی رات کو افضل ہے اور یہ جو حضرت عمر رض نے کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے تو
اصل مین بدعت وہ چیز ہے کہ پیدا ہوئی ہو بغیر مثال سابق پر یعنے اُس سے پہلے اُسکی مثال کوئی نہ ہو اور شرع
مین بدعت کہتے ہین اسچیز کو جو سنت کی مقابل ہو پس ہو گی مذموم اور تحقیق یہ ہے کہ اگر ہو وہ بدعت اُس قبیلے سے
کہ مندرج ہوتے اسچیز کے کہ مستحسن ہو شرع مین تو وہ اچھی ہے اور اگر ہو اُس قبیلے سے کہ مندرج ہوتے اسچیز کے کہ قبیح
ہے شرع مین تو وہ بدعت قبیحہ ہے نہین تو قسم مباح سے ہے اور کبہی منقسم ہوتی ہے طرف پانچ حکمون کی اور اس حدیث
مین تقریح ہے ساتھ اسکے کہ اخیر رات کو نماز پڑہنی افضل ہے اول رات مین نماز پڑہنے سے ولیکن اسمین یہ بات
نہین کہ قیام لیل مین تنہا نماز پڑہنی افضل ہے جماعت سے (تکمیل) نہین واقع ہوا اس روایت مین
شمار ان رکعتون کا کہ ابی بن کعب انکو پڑہتے تہے یعنے اس روایت سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ ابی بن کعب تراویح کی
کتنی رکعتین پڑہتے تہے اور اسمین اختلاف ہے پس موطا مین محمد بن یوسف سے روایت ہے اُس نے سائب بن یزید سے
روایت کی کہ تراویح کی نماز گیارہ رکعت ہے اور روایت کی یہ حدیث سعید بن منصور نے اور طریق سے اور زیادہ کیا

اسمین یہ لفظ کہ دو سو آیت پڑہا کرتے تھے یعنے ہر رکعت مین اور قیام کے دراز ہونے سے لاٹھیون پر تکیہ لگاتے تھے
اور روایت کی یہ حدیث محمد بن نصر نے محمد بن اسحاق کے طریق سے اُس نے محمد بن یوسف سے کہ وہ تیرہ رکعتین ہے
اور روایت کی ہے یہ حدیث عبد الرزاق نے اور طریق سے محمد بن یوسف سے پس کہا کہ وہ اکیس رکعتین ہین اور امام
مالک نے سائب بن یزید سے بیس رکعت روایت کی ہے اور یہ محمول ہے غیر وتر پر اور یزید بن رومان سے روایت
ہے کہ لوگ حضرت عمر رض کے زمانے مین تراویح کی نماز تئیس رکعتین پڑہا کرتے تھے اور محمد بن نصر نے عطا کے طریق
سے روایت کی ہے کہ مینے انکو پایا یعنے اصحاب کو کہ تراویح بیس رکعت پڑہتے تھے اور تین رکعت وتر پڑہتے تھے اور
تطبیق روایتون مین ممکن ہے ساتھہ مختلف ہونے احوال کے یعنے کبھی گیارہ رکعتین پڑہتے تھے اور کبھی تیرہ
رکعتین اور کبھی اکیس اور کبھی بیس اور تئیس اور احتمال ہے کہ یہ اختلاف باعتبار دراز کرنے قراءت اور تخفیف
اسکی کے ہو پس جب قراءت لنبی پڑہتے تھے تو اُسوقت رکعتین کم ہوتی تہین اور بالعکس اور ساتھہ اسیکے جزم کیا
ہے داؤدی وغیرہ نے اور پہلا عدد یعنے گیارہ رکعتین پڑہنی موافق ہے واسطے حدیث عائشہ رض کے جو مذکور ہے
باب مین بعد اس حدیث کے اور دوسرا عدد یعنے تیرہ رکعتین بھی اسکے قریب ہے اور بیس رکعت سے زیادہ رکعتون مین
جو اختلاف ہے تو وہ محمول ہے وتر کے اختلاف پر اور گویا کہ کبھی ایک رکعت وتر پڑہتے تھے اور کبھی تین رکعت اور محمد
بن نصر نے داؤد بن قیس کے طریق سے روایت کی ہے کہ پایا مینے لوگون کو بیچ خلافت ابان بن عثمان اور
عمر بن عبد العزیز کے یعنے مدینے مین کہ تراویح کی نماز چھتیس رکعتین پڑہتے تھے اور تین رکعت وتر پڑہتے تھے اور
مالک نے کہا کہ یہی امر قدیمی ہے نزدیک ہمارے اور امام شافعی سے روایت ہے کہ مینے لوگون کو دیکھا کہ مدینے مین تراویح
کی نماز انتالیس رکعتین پڑہتے تھے اور مکہ مین تئیس رکعتین پڑہتے تھے اور اس سے کسی چیز مین تنگی نہین یعنے
آدمی کو اختیار ہے جسقدر چاہے پڑہے کسی قسم کی کوئی قید نہین کہ اس سے کم و بیش کرنا ناجائز ہو یا مکروہ ہو پس
خواہ دس رکعتین پڑہے یا بیس پڑہے یا تیس پڑہے یا چالیس پڑہے یا کم و بیش پڑہے ہر طرح سے جائز ہے
اور نیز امام مالک سے روایت ہے کہ اگر قیام کو دراز کرین اور رکعتین کم پڑہین تو بہتر ہے اور اگر قیام کو ہلکا کرین اور رکعتین
بہت پڑہین تو یہ بھی بہتر ہے اور پہلی وجہ زیادہ تر محبوب ہے طرف میری اور ترمذی نے کہا کہ اکثر اسچیز کا کہ کہا گیا ہے
اسمین یہ ہے کہ تراویح کی نماز اکتالیس رکعتین پڑہی جاوین یعنے ساتھہ وتر کے اسی طرح کہا اُس نے اور ابن عبد البر
نے اسود بن یزید سے نقل کیا ہے کہ تراویح کی نماز چالیس رکعت پڑہی جاوین اور سات رکعت وتر پڑہے
جاوین اور بعضے کہتے ہین کہ اٹھتیس رکعتین پڑہی جاوین ذکر کیا ہے اسکو محمد بن نصر نے ابن ایمن سے اُس نے
مالک سے اور ممکن ہے رد کرنا اسکا طرف اول روایت کی ساتھہ جوڑنے تین وتر کے لیکن تصریح کی اُس نے ساتھ
اسکے کہ ایک رکعت وتر پڑہے پس یہ انتالیس رکعتین ہونگی امام مالک نے کہا کہ اسپر عمل ہے کچھ اوپر سو برس کی مدت سے

اور ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ چھتیس ۳۶ رکعتیں تراویح پڑہے اور تین رکعت وتر پڑہے اور یہی روایت مشہور ہے
امام مالک سے اور ابن وہب نے نافع سے روایت کی ہے کہ نہیں پایا مینے لوگون کو مگر کہ وہ انتالیس ۳۹ رکعتیں پڑہتے
تہے انمین سے تین رکعتیں وتر پڑہتے تہے اور زرارہ بن اوفے سے روایت ہے کہ وہ لوگون کو بصرہ مین چونتیس ۳۴ رکعتیں
پڑہایا کرتا تہا اور وتر پڑہاتا تہا اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ تراویح کی نماز چوبیس ۲۴ رکعت ہے اور بعضے کہتے ہین کہ
سولہ ۱۶ رکعتیں ہین سوای وتر کے اور محمد بن نصر نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ ہم عمر رض کے زمانے مین
رمضان مین تیرہ رکعتیں پڑہا کرتے تہے ابن اسحاق نے کہا کہ یہ روایت زیادہ تر ثابت ہے اس چیز کا کہ مینے اس
باب مین سنے یعنے تیرہ رکعت تراویح پڑہنے کی روایت سب روایتون سے زیادہ تر قوی ہے اور موافق ہے
واسطے حدیث عائشہ رض کے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بیان مین ہے واللہ اعلم (فتح) مترجم
کہتا ہے کہ اسی باب مین ابو ہریرہ رض کی حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کی
راتون مین نماز پڑہے گا تو اُسکے اگلے گناہ بخشے جاوین گے اور یہ حدیث مطلق ہے ہر نماز کو شامل ہے خواہ تہوڑی
ہو یا بہت یعنے خواہ دو رکعت ہو یا چار رکعت یا کم و بیش اسمین کسی قسم کی تعیین اور تخصیص نہین پس بحکم اطلاق
اس حدیث کی اولے یہ ہے کہ تراویح کی نماز مین کسی خاص عدد کو معین نہ کیا جاوے بلکہ بلا تعیین جسقدر چاہے پڑہے
خواہ دو رکعتیں ہون یا چار یا بیس ۲۰ یا تیئیس ۲۳ یا کم و بیش اور ہمیشہ مختلف طور سے پڑہا کرے واللہ اعلم حَدَّثَنَا
إِسْمٰعِيلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ ح وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ
عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَرَجَ لَيْلَةً مِّنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلٰوتِهٖ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ
أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا مَعَهٗ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهٖ
حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ
عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مین رات کی
درمیان نکلے اور مسجد مین نماز پڑہی یعنے نفل نماز اور کچھ اصحاب نے بہی آپکے ساتھ نماز پڑہی سو لوگون نے صبح کی اور آپسمین
بات چیت کی یعنے ایک دوسرے کو بتلایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج رات کو ایسی ایسی نماز پڑہی ہے سو دوسری
رات کو لوگ پہلی سے زیادہ جمع ہوے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی اور اصحاب نے بہی آپکے ساتھ نماز

پڑھی سو لوگون نے صبح کی اور آپسمین گفتگو کی سو تیسری رات کو بہت لوگ مسجد مین جمع ہوئے سو حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپکے ساتھ نماز پڑھی سو جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد نمازیون سے تنگ ہو گئی
یعنے لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ مسجد مین جگہ نہ رہی یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات گہر سے تشریف
لائے یہانتک کہ صبح کی نماز کے لیے نکلے سو جب آپنے صبح کی نماز ادا کی تو لوگون کی طرف مُنہ کیا اور تشہد پڑہا یعنے خدا کی
توحید اور اپنی رسالت کی گواہی دی اور خطبہ پڑہا پہر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تحقیق نہین پوشیدہ
تہا مجہپر حال تمہارا یعنے اہتمام کے ساتھہ طاعت کی یا ٹہیرنا تمہارا مسجد مین و لیکن مین ڈرا کہ تراویح کی نماز تم پر فرض
ہو جاوے اور تم اُسکے ادا کرنے سے عاجز ہو جاو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور تراویح کی نماز کا حال اسی طور
سے تہا کہ لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑہا کرتے تہے **ف** ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشگی
کرتے تو قیام رمضان کا لوگون پر فرض ہو جاتا اور اسمین شبہ ہے اسواسطے کہ ہمیشگی پر فرض کا مرتبط ہونا ٹہیک
نہین اور جواب اسکا یہ ہے کہ معنے اسکے یہ ہین کہ لوگ گمان کرتے فرضیت کو واسطے مواظبت حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم کے پس فرض ہو جاتا اُسپر جو اسطرح گمان کرتا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس عمل کو تقرب الی اللہ
کے واسطے کرتے اور لوگ اُسمین آپکی متابعت کرتے تو احتمال تہا کہ فرض ہو جاوے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ مین ڈرا کہ تراویح کی نماز تمپر فرض ہو جاوے لیکن یہ دونو جواب تسلی بخش نہین ہین (تیسیر) حَدَّثَنَا
اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ كَیْفَ كَانَتْ
صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ
عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلٰثًا فَقُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ یَا عَائِشَةُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ ترجمہ ابو سلمہ رض سے
روایت ہے کہ اُنہنے عائشہ رض سے پوچہا کہ رمضان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کسطرح تہی یعنے کتنی رکعتین پڑہا
کرتے تہے سو عائشہ رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑہا کرتے تہے نہ رمضان مین اور نہ اُسکے
غیر مین اور انکا بیان یہ ہے کہ پہلے چار رکعتین پڑہتے تہے سو نہ پوچہہ اُنکی خوبی اور درازی سے پہر چار رکعتین پڑہتے تہے پس
نہ پوچہہ اُنکی خوبی اور درازی سے پہر تین رکعتین پڑہتے تہے سو مینے کہا کہ یا حضرت کیا آپ سو جاتے ہین وتر پڑہنے
سے پہلے یعنے آپ سو گئے تہے وضو کیون نہ کیا فرمایا اے عائشہ میری دونو آنکہین سوتی ہین اور میرا دل نہین
سوتا **ف** اس حدیث کی پوری شرح ابواب التہجد مین پہلے گذر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے تہجد کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ کبہی نہین پڑہی نہ رمضان اور نہ اُسکے غیر مین اور ابن ابی شیبہ نے
ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مین بیس رکعت اور وتر پڑہتے تہے لیکن اس

فَحَدَّثَنَا ہِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ وَّکَانَ لِیْ صَدِیْقًا فَقَالَ اعْتَکَفْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ فَخَطَبَنَا وَ قَالَ اِنِّیْ اُرِیْتُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ ثُمَّ اُنْسِیْتُہَا اَوْ نُسِّیْتُہَا فَالْتَمِسُوْہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِی الْوِتْرِ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ اَنِّیْ اَسْجُدُ فِیْ مَآءٍ وَّطِیْنٍ فَمَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَلْیَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرٰی فِی السَّمَآءِ قَزَعَۃً فَجَآءَتْ سَحَابَۃٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰی سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَکَانَ مِنْ جَرِیْدِ النَّخْلِ فَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْجُدُ فِی الْمَآءِ وَالطِّیْنِ حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ الطِّیْنِ فِیْ جَبْہَتِہٖ ترجمہ ابو سلمہ رض سے روایت ہے کہ مینے ابو سعید رض کو پوچھا یعنے کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر کا ذکر کرتے سنا ہے اور وہ میرا دوست تہا سو اُسنے کہا کہ ہمنے ایک سال رمضان کے پچھلے دہے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ اعتکاف کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیسوین کی صبح کو اعتکاف سے نکلے سو ہمپر خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ مجھکو شب قدر معلوم ہوئی تہی یا مینے اُسکو آنکہہ سے دیکہا یعنے اُسکی علامت کو کہ وہ سجدہ کرتا ہے پانی اور مٹی مین پہر مین اُسکو بہلایا گیا یعنے کسی کے سبب سے یا خود اُسکو بہول گیا بغیر واسطہ کے یعنے بہول گیا مین علم تعیین اسکی کا اس سال مین سو اُسکو پچھلے دہے مین تلاش کرو طاق راتون مین اور مینے خواب مین دیکہا کہ پانی اور مٹی مین سجدہ کرتا ہون سو جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ اعتکاف کی جگہ کیطرف پہر آوے یعنے جس نے اعتکاف توڑا ہو وہ پہر مسجد مین آکر اعتکاف کرے سو ہمنے اعتکاف کی جگہ کی طرف رجوع کیا ابو سعید نے کہا کہ ہم اُسوقت آسمان پر کہین بدلی کا ایک ٹکڑا بہی نہ دیکھتے تہے سو بدلی ہوئی اور برسی یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی چہت ٹپکی اور مسجد کی چہت کہجور کی چہڑیون سے تہی پہر نماز کی تکبیر ہوئی سو مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ پانی اور مٹی مین سجدہ کرتے تہے یہانتک کہ مینے آپکی پیشانی مین مٹی کا نشان دیکہا ف ایک روایت مین ہے کہ ابو سلمہ نے کہا کہ کیا نہین نکلتا تو ساتہہ ہمارے طرف کہجورون کی کہ ہم بات چیت کرین سو ابو سعید نکلے سو مینے کہا کہ بیان کر مجھہ سے وہ چیز کہ سنی ہے تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ بیان شب قدر کے پس افادہ کیا بیان سبب سوال کا اور بیچ اسکے اُنست ملانی طالب کی ہے واسطے شیخ کے بیچ طلب خلوت کی ساتہہ اُسکے تاکہ قادر ہو اُسچیز پر کہ ارادہ کرتا ہے سوال سے + + + +

اور روایت کی ابن وہب اور ابن عبد الحکم نے مالک سے پس کہا کہ جو اول مہینے مین یا درمیان مہینے مین اعتکاف بیٹھے پس تحقیق باہر آوے جبکہ غروب ہو سورج اخیر دن اعتکاف اُسکے سے اور جو اخیر مہینے مین اعتکاف بیٹھے سو نہ پہرے طرف گہر اپنے کی یہانتک کہ حاضر ہو عید مین اور ابن عبد البر نے کہا کہ نہین خلاف ہے اول مین اور خلاف تو صرف اُس شخص کے حق مین ہے کہ اخیر دہے مین اعتکاف بیٹھ کر گیا جب آفتاب غائب ہو تو اُسوقت نکلے یا نہ نکلے

یہانتک کہ صبح کرے اور ابو سعیدؓ کی حدیث مین اور بہی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ نمازی نماز مین اپنی پیشانی کو نہ
پونچہے اور سجدہ کرنا حائل پر اور حمل کیا ہے اسکو جمہور نے از تخفیف پر لیکن اس حدیث کی بعض طریقون مین ہے کہ آپکا
چہرہ مٹی اور پانی سے بہرا ہوا تہا اس سے معلوم ہوا کہ جمہور کی تاویل ٹہیک نہین اور جواب دیا ہے لوذی نے
ساتھ اسکے کہ امتلا مذکور نہین مستلزم ہے ڈہانکنے تمام پیشانی کو اور اسمین جواز سجدہ کا ہے مٹی پر اور اسمین
ہے ساتھ طلب اولے کی اور ارشاد ہے طرف تحصیل افضل کے اور یہ کہ نسیان جائز ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
اور اسمین آپ پر کوئی نقص لازم نہین آتا خاصکر اسچیز مین کہ نہ اذن ہوا ہو آپکو اسکی تبلیغ مین اور کبھی ہوتی ہے
اسمین مصلحت جو متعلق ہوتی ہے ساتھ تشریع کے جیسے کہ نماز کے سہو مین ہے یا ساتھ کوشش کے عبادت مین
جیسے کہ اس قصے مین ہے اسواسطے کہ اگر شب قدر معین ہوتی کسی خاص رات مین تو صرف اسی رات مین عبادت
مین کوشش کیجاتی اور اسکے غیر مین عبادت فوت ہو جاتی اور گویا کہ یہی مراد ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے کہ قریب ہے کہ ہو بہتر واسطے تمہارے جیسا کہ عبادہؓ کی حدیث مین آیندہ آویگا اور اسمین استعمال رمضان کا
ہے بدون لفظ شہر کی اور مستحب ہے اعتکاف کرنا بیچ اسکے اور یہ اخیر دہے کی اعتکاف کو ترجیح ہے اور یہ کہ بعضی خوابین
ایسی بھی ہین کہ انکی تعبیر انکے مطابق واقع ہوتی ہے اور مرتب ہونا احکام کا پیغمبرون کی خوابون پر اور بیچ اول
قصے ابو سلمہؓ کے ساتھ ابو سعیدؓ کے چلنا ہے بیچ طلب علم کے اور اختیار کرنا ہے خالی جگہون کا واسطے سوال کے اور
قبول کرنا سوال سائل کا واسطے اسکے اور پرہیز کرنا مشقت سی استفادہ مین اور ابتدا کرنا طالب کا واسطے سوال کے
اور مقدم کرنا خطبے کا تعلیم پر اور قریب کرنا بعید کا طاعت مین اور آسان کرنا مشقت کا بیچ اسکے ساتھ حسن تلطف
کے اور تدریج کے طرف اسکی بعضے کہتے ہین کہ استنباط کیا جاتا ہے اس سے تغیر کرنا مادہ بنا کا وقف چیزون سے
ساتھ اسچیز کے کہ وہ قوی ہے اس سے اور زیادہ تر فائدہ پہونچانے والی ہے (فتح) **بَابُ تَحَرِّیْ لَیْلَةِ
الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْهِ عَنْ عُبَادَةَ** یہ باب ہے بیچ بیان تلاش کرنے شب قدر کے بیچ طاق
کے پچھلی دس راتون سے اس باب مین عبادہؓ سے حدیث مروی ہے **ف** اس باب مین اشارت ہے طرف اسکی
کہ راجح یہ بات ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے مین منحصر ہے یعنے اور کسی مہینے مین نہین پہر راجح یہ بات ہے کہ رمضان
کی اخیر دہے مین ہے پہر راجح یہ بات ہے کہ وہ پچھلے دہے کی طاق راتون مین ہے اسکی کسی معین رات مین نہین ہے
اور یہی ہے وہ چیز کہ دلالت کرتا ہے اسپر مجموع حدیثون کا کہ وارد ہوئی ہین بیچ اس باب کے اور تحقیق وارد ہوئی ہین
واسطے شب قدر کے کئی نشانیان کہ اکثر انمین سے نہین ظاہر ہوتی ہین مگر بعد گذر جانے اسکے کو انمین سے ایک
علامت تو یہ ہے جو کہ صحیح مسلم مین ہے کہ سورج نکلتا ہے اسکی صبح کو اسحالت مین کہ نہین روشنی ہوتی ہے واسطے
اسکے اور احمد کی ایک روایت مین ہے کہ وہ مثل طشت کی ہوتا ہے اور ابن خزیمہ کی حدیث مین ہے کہ شب قدر کی رات

درمیانی ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے نہ سرد نکلتا ہے سورج اُسدن سرخ ضعیف اور احمد کی روایت مین عبادہ رضہ سے
آیا ہے کہ وہ رات صاف ہوتی ہے گویا کہ اُسمین چاند چڑہنے والا ہے با آرام ہے نہ اُسمین سردی ہوتی ہے اور نہ
گرمی اور نہین حلال ہے واسطے کسی ستارے کے کہ پہینکا جاوے بیچ اُسکے اور اُسکی ایک علامت یہ ہے کہ اُسکی صبح کو سورج
نکلتا ہے اسحال مین کہ برابر ہوتا ہے اُسکو واسطے روشنی نہین ہوتی مانند چاند چودہوین رات کی نہین حلال ہے
واسطے شیطان کے یہ کہ نکلے ساتھ اُسکے اسدن اور نیز ابن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ سورج ہر دن چڑہتا ہے درمیان
دو سینگون شیطان کے مگر شب قدر کی صبح کو اور ایک روایت مین ہے کہ شب قدر مینہ اور ہوا کی رات ہے اور ایک روایت
مین ہے کہ شب قدر کی رات صاف اور درمیانی ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ سرد ظاہر ہوتے ہین ستارے اُسکے اور
نہین نکلتا ہے شیطان اُسکا یہانتک کے روشن ہو فجر اُسکی اور ایک روایت مین ہے کہ اس رات کو فرشتے زمین پر اترتے
ہین زیادہ کنکریون کی گنتی سے اور ایک روایت مین ہے کہ نہ اُسمین شیطان چہوڑا جاتا ہے اور نہ اُسمین کوئی بیمار
پیدا ہوتی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ قبول کرتا ہے اُسمین خدا توبہ ہر توبہ کرنے والے کی اور کہولے جاتے ہین
اسمین دروازے آسمانون کے اور وہ غروب آفتاب سے اُسکے نکلنے تک رہتی ہے اور نقل کیا ہے طبری نے ایک قوم سے
کہ شب قدر کی رات مین سب درخت سجدہ کرتے ہین زمین پر گر پڑتے ہین پہر اپنے اوگنے کی جگہ پہر جاتے ہین اور
یہ کہ ہر چیز اسمین سجدہ کرتی ہے اور عبدہ بن ابی لبابہ سے روایت ہے کہ شب قدر کی رات مین نمکین پانی میٹھے ہو جاتے
ہین (فتح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ
ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کے پچہلے دہے
کی طاق راتون مین یعنے اکیسوین اور تیئسوین اور پچیسوین اور ستائیسوین اور انتیسوین رات کو حَدَّثَنَا
اِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ ثَنِي ابْنُ اَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ
اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ
الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَاِذَا كَانَ حِيْنَ يُمْسِي مِنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً تَمْضِي وَيَسْتَقْبِلُ اِحْدٰى وَ
عِشْرِيْنَ رَجَعَ اِلٰى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ وَاَنَّهُ اَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيْهِ اللَّيْلَةَ الَّتِي
كَانَ يَرْجِعُ فِيْهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ اُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ قَدْ
بَدَا لِي اَنْ اُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ اُرِيْتُ
هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا فَابْتَغُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَابْتَغُوْهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَاَيْتُنِي
اَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِيْنٍ فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَاَمْطَرَتْ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلّٰى رَسُوْلِ

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ فَبَصُرَتْ عَیْنِیْ نَظَرْتُ اِلَیْہِ اِنْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْھُہٗ مُمْتَلِئٌ طِیْنًا وَّمَاءً ترجمہ ابو سعیدؓ سے روایت ہی کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرتے رمضان کے بیچ کے دہے مین پس تہی جبکہ شام کرتے بیسوین رات سی کہ گذر جاتی یعنے بیسوین کا دن گذر جاتا اور اکیسوین رات آتی تو اپنے گہر کی طرف پہرتے اور پہرتا جو کوئی آپکے ساتہہ اعتکاف کرتا تہا اور یہ کہ تحقیق ٹہیرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیچ ایک مہینے رمضان کے کہ اعتکاف کیا تہا بیچ اسکے اُس رات کو کہ تھے پہرتے بیچ اُسکے یعنے جس رات مین آپکا اعتکاف سی باہر آنے کا معمول تہا اُس رات کو باہر نہ آئے سو اپنے لوگون پر خطبہ پڑہا سو حکم کیا اُنکو جو خدا نے چاہا پہر فرمایا کہ مین اس دہے مین اعتکاف کیا کرتا تہا یعنے بیچ کے دہی کا پہر مجہکو ظاہر ہوا یعنے اپنی رائے سی یا وحی سے یہ کہ مین اس اخیر دہے مین اعتکاف بیٹہون سو جو میرے ساتہہ اعتکاف بیٹہا ہو تو چاہیے کہ ٹہیرے اپنے اعتکاف کی جگہ مین اور تحقیق شب قدر مجہکو معلوم ہوئی تہی یعنے تعین اُسکی پہر مجہکو بہول گئی سو تلاش کرو اُسکو پچہلی دس راتون مین اور تلاش کرو اُسکو ہر طاق رات مین اور مینے خواب مین اپنے تئین دیکہا کہ پانی اور مٹی مین سجدہ کرتا ہون سو بادل نے اس رات کو برسنا شروع کیا سو برسا سو مسجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑہنے کی جگہ مین ٹپکی اکیسوین رات کو سو میری دونو آنکہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کی سو مینے آپکو دیکہا کہ آپ صبح کی نماز سے پہرے اس حال مین کہ آپ کا چہرہ مٹی اور پانی سے بہرا تہا یعنے آلودہ تہا ف ظاہر اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیسوین رات کو گہر کی طرف رجوع کیا اور اس سے پہلے باب مین گذر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی جگہہ سے بیسوین کی صبح کو نکلے تہے پس مراد یہ ہے کہ گذشتہ صبح کو رجوع کرتے تہے اور پہلے باب مین جو ابو سعیدؓ کی حدیث گذر چکی ہے تو اُسکے تحت فتح الباری مین لکہا ہے کہ مالک کی روایت مین یہ لفظ ہے کہ یہانتک کہ جب اکیسوین رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے کہ جسکی صبح کو اعتکاف کی جگہ سے نکلتے تھے اور ظاہر اس حدیث کا باب کی روایت کی مخالف ہے یعنے اُسی روایت کی جو پہلے باب مین گذر چکی ہے اسواسطے کہ باب کی روایت سی معلوم ہوتا ہے کہ آپکا خطبہ بیسوین کی صبح کو واقع ہوا تہا اور مالک کی روایت سی معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ اکیسوین کی صبح کو واقع ہوا تہا اور بنا بر اسکے آپکے اخیر اعتکاف کی پہلی رات بائیسوین رات ہوگی اور وہ مغائر ہے واسطے قول ابو سعیدؓ کے اس حدیث کی آخر مین کہ میری دونو آنکہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا اس حال مین کہ آپکے چہرے پر پانی اور مٹی کا نشان تہا اکیسوین کی صبح کو اسواسطے کہ یہ ظاہر ہے اسمین کہ آپ کا خطبہ بیسوین کی صبح کو تہا اور مینہ اکیسوین رات کو برسا تہا اور یہ موافق ہے واسطے باقی طریقون کے اور بنا بر اسکے پس گویا کہ قول اُسکا بیچ روایت مالک کے کہ وہ رات وہ ہے جسکی صبح کو نکلتے تہے یعنے مراد اُس سے وہ صبح ہے جو اُس سے پہلے ہے یعنے بیسوین کی صبح پس نسبت صبح کی طرف اُسکی بطور مجاز کے ہی (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ

بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْتَمِسُوْ
ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنِیْ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجَاوِرُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَیَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی
الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ رمضان
کی پچہلی دس راتون مین اعتکاف کیا کرتے تہی اور فرماتے تہی کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچہلی دس راتون
مین حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا وُهَیْبٌ ثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْ رَمَضَانَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ فِیْ تَاسِعَةٍ تَبْقٰی
فِیْ سَابِعَةٍ تَبْقٰی فِیْ خَامِسَةٍ تَبْقٰی تَابَعَهٗ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَیُّوْبَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ الْتَمِسُوْا فِیْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچہلی دس راتون مین شب قدر بیچ نوین رات کے ہے کہ باقی رہی یعنے
اکیسوین رات مین بیچ ساتوین رات کے ہے کہ باقی رہے یعنے تیئسوین رات مین بیچ پانچوین رات کے ہے کہ باقی
رہی یعنے پچیسوین رات کو اور ایک روایت مین ابن عباس سے ہے کہ تلاش کرو شب قدر کو چوبیسوین رات مین ف
یہ حدیث مطلق ہے اسمین طاق کا ذکر نہین لیکن یہ حدیث محمول ہے عائشہ رض کی حدیث پر جو پہلے مذکور ہوئی کہ
وہ مقید ہے یعنے مراد یہ ہے کہ شب قدر پچہلے دہے کی طاق راتون مین ہے (فتح) اور ایک روایت مین ہے کہ
ابن عباس رض نے کہا کہ عمر رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو بلایا اور اُنسے شب قدر کا حال دریافت
فرمایا کہ کون رات ہی سو اجماع کیا سب نے اسپر کہ وہ پچہلے دہے مین ہے ابن عباس رض کہتے ہین کہ مینے عمر رض سے
کہا کہ مین جانتا ہون کہ وہ کونسی رات ہی عمر رض نے کہا کہ وہ کونسی رات ہے مینے کہا کہ تیئسوین رات ہے یا ستائیسوین پچہلے دہے سے عمر رض نے کہا کہ تو نے
کہا سات آسمانون کو اور سات زمینون کو اور سات دنون کو اور زمانہ پہرتا ہے سات دنون مین اور انسان
پیدا کیا گیا ہے سات چیزون سے اور کہاتا ہے سات چیزون سے اور سجدہ کرتا ہے سات چیزون پر اور طواف
بہی سات بار ہے اور کنکر مارنا بہی سات بار ہے اور اسکے سوا اور بہی کئی چیزین ذکر کین سو عمر رض نے کہا کہ تو نے
وہ چیز سمجہی جسے ہمنے نہین سمجہی پس بنا بر اسکے اس جملہ کے مرفوع ہونے اور موقوف ہونے مین اختلاف ہی لیکن
بخاری کے نزدیک اسکا مرفوع ہونا راجح ہے اسیواسطے مرفوع کو روایت کیا اور موقوف سی مُنہ پہیر اور یہ جو ابن
عباس رض سے روایت ہے کہ شب قدر چوبیسوین رات ہی تو ظاہر یہ حدیث مخالف ہے واسطے اُس حدیث کے کہ گذر چکی
ہے کہ وہ طاق راتون مین ہے اور جواب دیا گیا ہے بایںطور کہ جمع ممکن ہے درمیان دونو روایتون کے بایںطور کہ
مراد اس روایت مین جفت ہی باعتبار ابتدا شمار کے ہی اخیر مہینے سی یعنے اخیر مہینے سی گنتی شروع کی جاوے

ہو اس اعتبار سے جو بیسوین رات ستائیسوین رات ہوگی اور احتمال ہی یہ کہ ہو مراد ابن عباسؓ کی ساتھ قول اپنے کی
فی اربع وعشرین اول السبع کا کہ امید رکھی جاتی ہے اسمین باقی سات راتون سے پس بنابر اسکے موافق ہوگی
یہ روایت السبع کو جو پہلے گذر چکی ہے کہ تتبع رکو باقی سات راتون مین تلاش کرو اور بعضے نسخون مین کہتے ہین کہ
یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر بیچ نوین رات کی ہے کہ باقی رہی تو اس سے لازم آتا ہے کہ شب
قدر بائیسوین رات ہو اگر مہینا تیس دن کا ہو اور نہ ہوگی شب قدر اکیسوین رات کو مگر جبکہ ہو مہینا انتیس دن
کا اور یہ حصر مردود ہے اسواسطے کہ یہ مبنی ہے اسپر کہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ باقی رہی ہے کیا وہ
باقی رہی ہے سمیت اکیسوین رات کی یا اسکے سوا پس بنا اسکی پہلے احتمال پر ہے اور جائز ہے بنا اسکی دوسرے
احتمال پر پس ہوگا معاملہ برعکس اوسکے کہ ذکر کی گئی اس سے اور ظاہر یہ بات ہو کہ اسکے ساتھ تعبیر کرنے مین اشارت
ہے طرف دونو احتمالون کی سو اگر مہینا تیس دن کا ہو تو مراد یہ ہے کہ باقی رہتی ہو نوین رات سوای اکیسوین رات
کے تو اس صورت مین اکیسوین رات سی خارج ہوگی اور اگر مہینا انتیس دن کا ہو تو مراد یہ ہے کہ نوین رات
اسکے سمیت باقی رہتی ہو تو اس صورت مین اکیسوین رات نوین مین داخل ہوگی واللہ اعلم اور علمار کو شب قدر کے باب
مین بہت اختلاف ہی اور حاصل ہوتے ہین واسطے ہمارے مذاہب انکے سے بیچ اس باب کے زیادہ چالیس قول سے
جیسا کہ واقع ہوئی ہے واسطے ہمارے نظیر اسکی بیچ ساعت جمعہ کے جسمین دعا قبول ہوتی ہے اور پوشیدہ ہونے
مین دونو شریک ہین تاکہ انکی تلاش مین کوشش واقع ہو اول قول یہ ہے کہ شب قدر بالکل اوٹھائی گئی ہے
یعنے پہلے تھی اب نہین ہے حکایت کیا ہے اس قول کو متولی نے رفضیون سے اور فاکہانی نے شرح عمدہ مین حنفیہ سے
اور یہ اسکی خطا ہے اور جس چیز کو سروجی نے حکایت کیا ہے یہ ہو کہ یہ قول شیعہ کا ہی اور عبدالرزاق نے عبداللہ
بن یحنس سے روایت کی ہے کہ مینے ابوہریرہؓ سے کہا کہ بعضے لوگ گمان کرتے ہین کہ شب قدر اٹھائی گئی ہے ابوہریرہؓ
نے کہا کہ جو یہ بات کہی وہ جھوٹا ہے اور نیز اسنے عبداللہ بن شریک کے طریق سے روایت کی ہے کہ حجاج نے شب قدر
کو ذکر کیا سو گویا کہ اسکا انکار کیا سو زر بن حبیش نے چاہا کہ اسکو پتھر مارے سو اسکی قوم نے اسکو منع کیا قول
دوم یہ ہو کہ وہ خاص ہے ساتھ ایک برس کے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین واقع ہوا اسکو بھی
فاکہانی نے ذکر کیا ہے **قول سوم** یہ ہو کہ شب قدر خاص ہے ساتھ اس امت کی اور اسنے پہلی امتون مین نہ
تھی جزم کیا ہے ساتھ اسکے ابن حبیبؒ وغیرہ نے مالکیہ مین سے اور نقل کیا اس قول کو جمہور سے اور حکایت
کیا ہے اسکو صاحب عمدہ نے شافعیہ سے اور ترجیح دی اسکو اور وہ اعتراض کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابوذرؓ کے
جو نسائی مین ہے کہ مینے کہا کہ یا حضرتؐ کیا شب قدر پیغمبرون کے ساتھ ہوتی ہے پس جب مرجاتے ہین تو اٹھائی
جاتی ہے فرمایا نہین بلکہ وہ باقی ہے اور عمدہ انکا قول امام مالک کا ہو موطا مین کہ پہونچی مجھکو یہ بات کہ حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عمرون کو پہلی امتون کی عمرون سے کم جانا یعنے انکی عمرونکے کم ہونے کا دل مین
افسوس کیا سو خدای تعالے نے آپکو شب قدر عنایت کی اور یہ روایت تاویل کا احتمال رکھتی ہے مین دفع کرگئی
صریح کو کہ ابوذر کی حدیث مین واقع ہوا ہے **قول چہارم** یہ ہے کہ وہ ساری برس مین ممکن ہے یعنے ہر مہینے مین
ہو سکتی ہے کسی معین دن یا مہینے کی ساتھہ خاص نہین اور یہ قول مشہور ہے حنیفہ سے حکایت کیا ہے اسکو قاضیخان
اور ابو بکر رازی نے انین سے اور روایت کی گئی ہے مانند اسکے ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور عکرمہ وغیرہم سے اور مہلب
نے اس قول کو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ شاید کہ اسکے قائل نے بنا کیا ہے اسکو اوپر پہرنے زمانے کے واسطے ناقص
ہونے چاند دن کے اور وہ فاسد ہے اسواسطے کہ رمضان کے مہینے مین اسکا اعتبار نہین کیا گیا پس رمضان کے
غیر مین بہی اسکا اعتبار نہ ہوگا تاکہ منتقل ہو شب قدر رمضان سے اور دلیل ابن مسعودؓ کی یہ حدیث ہے جو کہ صحیح مسلم
مین ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نہ اعتماد کرین لوگ یعنے ایک ہی قول پر
اگرچہ وہ صحیح ہے یعنے اگر جانینگے کہ وہ ستائیسوین رات ہے تو فقط اسی رات مین عبادت کرینگے اور باقی تمام
راتون کا قیام ترک کرینگے **قول پنجم** یہ ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے کی ساتھہ خاص ہے یعنے اسکے سوا اور کسی
مہینے مین نہین ہوتی ہے اسکی تمام راتون مین ممکن ہے اور یہ قول ابن عمرؓ کا ہے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے
اس سے ساتھہ اسناد صحیح کے اور نیز اُنسے مرفوع روایت بہی آئی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے اور
ہدایہ کی شرح مین جزم نقل کیا ہے ساتھہ اسکے ابو حنیفہ رح سے اور قائل ہوا ہے ساتھہ اسکے ابن منذر اور محاملی اور
بعض شافعیہ اور ترجیح دی ہے اسکو سبکی نے شرح منہاج مین اور حکایت کیا ہے اسکو ابن حاجب نے ایک روایت
مین اور سروجی نے ہدایہ کی شرح مین کہا کہ ابو حنیفہ رح کا قول یہ ہے کہ شب قدر ساری رمضان مین منتقل ہوتی ہے
یعنے پہرتی رہتی ہے اور صاحبین نے کہا کہ وہ رمضان کی ایک رات معین مبہم مین ہے اور اسیطرح کہا ہے نسفی نے
حکایت کیا ہے اسکو ابن عربی نے ایک قوم سے اور یہ قول ششم ہے **قول ہفتم** یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی
پہلی رات ہے یہ قول ابی رزین عقیلی صحابی سے محکی ہے اور ابن ابی عاصم نے انسؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ شب
قدر رمضان کی پہلی رات ہے اور ابن عاصم نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ اسکے سوا اور کسی نے یہ بات کہی ہو **قول ہشتم**
یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی پندرہوین رات ہے حکایت کی ہے ابن ملقن نے شرح عمدہ مین اور جو بات کہ مین نے
قرطبی کے مفہم مین دیکہی ہے حکایت ایک قول کی ہے کہ شب قدر شعبان کی پندرہوین رات ہے اور اسیطرح نقل
کیا ہے سروجی نے صاحب طراز سے پس اگر یہ دونو صحیح ہون تو یہ **قول نہم** ہے پہر دیکہا مینے شرح سروجی مین
محیط سے کہ شب قدر پچہلے نصف مین ہے **قول دہم** یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی سترہوین رات ہے روایت کیا
ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے زید بن ارقمؓ کی حدیث سے کہ مین نہین شک کرتا ہمین کہ شب قدر رمضان کی

سترہوین رات ہی یہ رات ہی کہ اسمین قرآن نازل ہوا اور ابوداؤد نے ابن مسعودؓ سے بھی یہ روایت کی ہے **قول**
یازدہم یہ ہے کہ شب قدر مبہم ہے بیچ کے دہے مین حکایت کیا ہے اسکو نووی نے اور نسبت کیا ہے اسکو طبری نے
طرف عثمان بن ابی العاص اور حسن بصری کی اور قائل ہین ساتھ اسکے بعض شافعیہ **قول دوازدہم** یہ ہے کہ شب
قدر رمضان کی اٹھارہوین رات ہی پڑہا مینے اسکو ساتھ خط قطب حلبی کے بیچ شرح اُسکی کے اور ذکر کیا ہے ابن جوزی
نے مشکل مین **قول سیزدہم** یہ ہے کہ وہ انیسوین رات ہی روایت کی یہ عبدالرزاق نے علی سے اور نسبت کیا ہے اسکو
طبری نے طرف زید بن ثابت اور ابن مسعود کی اور موصول کیا ہے اسکو طحاوی نے ابن مسعود سے **قول چہاردہم**
یہ ہی کہ شب قدر پچھلے دہے کی پہلی رات ہی اور اسی کی طرف میل کی ہے امام شافعی نے اور جزم کیا ہے ساتھ اسکے
ایک جماعت نے شافعیہ مین سے لیکن سبکی نے کہا کہ اُنکے نزدیک اسکے ساتھ یقین نہین واسطے اتفاق کرنے اُنکی
کے اوپر نہ حانث ہونے اُس شخص کے کہ معلق کرے بیسوین دن اپنے غلام کی آزادی کو بیچ شب قدر کے کہ وہ
اس رات کو آزاد نہین ہوتا بلکہ آزاد ہوتا ہے ساتھ گذرنے تمام مہینے کے صحیح قول پر بنا پر اسکے کہ وہ پچھلے
دہے مین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آزاد ہوتا ہے ساتھ گذرنے تمام برس کے بنا پر اسکے کہ وہ پچھلے دہے کے ساتھ
خاص نہین بلکہ وہ رمضان مین ہے **قول پانزدہم** بھی مثل اُس قول کے ہی کہ اُس سے پہلے ہے مگر یہ کہ اگر مہینہ
پورا ہے تو وہ بیسوین رات ہی اور اگر کم ہے تو اکیسوین رات ہی اور اسیطرح تمام مہینے مین اور یہ قول ابن حزم کا ہے
اور گمان کیا ہے اسنے کہ اُسکے ساتھ حدیثون مین تطبیق ہوجاتی ہے اور دلالت کرتی ہے واسطے قول اُسکے
کی وہ حدیث جو احمد اور طحاوی نے روایت کی ہے عبداللہ بن انیس کی حدیث سی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا فرماتے تہے کہ تلاش کرو شب قدر کو آجکی رات مین اور وہ تیئسوین رات تہی **قول شانزدہم** یہ ہے کہ شب قدر بائیسوین
رات ہی اور اسکی حکایت ابھی آتی ہے اور روایت کی ہے احمد نے عبداللہ بن انیس کی حدیث سی کہ اُس نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا اور یہ اکیسوین کی صبح تہی سو فرمایا کہ آج کتنی رات ہی مینے
کہا کہ بائیسوین رات ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر آجکی رات ہی یا آیندہ رات ہی **قول ہفدہم**
یہ ہے کہ وہ تیئسوین رات ہی روایت کی ہے یہ حدیث مسلم نے عبداللہ بن انیس کی حدیث سی مرفوعًا کہ فرمایا کہ مجھ
کو خواب مین شب قدر معلوم ہوئی تہی پہر مین اسکو بہول گیا پس ذکر کیا مانند حدیث ابوسعیدؓ کی لیکن اسمین فرمایا
کہ وہ تیئسوین رات ہی بدلے اکیسوین رات کی اور نیز اُنہی سے روایت ہی کہ مینے کہا کہ یا حضرتؐ میرے واسطے ایک
جنگل ہے یعنے میرا گہر جنگل مین ہے کہ مین اُسمین رہتا ہون سو حکم کرو مجھکو ساتھ شب قدر کے فرمایا کہ وہ تیئسوین
رات ہی اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے معاویہ سے کہ اُس نے کہا کہ شب قدر تیئسوین رات
ہی اور عبدالرزاق نے ابن عمرؓ سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو چاہیے کہ اُسکو

ساتوین رات مین تلاش کرے راوی نے کہا کہ تھے ایوب نہاتے تیئسوین رات کو اور خوشبو لگاتے اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ وہ تیئسوین رات مین اپنے گہر والون کو جگاتے تہے اور عبد الرزاق نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ مضبوط ہوا ہے قول قوم کا اسپر کہ وہ تیئسوین رات ہی اور یہی روایت ہی عائشہ اور مکحول سے **قول نہم دہم** یہ ہے کہ شب قدر چوبیسوین رات ہی کما تقدم من حدیث ابن عباس فے ہذا الباب اور طیالسی نے ابو سعید سے مرفوع روایت کی ہے کہ وہ چوبیسوین رات ہی اور یہی روایت ہی ابن مسعودؓ اور شعبی اور حسن اور قتادہ سے اور دلیل انکی واثلہ کی حدیث ہی کہ قرآن رمضان کی چوبیسوین رات کو اترا اور احمد نے بلال سے مرفوع روایت کی ہے کہ شب قدر کو چوبیسوین رات مین تلاش کرو اور مقرر خطا کی ہے ابن لہیعہ نے اسکے مرفوع کرنے مین اسواسطے کہ روایت کیا ہی اسکو عمرو بن حارث نے یزید سے ساتہہ اس سند کے موقوف ساتہہ بغیر لفظ اسکے کی جیسا کہ مغازی کے اخیر مین آویگا کہ شب قدر پچہلے دہے کی سات راتون مین سے پہلی رات ہی **قول نوزدہم** یہ ہے کہ وہ پچیسوین رات ہے حکایت کیا ہے ابن عربی نے عارضہ مین اور نسبت کیا ہے اسکو ابن جوزی نے مشکل مین طرف ابو بکرہؓ کی **قول بستم** یہ ہے کہ وہ چہبیسوین رات ہی اور یہ قول ہے کہ مین اسکو صریح نہین دیکہتا مگر یہ کہ عیاض نے کہا کہ پچہلے دہے مین ایسی کوئی رات نہین مگر کہ کہا گیا ہے کہ شب قدر اسمین ہے **قول بست و یکم** یہ ہے کہ وہ ستائیسوین رات ہی اور یہی ٹہیک ہے امام احمد کے مذہب سے اور یہی ایک روایت ہی امام ابو حنیفہؒ سے اور ساتہہ اسی کے یقین کیا ہے ابی بن کعب نے اور قسم کہائی ہے اوپر اسکے جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو مسلم نے اور نیز مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ ہمنے آپسمین شب قدر کا ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے کون ہے جسکو یاد ہو وہ وقت جب چاند نکلا تہا جیسے ٹہیکری کا کنارہ یعنے جبکہ چاند باریک ہو گیا تہا مہینے کے اخیر مین ابو الحسن فارسی نے کہا کہ مراد ستائیسوین رات ہی اسواسطے کہ اسمین چاند چڑہتا ہے ساتہہ اس صفت کے اور طبرانی نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچہا فرمایا کہ تم مین کون یاد کرتا ہے صہباوات کی رات کو ابن مسعود نے کہا کہ مین اور یہ ستائیسوین رات ہی اور روایت کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے عمرؓ اور حذیفہؓ اور کئی اصحاب سے اور اس باب مین ابن عمرؓ سے نزدیک مسلم کے ہی کہ ایک مرد نے شب قدر کو ستائیسوین رات مین دیکہا اور واسطے احمد کے ابن عمرؓ کی حدیث سے مرفوع روایت ہی کہ شب قدر ستائیسوین رات ہی اور واسطے ابن منذر کے ہی کہ جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو چاہیے کہ اسکو ستائیسوین رات مین تلاش کرے اور جابر بن سمرہ سے مانند اسکی روایت ہی روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے اوسط مین اور معاویہؓ سے بہی مانند اسکی روایت ہی روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے اور حکایت کیا ہے اسکو صاحب حلیہ نے شافعیہ سے اکثر علما سے اور پہلے گذر چکا ہے استنباط ابن عباسؓ کا نزدیک عمرؓ کے اور موافقت اسکی واسطے اوسکی اور استنباط کیا ہے اسکو بعضون نے اور طریق سے پس کہا کہ لفظ لیلۃ القدر کے نو حرف

ہین اور تین بار سورت میں پھیر لائے گئی ہین پس یہ ستائیسوین رات ہی اور کہا صاحب کافی نے حنفیہ مین سے اور صاحب محیط نے کہ جو اپنی عورت کو کہے کہ تجھکو شب قدر مین طلاق ہے تو ستائیسوین رات کو طلاق پڑ جاتی ہے اسواسطے کہ عام لوگون کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ شب قدر ہے **قول بست و دوم** یہ ہی کہ وہ اٹھائیسوین رات ہی اور اسکی وجہ پہلے گذر چکی ہے **قول بست وسوم** یہ ہے کہ وہ انتیسوین رات ہی حکایت کیا ہے اسکو ابن عربی نے **قول بست وچہارم** یہ ہی کہ وہ تیئسوین رات ہی حکایت کیا ہے اسکو عیاض اور سروجی نے شرح ہدایہ مین اور روایت کیا ہے اسکو محمد بن نصر اور طبری نے معاویہؓ سے اور احمد نے ابو ہریرہ رضہ سے **قول بست وپنجم** یہ ہے کہ شب قدر پچھلے دہے کی طاق راتون مین ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر حدیث عائشہ وغیرہ کی جو اسی باب مین مذکور ہے اور یہ قول سب قولون سے راجح ہے اور اسی کی طرف میل کی ہے ابو ثور اور مزنی اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت نے علما مذاہب سے **قول بست وششم** مثل اُسکی ہے ساتھ زیادہ کرنے اخیر رات کی روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے ابو بکرہ کی حدیث سی اور احمد نے عبادہ کی حدیث سی **قول بست وہفتم** یہ ہی کہ شب قدر پچھلے دہے مین پھرتی رہتی ہے یہ بات ابو قلابہ نے کہی ہے اور نص کی ہے اسپر مالک اور احمد اور اسحاق نے اور ماوردی نے گمان کیا ہے کہ اسپر سب کا اتفاق ہے اور گویا کہ پکڑا ہے اُس نے اسکو ابن عباسؓ کی حدیث سی کہ اصحابؓ کا اتفاق ہے اسپر کہ وہ پچھلے دہے مین ہے پھر اسکی تعیین مین بھی اختلاف ہی کہ پچھلے دہے کی کونسی رات ہی اور تائید کرتی ہے اس بات کو کہ وہ پچھلے دہے مین ہے حدیث ابو سعیدؓ کی جو صحیح ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کے دہے مین اعتکاف کیا تو جبرائیل نے آپ سے کہا کہ جس چیز کو آپ تلاش کرتے ہین وہ آپکے آگے ہی اور پہلے گذر چکا ہے ذکر اسکا قریب اور گذر چکا ہے ذکر اعتکاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر دہے مین بیچ تلاش شب قدر کے اور اعتکاف آپکی بی بیون کا بعد آپکے اور کوشش بیچ اسکے جیسا کہ آئندہ باب مین ہے اور جو اسکے قائل ہین انکو اختلاف ہی سو انمین بعضے تو کہتے ہین کہ شب قدر کا سب راتون مین برابر احتمال ہے اور نقل کیا ہے اسکو رافعی نے مالک سے اور ضعیف کیا ہے اسکو ابن حاجب نے اور بعضے کہتے ہین کہ بعض راتون مین شب قدر کی زیادہ امید ہے بعض راتون سے سو امام شافعی نے کہا کہ سب سے زیادہ امید اکیسوین رات میں ہی اور یہ **قول بست وہشتم** ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سب سے زیادہ تر امید تیئسوین رات مین ہے اور یہ **قول بست ونہم** ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سب سے زیادہ امید ستائیسوین رات مین ہے اور یہ **قول سی ام** ہے اور **قول سی ویکم** یہ ہے کہ وہ پچھلی سات راتون مین پھرتی رہتی ہے اور تحقیق گذر چکا ہے بیان مراد کا اس سے بیچ حدیث ابن عمرؓ کے کہ کیا مراد سات اخیر مہینے کی ہین یا اخیر ہفتہ کہ مہینے سی گنا جاوے اور پیدا ہوگا اس سے **قول سی ودوم** اور **قول سی وسوم** یہ ہی کہ شب قدر پچھلے نصف مین پھرتی رہتی ہے ذکر کیا اسکو صاحب محیط نے ابو یوسف اور محمد سے اور حکایت کیا ہی امام الحرمین نے

صاحب تقریب سے قول سی و چہارم یہ ہے کہ شب قدر سولہوین یا سترہوین رات ہے روایت کیا ہے اسکو حارث بن ابی اسامہ نے عبداللہ بن زبیرؓ کی حدیث سے قول سی و پنجم یہ ہے کہ شب قدر سترہوین یا انیسوین یا اکیسوین رات ہے روایت کیا ہے اسکو سعید بن منصور نے انسؓ کی حدیث سے ساتھ اسناد ضعیف کے قول سی و ششم یہ ہے کہ وہ پہلے پچھلی رات ہے روایت کیا ہے اسکو ابن ابو عاصم انسؓ کی حدیث سے ساتھ سند ضعیف کے قول سی و ہفتم یہ ہے کہ شب قدر پہلی رات ہے یا نوین یا سترہوین یا اکیسوین یا مہینے کی پچھلی روایت کیا اسکو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین انسؓ سے ساتھ سند ضعیف کے قول سی و ہشتم یہ ہے کہ وہ انیسوین رات ہے یا گیارہوین یا تیئیسوین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے ساتھ سند کے کہ اسمین کلام ہے اور عبدالرزاق نے علیؓ سے ساتھ سند منقطع کے اور سعید بن منصور نے عائشہؓ سے ساتھ سند منقطع کے بھی قول سی و نہم یہ ہے کہ وہ تیئیسوین رات ہے یا ستائیسوین اور یہ قول ماخوذ ہے ابن عباسؓ کی حدیث سے جو باب مین مذکور ہے جس جگہ کہ کہا کہ سات راتین کہ باقی رہین یا سات راتین کہ گذر جاوین اور واسطے احمد کے نعمان بن بشیر کی حدیث ہے کہ ساتوین رات کہ باقی ہے یا ساتوین رات کہ گذر جاوے نعمان نے کہا کہ ہم ستائیسوین رات کہتے ہین اور تم تیئیسوین رات کہتے ہو قول چہلم یہ ہے کہ وہ اکیسوین رات ہے یا تیئیسوین رات یا پچیسوین رات ہے کما سیاتی فی الباب الذی بعدہ من حدیث عبادۃ۔ اور ابو داؤد کی حدیث مین یہ لفظ ہے کہ نوین رات کہ باقی رہے ساتوین رات کہ باقی رہے یا پانچوین رات کہ باقی رہے امام مالک نے کہا کہ مراد نوین رات سے اکیسوین رات ہے قول چہل و یکم یہ ہے کہ وہ رمضان کی پچھلی سات راتون مین منحصر ہے واسطے حدیث ابن عمرؓ کے کہ اس سے پہلے باب مین ہے قول چہل و دوم یہ ہے کہ وہ بائیسوین یا تیئیسوین رات ہے واسطے دلیل حدیث عبداللہ بن انیس کے نزدیک احمد کے قول چہل و سوم یہ ہے کہ وہ پہلے دہے اور پچھلے دہے کے جفت راتون مین ہے پڑا پائین اسکو ساتھ خط مغلطائی کے قول چہل و چہارم یہ ہے کہ وہ پچھلے دہے کی تیسری یا پانچوین رات ہے روایت کیا ہے اسکو احمد نے حدیث معاذ بن جبل سے اور فرق اسمین اور اس چیز مین کہ پہلے گذری یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد تیسری رات سے تیئیسوین رات ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد اس سے ستائیسوین رات ہو پس حاصل یہ ہوگا کہ وہ تیئیسوین رات ہے یا پچیسوین رات ہے یا ستائیسوین رات ہے اور ساتھ اسوجہ کے مغایر ہوگا یہ قول اس چیز سے کہ پہلی گذری قول چہل و پنجم یہ ہے کہ شب قدر دوسرے نصف کی اول کے سات یا آٹھ راتون مین ہے طحاوی نے عبداللہ بن انیس سے روایت کی ہے کہ اُسنے اپنے باپ سے روایت کی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کر اسکو نصف اخیر مین پھر اُسنے پوچھا سو فرمایا کہ تیئیسوین رات تک قول چہل و ششم یہ ہے کہ وہ پہلی رات ہے یا پچھلی ہے یا طاق راتون مین ہے اور تمام اقوال جنکو ہمنے ذکر کیا بعد تیسرے قول کے ہے پس بعضے تو متفق ہین اسپر کہ شب قدر کا حاصل ہونا ممکن ہے اور متفق ہین اوپر

رغبت دلانے کی واسطے تلاش اُسکی کے اور ابن عربی نے کہا کہ صحیح یہ بات ہی کہ وہ معلوم نہین اور یہ لائق ہے کہ اور قول
ہو اور نووی نے اس قول سے انکار کیا ہے اور تحقیق غالب ہوئی ہین حدیثین اسپر کہ اسکا علم ممکن ہے اور خبر دی ہے ساتھ
اسکے ایک جماعت صالحین نے پس نہین ہین کوئی معنے واسطے انکار اُسکے کی یعنے ابن عربی نے جو اُسکے علم سے انکار
کیا ہے تو اس انکار کے کوئی معنے نہین اسواسطے کہ حدیثون سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے
ابو یوسف سے ایک قول کہ جائز رکھا ہی اُسنے اُسمین یہ کہ وہ اعتقاد کرتا ہے کہ وہ چوبیسوین یا ستائیسوین رات
ہے پس اگر یہ بات ثابت ہو تو یہ اور قول ہے یہ آخر اس چیز کا ہے کہ واقف ہوا مین اوپر اُسکے اقوال سے اور بعض اقوال
کا بعض کی طرف رد کرنا ممکن ہے اگرچہ ظاہر انکا تغائر ہے اور سب اقوال مین سے راجح یہ قول ہے کہ شب قدر اخیر دہے
کی طاق راتون مین ہے اور یہ کہ وہ پھرتی رہتی ہے جیسا کہ اس باب کی حدیثون سے سمجھا جاتا ہے اور دہے کی طاق
راتون مین زیادہ تر امید والی شافعیہ کے نزدیک اکیسوین ۲۱ رات ہی یا تیئسوین بنا بر اُسکے کہ عبد اللہ بن انیس اور
ابو سعید رضی کی دونو حدیثون مین ہے اور سب راتون مین زیادہ تر امید والی جمہور کے نزدیک ستائیسوین رات ہی یعنے جمہور
کی نزدیک زیادہ تر امید یہی ہے کہ شب قدر ستائیسوین رات ہی اور اسکی دلیلین پہلے گذر چکی ہین علما کہتے ہین کہ
شب قدر کے پوشیدہ کرنے مین حکمت یہ ہے کہ اُسکی تلاش مین کوشش حاصل ہو بخلاف اسکے کہ اگر معین
کی جاوے واسطے اُسکے کوئی رات تو صرف اسی مین عبادت ہوتی جیسا کہ پہلے گذر چکی ہے مثل اسکی ساعت جمعہ مین
اور یہ حکمت مطرد ہے یعنے عام ہے نزدیک اُسکی جو کہتا ہی کہ تمام برس مین ہے یا تمام رمضان مین یا تمام دہے اخیر مین
یا خاص اُسکی طاق راتون مین لیکن یہ کہ پہلا پھر دوسرا زیادہ تر لائق ہے ساتھ اسکے اور اسمین اختلاف ہے کہ کیا
اسکے واسطے کوئی نشانی ہے کہ ظاہر ہو واسطے اُس شخص کے کہ پاوے شب قدر کو یا نہین سو بعضے کہتے ہین کہ وہ
دیکھتا ہے کہ ہر چیز سجدہ کرتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ہر جگہ مین روشنی ہو جاتی ہے یہانتک کہ اندھیری جگہون
مین بھی روشنی ہو جاتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ فرشتون کی سلام یا خطاب سنا جاتا ہے اور بعضے کہتے ہین
کہ نشانی اسکی یہ ہے کہ جو شب قدر کو پاوے اُسکی دعا قبول ہو جاتی ہے اور اختیار کیا ہے طبری نے کہ یہ سب نشانیان
لازم نہین اور یہ کہ نہین شرط واسطے حاصل ہونے اسکے کے دیکھنا کسی چیز کا اور نہ سننا اُسکا یعنے بلکہ بدون اسکی
بھی حاصل ہو سکتی ہے اور پھر اسمین بھی اختلاف ہی کہ کیا حاصل ہوتا ہے ثواب کہ مرتب ہے اوپر اسکے واسطے اُس
شخص کے کہ اتفاق پڑے اُسکو اُسمین جاگنے اور نماز پڑھنے کا اگرچہ نہ ظاہر ہو واسطے اُسکے کوئی چیز یا موقوف
ہی یہ ثواب اوپر ظاہر ہونے اُسکے کی واسطے اُسکے پہلا مذہب طبری اور مہلب اور ابن عربی اور ایک جماعت کا ہے
اور اکثر علما کا دوسرا مذہب ہے یعنے ثواب موعود موقوف ہی اوپر ظاہر ہونے اُسکے کی واسطے اُس شخص کے پس ثواب
موعود صرف اُسی شخص کو ملتا ہے جو شب قدر کو معلوم کر لیوی اور دلالت کرتی ہے واسطے اُسکے وہ چیز کہ واقع

ہوئی ہے نزدیک مسلم کے ابو ھریرہ رضہ کی حدیث سے ساتھ اس لفظ کے کہ جو شب قدر کی رات مین جاگے اور اسمین نماز پڑہے اور اسکو موافق پڑی اور عبادہ کی حدیث مین احمد کے نزدیک یہ ہے کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر مین جاگے پہر توفیق دیجاوے واسطے اسکے امام نووی نے کہا کہ یوافقہا کے معنے یہ مین کہ وہ معلوم کرلیوے کہ وہ شب قدر ہے پس موافق پڑی اسکو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اسکو نفس الامر مین پالیوے اگرچہ وہ اسکو نہ جانے اور ابن مسعودؓ کی حدیث مین ہے کہ جو تمام سال جاگے وہ شب قدر کو پالیوے گا اور یہ بہی دونو قولون کا احتمال رکہتی ہے اور نیز نووی نے حدیث مَن قَامَ رَمَضَانَ اور حدیث مَن قَامَ لَیلَۃَ القَدرِ مین کہا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ جو اسمین جاگے اگرچہ شب قدر کو موافق نہ پڑے حاصل ہوگا واسطے اس کے یہ ثواب اور جو شب قدر مین جاگے بعد اسکو موافق پڑے تو حاصل ہوگا واسطے اسکے اور وہ جاری ہے اوپر اسکے کہ اختیار کیا ہے اس نے اسکو کہ موافق پڑنے سے مراد معلوم کرنا اسکا ہے اور یہی راجح ہے میری نظر مین اور نہین انکار کرتا مین اسمین کہ جو شب قدر کی تلاش کے واسطے جاگے تو اسکو بہت بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے اگرچہ نہ معلوم کرے اسکو اور اگرچہ نہ توفیق دیجاوے وہ واسطے اسکے اور کلام تو صرف اسمین ہے کہ کیا ثواب موعود اسکو ملتا ہے یا نہین اور یہ جو انہون نے کہا کہ اسکا جاننا شرط ہے تو اسپر یہ تفریع کرتے ہین کہ خاص ہوتا ہے ساتہ اسکے ایک شخص سوای دوسرے شخص کے پس ایک شخص کے واسطے ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے کو ظاہر نہین ہوتی اگرچہ وہ دونو اکٹہے ایک گہر مین ہون اور کہا طبری نے کہ شب قدر کے پوشیدہ کرنے مین دلیل ہے اوپر کذب اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ تحقیق ظاہر ہوتی واسطے آنکہون کے اس رات مین وہ چیز کہ نہین ظاہر ہوتی ہے تمام برس مین اسواسطے کہ اگر یہ بات حق ہوتی تو نہ پوشیدہ رہتا ہر اس شخص پر جو ساری برس کی راتون مین جاگے چہ جائیکہ رمضان کی راتون مین جاگے اور تعاقب کیا ہے اسکا ابن منیر نے بایطور کہ اسکو جہوٹا کہنا لائق نہین بلکہ جائز ہے یہ کہ ہو بطور کرامت کے واسطے اس شخص کے کہ چاہے اللہ اپنے بندون سے پس خاص ہو ساتہ ایک قوم کے سوای دوسری قوم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علامت کو کسی خاص چیز مین بند نہین کیا اور نہین نفی کی کرامت کی اور جس سال کی ابو سعیدؓ نے حکایت کی ہے اس سال مین علامت اسکی مینہ کا برسنا تہا اور ہم دیکہتے مین کہ بہت سال خالی گذر جاتے ہین بالکل مینہ نہین برستا باوجود کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ کوئی رمضان شب قدر سے خالی نہین اور باوجود اسکے ہمارا یہ اعتقاد نہین کہ نہین پاتا شب قدر کو مگر جو کہ خوارق کو دیکہے بلکہ اللہ کا فضل فراخ ہے اور بہت لوگ ایسے ہین کہ اس رات کو جاگتے ہین اور عبادت کرتے ہین اور نہین حاصل کرتے اس سے مگر عبادت کو سوای دیکہنے خوارق عادت کے یعنے شب قدر مین تمام رات عبادت کرتے مین مگر کوئی خارق عادت نہین دیکہتے اور بعضے ایسے ہین کہ خارق عادت

دیکھتے ہین سوای عبادت کی اور جو کہ عبادت پر حاصل ہوا ہے وہ افضل ہے اور اعتبار تو صرف اقامت کی ساتھ
ہے اسواسطے کہ تحقیق محال ہے یہ کہ ہو وہ مگر کرامت بخلاف خارق کے کہ کبھی تو وہ کرامت ہوتی ہے اور کبھی
فتنہ ہوتا ہے اور اسمین رد ہے واسطے ابوالحسن مغربی کے کہ اُس نے اعتبار کیا شب قدر کو پس نہ فوت ہوئی اُس سے
تمام عمر اُسکی اور یہ کہ وہ ہمیشہ ہفتہ کی رات ہوتی ہے پس اگر مہینے کی پہلے رات ہفتہ کی ہو تو شب قدر انتیسوین رات
ہوتی ہے اور اسیطرح لگاتار اور لازم آتا ہے اُس سے یہ کہ ہو شب قدر دو راتون مین بیچ کے دہے مین واسطے
ضرورت اسکے کہ ہفتہ کی طاق راتین پانچ ہین اور بعضے متاخرین نے جو اُن سے پیچھے ہین معارضہ کیا ہی اُسکا
ساتھ اسکی کہ شب قدر ہمیشہ جمعہ کی رات ہوتی ہے اور ذکر کیا مانند قول ابوالحسن کے اور یہ قول ایسے ہین کہ اُنکی کوئی اصل نہین
بلکہ وہ مخالف ہین واسطے اجماع اصحابؓ کو جو عمرؓ کے زمانہ مین ہوا جیسے کہ پہلے گذرا اور یہی کافی ہے اُنکے رد مین اور ساتھ
اللہ کے ہے توفیق (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِی مِجْلَزٍ وَعَنْ
عِکْرِمَۃَ قَالَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھِیَ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ ھِیَ
فِی تِسْعٍ یَمْضِیْنَ اَوْ فِی سَبْعٍ یَبْقَیْنَ یَعْنِی لَیْلَۃَ الْقَدْرِ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا شب قدر رمضان کی پچھلی دس راتون مین ہے وہ نو راتون مین ہے کہ گذر جاوین یعنے انتیسوین
رات کسی وہ سات راتون مین ہے کہ باقی رہین یعنے ستائیسوین رات ہی ف احتمال ہے کہ سبع یبقین سے
مراد تیئیسوین رات ہو اور احتمال ہے کہ یہ رات ساتھ تمام راتون کے ہو کہ اُسکے بعد مین آخر مہینے تک (تیسیر)

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَۃِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ لِتَلَاحِی النَّاسِ باب ہے بیان مین اُٹھہ جانے پہچان تعین شب قدر کے
واسطے جھگڑنے لوگون کے ف یعنے بسبب جھگڑنے لوگون کے اور قید کرنا رفع کا ساتھ معرفت کی اشارت ہے
طرف اسکی کہ وہ درحقیقت سرے سے نہین اُٹھائی گئی یعنے واقع مین موجود ہے اُٹھائی نہین گئی بلکہ اُسکی تعیین
اُٹھائی گئی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ یہ قید التمسوہا سے سمجھی جاتی ہے بعد خبر دینے اُنکے کی ساتھ اسکے کہ وہ اُٹھائی
گئی اور ہونے اسکے سے کہ واقع ہونا جھگڑے کا اس رات مین نہین مستلزم ہے واقع ہونے اسکے کو بیچ اسکے
کہ بعد اُسکے ہی اور آپکے قول سے کہ شاید کہ ہو یہ بہتر واسطے تمہاری اسواسطے کہ وجہ بہتر ہونے کی اس جہت سے ہی کہ اسکا پوشیدہ
ہونا چاہتا ہے قیام سب مہینے کو یا بہ رہے کو بخلاف اسکی کہ اگر تعیین کی پہچان باقی رہے تو یہ بات حاصل نہوتی (فتح)
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنِیْ خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا حُمَیْدٌ ثَنَا اَنَسٌ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ
خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیُخْبِرَنَا بِلَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ
لِاُخْبِرَکُمْ بِلَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰی اَنْ یَکُوْنَ خَیْرًا لَکُمْ فَالْتَمِسُوْھَا
فِی التَّاسِعَۃِ وَالسَّابِعَۃِ وَالْخَامِسَۃِ ترجمہ عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے

تاکہ ہمکو شب قدر کی خبر دین سو مسلمانون مین سے دو شخص جہگڑے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نکلا
تہا تاکہ تمکو شب قدر کی خبر دون یعنے ساتہہ تعیین اُسکی کے کہ فلانی رات ہے سو فلانا اور فلانا جہگڑا سو شب قدر کی
پہچان اُٹہائی گئی اور شاید کہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہو پس تلاش کرو اسکو انتیسوین رات مین اور ستائیسون
اور پچیسوین مین ف اس حدیث مین سبب ہونے کا جہگڑا ہے اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ مجہکو شب قدر
معلوم ہوئی تہی پہر میرے بعض اہل نے مجہکو جگایا سو مین اُسکو بہول گیا پس یہ بہولنے کا دوسرا سبب ہے پس یا تو
یہ واقعہ متعدد ہے یعنے یہ معاملہ کئی بار واقع ہوا بایں طور کہ ابو ہریرہؓ کی حدیث مین رویا سے مراد خواب ہو پس
نسیان کا سبب جگانا ہوگا اور یہ کہ ہو روایت اُسکی غیر کی حدیث مین بیداری مین پس ہوگا سبب نسیان کا جہگڑا
اور یا محمول ہوگا اسپر کہ قصہ ایک ہے اور نسیان دو بار دو سبب سے واقع ہوا ہوگا اور احتمال ہے کہ ہون معنے کہ
مجہکو میرے بعض اہل نے جگایا سو سنے دو مردون کا جہگڑا سنا سو مین کہڑا ہوا کہ انکو روکون سو مین اسکو بہول گیا
واسطے مشغول ہونے کے ساتہہ اُن دونو کے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤن
مین تمکو شب قدر لوگون نے کہا کہ کیون نہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے پہر فرمایا کہ البتہ کہا تہا مین نے
واسطے تمہارے اور حالانکہ مین اسکو جانتا تہا پہر مین اُسکو بہول گیا پس نہ ذکر کیا سبب نسیان کا پس یہ قوی
کرتا ہے اس بات کو کہ واقعہ متعدد ہے اور یہ کہ جو فرمایا کہ اُٹہائی گئی تو مراد اُس سے یہ ہے کہ میرے دل سے اٹہائی
گئی سو بہول گیا مین تعیین اُسکی واسطے مشغول ہونے کے ساتہہ جہگڑنے والون کے اور بعض کہتے ہین کہ معنے اُسکے یہ ہین
کہ اٹہائی گئی برکت اُسکی اُس سال مین اور بعضے کہتے ہین کہ تار رفعت مین واسطے فرشتون کے ہے نہ واسطے رات
کے اور طیبی نے کہا کہ بعضے کہتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ اُسکی معرفت اٹہائی گئی لعد سبب اس تاویل کا یہ ہے کہ اُٹہنا
اُسکا چاہتا ہے اسکو کہ پہلے واقع ہو اور جب واقع ہو تو پہر اُسکے اُٹہانے کے کوئی معنے نہ ہونگے اور کہا کہ ممکن
ہے یہ کہ کہا جاوے کہ مراد ساتہہ اٹہنے اُسکے کی یہ ہے کہ شروع ہوئی یہ کہ واقع ہو پس جب وہ دونو جہگڑے تو اٹہائی گئی
پس اُتار اگیا مشروع بجای وقوع کے اور جب یہ بات قرار پاچکی کہ جو چیز کہ اٹہائی گئی ہے وہ علم تعیین اُسکی کا ہے پس
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسکے بعد اُسکی تعیین معلوم ہوئی تہی یا نہین اسمین احتمال ہے اور تحقیق گذر چکا
ہے قول ابن عیینہ کا اول کلام مین شب قدر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر معلوم ہوئی تہی اور محمد بن نصر نے
وہب سے روایت کی ہے کہ اُس نے زینب بنت ام سلمہ سے پوچہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر معلوم تہی
اُس نے کہا کہ نہین اور اگر اسکو جانتے تو لوگون کو اُسکی تحقیر مین کہڑے نہ کرتے اور یہ بات زینب نے احتمال سے کہی
ہے اور یہ بات لازم نہین اسواسطے کہ احتمال ہے کہ اُسکے ساتہہ ہی بعد واقع ہوا ہو پس حاصل ہوگی کوشش تمام
دینے مین کما تقدم اور استنباط کیا ہے سبکی کبیر نے اس قصے سے استحباب چہپانا شب قدر کا واسطے اُسکی کہ اُسکو

دیکھی اسواسطے کہ خدا نے مقدر کیا ہے واسطے پیغمبر اپنے کی کہ اُس نے اُسکی خبر نہیں دی اور بہلائی سب اسی چیز مین ہے
کہ مقدر کی گئی واسطے اُسکے پس مستحب ہے اتباع کرنا اُسکا بیچ اُسکے اور شرح منہاج مین اُسکو حاوی سے ذکر کیا کہا
کہ حکمت اسمین یہ ہے کہ شب قدر کا دیکھنا کرامت ہے اور کرامت کا چھپانا لائق ہے بغیر خلاف کے درمیان اہل طریق کے
نفس کے دیکھنے کی جہت سے پس نہ امن مین ہوگا دور ہونے کرامت کے سے اور اس جہت سے کہ دیلے سے امن مین نہ ہوگا
اور ادب کی جہت سے پس نہ منہ پہیرے گا اللہ کے شکر سے ساتھ نظر کرنے کے طرف اُس کرامت کی اور ساتھ ذکر کرنے
اُسکے کے واسطے لوگون کے اور اس جہت سے کہ حسد سے امن مین نہ ہوگا سو اپنے غیر کو گناہ مین ڈالیگا اور استیناس
کیا جاتا ہے واسطے اُسکے ساتھ قول یعقوب علیہ السلام کے کہ ای میرے چہوٹے بیٹے نہ بیان کر خواب اپنی بہائیون پر
اور مراد نوین رات سے انتیسوین رات ہے یا اکیسوین اور پہلی وجہ ارجح ہے (فتح) **باب العمل فی العشر**
الاواخر من رمضان رمضان کے اخیر دھے مین عمل کرنے کا بیان یعنے عمل مین خوب کوشش کرے
حدثنا علی بن عبد اللہ ثنا سفیٰن عن ابی یعفور عن ابی الضحی عن مسروق عن عائشۃ
قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر شد مئزرہ واحیی لیلہ وایقظ
اھلہ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب رمضان کا پچھلا دھا آتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تہ بند مضبوط
باندھتے تھے اور اپنی رات کو زندہ کرتے تھے اور اپنی بی بیون کو جگاتے تھے **ف** مراد تہ بند مضبوط باندھنے سے یہ ہے
کہ عورتون سے الگ رہتے تھے اور خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد اُس سے یہ ہو کہ عبادت مین کوشش کرتے تھے زیادہ
عادت سے اور احتمال ہے کہ دونو معنے مراد ہون پس معنے اُسکے یہ ہونگے کہ حقیقت مین اپنا تہ بند مضبوط باندھتے
تھے سو اُسکو نہ کہولتے تھے اور عورتون سے الگ رہتے تھے اور عبادت مین کوشش فرماتے تھے اور مراد رات کو زندہ
کرنے سے یہ ہے کہ تمام رات جاگتے تھے اور اُسکو عبادت اور بندگی سے زندہ رکھتے تھے اور زندہ رکھتے نفس اپنے
کو ساتھ جگانے اُسکے کے اسواسطے کہ سونا موت کا بہائی ہے اور اضافت اُسکی طرف رات کی واسطے فراخی کے
ہے اسواسطے کہ جب کہڑا ہونیوالا جاگنے سے زندہ رہا تو اُسنے رات کو اپنی زندگی سے زندہ کیا اور وہ مانند اس حدیث
کی ہے کہ نہ ٹہیراؤ اپنے گہرون کو قبرین یعنے نہ سوئیں ہو جاؤ مانند مردون کی پس ہو جاوین گہر تمہاری مانند قبرون
کی اور یہ جو کہا کہ اپنے اہل کو جگاتے تھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ اپنی بی بیون کو اور بیٹیون کو اور لونڈیون اور غلامون
کو اخیر عشرے مین عبادت کے واسطے جگاتے تھے اور ترمذی وغیرہ مین روایت ہے کہ جب رمضان کے دس دن باقی رہتے
تھے تو نہ چہوڑتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کہ قیام کی طاقت رکھتا ہو مگر کہ اُسکو کہڑا کرتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کے ساتھ اپنے گہر مین تھے اسواسطے کہ اگر اعتکاف سے ہوتے تو مسجد
مین ہوتے اور آپکے ساتھ کوئی نہ ہوتا سو جواب اسکا یہ ہے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکی

ایک بی بی نے اعتکاف کیا اور اگر فرضا کسی نے بہی آپکے ساتہہ اعتکاف نہ کیا ہو تو احتمال ہے کہ انکو اپنی جگہ سے جا کر
جگاتے ہون اور یہ کہ جگاتے ہون انکو اُسوقت کہ داخل ہوتے ہون گہر مین واسطے کسی حاجت کی تنبیہ بعض نسخون
مین اس باب کی اخیر مین یہ لفظ واقع ہوا کہ امام بخاری نے کہا کہ ابو نعیم نے کہا کہ ہبیرہ مختار کے ساتہہ تہا لڑائی کا سامان
طیار کرتا تہا اسواسطے مین نے اُسکی حدیث علیؓ سے روایت نہین کی اور یہ جو کہا کہ وہ لڑائی کا سامان کرتا تہا تو اسکے
معنے یہ ہین کہ وہ مدد کرتا تہا مختار کی یعنے ابن ابو عبید ثقفی کی جبکہ غالب ہوا وہ کوفہ پر عبد اللہ بن زبیر کی خلافت مین اور
حضرت حسینؓ بن علیؓ کے خون کے بدلہ لینے کو واسطے لوگون سے مدد چاہی پس اطاعت کی اُسکی اہل کوفہ نے جو اہل
بیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکہتے تھے سو جو لوگ حضرت حسینؓ کے قتل کرنے کے ساتہہ متہم تہے انمین
سی بہت خلقت کو مختار نے قتل کیا اور اسحدیث مین حرص ہے اوپر ہمیشہ کرنے قیام کے اخیر دہے مین اشارت ہے طرف
رغبت دلانے کی اوپر تجوید خاتمہ کے ختم کرے اللہ تعالیٰ واسطے ہمارے ساتہہ بہتری کے آمین (فتح) اَبْوَابُ الْاِعْتِكَافِ
اعتکاف کی بابون کا بیان **ف** اعتکاف کی معنے لغت مین لازم پکڑنا ایک چیز کا ہے اور بند کرنا نفس کو اوپر اسکی
اور شرع مین ٹہیرنا ہے بیچ مسجد کے خاص شخص سے خاص طور سے اور اعتکاف بالاجماع واجب نہین مگر اس شخص
پر جو اسکی نذر مانے اور اسیطرح جو اسمین شروع کرے پہر اسکو جان بوجہہ کر توڑ ڈالے نزدیک ایک قوم کے اور
اسمین اختلاف ہے کہ کیا اسکے واسطے روزہ شرط ہے یا نہین کما سیأتی فی باب مفرد اور تنہا ہوا ہے سوید بن غفلہ ساتہہ
شرط کرنے طہارت کو واسطے اسکے (فتح) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **بَابُ** الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ
وَالْاِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا باب ہے بیچ بیان اعتکاف کی رمضان کے اخیر دہے مین اور بیچ بیان اعتکاف
کی تمام مسجدون مین **ف** یعنے اعتکاف کی واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے بدون مسجد کے اعتکاف درست نہین اور
یہ کہ اعتکاف کرنا سب مسجدون مین درست ہے کسی معین مسجد کے ساتہہ خاص نہین کہ اسکے سوا اور کسی مسجد مین
درست نہو (فتح) لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا
تَقْرَبُوْهَا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ یعنے واسطے دلیل اس آیت کی کہ نہ لگو عورتون سے جب تم اعتکاف بیٹہے ہو مسجدون مین یہ حدین
باندہی ہین اللہ کی سو انکے نزدیک نہ جاؤ **ف** اس آیت سی معلوم ہوا کہ اعتکاف مسجد کے سوا اور کسی جگہ مین درست
نہین ہے اسواسطے کہ اگر اعتکاف مسجد کے سوا اور جگہ مین بہی درست ہوتا تو نہ خاص ہوتا حرام ہونا مباشرت کا ساتہہ
اُسکے اسواسطے کہ جماع مخالف ہے واسطے اعتکاف کی بالاجماع پس مساجد کے ذکر کرنے سی معلوم ہوا کہ اعتکاف نہین ہوتا
ہے مگر مسجدون مین اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع اسپر کہ مراد مباشرت سے آیت مین جماع ہے اور طبری وغیرہ نے قتادہ
کی طریق سے اس آیت کی نزول کے سبب مین روایت کی ہے کہ دستور تہا کہ جب اعتکاف بیٹہتے تہے اور کوئی مرد اپنی حاجت
کے واسطے نکلتا تہا اور اپنی عورت سی ملتا تہا تو اُس سے صحبت کرتا تہا اگر چاہتا پس یہ آیت اتری اور اتفاق ہے علما کا

اسپر کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے مگر محمد بن عمر بن لبابہ مالکی کہ وہ ہر جگہ مین اعتکاف کو جائز کہتا ہے
اور حنفیہ کہتے ہین کہ جائز ہے عورت کو یہ کہ اپنے گہر کی مسجد مین اعتکاف کرے اور وہ مکان ہے کہ تیار کیا گیا ہے واسطے
نماز کے بیچ اسکے اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور بیچ ایک وجہ کے واسطے اصحاب اسکے اور واسطے مالکیہ کے جائز
ہے واسطے مردون اور عورتون کے اعتکاف کرنا گہر مین اسواسطے کہ نفل عبادت گہر مین افضل ہے اور امام ابو حنیفہ اور
احمد کا یہ مذہب ہے کہ اعتکاف خاص ہے ساتھہ اُن مسجدون کے کہ اُنمین نمازین قائم کیجاتی ہین اور خاص کیا ہے اسکو
ابو یوسف نے ساتھہ اعتکاف واجب کے اور اسپر نفل اعتکاف پس ہر مسجد مین جائز ہے اور جمہور کہتے ہین کہ ہر مسجد مین
جائز ہے یعنے خواہ اُسمین نمازین قائم کیجاتی ہون یا نہ مگر جسکو جمعہ لازم ہو اسواسطے کہ شافعی رح نے مستحب کہا ہے واسطے
اُسکے یہ کہ وہ جامع مسجد مین اعتکاف بیٹھے اور مالک رح نے کہا کہ اُسکے واسطے جامع مسجد مین اعتکاف کرنا شرط ہے
اسواسطے کہ اُنکے نزدیک اعتکاف جمعہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے ساتھہ شروع کرنے کے نزدیک مالک کے
اور خاص کیا ہے ایک گروہ نے سلف سے مانند زہری کی ساتھہ جامع کے مطلقًا اور اشارت کی ہے طرف اسکی
شافعی نے قدیم مین اور حذیفہ بن یمان نے کہا کہ وہ تین مسجدون کے ساتھہ خاص ہے اور عطا نے کہا کہ مکہ اور مدینہ
کی مسجد کے ساتھہ خاص ہے اور ابن مسیب نے کہا کہ مدینہ کی مسجد کے ساتھہ خاص ہے اور اتفاق ہے اسپر کہ اُسکے اکثر
کی کوئی حد نہین اور اسکے اقل مین اختلاف ہے سو جو اُسمین روزے کو شرط کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اقل اُسکا ایک دن ہے
اور اُنہین سے بعضے کہتے ہین کہ صحیح ہے ساتھہ شرط روزے کے بیچ کم کے ایک دن سے حکایت کیا ہے ابن قدامہ نے
اور امام مالک سے روایت ہے کہ شرط ہین واسطے اُسکے دس دن اور ایک روایت مین ایک دن اور دو دن بھی آئے ہین
اور جو اُسمین روزے کو شرط نہین کرتا وہ کہتا ہے کہ ادنے درجہ اُسکا وہ چیز ہے کہ اطلاق کیا جاوے اُسپر نام ٹھیرنے کا
اور نہین شرط ہے بیٹھنا اور بعضے کہتے ہین کہ کافی ہے گذرنا ساتھہ نیت کے مانند وقوف عرفات کے اور یعلی بن امیہ
صحابی سے روایت ہے کہ مین ایک ساعت مسجد مین ٹھیرتا ہون اور نہین ٹھیرتا مین مگر واسطے اعتکاف کے اور اتفاق
ہے اسپر اعتکاف جماع کرنے سے فاسد ہو جاتا ہے یہانتک کہ حسن اور زہری نے کہا کہ جو اعتکاف مین جماع کرے
لازم آتا ہے اُسکو کفارہ اور مجاہد سے روایت ہے کہ دو دینار مین خیرات کرے اور غیر جماع مین اختلاف ہے پس مباشرۃ
مین یعنے بدن سے بدن لگانے مین تین قول ہین تیسرا قول یہ ہے کہ اگر اُسکی منی نکل آوے تو اعتکاف باطل ہو جاتا
ہے نہین تو نہین (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهٗ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ
ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پچھلے دہے مین اعتکاف کیا کرتے تہے
ف ایک روایت مین ہے کہ نافع نے کہا کہ مجھکو عبد اللہ بن عمر نے وہ جگہہ دکہائی جس جگہہ مسجد مین حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے اور ابن ماجہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کا ارادہ کرتے تھے تو آپکے واسطے ستون توبہ کے پیچھے آپکا بچھونا بچھایا جاتا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کے پچھلی دس راتوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہانتک کہ خدا نے آپ کی روح قبض کی پھر آپکے بعد آپ کی بی بیوں نے اعتکاف کیا ف پہلی حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے اور دوسری حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ نہ اعتکاف بیٹھنا منسوخ ہے اور نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور امام مالک سے روایت ہے کہ فکر کیا میں نے اعتکاف میں اور ترک کرنے اصحاب کے بیچ واسطے اسکے باوجود سخت اتباع کرنے انکے کے واسطے حدیث کے پس واقع ہوا بیچ جی میرے کہ وہ مانند وصال کے ہے اور میں اعتقاد کرتا ہوں کہ چھوڑا انہوں نے اسکو واسطے شدت اسکی کے اور نہیں پہونچی مجھکو کسی سے سلف میں سے یہ بات کہ اس نے اعتکاف کیا ہو مگر ابو بکر بن عبدالرحمن سے لیکن گویا کہ ارادہ کیا امام مالک نے ایک صفت مخصوص کو نہیں تو ہمنے بہت اصحاب سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے اعتکاف کیا اور مالک کی کلام سے اسکے بعض اصحاب نے یہ بات نکالی ہے کہ اعتکاف جائز ہے اور انکار کیا ہے اسپر ابن عربی نے اور کہا کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے اور اسیطرح کہا ہے ابن بطال نے بیچ ہمیشگی کرنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر موکد ہونے اسکے کے اور ابو داؤد نے احمد سے نقل کی ہے کہ اس نے کہا کہ نہیں جانتا میں کسی کو علما میں سے اختلاف اس باب میں کہ وہ سنت ہے یعنے اعتکاف بالاتفاق سنت ہے (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ فِی الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَکَفَ عَامًا حَتّٰی اِذَا کَانَ لَیْلَةَ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ وَهِیَ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ یَخْرُجُ مِنْ صَبِیْحَتِهَا مِنْ اِعْتِکَافِهٖ قَالَ مَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعِیْ فَلْیَعْتَکِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَقَدْ اُرِیْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ ثُمَّ اُنْسِیْتُهَا وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَسْجُدُ فِیْ مَاءٍ وَّطِیْنٍ مِنْ صَبِیْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِیْ کُلِّ وِتْرٍ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّیْلَةَ وَکَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰی عَرِیْشٍ فَوَکَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَیْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی جَبْهَتِهٖ اَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ مِنْ صُبْحِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ ترجمہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرتے رمضان کے بیچ کے دہے میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک سال اعتکاف کیا یہانتک کہ جب اکیسوین رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے کہ اسکی صبح کو اپنے اعتکاف سے نکلتے تہے تو فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ پچھلے دہے مین اعتکاف کرے اسواسطے مجھکو شب قدر معلوم ہوئی تہی پہر مجھکو بہول گئی اور مینے اپنے تئین دیکہا اپنے خواب مین کہ پانی اور مٹی مین سجدہ کرتا ہون اسکی صبح کو سو تلاش کرو اسکو پچھلی دس راتون مین اور تلاش کرو اسکو ہر طاق رات مین سو اس رات کو بادل برسا اور مسجد نبوی عریش پر تہی یعنے مثل اسچیز کی تہی کہ سایہ کیا جاتا ہے ساتھ اسکے والاعریش وہ لفظ ہے تہی یعنے آپ کی مسجد کی چہت صرف کہجور کی چہڑیون سے بنائی گئی تہی تاکہ سایہ ہو اور اسکی بنا محکم نہ تہی کہ مینہ کو روکے سو مسجد کی چہت ٹپکی سو میری دو آنکہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسحال مین دیکہا کہ آپکے چہرے پر پانی اور مٹی کا نشان تہا اکیسوین کی صبح کو ف اسحدیث سی بہی رمضان کے پچھلے دہے کا اعتکاف معلوم ہوا **بَابُ الْحَائِضِ تُرَجِّلُ الْمُعْتَكِفَ** اگر حیض والی عورت اعتکاف والے مرد کو کنگہی کرے تو اسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْغِيْ اِلَيَّ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک کرتے طرف میری سر اپنے کو اور آپ مسجد مین ہوتے سو مین آپ کو کنگہی کرتی اسحال مین کہ مین حیض والی ہوتی ف اور احمد اور نسائی کی ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آتے تہے اس حال مین کہ آپ مسجد مین ہوتے سو میرے حجرے کے دروازے پر تکیہ کرتے سو مین آپ کا سر دہوتی اور حالانکہ آپ کا باقی بدن مسجد مین ہوتا تہا اور اسکے فائدے کتاب الحیض مین بہی گذر چکے ہین اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ مجاورت اور اعتکاف ایک چیز ہے اور امام مالک نے ان دونو کے درمیان فرق کیا ہے اور اسحدیث سی معلوم ہوا کہ جائز ہے اعتکاف والے کو پاکی اور ستہرائی حاصل کرنی اور خوشبو لگانی اور نہانا اور سر منڈانا اور زینت کرنا واسطے لاحق کرنیکے ساتھ کنگہی کے اور جمہور اسپر ہین کہ نہین مکروہ ہے اسمین مگر وہ چیز کہ مکروہ ہے مسجد مین اور امام مالک سے روایت ہی کہ مکروہ ہین اعتکاف مین کسب اور حرفے یہانتک کہ علم کا طلب کرنا بہی اور اسحدیث مین خدمت لینا مرد کا ہے اپنی بی بی سے ساتھ رضامندی اسکی کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی سر کو مسجد سے باہر نکالا تو اسمین دلالت ہی اسپر کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے اور دلالت ہی اسپر کہ اگر کوئی قسم کہاوے کہ مین فلانے مکان سی باہر نہ نکلون گا پہر اپنا کچہ بدن اس سے باہر نکالے تو حانث نہین ہوتا یعنے اسکی قسم نہین ٹوٹتی یہانتک کہ اپنے دونو پاون کو باہر نکالے اور انپر اعتماد کرے (فتح) **بَابُ الْمُعْتَكِفِ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ** باب ہے اس بیان مین کہ اعتکاف والا نہ داخل ہووے گہر مین مگر واسطے حاجت کے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ

ثنا اللیث عن ابن شہاب عن عروۃ وعن عمرۃ بنت عبد الرحمن ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت وان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیدخل علی راسہ وھو فی المسجد فارجلہ وکان لا یدخل البیت الا لحاجۃ اذا کان معتکفا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ تحقیق تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم البتہ داخل کرتے مجھ پر سر اپنے کو اور حالانکہ آپ مسجد میں ہوتے سو میں آپ کو کنگھی کرتی اور نہ داخل ہوتے تھے گھر میں مگر واسطے حاجت کی جبکہ اعتکاف میں ہوتے **ف** اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مگر واسطے حاجت انسان کے اور تفسیر کیا ہے اسکو زہری نے ساتھ پیشاب اور پائخانے کی اور تحقیق اتفاق کیا ہے سب علما نے اوپر مستثنی ہونے ان دونوں کے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے انکے سوا اور حاجتوں میں مانند کھانے پینے کی اور اگر ان دونوں کے واسطے باہر نکلے اور مسجد سے باہر وضو کرے تو اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور ملحق ہے ساتھ ان دونوں کے قے اور فصد واسطے اسکے کہ محتاج ہو طرف اسکی اور ابوداؤد میں عائشہ رض سے روایت ہے کہ سنت ہے اعتکاف والے پر یہ کہ نہ پوچھے بیمار کو اور نہ حاضر ہووے جنازے میں اور نہ صحبت کرے عورت سے اور نہ مباشرت کرے اس سے اور نہ نکلے واسطے کسی کام کے مگر واسطے اس کام کے کہ ضرور ہو اور ابوداؤد نے کہا کہ عبدالرحمن راوی کے سوا اور کسی نے یہ بات حدیث میں روایت نہیں کی اور جزم کیا ہے دارقطنی نے ساتھ اسکے کہ جسقدر عائشہ رض کی حدیث میں اسکا قول ہے وہ یہی ہے کہ نہ نکلے مگر واسطے حاجت کی اور اسکے سوا جو حکم ہیں سو اسکے تلے کے راوی سے ہیں اور روایت کی ہے ہمنے علی سے اور نخعی سے اور حسن بصری سے کہ اگر اعتکاف والا جنازے میں حاضر ہووے یا بیمار کی خبر کو جاوے یا نماز جمعہ کو واسطے نکلے تو اسکا اعتکاف باطل ہو جاتا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں کوفے والے اور ابن منذر جمعہ میں اور ثوری اور شافعی اور اسحاق نے کہا کہ اگر اعتکاف کی ابتدا میں ان میں سے کوئی چیز شرط کر لی ہو تو انکے کرنے سے اسکا اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور یہی ایک روایت ہے احمد سے (انتہی)

باب غسل المعتکف یہ باب ہے بیان میں دھونے معتکف کو سر اپنے کو

حدثنا محمد بن یوسف انا سفیان عن منصور عن ابراہیم عن الاسود عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یباشرنی وانا حائض وکان یخرج راسہ من المسجد وھو معتکف فاغسلہ وانا حائض ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے بدن سے بدن لگاتے تھے اس حال میں کہ میں حیض سے ہوتی اور اپنا سر مسجد سے نکالتے تھے اور حالانکہ آپ اعتکاف میں ہوتے سو میں اسکو دھوتی اور میں حیض سے ہوتی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتکاف والے کو اپنے سر کا دھونا درست ہے

باب الاعتکاف لیلا رات کو اعتکاف کرنے کا بیان یعنی بغیر دن کے صرف رات ہی کے اعتکاف کا کیا حکم ہے

حدثنا مسدد ثنا یحیی بن سعید عن عبید اللہ اخبرنی نافع عن ابن عمر ان عمر سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نذرت فی الجاھلیۃ ان اعتکف لیلۃ فی المسجد الحرام

قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ عمر رضہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہا کہ مین نے جاہلیت مین نذر مانی تھی یہ کہ اعتکاف کرون ایک رات مسجد حرام مین یعنے کعبے کی مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کر ف ایک روایت مین آیا ہے کہ تحقیق تھا جعرانہ مین جبکہ جنگ حنین سے پھرے اور مستفاد ہوتا ہی اس سے رد اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ تحقیق اعتکاف عمر کا تھا پہلے منع کرنے کی روزے سے رات مین اسواسطے کہ جنگ حنین اس سے متاخر ہے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جب مین مسلمان ہوا تو مینے پوچھا اور اسمین رد ہے اُس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ جاہلیت کی وہ زمانہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ہے اور سوا اسکے نہین کہ عمر رضنے اسلام مین نذر مانی تھی اور زیادہ تر صریح اس سے یہ ہی جو دار قطنی نے روایت کی ہے کہ عمر رضہ نے نذر مانی یہ کہ اعتکاف کرے شرک مین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اسپر کہ جائز ہے اعتکاف کرنا بغیر روزے کے اسواسطے کہ رات روزے کی واسطے ظرف نہین یعنے اُسکا محل نہین پس اگر روزہ شرط ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو روزے کا حکم کرتے اور تعاقب کیا گیا ہی ساتھ اسکے کہ شعبہ کی روایت مین مسلم مین لیلۃ کے بدلے یوماً کا لفظ آیا ہے سو ابن حبان وغیرہ نے دونو روایتون مین اسطور سے تطبیق دی ہے کہ اسنے ایک دن رات کی اعتکاف کی نذر لی تھی سو جس نے رات کا لفظ بولا تو مراد اسکی رات ساتھ دن اپنے کی ہے اور جس نے دن بولا تو مراد اُسکی دن ہے ساتھ رات اپنی کے اور ایک روایت مین صریح روزے کا حکم آچکا ہے لیکن اُسکی سند ضعیف ہی اور اُسکا لفظ یہ ہی کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور آیندہ ایک روایت مین آویگا کہ اُس نے ایک رات اعتکاف کیا پس معلوم ہوا کہ اُس نے اپنی نذر پر کوئی چیز زیادہ نہ کی اور یہ کہ اعتکاف مین روزہ نہین ہے اور نہین شرط ہے واسطے اسکی کوئی حد معین اور تحقیق باب باندھا بخاری نے واسطے اس حدیث کی بعد کئی بابون کے کہ یہ باب ہے اُس شخص کا کہ نہین دیکھتا ہے معتکف پر روزے کو اور ثبات باب مستلزم ہے اس باب کو اسواسطے کہ اعتکاف جب جائز ہے رات کو بغیر دن کے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست ہے بغیر عکس کے یعنے وہ باب اسکو مستلزم نہین اور ابن عمر رضہ اور ابن عباس کہتے ہین کہ اعتکاف کی واسطے روزہ شرط ہے روایت کی یہ عبد الرزاق نے ان دونو سے ساتھ سند صحیح کے اور عائشہ رضہ سے بھی مانند اسکی روایت آئی ہے اور یہی قول ہے مالک اور اوزاعی اور حنیفہ کا اور احمد اور اسحاق سے مختلف روایت آئی ہے اور دلیل پکڑی ہے عیاض نے ساتھ اسکے کہ نہین اعتکاف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ساتھ روزے کے اور اسمین نظر ہے واسطے اس چیز کے جو پچھلے باب مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال مین اعتکاف کیا جیسا کہ ہم اسکو ذکر کرینگے اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیہ نے ساتھ اسکے کہ خدا نے اعتکاف کو روزے کے پیچھے ذکر کیا سو فرمایا کہ پھر تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتون سے اور حالانکہ تم اعتکاف مین ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ نہین ہے اسمین وہ چیز کہ دلالت کرے اسپر کہ وہ دونو ایک دوسرے کو لازم مین اور نہین تو روزہ درست ہوتا مگر ساتھ اعتکاف کے اور اسکا

کوئی قائل نہیں اور عمر کی حدیث کے باقی فائدے ہم کتاب النذور مین بیان کرینگے اگر چاہا اللہ نے اور نیز اس حدیث مین دلیل ہے اُسپر جو کہتا ہے کہ ادنے درجہ اعتکاف کا دس دن ہین یا زیادہ ہے ایک دن سے اور پہلے گذر چکی ہے نقل اسکی اعتکاف کی ابتدا مین اور ظاہر ہوگا فائدہ اختلاف کا اُس شخص کے حق مین جو نذر مانے اعتکاف مبہم کی یعنے کہے کہ میں نے اعتکاف کی نذر مانی اور دنونکا ذکر نہ کرے کہ مثلاً دس دن کا یا کم و بیش کا واللہ اعلم **بَابُ اِعْتِكَافِ النِّسَاءِ** عورتون کے اعتکاف کا بیان **ف** یعنے اسکا کیا حکم ہے اور امام شافعی رح نے کہا کہ جس مسجد مین جماعت سے نماز پڑہی جاتی ہو اسمین عورتون کو اعتکاف کرنا مطلق مکروہ ہے یعنے ہر طرح سے اور دلیل پکڑی ہے اُس نے ساتہہ حدیث باب کی کہ وہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ عورت کو مسجد مین اعتکاف کرنا مکروہ ہے مگر اپنے گہر کی مسجد مین اسواسطے کہ وہ سامنے ہوتی ہے واسطے بہت لوگون کے کہ اُسکو دیکہین اور ابن عبد البر نے کہا کہ اگر ابن عیینہ نے باب کی حدیث مین یہ لفظ زیادہ نہ کیا ہوتا کہ انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف کے واسطے اذن لیا تہا تو البتہ مین یقین کر لیتا کہ عورت کو جماعت کی مسجد مین اعتکاف کرنا درست نہین انتہے اور شرط کی ہے حنفیہ نے واسطے صحت اعتکاف عورت کے یہ کہ ہووے اپنے گہر کی مسجد مین اور ایک روایت انکی یہ ہے کہ جائز ہے اُسکو اعتکاف کرنا مسجد مین ساتہہ خاوند اپنے کے اور یہی قول ہے امام احمد کا (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكُنْتُ اَضْرِبُ لَهٗ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهٗ فَاسْتَاْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ اَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً فَاَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَاءً فَلَمَّا رَاَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً اٰخَرَ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَى الْاَخْبِيَةَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الْاِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ رمضان کے پچہلے دہے مین اعتکاف کیا کرتے تہے سو مین آپکے واسطے خیمہ گاڑتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑہتے پہر اسمین داخل ہوتے سو پروانگی چاہی حفصہ نے عائشہ رض سے یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتہہ واسطے عائشہ رض کے یہ کہ اپنے واسطے اور خیمہ گاڑے سو عائشہ رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانگی لیکر اُسکو اجازت دی سو حفصہ رض نے خیمہ گاڑا سو جب زینب بنت جحش نے تنبو کو دیکہا تو اُس نے اور خیمہ گاڑا سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو کئی تنبو دیکہے تو فرمایا کہ یہ تنبو کیسے ہین سو کسی نے آپ کو خبر دی کہ یہ ازواج مطہرات کے تنبو مین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ان عورتون کے ساتہہ بہلائی گمان کرتے ہو سو آپنے اس مہینے مین اعتکاف کو ترک کیا پہر شوال کے دس دنون مین اعتکاف کیا **ف** اور ایک روایت مین آئیندہ آویگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان مین اعتکاف کیا کرتے تہے پس جب صبح کی نماز پڑہتے تو اعتکاف کی جگہ مین داخل ہوتے

اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ شروع اعتکاف کا ابتداء دن سے ہو وسیأتی نقل الخلاف فیہ اور اسحدیث
مین دلیل ہے اوپر جائز ہونے اعتکاف کی بغیر روزے کے اسواسطے کہ پہلا دن شوال کا وہ روز عید کا دن ہے اور اسمین
روزہ رکہنا حرام ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال مین اعتکاف کیا تو اسمین دلیل ہے اسپر کہ اگر
نفل معتاد فوت ہوجاوے تو مستحب ہے کہ اسکو قضا کیا جاوے اور استدلال کیا ہے ساتھ اسکے مالکیہ نے اسپر کہ جو کسی عمل
کو شروع کرے پہر اسکو توڑ ڈالے تو اسکو قضا کرنا واجب ہے اور اسحدیث مین اسپر دلالت نہین کما بیانی اور ابن منذر وغیرہ
نے کہا کہ اسحدیث مین دلیل ہے اسپر کہ عورت بدون خاوند اپنے کے اعتکاف نہ بیٹھے اور یہ کہ اگر وہ بدون اذن خاوند کے
اسکو اعتکاف سے باہر نکال ڈالے اور اگر اسکی اجازت سے ہو تو بہی اسکو جائز ہے کہ رجوع کرے اور اسکو اعتکاف سے
منع کرے اور اہل رای کہتے ہین کہ اگر خاوند اسکو اذن دیوے پہر اسکو منع کرے تو گنہگار ہوگا اور وہ باز رہے اور
مالک سے روایت ہے کہ پہر اسکو منع کرنا درست نہین اور یہ حدیث حجت ہے اوپر انکے اور اسحدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ
جائز ہے گاڑنا تنبون کا مسجد مین اور افضل واسطے عورتون کے یہ ہے کہ مسجد مین اعتکاف نکرین اور یہ کہ جائز ہے
نکلنا اعتکاف سے بعد داخل ہونے کی بیچ اسکے اور یہ کہ وہ نہین لازم ہوتا ہے ساتھ نیت کی اور نہ ساتھ شروع کے
بیچ اسکے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے حکم نفلون کا برخلاف اس شخص کے کہ اسکے لازم ہونے کا قائل ہے اور یہ
کہ تحقیق اول وقت جسمین کہ آدمی اپنے اعتکاف کی جگہ مین داخل ہووے بعد نماز صبح کے ہے اور یہی قول ہے اوزاعی
اور لیث اور ثوری کا اور چارون امام کا اور ایک گروہ کہتے ہین کہ سورج کے ڈوبنے سے تہوڑا اس سے پہلے داخل ہووے اور
تاویل کیا ہے انہون نے اسحدیث کو اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی نیت سے اول رات سے مسجد مین داخل
ہوتے تہے اور رات کو وہان رہتے تہے پہر جب صبح کی نماز پڑہتے تو نماز کے بعد اس مکان مین کہ آپ نے اعتکاف کے واسطے
تیار کیا ہوا ہوتا تہا داخل ہوتے تہے اور یہ جواب مشکل ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ عبادت مین داخل ہونے کے بعد اس سے
نکلنا منع ہے اور جواب دیا ہے اس نے اسحدیث سے ساتھ اسکے کہ نہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی جگہ مین داخل
ہوئے تہے اور نہ اعتکاف مین شروع کیا تہا بلکہ آپ نے صرف اعتکاف کا قصد کیا تہا پہر آپ کو مانع مذکور پیش ہوا سو
آپ نے اسکو چہوڑ دیا بنا بر اسکے بس ایک دو امر دونکا ہے یا تو یہ لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف
مین شروع کیا تہا پس دلالت کریگا اسپر کہ اعتکاف سے نکلنا جائز ہے اور یا یہ لازم آویگا کہ آپ نے ابہی تک اعتکاف
مین شروع نکیا تہا پس دلالت کریگا اسپر کہ اول وقت اسکا بعد نماز صبح کے ہے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ اعتکاف
کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے یعنے بدون مسجد کے اور جگہ مین اعتکاف کرنا درست نہین اسواسطے کہ عورتین منع
ہوا ہے واسطے انکے بیٹہنا گہر مین پہ دوسری پس اگر مسجد شرط نہ ہوتی تو نہ واقع ہوتی وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے اذن سے
اور منع سے اور البتہ کفایت کی جاتی واسطے انکے ساتھ اعتکاف کے اپنے گہرون کی مسجدون مین اور ابراہیم بن علیہ نے

کہا کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بہلائی کا ارادہ کرتے ہو تو اسمین دلالت ہی اسپر کہ انکو مسجد مین اعتکاف
کرنا درست نہین اسواسطے کہ مفہوم اسکا یہ ہے کہ وہ اُنکے واسطے بہلائی نہین اور یہ قول اُسکا ظاہر نہین اور یہ کہ
غیرت کرنی بڑی نحس ہے اسواسطے کہ وہ پیدا ہوتی ہے حسد سے جو مفضی ہے طرف ترک افضل کے واسطے اسکے اور
یہ کہ جائز ہے ترک کرنا افضل کا جبکہ اُسمین مصلحت ہو اور یہ کہ جو اپنے عمل پر ریا کا خوف کرے اسکو اُسکا ترک کرنا درست ہے
اور یہ کہ اعتکاف نیت سے واجب نہین ہوتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسکو قضا کرنا بطور استحباب کے تہا اسواسطے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ جب کسی عمل کو کرتے تہے تو ہمیشہ ثابت رکہتے تہے اور اسیواسطے منقول نہین ہوا
کہ آپکی بیبیون نے آپکے ساتہہ شوال مین اعتکاف کیا ہو یعنے اگر اعتکاف واجب ہوتا تو آپ کی بی بیان بہی اعتکاف
کرتین اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جب عورت مسجد مین اعتکاف کرے تو مستحب ہے اسکو یہ کہ گرد لینے واسطے اپنے وہ چیز کہ
اسکو پردہ کرے اور شرط ہے یہ کہ ہو ایسی جگہ مین کہ نمازیون پر تنگی نہ ڈالے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین تنبو گاڑکر اعتکاف کیا تو عائشہ نے بہی آپکے ساتہہ اعتکاف کرنیکے واسطے تنبو گاڑنے
کے آپ سے پروانگی چاہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو پروانگی دی سو حفصہ نے بہی عائشہ رض کے ذریعہ سے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے تنبو گاڑنے کی اجازت چاہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو بہی اجازت دی پہر زینب نے جب
انکو دیکہا تو اُس نے بہی اپنا تنبو گاڑا لیکن اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانگی نہ چاہی سو جب حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے صبح کو کئی تنبو دیکہے تو اُس سال مین اعتکاف چہوڑ دیا اسواسطے کہ آپنے خوف کیا کہ ہو باعث
واسطے عورتون کے اسپر فخر کرنا اور رغبت کرنا جو پیدا ہونیوالا ہے غیرت سے واسطے حرص کے اوپر قریب ہونے کے آپ سے
خاص کر کے پس نہ اعتکاف نہ رہیگا اور یا اسواسطے ترک کیا کہ جب آپنے اول عائشہ اور حفصہ کو اجازت دی تو تہا
یہ امر خفیف بہ نسبت اسکے کہ نوبت پہونچی طرف اُسکی اخیر امر مین پے در پے آنے باقی عورتون سے اور یہ اُسکے پس تنگ
ہو گئی مسجد نمازیون پر یا بہ نسبت اُسکے کہ جمع ہونا عورتون کا نزدیک آپکے گرد لیگا آپ کو مانند بیٹہنے والیکی اپنے
گہر مین اور اکثر اوقات مشغول کریگا آپ کو خالی ہونے سے واسطے اسچیز کے کہ قصد کیا ہے اسکو عبادت سے پس فوت ہوگا
مقصود اعتکاف کا (فتح) **بَابُ الْاَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد مین تنبو گاڑنے کا بیان **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ اِذَا اَخْبِيَةٌ خِبَاءُ عَائِشَةَ وَخِبَاءُ حَفْصَةَ وَخِبَاءُ زَيْنَبَ فَقَالَ اَلْبِرَّ
تَقُولُوْنَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا پس جب پہرے طرف اس مکان کی کہ اسمین اعتکاف بیٹہنے کا ارادہ
کیا تہا تو اچانک دیکہا کہ کئی تنبو مین ایک تنبو عائشہ رض کا اور ایک حفصہ کا اور ایک زینب رض کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا کہ کیا تم ان عورتون کے ساتھ اس کام مین بھلائی گمان کرتے ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف سے پھر اور اعتکاف نہ کیا یہانتک کہ اُسکے بدلے شوال کے دس دنون مین اعتکاف کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد مین تنبو گاڑنے درست ہین و فیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابٌ** هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ اِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ کیا جائز ہے اعتکاف والے کو یہ کہ نکلے واسطے حاجتون اپنی کے مسجد کے دروازے تک **ف** امام بخاری نے اس باب کو بطور استفہام کے بیان کیا ہے واسطے احتمال قضیہ کے اسچیز کو کہ باب باندھا ہے واسطے اُسکے لیکن قید کرنا اُسکا اُسکو ساتھ دروازے مسجد کے اس قبیلے سے ہے کہ اُسمین اختلاف نہین تاکہ توقف کیا جاوے یقین کرنے حکم کے بیچ اُسکے اور خلاف تو اسمین ہے کہ کیا مسجد مین عبادت کے سوا کسی کام مین مشغول ہونا جائز ہے یا نہین (فتح) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا جَاءَتْ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ اُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَاِنِّي خَشِيْتُ اَنْ يَّقْذِفَ فِي قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا ترجمہ صفیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کو آئین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پچھلے دہے مین مسجد مین اعتکاف بیٹھے تھے سو وہ ایک گھڑی آپ سے بات چیت کرتی رہین پھر اُٹھہ کر اپنے گھر کو پھر چلین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُنکے ساتھہ اُٹھہ کھڑے ہوئے کہ انکو گھر مین پہونچا دین یہانتک کہ جب مسجد کے دروازے پر ام سلمہؓ کے دروازے پاس پہونچین تو انصار کے دو مرد پاس سے نکلے تو ان دونون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھیر جاؤ یہ تو صفیہ بنت حیی ہے یعنے یہ میری بی بی ہے کوئی اجنبی عورت نہین بدگمان نہ ہونا تو ان دونو انصاریون نے کہا اللہ پاک ہے یا حضرت آپ کی ذات مین بدگمانی کا کیا دخل ہے اور ہم نہین گمان کرتے ہم ساتھہ آپکے مگر بہتر یکا سو یہ بات انپر شاق گذری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وہم کو ہماری طرف نسبت کیون کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمکو اسواسطے یہ بات نہین کہتا کہ تم بدگمانی کرو شیطان انسان کے بدن مین وہان پہونچتا ہے جہان کہ خون پہونچتا ہے یعنے خون کی طرح انسان کے بدن مین پھرتا ہے اور مین ڈرا کہ تمہارے دل مین بدگمانی ڈالے **ف** ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین اعتکاف بیٹھے تھے سو آپکی بی بیان آپ پاس جمع ہوئین پھر اپنے گھرون کو چلی گئین سو آپنے صفیہؓ سے فرمایا کہ ٹھیر جا مین تیرے گھر تک

ییرے ساتھہ چلتا ہون سو آپ اُنکے ساتھہ گئے یہانتک کہ انکو اپنے گہر مین پہونچایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون
کے گہر اُنکے دروازے مسجد کے گرد تھے اور ساتھہ اسکے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کا ترجمہ باب باندہنا صحیح ہے اور یہ حدیث کئی
طور سے آئی ہے اور حاصل سب کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی طرف بدگمانی کو منسوب نہین کیا تہا واسطے اُسکے
کہ مقرر ہو چکا تہا نزدیک آپکے کہ اُنکا ایمان سچا ہے لیکن خوف کیا آپنے اُنپر اس بات کا کہ شیطان اُنکے دل مین بدگمانی کا وسوسہ
ڈالے اسواسطے کہ وہ معصوم نہ تہے پس کبہی پہونچاوے اُنکو یہ طرف ہلاک کی سو آپنے جلدی سے اُنکو تبلا دیا کہ وسوسہ کا مادہ
جڑ سے اُکہڑ جاوے اور جو اُنکے بعد ہین اُنکو تعلیم ہو جبکہ واقع ہو واسطے اُنکے مانند اس معاملہ کے جیسا کہ امام شافعی نے کہا کہ یہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اسواسطے فرمایا تہا کہ آپنے خوف کیا تہا اُنپر کفر کا اگر گمان کرتے ساتھہ آپکے بدی کا اور یہ جو فرمایا
کہ شیطان انسان کو بدن مین خون کی طرح پہرتا ہے تو بعضے کہتے ہین کہ یہ ظاہر پر محمول ہے یعنے درحقیقت شیطان انسان
کے بدن مین خون کی طرح پہرتا ہے اور خدا نے اُسکو اسکی قدرت دی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اس سے وسوسہ اُسکا ہے
کہ وہ انسان کو بہت بہکاتا ہے اور گویا کہ وہ اُس سے خون کی طرح جدا نہین ہوتا پس مشترک ہوئے دونو بیچ شدت اتصال
کے اور نہ جدا ہونیکے اُس سے اور اس حدیث مین اور بہی کئی فائدے ہین جائز ہے مشغول ہونا اعتکاف والیکا ساتھہ مباح کامون
کی جیسا کہ اپنی ملاقات کرنیوالیکے ساتھہ جانا اور اُسکے ساتھہ اُٹھہ کہڑے ہونا ہے اور بات چیت کرنا ساتھہ غیر لینے کے
اور یہ کہ مباح ہے اعتکاف کرنے والے کو خلوت کرنی ساتھہ بی بی اپنی کے اور یہ کہ جائز ہے عورت کو زیارت کرنی اعتکاف
والے کو اور اسمین بیان ہے شفقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت پر اور راہ دکہانا اُنکا ہے طرف اُسچیز کی کہ دور
کرے اُنسے گناہ کو اور اسمین بچنا ہے بدگمانی کے تعرض سے اور محفوظ رہنا ہے مکر شیطان کے سے اور عذر بیان کرنا اور ابن
دقیق العید نے کہا کہ یہ زیادہ موکد ہے بیچ حق علماء کے اور جنکی پیروی کیجاوے پس نہین جائز ہے اُنکو یہ کہ کوئی ایسا
کام کرین جب سے کہ اُنکے حق مین لوگون کو بدگمانی پیدا ہووے اگرچہ اُنکو اُس سے خلاص ہونیکی جگہ ہووے اسواسطے کہ یہ سبب ہے
اُنکے علم کے ساتھہ نفع اُٹہانے کو باطل کرنے کا یعنے اسواسطے کہ جب لوگون کو اُنکے حق مین بدگمانی پیدا ہوئی تو پہر کوئی
آدمی اُنکے پاس نہ آویگا اور نہ اُنکے علم سے فائدہ اُٹھاویگا پس اُنکے علم کے ساتھہ فائدہ اُٹہانا باطل ہو جاویگا اسیواسطے
بعض علماء نے کہا ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ بیان کرے واسطے محکوم علیہ یعنے مدعا علیہ کے وجہ حکم کے جبکہ خوف کرنے
والا ہو واسطے دور کرنے تہمت کے اپنے اوپر سے اور اسمین نسبت کرنا ہے ازواج مطہرات کی گہرون کو طرف اُنکی اور یہ کہ جانا
ہے واسطے عورت کی باہر نکلنا رات کو اور یہ کہ جائز ہے سبحان اللہ کہنا وقت تعجب کے اور تحقیق واقع ہوا ہے حدیث مین
واسطے تعظیم امر کے اور تہویل اُسکی کے اور واسطے حیا کے ذکر اُسکے سے جیسا کہ ام سلیم کی حدیث مین ہے اور استدلال
کیا گیا ہے واسطے ابو یوسف اور محمد کے بیچ جائز ہونے تمادی معتکف کے جبکہ اپنے اعتکاف کی جگہ سے کسی کام کے واسطے
نکلے اور حاجت سے زیادہ تہوڑا سا زمانہ کہڑا رہے جبتک کہ نہ کہیرے اکثر دن کو اور نہین دلالت ہے اسمین اوپر اُسکے کہ واسطے

نہین ثابت ہوئی یہ بات کہ صفیہ کے گہر اور مسجد کے درمیان کوئی فاصل زائد تہا اور تحقیق حد مقرر کی ہے بعضون نے بیہر کے ساتہہ آوہے دن کے اور نہین ہے حدیث مین وہ چیز کہ اُسپر دلالت کرے (فتح) **بَابُ الْاِعْتِكَافِ وَخُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ** باب ہے بیان مین اعتکاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نکلنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف سے بیسوین کی صبح کو **ف** وارد کی ہے اسمین امام بخاری نے حدیث ابو سعیدؓ کی اور تحقیق گذر چکی ہے کلام اوپر اسکے عنقریب اور گویا کہ مراد امام بخاری کی ساتہہ اس باب کے تاویل کرنی ہے اسچیز کی جو کہ کی حدیث مین واقع ہوئی ہے کہ جب اکیسوین رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے جسکی صبح کو اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے اور اسکی توجیہ پہلے گذر چکی ہے اور یہ کہ مراد اسکی صبح سے وہ صبح ہے جو اس سے پہلے ہے اور جو چیز کہ متصل ہو ساتہہ کسی چیز کے پس وہ نسبت کی جاتی ہے طرف اسکی برابر ہے کہ اس سے پہلے ہو یا پیچہے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ هٰرُوْنَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمْ اِعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَاِنِّيْ نُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِي الْوِتْرِ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ اَنِّيْ اَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَّطِيْنٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعَ النَّاسُ اِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً قَالَ فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطِّيْنِ وَالْمَاءِ حَتّٰى رَاَيْتُ الطِّيْنَ فِيْ اَرْنَبَتِهٖ وَجَبْهَتِهٖ** ترجمہ ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ مینے ابو سعیدؓ سے پوچہا کہ کیا تونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا ذکر سنا ہے اُسنے کہا کہ ہان ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ رمضان کے بیچ کے دہے مین اعتکاف کیا سو ہم بیسوین کی صبح کو اعتکاف سے نکلے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمپر خطبہ پڑہا بیسوین کی صبح کو سو فرمایا کہ مینے شب قدر کو دیکہا تہا اور مین اسکو بہول گیا سو تلاش کرو اُسکو رمضان کے پچہلے دہے کی طاق راتون مین اسواسطے کہ مینے خواب مین دیکہا کہ پانی اور مٹی مین سجدہ کرتا ہون سو جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ پہرے طرف اعتکاف اپنے کی سو لوگ مسجد کیطرف پہرے یعنے پہر اعتکاف کیا اور ہم اُسوقت آسمان پر کہین بدلی کا ایک ٹکڑا بہی نہ دیکہتے تہے سو بدلی آئی اور برسی اور نماز کی تکبیر ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور مٹی مین سجدہ کیا یہانتک کہ مینے آپ کی ناک اور ماتہے پر مٹی کا نشان دیکہا **ف** یہ جو فرمایا کہ مینے شب قدر کو خواب مین دیکہا تو قفال نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دیکہا کہ کوئی آپ سے کہتا ہے کہ شب قدر فلانی فلانی رات ہے اور اُسکی نشانی فلانی فلانی ہے اور اُسکے معنے یہ نہین کہ آپنے نفس شب قدر کو دیکہا پہر اُسکو بہول گئے

اسواسطے کہ شل اسکی بہوتا نہین ہے مین کہتا ہون کہ پہلے گذر چکا ہے کہ جبرائیل نے آپ کو خبر دی ہے (فتح الباری)
باب اعتکاف المستحاضۃ استحاضہ والی عورت کے اعتکاف کا بیان حدثنا قتیبۃ ثنا یزید بن
زریع عن خالد عن عکرمۃ عن عائشۃ قالت اعتکفت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ من
ازواجہ مستحاضۃ فکانت تری الحمرۃ والصفرۃ فربما وضعنا الطست تحتہا وھی تصلی ترجمہ
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اعتکاف کیا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عورت نے آپ کی بی بیون سے جسکو خون استحاضہ
آتا تہا پس تھے دیکھتے سرخی اور زردی کو بعد اکثر اوقات ہم نے اسکے تلے طشت رکہا اور وہ نماز پڑہتے تہی **ف**
اور اسحدیث مین رد ہے واسطے قول اُس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس عورت سے مراد وہ عورت ہے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ تعلق تہا آپ کی بی بی مراد نہین اسواسطے کہ منقول نہین ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون سے
کسی کو خون استحاضہ آیا ہو اور تحقیق گذر چکا ہے ذکر استحاضہ والی عورت کا آپکے عہد مین اور خلاف بیچ انکے اور سعید
بن منصور نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ اعتکاف بیٹھی تہین اور انکو استحاضہ آتا تہا پس اس سے استحاضہ والی عورت
کی تعیین معلوم ہوئی (فتح) **باب** زیارۃ المرأۃ زوجھا فی اعتکافہ جائز ہے عورت کو ملاقات کرنی
اپنے خاوند کی بیچ حالت اعتکاف خاوند کے حدثنا سعید بن عفیر ثنی اللیث ثنی عبد الرحمن بن
خالد عن ابن شہاب عن علی بن حسین ان صفیۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ **ح**
وحدثنی عبد اللہ بن محمد ثنا ہشام بن یوسف انا معمر عن الزہری عن علی بن حسین
قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد وعندہ ازواجہ فرحن فقال لصفیۃ بنت حیی
لا تعجلی حتی انصرف معک وکان بیتھا فی دار اسامۃ فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہا
فلقیہ رجلان من الانصار فنظرا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اجازا فقال لہما النبی
صلی اللہ علیہ وسلم تعالیا انہا صفیۃ بنت حیی فقالا سبحان اللہ یا رسول اللہ فقال ان الشیطان
یجری من الانسان مجری الدم وانی خشیت ان یلقی فی انفسکما شیئا ترجمہ امام زین العابدین سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین اعتکاف بیٹھے تھے اور آپکے پاس آپ کی بی بیان تہین سو وہ چلی گئین
سو آپ نے صفیہ بنت حیی کو فرمایا کہ جلدی نہ کر ٹہیر جا یہانتک کہ مین تیرے ساتھ پہرون اور اُسکا گہر اسامہ کی حویلی مین
تہا یعنے جو کہ اُسکے بعد اسامہ کے قبضے مین آئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے ساتھ نکلے سو آپ سے دو مرد انصاری ملے
تو انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کی پہر چلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ آؤ کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی
کی بیٹی ہے تو انہون نے کہا کہ سبحان اللہ یا حضرت آپکی ذات مین بدگمانی کا کیا دخل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن مین خون کی جگہ پہرتا ہے اور مین ڈرا کہ تمہارے دل مین بدگمانی نہ ڈالے **ف**

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مرد اعتکاف میں بیٹھا ہو تو اسکی بی بی کو اسکی ملاقات کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَفْسِهِ کیا جائز ہے اعتکاف والے کو یہ کہ دور کرے اپنی جان سے تہمت کو
ف یعنے ساتھ قول کے اور فعل کے اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو قول سے دفع کرنا درست ہے پس فعل بھی اسکی
ساتھ ملحق ہوگا یعنے اسکو فعل سے دفع کرنا بھی درست ہوگا اور نہیں ہے اسمیں اعتکاف والا زیادہ تر سخت نمازی
سے یعنے جب نمازی کو فعل سے دفع کرنا درست ہے تو اعتکاف والے کو بھی درست ہوگا (فتح) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ
عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ
أَخْبَرَتْهُ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ
صَفِيَّةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشَى مَعَهَا فَأَبْصَرَهُ رَجُلٌ مِنَ
الْأَنْصَارِ فَلَمَّا أَبْصَرَهُ دَعَاهُ فَقَالَ تَعَالَ هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ هَذِهِ صَفِيَّةُ
فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَتَتْهُ لَيْلًا قَالَ وَهَلْ هُوَ إِلَّا لَيْلًا
ترجمہ امام زین العابدین سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف بیٹھے تھے سو جب وہ پھریں یعنے گہر کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ چلے
سو ایک مرد انصاری نے آپکو دیکھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھا تو اسکو بلایا اور فرمایا کہ آ یہ صفیہ بنت
حیی ہے اسواسطے کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پہرتا ہے علی بن عبد اللہ کہتا ہے کہ مینے سفین سے
کہا کہ کیا صفیہ آپکے پاس رات کو آئی تہیں اُس نے کہا کہ نہ تہی اُسوقت مگر رات **ف** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرد انصاری ملا تہا اور پہلے گذر چکا ہے کہ دو مرد ملے تہے تو یہ محمول ہے اسپر کہ ایک دوسرے
کا تابع تہا یا ایک کو خطاب مشافہ کے ساتھ خاص کیا سوای دوسرے کے اور یہ بہی احتمال ہے کہ شاید زہری کو اسمین شک
تہا کہ ایک مرد تہا یا دو تہے سو اُسنے ایک بار کہا کہ دو مرد تہے اور یہ جو کہا کہ نہیں تہی اُسوقت مگر رات تو مراد اُس سے
یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا ہے آنا صفیہ کا مگر رات میں اور امکان کی نفی مراد نہیں بلکہ مراد نفی وقوع کی ہے اسواسطے کہ دن کو
آنا بہی ممکن ہے (فتح) **باب** مَنْ خَرَجَ مِنِ اعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ صبح کے وقت اعتکاف سے نکلنے والے کا
بیان **ف** ذکر کی امام بخاری نے حدیث ابو سعید کی اور پوری کلام اسپر پہلے گذر چکی ہے اور وہ محمول ہے کہ اُس نے
فقط راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے دنوں کے اعتکاف کا ارادہ نہیں کیا اور جو صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ
کرے تو اسکا طریق یہ ہے کہ سورج ڈوبنے سے تہوڑا اسلے پہلے اعتکاف میں داخل ہووے اور طلوع فجر کے بعد اس سے نکلے اور اگر
صرف دنوں کے اعتکاف کا ارادہ کرے تو طلوع فجر کے ساتھ داخل ہووے اور سورج ڈوبنے کے بعد نکلے اور اگر راتوں اور دنوں
کا اکٹھے ارادہ کرے تو سورج ڈوبنے سے پہلے داخل ہووے اور سورج ڈوبنے کے بعد نکلے اور باب کی حدیث میں ہے کہ جب

بیسوین کی صبح ہوئی تو ہمنے اپنے اسباب کو نقل کیا اور یہ مشعر ہے ساتھ اسکے کہ اُنہون نے بعض راتون کی اعتکاف کا ارادہ کیا تہا سوا دنون کے اور مہلب نے کہا کہ یہ محمول ہے اسپر کہ نقل کیا انہون نے اپنی بوجہون کو اور اُس چیز کو کہ محتاج تہی طرف اسکے کہانے پینے کی اور سونے کے اسباب سے اسواسطے کہ نہ حاجت تہی انکو ساتھ اُنکے اُسدن مین سو جب شام ہوئی تو ہلکا ہو کر نکلے اسیواسطے کہا کہ ہمنے اپنی اسباب کو نقل کیا اور یہ نہ کہا کہ ہم نکلے اور باب تحری لیلۃ القدر مین دوسرے طریق سے گذر چکا ہے کہ جب بیسوین کی شام کرتے اور اکیسوین رات آتی تو پہرتے اور ساتھ اس توجیہ کے تطبیق دی جاویگی درمیان دونو طریقون کے اسواسطے کہ قصہ ایک ہے اور حدیث بھی ایک ہے اور وہ حدیث ابو سعیدؓ کی ہے رفہم

حدثنا عبد الرحمن بن بشر انا سفین عن ابن جریج عن سلیمان الاحول خال ابن ابی نجیح عن ابی سلمۃ عن ابی سعید ح قال سفین وحدثنا محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی سعید قال واظن ان ابن ابی لبید ثنا عن ابی سلمۃ عن ابی سعید قال اعتکفنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العشر الاوسط فلما کانت صبیحۃ عشرین نقلنا متاعنا فاتانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کان اعتکف فلیرجع الی معتکفہ فانی رایت ھذہ اللیلۃ ورایتنی اسجد فی ماء وطین فلما رجع الی معتکفہ وھاجت السماء فمطرنا فوالذی بعثہ بالحق لقد ھاجت السماء من اخر ذلک الیوم وکان المسجد عریشا فلقد رایت علی انفہ وارنبتہ اثر الماء والطین

ترجمہ ابو سعیدؓ سے روایت ہی کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے بیچ کے دہے مین اعتکاف کیا سو جب بیسوین کی صبح ہوئی تو ہمنے اپنی اسباب کو نقل کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ جس نے اعتکاف کیا تہا تو چاہیے کہ اپنے اعتکاف کی جگہ پہر آوے اسواسطے کہ مینے خواب مین شب قدر دیکہی تہی اور مینے اپنی تئین دیکہا کہ پانی اور مٹی مین سجدہ کرتا ہون سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعتکاف کی جگہ مین پہر آئے اور بادل اٹہا تو ہمپر مینہ برسا پس قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بہیجا کہ البتہ اس دن کے اخیر مین بادل اٹہا اور مسجد کی چہت کہجور کی چہڑیون سے تہی یعنے اُسکی بنا محکم نہ تہی کہ مینہ کو روکے اور ٹپکے نہین پس البتہ تحقیق مینے آپ کی ناک پر پانی اور مٹی کا نشان دیکہا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بیچ کے دہے مین اعتکاف کرے تو بیسوین کی صبح کو باہر آوے اور یہ محمول ہے اسپر کہ اُسنے صرف راتون کے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے نہ دنون کے اعتکاف کا جیسے کہ پہلے گذرا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب الاعتکاف فی شوال

شوال کے مہینے مین اعتکاف کرنے کا بیان

حدثنا محمد انا محمد بن فضیل بن غزوان عن یحیی بن سعید عن عمرۃ بنت عبد الرحمن عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف فی کل رمضان واذا صلی الغداۃ حل مکانہ الذی اعتکف فیہ قال فاستاذنتہ عائشۃ ان تعتکف

فَاَذِنَ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيهِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً
اُخْرٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدَاةِ اَبْصَرَ اَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ مَا هٰذَا
فَاُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلٰى هٰذَا آلْبِرُّ انْزِعُوْهَا فَلَا اَرَاهَا فَنُزِعَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِيْ
رَمَضَانَ حَتّٰى اعْتَكَفَ فِيْ اٰخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہر رمضان مین اعتکاف کیا کرتے تھے سو جب صبح کی نماز پڑھتے تو اعتکاف کی جگہ مین داخل ہوتے سو عائشہ رض نے اپسے
اعتکاف کی پروانگی چاہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو پروانگی دی سو عائشہ رض نے مسجد مین تنبو گاڑا تو حفصہ
نے یہ حال سُنا تو اُس نے بھی تنبو گاڑا پھر زینب نے یہ حال سُنا تو اُس نے اور تنبو گاڑا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صبح کی نماز سے پھرے تو چار تنبو دیکھے تو فرمایا کہ یہ تنبو کیسے ہین سو کسی نے آپ کو عورتون کے تنبو گاڑنے کی خبر دی یعنے
آپ کی بی بیون نے یہ تنبو گاڑے ہین سو فرمایا کہ کیا چیز باعث ہوئی ہو انکو اس کام پر کیا اسکا باعث نیکی ہے
دور کرو ان تنبوؤن کو کہ مین انکو اچھا نہین جانتا سو تنبو دور کیے گئے تو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مین اعتکاف
نکیا یہانتک کہ شوال کے اخیر دہے مین اعتکاف کیا **ف** پوری شرح اس حدیث کی باب اعتکاف النساء مین پہلے گذر
چکی ہے اور مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے پہلے دہے مین اعتکاف کیا اور
تطبیق ان دونو کے درمیان اس طور ہے کہ مراد اخیر دہے سے انتہا اعتکاف آپکا ہے یعنے آپکے اعتکاف کی انتہا اخیر
عشرے مین تھی (رق) **باب** مَنْ لَّمْ يَرَ عَلَى الْمُعْتَكِفِ صَوْمًا اعتکاف والے پر روزہ کے واجب نہونے کا بیان
یعنے اُسپر روزہ واجب نہین **ف** ذکر کیا امام بخاری نے اسمین قصہ عمر رض کا کہ اُنہون نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی
اور تحقیق پہلے گذر چکی ہے بحث اسکی بیچ باب الاعتکاف لیلاً کے (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَخِيْهِ
عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَذَرْتُ فِي
الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ
فَاعْتَكَفَ لَيْلَةً ترجمہ عمر فاروق رض سے روایت ہے کہ اُنہون نے کہا کہ یا حضرت مین نے جاہلیت مین نذر مانی تھی یہ کہ ایک
رات کعبے کی مسجد مین اعتکاف کرون سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر سو عمر رض نے ایک رات اعتکاف
کیا **باب** اِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ اَسْلَمَ اگر کوئی جاہلیت کی حالت مین اعتکاف کی نذر مانے
پھر مسلمان ہو جاوے تو اُسکا کیا حکم ہے یعنے کیا اسکو پورا کرنا لازم ہے یا نہین امام بخاری نے اسمین بھی عمر رض کا قصہ
بیان کیا ہے اور ترجمہ باندھا ہے بخاری نے واسطے اسکے کتاب النذور مین کہ جب کوئی نذر ماننے یا قسم کھاوے کہ
نہ کلام کرے کسی آدمی سے جاہلیت مین پھر مسلمان ہو جاوے تو گویا کہ اُس نے قسم کو نذر کے ساتھ ملحق کیا ہے واسطے شریک
ہونے ان دونو کے بیچ متعلق کرنے کے اور اسمین اشارت ہو طرف اسکی کہ نذر اور قسم کفر مین بھی منعقد ہو جاتی ہے

یہانتک کہ واجب ہو جاتا ہے پورا کرنا انکا اُس شخص پر جو مسلمان ہو جاوے اور باقی بحث اسکی کتاب النذور مین آیندہ آویگی اگر چاہا اللہ تعالے نے (فتح) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ أُرَاهُ قَالَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہو کہ انہوں نے جاہلیت مین نذر مانی کہ کعبے کی مسجد مین اعتکاف کرے یعنے ایک رات سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کر ف اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی جاہلیت کی حالت مین نذر مانے اور پھر مسلمان ہو جاوے تو اسکا پورا کرنا واجب ہے اور یہی مطابقت اللہ ترجمہ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر احکام شرع کے ساتھ مکلف ہے اور اُسکی نیت عبادت کی معتبر ہے تیسیر

بَابُ الاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ رمضان کے بیچ کے دہے مین اعتکاف کرنے کا بیان

ف گویا کہ اسمین اشارت ہے طرف اسکی کہ اعتکاف پچھلے دہے کے ساتھ خاص نہین اگرچہ اسمین اعتکاف کرنا افضل ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان مین دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے سو جب آپکے انتقال کا سال ہوا تو آپنے بیس دن اعتکاف کیا ف ابن بطال نے کہا کہ ہمیشگی کرنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعتکاف پر دلالت کرتی ہے اسپر کہ اعتکاف سنت موکدہ ہی اور ابن منذر نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عجب ہے واسطے مسلمانون کے کہ انہوں نے اعتکاف کو چھوڑ دیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کبھی نہین چھوڑا جب سے کہ مدینہ مین آئے یہانتک کہ خدا نے انکی روح قبض کی اور پہلے گذر چکا ہے قول مالک کا اُس سے کہا کہ مین نہین جانتا کسی کو سلف مین سے کہ اعتکاف کیا ہو مگر ابو بکر بن عبد الرحمن نے اور یہ کہ چھوڑنا انکا واسطے اُسکے اسی وجہ سے ہی کہ اسمین شدت ہی اور یہ جو کہا کہ آپنے انتقال کے سال بیس دن اعتکاف کیا تو بعض کہتے ہین کہ سبب اسمین یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تھا کہ میری عمر گذر چکی ہے پس آپنے ارادہ کیا کہ نیک عمل بہت کرلیوین تاکہ بیان کرین واسطے امت اپنی کے کوشش کرنی عمل مین جبکہ پہونچین نہایت عمر کو تاکہ ملاقات کرین اللہ سے اور بہتر حالات اپنی کے اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکا سبب یہ ہے کہ جبرائیل آپکے ساتھ ہر رمضان مین ایکبار قرآن کا دور کیا کرتے تھے سو جب آپکے انتقال کا سال ہوا تو جبرائیل نے آپسے دوبار دور کیا پس اسیواسطے آپنے اعتکاف بھی دوبار کیا اور ابن عربی نے کہا کہ احتمال ہے کہ اسکا سبب ہو کہ جب آپنے پچھلے دہے مین اعتکاف نہ کیا بسبب بہت بیبیون کے اور اُسکے بدلے شوال کے دس دنون مین اعتکاف کیا تو آیندہ سال مین بیس دن اعتکاف کیا تاکہ ثابت ہو قضا عشرے کی رمضان مین اور سب سے قوی تر یہ سبب ہے

کہ آپ نے اس سال میں بیس دن اعتکاف اسواسطے کیا تہا کہ آپ اس سے پہلے سال میں مسافر تھے اور دلالت
کرتی ہے واسطے اسکے وہ حدیث جو نسائی اور ابوداؤد اور ابن حبان نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کیا کرتے تہے سو آپ نے ایک سال رمضان میں سفر
کیا سو آپ اعتکاف نہ بیٹھے سو جب آئندہ سال ہوا تو آپ نے بیس دن اعتکاف کیا اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو ساتھ
تعدد سبب کے پس ہوگا ایک بار ساتھ سبب اعتکاف کے واسطے عذر سفر کے اور ایک بار یہ سبب دور کرنے قرآن کے
دو بار اور اسپر مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے پس تحقیق ظاہر ساتھ اطلاق بیس دن کے یہ ہے کہ پے در پے ہون
پس متعین ہوگا واسطے اسکے بیچ کا عشرہ اور یا یہ کہ حمل کیا ہے اُس نے مطلق کو اس روایت میں مقید پر جو دوسری
روایتون میں ہے (فتح) **بَابُ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّعْتَکِفَ ثُمَّ بَدَا لَہٗ اَنْ یَّخْرُجَ** اگر کوئی اعتکاف کا ارادہ کرے پہر
اسکو ظاہر ہو کہ اعتکاف سے نکلے تو اسکا کیا حکم ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا
الْاَوْزَاعِیُّ ثَنِیْ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَتْنِیْ عَمْرَۃُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ اَنْ یَّعْتَکِفَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَاْذَنَتْہُ عَائِشَۃُ فَاَذِنَ لَھَا وَسَاَلَتْ
حَفْصَۃُ عَائِشَۃَ اَنْ تَسْتَاْذِنَ لَھَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِکَ زَیْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ اَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِیَ
لَھَا قَالَتْ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی انْصَرَفَ اِلٰی بِنَائِہٖ فَبَصُرَ بِالْاَبْنِیَۃِ فَقَالَ
مَا ھٰذَا قَالُوْا بِنَاءُ عَائِشَۃَ وَحَفْصَۃَ وَزَیْنَبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰلْبِرَّ اَرَدْنَ بِھٰذَا
مَا اَنَا بِمُعْتَکِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا اَفْطَرَ اعْتَکَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ رمضان کے پچھلے دہے میں اعتکاف کریں سو عائشہ رض نے بہی آپ سے اعتکاف کی واسطے اپنے پروانگی
چاہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پروانگی دی اور حفصہ نے عائشہ رض سے سوال کیا کہ وہ اُسکے واسطے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہیں سو عائشہ رض نے اُسکے واسطے اجازت چاہی یعنے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسکو اجازت دی سو جب زینب بنت جحش نے یہ حال دیکہا تو تنبو گاڑنے کا حکم کیا سو اُسکے واسطے
بھی تنبو گاڑا گیا عائشہ رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ جب آپ صبح کی نماز پڑہتے تہے تو اپنے
تنبو کی طرف پہرتے تہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی تنبو دیکہے تو فرمایا کہ یہ تنبو کیسے ہیں لوگوں نے کہا
کہ عائشہ اور حفصہ اور زینب کا تنبو ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ان عورتون نے اس اعتکاف سے نیکی چاہی
ہے میں اعتکاف نہیں کرتا سو آپ اعتکاف سے پہرے اور اعتکاف کو فسخ کیا سو جب آپ نے افطار کیا یعنے عید فطر کی نماز پڑہی
تو شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا ف اس حدیث کی پوری شرح پہلے گذر چکی ہے اور اسمیں اشارت ہے
طرف جزم کرنے اس بات کی کہ آپ اعتکاف میں داخل نہیں ہوئے پہر اس سے نکلے ہوں بلکہ چہوڑا اسکو پہلے داخل ہونے کے

بیچ اسکے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر سیاق کلام سے برخلاف اُس شخص کے جو اُسمین مخالف ہے (فتح) **باب**
المعتکف یدخل راسه البیت للغسل باب ہے بیچ بیان معتکف کے اپنا سر دہونے کے واسطے گہر مین داخل کرے
حدثنا عبد الله بن محمد ثنا هشام بن یوسف انا معمر عن الزهری عن عروة عن عائشة
انها کانت ترجل النبی صلی الله علیه وسلم وهی حائض وهو معتکف فی المسجد وهی فی حجرتها
یناولها راسه ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ تہین وہ کنگھی کرتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت حیض مین اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین اعتکاف بیٹھے ہوتے تھے اور حضرت عائشہ رض اپنے حجرے مین ہوتی تہین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اپنا سر انکو دیتے **ف** اسحدیث مین سر دہونے کا ذکر نہین لیکن اسحدیث مین دوسرے طریق مین سر دہونے
کا ذکر آچکا ہے کما مر وفیه المطابقة للترجمة

بسم الله الرحمن الرحیم کتاب البیوع

وقوله واحل الله البیع وحرم الربوا وقوله الا ان تکون تجارة حاضرة تدیرونها بینکم کتاب ہے
بیعون کے بیان مین اور خدا نے فرمایا کہ اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود اور فرمایا کہ مگر اُسوقت کہ سودا ہو روبرو
کا پہیر پہیر کرتے ہو آپسمین **ف** بیوع جمع ہے بیع کی اور جمع اسکی باعتبار اختلاف انواع اسکے کی ہے اور بیع کے معنے
نقل کرنا ملک کا ہے طرف غیر کی ساتھ مول کے اور شرا قبول کرنا اسکا ہے اور کبھی معنے بیع کے خریدنے کے بھی آتے ہین اور
برعکس اسکے یعنے شرا کے معنے خریدنے کے آتے ہین اور اجماع ہے سب مسلمانون کا بیع کے جائز ہونے پر اور حکمت
بھی اسکو چاہتی ہے اسواسطے کہ اکثر اوقات آدمی کو حاجت پڑتی ہے اسچیز کی کہ دوسرے آدمی کے ہاتھ مین ہے اور
دوسرا آدمی کبھی اسکو خرچ نہین کرتا پس بیع کے مشروع ہونے مین وسیلہ ہے طرف پہونچنے غرض کے بغیر حرج کے
اور پہلی آیت اصل ہے بیع کے جائز ہونے مین اور علماء کو اسمین کئی قول ہین سب سے زیادہ تر صحیح یہ قول ہے کہ وہ عام
ہے خاص کی گئی ہے اسواسطے کہ بیع کا لفظ عموم کا ہے شامل ہے ہر بیع کو پس تقاضا کرتا ہے اسکو کہ ہر قسم کی
بیع جائز ہے لیکن شارع علیہ السلام نے بیع کی اور کئی قسمون کو منع کیا ہے اور انکو حرام کر دیا ہے پس وہ عام ہے
اباحت مین خاص کی گئی ہے ساتھ اسچیز کے کہ نہین دلالت کرتی ہے دلیل اسکی منع پر اور بعضے کہتے ہین کہ عام
ہے ارادہ کیا گیا ہے ساتھ اسکے خاص کا اور بعضے کہتے ہین کہ مجمل ہے بیان کیا ہے اسکو سنت نے اور تمام یہ اقوال
چاہتے ہین اسکو کہ جو مفرد کہ الف اور لام کے ساتھ محلی ہو وہ عام ہوتا ہے اور چوتہا قول یہ ہے کہ لام فے البیع مین
واسطے عہد کے ہے اور یہ کہ آیت نازل ہوئی تہی بعد اسکے کہ شرع نے کئی بیعون کو حلال کیا اور کئی بیعون کو حرام کیا پس
مراد ساتھ اس آیت کے کہ حلال کیا ہے خدا نے بیع کو وہ بیع ہے کہ حلال کیا ہے اسکو شرع نے پہلے سے اور مباحث
شافعی وغیرہ کے دلالت کرتے ہین اسپر کہ فاسد بیعون کا نام بھی بیع رکہا جاتا ہے اگرچہ آدمی انکے ساتھ حانث نہین
ہوتا واسطے مبنی ہونے قسمون کے عرف پر اور دوسری آیت دلالت کرتی ہے اوپر مباح ہونے تجارت کی اُن بیعون

میں جو دست بدست ہوں اور نہ جائز ہے [illegible] نے اُسکے کہ اُن بیعوں میں جنین وعدہ ہو (فتح) اور فخر الاسلام نے کہا کہ یہ
شرع میں کہتے ہیں اُنکو بدلنے کو ساتھ مال کے اوپر کی [illegible] بالمنتی **باب** ما جاء في قول الله تبارك وتعالى فإذا قضيت
الصلوة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون وإذا رأوا تجارة
أو لهوا انفضوا إليها وتركوك قائما قل ما عند الله خير من اللهو ومن التجارة والله خير
الرازقين یعنے خدا نے فرمایا کہ جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ
کو بہت سا تاکہ تمہارا بھلا ہو اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا کھنڈ جاویں طرف اُسکی اور تجھکو چھوڑ جاویں
کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے تماشے اور سودے سے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے وقوله تعالى لا
تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم یعنے اور خدا نے فرمایا کہ نہ کھاؤ مال
ایک دوسرے کے آپسمیں ناحق مگر یہ کہ ہو تجارت کہ تمہاری رضامندی سے ہو (ع) پکڑی جاتی ہے پہلی آیت سے
مشروعیت بیع کی بطریق عموم کے اسواسطے کہ فضل اللہ کا عام ہو شامل ہے تجارت کو اور تمام انواع کسب کو اور امر
مذکور میں اختلاف ہے پس اکثر کا یہ مذہب ہے کہ وہ اباحت کے واسطے ہو اور نکتہ اُسکا مخالفت کرنی اہل کتاب کی ہے
اسواسطے کہ وہ [illegible] ہفتہ کے دن منع ہے پس مسلمانوں پر حرام نہیں اور شارح داؤدی نے کہا کہ وہ امر اباحت پر ہے
واسطے اُس شخص کے کہ گذارے کے موافق کہ بقدر زیست اُسکی پاس روزی ہو اور واسطے اُسکے کہ اسکو کمانے کی
طاقت نہ [illegible] اور وہ وجوب پر ہے واسطے اُس شخص کے کہ کمائی کی طاقت رکھتا ہو اور اُس پاس کوئی چیز نہ ہو تاکہ نہ محتاج ہو
طرف سوال کی اور حالانکہ وہ حرام ہے اوپر اُسکے باوجود قدرت کے کمانے پر اور ظاہر یہ بات ہے کہ مراد تجارت کی ساتھ
امر [illegible] یہ لفظ ہو کہ ڈھونڈو فضل اللہ کا اور اوپر ذکر تجارت کا اُسمیں پس بعفو کیا ہے اُسکو ساتھ ترجمہ کے بعد آٹھ
بون کے اور دوسری آیت میں تقیید ہے مباح تجارت کی ساتھ رضامندی کے اور قول خدا کا اموالکم معنے اسکے یہ ہیں کہ
مال ہر انسان کا نہ خرچ کرے اُسکو بیچ حرام کام کے اور باطل کے معنے یہ ہیں کہ آپسمیں ایک دوسرے کا مال کھاؤ اور قول خدا کا
الا أن تكون استثنا منقطع ہے اتفاقا اور اصل کلام یہ ہے کہ نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمیں ناحق لیکن اگر تمہارے
درمیان تجارت حاصل ہو اور تم اُسکے ساتھ راضی ہو تو یہ ناحق نہیں اور ابوداؤد نے ابوسعید رض سے روایت کی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع تو صرف رضامندی سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جدا ہوں بایع اور مشتری
مگر رضامندی سے (فتح) **حدثنا** ابو اليمان انا شعيب عن الزهري أخبرني سعيد بن المسيب و
أبو سلمة بن عبد الرحمن أن أبا هريرة قال إنكم تقولون إن أبا هريرة يكثر الحديث عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم وتقولون ما بال المهاجرين والأنصار لا يحدثون عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم بمثل حديث أبي هريرة وإن إخوتي من المهاجرين كان يشغلهم الصفق بالأسواق وكنت

اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مِلْأِ بَطْنِیْ فَاَشْہَدُ اِذَا غَابُوْا وَاَحْفَظُ اِذَا نَسُوْا وَکَانَ یَشْغَلُ
اِخْوَتِیْ مِنَ الْاَنْصَارِ عَمَلُ اَمْوَالِھِمْ وَکُنْتُ امْرَأً مِسْکِیْنًا مِّنْ مَسَاکِیْنِ الصُّفَّۃِ اَعِیْ حِیْنَ یَنْسَوْنَ وَقَدْ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثٍ یُّحَدِّثُہٗ اِنَّہٗ لَنْ یَّبْسُطَ اَحَدٌ ثَوْبَہٗ حَتّٰی اَقْضِیَ مَقَالَتِیْ
ھٰذِہٖ ثُمَّ یَجْمَعُ اِلَیْہِ ثَوْبَہٗ اِلَّا وَعٰی مَا اَقُوْلُ فَبَسَطْتُ نَمِرَۃً عَلَیَّ حَتّٰی اِذَا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَہٗ جَمَعْتُہَا اِلٰی صَدْرِیْ فَمَا نَسِیْتُ مِنْ مَّقَالَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْکَ
مِنْ شَیْءٍ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ البتہ تم کہتے ہو کہ ابوہریرہ رضہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں
بیان کرتا ہے اور تم کہتے ہو کہ کیا حال ہے مہاجرین اور انصار کا کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان نہیں کرتے
مانند حدیث بیان کرنے ابوہریرہ رضہ کی اور حال یہ ہے کہ میرے بہائی مہاجرین بازار مین خرید و فروخت مین مشغول رہتے
اور مین ہر وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود رہتا تہا سوای اپنے پیٹ بہرنے کے مجہکو اور کچہ فکر نہ تہا سو مین
حاضر ہوتا تہا جبکہ لوگ غائب ہوتے تہے اور یاد رکہتا تہا جبکہ بہول جاتے تہے اور میرے بہائی انصاری اپنے مالون کے
کامون مین مشغول رہتے تہے یعنے کہیتی وغیرہ مین اور تہا مین مرد مسکین مساکین صفہ سے یاد رکہتا تہا مین جبکہ بہول
جاتے تہے یعنے بسبب مشغول ہونے کے کامون مین اور معتر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ایک حدیث کے بیان
مین فرمایا کہ البتہ جو پہیلائے رہیگا اپنا کپڑا جب تک کہ مین اپنی بات تمام کر چکون پہر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ
لیوے تو یاد رکہےگا جو مین کہتا ہون یعنے میری حدیث کو کبہی نہین بہولیگا تو مینے اپنی چادر پہیلائی یہانتک کہ جب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کلام تمام کر چکے تو مینے اُس چادر کو اپنے سینے سے لگا لیا سو مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی اُس کلام سے کوئی چیز نہین بہولا **ف** صفہ ایک دالان تہا مسجد نبوی کے صحن مین جس اصحاب کا
گہر بار کوئی نہ تہا وہ وہان رہتے تہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیع کرنی درست ہے اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے زمانے مین واقع ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اطلاع پائی اور اُسکو برقرار رکہا وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ بہولنا ابوہریرہ رضہ کا صرف اسی حدیث کے ساتہ خاص ہے جسکو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُس وقت مین فرمایا تہا لیکن باب حفظ العلم مین پہلے واقع ہوا ہے کہ ابوہریرہ رضہ نے کہا کہ مین بعد اُسکے کوئی
چیز نہین بہولا اور یہ حدیث عام ہے شامل ہے حدیث نبوی اور غیر اُسکے کو لیکن مسلم کی ایک حدیث مین واقع ہوا ہے
کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہین بہولا اس سے معلوم ہوا کہ نہ بہولنا خاص ہے ساتہ حدیث کے یعنے
مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہین بہولا (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ
بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ اٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ اِنِّیْ اَکْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالًا فَاَقْسِمُ لَکَ

نِصفَ مَالِی وَانظُر اَیَّ زَوجَتَیَّ هَوِیتَ نَزَلتُ لَكَ عَنهَا فَاِذَا حَلَّت تَزَوَّجتَهَا فَقَالَ لَهٗ عَبدُ الرَّحمٰنِ لَا حَاجَةَ لِی فِی ذٰلِكَ هَل مِن سُوقٍ فِیهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوقُ قَینُقَاعٍ قَالَ فَغَدَا اِلَیهِ عَبدُ الرَّحمٰنِ فَاَتٰی بِاَقِطٍ وَسَمنٍ قَالَ ثُمَّ تَابَعَ الغُدُوَّ فَمَا لَبِثَ اَن جَاءَ عَبدُ الرَّحمٰنِ عَلَیهِ اَثَرُ صُفرَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجتَ قَالَ نَعَم قَالَ وَمَن قَالَ امرَأَةٌ مِنَ الاَنصَارِ قَالَ کَم سُقتَ قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِن ذَهَبٍ اَو نَوَاةً ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اَولِم وَلَو بِشَاةٍ **ترجمہ** عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہی کہ جب ہم مدینے مین آئی یعنے مکے سی ہجرت کرکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اور سعد بن ربیع کی درمیان برادری کی اور ہم دونوکو آپسمین بھائی بنایا تو سعد بن ربیع نے کہا کہ مین سب انصار سے زیادہ مالدار ہون سو مین اپنا آدہا مال تجہکو بانٹ دیتا ہون اور نظر کر کہ میری دو نو بیویوں سے جسکو تو پسند کرے مین اسکو تیرے لیے طلاق دیدون پس جب حلال ہو یعنے اسکی عدت گذر جاوی تو تو اُس سے نکاح کر سو عبدالرحمن نے کہا کہ مجھکو اسکی حاجت نہین کیا یہان کوی بازار ہی کہ اُسمین سوداگری ہوتی ہو سعد نے کہا کہ ہان بازار قینقاع ہے راوی نے کہا سو صبح کو عبدالرحمن وہان گئے اور کچھ گہی اور پنیر لائے یعنے سودے سے کما کر پہر درپے بازار مین تجارت کی واسطے جاتے رہے سو کچھ دن گذرے کہ عبدالرحمن آئے اور انپر زردی کا نشان تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے اُس نے کہا کہ ہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت کون ہے اُس نے کہا کہ انصاری عورت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اُسکو مہر کتنا دیا ہے اُس نے کہا کہ کہجور کی گٹھلی کے برابر سونا یا کہا کہ گٹھلی سونے کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری کا سہی **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بیع جائز ہے اسواسطے کہ عبدالرحمن نے کہا کہ یہان کوئی بازار ہے کہ اُسمین سوداگری ہوتی ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور پوری شرح اس حدیث کی کتاب النکاح مین آویگی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے (فتح) حَدَّثَنَا اَحمَدُ بنُ یُونُسَ ثَنَا زُهَیرٌ ثَنَا حُمَیدٌ عَن اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ عَوفٍ المَدِینَةَ فَاٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ بَینَهٗ وَبَینَ سَعدِ بنِ الرَّبِیعِ الاَنصَارِیِّ وَکَانَ سَعدٌ ذَا غِنًی فَقَالَ لِعَبدِ الرَّحمٰنِ اُقَاسِمُكَ مَالِی نِصفَینِ وَاُزَوِّجُكَ قَالَ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِی اَهلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِی عَلَی السُّوقِ فَمَا رَجَعَ حَتّٰی استَفضَلَ اَقِطًا وَسَمنًا فَاَتٰی بِهٖ اَهلَ مَنزِلِهٖ فَمَکَثنَا یَسِیرًا اَو مَا شَاءَ اللهُ فَجَاءَ وَعَلَیهِ وَضَرٌ مِن صُفرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَهیَم قَالَ یَا رَسُولَ اللهِ تَزَوَّجتُ امرَاَةً مِنَ الاَنصَارِ قَالَ مَا سُقتَ اِلَیهَا قَالَ نَوَاةً مِن ذَهَبٍ قَالَ اَولِم وَلَو بِشَاةٍ **ترجمہ** انس سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف مدینے مین آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اور سعد بن ربیع انصاری کے درمیان برادری کی اور سعد مالدار تہے سو اُسنے عبدالرحمن سے کہا کہ مین تجھکو اپنا آدہا مال بانٹ دیتا ہون اور تجھکو نکاح کر دیتا ہون عبدالرحمن نے کہا کہ خدا تجھکو تیرے اہل اور مال مین برکت دے تو مجھ کو بازار کی راہ دکہا سو نہ

پہر سے عبدالرحمن بازار سے یہانتک کہ گہی اور پنیر کو نفع اٹہایا سو اسکو اپنے گہر والون پاس لائے سو ہم کچہہ مدت ٹہہرے
یا جسقدر اللہ نے چاہا سو عبدالرحمن آئے اور اُنپر زردی کا نشان تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ کیا حال
ہے تیرا یا اس زردی کا کیا سبب ہے عبدالرحمن نے کہا کہ یا حضرتؐ مینے ایک عورت انصاری سے نکاح کیا ہے فرمایا کہ تونے
اُسکو مہر کیا دیا ہے اُسنے کہا کہ سونے کی گٹہلی یا کہا کہ کہجور کی گٹہلی کے برابر سونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ شادی کا کہانا پکا کر کہلا اگرچہ ایک بکری کا سہی **ف** اور غرض ان دونو حدیثون کے لانے سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانے مین بعض اصحاب تجارت کرتے تہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اُسپر برقرار رکہا اور اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ تجارت اور مانند اسکی سے کمانا اور اپنے ہی کمانے سے ساتہہ ہے اور مانند اُسکی کے **حدثنا عبداللہ
ابن محمد ثنا سفین عن عمرو عن ابن عباس قال کانت عکاظ ومجنۃ وذو المجاز اسواقا فی الجاھلیۃ
فلما کان الاسلام فکانھم تاثموا فیہ فنزلت لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی
مواسم الحج قرأھا ابن عباس** ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز بازار جاہلیت مین
جب اسلام ہوا تو گویا کہ لوگون نے اُسمین گناہ جانا اور حج کے دنون مین تجارت چہوڑ دی سو یہ آیت اتری کہ نہین
تمپر گناہ یہ کہ ڈہونڈو فضل رب اپنے کا یعنے سوداگری کرو حج کے موسم مین پڑہا ہے اس قول خیر کو ابن عباسؓ نے
یعنے ابن عباسؓ کے نزدیک مواسم الحج کا لفظ قرآن مین داخل ہے **ف** اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ تجارت درست
ہے اسواسطے کہ جاہلیت کے وقت ان بازارون مین تجارت ہوتی تہی اور پہر اُسکے بعد اسلام مین بہی انکو برقرار
رکہا گیا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب الحلال بین والحرام بین وبینھما مشتبھات** باب ہے اس
بیان مین کہ حلال کہلا ہے اور حرام بہی کہلا ہے اور حلال اور حرام دونو کے درمیان دو طرف ملتی ہوئین شبہی کی
چیزین مین **حدثنا محمد بن المثنی ثنا ابن ابی عدی عن ابن عون عن الشعبی سمعت النعمان
ابن بشیر سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح وحدثنا علی بن عبداللہ حدثنا ابن عیینہ ثنا
ابو فروۃ عن الشعبی سمعت النعمان بن بشیر سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح وحدثنا
عبداللہ بن محمد ثنا ابن عیینۃ عن ابی فروۃ سمعت الشعبی سمعت النعمان عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ح وحدثنا محمد بن کثیر انا سفین عن ابی فروۃ عن الشعبی عن النعمان بن بشیر
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین وبینھما امور مشتبھۃ
فمن ترک ما شبہ علیہ من الاثم کان لما استبان لہ اترک ومن اجترأ علی ما یشک فیہ
من الاثم اوشک ان یواقع ما استبان والمعاصی حمی اللہ من یرتع حول الحمی یوشک ان
یواقعہ** ترجمہ نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے کہ حلال کہلا ہے اور حرام

بہی کہلاتا ہے اور ان دونو کے درمیان دو طرف مائلتی ہوئیں شبہے کی چیزین ہین کہ نہین معلوم ہین کہ وہ حلال ہین
یا حرام سو جو چہوڑے اُسچیز کو کہ اُسمین اُسکو گناہ اور حرام کا شبہ ہو تو وہ ظاہر حرام چیز کو زیادہ ترچہوڑنے والا ہوگا
اور جو دلیری کرے اُسچیز پر کہ اُسمین اُسکو گناہ کا شک ہو تو قریب ہے کہ اپنے تئین ظاہر حرام مین ڈالے گا اور گناہ
خدا کا رمنہ ہین جو رمن یعنے روکی ہوئی زمین کے آس پاس چرے قریب ہو کہ اپنے تئین رمنہ مین ڈالے ف
اسحدیث مین تقسیم احکام کی سہ طرف تین چیزون کی اور یہ تقسیم صحیح ہے اسواسطے کہ یا تو چیز ایسی ہے کہ نص کی
گئی ہے اسکی طلب پر ساتھہ وعدے عذاب کے اُسکی ترک پر یعنے یا تو وہ ایسی چیز ہوتی ہے کہ اُسکی طلب پر نص ہوتی
ہے اور اُسکے ترک کرنے پر عذاب کا وعدہ ہوتا ہے اور یا اُسکی ترک پر نص ہوتی ہے اور اُسکے کرنے پر عذاب
یا دونو مین سے کسی چیز پر نص نہین ہوتی ہے سو پہلی چیز حلال ظاہر ہے اور دوسری حرام ظاہر ہے اور حلال
ظاہر کے یہ معنے ہین کہ اُسکے بیان کی حاجت نہین ہوتی ہے یا اُسکو ہر کوئی جانتا ہے اور تیسری قسم مشتبہ
ہے پس نہین معلوم ہوتی واسطے مخفی ہونے اُسکے کو پس نہین معلوم ہوتا کہ کیا وہ حلال ہے یا حرام ہے اور جو
چیز کہ ایسی ہو اُس سے پرہیز کرنی لائق ہے اسواسطے کہ اگر وہ نفس الامر مین حرام ہے تو اُسکے گناہ سے بری
ہوا اور اگر وہ حلال ہے تو اُسکو اُسکے ترک پر اجر ملتا ہے ساتھہ اس قصد کے اسواسطے کہ اصل چیزون مین
اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اصل چیزون مین حرمت ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اصل چیزون مین اباحت ہے اور کبہی حرمت
اور اباحت دونو اکٹھے وارد ہوتے ہین پس اگر اون دونو مین سے ایک متاخر معلوم ہو فبہا نہین تو تیسری قسم مین
داخل ہے اور عنقریب ہے کہ مین شبہ کی تفسیر اس باب کے بعد بیان کرونگا اور مراد یہ ہے کہ وہ بعض لوگون پر مشتبہ
ہین ساتھہ دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بہت لوگ انکو نہین جانتے اور اکثر محدثین نے اس حدیث کو
کتاب البیوع مین بیان کیا ہے اسواسطے کہ معاملات مین شبہ بہت واقع ہوتا ہے اور نیز اسحدیث کو نکاح اور شکار
اور ذبائح اور اطعمہ اور اشربہ کے ساتھہ بہی تعلق ہے اور اسحدیث مین دلیل ہے اسپر کہ جائز ہے جرح اور تعدیل اور لوگون
کی (فتح) **باب** تَفْسِيرُ الْمُشَبَّهَاتِ باب ہے اشتباہ والی چیزون کی تفسیر کے بیان مین ف چونکہ نعمان
بن بشیر کی حدیث مین پہلے گذر چکا ہے کہ بہت لوگ اُسکو نہین جانتے ہین تو ارادہ کیا بخاری نے یہ کہ اُسکی
معرفت کا طریق کو معلوم کراوین تاکہ اُس سے پرہیز کیا جاوے سو پہلے وہ چیز ذکر کی جو اُسکو ضبط کرین پہر وہ حدیثین وارد کین
جنسے پکڑے جاتی ہین مرتبے اُسچیز کے کہ واجب ہے پرہیز کرنی اُنسے پہر اُسکے بعد دوسرا وہ باب بیان کیا جسمین
بیان ہے اُسچیز کا کہ مستحب ہے پرہیز اُس سے پہر تیسرا باب یہ بیان کیا کہ اُسمین مکروہ چیزون کا بیان ہے اور اُسکی شرح
یہ ہے کہ یا تو چیز کی اصل حرمت ہے اور یا اباحت اور یا اُسمین شک ہے پس پہلی چیز مانند شکار کی ہے اسواسطے کہ مقرر
ذبح سے پہلے اُسکا کہانا حرام ہے اور جب اسمین شک کرے تو نہ دور ہوگی حرمت اُسکی مگر ساتھہ یقین کے اور اسی کی طرح

اشارہ ہی ساتھہ حدیث عدی بن حاتم کے اور دوسری چیز مانند پاکی کی ہے جبکہ حاصل ہو نہیں وہ ہوتی مگر ساتھہ یقین
حدیث کی اور طرف اسکی اشارہ ہے ساتھہ حدیث عبد اللہ بن زید کے تیسرے باب مین اور اُسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ہے
کہ اُسکے واسطے بی بی اور غلام ہے اور شک کرتا ہے کہ کیا اُسکو طلاق دی ہے یا نہیں اور آزاد کیا ہے یا نہیں پس اس
شک کا کچھہ اعتبار نہین اور وہ دونو اُسکے ملک مین ہین اور تیسری چیز وہ ہے کہ اسکی اصل متحقق نہین اور حرمت
اور اباحت کے درمیان متردد ہے پس اولے ترک کرنا اُسکا ہی اور طرف اسی کی اشارہ ہے ساتھہ حدیث کھجور گری پڑی
دوسرے باب مین (فتح) وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ اَبِی سِنَانٍ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَھْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا
لَا یُرِیْبُکَ یعنے اور حسان نے کہا کہ مینے پرہیزگاری سے زیادہ تر آسان کوئی چیز نہین دیکھی چھوڑ وہ چیز جو شک مین
ڈالے تجھکو یعنے جس چیز کی حلت اور حرمت مین شک ہو اُسکو چھوڑ دے اور جسمین شک نہ ہووے اُسپر عمل کر ف
اور یہ اصل عظیم ہے بیچ پرہیزگاری کے اور ترمذی نے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین پہونچتا ہے
بندہ اس درجے کو کہ ہووے پرہیزگارون سے یہانتک کہ چھوڑے وہ چیز کہ نہین ڈر اُسکا واسطے خوف کی اُس چیز سے کہ اُسمین
ڈر ہے اور خطابی نے کہا کہ جس چیز مین تجھکو شک ہو پس پرہیزگاری اُس سے بچنا ہے پہر وہ بچنا تین قسم پر ہے
واجب اور مستحب اور مکروہ پس واجب بچنا اس چیز سے ہی کہ اُسکے کرنے سے حرام چیز کا ارتکاب لازم آوے اور مستحب بچنا
اُس شخص کے معاملے سے ہی جسکا اکثر مال حرام ہو اور مکروہ بچنا رخصتون مشروعہ سے ہی بطور حقارت کے (فتح) حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ اَنَا سُفْیٰنُ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ حُسَیْنٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ عُقْبَۃَ
ابْنِ الْحَارِثِ اَنَّ امْرَاَۃً سَوْدَاءَ جَاءَتْ فَزَعَمَتْ اَنَّھَا اَرْضَعَتْھُمَا فَذَکَرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَاَعْرَضَ عَنْہُ وَتَبَسَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ وَکَانَتْ تَحْتَہٗ ابْنَۃُ اَبِیْ اِھَابِ
التَّمِیْمِیِّ ترجمہ عقبہ بن حارث سے روایت ہی کہ ایک کالی عورت آئی تو اُسنے کہا کہ مینے تجھکو اور تیری بی بی کو دودھ پلایا
ہی تو عقبہ نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے مُنہ پھیرا اور تبسم فرمایا
اور فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ مینے تم دونو کو دودھ پلایا ہے اور اُسکی بی بی ابو اہاب کی بیٹی تھی ف
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شبہے کی چیز سے بچنا چاہیے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ سے
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عقبہ کو اپنی عورت سے جدا ہونے کا حکم کیا تو اُس عورت کے اس کہنے
کے سبب سے کیا کہ مینے اُن دونو کو دودھ پلایا ہے پس احتمال تہا کہ یہ بات اُسکی صحیح ہو پس حرام کا مرتکب ہوگا پس حکم
کیا اُسکو ساتھہ مفارقت کے عورت کے واسطے احتیاط کے اکثر کے قول پر اور بعض کہتے ہین کہ بلکہ ایک عورت کی شہادت
قبول کی بنا بر اُسکے کہ آیندہ آویگا (فتح) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ قَزَعَۃَ ثَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ
الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ عُتْبَۃُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَھِدَ اِلٰی اَخِیْہِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ ابْنَ وَلِیْدَۃِ

زمعۃ منی فاقبضہ الیک قال فلما کان عام الفتح اخذہ سعد بن ابی وقاص فقال ابن اخی قد عہد الی فیہ فقام
عبد بن زمعۃ فقال اخی وابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ فتساوقا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال سعد یا رسول اللہ ابن اخی کان قد عہد الی فیہ فقال عبد بن زمعۃ اخی وابن ولیدۃ ابی
ولد علی فراشہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو لک یا عبد بن زمعۃ ثم قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الولد للفراش وللعاہر الحجر ثم قال لسودۃ بنت زمعۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
احتجبی منہ لما رای من شبہہ بعتبۃ فما رآھا حتی لقی اللہ عز وجل ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بہائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی تہی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا مجہ سے ہے سو اسکو لے
لینا سو جب فتح مکہ کا دن ہوا تو سعدؓ نے اسکو لیا اور کہا کہ یہ میرا بہتیجا ہے کہ میرے بہائی نے مجہکو اسکی وصیت کی
تہی سو کہڑا ہوا عبد بن زمعہ اور کہا کہ یہ میرا بہائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اسکے فرش پر پیدا ہوا سو وہ دونو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس جہگڑتے گئے سو سعدؓ نے کہا کہ یا حضرت یہ میرا بہتیجا ہے میرے بہائی نے مجہکو اسکے حق
مین وصیت کی تہی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بہائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اُسکے فرش پر پیدا ہوا
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے ای عبد بن زمعہ پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکا
بچہونے والے کا ہے یعنے لڑکے کا مالک وہی ہے جسکے نیچے اُسکی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملکیت سے اور زنا کرنیوالے
کو پتہر ہے یا محرومی ہے میراث اور نسب سے یعنے اُس لڑکے کی نسب اس سے ثابت نہین ہوتی پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی بی بی سودہؓ بنت زمعہ کو فرمایا کہ تو اُس سے پردہ کر بسبب کے کہ دیکہی آپنے مشابہت اُسکی ساتہہ عتبہ کے سو نہ
دیکہا اس لڑکے نے سودہؓ کو یہانتک کہ مر گیا ف اور وجہ دلالت کی اس حدیث کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ پردہ
کر تو اس سے ای سودہ باوجودیکہ آپنے حکم کیا کہ وہ اُسکا بہائی ہے اور اُسکے باپ کے نطفے سے ہے لیکن چونکہ آپنے دیکہا
کہ یہ لڑکا عتبہ کے ساتہہ مشابہ ہے تو سودہ کو حکم کیا کہ اُس سے پردہ کرے واسطے احتیاط کے اکثر کے قول پر اور اعتراض کیا
ہے داؤدی نے کہ اس حدیث کو اس باب سے کچہ تعلق نہین اور جواب دیا ہے ابن تین نے ساتہہ اسکے کہ شبہ وہ چیز ہے
کہ ایک وجہ سے حلال کے مشابہ ہو اور ایک وجہ سے حرام کے مشابہ ہو اور بیان اسکا اس قصے سے یہ ہے کہ لاحق کرنا اُس لڑکے
کا ساتہہ زمعہ کے تقاضا کرتا ہے اسکو کہ سودہ اس سے پردہ نہ کرے اور مشابہ ہونا اُسکا ساتہہ عتبہ کے چاہتا ہے اسکو کہ اس سے
پردہ کرے اور ابن قصار نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سودہ کو اُس سے پردہ اسواسطے کرایا تہا کہ خاوند کو جائز ہے
کہ اپنی بیوی کو اُسکے بہائی وغیرہ قرابتیون سے منع کرے اور اُسکے غیر نے کہا کہ واجب ہوا یہ واسطے سخت ہونے امر
حجاب کے بیچ بی بیون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اگر اسکی طرح اور کسی کے حق مین اتفاق پڑے تو پردہ واجب نہین جیسے
کہ واقع ہوا واسطے اعرابی کے کہ کہا واسطے اُسکے کہ شاید کہ کسی رگ نے اسکو کہینچا ہوگا حدثنا ابو الولید ثنا

شُعبَۃُ اَخبَرَنِی عَبدُ اللہِ بنُ اَبِی السَّفَرِ عَنِ الشَّعبِیِّ عَن عَدِیِّ بنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ
عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَنِ المِعرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَابَ بِحَدِّہٖ فَکُل وَاِذَا اَصَابَ بِعَرضِہٖ فَقَتَلَ فَلَا تَاکُل فَاِنَّہٗ وَقِیذٌ
قُلتُ یَا رَسُولَ اللہِ اُرسِلُ کَلبِی وَاُسَمِّی فَاَجِدُ مَعَہٗ عَلَی الصَّیدِ کَلبًا اٰخَرَ لَم اُسَمِّ عَلَیہِ وَلَا اَدرِی اَیُّہُمَا
اَخَذَ قَالَ لَا تَاکُل اِنَّمَا سَمَّیتَ عَلٰی کَلبِکَ وَلَم تُسَمِّ عَلَی الاٰخَرِ ترجمہ عدی بن حاتم رض سے روایت ہے کہ پوچھا مینے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیر بے پر کا حکم پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ اپنی تیزی سے پہونچے
یعنے اپنی تیزی سے شکار کو زخمی کر ڈالے تو اسکو کہا اور اگر اسکو اپنی چوڑان سے پہونچے یعنے شکار کو اس طرح سے
لگے کہ اسکو زخمی نہ کرے تو اسکو نہ کہا اسواسطے کہ وہ وقیذ ہے یعنے مردار ہے اسکا کہانا درست نہین ہے
پہر مینے کہا کہ یا حضرت مین اپنا کتا چھوڑتا ہون اور خدا کا نام لیتا ہون پہر مین اسکے ساتھ شکار پر اور کتا پاتا
ہون کہ مینے اسپر بسم اللہ نہین پڑہی اور مین نہین جانتا کہ دونو مین سے کس نے اسکو پکڑا ہے فرمایا کہ نہ کہا تو نے
تو صرف اپنے کتے پر خدا کا نام لیا ہے اور تو نے دوسرے کتے پر خدا کا نام نہین لیا ف وجہ دلالت کی اس
حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ تو نے تو صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑہی ہے دوسرے پر نہین پڑہی پس بیان کی
واسطے اسکے وجہ منع ہونے کی اور وہ ترک کرنا بسم اللہ کا ہے اور بعضے استدلال کرتے ہین اس سے
اوپر سلّے ذریعے کے اور وہ بہت بعید بات ہے (فتح) **باب** مَا یُتَنَزَّہُ مِنَ الشُّبُہَاتِ باب ہے بیان مین اس چیز
کہ پرہیز کی جاتی ہے شبہات سے حَدَّثَنَا قَبِیصَۃُ ثَنَا سُفیَانُ عَن مَنصُورٍ عَن طَلحَۃَ عَن اَنَسٍ قَالَ
مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِتَمرَۃٍ مَسقُوطَۃٍ فَقَالَ لَولَا اَن تَکُونَ صَدَقَۃً لَاَکَلتُہَا وَقَالَ ہَمَّامٌ
عَن اَبِی ہُرَیرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَجِدُ تَمرَۃً سَاقِطَۃً عَلٰی فِرَاشِی ترجمہ انس رض
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گری ہوئی کہجور پر گذرے سو فرمایا کہ اگر مجھکو اسکا خوف نہ ہوتا کہ
شاید یہ کہجور زکوۃ کی ہو تو مین اسکو کہا لیتا اور کہا ہمام نے ابوہریرہ رض سے اس نے روایت کی ہے حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم سے کہ آپنے فرمایا کہ مین اپنے بچھونے پر گری ہوئی کہجور پاتا ہون ف اس دوسری روایت کے بیان کرنے
مین یہ نکتہ ہے کہ اسمین تعیین ہے اسجگہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمین کہجور پڑی دیکھی اور وہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا بچھونا تہا اور باوجود اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو نہ کہایا اور یہ نہایت تقوی اور
پرہیزگاری ہے اور مہلب نے کہا کہ شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کی کہجورین تقسیم کرتے تہے پہر اپنے گہر کی
طرف پہرتے تہے سو صدقہ کی کہجورون سے آپ کے کپڑے کے ساتھ کوئی کہجور لگی رہتی تہی اور آپ کے بچھونے پر گر پڑتی
تہی نہین تو کیا فرق ہے درمیان اسکے اور درمیان گوشت کہانے آپکے کے اسجہت سے کہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا
مین کہتا ہون کہ نہین منحصر ہے وجود کسی چیز کا صدقہ کی کہجورون سے بیچ گہر آپکے تم تا کہ اس تاویل کی حاجت

بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ کہجور اٹہائی گئی طرف اُس شخص کی کہ مستحق ہے صدقہ کا آپکے گہر والون مین سے اور ہو خبر ہوا
سپرد کرنا اسکا واسطے آپکے یا کہجورین آپکی گہر کی طرف اُٹہائی گئین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو تقسیم کیا تہا
کچہ اُس سے باقی رہین اور امام احمد نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نہ سوئے لوگون نے آپسے
کہا کہ کس چیز نے آپکو بیدار کیا تو فرمایا کہ مینے ایک کہجور پڑی پائی سو مینے اُسکو کہالیا پہر یاد کیا مینے کہ کہجورین
ہمارے پاس صدقہ کی کہجورون مین تہین سو مین نہین جانتا کہ یہ کہجور صدقہ کی کہجورون مین سے تہی یا میرے
گہر والی کہجورون مین سے پس اس فکر نے مجہکو بیدار رکہا اور یہ محمول ہے تعدد واقع پر اور یہ کہ جبکہ آپ کو پڑی
کہجور کہانے کا اتفاق پڑا جیسے کہ اس حدیث مین ہے اور اُس نے آپکو قلق مین ڈالا تو اُسکے بعد آپ کا یہ حال
ہوا کہ جب کوئی ایسی چیز دیکہتے تہے جسمین کہ تردد ہو تو اُسکو احتیاط کے واسطے ترک کر دیتے تہے اور احتمال ہے کہ
آپ کہانے کے وقت تشریع کے مقام مین ہون اور ترک کی حالت مین اپنے خاص نفس مین ہون اور مہلب نے
کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اُسکو تقوی کی وجہ سے چہوڑا تہا اور یہ چہوڑنا واجب نہین سو واسطے کہ اصل یہ ہے
کہ جو چیز کہ آدمی کے گہر مین ہے وہ اُسکو مباح ہے یہانتک کہ قائم ہو کوئی دلیل اوپر حرام ہونے اسکے اور اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تہوڑا صدقہ بہی حرام ہے پس بہت صدقہ بطریق اولی حرام ہوگا (فتح)

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ باب ہے بیان مین اُس شخص کے کہ نہین دیکہتا ہے
وسوسون اور مانند انکی کو شبہات سے **ف** یہ باب معقود ہے واسطے بیان اس چیز کے کہ مکروہ ہے تشدد کرنے سے ورع مین
امام غزالی نے کہا کہ ورع کئی قسم ہے ایک ورع صدیقون کی ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ نہ کہاوے بغیر نیت
قوت عبادت کی اور ایک ورع متقیون کی ہے اور وہ چہوڑنا ہے اُس چیز کا کہ اُسمین شبہ نہین لیکن خوف کرتا ہے
کہ آخر کو حرام تک کہینچے اور ایک ورع صالحین کی ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ راہ پاوے طرف اسکی احتمال تحریم
کا بشرطیکہ اُس احتمال کا کوئی موقع ہو اور اگر اُسکا کوئی موقع نہ ہو تو وہ وسواس والون کی ورع ہے اور اسکے سوا گواہون
کی ورع ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ گواہی کو ساقط کرے یعنے عام ہے کہ یہ چیز متروک حرام ہو یا نہین اور غرض
بخاری کی اسجگہ بیان ورع وسواس والون کی ہے مانند اُس شخص کی کہ شکار کے کہانے سے باز رہے اس خوف
سے کہ یہ شکار کسی آدمی کا ہوگا پہر اُس سے چہوٹ گیا اور مانند اُس شخص کی کہ چہوڑے خریدنا اُس چیز کا کہ محتاج ہے طرف
اسکی مجہول آدمی سے کہ نہین جانتا ہے کہ کیا مال اسکا حلال ہے یا حرام ہے اور نہین ہے اُسجگہ کوئی نشانی کہ دلالت
کرے تانی پر اور مانند اُس شخص کی کہ چہوڑ دے اُس چیز کو کہ اُسمین حدیث وارد ہوئی ہے لیکن وہ بالاتفاق ضعیف ہے
اور واسطے نہ دلیل پکڑنے کے ساتہ اُسکے اور اُسکی اباحت کی دلیل قوی ہو اور اُسکی تاویل منع یا بعید ہے پہ امام بخاری
نے اسمین دو حدیثین بیان کین پہلی حدیث یہ ہے حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ شُكِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا اَيَقْطَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ لَا وُضُوْءَ اِلَّا فِيْمَا وَجَدْتَ الرِّيْحَ اَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ ترجمہ عباد بن تمیم سے روایت ہی کہ اُسنے اپنے چچا سے روایت کی کہا اُنھنے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کی شکایت ہوئی کہ نماز مین کوئی چیز پاتا ہے یعنے اُسکو شبہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز اُسکے پیچھے سے نکلی ہے یا نہین کہ کیا وہ نماز کو توڑ ڈالے فرمایا نہ توڑے نماز کو یہانتک کہ آواز سنے یا بدبو پاوے یعنے جب پیٹ مین گڑگڑاہٹ پاوے اور اُس سے وضو ٹوٹنے کا شبہ پڑے تو نماز کو نہ توڑے اور کہا ابن ابو حفصہ نے زہری سے کہ نہین ہے وضو مگر اُس چیز مین کہ پاوے بدبو کو یا سنے آواز کو **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ محض شبہ کا کچھ اعتبار نہین اُس سے وضو نہین ٹوٹتا بلکہ وہ محض وسوسہ ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور دوسری حدیث عام ہے خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور پہلی حدیث خاص ہے واسطے اُسکے کہ نماز مین ہو اور وجہ اُسکی یہ ہے کہ اکثر اوقات آدمی سے نماز ہی کی حالت مین ہوا نکلتی ہے بخلاف اور توڑنے والی چیزون کے کہ وہ نہین ہجوم کرتی ہین اُس پر مگر نادر اور نہین مراد ہے حصر کرنا نقض وضو کا ساتھ وجود ہوا کے (فتح) **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قَوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ قَوْمًا يَاْتُوْنَنَا لَا نَدْرِيْ اَذَكَرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوْهُ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ ایک گروہ نے کہا کہ یا حضرت کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہین ہم نہین جانتے کہ اُنھون نے اُس پر خدا کا نام لیا ہے یا نہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اُس پر خدا کا نام لو اور کھاؤ **ف** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسحدیث کی اُس پر کہ خدا کا نام لینا ذبح کی صحت کو واسطے شرط نہین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ بسم اللہ کہنا نہین شرط ہے بیچ جائز ہونے کھانے کے ذبیحہ سے وسیأتی تقریرہ وسائر مباحثہ فی کتاب الذبائح مستوفی انشاء اللہ تعالے اور یہ حدیث اصل ہے بیچ حسن ظن رکھنے کو ساتھ مسلمان کے اور یہ کہ سب کام اُسکے محمول ہین کمال پر خاصکر اُس زمانے کی لوگ کہ اُنکے کام تو بطریق اولے کمال پر محمول ہین (فتح) اور اسحدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ سائلون کو معلوم تھا کہ ذبیحہ کو بدون بسم اللہ کے حلال نہ جانتے تھے نہین تو وسوسہ کی کوئی جگہ نہ تھی اور نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے اور بخاری کا اس حدیث کو اس باب مین لانا اس پر ناطق ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب قَوْلِ اللّٰهِ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا

باب ہے اس آیت کی تفسیر کے بیان مین کہ جب دیکھین سودا یا تماشا تو کھنڈ جاوین طرف اُسکی **حَدَّثَنَا** طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَتْ مِنَ الشَّامِ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا اِلَيْهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اِلَّا اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلاً فَنَزَلَتْ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَیْهَا ترجمہ جابر رضہ سے روایت ہے
کہ جس حالت مین کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نماز پڑہتے تھے کہ اچانک ایک قافلہ شام سے غلہ لایا تو لوگ اسکی
طرف چلے گئی یہانتک کہ نہ باقی رہے ساتھہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر بارہ مرد تو اُسوقت یہ آیت اتری کہ جب
دیکھین سودا یا تماشا تو کہنڈجاوین طرف اسکی **ف** گویا کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھہ اس باب کے کہ تجارت
اگرچہ ممدوح ہے اس اعتبار سے کہ وہ حلال کسبون سے ہی لیکن تحقیق مذمت کیجاتی ہے جبکہ مقدم کیجاوے اُس چیز پر کہ جسکا
ہی مقدم کرنا اُسکا اوپر اسکے اور جابر کی یہ حدیث اور اسکی پوری شرح کتاب الجمعہ مین پہلے گذرچکی ہے (فتح الباری)

باب مَنْ لَمْ یُبَالِ مِنْ حَیْثُ کَسَبَ الْمَالَ باب ہی بیان مین اُس شخص کے کہ نہین پرواہ کرتا اسکی کہ اس نے
مال کو کہان سے کمایا حلال سے یا حرام سے **ف** یہ باب اشارت ہی طرف مذمت ترک کرنے کوشش کے کسبون
مین (فتح) حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ ثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت لوگوں پر ایسا آویگا کہ آدمی کچہ پرواہ نہ کریگا اس چیز کی کہ جسکو
لیا کہ کیا حلال سے ہی یا حرام سے یعنی بے دینی حاصل ہوگی مال حاصل کرنے مین شدت حرص اور ضعف ایمان کے
سبب سے حلال اور حرام مین کچہ تمیز باقی نہ رہیگی خواہ رشوت سے ملے خواہ چوری سے خواہ خرچی خواہ سودخوری خواہ ظلم خواہ دغا
بازی سے ملے چنانچہ اس زمانے کا حال ہے کہ مال کو جسطرح سے پاتے ہین کہتے جاتے ہین کہ یاموت اور قیامت سے خبر نہین
ف ایک روایت مین یہ ہے کہ آدمی کچہ پرواہ نہ کریگا کہ اُسنے کہان سے مال کو لیا حلال سے یا حرام سے اور ابن
تین نے کہا کہ خبر دی ساتھہ اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ڈرانے کے مال کے فتنے سے اور یہ حدیث نبوت
کے دلائل سے ہی واسطے خبر دینے آپکے کو ساتھہ آیندہ حالات کے جو آپکے زمانہ مین نہی اور وجہ مذمت کی برابری کرنی ہے
درمیان دونو امرون کے نہین تو حلال کا لینا برا نہین خواہ کسی جگہ سے کماوے واللہ اعلم (فتح) **باب** التِّجَارَةِ
فِی الْبَزِّ وَغَیْرِهِ باب ہے بیان مین تجارت کے بیچ کپڑے وغیرہ کے **ف** اور لفظ بز مین اختلاف ہی اکثر کے نزدیک
یہ لفظ زا کے ساتھہ ہے لیکن نہین ہے حدیث مین وہ چیز کہ خاص کر اُسپر دلالت کرے بلکہ بطریق عام ہونے مباح
کسبون کے اور ابن عساکر نے کہا کہ لفظ بر کو را کے ساتھہ پڑہنا زیادہ تر لائق ہے ساتھہ سوا غاۃ آیندہ باب کے جو کہ بعد ایک
باب کے ہے اور وہ دریا مین تجارت کرنی ہے (فتح) اور راکے ساتھہ معنے اسکے یہ ہین کہ جنگل وغیرہ مین تجارت کرنے
کا بیان لیکن حدیث مین جنگل کی تجارت کا بہی ذکر نہین بلکہ مطلق ہے اگرچہ ظاہر یہی ہے اور اُسکا مقابلہ بہی اسپر
دلالت کرتا ہے) وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ یعنے اور اس آیت کی
تفسیر کا بیان کہ اہل تقوی کی تفسیر مین واقع ہوئی ہے کہ مرد ہین کہ نہین باز رکہتی انکو سوداگری اور نہ بیع ذکر اللہ سے

ف ابن عباس رض سے روایت ہی کہ اسکے معنے یہ ہین کہ نہین باز رکہتی ہے انکو فرض نماز سے (فتح) وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَبَايَعُوْنَ وَيَتَّجِرُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ اِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ یعنے اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ اصحاب تجارت کرتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تہے لیکن جبکہ پیش آتا تہا انکو کوئی حق حقوق اللہ سے تو نہ باز رکہتی تہی انکو تجارت اور نہ بیع ذکر اللہ سے یہانتک کہ اُسکو خدا کی طرف ادا کرتے ف اور ابن عمر رض سے روایت ہی کہ وہ بازار مین تہے پس نماز کی تکبیر ہوئی سو لوگون نے اپنی دکانین بند کین اور مسجد مین داخل ہوئے سو ابن عمر نے کہا کہ یہ آیت انہین اتری اور سفیان ثوری سے روایت ہی کہ لوگ بازار مین خرید و فروخت کرتے تہے اور فرض نماز کو جماعت سے نہ چہوڑتے تہے (فتح) حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ كُنْتُ اَتَّجِرُ فِي الصَّرْفِ فَسَاَلْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا الْمِنْهَالِ يَقُوْلُ سَاَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ اِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَاْسَ وَاِنْ كَانَ نَسِيْئًا فَلَا يَصْلُحُ ترجمہ ابو منہال رض سے روایت ہی کہ مین صرف کی تجارت کیا کرتا تہا یعنے بیع نقد کے ساتہ نقد کے جیسے بیع روپیہ کی ساتہہ روپیہ کے یعنے صرافی کی دکان کیا کرتا تہا سو پوچہا براء اور زید بن ارقم سے بیع صرف کا حکم پوچہا انہون نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تجارت کیا کرتے تہے سو ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع صرف کا حکم پوچہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہاتہون ہاتہہ ہو تو کچہ ڈر نہین یعنے درست ہی اور اگر ادہار ہو تو درست نہین ف یہ جو ابو المنہال نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تجارت کیا کرتے تہے تو اس سے بطور عموم کے ثابت ہوا کہ جنگل مین بہی تجارت کرنی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ بَابُ الْخُرُوْجِ فِي التِّجَارَةِ تجارت کے واسطے باہر نکلنے کا بیان وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ یعنے اور بیان اس آیت کا کہ جب نماز تمام ہو چکے تو پہیل پڑو زمین مین اور ڈہونڈہو فضل اللہ کا ف ابن بطال نے کہا کہ یہ اباحت ہے بعد حرمت کے یعنے اس سے پہلے نماز کے تمام ہونے تک تجارت حرام تہی پہر نماز کے تمام ہونے کے بعد حکم ہوا کہ جائز ہے مانند اس آیت کی کہ جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو اور ابن منیر نے حاشیہ مین کہا کہ غرض بخاری کی یہ ہے کہ سوداگری کے واسطے چلنا پہرنا اور سفر کرنا درست ہے اگرچہ دراز ہو برخلاف اُس شخص کے جو کہ ہے بازار مین نہین جاتا کما سیاتی انشاء اللہ تعالے (فتح) اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کے واسطے باہر نکلنا درست ہے (رت) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ

عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ اسْتَأْذَنَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَكَاَنَّهٗ كَانَ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ اَبُوْ مُوْسٰى فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ اَلَمْ اَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهٗ قِيْلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ فَقَالَ تَأْتِيْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ فَانْطَلَقَ اِلٰى مَجْلِسِ الْاَنْصَارِ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلٰى هٰذَا اِلَّا اَصْغَرُنَا اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ عُمَرُ اَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْهَانِيْ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوْجَ اِلَى التِّجَارَةِ ترجمہ عبید بن عمیر سے روایت ہی کہ ابو موسے اشعری نے عمر فاروق پاس آنیکی اجازت چاہی سو اسکو اجازت نہوئی اور شاید کہ عمر رضہ کسی کام مین مشغول تہے سو ابو موسے پہر گئے تو حضرت عمر رضہ کہبرائے یا اپنے کام سے فارغ ہوئے پہر کہا کہ کیا مینے عبد اللہ بن قیس یعنے ابو موسے کی آواز نہین سنی یعنے سنی ہے انکو اجازت دو کہ اندر آوین کسی نے کہا کہ وہ پہر گئے تو حضرت عمر رضہ نے انکو بلایا اور کہا کہ تم کسواسطے پہر گئے اور میرے پاس اندر نہ آئے سو ابو موسے رضہ نے کہا کہ ہمکو یہی حکم ہوتا تہا کہ بے اجازت کسی کے گہر مین نہ جاوین سو عمر رضہ نے کہا کہ تو اسپر میرے پاس گواہ لا کہ بے اجازت کسی کے اندر جانا درست نہین سو ابو موسےٰ انصار کی مجلس کیطرف چلے اور اُنسے یہ معنے پوچہے کہ کیا تمکو اس حدیث کی خبر ہے کہ تم میری گواہی دو تو انصار نے کہا کہ نہ گواہی دیگا واسطے تیرے اس معنے پر مگر سب سے زیادہ تر چہوٹا ہمارا کہ ابو سعید خدری ہے یعنے یہ حدیث تو ہمارے درمیان ایسی مشہور ہے کہ اسکو ہمارے لڑکے بہی جانتے ہین اور انہون نے بہی اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے سو ابو موسےٰ ابو سعید خدری کو ساتہ لیگئے تو عمر رضہ نے کہا کہ کیا پوشیدہ رہی مجہپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے کوئی چیز باز رکہا مجہکو بازارون کی خرید و فروخت نے یعنے تجارت کے واسطے نکلنا ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تین بار پروانگی چاہے اور اسکو اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ پہر جاوے اور اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ جب صحابی کہے کہ ہمکو اسطرح کا حکم ہوتا تہا تو یہ قول محمول ہے رفع پر یعنے یہ حدیث مرفوع ہے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ صحابی بڑے قدر اور بہت ملازمت والے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پوشیدہ رہتی تہی اور وہ اسکو اپنے سے کم درجے والے آدمی سے سنتا ہے اور بعضون نے دعوی کیا ہے کہ اس سے سمجہا جاتا ہے کہ عمر فاروق رضہ ایک شخص کی حدیث کو قبول نہ کرتے تہے اور یہ دعوی ٹہیک نہین اسواسطے کہ اُسکے بعض طریقون مین آچکا ہے کہ عمر رضہ نے کہا کہ مینے چاہا تہا کہ اُسکو خوب ثابت کرون اور پوری فائدے اسکے کتاب الاستیذان مین آئندہ آوینگے اور یہ جو عمر رضہ نے تجارت کے ساتہ مشغول ہونے کو کہیل کہا تو اسواسطے کہا کہ باز رکہا اُس نے انکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طول صحبت سے یہانتک کہ سنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکے غیر نے وہ چیز کہ انہون نے نہ سُنی اور نہین ارادہ کیا عمر رضہ نے ترک کرنا اصلا ملازمت کا اور وہ ایک نسبتی امر ہے اور تہی حاجت عمر رضہ کی واسطے نکلنے کے طرف بازار کی واسطے کہ تجارت کیا کرتے اپنے مال سے کہ تا کہ بچ جاوین لینے سے

واسطے پوچھنے کو لوگوں کے سوال سے اور ابوہریرۃ نہیں تھے پس اسواسطے انکی صحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اکثر ہوئی اور ملازمت عمرہ کی پوشیدہ نہیں کما سیاتی فی ترجمۃ اور لہو مطلق الصحیح کو کہتے ہیں کہ باز رکھے سواے
کہ حلال ہو یا حرام اور شرع میں لہو فقط الصحیح کو کہتے ہیں کہ حرام ہو (فتح) **باب التجارۃ فی البحر** یعنی دریا میں سوداگری
کرنے کا بیان **ف** یعنے سوداگری کے واسطے دریا میں سوار ہونا اور اسکا سفر کرنا درست ہے (فتح) وقال مطر
لا باس بہ وما ذکرہ اللہ فی القرآن الا بحق ثم تلا وتری الفلک فیہ مواخر لتبتغوا من فضلہ یعنے اور
مطر نے کہا کہ سوداگری کے واسطے دریا میں سوار ہونے کا کچھ ڈر نہیں اور کہا مطر نے کہ نہیں ذکر کیا اسکو خدا نے قرآن میں
مگر ساتھ حق کے یعنے خدا نے جو تجارت کو واسطے دریا میں سوار ہونا قرآن میں ذکر کیا ہے تو اسواسطے ذکر کیا ہے کہ وہ حق ہے
اور جائز ہے پھر مطر نے یہ آیت پڑہی کہ دیکھے تو دریا میں کشتیاں کہ آواز سے پانی کو پہاڑتی ہیں تا کہ ڈہونڈہو تم
فضل اللہ کا یعنے رزق اسکا **ف** اور مطر نے اس آیت کو اباحت پر اسواسطے محمول کیا ہے کہ وہ چلائی گئی ہے
بیچ مقام احسان کے اور اسمیں رد ہے واسطے اس شخص کے جو دریا میں سوار ہونے کو منع کرتا ہے (فتح) الفلک
السفن الواحد والجمع سواء یعنے اور فلک کہ اس آیت میں واقع ہے کشتیوں کو کہتے ہیں اسکا واحد اور جمع
برابر ہے یعنے ایک ہی طرح آتا ہے وقال مجاهد تمخر السفن من الریح ولا تمخر الریح من السفن
الا الفلک العظام یعنے اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ پہاڑتی ہیں کشتیاں پانی کو ساتھ آواز کے
ہوا سے ہوا کو اور نہیں پہاڑتی ہیں کو کشتیوں سے مگر بڑی کشتیاں **ف** اور گویا کہ مجاہد کی مراد یہ ہے کہ پہاڑنا کشتی
کا پانی ساتھ آواز کے سوائے اسکے نہیں کہ وہ ہوا کے واسطے سے ہے اور اسکے قول ولا تمخر الریح الخ کے یہ معنے ہیں
کہ نہیں حاصل ہوتا ہے آواز مگر بڑی کشتیوں سے یا اکثر اوقات چھوٹی کشتیوں سے حاصل نہیں ہوتا اور ظاہر اور صواب
یہ ہے کہ مجاہد کے قول میں السفن فاعل ہے اور اسکے نون پر پیش پڑہنا چاہیے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر قرآن سے
اسواسطے کہ اسمیں فعل کو کشتی کی طرف منسوب کیا ہے (فتح) وقال اللیث حدثنی جعفر بن ربیعۃ
عن عبد الرحمن بن هرمز عن ابی هریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر رجلا من
بنی اسرائیل خرج فی البحر فقضی حاجتہ وساق الحدیث ترجمہ اور ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کو ذکر کیا جو دریا میں سوار ہوا تھا سو اسنے اپنی حاجت پوری کی اور تمام حدیث
کو بیان کیا **ف** یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ میں آئندہ آویگی اور وہاں اسکی شرح بھی بیان ہوگی اور مناسبت
اسکی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہے یعنے ہمکو اسکے ساتھ عمل کرنا درست
ہے جبکہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں وہ چیز کہ اسکو منسوخ کر ڈالے خاصکر جبکہ اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بر قرار رکھا ذکر فرمایا اور یہ بنا ہے اسکے فاعل پر اور جو اسکی مانند ہو اور احتمال ہے کہ مراد بخاری کی اس حدیث کو

لانے سے یہ ہو کہ دریا کا سوار ہونا ہمیشہ متعارف اور مالوف ہے قدیم زمانے سے پس حمل کیا جاویگا اصل اباحت پر یہانتک کہ وارد ہو کوئی دلیل اُسکے منع پر یعنے چونکہ اسکے منع ہونے کی کوئی دلیل نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ تجارت کے واسطے دریا میں سوار ہونا درست ہے (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا وَقَوْلِہٖ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَقَالَ قَتَادَۃُ کَانُوْا یَتَّجِرُوْنَ وَلٰکِنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا نَابَھُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰہِ لَمْ تُلْھِھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ حَتّٰی یُؤَدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو کہنڈ جاوین طرف اسکی اور چھوڑ دیں تجھکو کہڑا اور بیان اس آیت کا کہ مرد ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے انکو تجارت اور بیع ذکر اللہ سے اور قتادہ نے کہا کہ تھے اصحاب تجارت کرتے لیکن جب پیش آتا انکو کوئی حق حقوق اللہ سے تو نہ باز رکھتی انکو تجارت اور نہ خرید و فروخت ذکر اللہ کے سے یہانتک کہ ادا کرتے اسکو طرف اللہ کی **ف** یہ باب پہلے بھی گذر چکا ہے غلطی کاتب سے پھر یہان دوبارہ لکھا گیا (فتح) **حدثنا** محمد ثنا محمد بن فضیل عن حصین عن سالم بن ابی الجعد عن جابر قال اقبلت عیر ونحن نصلی یوم الجمعۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانفض الناس الا اثنی عشر رجلا فنزلت ھذہ الایۃ واذا راوا تجارۃ او لھوا ن انفضوا الیھا وترکوک قائما ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ شام سے قافلہ آیا اور ہم جمعہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سو لوگ کہنڈ گئے مگر بارہ آدمی پس یہ آیت اتری کہ جب دیکھیں سودا بکتا یا تماشا تو کہنڈ جاوین طرف اسکی اور چھوڑ دیں تجھکو کہڑا **باب** قول اللہ تعالی انفقوا من طیبات ما کسبتم یعنے باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے **ف** یہ باب سے پہلے گذر چکا ہے کہ اُسنے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مراد کسب سے اس آیت میں تجارت ہے (فتح) **حدثنا** عثمان بن ابی شیبۃ ثنا جریر عن منصور عن ابی وائل عن مسروق عن عائشۃ قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا انفقت المراۃ من طعام بیتھا غیر مفسدۃ کان لھا اجرھا بما انفقت ولزوجھا بما کسب وللخازن مثل ذلک لا ینقص بعضھم اجر بعض شیئا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنی گھر سے کسی کو خدا کے راہ میں کہانا دیوے بدون لٹائی تو اسکو ثواب دینے کا ہے اور اسکے خاوند کو کمائی کا اور اناج رکھنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ہے نہ گھٹاویگا ایک دوسرے کے ثواب سے کچھ یعنے تینوں کو پورا ثواب ملیگا **ف** یہ حدیث اور اسکی پوری شرح کتاب الزکاۃ میں پہلے گذر چکی ہے مراد اس حدیث میں کسب خاوند سے تجارت وغیرہ ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** یحیی بن جعفر ثنا عبدالرزاق عن معمر عن ھمام قال سمعت ابا ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا انفقت المراۃ من کسب زوجھا من غیر امرہ

فلها نصف اجره ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے خاوند کی کمائی
مین سے صدقہ کرے راہ مین خرچ کرے بدون اجازت اسکی کے تو عورت کو خاوند کے آدہے ثواب کے برابر ثواب ملیگا ف اور اس
حدیث مین رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ عورت کو خاوند کے مال مین سے اسی وقت خرچ کرنا جائز ہے جبکہ اس نے
اسکو اسکی اجازت دی ہو اور اولی یہ ہے کہ حمل کیا جاوے اسپر جبکہ خرچ کرے اس چیز سے کہ خاص کیا ہو اسکو خاوند نے
ساتھ اسکے جب خرچ کرے اسکو بدون کہے اسکے پس تحقیق صادق آتا ہے اسپر ہونا اسکا کمائی خاوند سے
پس ثواب دیا جاویگا اوپر اسکے اور ہونا اسکا بغیر اجازت اسکی کے اور احتمال ہے کہ اسکو مجمل طور سے اذن دیا ہو
لیکن منفی وہ چیز ہے جو بطور تفصیل کے ہو اور ضرور ہے کہ ان دونو معنے مین سے ایک پر حمل کیا جاوے ورنہ پس جس جگہ کہ
اسکی اجازت نہ ہوگی نہ بطور اجمال کے اور نہ بطور تفصیل کے تو اسوقت وہ گنہگار ہوگی ثواب دی گئی اور یہ جو فرمایا کہ
اسکو خاوند کے ثواب کے آدہے کی برابر ثواب ملے گا تو یہ محمول ہے اسپر جبکہ ہو وہان کوئی کہ اسکو خیرات کو جاری کرنے
پر مدد دے برخلاف حدیث عائشہ رضہ کے کہ اسمین خادم کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے یا ابوہریرہؓ کی حدیث مین نصف
کے معنے یہ ہین کہ مرد اور عورت کا ثواب جبکہ دونو جمع ہون ہوگا واسطے عورت کو آدہا اسکے پس واسطے ہر ایک کے
پورا ثواب ہے تو گویا کہ وہ دو نصف ہین (فتح) **باب** من احب البسط في الرزق جسکو خوش لگے کہ میری
روزی کشادہ ہو تو چاہیے کہ اپنے قرابتی لوگون کی خبرگیری کرے ف اور سمجھی جاتی ہے اس سے یہ بات کہ یہ
محبت رکہنی جائز ہے کہ میری روزی کشادہ ہو برخلاف اسکے جو اسکو مطلق برا جانتا ہے (فتح) حدثنا
محمد بن ابي يعقوب الكرماني ثنا حسان ثنا يونس قال محمد هو الزهري عن انس بن مالك
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سره ان يبسط له رزقه او ينسأ في اثره
فليصل رحمه ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جسکو خوش
لگے یہ بات کہ اسکی روزی کشادہ ہو اور اسکی زندگی زیادہ ہو تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے یعنے اگر محتاج
ہون تو انکے کہانے کپڑے کی خبر لے اور اگر محتاج نہین تو اور طرح سے سلوک کرتا رہے تحفے دیا کرے محبت سے ملے ف
علما نے کہا ہے کہ رزق کشادہ ہونے کے یہ معنے ہین کہ اسکے روزی مین برکت ہوتی ہے اور عمر کے زیادہ ہونیکے یہ
معنے ہین کہ بدن مین قوت حاصل ہوتی ہے اسواسطے کہ برادری سے سلوک کرنا صدقہ ہے اور صدقہ مال کو زیادہ کرتا
ہے پس زیادہ ہوتا ہے مال ساتھ اسکے اور پاک ہوتا ہے اسواسطے کہ آدمی کی روزی اپنی ماں کے پیٹ مین لکہی جاتی
ہے پس اسواسطے حاجت ہوئی طرف اس تاویل کی اور یا معنے یہ ہین کہ وہ لکہی جاتی ہے مقید ساتھ شرط کے مانند اسکی
کہ کہا جاتا ہے کہ اگر اپنی برادری سے سلوک کریگا تو اسکو اتنی روزی ملے گی نہین تو اتنی اور یا اسکے معنے یہ ہین کہ
وہ مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے اور عجب بات کہی حکیم ترمذی نے پس کہا کہ مراد ساتھ اسکے یہ ہے کہ وہ برزخ مین

لم رہتا ہے اور ابن قتیبہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ لکھی جاتی ہو واسطے آدمی کے عمر ایک سو برس لیکن زیادہ ہیں برس
پس اگر برادری کی خبر گیری کرے تو زیادہ بڑھ جاتا ہے نہیں تو نہیں اور اُسکے غیر نے کہا کہ جو فرشتہ کہ اُسکے ساتھ
موکل ہے اُسکے پاس جو چیز لکھی ہے وہ بغیر اس چیز کے ہے جو خدا کے نزدیک معلوم ہے سو جو چیز کہ فرشتے کے پاس لکھی
ہے اسمین بدلنا راہ پاتا ہے یعنے وہ کم و بیش ہو جاتا ہے اور جو خدا کے نزدیک معلوم ہے وہ کم و بیش نہیں
ہوتا اور توجیہ اُسکی یہ ہے کہ معاملات ظاہر پر محمول ہین اور معلوم باطن پوشیدہ ہے پس یہ ظاہر جسپر کہ فرشتہ واقف ہوا
ہے یہی ہے جسمین کہ کمی بیشی اور محو و اثبات داخل ہوتی ہے اور حکمت اسمین پہونچانا اُسکا ہے طرف مکلف
کی تا کہ جانے ثواب جوڑنے کا اور گناہ توڑنے کا اور تفصیل اس مسئلہ کی کتاب القدر مین آویگی (فتح) **بَابُ**
شِرَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيْئَةِ خرید نا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اناج کو ساتھ وعدہ کے **ف**
ابن بطال نے کہا کہ وعدے کو خرید نا بالاجماع جائز ہے مین کہتا ہون کہ شاید بخاری نے خیال کیا ہے کہ کوئی خیال
کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدے کو نہیں خرید اس واسطے کہ وہ قرض ہے سو ارادہ کیا اسنے یہ کہ اس خیال کو
دفع کرے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ
فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى طَعَامًا مِنْ رَجُلٍ
يَهُوْدِيٍّ اِلٰى اَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيْدٍ ترجمہ اعمش رض سے روایت ہے کہ ذکر کیا ہمنے نزدیک ابراہیم نخعی
کے رہن کو بیع مین تو اُسنے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے عائشہ رض سے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک یہودی سے غلہ خرید اساتھ وعدہ ایک مدت معلوم کے اور اپنی زرہ اُسکے پاس گرو رکھی **ف** اسحدیث سے
معلوم ہوا کہ جائز ہے مول لینا کچھ ساتھ وعدہ کے (ق) **حَدَّثَنَا** مُسْلِمٌ ثَنَا هِشَامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ
ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ ثَنَا اَسْبَاطٌ اَبُو الْيَسَعِ الْبَصْرِيُّ ثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ مَشٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ
وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِاَهْلِهِ
وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ وَاِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ ترجمہ انس رض
سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کی روٹی اور چربی بدبودار لائے اور حالانکہ گرو رکھی تھی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ مدینے مین ایک یہودی کے پاس اور اُس سے اپنے گھر والون کے لیے جو لیے
تھے اور مقرر مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ نہیں شام کی نزدیک اہل بیت محمد کے ایک صاع گیہون
کی نے اور نہ ایک صاع کسی اور اناج کی نے اور حالانکہ آپکے پاس نو بی بیان تھین **ف** اسحدیث سے بھی معلوم ہوا
کہ وعدے سے خریدنا درست ہے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ** كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهٖ کمانا مرد کا اور عمل کرنا اُسکا

اپنے ہاتھ سے **ف** عطف عمل کسب پر عطف خاص کا ہے عام پر اسواسطے کہ کسب عام ہے اس سے کہ ہاتھ سے ہو یا اسکے
غیر سے اور علماء کو اختلاف ہے افضل کسبون مین کہ سب کسبون مین کون کسب افضل ہے اور ماوردی نے کہا کہ اصول کسبون کی
کھیتی اور سوداگری اور صنعت ہے اور مشابہ ساتھ مذہب شافعی کے یہ ہے کہ پاک تر کسبون کا تجارت ہے اور کہا کہ راجح تر نزدیک
میرے یہ ہے کہ پاک تر سب کسبون سے کھیتی ہے اسواسطے کہ وہ اقرب ہے طرف توکل کی اور تعاقب کیا ہے اسکا نووی نے
ساتھ حدیث مقدام کے جو اس باب مین ہے کہ پاکیزہ ترین وہ کسب ہے کہ ہاتھ کے عمل سے ہو پس اگر وہ کھیتی کرنے والا ہو
تو سب کسبون سے پاکیزہ تر ہے اسواسطے کہ شامل ہے وہ عمل ہاتھ کو اور اسواسطے کہ اسمین توکل ہے اور اسواسطے کہ
اسمین نفع عام ہے واسطے آدمیون کے اور چارپایون کے اور اسواسطے کہ ضرور ہے اسمین عادت مین یہ کہ کھایا جاوے اس سے
بغیر عوض کے مین کہتا ہون کہ اس سے زیادہ تر ہاتھ کا عمل وہ ہے کہ کمایا جاوے کافرون کے مالون سے ساتھ جہاد
کے اور یہی کسب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپکے اصحابؓ کا اور وہ سب کسبون سے افضل ہے اسواسطے کہ اسمین
بلند کرنا ہے کلمہ اللہ کا اور اسکے دشمنون کے کلمہ کا ذلیل کرنا ہے اور اسمین نفع آخرت کا ہے اور جو اپنے ہاتھ سے
کسب نکرے تو اسکے حق مین کھیتی کرنی افضل ہے واسطے اس چیز کے کہ ہمنے اسکو ذکر کیا مین کہتا ہون کہ وہ مبنی ہے
اسپر کہ بحث کی ہے اس نے بیچ اسکے کہ اسمین نفع متعدی ہے یعنی اس سے غیر کو بھی نفع پہونچتا ہے اور نفع متعدی صرف
کھیتی ہی مین بند نہین بلکہ جو کوئی ہاتھ کے کسب سے کماوے اسکا نفع متعدی ہے اور اس سے دوسرے کو بھی نفع پہونچتا
ہے واسطے اس چیز کے کہ اسمین طیار کرنا ہے اسباب اس چیز کا کہ محتاج ہین طرف اسکی لوگ اور حق یہ بات ہے کہ اسکے مراتب
مختلف ہین اور کبھی مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے یعنے کسی حال مین کوئی کسب افضل ہوتا
ہے اور کسی کے حق مین کوئی اور یہ اللہ کو معلوم ہے اور ابن منذر نے کہا کہ ہاتھ کا کسب عملون سے اسوقت افضل ہے جبکہ
کسب کرنیوالا خیرخواہی کرے جیسے کہ ابوہریرہؓ کی حدیث مین اسکی تصریح آچکی ہے مین کہتا ہون کہ اسکی شرط یہ ہے کہ
یہ اعتقاد نہ رکھے کہ روزی کسب کے سبب سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ رزق اللہ کی طرف سے ہے ساتھ اسکی
اور وسیلہ کے اور ہاتھ کے کسب کی فضیلت سے ہے مشغول ہونا ساتھ امر مباح کے اور منہ پھیرنا ہے بیفائدہ کامون
اور کھیل سے اور توڑنا نفس کا ہے ساتھ اسکے اور بچنا ہے ذلت سوال سے اور حاجت سے طرف غیر کی پھر بخاری نے
اس باب مین حدیثین بیان کین انمین سے پہلے تجارت کے باب مین ہے اور دوسری زراعت کے باب مین ہے اور تیسری
اور جو اسکے مابعد ہے صنعت مین ہے (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَھْبٍ عَنْ یُوْنُسَ
عَنِ ابْنِ شِھَابٍ حَدَّثَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ قَالَ لَقَدْ
عَلِمَ قَوْمِیْ اَنَّ حِرْفَتِیْ لَمْ تَکُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَؤُنَۃِ اَھْلِیْ وَشُغِلْتُ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَسَیَاْکُلُ اٰلُ اَبِیْ بَکْرٍ
مِنْ ھٰذَا الْمَالِ وَیَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِیْنَ فِیْہِ ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے

تو کہا کہ میری قوم یعنے قریش یا مسلمانون کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تہا کہ میرے عیال کو خرچ سے عاجز کرے
اور کفایت نہ کرے یعنے انکو معلوم ہے کہ میرا پیشہ میرے عیال کے خرچ کو کفایت کرتا تہا اور مین مسلمانون کے کام کے
ساتہہ مشغول ہوا ہون سو ابوبکر کے گہر والے اس مال یعنے بیت المال سے کہاوینگے اور مسلمانون کے واسطے اسمین کام کرینگا
یعنے مین جسقدر بیت المال سے کہاؤنگا اُسی قدر بیت المال کے مال کے ساتہہ لوگون سے تجارت کرا کے اُسکا نفع اُس
مین داخل کرونگا اور خیر خواہی مین کوشش کرونگا ف اسمین اشارہ ہے طرف اسکی کہ وہ اپنا خرچ اور اپنے عیال
کا خرچ اپنے کسب سے کماتے تہے بغیر عاجز ہونے کو یہ تمہید ہے بطور عذر کے اُس چیز سے کہ لیوے اُسکو مال مسلمانون سے جبکہ
محتاج ہو طرف اُسکی اور ابن منذر اور ابن سعد نے اسناد صحیح کی ساتھ روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضہ مرض الموت بیمار ہوئے
تو کہا کہ دیکہو کیا زیادہ ہوا ہے میرے مال مین جب سے کہ مین خلیفہ ہوا ہون سو بہیجدو اُسکو طرف خلیفے کی کہ میرے بعد ہو
سو جب ابوبکر مر گئے تو ہمنے نظر کی تو ناگہان ایک غلام تہا جو انکے لڑکون کو اٹہایا کرتا تہا اور ایک اونٹ تہا جو انکی
باغ کو پانی پلاتا تہا تو ہمنے ان دونون کو عمر رضہ کے پاس بہیجا تو عمر رضہ نے کہا کہ خدا کی رحمت ہو ابوبکر پر کہ البتہ
محنت مین پڑا اُسکے بعد والا اور ایک روایت مین ہے کہ ایک غلام تہا جو مسلمانون کے لیے تلوارین بنایا
کرتا تہا اور ابوبکر کے گہر والون کی خدمت کیا کرتا تہا اور جو صدیق اکبر نے کہا کہ مین مسلمانون کے کام کے ساتہ
مشغول ہوا ہون تو اسمین اشعار ہے واسطے علت کی اور یہ کہ جو امر مذکور کے ساتہہ مشغول ہو وہ لائق ہے ساتہ
اسکے کہ وہ اور اسکے گہر والے بیت المال سے کہاوین اور صرف کہانے کو ذکر کیا اور کسی حاجت کو ذکر نہ کیا تو اسواسطے
کہ وہ سب حاجتون سے اہم اور معظم ہے یعنے اُسکی سب حاجتون سے زیادہ تر حاجت ہے اور ابن تین نے کہا کہ اسمین دلیل
اسپر کہ جائز ہے عامل کو یہ کہ پکڑ لے عرض کو یعنے چاندی سونے کے سوا اور اسباب کو اُس مال کو کہ اُسمین کام کرے
بقدر حاجت اپنی کے جبکہ اُسکے اوپر کوئی امام نہ ہو جو کہ اُسکے واسطے اجرت معلوم کو معین کرے مین کہتا ہون
پر لیکن ابوبکر کے قصے مین یہ ہے کہ جسقدر کہ ابوبکر بیت المال سے لیتے تہے وہ مقرر کیا گیا تہا واسطے اُسکے ساتہ اتفاق
اصحاب کے جیسے کہ ابن سعد نے روایت کی ہے اور ابوبکر کی یہ حدیث اگرچہ بظاہر موقوف ہے لیکن وہ ساتہ انکے
کہ تقاضا کرتی ہے اُسکو کہ وہ خلافت سے پہلے اپنے اہل کے واسطے کسب کیا کرتے تہے ہوگی مرفوع اسواسطے کہ یہ
ہوگی مانند قول صحابی کے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اسطرح کیا کرتے تہے اور ابن ماجہ وغیرہ نے ام سلمہ
سے روایت کی ہے کہ ابوبکر صدیق رضہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین بصرے کی طرف تجارت کو نکلے اور پہلے
گذر چکی ہے حدیث عائشہ رضہ کی آیندہ آتی ہے کہ اصحاب اپنی جانون کے واسطے کسب کیا کرتے تہے اور یہی بہید ہے
بیچ لانے بخاری کے اس حدیث کو پیچہے حدیث اسکی کے ابوبکر رضہ سے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ
حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ حَدَّثَنِیْ اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَۃَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

عُمّالَ اَنْفُسِہِمْ فَکَانَ یَکُوْنُ لَہُمْ اَرْوَاحٌ فَقِیْلَ لَہُمْ لَوِاغْتَسَلْتُمْ رَوَاہُ ہَمَّامٌ عَنْ ہِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ
ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اپنی جانوں کے واسطے کسب کیا کرتے تھے یعنے اور اسی
حال سے جمعہ کی طرف آتے تھے اور پسینے کے وقت انکے بدن سے بو آتی تھی پس انکو کہا گیا کہ اگر تم نہاتے تو بہتر ہوتا **ف** اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ ہاتھ سے کسب کرنا افضل ہے **حدثنا** اِبْرَاہِیْمُ بْنُ مُوْسٰی اَنَا عِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ
خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ
اَنْ یَّاکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاؤُدَ کَانَ یَاکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ ترجمہ مقدام رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے کوئی کھانا کبھی اپنے ہاتھ کے کسب سے بہتر نہیں کھایا اور البتہ خدا کا پیغمبر داؤد اپنے ہاتھ
کے کسب سے کھاتا تھا **ف** اور مراد ساتھ بہتر ہونے کے وہ چیز ہے کہ لازم پکڑتا ہے اسکو کمانا ہاتھ کا لوگوں سے بے پروا
ہونے سے یعنے آدمی اسمین لوگوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے سوال کی حاجت نہیں پڑتی اور ایک روایت مین ہے کہ نہیں کمایا
مرد نے کچھ پاکیزہ تر اپنے ہاتھ کے کسب سے اور ابن منذر کی ایک روایت مین ہے کہ کسی مرد نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کے
کسب سے حلال تر نہیں کھایا اور ابن عباس رض سے واہی سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے
تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کھیتی کرتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام
کپڑے سیتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے اور اس حدیث مین فضیلت ہے ہاتھ سے کسب کرنے کی
اور مقدم کرنا اس چیز کا کہ مباشر ہو اسکو آدمی ساتھ نفس اپنے کی اس چیز پر کہ مباشر ہو اسکو ساتھ غیر اپنے کی اور صرف
داؤد علیہ السلام کو ذکر کے ساتھ اس واسطے خاص کیا کہ اقتصار کرنا انکا بیچ کھانے کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاجت
کے سبب سے نہ تھا اس واسطے کہ وہ زمین مین خلیفہ تھے جیسے کہ خدا نے فرمایا بلکہ انہوں نے تو چاہا تھا کہ افضل طریق سے کما کر
کھاویں اس واسطے وارد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ انکا بیچ مقام احتجاج کے ساتھ اسکے بنابر اسکے کہ مقدم
کیا اسکو کہ بہتر کسب ہاتھ کا کسب ہے اور یہ بعد برقرار رکھنے اسکے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے
خاص کر اسوقت جبکہ ہماری شرع مین اسکی مدح وارد ہوئی ہو باوجود عام ہونے اس آیت کے کہ انکے طریقے کی پیروی کرو
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسب کرنا توکل مین قدح نہیں کرتا یعنے توکل کے مخالف نہیں (فتح) **حدثنا** یَحْیٰی اِبْنُ
مُوْسٰی ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ہَمَّامِ بْنِ مُنَبِّہٍ نَا اَبُوْ ہُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ
دَاؤُدَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَاکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ مقرر داؤد علیہ
السلام نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کسب سے **حدثنا** یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ
عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ مَوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ہُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّحْتَطِبَ اَحَدُکُمْ حُزْمَۃً عَلٰی ظَہْرِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّسْاَلَ اَحَدًا فَیُعْطِیَہٗ اَوْ یَمْنَعَہٗ ترجمہ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لاوے تو یہ اُسکے حق میں بہتر ہے کسی کے سوال کرنے سے کہ وہ اُسکو دیوے یا نہ دیوے حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوَابٍ ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ الْحَدِيثَ ترجمہ زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی رسیاں لیوے یعنے اور لکڑیوں کا گٹھا لاوے تو یہ اُسکے حق میں بہتر ہے لوگوں کے سوال کرنے سے ف یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے کتاب الزکوٰۃ میں پہلے گذر چکی ہے **بَابُ** السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ خرید و فروخت میں نرمی کرنے کا بیان یعنے خرید و فروخت کے واسطے لین دین میں نرمی کرے سختی نکرے اور نہ جھگڑے وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ اور جو کسی سے اپنا حق چاہے تو چاہیے کہ پرہیزگاری سے چاہے یعنے اُسکو فحش اور ناجائز بات نکہے ف یہ اشارہ ہے طرف اُس چیز کی جو ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی سے اپنا حق مانگے تو چاہیے کہ مانگے بیچ پرہیزگاری کے کہ پوری ہو یا نہ پوری ہو (فتح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى ترجمہ جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا رحمت کرے اُس شخص کو کہ نرمی کرتا ہے جبکہ بیچتا ہے اور جبکہ خریدتا ہے اور جبکہ تقاضا کرتا ہے یعنے نرمی کے ساتھ اُس سے اپنا حق مانگتا ہے جیسا نہیں ف اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر نرمی کرنے کے معاملے میں اور استعمال کرنے معالی اخلاق کے اور ترک کرنے جھگڑے کی اور رغبت دلاتا ہے اسپر کہ مطالبہ میں لوگوں پر تنگی نہ کرنی چاہیے **بَابُ** مَنْ أَنْظَرَ مُوسِرًا مالدار کو مہلت دینے والے کا بیان ف یعنے اُسکی فضیلت کا بیان اور اُسکے حکم اور علماء کو مالدار کی حد میں اختلاف ہے سو بعضے تو کہتے ہیں کہ مالدار وہ ہے کہ ہووے پاس اُسکی خرچ اپنا اور خرچ اُس شخص کا کہ لازم ہے اُسپر نفقہ اُسکا اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ مالدار وہ آدمی ہے کہ اُسکے پاس پچاس درہم ہوں یا اُسکی قیمت کا سونا اور امام شافعی نے کہا کہ کبھی ہوتا ہے آدمی مالدار ساتھ ایک درہم کے باوجود قدرت کسب کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ ہزار درہم کے فقیر بسبب ضعف اپنی کے بیچ جان اپنی کے اور بہت ہونے عیال اُسکے کی اور بعضے کہتے ہیں کہ مالدار اور تنگدست عرف پر موقوف ہے سو جو اپنے مانند کی نسبت سے مالدار گنا جاوے وہ مالدار ہے اور برعکس اُسکے اور پہلی تعریف واسطے اُس آدمی کے ہے جسکو سوال کرنا اور خیرات لینا جائز ہے (فتح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا مَنْصُورٌ أَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَقَالُوا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا

وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُوسِرِ قَالَ قَالَ فَتَجَاوَزُوا عَنْهُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ كُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى الْمُوسِرِ
وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ
فَأُنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيٍّ فَأَقْبَلُ مِنَ الْمُوسِرِ وَأَتَجَاوَزُ
عَنِ الْمُعْسِرِ ترجمہ حذیفہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی اُمت میں ایک مرد کے روح کے
پاس فرشتے آئے تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے تو اُسنے کہا کہ میں اپنے خادموں کو حکم کرتا تھا یہ کہ
مالدار کو مہلت دیں اور اُس سے درگذر کریں حذیفہ نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس فرشتوں نے اُس سے
درگذر کی اور خدا نے اُسکو بہشت میں داخل کیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار پر آسانی کرتا تھا اور تنگدست کو مہلت
دیتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے درگذر کرتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار
سے قبول کرتا تھا اور تنگدست سے درگذر کرتا تھا **ف** اور ایک روایت میں ہے کہ تم سے اگلی امت میں ایک مرد تھا اُس
پاس فرشتہ آیا تا کہ اُسکی روح کو قبض کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ مینے کوئی نیک
عمل کیا سو کہا گیا کہ دیکھ اُس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ مینے کوئی نیک عمل کیا ہو سوا اسکے پھر باقی حدیث بیان کی
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالدار کو مہلت دینے کی بڑی فضیلت ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا
تنگدست کو مہلت دینے والے کا بیان یعنے اُسکی فضیلت کا بیان **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
حَمْزَةَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ
أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد تھا کہ
لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا سو جب تنگدست کو دیکھتا تھا تو اپنے خادموں سے کہتا تھا کہ اُس سے درگذر کرو شاید کہ خدا ہمارے
عذاب سے درگذر کرے سو خدا نے اُس سے درگذر کی **ف** اس حدیث سے اور جو اس سے پہلے باب میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب
نیکی محض خدا کے واسطے ہو تو بہت گناہوں کو دور کر دیتی ہے اگرچہ وہ نیکی تھوڑی ہو اور یہ کہ جو آدمی کہ اُسکے ساتھ
حکم کرے اُسکو بھی ثواب ہوتا ہے اگرچہ خود اپنے ہاتھ سے نہ دیوے اور یہ سب بعد مقرر رکھنے اس بات کے ہے کہ پہلے نبیوں
کی شرع اگر ہماری شرع میں مدح کے سیاق میں واقع ہو تو وہ حسن ہے نزدیک ہمارے (فتح) **باب** إِذَا بَيَّنَ
الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا باب ہے اس بیان میں جبکہ بیان کریں بائع اور مشتری عیب مبیع اور ثمن کو اور نہ چھپاویں
اُسکو اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں تو اُنکے واسطے برکت ہوتی ہے **ف** ابن بطال نے کہا کہ اصل اس باب کا
یہ ہے کہ مسلمان کی خیر خواہی فرض ہے (فتح) وَيُذْكَرُ عَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَا اشْتَرَى مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ مِنَ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ لَا دَاءَ وَلَا

خِبْثَۃَ وَلَا غَائِلَۃَ یعنے اور ذکر کیا جاتا ہے عداء بن خالد سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے لکھا یہ کہ یہ خط
خریدنے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے عداء بن خالد سے یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان سے نہ اسمین بیماری
ہی اور نہ پلیدی اور نہ گناہ **ف** مراد بیماری سے عیب ہے اور مراد ساتھ اسکی عیب باطن کا ہے برابر ہے کہ اُس سے کوئی چیز ظاہر
ہو یا نہ مانند درد پیٹ کی اور کہانسی کی اور ابن منیر کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ مراد آپکے قول لَا دَاءَ سے مطلق بیماری کی
نفی نہیں بلکہ مراد وہ بیماری ہے کہ بائع خریدار کو اُسکی اطلاع نہ دیوے اور اگر اُسکو عیب کی اطلاع دیدیوے تو پہر گناہ نہیں
اور مراد پلیدی سے بُری اخلاق ہین مانند بہاگنے کی اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اُس سے حرام ہے اور ابن عربی نے کہا کہ
داء وہ ہے جو پیدایش مین ہو اور پلیدی وہ جو عادت مین ہو اور غائلہ وہ سکوت کرنا بائع کا ہے اُس چیز پر کہ جانتا ہے
مکروہ سے بیع مین اور بعضے کہتے ہین کہ مراد غائلہ سے فسق و فجور ہے (فتح) حاصل یہ ہے کہ یہ غلام اچہا ہے عیب دار نہیں
اور اس بیع مین طرفین سے دغا اور فریب نہیں اور یہ اشارہ ہے ساتھ رعایت خیر خواہی اور حقوق اسلام کے اس
بیع مین طرفین سے اور اسمین ابتداء کرنا ہے ساتھ اسم مفعول کے شرطون مین جبکہ ہو وہ خریدار اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ بات لکہی اور حالانکہ آپ یہ عہد کا توڑنا جائز نہین واسطے تعلیم خلق کے پہر یہ عہد لکہنا بطور استحباب کے ہے اس
واسطے کہ کبہی اکثر خرید و فروخت بغیر عہد لکہے ہوتی ہے اور اسمین لکہنا اپنے نام کا ہے اور اپنے باپ کی نام کا جبکہ مشہور ہو ساتہ ایک
صفت کی کہ خاص کرے اسکو اور بیع و شراء مین فرق نہین بلکہ دونوں کا یہی حکم ہے اور اتفاق ہے سب کا اسپر کہ بائع حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور مشتری عداء تہا اور ترکیب مقلوب ہے (فتح) وَقَالَ قَتَادَۃُ اَلْغَائِلَۃُ الزِّنٰی وَالسَّرِقَۃُ وَ
الْاِبَاقُ اور قتادہ نے کہا کہ مراد ساتھ غائلہ کے زنا اور چوری اور بہاگنا ہے وَقِیْلَ لِاِبْرَاھِیْمَ اِنَّ بَعْضَ النَّخَّاسِیْنَ
یُسَمِّیْ اٰرِیَّ خُرَاسَانَ وَسِجِسْتَانَ فَیَقُوْلُ جَاءَ اَمْسِ مِنْ خُرَاسَانَ وَجَاءَ الْیَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ فَکَرِھَہٗ
کَرَاھِیَۃً شَدِیْدَۃً یعنے اور ابراہیم سے کہا گیا کہ بعض بیچنے والے نام رکہتے ہین طویلے کا خراسان اور
سجستان پس کہتے ہین کہ یہ جانور خراسان سے کل آیا تہا اور یہ سجستان سے آج آیا ہے سو ابراہیم نے
اُسکو سخت مکروہ جانا **ف** آری کے معنے اصطبل ہین یعنے طویلہ اور بعضے کہتے ہین کہ چارپایون کے گہاس کہانے کی
جگہ کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ آری ایک رسّی ہے کہ زمین مین دبائی جاتی ہے اور اسکی ایک طرف نکلی رکہی جاتی ہے
کہ اُسکے ساتھ چارپایہ باندہا جاوے اور معنے اسکے یہ ہین کہ بیچنے والے اپنے چارپایون کی طویلون کا نام شہرون کے نام
سے رکہتے تہے یعنے کہتے تہے کہ یہ طویلہ خراسان کے جانورون کا ہے یعنے یہ جانور خراسان سے لائے گئے ہین اور یہ طویلہ
سجستان کے جانورون کا ہے یعنے جو جانور کہ اس طویلے مین ہین وہ سجستان سے لائے گئے ہین تا فریب اور دہوکہ دیوین
خریدار کو ساتھ اسکی اور اسکو وہم ڈالیں کہ وہ جانور خراسان اور سجستان سے لایا گیا ہے تو خریدار اسکی حرص کرے اور گمان
کرے کہ وہ عنقریب لایا گیا ہے اور ابراہیم نے جو اسکو برا جانا تو اسکا سبب یہ دغا اور فریب اور دہوکہ ہے (فتح) وَقَالَ

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ اَنْ يَّبِيْعَ سِلْعَةً يَعْلَمُ اَنَّ بِهَا دَاءً اِلَّا اَخْبَرَهُ یعنے اور عقبہ نے کہا کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی مرد کے یہ کہ بیچے کسی اسباب کو کہ جانتا ہو کہ اسمین عیب ہے مگر یہ کہ اسکو خبردار کر دے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بیع مین کوئی عیب ہو تو بائع کو اسکا چھپانا درست نہیں **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ اِلٰى حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ترجمہ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا مختار ہین جب تک کہ دونو جدا نہیں ہوئی یا یون فرمایا کہ انکو اختیار ہے یہانتک کہ جدا ہوون پہر اگر دے دونو سچ بولے اور دونو نے عیب ظاہر کر دیا یعنے بائع نے عیب اپنی چیز کا اور خریدار نے عیب قیمت کا بتلا دیا تو انکو اُس خرید و فروخت مین برکت ہوتی ہے اور اگر وے جہوٹ بولے اور عیب کو چھپایا تو انکی خرید و فروخت کی برکت مٹائی جاتی ہے **ف** سچ بولے یعنے بیچنے والے نے مول کرنے مین اور خریدار نے قیمت کے پوری دینے مین اور اس حدیث مین ہے کہ اگر دے دونو سچ بولین تو انکو برکت حاصل ہوتی ہے اور اگر جہوٹ بولین تو انکی برکت مٹائی جاتی ہے اور اگر ایک سے یہ شرط پائی جاوے اور دوسرے سے نہ پائی جاوے تو کیا سچ کہنے والے کو برکت حاصل ہوتی ہے یا نہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو برکت حاصل ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک کی نحوست دوسرے پر پڑ جاوے بانیطور کہ مبیع سے برکت دور کیجاوے جبکہ ایک سے کذب اور کتمان پایا جاوے اگرچہ سچ بولنے والے کو ثواب ہوگا اور جہوٹے کو گناہ ہوگا اور اس حدیث مین ہے کہ دنیا نہیں تمام ہوتا ہے حاصل ہونا اُسکا مگر ساتھ نیک عمل کے اور یہ کہ گناہ کی نحوست دنیا اور آخرت دونو کی نیکی کو دور کر دیتی ہے اور غرض یہان اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ برکت دور کیجاتی ہے واسطے انکے (فتح) **بَابُ** بَيْعِ الْخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ ناقص اور عمدہ کہجور ملی ہوئی کے بیچنے کا بیان **ف** خلط اُن کہجورون کو کہتے ہین جنمین کئی قسم مختلف کی کہجورین ملی ہون اور اکثر اوقات اسکی مانند مین یہ ہے کہ ناکارہ کہجور اکثر ہو عمدہ سے اور فائدہ اس ترجمہ کا دور کرنا وہم اُس شخص کا ہے جو وہم کرتا ہے کہ ایسی کہجور کی بیع جائز نہیں واسطے مخلوط ہونے عمدہ اور ناکارہ کہجور کے اسواسطے کہ یہ ملنا بیع مین قدح نہین کرتا اسواسطے کہ وہ ظاہر جدا جدا ہے پس بیع گنا جاویگا بخلاف اسکے کہ کہجورون کو کسی برتن مین ڈالکر رکہی اسطور سے کہ عمدہ کہجور دیکہی جاوے اور ناکارہ نظر نہ آوے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کہجور کو کہجور کے ساتھہ کم و بیش بیچنا جائز نہیں اور اسیطرح درہمون کو بھی بیچنا جائز نہیں اور پوری شرح اسکی آئندہ آویگی (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ وَكُنَّا نَبِيْعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ

ترجمہ ابو سعید رضؓ سے روایت ہے کہ ہمکو کھجور جمع کی ملتی تھی اور وہ مخلوط کھجور ہے اور ہم دو صاع کو ایک صاع کے بدلے بیچتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے دو صاع بدلے ایک صاع کے اور نہ دو درہم بدلے ایک درہم کے **ف** اور یہ کھجوریں انکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیا کرتے تھے اس چیز سے کہ عطا کیا تھا اللہ نے انکو کھجور وں خیبر کی سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناکارہ کھجور کو عمدہ کے ساتھ برابر بیچنا جائز ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ** مَا قِيلَ فِي اللَّحَّامِ وَالْجَزَّارِ گوشت بیچنے والے اور قصاب کا بیان **حَدَّثَنَا** عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ثَنِيْ شَقِيقٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهُ قَصَّابٍ اجْعَلْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَإِنِّي قَدْ عَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْجُوعَ فَدَعَاهُمْ فَجَاءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ فَأْذَنْ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ يَرْجِعَ رَجَعَ فَقَالَ لَا بَلْ قَدْ أَذِنْتُ لَهُ ترجمہ ابو مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد آیا جسکی کنیت ابو شعیب تھی سو اُسنے اپنے غلام قصاب سے کہا کہ میرے واسطے کھانا طیار کر جو پانچ آدمی کو کفایت کرے اسواسطے کہ مین چاہتا ہون کہ بلاؤن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنے ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہون اور چار آدمی آپکے ساتھ اور ہون اسواسطے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک مین بھوک دیکھی ہے یعنی مجھکو آپکے چہرے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ بھوکے ہین سو اُسنے انکو بلایا تو ایک مرد اُنکے ساتھ اور آیا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آدمی ہمارے ساتھ اور آیا ہے اگر تو چاہے تو اُسکو اجازت دے یعنے کھانا کھانے کی اور اگر تو چاہے تو یہ پلٹ جاوے تو اُسنے کہا کہ نہیں بلکہ مینے اُسکو اجازت دی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گوشت بیچنا جائز ہے اور یہ کسب کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابٌ** مَا يَمْحَقُ الْكَذِبُ وَالْكِتْمَانُ فِي الْبَيْعِ باب ہے بیان مین اس چیز کے کہ دور کرتا ہے جھوٹ بولنا اور عیب چھپانا برکت سے خرید و فروخت مین **ف** امام بخاری نے اس باب مین حکیم بن حزام کی حدیث بیان کی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ مین یعنے اُسکا ترجمہ باب سے مناسب ہونا ظاہر ہے حاجت بیان کی نہین (فتح) **حَدَّثَنَا** بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَبَا الْخَلِيلِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ترجمہ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور خریدار کو اختیار ہے جب تک کہ وہ دونو جدا نہ ہون یا یون فرمایا کہ انکو اختیار ہے یہانتک کہ جدا ہون پس اگر دے دونو سچ بولین اور عیب ظاہر کرین تو انکو اُس خرید و فروخت مین برکت دی جاتی ہے اور اگر دے دونو جھوٹ بولین اور عیب چھپاوین تو اُنکی برکت مٹائی جاتی ہے

باب قول الله تعالى يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً الاية باب ہے اس آیت
کے بیان مین کہ اے ایمان والو مت کہاؤ سود دونے پر دونا اور ڈرو اللہ سے شاید تمہارا بہلا ہو **ف** شاید امام بخاری نے اشارہ
کیا ہے ساتھ اس باب کے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ہے نسائی نے ابوہریرہؓ سے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ لوگ بیاج
کہاوینگے اور جو اسکو نہ کہاویگا اسکو اسکا غبار پہونچے گا یعنے اسکا اثر پہونچے گا کہ اسکا وکیل ہوگا یا گواہ یا تمسک
لکہنے والا یا درمیان پڑیگا یا سود خوار کے ساتھ معاملہ کریگا اور ملے گا مال اسکا ساتھ مال اسکے کے اور روایت کی ہے
مالک نے زید بن اسلم سے اس آیت کی تفسیر مین کہ تہا بیاج جاہلیت مین یہ کہ ہوتا تہا واسطے ایک مرد کے دوسرے پر حق
ایک میعاد معلوم تک اور جب مدت کا وقت گذر جاتا تہا تو حقدار قرضدار کو کہتا تہا کہ کیا تو حق ادا کریگا یا بیاج دیگا
پس اگر وہ ادا کرتا تہا تو وہ اسکو لے لیتا تہا نہین تو وہ بیاج دینا منظور کرتا تہا اور وہ حقدار اسکو مہلت اور زیادہ
کر دیتا تہا (فتح) **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ ثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا اَخَذَ الْمَالَ اَمِنَ الْحَلَالِ
اَمْ مِنَ الْحَرَامِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر لوگوں پر ایک زمانہ آویگا کہ آدمی
کچہ پرواہ نہ کریگا کہ اس نے کس وجہ سے مال کو لیا ہے کیا حلال سے یا حرام سے **ف** یہ حدیث عام ہے بیاج کو بہی شامل
ہے پس معلوم ہوا کہ بیاج کا لینا بہی درست نہین وفيه المطابقة للترجمة (ت) **باب** اٰكِلِ الرِّبٰوا وَشَاهِدِهٖ
وَكَاتِبِهٖ بیاج کہانیوالے اور اسکے گواہ اور لکہنے والے کا بیان یعنے انکے حکم کا بیان اور اصل کلام اسطرح سے ہے کہ
باب ہے بیچ گناہ یا مذمت ان لوگوں کے (فتح) وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا
يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا اِلٰى قَوْلِهٖ اَصْحَابُ
النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ یعنے اور اس آیت کا بیان کہ جو لوگ بیاج کہاتے ہین نہ اٹہینگے قیامت کو مگر جسطرح
اٹہتا ہے جسکے حواس کہو دئے جن نے لپٹ کر یہ اسواسطے کہ انہون نے کہا کہ سوداگری بہی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا
اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود پہر جسکو پہونچی نصیحت اپنی رب کی طرف سے اور باز آیا تو اسکا ہے جو
آگے ہو چکا اور اسکا حکم اللہ کے اختیار مین ہے اور جو کوئی پہر کرے سو وہی ہین دوزخ والے لوگ وہ اسی مین ہمیشہ
رہینگے **ف** طبری نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر مین کہ نہ اٹہینگے قیامت کو مگر جسطرح
اٹہتا ہے جسکے حواس جن نے کہو دئے کہا کہ یہ حال اسکا اسوقت ہوگا جبکہ قبر سے اٹہایا جاویگا اور قتادہ سے روایت
ہے کہ یہ بیاج کہانے والون کی نشانی ہے کہ اٹہائے جاوینگے قیامت کو اسحال مین کہ انکے حواس خبط ہونگے اور بعضے
کہتے ہین کہ معنے اسکے یہ ہین کہ لوگ قبرون سے جلدی نکلینگے لیکن بیاج کہانیوالا بیاج کو اپنے پیٹ مین بڑہاتا
ہے پس ارادہ کریگا جلدی کا پس گر پڑیگا پس ہوگا مانند اس شخص کی کہ اسکے حواس شیطان نے کہو دیے

اور طبری نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ جب انکو کہا گیا کہ یہ بیاج ہے حلال نہین تو کہنے لگے کہ نہین فرق ہے
اسمین کہ ہم سل کو بیع کے اول مین زیادہ کرین یا وقت پہونچنے ذر عدیکے سو خدا نے انکو جھٹلایا اور طبری نے کہا
کہ خدا نے صرف بیاج کہانے والے کو ذکر کیا تو یہ اسواسطے کہ جنکے حق مین یہ آیت اتری وہ بیاج کہاتے تہے نہین تو
یہ وعید حاصل ہے واسطے ہر شخص کے کہ اسکے ساتھ عمل کرے برابر ہے کہ بیاج کہاوے یا نہین (فتح) **حدثنا**
محمد بن بشار ثنا غندر ثنا شعبة عن منصور عن ابی الضحی عن مسروق عن عائشة قالت لما
نزلت اٰخر البقرة قرأهن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہم فی المسجد ثم حرم التجارة فی
الخمر ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب سورہ بقر کی اخیر کی آیتین نازل ہوئین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
انکو اصحاب پر مسجد مین پڑہا پہر شراب کی تجارت حرام کی یعنے حکم فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہے **ف** یہ حدیث کتاب
الصلوة مین پہلے گذر چکی ہے اور آیندہ بہی آویگی **حدثنا** موسی بن اسمعیل ثنا جریر بن حازم ثنا
ابو رجاء عن سمرة بن جندب قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیت اللیلة رجلین اتیانی
فاخرجانی الی ارض مقدسة فانطلقنا حتی اتینا علی نهر من دم فیه رجل قائم وعلی
وسط النهر رجل بین یدیه حجارة فاقبل الرجل الذی فی النهر فاذا اراد الرجل ان یخرج
رمی الرجل بحجر فی فیه فرده حیث کان فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیه بحجر فیرجع کما
کان فقلت من هذا فقال الذی رأیته فی النهر اٰکل الربو ترجمہ سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے آج رات خواب مین دیکہا دو مردون کو کہ میرے پاس آئے تو وہ مجھکو پاک زمین
کی طرف لیگئے سو ہم چلے یہانتک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہونچے اسمین ایک مرد کہڑا ہے اور نہر کے کنارے ایک
مرد ہے اسکے دونو ہاتہ مین پتہر ہین سو جو مرد کہ نہر مین ہے سامنے آیا سو جب اسنے چاہا کہ نہر سے نکلے تو
کنارے والے مرد نے اسکے منہ مین پتہر مارا تو اسکو ہٹا دیا جہان کہ وہ تہا سو جب وہ نکلنے لگتا تہا تو وہ اسکے منہ
مین پتہر مارتا تہا تو وہ پلٹ جاتا تہا اپنے مقام پر تو مینے کہا کہ یہ کون ہے تو ان دونو مردون نے کہا کہ جسکو تونے
نہر مین دیکہا وہ سود خوار ہے کہ بیاج کہاتا تہا **ف** یہ حدیث پوری پہلے کتاب الجنائز مین گذر چکی ہے اور ابن
تین نے کہا کہ باب کی ان دونو حدیثون مین گواہ اور لکہنے والے کا ذکر نہین اور جواب اسکا یہ ہے کہ ذکر کرنا ہے
بطور الحاق کے ہی ساتہ کہانیوالے کے اسواسطے کہ وہ بیاج کہانیوالے کو اسکی مدد کرتے ہین اور یہ وعید اسپر ہے
جو بیاج خور کو اسمین موافق ہووے لیکن جو کہ اسکو لکہے یا حاضر ہووے اس قصے مین اس غرض سے کہ گواہی ہووے
بنا پر اسکے کہ وہ واقعہ مین ہے تاکہ عمل کیا جاوے بیچ اس واقعہ کے ساتہ حق کے تو یہ اچہی نیت ہے یہ وعید مذکور مین
داخل نہین اسمین تو صرف وہی داخل ہے جو بیاج والے کی مدد کرے گواہی سے یا لکہنے سے یعنی بچا ہر شخص ہوگا جس نے

کہا تہا کہ بیع مانند بیاج کی ہے اور نیز عائشہ کی حدیث اخیر سورہ بقرہ کے نزول کو متضمن ہے اور من جملہ اسکے ایک
یہ آیت ہے کہ خدا نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود اور ایک آیت ہے کہ جب معاملہ کرو تم ساتھ قرض کے ایک مدت مقرر
معین تک تو اسکو لکھو اور ایک آیت ہے کہ شاہد کر لو جب سودا کرو تو حکم کیا خدا نے ساتھ کتابت اور گواہی کے
بیع میں جسکو حلال کیا پس سمجھا یا نہی کو کتابت اور گواہی سے سود میں جسکو حرام کیا اور شاید کہ امام بخاری
نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے بیچ حق کاتب اور شاہد کے صریح گیا سو مسلم وغیرہ میں جابر سے
روایت ہے کہ لعنت کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیاج کہانے والیکو اور بیاج دینے والے کو اور اسکے لکہنے
والے کو اور اسکے گواہ کو اور فرمایا کہ وہ گناہ میں سب برابر ہیں اور اصحاب سنن نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت
کی ہے کہ لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج کہانے والے کو اور بیاج دینے والے کو اور اسکے گواہ کو
اور کاتب کو اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بیاج کہانے والا اور کہلانے والا اور گواہ اور کاتب ملعون ہیں اوپر زبان
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے (فتح) **بَابُ مُؤْكِلِ الرِّبٰوا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ**
وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِلٰى مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ باب ہے بیچ بیان کہلانے والے بیاج کے یعنے
بیاج دینے والا بہی بیاج لینے والیکی طرح ہے اور گناہ میں اسکے برابر ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان
والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہا سود اگر تمکو یقین ہے پہر اگر تم یہ نہ کرو تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اسکے رسول سے
اور اگر تم توبہ کرتے ہو تو تمکو پہونچتے ہیں اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر آخر آیت تک **وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ**
هٰذِهٖ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے اور ابن عباس رض نے کہا کہ یہ اخیر آیت ہے جو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر اتری **ف** لَا تَظْلِمُوْنَ کے یہ معنے ہیں کہ اپنے اصل مال سے زیادہ نہ لو اور لَا تُظْلَمُوْنَ کے
یہ معنے ہیں کہ تم سے اصل مال نہ روکا جاوے یعنے قرضدار ایسا نہ کرے کہ اصل مال بھی قرضخواہ کو نہ دیوے کہ یہ ظلم ہے
اور مراد ابن عباس رض کی ہذہ سے يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ تک ہے اور گویا کہ مراد بخاری کی ساتھ
اس اثر ابن عباس رض کے تعیین قول عائشہ کی ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں یعنے مراد ان آیتوں سے یہ آیتیں
ہیں جنکی طرف ابن عباس رض نے اشارہ کیا (فتح) **حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ**
قَالَ رَاَيْتُ اَبِي اشْتَرٰى عَبْدًا حَجَّامًا فَاَمَرَ بِمَحَاجِمِهٖ فَكُسِرَتْ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِ وَنَهٰى عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمَوْشُوْمَةِ وَاٰكِلِ الرِّبٰوا وَمُوْكِلِهٖ وَلَعَنَ
الْمُصَوِّرَ ترجمہ عون بن ابی جحیفہ رض سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کو دیکہا کہ اس نے ایک غلام سینگی لگانے والا
خریدا سو حکم کیا اس نے ساتھ توڑنے سینگیوں کے سو توڑی گئیں تو میں نے اپنے باپ کو پوچہا کہ تو نے اسکی سینگیوں
کو کیوں توڑا سو اس نے کہا کہ منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مول کتے کے سے اور مول سینگی لگانے کے سے

اور منع کیا دوسری عورت کو بدن گودنے اور اسمین نیل بھرنے سے اور بدن گدانے سے اور بیاج کے کہانے اور کہلانے
سے اور لعنت کی تصویر بنانے والے کو **ف** ابو جحیفہ نے جو سینگیون کو توڑا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے
سمجہا کہ یہ نہی تحریمی ہے تو ارادہ کیا ہے اُس نے اُکہاڑنے مادہ کا جڑہ سے تو گویا کہ اُس نے سمجہا کہ یہ غلام نہی کی
اطاعت نہین کرتا اور یہ کسب نہین چہوڑتا اسی واسطے اُس نے سینگیان توڑ ڈالین اور باقی فائدے اسکے
آئندہ آوینگے (فتح) **باب** یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ
باب ہے بیان مین اس آیت کے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑہاتا ہے خیرات کو اور اللہ نہین چاہتا ہی ناشکر گنہگار کو
ف ابن ابی حاتم نے حسن سے روایت کی ہے کہ یہ قیامت کے دن ہوگا کہ اللہ اُس دن بیاج کو اور بیاج کہانیوالے
کو مٹا دیگا اور اسکے غیر نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ اخیر کو اسکا مال کم ہوجاتا ہے اور احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے
کہ بیاج اگرچہ بہت ہو اخیر کو کم ہوجاتا ہے اور عبد الرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ نہین آتے سود خوار پر
چالیس برس مگر کہ مٹ جاتا ہے (فتح) **حدثنا** یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ
قَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْحَلِفُ مُنَفِّقَۃٌ
لِلسِّلْعَۃِ مُمْحِقَۃٌ لِلْبَرَکَۃِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ قسم سبب ہے
واسطے رواج دینے اسباب کے اور دور کرنیوالی ہے واسطے برکت کے یعنے تجارت مین جہوٹی قسم کہانے سے سوداگر کو یہ احتمال ہوتا
ہے کہ میری بکری خوب ہوتی ہے حالانکہ جہوٹی قسم سے سوداگری مین ٹوٹا پڑتا ہے کہ خدا اسکی برکت کو دور کرتا ہے
ف ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے یہ ہے کہ وہ مانند تفسیر کی ہے واسطے آیت کے اس واسطے کہ ربوا
زیادت ہے اور محق نقص ہے پس کہا کہ کس طرح جمع ہوگی زیادت اور نقصان آیت مین سو حدیث نے یہ بات واضح
کردی کہ جہوٹی قسم اگرچہ مال کو زیادہ کرتی ہے لیکن وہ برکت کو دور کردیتی ہے پس اسی طرح یہ آیت ہے کہ مٹاتا
ہے اللہ سود کو یعنے مٹاتا ہے برکت کو بیع سے جسمین کہ بیاج ہو اگرچہ اُسکی گنتی زیادہ ہو لیکن برکت کا دور ہونا
پہونچاتا ہے طرف مٹنے عدد کی دنیا مین یعنے انجام کار مین اُسکا مال کم ہوجاتا ہے اور یا آخرت مین اُسکا اجر مٹ
جاتا ہے (فتح) **باب** مَا یُکْرَہُ مِنَ الْحَلِفِ فِی الْبَیْعِ بیع مین قسم کہانی مکروہ ہے **ف** یعنے مطلق قسم مکروہ ہے
پس اگر قسم جہوٹی ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر قسم سچی ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور سنن مین قیس سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ سوداگرون کے تحقیق حاضر ہوتا ہے بیع کو بے فائدہ اور قسم یعنے خرید و
فروخت مین اکثر بے فائدہ باتین ہوتی ہین لہو اور بہت جہوٹی قسمین بیچ آتی ہین سو ملاؤ بیع کو ساتھ خیرات کے یعنے
اُس سے کچہ للہ بہی دیا کرو تا کفارہ ہو اُسکا (فتح) **حدثنا** عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ھُشَیْمٌ اَنَا الْعَوَّامُ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّ رَجُلًا اَقَامَ سِلْعَۃً وَھُوَ فِی السُّوْقِ فَحَلَفَ بِاللّٰہِ

لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطَ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ
وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا الآيَة ترجمہ عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا اسباب کھڑا کیا اور حالانکہ
وہ بازار میں تھا تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ مجھکو اسکے بدلے یہ چیز ملتی تھی جو اسکو نہ ملتی تھی یعنے اس نے
جھوٹ بولا کہ مجھکو اسکی اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا تاکہ اسمیں کسی مرد مسلمان کو ڈالے اور فریب
دیوے سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول انکو کچھ حصہ نہیں آخرت
میں آخر تک اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ جو سبب کہ حدیث میں مذکور ہے وہ خاص ہے اور ترجمہ
عام ہے لیکن عموم مستفاد ہے قول خدا سے آیت میں ساتھ قسموں اپنی کے (فتح) **باب** مَا قِيلَ فِي
الصَّوَّاغِ باب ہے بیچ بیان زرگر یعنے سنار کے **ف** ابن منیر نے کہا کہ فائدہ ترجمہ کا واسطے اس زرگری
کے اور جو اسکے بعد ہے تنبیہ ہے اسپر کہ یہ کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکو برقرار رکھا باوجودیکہ آپ کو معلوم تھا پس ہوگا علم مانند نص کی اوپر جائز ہونے اسکے کے اور جو اسکے
سوا ہے وہ قیاس سے پکڑا جاویگا (فتح) وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
يُخْتَلَى خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ یعنے ابن عباس
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکے کی گھانس نہ کاٹی جاوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ یا حضرت
مگر اذخر کی گھانس کاٹنے کی اجازت دیجیے کہ وہ مکے والوں کے لوہاروں اور سناروں کے کام آتی ہے یعنے لوہا اور سونا گلانے
میں اور گھروں کے واسطے ہے یعنے انکے گھروں کے چھتوں کے کام آتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کا
کاٹنا درست ہے۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللهِ أَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ
أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ
أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ وَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي ترجمہ حضرت علی سے روایت ہے کہ میرے پاس
ایک اونٹ تھا جو مجھکو مال غنیمت سے حصے میں ملا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو غنیمت کے پانچویں حصے سے
ایک اونٹ دیا تھا سو جب میں نے چاہا کہ فاطمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے پاس داخل ہوں اور انکو تصرف میں لاؤں
تو میں نے بنی قینقاع کے ایک مرد سنار سے وعدہ کیا یہ کہ میرے ساتھ جاوے اور ہم اذخر گھانس لاویں میں نے چاہا کہ اسکو
سناروں سے بیچوں اور اس سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مدد لوں **ف** اس حدیث کی پوری شرح آیندہ آویگی
اور غرض بیان اس قول سے ہے کہ میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ کیا اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ ایک

یہود کی قوم ہے اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے معاملہ کرنا سنار سے اگرچہ مسلمان نہ ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح الباری)
حدثنا اسحاق ثنا خالد بن عبد اللہ عن خالد عن عکرمۃ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ حرم مکۃ ولم تحل لاحد قبلی ولا لاحد بعدی وانما احلت لی
ساعۃ من نہار لا یختلی خلاھا ولا یعضد شجرھا ولا ینفر صیدھا ولا یلتقط لقطتھا الا
لمعرف فقال عباس بن عبد المطلب الا الاذخر لصاغتنا ولسقف بیوتنا فقال الا الاذخر
فقال عکرمۃ ھل تدری ما ینفر صیدھا ھو ان تنحیہ من الظل وتنزل مکانہ قال عبد الوھاب
عن خالد لصاغتنا وقبورنا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر خدا
نے مکہ کو حرام کیا ہے آدمیوں نے اسکو حرام نہیں کیا اور مقرر مجھ سے پہلے کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور نہ میرے
بعد قیامت تک مگر کسی پر حلال ہوگا صرف میرے واسطے ایک ساعت بھر حلال ہوا سو اسکی گھانس کاٹی
جاوے اور اسکا درخت نہ توڑا جاوے اور اسکا شکار نہ ہانکا جاوے اور اسکی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جاوے مگر مشہور کرنے
والے کو کہ ڈھونڈھ کے مالک کو پھر پہونچا دے تو عباس بن عبد المطلب نے کہا مگر اذخر کی گھانس کاٹنے کی اجازت دیجیے
کہ وہ ہمارے سناروں اور گھروں کے کام آتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کی گھانس کاٹنی درست
ہے سو عکرمہ نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اسکے شکار کا ہانکنا کیا ہے وہ یہ ہے کہ تو اسکو سائے سے ہٹا دے
اور خود اسکی جگہ اترے **ف** اور غرض ترجمہ کی اس سے ذکر زرگری کا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکو برقرار
رکھنا یعنے چونکہ زرگری کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ زرگری درست ہے وفیہ
المطابقۃ للترجمۃ **باب** ذکر القین والحداد لوہار کا بیان یعنے لوہار کا کام کرنا درست ہے، **ف** ابن درید نے
کہا کہ اصل میں قین لوہار کو کہتے ہیں پھر عرب میں ہر گلانے والے کو قین کہتے ہیں اور گویا کہ بخاری نے اعتماد کیا ہے
اسپر کہ ان دونوں کے درمیان مغایرت ہے اور اس باب کی حدیث میں صرف قین کا ذکر ہے یعنے زرگر کا اور گویا کہ
بخاری نے لوہار کو بھی اسکے ساتھ لاحق کیا ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے حکم میں وسیاتی الکلام علی
ہذا الحدیث انشاء اللہ تعالے (فتح) حدثنا محمد بن بشار ثنا ابن ابی عدی عن شعبۃ عن سلیمان عن
ابی الضحی عن مسروق عن خباب قال کنت قینا فی الجاھلیۃ وکان لی علی العاص بن وائل دین
فاتیتہ اتقاضاہ قال لا اعطیک حتی تکفر بمحمد فقلت لا اکفر بمحمد حتی یمیتک اللہ ثم تبعث
قال دعنی حتی اموت وابعث فساوتی مالا وولدا فاقضیک فنزلت افرایت الذی کفر
بایاتنا وقال لاوتین مالا وولدا ترجمہ خباب رض سے روایت ہے کہ میں جاہلیت میں سنار تھا یعنے سنار کا کام کیا کرتا
تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرض تھا تو میں قرض مانگنے کو اس پاس آیا اس نے کہا میں تجھکو قرض نہ دونگا یہاں تک کہ تو

محمد کے ساتھ کافر ہوجے یعنے اسلام کا دین چھوڑ کر کافر ہو جاوے تو مین نے کہا کہ نہین کافر ہونگا مین ساتھ محمد کے
یہانتک کہ خدا تجھکو ماری پھر تو جیکر اٹھایا جاوے اُس نے کہا کہ مجھکو چھوڑ تا کہ مین مر جاؤن پھر جی کر اٹھایا جاؤن پس عنقریب
کہ مجھکو ملنا ہے مال اور اولاد تو مین تیرا قرض ادا کرونگا تو یہ آیت اُتری کہ کیا دیکھا تو نے اسکو جو منکر ہوا ہے ہماری آیتون
سے اور کہا کہ البتہ مجھکو ملنا ہے مال اور اولاد **ف** کرمانی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر کر جی اٹھنے
کی بعد کافر ہوگا تو اسکا جواب یہ ہے کہ مر کر جی اُٹھنے کی بعد کافر ہونا ممکن نہین تو گویا کہ مراد اسکی یہ ہے کہ مین کبھی کافر نہین
ہونگا انتہی **باب** الخیاط باب ہے کپڑا سینے والے کے بیان مین **ف** خطابی نے کہا کہ باب کی حدیثون مین
دلالت ہے اوپر جائز ہونے اجارے کے اور سینے مین ایک معنی اثر مین اسواسطے کہ غالب یہ ہے کہ سوئی سینے والے کی
ہوتی ہے پس عمدہ ہوگا بیچ اُسکے ساتھ کاریگری کے آلہ یعنے سوئی اور قیاس چاہتا ہے کہ صحیح نہ ہو اسواسطے کہ اکثر
اوقات ایک دوسرے سے جدا نہین ہوتا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو برقرار رکھا ہے اسواسطے کہ اسمین رفاقت
کرنی ہے اور قرار پایا عمل لوگون کا اوپر اُسکے اور اسکی پوری شرح آیندہ آویگی اور اسمین دلالت ہے اوپر کہ سینا
مروت کی منافی نہین (فتح) **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ
انہ سمع انس بن مالک یقول ان خیاطا دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لطعام صنعہ قال
انس بن مالک فذھبت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ذلک الطعام فقرب الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبزا ومرقا فیہ دباء وقدید فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتتبع
الدباء من حوالی القصعۃ قال فلم ازل احب الدباء من یومئذ ترجمہ انس بن مالک سے روایت
ہے کہ ایک درزی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لیے بلایا جسکو اُس نے تیار کیا تھا یعنے آپکی دعوت کی انس نے
کہا کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کھانے کی طرف گیا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روٹی
اور شوربا لایا جسمین کدو اور گوشت خشک پکا تھا سو مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ کے کنارون سے کدو
تلاش کرتے تھے تو مین اس دن سے ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہون **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درزی کا کسب کرنا
درست ہے **باب** النساج کپڑا بننے والے کا بیان **حدثنا** یحیی بن بکیر ثنا یعقوب بن عبد الرحمن
عن ابی حازم سمعت سہل بن سعد قال جاءت امرأۃ ببردۃ قال اتدرون ما البردۃ فقیل
لہ نعم ھی الشملۃ منسوج فی حاشیتہا قالت یا رسول اللہ انی نسجت ھذہ بیدی اکسوکہا
فاخذھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم محتاجا الیہا فخرج الینا وانہا ازارہ فقال رجل من
القوم یا رسول اللہ اکسنیہا فقال نعم فجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المجلس ثم رجع
فطواھا ثم ارسل بہا الیہ فقال لہ القوم ما احسنت سألتہا ایاہ ولقد عرفت انہ لا یرد

سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰہِ مَا سَأَلْتُہٗ اِلَّا لِتَکُوْنَ کَفَنِیْ یَوْمَ اَمُوْتُ قَالَ سَہْلٌ فَکَانَتْ کَفَنَہٗ ترجمہ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت ایک چادر لائی سہلؓ نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا ہے تو کسی نے اشر سی کہا کہ ہاں وہ چادر ہے جو بُنی ہوئی ہے اپنی دونو حاشیوں میں یعنے اُسکی دونو طرفین اُسمین بنی ہوئی ہین اُس عورت نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مینے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے تاکہ میں وہ آپ کو پہناؤں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو لیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسکی حاجت تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے اور حالانکہ وہ آپ کا تہبند تھا یعنے اُسکو بجائے تہبند کے کمر میں باندہا ہوا تھا سو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ یا حضرتؐ یہ چادر آپ مجھکو پہنا دیں یعنے مجھکو عنایت فرما دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں بیٹھے پہر پہرے اور چادر کو لپیٹا پہر اُسکو اُس شخص پاس بہیجا تو قوم نے اُسکو کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا کہ تو نے وہ چادر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی اور تو پہچانتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو پہیرتے نہیں تو اُس مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں سوال کیا مینے آپ سے واسطے کسی حاجت کی مگر یہ کہ مرنے کے دن میرا کفن ہو سہل نے کہا سو وہ اُسکا کفن ہوا **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الجنائز میں پہلے گذر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑا بننا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** النجار بڑہی کا بیان حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ اَتٰی رِجَالٌ سَہْلَ بْنَ سَعْدٍ یَسْأَلُوْنَہٗ عَنِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی فُلَانَۃَ امْرَأَۃٍ قَدْ سَمَّاہَا سَہْلٌ اَنْ مُرِیْ غُلَامَکِ النَّجَّارَ یَعْمَلْ لِیْ اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَیْہِنَّ اِذَا کَلَّمْتُ النَّاسَ فَاَمَرَتْہُ یَعْمَلُہَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَۃِ ثُمَّ جَاءَ بِہَا فَاَرْسَلَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِہَا فَاَمَرَ بِہَا فَوُضِعَتْ فَجَلَسَ عَلَیْہَا ترجمہ ابو حازم رحمہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سہل پاس آئے اس حال میں کہ اُس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی حقیقت پوچھتے تھے کہ کس چیز سے ہے سو سہل نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانی عورت کو کہلا بہیجا جسکا سہل نے نام لیا تھا یہ کہ اپنے بڑہی غلام سے کہہ کہ میرے واسطے لکڑیوں کا منبر بنا دے کہ میں لوگوں سے کلام کرنے کے وقت اُسپر بیٹھا کروں یعنے اُسپر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ کیا کروں تو اُس عورت نے اُسکو حکم کیا یہ کہ بنا دے اُسکو جنگل کے درخت سے سو وہ اسکو بنا کر لایا تو اس عورت نے اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بہیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے رکھنے کا حکم فرمایا تو رکھا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسپر بیٹھے **ف** اس حدیث کی پوری شرح بھی کتاب الجمعہ میں پہلے گذر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑہی کا کام کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَیْمَنَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ امْرَأَۃً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا اَجْعَلُ لَکَ شَیْئًا تَقْعُدُ عَلَیْہِ فَاِنَّ

لِي غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِي صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ ترجمہ جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت کیا مین آپکے واسطے کوئی چیز بناؤن جسپر آپ بیٹھا کرین اسواسطے کہ میرا غلام بڑھئی کا کام کرتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو بنا تو اُسنے آپکے واسطے منبر بنایا سو جب جمعہ کا دن ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس منبر پر بیٹھے جو تیار ہوا تھا سو چیخ ماری کھجور کے ستون نے جس سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے یہانتک کہ پھٹنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اُسکو بدن سے ملایا سو وہ رونے لگا مانند رونے لڑکے کی کہ چپ کرایا جاتا ہے یہانتک کہ چپ ہوا اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ رویا تھا اُسپر کہ تھا سنتا ذکر سے

ف اسحدیث کی پوری شرح بھی کتاب الجمعہ مین پہلے گذر چکی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ بڑھئی کا کام کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب شِرَى الْإِمَامِ الْحَوَائِجَ بِنَفْسِهِ باب ہے بیان مین خریدنے امام کے اپنی حاجتون کو اپنی ذات سے یعنے اگر امام اپنی حاجتون کو خود اپنی ذات اور اپنے ہاتھ سے خریدے بغیر واسطہ دوسرے آدمی کے تو درست ہے، اور فائدہ اس باب کا دور کرنا وہم اُس شخص کا ہے جو وہم کرتا ہے کہ امام کو خود اپنے آپ لین دین کرنا مروت مین قدح کرتا ہے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا مِنْ عُمَرَ یعنے ابن عمر نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے اونٹ خریدا ف یہ حدیث پوری آئندہ آویگی اسحدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو اپنے آپ خود لین دین کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ بِنَفْسِهِ یعنے اور ابن عمر نے خود اپنے آپ خریدا وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ جَاءَ مُشْرِكٌ بِغَنَمٍ فَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً وَاشْتَرَى مِنْ جَابِرٍ بَعِيرًا یعنے اور عبدالرحمن نے کہا کہ ایک مشرک بکریون کا گلہ لایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے ایک بکری خریدی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر سے اونٹ خریدا ف ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ امام اور شریف کو خود اپنے آپ اپنی حاجتون کا خریدنا درست ہے اگرچہ اسکا کوئی خادم وغیرہ ہو جو اسکی کفایت کرے اور اسکو خرید کر دے سکے جبکہ کرے وہ یہ کام بطور تواضع کے اور پیروی کرنیکے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس اسمین کوئی تمسک نہین کر سکتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خادم وغیرہ تھے جو آپ کو کفایت کرتے تھے اس چیز سے جسکا آپ ارادہ کرتے تھے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو تعلیم اور تشریع کے واسطے ایسا کرتے تھے (فتح) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُودِيٍّ بِنَسِيئَةٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ خریدا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج ساتھ وعدہ کے اور رکھی زرہ اسکے پاس گرو رکھی **ف** اس حدیث کی پوری شرح رہن کے اول میں آویگی اگر چاہا اللہ نے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ امام کو خود اپنے ہاتھ سے کسی چیز کا خریدنا درست ہے اگرچہ اسکے پاس کوئی دوسرا آدمی خادم وغیرہ موجود ہو جو اسکو خرید کر دے **باب** شِرَى الدَّوَابِّ وَالْحَمِيرِ باب ہے بیان میں خریدنے چارپایوں اور گدہوں کے وَإِذَا اشْتَرَى دَابَّةً أَوْ جَمَلًا وَهُوَ عَلَيْهِ هَلْ يَكُونُ ذٰلِكَ قَبْضًا قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ اور جب کوئی چارپایہ یا اونٹ خریدے اور حالانکہ بیچنے والا اسپر سوار ہو تو کیا ہوگا یہ خریدنا قبض واسطے خریدار کے پہلے اس سے کہ اترے **ف** یعنے کیا شرط ہے قبض میں قدر زائد اوپر محض تخلیہ کے اور اس مسئلے میں اختلاف ہے سو آویگا شرح عنقریب وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيهِ يَعْنِي جَمَلًا صَعْبًا یعنے اور ابن عمر رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رض سے فرمایا کہ اسکو میرے ہاتھ بیچ ڈال یعنے اس اونٹ کو کہ اپنے اوپر مشکل سے سوار ہونے دیتا ہے **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشروط میں آیندہ آویگی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَمَا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ أَتَبِيعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ الْآنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لِي أُوقِيَّةً فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ لِي فِي الْمِيزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُوا لِي جَابِرًا قُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ قَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھا سو میرے اونٹ نے میرے ساتھ دیر کی اور تھک گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تو جابر ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے کہا کہ میرے اونٹ نے مجھپر دیر کی اور تھک گیا یعنے چل نہیں سکتا سو میں لوگوں سے پیچھے رہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور اونٹ کو اپنی لاٹھی ماری پھر فرمایا کہ سوار ہو سو میں سوار ہوا

تو البتہ مینے اسکو دیکہا کہ مین اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتا تہا کہ آپسے آگے نہ بڑہ جاوے کہ بے ادبی ہے پہر فرمایا کہ کیا
تونے نکاح کیا ہے مینے کہا کہ ہان پہر فرمایا کہ کیا کواری سے نکاح کیا ہے یا شوہر دیدہ سے مینے کہا بلکہ شوہر دیدہ سے فرمایا کیا پس تونے
کواری سے نکاح کیون نکیا کہ تو اُس سے کہیلتا اور وہ تجہ سے کہیلتی مینے کہا کہ میری بہنین ہین چہوٹی سو مینے چاہا کہ
ایسی عورت سے نکاح کرون جو انکو جمع کر دے اور کنگہی کرے اور انکی محافظت کرے فرمایا خبردار ہو جا کہ البتہ تو اپنے گہر مین
آنے والا ہے سو جب تو اپنے گہر مین آئیو تو ہوشیاری کیجیو ہوشیاری کیجیو یعنے جماع اس غرض سے کیجیو تا لڑکے
حاصل ہووین فقط شہوت رانی منظور نہ رکہنا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہ سے فرمایا کہ تو اپنا اونٹ بیچتا ہے
مینے کہا کہ ہان تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہ سے اُس اونٹ کو ایک اوقیہ سے خریدا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجہ
سے پہلے مدینے مین آئے اور مین پچہلے دن آیا سو مین مسجد مین آیا تو مینے آپکو مسجد کے دروازے پر پایا سو فرمایا کہ کیا تو
اب آیا مینے کہا کہ ہان سو فرمایا کہ اپنا اونٹ چہوڑ اور مسجد مین جا کر دو رکعت نماز پڑہ سو مین مسجد مین داخل ہوا اور
مینے نماز پڑہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم کیا کہ میرے واسطے اوقیہ تولے سو اُسنے تولا اور
ترازو مین میرے پلے کو جہکایا یعنے تولنے مین میرے واسطے زیادہ تولا سو مین چلا یہانتک کہ مینے پیٹہ دی
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے واسطے جابر کو بلاؤ مینے کہا یعنے اپنے دل مین کہ شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اب مجہکو اونٹ پہیر دیتے ہین اور میرے نزدیک کوئی چیز اُس سے زیادہ تر دشمن نہ تہی سو فرمایا کہ اپنا اونٹ لے
اور اسکا مول تیرے واسطے ہے **ف** باب کی دونو حدیثون مین گدہے کا ذکر نہین اور گویا کہ اُسنے اشارہ کیا ہے
کہ اسکا حکم بہی اونٹ کی طرح ہے اسواسطے کہ باب کی دونو حدیثون مین تو صرف اونٹ کا ذکر ہے اور نہین خصوصیت
اسی حکم مذکور مین ساتہہ ایک چارپائے کے سوائے دوسرے چارپائے کے یعنے سب چارپایون کا یہی حکم ہے یہ حکم کسی چارپائے
کے ساتہہ خاص نہین و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے **بَابُ الْاَسْوَاقِ الَّتِیْ کَانَتْ فِی
الْجَاهِلِيَّةِ فَتَبَايَعَ بِهَا النَّاسُ فِي الْاِسْلَامِ** باب ہے بیچ بیان اُن بازارون کے جو اسلام سے پہلے جاہلیت مین
تہے اور لوگون نے اسلام مین انمین خرید و فروخت کی یعنے جن جگہون مین کہ گناہ کیا جاتا ہے انمین عبادت کرنے کا کوئی
مانع نہین اور مسلمان کہ انمین خرید و فروخت کرتے ہین تو البتہ انمین عبادت بہی کرینگے بلکہ یہی خرید و فروخت
نیک نیت کے سبب سے عبادت ہوگی جیسا کہ کفار کا وہان حاضر ہونا بغیر فسق و فجور کے نہ تہا **حَدَّثَنَا عَلِیُّ
ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ اَسْوَاقًا
فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ تَأَثَّمُوْا مِنَ التِّجَارَةِ فِيْهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ
قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ** کذا ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تہے عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز بازار جاہلیت مین سو جب
اسلام آیا تو لوگون نے انمین تجارت کرنے سے گناہ سمجہا تو خدا نے یہ آیت اتاری کہ نہین ہے گناہ حج کے دنون مین

ابن عباس رضنے اسطرح پڑہا ہے یعنے ہو اسم کا لفظ آیت مین داخل سمجہا ہے **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج مین پہلے گذر چکی ہے **باب** شِرَی الاِبِلِ الهِیمِ وَالاَجرَبِ الهَائِمُ المُخَالِفُ لِلقَصدِ فِی فِی کُلِّ شَیءٍ باب ہی بیان مین خریدنے اونٹ بیمار کے اور خارش والے کو اور ہائم مخالف ہو واسطے دسط ہر چیز کے **ف** امام بخاری نے ہائم کی تفسیر کی ہے تو گویا کہ اسمین اشارت ہو کہ ہیم جمع ہائم کی ہے اور ہائم ایک بیماری ہے کہ اونٹ کو ہوتی ہے مانند استسقا کی کہ خواہ کسقدر پانی پیوے اسکی پیاس دور نہین ہوتی یہانتک کہ پانی پینے پیتے مرجاتا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَلِیُّ بنُ عَبدِاللهِ ثَنَا سُفیٰنُ قَالَ قَالَ عَمرٌو کَانَ ههُنَا رَجُلٌ اِسمُهٗ نَوَّاسٌ وَکَانَت عِندَهٗ اِبِلٌ هِیمٌ فَذَهَبَ ابنُ عُمَرَ فَاشتَرٰی تِلکَ الاِبِلَ مِن شَرِیکٍ لَهٗ فَجَآءَ اِلَیهِ شَرِیکُهٗ فَقَالَ بِعنَا تِلکَ الاِبِلَ فَقَالَ مِمَّن بِعتَهَا فَقَالَ مِن شَیخٍ کَذَا وَکَذَا فَقَالَ وَیحَکَ ذٰلِکَ وَاللهِ ابنُ عُمَرَ فَجَاءَهٗ فَقَالَ اِنَّ شَرِیکِی بَاعَکَ اِبِلًا هِیمًا وَلَم یَعرِفکَ قَالَ فَاستَقهَا فَلَمَّا ذَهَبَ یَستَاقُهَا قَالَ دَعهَا رَضِینَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ لَا عَدوٰی سَمِعَ سُفیٰنُ عَمرًا **ف** عمرو رح نے کہا کہ یہان ایک مرد تہا اُسکا نام نواس تہا اور اُس پاس ایک اونٹ بیمار تہا سو ابن عمر گئے اور اُس اونٹ کو اسکے شریک سے خرید ا پہر نواس کا شریک آیا تو اُس نے نواس سے کہا کہ ہمنے وہ اونٹ بیچ ڈالا نواس نے کہا کہ تو نے اسکو کس کے ہاتہ بیچا سو اُس نے کہا کہ ایک بڈہے کے ہاتہ بیچا جسکا ایسا ایسا حلیہ ہے تو اُس نے کہا کہ تجہکو خرابی ہو قسم ہے اللہ کی وہ تو ابن عمر تہے تو نواس ابن عمر پاس آئے اور کہا کہ میرے شریک نے ایک بیمار اونٹ کو تیرے ہاتہ بیچا ہے اور وہ تجہکو پہچانتا نہ تہا تو ابن عمر رض نے کہا کہ اُسکو ہانک لیجا سو جب اسکو ہانکنے لگا تو ابن عمر رض نے کہا کہ اسکو چہوڑ دے ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ساتہ راضی ہوئے وہ حکم یہ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہین لگجاتی تو خطابی نے کہا کہ اسجا اس لفظ کے کچہ معنے نہین مگر یہ کہ ہو ہیام بیماری جسکی شان یہ ہے ہو کہ جسکو یہ بیماری ہو جب وہ اونٹون کے ساتہ چرے تو اونٹون کو بہی وہ بیماری لگجاوے اور اُسکے غیر نے کہا کہ بلکہ اُسکے معنی ظاہر ہین یعنے راضی ہوا مین ساتہ اس بیع کے اُس عیب پر کہ اسمین ہے اور نہین تجاوز کرتا ہون بائع سے حاکم کو یا مین حاکم کے پاس بائع کی نالش نہین کرتا اختیار کی ہے یہ تاویل ابن تین نے اور جو اُسکے تابع ہے اور داؤدی نے کہا کہ معنے اسکے نہی ہین اعتداء اور ظلم سے اور ابو علی ہجری نے کہا کہ ہیام ایک بیماری ہے اونٹ کی بیماریون سے پیدا ہوتی ہے گندہ پانی سے جبکہ بہت خراب ہو پانی ہیں اور اسکی نشانی یہ ہے کہ متوجہ ہوتا ہے اونٹ طرف سورج کی جسطرف کہ پہرے اور ہر وقت کہاتا پیتا رہتا ہے اور اسکا بدن کم ہوتا جاتا ہے مانند گلنے والیکی سو جب اسکا مالک اسکے امر کا ظاہر ہونا چاہے تو اسکی واسطے ظاہر ہوجاتا ہے پس اگر اسکی بو خمیر کی بو کیطرح پاوے تو معلوم کرے کہ اسکو ٹہیک یہی بیماری ہے سو جو اسکا پیشاب سونگہے یا اسکی لید تو اسکو وہ بیماری لگ جاتی ہے اور ساتہ اس توجیہ کے ظاہر ہونگے وہ معنے جو خطابی پر

پوشیدہ رہے اور ساتھ اسکے ظاہر ہوگا صحیح ہونا عطف بخاری کا اجرب کو ہیم پر واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ لگ جانے بیماری کے اور اسکو قوی کرتی ہے یہ بات کہ اس تاویل پر حدیث مرفوع ہو جاویگی (فتح) **باب**
بَیْعِ السِّلَاحِ فِی الْفِتْنَۃِ وَغَیْرِھَا فتنے فساد وغیرہ کے وقت ہتھیار بیچنے کا بیان **ف** یعنے کیا منع ہین یا نہین **وَکَرِہَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ بَیْعَہٗ فِی الْفِتْنَۃِ** یعنے اور برا جانا عمران بن حصین نے بیچنے اسکے کو فتنے فساد مین اور گویا کہ مراد ساتھ فتنے کے وہ لڑائیاں ہین کہ مسلمانون کے درمیان واقع ہون اسواسطے کہ اسوقت اسکے بیچنے مین اسکے خریدار کے واسطے مدد ہے اور یہ اسوقت ہی کہ حال مشتبہ ہو اور جب ثابت ہو جاوے کہ ایک طرف باغی ہے تو حق والے طرف کے گروہ کے ہاتھ ہتھیارون کا بیچنا جائز ہے اور ابن بطال نے کہا کہ فتنے فساد کے وقت ہتھیار کا بیچنا اس واسطے برا ہے کہ وہ گناہ پر مدد دیتی ہے اور اسی واسطے مکروہ رکھی ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق نے بیع انگور کی اس شخص کے ہاتھ مین جو اسکو شراب بناوے اور امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ وہ بیع فسخ کیجاوے اور گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف خلاف ثوری کے بیچ اسکے جسجگہ کہا کہ بیچ تو مال حلال اپنا جس سے چاہے (فتح)
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ کَثِیْرِ بْنِ اَفْلَحَ عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَیْنٍ فَاَعْطَاہُ یَعْنِی الدِّرْعَ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِہٖ مَخْرَفًا فِیْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَاِنَّہٗ اَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُہٗ فِی الْاِسْلَامِ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہی کہ ہم جنگ حنین کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو زرہ دی سو مینے زرہ بیچی اور اسکے مول سے ایک باغ بنی سلمہ مین خریدا پس تحقیق وہ اول مال ہے جسکو مینے اسلام مین جمع کیا **ف** اور استشکال کیا گیا ہے بیچ مطابق ہونے اس حدیث کی ترجمہ کو اسماعیلی نے کہا کہ حدیث مین کوئی ایسی چیز نہین کہ باب کے موافق ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ باب مشتمل ہے اوپر بیچنے ہتھیار کے فتنے وغیرہ مین اور ابو قتادہ کی حدیث کی دوسری جز کے مطابق ہے اور وہ بیچنا اسکا ہے غیر فتنے مین اور ابن بطال نے ساتھ خط قطب کے اسکی شرح مین کہ احتمال ہے کہ ہو مراد جسجگہ کہا پس راضی کر اسکو اس سے پس ارادہ کیا مردے نے یہ کہ لے زرہ اور اسکی طرف سے اسکا عوض اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دین تو یہ بجای بیع کے ہی اور تھا بیچ غیر زمانے فتنے کے اور نہین پوشیدہ ہی ضعف اس تاویل کا اور حق یہ بات ہی کہ استدلال ساتھ بیع کے بیچ بیچنے ابو قتادہ کے ہی زرہ کو بعد اسکے اسواسطے کہ اس نے زرہ بیچی اور اسکے مول سے باغ خریدا اور یہ فتنے کے غیر زمانے مین تھا اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ وارد کرنے اس حدیث کی جائز ہونا بیع ہتھیارون کا ہے فتنے مین اس شخص کے ہاتھ مین جس سے ضرر کا خوف نہ ہو اسواسطے کہ ابو قتادہ نے زرہ اسوقت بیچی تھی جسوقت مسلمانون اور کافرون کے درمیان لڑائی قائم تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسیپر برقرار رکھا اور گمان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اسکے یہ کہ

نہین بیچا اُس نے اسکو اُس شخص سے کہ مسلمانون کی لڑائی پر مدد کرے پس اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا ہتھیار کا
بیچ وقت لڑائی کے بیچ ہاتھ اُس شخص کے کہ نہ خوف کیا جاوے اُس سے ضرر کا (فتح) **باب فِی العَطَّارِ وَبَیعِ المِسکِ**
یہ باب ہے بیچ عطار کے اور بیچنے مشک کے **ف** باب کی حدیث مین صرف مشک کا ذکر ہے عطار کا ذکر نہین اور گویا کہ ملحق
کیا ہے عطار کو ساتھ مشک کے واسطے مشترک ہونے ان دونو کے بیچ اچھی خوشبو کے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُوسَی بنُ
اِسمٰعِیلَ ثَنَا عَبدُ الوَاحِدِ ثَنَا اَبُو بُردَۃَ بنُ عَبدِ اللّٰہِ سَمِعتُ اَبَا بُردَۃَ بنَ اَبِی مُوسَی عَن اَبِیہِ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الجَلِیسِ الصَّالِحِ وَالجَلِیسِ السُّوءِ کَمَثَلِ صَاحِبِ المِسکِ وَکِیرِ
الحَدَّادِ لَا یَعدَمُکَ مِن صَاحِبِ المِسکِ اِمَّا اَن تَشتَرِیَہُ وَاِمَّا تَجِدُ رِیحَہُ وَکِیرُ الحَدَّادِ یُحرِقُ
بَیتَکَ اَو ثَوبَکَ اَو تَجِدُ مِنہُ رِیحًا خَبِیثَۃً **ترجمہ** ابو موسےؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ نیک یار کی مثل اور برے یار کی مثل مشک فروش اور لوہار کی بھٹی کی مثل ہے نہ تجاوز کریگی تجھ سے ایک دو خصلتون
کی مشک والی سے یعنے دو حال سے خالی نہین یا تو تو اسکو اُس سے خریدیگا اور یا اسکی خوشبو پاویگا اور لوہار کی بھٹی
دو حال سے خالی نہین یا تو تیرا گھر یا کپڑا جلادیگی یا تو اُس سے بدبو پاویگا **ف** اور اس حدیث مین نہی ہے پاس بیٹھنے اُس
شخص کے سے جسکی صحبت سے دین اور دنیا مین ایذا ہو اور رغبت دلانی ہے بیچ صحبت اُس شخص کے جسکے پاس بیٹھنے
مین نفع ہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا مشک کا اور یہ کہ مشک پاک ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکی مدح کی اور اسکی ترغیب دی پس اسمین رد ہے واسطے اُس شخص کے جو اسکو مکروہ جانتا ہے جیسا
کہ منقول ہے حسن بصری اور عطا وغیرہ سے پھر یہ اختلاف گذر گیا اور قرار پایا اجماع اس بات پر کہ مشک پاک ہے اور اُس
مین بیان کرنا ہے حکم مین ساتھ اشباہ اور نظیر کے (فتح) **باب ذِکرِ الحَجَّامِ** باب ہے سینگی لگانے والیکے
بیان مین **ف** نہین یہ باب اس بیان مین کہ حجام کا کسب اچھا ہے اسواسطے کہ اسمین ایک حدیث وارد ہو چکی ہے
جو اسکو ناقص کرتی ہے کہ حجام کا کسب منع ہے اگرچہ حجام کی مزدوری مین ظلم نہین کیا جاتا یعنے اگرچہ اسکو اسکی مزدوری
پوری دینی ضرور ہے پس نہی واسطے سینگی لگانے والیکے ہے نہ واسطے سینگی لگوانے والیکے اور ان دونو کے درمیان
فرق یہ ہے کہ سینگی لگوانیوالے کو اسکی حاجت پڑتی ہے اور سینگی لگانیوالے کو اسکی ضرورت نہین اسواسطے کہ اُسکے
سوا اور بہت کسب ہین مین کہتا ہون کہ اگر مراد مصنف کی اسکی تعریف اور اسکا استحباب ہے تو مانند اسکی ہے جیسا کہ اس نے
کہا یعنے وہ مستحب نہین اور اگر اسکی مراد جائز کہنا ہے تو یہ قول اسکا ٹھیک نہین سو اسواسطے کہ جائز ہے سینگی لگوانے
والیکو لگوانا اسکا واسطے ضرورت کی اور جب سینگی کا لگوانا جائز ہوا تو اسکو لازم ہے کہ کوئی لگانیوالا بھی ہو نہین
فرق ہے مگر ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا ہے مین نے طرف اسکی سو اسواسطے کہ نہین لازم آتا ذلیل کسب ہونے اسکے سے یہ کہ
مشروع نہ ہو پس کساح زیادہ تر بد ہے حجام سے اور اگر سب لوگ اسکی ترک پر اتفاق کرین تو انکو ضرر کرے اور باقی شرح

اسکے کتاب الاجارہ میں آویگی (فتح) حدثنا عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن حمید عن انس بن مالک قال حجم ابو طیبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر لہ بصاع من تمر وامر اھلہ ان یخففوا من خراجہ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے واسطے ایک صاع کھجور دینے کا حکم کیا اور اسکے مالکوں کو حکم کیا کہ اسکے خراج سے تخفیف کریں **ف** خراج اسچیز کو کہتے ہیں جو مالک اپنے غلام پر مقرر کردے کہ مثلا ہم تین یا چار روپیہ ماہواری تجھ سے لیا کرینگے خواہ تو اس سے زیادہ کماوے یا کم ہمکو اس سے کچھ غرض نہیں اور اسکا خراج ہر روز تین صاع تھے سو انمیں سے ایک صاع انہوں نے معاف کر دیا حدثنا مسدد ثنا خالد ھو ابن عبد اللہ ثنا خالد عن عکرمۃ عن ابن عباس قال احتجم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واعطی الذی حجمہ ولو کان حراما لم یعطہ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اسکی مزدوری دی اور اگر اسکی مزدوری حرام ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نہ دیتے **باب التجارۃ فیما یکرہ لبسہ للرجال والنساء** جو چیز کہ مردوں اور عورتوں کو پہننی مکروہ ہے اسکی تجارت کا بیان **ف** یعنے اسکی تجارت جائز ہے جبکہ ہو اس قبیلے سے کہ فائدہ اٹھاوے ساتھہ اسکے غیر اس شخص کا جسکو اسکا پہننا مکروہ ہے یعنے جسکو اسکا پہننا مکروہ ہے اگر اسکے سوا کسی آدمی کا اسمیں فائدہ ہو تو اسکی تجارت درست ہے اور جس چیز میں شرعا کسی کا نفع نہیں اسکا بیچنا ہرگز درست نہیں اور یہ راجح قول علما کے (فتح) حدثنا آدم ثنا شعبۃ ثنا ابو بکر بن حفص عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ قال ارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی عمر بحلۃ حریر او سیراء فراٰھا علیہ فقال انی لم ارسل بھا الیک لتلبسھا انما یلبسھا من لا خلاق لہ انما بعثت الیک لتستمتع بھا یعنی تبیعھا ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی حلہ عمر فاروق رض کو بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حلہ عمر رض پر دیکھا سو فرمایا کہ البتہ میں نے ریشمی حلہ تیرے پاس اسواسطے نہیں بھیجا تھا کہ تو اسکو پہنے ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے میں نے تو اسکو تیرے پاس صرف اسواسطے بھیجا تھا کہ تو اسکو بیچکر اسکی قیمت سے فائدہ پاوے **ف** حلہ کے معنے ہیں دو کپڑے یعنے حلہ دو کپڑوں کو کہتے ہیں ایک چادر اور ایک تہبند اور وہ دو کپڑے ایک قسم کے ہوتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا اسچیز کا جسکا پہننا مردوں کو مکروہ ہے اور جائز ہے تجارت کرنی اسکی اگرچہ وہ خاص ہے بیع سے لیکن وہ اسکی جنس ہے جو بیع کو مستلزم ہے اور اسچیز جس چیز کا پہننا عورتوں کو مکروہ ہے اسکا بیچنا بھی جائز ہے ساتھہ قیاس کرنے کے اوپر اسکے اور یا مراد ساتھہ کراہت کے باب میں عام ہے اس سے کہ تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہہ کے پس وہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہوگی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ساتھہ اسکے معلوم ہوا جواب اسمعیلی کے اعتراض سے کہ یہ حدیث ابن عمر رض کی ترجمہ کے مطابق نہیں اسواسطے کہ ترجمہ میں عورتوں کا ذکر ہے (فتح) حدثنا

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ
اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ
يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا
وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
يُعَذَّبُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ هٰذِهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ
الْمَلٰٓئِكَةُ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مینے ایک تکیہ خریدا جسمین تصویرین تہین سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکو دیکہا تو دروازے پر کہڑے رہے اندر نہ آئے تو مینے آپکے چہرہ سے معلوم کیا کہ آپ کو کوئی چیز بری معلوم ہوئی تو مینے
کہا کہ یا حضرت مین خدا اور اُسکے رسول کی طرف توبہ کرتی ہون مینے کیا گناہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کیا حال ہے اس تکیہ کا مینے کہا کہ مینے اسکو اسواسطے مول لیا ہے کہ آپ اُسپر بیٹہین اور اُس سے تکیہ لگاوین
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر تصویرین بنانے والون پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور انکو حکم ہوگا
کہ زندہ کرو جنکو تمنے بنایا اور فرمایا کہ جس گہر مین تصویرین ہوتی ہین اسمین رحمت کے فرشتے نہین آتے ف
اس حدیث کی پوری شرح کتاب اللباس مین آیندہ آویگی انشاء اللہ تعالے اور وجہ دلالت کی اُس سے یہ ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے تکیہ کی بیع کو توڑا نہین اور اُسکے بعض طریقون مین آیندہ آویگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُسکے بعد اُسپر تکیہ لگایا اور جس کپڑے مین تصویر ہو اسکا استعمال کرنا مردون اور عورتون سب کو منع ہے لیکن حق
یہ بات ہے کہ یہ فقط مردون کو منع ہے عورتون کو منع نہین اور جس چیز کے منع ہونے مین مرد اور عورتین شریک ہون وہ
تکیہ ہے اور حاصل یہ ہے کہ ابن عمر رض کی حدیث بعض ترجمہ پر دلالت کرتی ہے اور عائشہ رض کی حدیث تمام ترجمہ پر دلالت
کرتی ہے (فتح) **بَابٌ** صَاحِبُ السِّلْعَةِ اَحَقُّ بِالسَّوْمِ اسباب کا مالک زیادہ ترحقدار ہے ساتہ مول کرنے
کے ف یعنے مول کو معین اور مقرر کرنا بائع کا حق ہے ابن بطال نے کہا کہ علما کو اس مسئلے مین اختلاف نہین
اور یہ کہ متولی اسباب کا مالک ہو یا وکیل زیادہ ترحقدار ہے ساتہ مول کہنے کے اُسکی خرید کے طالب سے مین کہتا ہون کہ
یہ واجب نہین اسواسطے کہ آیندہ آویگا بیچ قصّے اونٹ جابر کے کہ ابتدا کیا اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتہ
قول اپنے کے کہ اسکو ایک اوقیہ سے بیچے ہاتہ میرے الخ (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ
وَفِيْهِ خِرَبٌ وَّنَخْلٌ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد احاطے والے باغ
کا مجہسے مول کر قیمت لو اور اُسمین خرابہ اور کہجورین تہین ف اس حدیث مین حکم ہے واسطے اُنکے ساتہ ذکر کرنے مول کے

معین یعنے مول کو معین کرین ساتھ اختیار اپنے کی اور پر طریقے قیمت لگانے کی تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی انکے واسطے
ایک مول معین کرین جسکو آپ نے اختیار کیا ہے پہر اسکے بعد جانبین سے رضامندی واقع ہو اور ساتھ اسکے مطابق ہو گی
حدیث ترجمہ کو اور مازری نے کہا کہ معنے تاسنونی کے یہ ہین کہ مین اسکو مول لیتا ہون تجہ سے نہین لیتا اور نہین یاسین مگر
یہ کہ خریدار پہلے مول کرے اور تعاقب کیا ہے اسکا عیاض نے کہ ترجمہ تو واسطے ذکر مول معین کی ہے یعنے مول کے معین کرنے
کا پہلے بائع حقدار ہے اور یہ مطلق ذکر مول کا پس نہین فرق ہے اسمین ابتدا کرنے مین درمیان بائع اور خریدار کے (فتح)
باب کَمْ یَجُوْزُ الْخِیَارُ کتنی مدت تک خیار درست ہے ف خیار اسم ہے اختیار سے یا تخییر سے اور معنے اسکے دو امرون مین
سے اچھا امر طلب کرنا ہے یا جائز رکہنا بیع کا یا فسخ کرنا اسکا اور خیار دو قسم ہے خیار مجلس اور خیار شرط اور بعضون نے
خیار نقیصہ زیادہ کیا ہے اور وہ شرط مین مندرج ہے اور کلام اسجگہ خیار شرط پر ہے اور یہ بات مقصود ہے واسطے بیان
مقدار اسکے کہ اسکی مقدار کہان تک ہے اور باب کی حدیث مین اسکا بیان نہین ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری نے شاید اسکو
عدم تحدید سے لیا ہے یعنے اس سے کہ حدیث مین کسی حد معین کا ذکر نہین اور حدیث مین ہے کہ یہ اسکو کسی حد کے ساتھ مقید
نہ کیا جاوے بلکہ سپرد کیا جاوے امر کو بیچ اسکے طرف حاجت کی واسطے متفاوت ہونے اسباب بیع اسکے مین کہتا ہون
بیہقی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیار تین دن تک ہے اور شاید یہ حدیث مختصر ہے
اسی حدیث سے جسکو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے نافع سے جسکو ہم آیندہ ذکر کرینگے اور ساتھ اسکے دلیل پکڑی گئی ہے
واسطے حنفیہ اور شافعیہ کے کہ اختیار تین دن تک ہے اور انکار کیا ہے اس سے مالک نے یعنے خیار شرط مین تین دن کی مدت
معین کرنی درست نہین بغیر زیادت کے اگرچہ غالب مین ممکن ہے اختیار بیع اسکے لیکن ہر چیز کے واسطے علحدہ مدت ہے موافق
اسکے کہ اسمین اسکو اختیار دیا جاوے پس واسطے جانور اور کپڑے کو مثلاً ایک دن یا دو دن ہین اور واسطے لونڈی کے ایک
جمعہ ہے اور واسطے گہر کے ایک مہینا ہے اور اوزاعی نے کہا کہ دراز ہوتا ہے اختیار مہینے تک اور اس سے زیادہ موافق
حاجت کی طرف اسکی یعنے جسقدر حاجت ہو اسکے موافق اختیار دراز کیا جاوے اور ثوری نے کہا کہ خاص ہے اختیار
ساتھ خریدار کے اور دراز کیا جاوے واسطے اسکے اختیار دس دن اور زیادہ تک اور کہتے ہین کہ وہ اسکے ساتھ تنہا ہوا ہے
یعنے اس قول مین اسکے موافق کوئی نہین اور تحقیق صحیح ہو چکا ہے قول ساتھ دراز ہونے خیار کے عمر وغیرہ سے جو
سیاتی منہ شئے فی باب الملازمۃ اور احتمال ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہو کہ بائع اور مشتری دونو ایک دوسرے کو کتنا اختیار
دیوین ایکبار اور اشارہ کیا طرف اسچیز کی کہ آیندہ طریق مین تین بار کے بعد زیادتی آویگی کہ تین بار اختیار کرے لیکن
زیادت اسکے نزدیک ثابت نہین اسواسطے باقی رکہا ترجمہ کو استفہام پر موافق عادت اپنی کے (فتح) حَدَّثَنَا
صَدَقَۃُ اَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِنَّ الْمُتَبَایِعَیْنِ بِالْخِیَارِ فِیْ بَیْعِھِمَا مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا اَوْ یَکُوْنُ الْبَیْعُ خِیَارًا قَالَ نَافِعٌ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا

اِشْتَرٰی شَیْئًا یُّعْجِبُهٗ فَارَقَ صَاحِبَهٗ ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والے
اور مول لینے والے کو اختیار ہے اپنی بیع مین جب تک کہ دونو جدا نہ ہوئی ہون یا ہو بیع ساتھ خیار کے نافع نے کہا کہ تھی
ابن عمر جبکہ خریدتے کسی چیز کو جو اُنکو خوش لگتی تو اپنے ساتھی یعنے بیچنے والے سے جدا ہو جاتے تاکہ فسخ بیع کا اختیار باقی نرہے
ف جب تک کہ جدا نہ ہون یعنے جب تک کہ بائع اور مشتری اُسی جگہ بیٹھے رہین جہان چیز بکے تو دونو کو اختیار ہے چاہے
بائع اپنی چیز کو نہ بیچے اور یا خریدار مول نہ لیوے خواہ ایک نے دوسرے کی چیز قبض کر لی یا نہ اور جبکہ دونو مین سے کوئی مجلس سے اُٹھا اور
مجلس بدلی تو اب کسی کو اختیار باقی نہ رہا بیع پوری اور تمام ہو گئی لیکن جب بیع مین شرط کر لی ہو کہ مجھے اختیار ہے چاہونگا
تو رکھونگا اس چیز کو اور چاہونگا تو نہ رکھونگا تو اُس بیع مین باوجود جدا ہونے کی بھی اختیار باقی رہتا ہے جب چاہے
بیع کو فسخ کر ڈالے اور یہ حدیث ظاہر ہے اسمین کہ ابن عمر رضہ کا مذہب تھا کہ حدیث مین جدا ہونے سے مراد جدا ہونا ساتھ
بدنون کے ہی کما سیاتی اور اسحدیث سے ثابت ہوا کہ بائع اور مشتری دونو مین سے ہر ایک کو اختیار ہے جب تک کہ دونو مجلس
مین بیٹھے ہون (فتح) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْخَلِیْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
الْحَارِثِ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا وَزَادَ
اَحْمَدُ ثَنَا بَهْزٌ قَالَ قَالَ هَمَّامٌ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِاَبِی التَّیَّاحِ فَقَالَ کُنْتُ مَعَ اَبِی الْخَلِیْلِ لَمَّا حَدَّثَهٗ
عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ هٰذَا الْحَدِیْثَ ترجمہ حکیم بن حزام رضہ سے روایت ہے، کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا مختار ہین جب تک جدا نہ ہون **بَابٌ** اِذَا لَمْ یُوَقِّتِ الْخِیَارَ هَلْ یَجُوْزُ الْبَیْعُ
اگر اختیار کے وقت کو معین نہ کرے تو کیا بیع جائز ہے **ف** یعنے اگر بائع یا مشتری خیار کے واسطے کوئی وقت معین
نہ کرین اور اُسکو مطلق چھوڑ دین تو کیا بیع جائز ہے اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اُس نے ساتھ اُسکے طرف خلاف کی جو خیار
شرط کی حد مین پہلے گذر چکا ہے اور شافعیہ اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ شرط خیار تین تک ہے اس سے زیادہ نہین اور ابن
ابی لیلے اور ابو یوسف اور محمد اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور اور علماء کا یہ مذہب ہے کہ خیار شرط کی کوئی مدت مقرر نہین
کہ اُس سے کم بیش جائز نہ ہو بلکہ بیع جائز ہے اور شرط لازم ہے اُسوقت تک کہ اسکو دونو شرط کرین اور یہی مختار ہی
نزدیک ابن منذر کے پس اگر دونو یا ایک مطلق خیار شرط کرین یعنے کوئی وقت مقرر نہ کرین تو اوزاعی اور ابن
ابی لیلے نے کہا کہ شرط باطل ہے اور بیع جائز ہے اور ثوری اور شافعی اور اہل رای کہتے ہین کہ بیع بھی باطل ہو جاتی
ہے اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ جس نے شرط کی ہو اسکو ہمیشہ اختیار ہے اور یہ جو پہلی حدیث مین ہی کہ یا ہو بیع ساتھ
خیار کے تو اُسکے معنے یہ ہین کہ جب بائع اور مشتری دونو مین سے ایک دوسرے سے کہے کہ جائز رکھ بیع کو یا فسخ کر اُسکو پس اگر
وہ مثلاً بیع کو جائز رکھے تو بیع تمام ہو جاتی ہے اگرچہ وہ دونو مجلس عقد سے جدا نہ ہون اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی اور
شافعی اور اسحاق اور اور لوگون کا اور امام احمد نے کہا کہ نہین تمام ہوتی ہے بیع یہانتک کہ دونو مجلس سے جدا ہون

اور بعضے کہتے ہین کہ احد اس قول کے ساتھ تمغا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ اگر شرط خیار کرین مطلق تو جدا ہونیکے بعد بھی
اختیار باقی رہتا ہے اور پوری بحث اسکی آیندہ آویگی انشاء اللہ تعالے (فتح) **حدثنا** ابو النعمان ثنا حماد بن زید
ثنا ایوب عن نافع عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم البیعان بالخیار ما لم یتفرقا او
یقول احدھما لصاحبہ اختر وربما قال او یکون بیع خیار **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری ساتھ خیار کے ہین جب تک کہ جدا ہون یا دونون مین سے ایک اپنے ساتھی سے
کہے کہ اختیار کر یا ہو بیع خیار کی **باب** البیعان بالخیار ما لم یتفرقا وبہ قال ابن عمر وشریح و
الشعبی وطاؤس وعطاء وابن ابی ملیکۃ باب ہے بیچ بیان اس بات کے کہ بائع اور خریدار مختار ہین جب تک
کہ دونو جدا نہ ہون اور یہی قول ہے ابن عمر اور شریح اور شعبی اور طاؤس اور عطا اور ابن ابی ملیکہ کا **ف** اور ابن منذر نے
کہا کہ یہی قول ہے سعید بن مسیب اور زہری اور ابن ابی ذئب اور حسن البصری اور اوزاعی اور ابن جریج وغیرہم کا
اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے اور کہا کہ مین نہین جانتا کہ تابعین سے کوئی انکا مخالف ہو مگر صرف نخعی اور یہ جو کہا
کہ ابن عمر رض کا یہی قول ہے تو یہ ظاہر ہے انکے فعل سے جو باب سے پہلے گذر چکا ہے اور یہ کہ جب وہ کسی چیز کو خریدتے
تھے جو انکو خوش لگتی تو اپنے ساتھی سے جدا ہو جاتے تھے اور ترمذی مین ہے کہ تھے ابن عمر جب کوئی چیز خریدتے
اور وہ بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہو جاتے تا کہ بیع انکے واسطے واجب ہو اور مسلم مین ہے کہ جب ابن عمر رض کسی سے خرید و
فروخت کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ نہ توڑین اسکو تو اٹھ کر کھڑے ہوتے تھے اور تھوڑی دور چلتے تھے پھر پھر آتے
تھے اور سعید بن منصور نے عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ مینے ابن عمر کو دیکھا کہ اس نے ایک مرد سے اونٹ خریدا اسکا
مول نکالکر اسکے آگے رکھا پھر اختیار دیا اسکو درمیان اونٹ اسکے کے اور درمیان مول کے (فتح) **حدثنا**
اسحاق انا حبان ھو ابن ھلال ثنا شعبۃ قال قتادۃ اخبرنی عن صالح ابی الخلیل عن عبد اللہ
ابن الحارث سمعت حکیم بن حزام عن النبی صلی اللہ علیہ قال البیعان بالخیار ما لم یتفرقا
فان صدقا وبینا بورک لھما فی بیعھما وان کذبا وکتما محقت برکۃ بیعھما **ترجمہ** حکیم بن حزام سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری مختار ہین جب تک کہ وہ دونو جدا ہون پس اگر دونو سچ
بولین اور عیب بیان کرین تو انکی خرید و فروخت مین برکت ہوتی ہے اور اگر دو جھوٹ بولین اور عیب چھپاوین تو
انکی برکت مٹائی جاتی ہے **ف** یہ جو فرمایا کہ جب تک کہ جدا ہون تو اسی کے موافق ابن عباس سے مروی ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک کہ اسکا ساتھی اس سے جدا نہ ہو اور اگر اس سے جدا ہو جاوے تو اسکو اختیار
باقی نہین رہتا اور جو لوگ کہ قائل ہین اسکے کہ مراد حدیث مین جدا ہونے سے جدا ہونا ساتھ بدنون کے ہے تو جدا ہونے
مذکور کی کوئی حد ہے کہ اسکی طرف منتہی ہو مشہور راجح مذہب علماء کا اسمین یہ ہے کہ یہ عرف پر موقوف ہے جسکو رواج

مین تفرق کہا جاوی وہ تفرق ہے نہین تو نہین اور یہ جو فرمایا کہ اگر وہ سچ بولین یعنے سچ کہے بائع بیچ خبر دینے مشتری کے
مثلاً اور عیب کو بیان کرے اگر اسباب مین ہو اور سچ کہے مشتری بیچ قدر مول کے مثلاً اور بیان کرے عیب کو اگر ہو مول مین
اور احتمال ہے کہ صدق اور بیان سے ایک معنے ہون اور یہ جو کہا کہ اسکی برکت مٹائی جاتی ہے تو احتمال ہے کہ یہ
ظاہر پر محمول ہو اور یہ کہ عیب چھپانے کی نحوست عقد مین واقع ہوتی ہے تو اسکی برکت مٹ جاتی ہے اگرچہ سچا ہو جو
ہے اور جھوٹا گنہگار ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ خاص ساتھ اس شخص کے کہ واقع ہوا ہے اس سے عیب چھپانا سوائے دوسرے
کے اور ترجیح دی ہے اسکو ابو جمرہ نے اور اس حدیث مین فضیلت صدق کی ہے اور ترغیب دلانا ہے اوپر اسکے اور مذمت ہے
جھوٹ کی اور رغبت دلانی ہے اوپر منع ہونے اسکے کی اور یہ کہ وہ سبب ہے واسطے دور ہونے برکت کی اور یہ کہ عمل آخرت کا
حاصل کرتا ہے بھلائی دنیا اور آخرت کو (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ
ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ
مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے
والا ہر ایک دونو مین سے مختار ہین اپنے ساتھی پر جب تک کہ جدا نہ ہون مگر بیع خیار مین ف یعنے اسمین مجلس سے جدا
ہونے اور اٹھ کھڑے ہونیکی حاجت نہین بلکہ اسمین جدا ہونے سے پہلے ہی بیع تمام ہو جاتی ہے اور پہلے باب مین
نافع سے گذر چکا ہے کہ فرمایا کہ جب تک کہ نہ جدا ہون یا کہے ایک انکا اپنے ساتھی سے کہ اختیار کر اور یہ ظاہر ہے
اسمین کہ بیع کا لازم ہونا ان دونو امرون مین بند ہے اور اس حدیث مین دلیل ہے اوپر ثابت ہونے خیار مجلس کے یعنی جب
تک بائع اور مشتری مجلس عقد سے جدا نہ ہون تب تک فسخ بیع کا اختیار باقی رہتا ہے اور پہلے گذر چکا ہے کہ ابن عمر رض
نے اسکو تفرق بالابدان پر محمول کیا ہے اور اسیطرح ابو برزہ اسلمی نے اور اصحاب مین سے کوئی انکا مخالف نہین پہچانا
جاتا اور ابراہیم نخعی نے اسمین خلاف کیا ہے اور کہا کہ بیع جائز ہے اگرچہ نہ جدا ہون اور ایک روایت مین اس سے
یہ آیا ہے کہ جب ایجاب و قبول ہو جاوے تو پھر اختیار باقی نہین رہتا اور یہی قول ہے مالکیہ اور کل حنفیہ کا مگر ابن حبیب کا
ابن حزم نے کہا کہ نہین جانتا مین واسطے انکے کوئی پیشوا مگر ابراہیم اکیلا اور وہ باب کی دونو حدیثون کے جواب مین کئی فرقے
ہوئے ہین سو انمین سے بعضے تو کہتے ہین کہ یہ حدیث رد ہے واسطے ہونے اسکے معارض واسطے چیز کے کہ وہ
قوی تر ہے اس سے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ صحیح ہے لیکن وہ ماؤل ہے اوپر غیر ظاہر پر سو بعضے تو کہتے ہین کہ یہ منسوخ ہے
ساتھ اس حدیث کے کہ مسلمان اپنی شرطون پر ہین اور خیار بعد لازم ہونے عقد کے شرط کو فاسد کر دیتا ہے اور ساتھ حدیث
قسم کھلانے کی وقت اختلاف بائع اور مشتری کے اسواسطے کہ اسمین حاجت قسم کی پڑتی ہے اور یہ مستلزم ہے اسکو کہ
عقد بیع لازم ہو اور اگر خیار ثابت ہوتا تو البتہ ہوتا کافی بیچ دور کرنے عقد کے یعنے اور اسمین قسم کھلانے کی حاجت نہ پڑتی
اور ساتھ قول اللہ تعالے کے کہ جب تم خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو اور گواہ کرنا اگر جدا ہونے کے بعد واقع ہو تو اسکے

مطابق نہوگا اور اگر جدا ہونے سی پہلے واقع ہو تو اپنی جگہہ مین واقع نہوگا اور جواب ان سب کا یہ ہی کہ انمین سے کسی چیز
مین حجت نہین اسواسطے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہین ہوتا جب تک کہ دونو دلیلون مین تطبیق ممکن ہو تب تک ترجیح
کی طرف رجوع نہین کیا جاتا اور جمع اسجگہ ممکن ہے درمیان ادلّٰہ مذکورہ کے بغیر تکلف کی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حدیث مالک
کی روایت سے ہے اور اُس نے اُسکے برخلاف عمل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ معارض ہے اُسکی وہ چیز جو اُس سے قوی
تر ہے اور راوی جب اپنی مروی کے برخلاف عمل کری تو دلالت کرتا ہے اسپر کہ وہ مروی اُسکے نزدیک ضعیف ہے اور
تعاقب کیا گیا ہے باین طور کہ مالک اُسکی ساتھہ تنہا نہین بلکہ اسکے غیر نے بھی اُسکو روایت کیا ہے اور عمل کیا ہے
ساتھہ اسکے اور وہ گنتی مین بہت ہین باعتبار روایت کی اور عمل کے اور تحقیق خاص کیا ہے محققین اہل اصول نے
خلاف مشہور کو بیچ اُسکے جبکہ عمل کرے راوی برخلاف مروی اپنی کے ساتھہ اصحاب کے یعنے یہ قاعدہ اُسوقت ہے جبکہ خود
صحابی راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کری سوای اُنکے جو اُنکے پیچھے ہین یعنے اگر صحابی سے تلے کا کوئی راوی
اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو اُسکا کچھ اعتبار نہین اور اُنکے قاعدی سے ایک بات یہ ہی کہ راوی اعلم ہے یعنے
زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھہ مراد مروی اپنے کی اور ابن عمر اس حدیث کی راوی ہین اور جب وہ کچھ خرید و فروخت کرتے تھے تو
اپنے بیچنے والے سے جدا ہوتے تھے سو اُسکی پیروی کرنیوالے اولے ہین غیر اُسکے سی اور بعضے کہتے ہین کہ وہ معارض ہے ساتھہ عمل
اہل مدینہ کے اور ابن تین نے اشہب مالکی سے نقل کیا ہے کہ وہ اہل مکہ کے عمل کے بھی مخالف ہی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ
اسطور کے کہ قائل ہے ساتھہ اسکے ابن عمر پھر سعید بن مسیب پھر زہری پھر ابن ابی ذئب جیسا کہ پہلے گذرا اور یہ لوگ اکابر
علماء اہل مدینہ سے ہین اپنے زمانون مین اور نہین محفوظ ہے کسی عالم مدینہ کے سی قول ساتھہ خلاف اُسکے کہ یعنے تنہ
کے علماء مین سے کوئی اُنکا مخالف نہین سوای ربیعہ کی اور لیکن اہل مکہ پس نہین معلوم ہے کہ انمین سے کوئی اسکے مخالف ہو اس
واسطے کہ پہلے گذر چکا ہے قول ساتھہ اسکے عطا اور طاؤس وغیرہ اہل مکہ سے اور تحقیق سخت انکار کیا ہے ابن عبدالبر
اور ابن عربی نے اُس شخص پر جو مالکیہ سے گمان کرتا ہے کہ مقرر مالک نے ترک کیا ہے عمل کو ساتھہ اسکے اسواسطے کہ عمل
اہل مدینہ کا اسکے برخلاف ہی اور ابن عربی نے کہا کہ مالک نے تو اسواسطے اسپر عمل نہین کیا کہ جدا ہونے کا وقت معلوم
نہین پس مشابہ ہوا بیعون غرر کو مانند بیع ملامست کی اور تعاقب کیا گیا ہی ساتھہ اسکے کہ امام مالک خیار شرط کا قائل ہے
اور نہین معین کرتا اُسکو ساتھہ وقت معین کے اور جو اُسنے غرر کا دعوی کیا ہے اسمین بھی موجود ہے اور ساتھہ اسکے کہ غرر
خیار مجلس مین معدوم ہے اسواسطے کہ ہر ایک دونون سی قادر ہے اسپر کہ خواہ بیع کو جائز رکھی یا توڑ ڈالے ساتھہ قول کے
یا فعل کے پس نہین غرر ہے بیچ اُسکے اور ایک گروہ نے کہا کہ خیار مجلس کی حدیث خبر واحد ہے پس نہ عمل کیا جاویگا
ساتھہ اسکے مگر اسچیز مین کہ اُسکے ساتھہ بلوی عام ہو اور رد کیا گیا ہے یہ اعتراض ساتھہ اسکے کہ یہ خبر مشہور ہے پس عمل
کیا جاویگا ساتھہ اُسکے جیسا کہ دعوی کیا ہے انہون نے اُسکے نظیر کو بیچ خبر قہقہہ کرنیکے درمیان نماز کے اور واجب کرنے

وترسکے اور دوسرے لوگ کہتے ہین کہ وہ مخالف ہی واسطے قیاس جلی کے بیچ لاحق کرنے اسچیز کے کہ تفرق سے پہلے ہے ساتھہ
مابعد تفرق کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ قیاس باوجود نص کے فاسد الاعتبار ہے اور بعضے کہتے ہین کہ تفرق
بالابدان محمول ہے استحباب پر یعنے یہ مستحب ہے واسطے اچھا کرنے معاملے کے ساتھہ مسلمان کے نہ وجوب پر اور بعضے
کہتے ہین کہ وہ احتیاط پر محمول ہے واسطے نکلنے کی اختلاف سے اور یہ دونو تاویلین ظاہر کے برخلاف ہین + + + +
اور بعضے کہتے ہین کہ مراد حدیث مین جدا ہونے سے جدا ہونا ساتھہ کلام کے ہے جیسا کہ عقد نکاح اور اجارہ اور عتق مین
ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ وہ قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ بیع مین نقل کیا جاتا ہے رقبہ مبیع کا اور
منافع اسکا بخلاف اسچیز کے کہ مذکور ہوئی اور ابن حزم نے کہا کہ برابر ہے کہ ہم کہین کہ مراد جدا ہونا ساتھہ کلام کے ہے یا
ساتھہ بدن کے پس تحقیق خیار مجلس کا ساتھہ اس حدیث کے ثابت ہے جب ہم کہین کہ مراد جدا ہونا ساتھہ بدنون کے ہے تو اُسوقت
تو یہ بات واضح ہے اور اگر ہم کہین کہ مراد جدا ہونا ساتھہ کلام کے ہے تو بھی ظاہر ہے اسواسطے کہ بائع اور مشتری مین سے
ایک کا کہنا مینے اسکو تیرے ہاتھہ مثلا دس درہم سے بیچا اور دوسرے کا کہنا بلکہ ساتھہ بیس کے مثلا جدا ہونا
کلام مین ہے بغیر شک کے برخلاف اسکے کہ اگر کہے کہ خریدا مینے اسکو ساتھہ دس کے پس تحقیق وہ دونو آپسمین موافق ہین
پس مقرر ہوگا ثابت ہونا خیار کا واسطے انکے جبکہ متفق ہون نہ جبکہ جدا ہون اور یہی مدعی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد
متبایعین سے مول ٹھیرانے والے ہین یعنے جو ابھی صرف مول ٹھیراتے ہین یعنے ابھی بیع نہین کیا نہ حقیقی بائع اور
مشتری کہ وہ مبیع اور مول کے لین دین اور قبض کرنے کے بعد متحقق ہوتے ہین اور رد کیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ وہ مجاز ہے
اور حمل کرنا اوپر حقیقت کے اور جو اُس سے نزدیک ہو اولے ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھہ آیتون اور حدیثون
کے جنمین مجاز کا استعمال آیا ہے اور کہا کہ جو منکر ہو استعمال کرنے لفظ بائع کو مول ٹھیرانے والے مین پس تحقیق
وہ غافل ہوا فراخ ہونے استعمال لغت کے سے اور تعاقب کیا گیا ساتھہ اسکے کہ نہین لازم آتا استعمال مجاز سے بیچ
ایک جگہ کے مستعمل ہونا اسکا ہر جگہ مین پس اصل اطلاق سے حقیقت ہے یہانتک کہ اسکے برخلاف کوئی دلیل قائم ہو
اور نیز کہتے ہین کہ وقت جدا ہونے کا حدیث مین وہ درمیان قول بائع کے ہے کہ بیچا مینے اسکو تجہ سے ساتھہ
اتنی قیمت کے اور درمیان قول مشتری کے کہ مینے خریدا کہتے ہین کہ پس مشتری کو اختیار ہے بیچ قول اسکے کے کہ مینے
خریدا یا ترک اسکی کے اور بائع ساتھہ خیار کے ہے یہانتک کہ واجب کرے مشتری یعنے کہے کہ مینے خریدا اور اسیطرح حکایت
کیا ہے اسکو طحاوی نے عیسے بن ابان سے انہین سے اور حکایت کیا ہے ابن خویز منداد نے مالک سے اور عیسے بن ابان نے
کہا کہ فائدہ اسکا ظاہر ہوگا بیچ اسچیز کے کہ جدا ہون پہلے قبول کے کہا قبول متعذر ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھہ اسکے
کہ نام رکھنا اُن دونو کا متبایعین پہلے تمام ہونے عقد کے بھی مجاز ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ نام رکھنا
انکا متبایعین بعد تمام ہونے عقد کے بھی مجاز ہے اسواسطے کہ اسم فاعل حال مین حقیقت ہے اور اسکے سوائی اور مین

مجاز ہے پس اگر ہوتا خیار بعد تمام ہونے بیع کے تو البتہ ہوتا واسطے غیر بائع اور مشتری کے اور حدیث اسکو رد کرتی
ہے پس متعین ہوگا حمل کرنا تفرق کا کلام پر اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ جب حقیقت پر حمل کرنا مشکل ہو تو متعین ہوتا
ہے مجاز اور جب دو مجاز معارض ہوں تو جو مجاز کہ حقیقت کی طرف قریب تر ہو وہ اولے ہے اور نیز بائع اور مشتری نہیں
ہوتے بائع اور مشتری حقیقۃً مگر بیچ وقت تعاقد ان دونو کے لیکن عقد انکا تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ ایک دو امر دونکے
یا ساتھ ابرام عقد کے یا ساتھ حمل کرنے تفرق کے اوپر ظاہر خبر کے پس صحیح ہوئی یہ بات کہ وہ دونو عقد کرنیوالے ہیں
جب تک کہ مجلس عقد میں ہیں بنا بر اسکے نام رکھنا ان دونو کا بائع اور مشتری حقیقت پر ہے بخلاف حمل متبایعین کے
سول ٹھیرانے والو نیز اسواسطے کہ وہ بالاتفاق مجاز ہے اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ جدا ہونا واقع ہوتا ہے ساتھ اقوال
کی مانند قول اللہ تعالیٰ کی کہ اگر مرد اور عورت دونو جدا ہوں تو بے پرواہ کریگا اللہ ہر ایک کو اپنی فراخی سے اور جواب دیا
گیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ نام اسکا اسواسطے رکھا گیا ہے کہ وہ پہونچاتا ہے طرف تفرق بدنوں کی اور بیضاوی نے کہا
جس نے خیار مجلس کی نفی کی ہے وہ دو مجازوں کا مرتکب ہوا ہے یعنے جدا ہونیکو اقوال پر اور بائع اور مشتری کو سول
ٹھیرانے والو نیز اور نیز کلام شارع کی محفوظ رکھی جاتی ہے حمل سے اوپر مجاز کے اسواسطے کہ ہوگی تقدیر کلام کی یہ کہ سول
ٹھیرانے والے اگر چاہیں تو بیع کو منعقد کریں اور اگر چاہیں تو اسکو نہ منعقد کریں اور وہ تحصیل حاصل کی ہے اسواسطے کہ
ہر ایک اسکو پہچانتا ہے اور کہا جاتا ہے واسطے اسکے جو جدا ہونے کو کلام پر حمل کرتا ہے کہ کیا وہ کلام جسکے ساتھ تفرق
حاصل ہوتا ہے کیا وہ کلام وہی ہے جسکے ساتھ عقد واقع ہوا ہے یا غیر اسکا پس اگر اسکا غیر ہے تو وہ کیا ہے پس نہیں
ہے بائع اور مشتری کی کلام سوای اسکے اور اگر وہ ہوبہو یہی کلام ہے تو لازم آوے گا پھر کہ ہو کلام
جسپر دونو متفق ہوئے ہیں اور انکی بیع اسکے ساتھ تمام ہوئی ہے وہ کلام جسکے ساتھ جدا ہوئے ہیں اور فسخ
ہوئی ہے بیع ان دونو کی ساتھ اسکے اور یہ نہایت فساد میں ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث کو ساتھ
عمل کرنا مشکل ہے پس متعین ہوگی تاویل اسکی اور اسکے تعذر کا بیان یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری متفق ہوں فسخ
میں یا بیع کے جائز رکھنے میں تو نہ ثابت ہوگا واسطے ہر ایک کے ان دونو میں سے خیار اور اگر دونو مختلف ہوں تو جمع کرنا
درمیان فسخ کرنے اور جائز رکھنے کی جمع کرنا ہے درمیان دو نقیضوں کے اور وہ محال ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ
اسکی کہ مراد یہ ہے کہ واسطے ہر ایک کے ان دونو میں سے اختیار ہے بیچ فسخ کرنے بیع کے اور اوپر جائز رکھنا بیع کا پس نہیں
حاجت ہی طرف اختیار کرنے اسکے کی اسواسطے کہ وہ مقتضی ہے عقد کا اور حال پہونچاتا ہے طرف اسکی ساتھ سکوت
کو بخلاف فسخ کے اور اور لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمر اور حکیم بن حزام کی حدیث معارض ہے ساتھ حدیث عبداللہ بن عمرو کی
جو ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ بائع اور مشتری ساتھ خیار کے ہیں جب تک کہ نہ جدا ہوں مگر یہ کہ بیع خیار ہو اور نہیں
حلال ہے اسکو یہ کہ جدا ہووے اپنے ساتھی سے اس خوف سے کہ طلب کرے اس سے فسخ کرنا بیع کا ابن عربی نے کہا

کہ ظاہر اس زیادتی کا مخالف ہے واسطے ابتدا حدیث کی پس اگر تاویل کرین استقالہ کو بیچ اُسکے فسخ پر تو تاویل کرینگے ہم خیار کو بیچ اُسکے استقالہ پر اور جب دونو تاویلین معارض ہون تو رجوع کیا جاویگا طرف ترجیح کی اور قیاس ہماری طرف مین ہے پس ترجیح پاویگی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ حمل استقالہ کا فسخ پر ظاہر تر ہے حمل کرنے خیار سے اوپر استقالہ کے اسواسطے کہ حقیقت استقالہ کی مراد ہوتی تو نہ منع کرتی اُسکے جدا ہونے کو اسواسطے کہ وہ نہین خاص ہے ساتھ مجلس عقد کے اور تحقیق ثابت کیا ہے اول حدیث مین خیار کو اور دراز کیا ہے اُسکو نہایت تفرق پر اور یہ بات معلوم ہے کہ جسکے واسطے خیار ہے وہ استقالہ کا محتاج نہین پس متعین ہوگا حمل کرنا اُسکا فسخ پر اور اسیپر حمل کیا ہے اُسکو ترمذی وغیرہ علما نے پس کہتے ہین کہ معنے اُسکے یہ ہین کہ نہین حلال اُسکو یہ کہ جدا ہووے اُس سے بعد بیع کے واسطے اس خوف کی کہ اختیار کرے فسخ بیع کو اسواسطے کہ عرب کہتے ہین کہ مینے استقالہ کیا اُسچیز کا کہ فوت ہوئی مجھسے پس مراد ساتھ استقالہ کے فسخ کرنا نادم کا ہے اُن دونو مین سے واسطے بیع کے اور حمل کیا ہے انہونے نفی حل کو کراہت پر اسواسطے کہ وہ لائق ہے ساتھ مروت کے اور نیک معاملے مسلم کے مگر یہ کہ اختیار فسخ کا حرام ہے اور ابن حزم نے کہا کہ حجت پکڑی انہی ساتھ حدیث عمرو بن شعیب کے اوپر جدا ہونے کی ساتھ کلام کے واسطے قول آپکے کی بیچ اسکے کہ واسطے خوف استقالہ کے واسطے ہونے استقالہ کے کہ نہین ہوتا ہے مگر بعد تمام ہونے بیع کے اور صحت انتقال ملک کی مستلزم ہے اسکو کہ حدیث مذکور کا کوئی فائدہ نہ ہو اسواسطے کہ لازم آتا ہے حمل کرنے تفرق کو اوپر قول کے مباح ہونا مفارقت کا خواہ خوف استقالہ کا ہو یا نہ ہو اور بعضے کہتے ہین کہ تفرق بالابدان صرف مین پہلے قبض کے باطل کرتا ہے عقد کو پس کسطرح ثابت کرینگے عقد کو وہ چیز کہ اُسکو باطل کرتی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اختلاف جہت کی اور ساتھ معارضہ کے اُسکی نظیر سے اور یہ اسواسطے ہے کہ نقد اور ترک کرنا مدت معین کا شرط ہے واسطے صحت صرف کی اور وہ فاسد کرتی ہے سلم کو نزدیک اُنکی اور حجت پکڑی ہے بعضونے ساتھ حدیث ابن عمر کے جو دو بابون کے بعد آویگی اور اُسکا جواب بھی آیندہ آویگا اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ قول ابن عمر کے جو عقد بیع کے وقت زندہ موجود ہو پس وہ مشتری کا مال ہے یعنے اگر تلف ہو تو مشتری کا مال گیا نہ بائع کا اگرچہ ابھی بائع کے ہاتھ مین ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ اُسکے مخالف ہین ایپر حنفیہ سو وہ تو کہتے ہین کہ وہ بائع کا مال ہے جب تلک کہ نہ دیکھے اُسکو خریدار یا نقل کرے اُسکو اور مالکیہ کہتے ہین کہ اگر بہت دور غائب ہو تو وہ بائع کا مال ہے اور یہ کہ نہین ہے حجت بیچ اُسکی اسواسطے کہ صفقہ اسمین محمول ہے اُس بیع پر جو تمام ہو چکی نہ اُس بیع پر جو نہین تمام ہوئی واسطے تطبیق کے اُسکی دونو کلامون مین اور بعضے کہتے ہین کہ معنے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ یہانتک کہ جدا نہ ہون یہ ہین کہ یہانتک کہ موافق ہون اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسچیز کے کہ وارد ہوا ہے بیچ باقی حدیث ابن عمر کے اُسکے تمام طریقون مین خاصکر لیث کی طریق مین جو آیندہ باب مین آویگا اور بعض کہتے ہین کہ حدیث اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مختلف لفظون سے آئی ہے

پس وہ مضطرب ہے اُسکے ساتھ حجت نہین پکڑی جاویگی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اُسکے کہ اُسکے مختلف لفظوں مین
تطبیق نہ ہو سکے اور یہ حدیث اس قبیلے سے نہین یعنے بلکہ اسکے مختلف لفظون مین تطبیق ہو سکتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ
نہین معتذر ہے حمل کرنا خیار کا اس حدیث مین اوپر خیار فسخ کے پس شاید کہ مراد ساتھ اُسکے خیار شرط ہو یا خیار زیادت کا
سوال مین یا بیع مین اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ معہود اور معلوم آپکی کلام مین جس جگہ کہ خیار کا لفظ بولا جاوے
ارادہ خیار فسخ کا ہے جیسا کہ حدیث مصرات مین ہو اور جیسا کہ یہ حدیث اُس شخص کے ہی جسکو بیع مین فریب ہوتا تھا
اور نیز جیسا ثابت ہو چکا ہے کہ مراد ساتھ متبایعین کے بائع اور مشتری ہین جو بیع کو عقد کرتے ہین پس صادر ہوئی عقد
کے بعد نہین خیار ہے شراء مین اور نہ ثمن مین اور ابن عبد البر نے کہا کہ تحقیق انکار کیا ہے مالکیہ اور حنفیہ نے حجت پکڑنے
ہو ساتھ اسچیز کے کہ دراز ہوتا ہے ذکر اسکا اور اُسکے اکثر سے کوئی چیز حاصل نہین ہوتی یعنے وہ کلام اکثر تو بفائدہ
ہے اور ابن سمعانی نے بعض حنفیہ سے حکایت کی ہی کہ بیع عقد مشروع ہے ساتھ وصف اور حکم کے پس وصف
اُسکی لازم ہونا ہے اور حکم اسکا ملک ہے اور تحقیق تمام ہو چکی ہے بیع ساتھ عقد کے پس واجب ہوئی یہ بات کہ تمام
ہووی ساتھ وصف اپنے اور حکم اپنے کے اور اوپر تاخیر کرنا اسکا جدا ہونے تک پس نہین ہے اُسپر کوئی دلیل اسواسطے
کہ جب سب تمام ہو جاوے تو اپنے حکم کا فائدہ دیتا ہے اور نہین منتفی ہوتا ہے مگر ساتھ عارض کے اور جو اسکا دعوے
کرے پس اسپر ہے بیان اور جواب دیا ہے اُسنے ساتھ اسکے کہ بیع سبب ہے واسطے واقع کرنے کے ندم مین اور ندم محتاج
ہے طرف نظر کی پس ثابت کیا شارع نے خیار مجلس کا دونو عقد کرنے والون کی نظر سے تاکہ سلامت رہین ندم سے اور
دلیل اسکی خیار رویت کا ہے نزدیک انکے اور خیار شرط ہے نزدیک ہمارے کہا کہ اگر بلازم ہوتا عقد ساتھ وصف اور حکم اپنے
کے تو نہ مشروع ہوتا اقالہ یعنے پھیر دینا بیع کا لیکن وہ مشروع ہوا ہے دونو عقد کرنے والون کی نظر سے مگر یہ کہ مشروع ہے
واسطے استدراک ندم کے کہ منفرد ہے ساتھ اسکے ایک ان دونو کا پس نہ واجب ہوگا اقالہ اور خیار مجلس کا مشروع ہے
واسطے استدراک ندم کے کہ دونو اُسمین شریک ہین پس واجب ہوگا (فتح) **باب** اِذَا خَيَّرَ اَحَدُهُمَا
صَاحِبَهُ بَعْدَ الْبَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ جب بائع اور مشتری دونو سے ایک اپنے ساتھی کو اختیار دیوے بعد بیع کے یعنے
اور جدا ہونے سے پہلے تو واجب ہو جاتی ہے بیع یعنے اگرچہ نہ جدا ہوں (فتح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ
ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا
يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيْعًا اَوْ يُخَيِّرُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَاِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ
اَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مرد سودا کرین تو ہر ایک دونوین سی مختار ہے جب تک کہ دونو جدا نہ ہون اور اکٹھے ہون یعنے
پس جدا ہونے کی بعد اختیار فسخ کا باقی نہین رہتا یا ایک دوسرے کو اختیار دیوے پس دونو سودا کرین اوپر اس قرار کے

تو مقرر واجب ہو جاتی ہے بیع یعنے اور اسکے بعد فسخ کا اختیار باطل ہو جاتا ہے اور اگر خرید و فروخت کی بعد دونو جدا
ہوں اور انہیں سے کوئی بیع کو نہ چھوڑے یعنے اسکو فسخ نہ کرے تو مقرر واجب ہو جاتی ہے بیع ف یعنے بعد جدا ہونیکے
اور یہ نہایت ظاہر ہے بیچ ٹوٹ جانے بیع کے ساتھ توڑنے ایک اُن دونو کے اور امام خطابی نے کہا کہ یہ زیادہ تر ظاہر
چیز ہے بیچ ثابت ہونے خیار مجلس کے اور وہ باطل کرنیوالی ہے واسطے ہر تاویل کے کہ مخالف ہی واسطے ظاہر حدیث کو اور
اسیطرح ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے اخیر میں کہ اگر دونو سودے کے بعد جدا ہوں کہ انمیں ہی بیان ظاہر ہے
کہ بدن سے جدا ہونا ہی ہے توڑنے والا خیار کو اور اگر اسکے معنے کلام کے ساتھ جدا ہونا ہوتا تو حدیث بیفائدہ
ہو جاتی انتھے اور مقرر اقدام کیا ہے داؤدی نے اوپر رد کرنے اس حدیث کے جسکی صحت پر اتفاق ہے ساتھ اسچیز کے
کہ نہیں قبول کیجاتی ہے اُس کے سے پس کہا کہ یہ جو لیث راوی نے اس حدیث میں کہا ہے کہ اور دونو اکٹھے ہوں تو
یہ لفظ صحیح نہیں اسواسطے کہ مرتبہ لیث کا نافع کے حقمیں نہیں ہے مانند مرتبے مالک کی اور اسکی نظیروں کی انتہے اور یہ
رد کرنا ہے واسطے اسچیز کے کہ اتفاق کیا ہے سب اماموں نے اسکی ثبوت پر بغیر سند کے اور کیا ملامت ہی اُس شخص پر
جس نے روایت کیا اس حدیث کو مفسر واسطے ایک احتمالوں اسکے کی یعنے اگر کوئی راوی حدیث کو احتمالوں میں سے
ایک احتمال کے ساتھ حدیث کی تفسیر کرے تو اسپر کچھ ملامت نہیں اس حال میں کہ یاد رکھنے والا ہو اس سے وہ چیز کہ
اسکے غیر کو یاد نہیں باوجود واقع ہونے تعدد مجلس کے پس وہ محمول ہی اسپر کہ ایک بار انکے استاد نے انکو یہ حدیث
مفسر بیان کی اور ایک بار مختصر اور مالک کی حدیث میں جو اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ کا لفظ واقع ہوا ہے تو جمہور کہتے ہیں کہ یہ استثنا
ہی مدت ہونے خیار سے جدا ہونے تک اور مراد یہ ہی کہ اگر وہ دونو جدا ہونے سے پہلے بیع کو جائز رکھیں تو اسوقت بیع لازم
ہو جاتی ہے اور جدا ہونے کا اعتبار باطل ہو جاتا ہے پس تقدیر کلام یہ ہے کہ مگر وہ بیع جسمیں اختیار جاری ہوا ہو
اور نووی نے کہا کہ اتفاق کیا ہے ہماری اصحابنے اوپر راجح ہونے اس تاویل کے اور باطل کیا ہے بہت نے انمیں سے اُس
چیز کو جو اسکے سوائی ہے اور غلط کیا ہے اسکے قائل کو اور لیث کی روایت نہایت ظاہر ہے اُسکی ترجیح میں اور بعضے کہتے
ہیں کہ وہ استثنا ہے منقطع ہونے خیار سے ساتھ جدا ہونے کے یعنے جیسے کہ بیان اسکا اوپر گذرا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد
ساتھ قول اسکی کے کہ یا اختیار دیوے ایک دوسرے کو یعنے پس شرط کرے خیار کو مدت معین تک پس نہیں گذر گیا اختیار
ساتھ جدا ہونے کے بلکہ باقی رہیگا یہانتک کہ مدت گذرے حکایت کیا ہے ابن عبد البر نے ابو ثور سے اور ترجیح دی گئی ہے
پہلے کو ساتھ اسکے کہ انمیں بہت تھوڑی کلام کا مقدر کرنا پڑتا ہے اور معین کرتی ہے اسکو روایت نسائی کی ساتھ
اس لفظ کے کہ مگر یہ کہ ہو بیع خیار سے پس اگر بیع خیار سے ہو تو واجب ہو جاتی ہے بیع اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ استثنا ہی
اثبات خیار مجلس سے اور اسکی معنے یہ ہیں کہ یا اختیار دیوی ایک دوسرے کو پس اختیار کری خیار مجلس میں پس خیار باطل
ہو جاتا ہے اور یہ احتمال سب احتمالوں سے ضعیف تر ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنے

کہ مگر یہ کہ ہو بیع خیار یہ ہین کہ دو نو کو اختیار ہے جب تک کہ نہ جدا ہون مگر یہ کہ اختیار کرین اور اگرچہ جدا ہونے سی پہلے ہو اور مگر یہ کہ ہو بیع ساتھ شرط خیار کو اگرچہ بعد تفرق کے ہو اور اس قول سے پہلے دو نو تاویلون مین تطبیق ہو جاتی ہے (فتح الباری)

بَابٌ اِذَا كَانَ الْبَائِعُ بِالْخِيَارِ هَلْ يَجُوْزُ الْبَيْعُ جب بائع یعنے بیچنے والا مختار ہو تو کیا بیع جائز ہے **ف** گو یا کہ بخاری کی مراد رد کرنا ہے اُس شخص پر جو بند کرتا ہے خیار کو مول لینے والے مین سوای بائع کے اسواسطے کہ حدیث نے اسمین دو نو کے واسطے برابری کی ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک بائع اور مشتری سے نہین لازم ہوتی ہے بیع درمیان اُنکے یہان تک کہ جدا ہون یعنے پس جدا ہونے سے بیع لازم ہو جاتی ہے مگر بیع خیار کی **ف** یعنے پس لازم ہوتی ہے ساتھ شرط اپنی کے جیسے کہ اسکی بحث پہلے گذری اور ظاہر حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ بیع کا لازم ہونا بند ہے بیچ جدا ہونے کی یا بیچ شرط خیار کے اور معنے یہ ہین کہ عقد بیع جائز ہے پس جب ان دو نو امر مین سے ایک امر پایا جاوی تو بیع لازم ہو جاتی ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ ثَنَا حَبَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا قَالَ هَمَّامٌ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي يَخْتَارُ ثَلٰثَ مِرَارٍ فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا فَعَسٰى اَنْ يَّرْبَحَا رِبْحًا وَيُمْحَقَا بَرَكَةَ بَيْعِهِمَا قَالَ وَحَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ حکیم بن حزام سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری مختار ہین یہانتک کہ جدا ہون اور ہمام راوی نے کہا کہ مینے اپنی کتاب مین پایا کہ تین بار اختیار کرے پس اگر وی دو نو سچ بولین اور عیب بیان کرین تو انکی خرید و فروخت مین اُنکے لیے برکت ہوتی ہے اور اگر وے جھوٹ بولین اور عیب چھپاوین تو عنقریب ہی کہ دو نو کو فائدہ ہو لیکن انکی خرید و فروخت کی برکت مٹائی جاوی **ف** یہ جو ہمام نے کہا کہ تین بار اختیار کری تو ایک روایت مین اسکے بدلے آیا ہی کہ خیار تین بار ہے پس اگر یہ زیادتی ثابت ہو جاوی تو یہ بطور اختیار کے ہی (فتح)

بَابٌ اِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا وَلَمْ يُنْكِرِ الْبَائِعُ عَلَى الْمُشْتَرِيْ اگر کوئی ایک چیز خریدی پھر اُسی وقت اسکو ہبہ کر دیوی پہلے جدا ہونے کے اور نہ انکار کری بائع خریدار پر **ف** یعنے کیا اُسکا اختیار اسکے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد بخاری کی ثابت کرنا خیار مجلس کا ہے ساتھ حدیث ابن عمر کے جو باب کی ہے دوسری حدیث مین اور اسمین اُسکا قصہ ہی ساتھ عثمان کی اور وہ ظاہر ہے اسمین پھر خوف کیا بخاری نے یہ کہ اعتراض کیا جاوی الحمیر ساتھ حدیث ابن عمر کے بیچ قصے اونٹ سخت کی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصرف کیا اونٹ

میں ساتھ نفس عقد کے پس جواب دیا اس سے ترجمہ میں ساتھ قول اپنے کے کہ نہ انکار کرے بائع یعنے تحقیق ہبہ مذکورہ تو بائع
کی جائز رکھنے کے ساتھ تمام ہوا ہے اور وہ جیب ہنا اسکا ہے جو بجا مر قول اسکے کی ہے اور ابن تین نے کہا کہ یہ بخاری
کا تکلف ہے اور نہیں گمان کیا جاتا ہے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ نے ہبہ کیا ہو اس چیز کو کہ اس میں کسی
کو اختیار ہو اور نہ انکار اسواسطے کہ وہ بیان کرنے کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں بعد اسکا جواب یہ ہے کہ مقرر بیان کر دیا
ہے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پہلی حدیثوں کے جو تصریح کرنیوالی ہیں ساتھ خیار مجلس کے بعد دونوں حدیثوں
میں تطبیق ممکن ہے ساتھ اسکے کہ عقد کے بعد عمر سے جدا ہو گئے ہوں بایں طور کہ اس سے آگے ہو گئے ہوں یا پیچھے مثلاً
پھر ہبہ کیا ہو اور نہیں حدیث میں وہ چیز کہ اسکو ثابت کرے یا اسکی نفی کرے پس نہیں معنے ہیں واسطے حجت پکڑنے
کے ساتھ اس واقعہ معین کے بیع باطل کرنے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہیں اسپر صریح حدیثیں کہ اختیار مجلس ثابت ہے
پس اگر وہ حدیث اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ پر مقدم ہوں تو یہ حدیث قاضی ہے اوپر انکے اور اگر اس سے متاخر ہوں تو یہ محمول
ہوگا اسپر کہ اکتفا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بیان سابق کے اور اس سے معلوم ہوا کہ خریدار جب بیع میں
تصرف کرے اور بائع اسپر انکار نہ کرے تو خیار مجلس باقی نہیں رہتا جیسا کہ اسکو بخاری نے سمجھا اور ابن بطال نے کہا
کہ اجماع ہے سب کا اسپر کہ بائع جب مشتری پر انکار نہ کرے اس چیز میں کہ پیدا کیا ہے اسکو ہبہ اور عتق سے تو وہ بیع جائز ہے
اور جب بائع انکار کرے تو اسمیں اختلاف ہے سو جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف کلام کے ساتھ جدا ہونے سے بیع تمام ہو جاتی
ہے بدن کے ساتھ جدا ہونا شرط نہیں تو وہی لوگ اسکو جائز کہتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بدن سے جدا ہونا شرط ہے وہ اسکو
جائز نہیں کہتے اور حدیث حجت ہے اوپر انکے اور نہیں ہے امر بنا بر اسکے کہ ذکر کیا ہے اسکو ابن بطال نے مطلق ہونے
سے بلکہ انہوں نے بیعتا میں فرق کیا ہے پس اتفاق ہے سب کا اسپر کہ بیچنا اناج کا قبض کرنے سے پہلے جائز نہیں اور
اناج کے سوا اور چیزوں میں اختلاف ہے انکو کئی مذہبوں پر ایک قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے مطلق کسی چیز کا بیچنا درست
نہیں ہے اور یہی ہے قول شافعی اور محمد بن حسن کا دوسرا قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے مطلق بیچنا درست ہے یعنے ہر چیز
کا مگر گھر اور زمین کہ انکو قبض سے پہلے بیچنا درست نہیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا تیسرا قول یہ ہے
کہ قبض سے پہلے ہر چیز کا بیچنا درست ہے مگر وہ چیز کہ ماپی جاتی ہے یا تولی جاتی ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور اسحق اور احمد کا
چوتھا قول یہ ہے کہ مطلق جائز ہے مگر وہ چیز کہ کھائی جاتی ہے اور پی جاتی ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور مالک اور
اختیار ابن منذر کا اور آزاد کرنے میں اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ آزاد کرنا صحیح ہے یعنے پہلے قبض سے اور ہوتا
ہے قبض برابر ہے کہ ہو واسطے بائع کے حق حبس کا بایں طور کہ مول ادا نہ کیا ہو یا نہ ہو اور وقف میں بھی صحیح تر صحت
اسکی ہے یعنے قبض سے پہلے وقف کرنا بھی درست ہے اور ہبہ اور رہن میں اختلاف ہے اور صحیح تر نزدیک شافعیہ کے
ان دونوں میں یہ ہے کہ وہ صحیح نہیں ہیں یعنے پہلے قبض سے اور حدیث ابن عمر کی بیچ قصے اونٹ سخت کی حجت ہے واسطے

مقابل اسکے کی اور ممکن ہے جواب اس سے ساتھ اسکے کہ احتمال ہے کہ ہو ابن عمر وکیل قبض مین پہلے ہبہ کے اور یہی اختیار
ہے بغوی کا کہا اس سنے کہ جب اجازت دی مشتری نے واسطے موہوب لہ کے بیچ قبض کرنے مبیع کے تو کافی ہے
اور بیع تمام ہو جاتی ہے اور حاصل ہوتا ہے ہبہ بعد اسکے لیکن نہین لازم آتا اس سے ایک ہونا قابض اور مقبض کا
یعنے قبض کرانے والے کا اسواسطے کہ ابن عمر اسوقت اونٹ پر سوار تھے اور حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اسکے واسطے مالکیہ
اور حنفیہ کے بیچ اس بات کے کہ قبض کرنا تمام چیزون مین ساتھ تخلیہ کے ہے یعنے مشتری اور مبیع کے درمیان راہ خالی
کر دینے اسطور سے کہ اسکو قبض سے کوئی مانع نہ ہو اور یہی کی طرف ہے میل بخاری کی جیسے کہ پہلے گذرا ہے واسطے
اسکے بیچ باب شراء الدواب والحمر کے کہ جب کوئی چارپایہ خریدے اور بائع اسپر سوار ہو تو کیا یہ قبض ہے اور نزدیک شافعیہ اور
حنبلیہ کے کفایت کرتا ہے محض تخلیہ گھرون مین اور زمینون مین اور جو چیز انکی مانند ہے سوا ان چیزون کے جو نقل
کیجاتی ہین اور ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھائی جاتی ہین اور اسی واسطے نہین جزم کیا ہے بخاری نے ساتھ حکم
کے بلکہ وارد کیا ترجمہ کو بطور استفہام کے اور اس حدیث کی ایک طریق مین بیع کی تصریح آچکی ہے اور محب طبری نے
کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو عقد کے بعد ہانکا ہو جیسا کہ اسکو عقد سے پہلے ہانکا تھا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکو ہانکنا قبض ہے واسطے اسکے اسواسطے کہ قبض ہر چیز کی موافق اسکی ہے (فتح الباری)
اَوِ اشْتَرٰی عَبْدًا فَاَعْتَقَهٗ یعنے یا کوئی غلام خریدے پھر اسکو آزاد کر دیوے ف امام بخاری نے ہبہ کے مسئلے کو اصل گردانا
ہے اور عتق کا مسئلہ اسکے ساتھ لاحق کیا ہے واسطے موجود ہونے نص کے ہبہ مین سوائے عتق کے اور شافعیہ نے معنی
کی طرف نظر کی ہے اسمین کہ عتق کے واسطے قوت اور سرایت ہے جو اسکے غیر کے واسطے نہین اور جس نے کہا کہ ہبہ عتق کے
ساتھ لاحق ہے کہا کہ عتق تلف کرنا ہے واسطے مالیت کے اور اتلاف قبض ہے پس اسیطرح ہبہ بھی قبض ہے (فتح) وَقَالَ
طَاوٗسٌ فِیْمَنْ یَّشْتَرِی السِّلْعَةَ عَلَی الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا وَجَبَتْ لَهٗ وَالرِّبْحُ لَهٗ یعنے اور طاؤس نے کہا کہ اگر کوئی متاع
کو خریدے بائع کی رضامندی سے پھر اسکو بیچ ڈالے تو واجب ہوتا ہے واسطے اسکے اسباب اور نفع اسکا واسطے خریدار کے ہے
ف یعنے جب مشتری اسکو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے اور بائع اول اسپر انکار نہ کرے تو بیع تمام ہو جاتی ہے اور فسخ بیع کا اختیار
باقی نہین رہتا واللہ اعلم وَقَالَ الْحُمَیْدِیُّ ثَنَا سُفْیٰنُ ثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَکُنْتُ عَلٰی بَکْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَکَانَ یَغْلِبُنِیْ فَیَتَقَدَّمُ اَمَامَ الْقَوْمِ فَیَزْجُرُهٗ عُمَرُ وَیَرُدُّهٗ
ثُمَّ یَتَقَدَّمُ فَیَزْجُرُهٗ عُمَرُ وَیَرُدُّهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِیْهِ فَقَالَ هُوَ لَکَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِیْهِ فَبَاعَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَکَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهٖ مَا شِئْتَ یعنے اور ابن عمر سے روایت
ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین تھے اور مین عمر کے ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر سوار تھا سو وہ

مجھپر غالب آتا تھا اور سب لوگون سے آگے بڑہ جاتا تہا اور حضرت عمر رض اسکو جھڑکتے تہے اور پیچھے پھیرتے تہے پھر آگے بڑہ جاتا تہا سو عمر اسکو جھڑکتے تہے اور پیچھے ہٹاتے تہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رض سے کہا کہ اسکو میرے ہاتھ بیچڈال سو عمر رض نے کہا کہ یا حضرت وہ آپکے واسطے ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو میرے ہاتھ بیچڈال سو عمر رض نے کہا کہ مینے اسکو آپکے ہاتھ بیچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے ای عبد اللہ بن عمر کر تو ساتہ اسکے جو چاہے ف اور اس حدیث مین بیان ہی واسطے اسچیز کے کہ تھے اسپر صحابہ تعظیم کرنے اُنکے سی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کہ نہ آگے بڑہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چلنے مین اور یہ کہ جائز ہے جھڑکنا چارپایون کا اور یہ کہ نہین شرط ہے بیع مین پیش کرنا مالک اسباب کا اسباب اپنے کو بلکہ جائز ہے یہ کہ سوال کیا جاوے اسکی بیع مین اور یہ کہ جائز ہے تصرف کرنا مبیع مین پہلے بدل ہول کے (فتح) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے اونٹ خریدا اور اسی گھڑی اسکو ہبہ کر دیا اور بائع نے انکار نہ کیا اور اسکا خیار باطل ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز خریدے اور اسکو اسی ساعت ہبہ کر دی اور بائع اسپر انکار نہ کرے تو اسکا اختیار باطل ہو جاتا ہے وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بِعْتُ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَالًا بِالْوَادِي بِمَالٍ لَهُ بِخَيْبَرَ فَلَمَّا تَبَايَعْنَا رَجَعْتُ عَلٰى عَقِبِي حَتّٰى خَرَجْتُ مِنْ بَيْتِهِ خَشْيَةَ أَنْ يُرَادَّنِي الْبَيْعَ وَكَانَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَمَّا وَجَبَ بَيْعِي وَبَيْعُهُ رَأَيْتُ أَنِّي قَدْ غَبَنْتُهُ بِأَنِّي سُقْتُهُ إِلٰى أَرْضِ ثَمُودَ بِثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَاقَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ لَيَالٍ یعنے اور عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ مینے اپنی ایک زمین جو وادی (ایک جگہ کا نام ہی) مین تہی امیر المومنین عثمان کے ہاتھ بیچی بدلے زمین انکی کے جو خیبر مین تہی سو جب ہم سودا کر چکے تو مین اپنے پیچھے پلٹا یہانتک کہ مین اُنکے پاس سے نکلا واسطے خوف اس بات کے کہ وہ مجھ سے سودا پھیرنا چاہے اور شرع مین دستور تہا یعنی شرع مین یہ بات مقرر تہی کہ بائع اور مشتری مختار ہین یہانتک کہ جدا ہوون عبد اللہ نے کہا کہ جب میرا اور انکا سودا لازم ہو اور مینے دیکہا یعنے جانا کہ مینے انکا نقصان کیا باینطور کہ ہانکا مینے انکو طرف زمین ثمود کی ساتھ تین دن رات کی ف یعنے جو مسافت کہ انکے اور انکی بیچی ہوئی زمین کے درمیان تہی اُسپر مینے انکو تین دن رات کی راہ اور زیادہ کر دی اور جو مسافت کہ میرے اور میری بیچی ہوئی زمین کے درمیان تہی اُس سے اُنہون نے مجھکو تین دن رات کی راہ کم کر دی یعنے وہ مدینہ سے بہ نسبت پہلی کی تین دن رات کی راہ اور دور جا پڑے اور مین مدینہ سے بہ نسبت پہلی کی تین دن رات کی راہ نزدیک ہو گیا ف یہ جو اُنہے کہا کہ شریعت مین دستور تہا تو یہی سبب تہا بیچ نکلنے اُنکے کی عثمان کے گہر سے اور یہ کہ ابن عمر نے یہ کام اسواسطے کیا تہا کہ واجب ہو واسطے اُنکی بیع اور حضرت عثمان کو واسطے فسخ بیع کے خیار باقی نہ رہی اور استدلال کیا ہی ابن بطال نے ساتھ اُسکے کہ وکانت السنۃ اسپر کہ یہ حکم ابتداء اسلام

مین تہا اور اپیر جس زمانے مین کہ ابن عمر نے یہ کام کیا تو اُسوقت مین بدن سے جدا ہونا متروک ہو گیا تہا اسیواسطے ابن عمر رض نے اُسکو کیا اسواسطے کہ وہ سنت کا بہت اتباع کیا کرتے تہے اسیطرح کہا ہے ابن بطال نے اور نہین اُنکے قول مین وَ كَانَتِ السُّنَّةُ وہ چیز کہ اُسکے استمرار اور ہمیشگی کی نفی کرے اور ایوب بن سوید کی روایت مین وارد ہوا ہے کہ دستور تہا کہ جب ہم سودا کرتے تہے تو ہر ایک بائع اور مشتری سے مختار ہوتا تہا جب تک کہ دونون جدا ہون سو جب نے اور عثمان نے بیع کی پس ذکر کیا قصے کو اور یہین اشعار ہے ساتھ ہمیشگی اُسکی کے اور عجب بات کہی ابن رشید نے مقدمات مین پس گمان کیا اُنہون نے کہ عثمان نے ابن عمر سے کہا کہ بدن سے جدا ہونا سنت نہین بلکہ یہ منسوخ ہے اور یہین اس زیادت کی کوئی اسناد نہین دیکہا اور اگر صحیح ہو تو نکالے گی مسئلے کو خلاف سے اسواسطے کہ اکثر اصحاب سے منقول ہے کہ مقرر جدا ہونا بدنون سے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا چیز غائب کا جو حاضر نہ ہو جبکہ بیان کرے بائع صفت اُسکی کو و سیاتی نقل الخلاف فيها فی باب بیع الملامسة اور یہ کہ جائز ہے حیلہ کرنا بیع باطل کرنے خیار کے اور مقدم کرنا مرد کا اپنی جان کی مصلحت کو اپنے غیر کی مصلحت پر اور یہ کہ جائز ہے بیچنا زمین کا ساتھ زمین کے اور یہ کہ غبن سے بیع پہر لی نہین (فتح) **باب**

مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ بیع مین فریب کرنا مکروہ ہے **ف** گویا کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے کہ بیع مین فریب کرنا مکروہ ہے لیکن بیع کو فسخ نہین کرتا مگر یہ کہ مشتری خیار کو شرط کرے بنابر اسکے کہ مشعر ہے ساتھ اُسکے قصہ جو مذکور ہے حدیث مین (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھکو بیع مین فریب ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سودا کرے تو کہہ نہین ہے فریب **ف** یعنے دین مین سو واسطے کہ دین تو خیر خواہی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہر تجھکو اختیار ہے ہر اسباب مین کہ تو اسکو خریدے تین دن تک پس اگر تو راضی ہووے تو روک رکہ نہین تو پہیر دے پس زندہ رہا وہ شخص یہانتک کہ اُسنے عثمان کا زمانہ پایا اور وہ ایک سو تیس برس کا تہا سو بہت ہوے لوگ عثمان کے زمانے مین اور اُسکا دستور تہا کہ جب کوئی چیز خریدتا تہا اور اُسکو کہا جاتا تہا کہ تجھکو غبن ہوا تو اُنمین رجوع کرتا تہا پس گواہی دیتا تہا واسطے اُسکے کوئی شخص اصحاب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اسکے تین رات تک اختیار ٹہیرایا ہے پس اُسکی درہم اُسکو پہیر دیے جاتے تہے اور علماء کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو یہ بات سکہائی تاکہ اُسکو بیع کے وقت کہے پس مطلع ہو ساتھ اُسکے ساتھی اُسکا کہ نہین ہے وہ اُن لوگون مین سے جنکو بصیرت ہے بیچ معرفت اسباب اور مقدار قیمت کے پس دیکہے گا واسطے اُسکے جو دیکہے گا واسطے نفس اپنے کے واسطے اُس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے نزغیب دلانے بائع اور مشتری کا اُسکے اور نصیحت کے جیسے کہ پہلے گذر چکا بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اگر دونو سچ بولین اور عیب بیان کرین

تو انکی بیع مین برکت ہوتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے احمد کے اور ایک قول مالک کے
کہ رد کی جاتی ہے بیع واسطے غبن فاحش کے واسطے اُس شخص کے جو اسباب کی قیمت نہ پہچانتا ہو اور تعاقب کیا گیا
ہے ساتھ اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا اُسکو واسطے ضعیف ہونے عقل اُسکے کے اور اگر غبن سے
ساتھ فسخ کا اختیار ہوتا تو شرط خیار کی حاجت نہ ہوتی اور ابن عربی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو فریب بیچ قصے اس مرد کے
عیب مین یا جھوٹ مین یا مول مین یا غبن مین پس خاصکر غبن کے مسئلے مین اس حدیث سے حجت پکڑنی درست نہو گی
اور یہ قصہ عام نہین بلکہ وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے پس اس حدیث سے خاص اُسی شخص کے واسطے حجت پکڑنی درست
ہو گی جو اُس مرد کی طرح ہو اور عمر رضہ سے روایت ہے کہ انہون نے بیع مین کلام کیا تو کہا کہ نہین پاتا واسطے تمہارے کوئی چیز کہ زیادہ
تر فراخ ہو اس چیز سے کہ ٹھیرایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے حبان بن منقذ کے تین دن لیکن اس حدیث کی مدار ابن
لہیعہ پر ہے اور وہ ضعیف ہے انتہے اور یہ ٹھیک اسی طرح ہے جیسے کہ اُس نے کہا لیکن جو احتمالات کہ اُسنے ذکر کیے ہین وہ معین
نہین ساتھ اس روایت کے جسنے اُسکی تصریح کی ہے کہ اُسکو بیع مین فریب ہوتا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے
کہ خیار شرط کیے گئی کی مدت تین دن ہے بغیر زیادت کے اسواسطے کہ وہ حکم ہے جو خلاف اصل پر وارد ہوا ہے پس بند کیا جائیگا
ساتھ اُسکے اوپر نہایت اُس چیز کے جو وارد ہوئی ہے بیچ اُسکے اور تائید کرتی ہے اُسکی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مصرات کے باب مین تین دن مدت ٹھیرائی اور اعتبار کرنا تین دن کا کئی جگہون مین ہے اور عجب بات کہی بعض مالکیہ نے پس
کہا کہ سوائے اسکے نہین کہ بند کیا اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن پر اسواسطے کہ اکثر بیع اُسکے غلامون مین
تھی اور یہ دعوی محتاج ہے طرف دلیل کی اور محض احتمال اُسمین کافی نہین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر
جو بیع کے وقت کہے کہ فریب نہین تو اُسکو اُس بیع مین خیار ہوتا ہے برابر ہے کہ وہ اسمین کوئی عیب یا غبن پاوے یا نہین
اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے بیچ جمود اپنے کی پس کہا کہ اگر کہے کہ نہین فریب یا نہین عیب یا جو اُسکی مانند ہے تو نہین
ہوتا واسطے اُسکے خیار یہانتک کہ کہے کہ لاخلابہ اور آسان تر اس چیز کا کہ رد کیا جاوے اُسپر وہ چیز ہے جو صحیح مسلم مین ثابت
ہے کہ وہ کہتا تھا کہ لا خیابہ ساتھ یا کے بدلے لام کے اور ساتھ ذال کے بدلے دال کے اور شاید کہ وہ اچھی طرح نہ بول سکتا تھا
اور باوجود اسکے نہ متغیر ہوا حکم بیچ حق اُسکے کے نزدیک کسی کے اصحاب مین سے جو اُسکے واسطے گواہی دیتے تھے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسکے واسطے اختیار ٹھیرایا ہے پس معلوم ہوا کہ انہون نے اسمین معنے کے ساتھ اکتفا کیا اور استدلال کیا
گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ بڑے آدمی کو تصرف سے نہ روکا جاوے اگرچہ اُسکی بے عقلی ظاہر ہو واسطے دلیل اس چیز کے کہ جو
اُسکے بعض طریقون مین ہے کہ اُسکے گھر والے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو انہون نے کہا کہ آپ اسکو مال مین
تصرف کرنے سے روکدین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بلا کر منع کیا سو اُسنے کہا کہ مین صبر نہین کر سکتا سو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو بیع کرے تو کہہ فریب نہین اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اگر بڑے آدمی کو منع

صحیح نہ ہوتا تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسپر انکار کرتے کہ اُسکو تصرف سے روکنا جائز نہیں اور اپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکو نہ روکنا پس نہیں دلالت کرتا ہے اسپر کہ بیعقل کو مال میں تصرف کرنے سے منع ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر جائز ہونے بیع کے اوپر شرط خیار کے اور اوپر اسکے کہ تصرف مشتری کو شرط خیار جائز ہے یعنے بائع کو جائز نہیں اور اسمین بیان ہے اسچیز کا جو تہی اسپر اہل علم زمانے کو رجوع کرنے سے طرف حق کی اور قبول کرنے خبر واحد کے سے بیع حقوق وغیرہ کے (فتح) **بَابُ مَاذُكِرَ فِي الْاَسْوَاقِ** باب ہے بیچ بیان بازاروں کی **ف** ابن بطال نے کہا کہ ارادہ کیا بخاری نے ساتھ ذکر بازاروں کے اباحت تجارت کی یعنے امام بخاری کی مراد اس باب سے یہ ہے کہ تجارت جائز ہے اور جائز ہے شریفوں اور بزرگوں کو داخل ہونا بازاروں مین اور گویا کہ اُس نے اشارہ کیا ہے طرف اسچیز کی جو اسکی شرط پر ثابت نہیں کہ بازار سب جگہوں سے بدتر ہین اور یہ حدیث ہے جو احمد وغیرہ نے جبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب جگہوں سے بہت پیاری جگہ خدا کے نزدیک مسجدین ہین اور سب جگہوں سے بدتر خدا کے نزدیک بازار ہین اور اسکی اسناد حسن ہے اور ابن عمر سے بھی اسیطرح مروی ہے ابن بطال نے کہا کہ یہ باعتبار غالب کے ہے اور نہین تو بہت بازار جسمین خدا کا ذکر کیا جاتا ہے بہتر ہین اکثر مسجدوں سے (فتح) وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قُلْتُ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعَ یعنے اور عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ جب ہم مدینے مین آئے تو مینے کہا کہ کیا کوئی بازار ہے کہ اسمین تجارت ہوتی ہو تو اُس نے کہا کہ بازار قینقاع ہے **ف** یہ حدیث پوری اوائل بیوع مین پہلے گذر چکی ہے اور غرض اُس سے اسجگہ فقط ذکر بازار کا ہے اور اُسکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ہونا اور یہ کہ اُسمین بڑے بڑے بزرگ اصحاب رضا جاتے تھے واسطے حاصل کرنے معاش کے واسطے گذارے کے اور واسطے بچنے کو لوگون سے (فتح) وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ یعنے اور انس نے کہا کہ عبدالرحمن نے کہا کہ مجھکو بازار کی راہ دکھاؤ **ف** یہ حدیث بھی وہی ہے جو پہلے گذری وَقَالَ عُمَرُ اَلْهَانِيْ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ یعنے اور عمر رضہ نے کہا کہ بازار کہا مجھکو بازار کی خرید و فروخت نے **ف** یہ حدیث بھی پہلے گذری ہے اس سے بھی غرض وہی ہے کہ بازار مین جانا درست ہے ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْا جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبے سے لڑنے آویگا سو جبکہ زمین کے میدان مین ہونگے تو خدا اُنکے اگلے پچھلوں کو زمین مین دہنسا دیگا اور قیامت کے دن اُٹھائے جاوینگے اپنی اپنی نیت پر مینے کہا کہ یا حضرت اُنکے اگلے پچھلوں کو کسطرح زمین مین دہنسایا جاویگا اور حالانکہ لشکر مین تو بازاری لوگ بھی ہونگے جو خرید و فروخت کرتے ہین

قلت یا رسول اللہ کیف یخسف باولهم واخرهم

اور جو لوگ کہ لڑنے والون مین سے نہین یعنے انکا کیا قصور ہی جو وہ بھی عذاب مین شریک ہونگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اُنکے اگلے پچھلون سب کو دہنسایا جاویگا پھر اپنی اپنی نیت پر اُٹھین گے **ف** یعنے بدون کی شامت اعمال
سے نیکون پر دنیاوی عذاب ہوگا لیکن آخرت مین جیسے نیت ہوگی ویسا بدلہ ملے گا اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سی معلوم
ہوتا ہے کہ جو زیادہ کرے گروہ کسی قوم کا گناہ مین اختیار سے تو اسکو بھی اُنکے ساتھ عذاب لازم ہوتا ہے اور کہا کہ
امام مالک نے استنباط کیا ہے اس سے کہ جو شراب خوار کے پاس بیٹھے اُسکو بھی اُسکے ساتھ تعزیر دیجاوے اگرچہ وہ شراب
نہ پیوے اور تعاقب کیا ہے اسکا ابن منیر نے ساتھ اسکے کہ جو عذاب کہ حدیث مین مذکور ہے وہ آسمانی عذاب ہے
پس نہ قیاس کیا جاویگا عذاب شرعی او پر اسکے اور تائید کرتا ہے اسکو اخیر حدیث کا کہ پھر اپنی اپنی نیت پر اُٹھائے جاوینگے
اور اس حدیث سی معلوم ہوا کہ عملون کا اعتبار عامل کی نیت سے ہے اور اسمین ڈرانا ہے اہل ظلم کی صحبت سی اور اُنکے پاس
بیٹھنے سی اور اُنکے گروہ زیادہ کرنے سی مگر جسکو کوئی چارہ نہ ہو اور شرط ہوتی ہے نظر بیچ صحبت تاجر کے واسطے اہل فتنہ
کے کہ کیا یہ اُنکے لیے اعانت ہی اُنکے ظلم پر یا وہ ضرورت بشریہ سی ہے پھر اعتبار کیا جاوے عمل پر ایک کا اُسکی نیت سی اور در
شق پر ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے اور ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد وہ لشکر ہو جو کعبے کو ڈھاوینگے بین بدلہ لیا
جاویگا اُنسے سو انکو دہنسایا جاویگا اور پیچھا کیا گیا ہے اُسکا با ینطور کہ اسکے بعضے طریقون مین یہ ہے کہ کچھ لوگ میری
امت سے اور جو لوگ کہ کعبے کو ڈھاوینگے وہ حبشہ کے کافر ہین اور نیز بس مقتضی کلام آپکی کا یہ ہے کہ انکو دہنسایا جاویگا
بعد اُسکے کہ کعبے کو ڈھا کر پھرینگے اور ظاہر اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کعبے مین پہونچنے سی پہلے زمین مین دہنسائے
جاوینگے (فتح) یعنے پس ابن تین کا یہ احتمال ٹھیک نہین اس حدیث سی معلوم ہوا کہ بازار جانا درست ہے اور یہی
المطابقة للترجمة (ت) **حدثنا** قتیبة ثنا جریر عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هريرة قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة احدكم في جماعة تزيد على صلوته في سوقه وبيته بضعا و
عشرين درجة وذلك بانه اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم اتى المسجد لا يريد الا الصلوة لم
يخط خطوة الا رفع له بها درجة او حطت عنه بها خطيئة والملئكة تصلي على احدكم ما دام
في مصلاه الذي يصلي فيه اللهم صل عليه اللهم ارحمه ما لم يحدث فيه ما لم يؤذ فيه وقال
احدكم في صلوة ما كانت الصلوة تحبسه ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ نماز ایک تمہاری کی جماعت مین اُسکے بازار اور گھر کی نماز سے بیس اور چند درجے زیادہ ہے یعنے پچیس یا ستائیس
اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب آدمی نے وضو کیا پھر مسجد مین آیا اس حالت سے کہ نماز کے سوا اُسکے جنبش کا کوئی سبب ہو تو
ایسا شخص کوئی قدم نہ چلے گا مگر کہ خدا اُسکے ہر قدم کے سبب سے اُسکا ایک درجہ بلند کردیگا اور اُسکے سبب سے اسکا گناہ
دور کریگا اور فرشتے اُسکو دعا کرتے ہین جب تک کہ اُس مکان مین بیٹھا رہیگا جسمین وہ نماز پڑھتا ہی فرشتے کہتے ہین کہ

الٰہی اُسپر رحم کر الٰہی اُسپر رحمت کر یہ وعدہ اُس شرط پر ہے جب تک کہ مسجد مین دنیا کی بات نہ کہی یا وضو ٹوٹے جب تک اسمین کسی کو تکلیف نہ دیوی اور فرمایا کہ ہمیشہ آدمی نماز ہی مین ہے جب تک کہ اسکو نماز روکے رہے یعنے جو مدت نماز کی انتظار مین گذری وہ نماز ہی مین شمار ہوگی **ف** یہ حدیث پوری ابواب الجماعۃ مین پہلے گذر چکی ہے اور غرض اُس سے یہان یہ ہے کہ بازار مین جانا اور اُسمین نماز پڑہنا درست ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ رفتہ **حدثنا** ادم بن ابی ایاس ثنا شعبۃ عن حمید الطویل عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السوق فقال رجل یا ابا القاسم فالتفت الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما دعوت ھذا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار مین تہے تو ایک مرد نے کہا کہ ای ابو القاسم سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی طرف متوجہ ہوئے یعنے گمان کیا کہ شاید اُسنے مجھکو بلایا ہے تو اُس مرد نے کہا کہ مینے اسکو بلایا یعنے کسی اور مرد کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت کہا کرو میری کنیت کو **ف** کنیت اسکو کہتے ہین جسکے اب کی لفظ ہو جیسے ابو القاسم یا ابو الحسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم تہی وفرمایا کہ اپنی اولاد کا نام محمد رکھا کرو اُنکو ابو القاسم نہ کہو اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ بازار مین جانا جائز ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** مالک بن اسمعیل ثنا زھیر عن حمید عن انس قال دعا رجل بالبقیع یا ابا القاسم فالتفت الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لم اعنک فقال سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے بقیع مین بلایا ای ابو القاسم سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی طرف متوجہ ہوئے سو اُس نے کہا کہ مینے آپکو مراد نہین رکہا یعنے مینے آپکو نہین پکارا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکہا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت کہو میری کنیت کو **ف** اس حدیث مین اشارہ ہے کہ بازار بقیع مین تہا رفتہ **حدثنا** علی بن عبد اللہ ثنا سفین عن عبید اللہ بن ابی یزید عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی ھریرۃ الدوسی قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ النھار لا یکلمنی ولا اکلمہ حتی اتی سوق بنی قینقاع فجلس بفناء بیت فاطمۃ فقال اثم لکع اثم لکع فحبستہ شیئا فظننت انھا تلبسہ سخابا او تغسلہ فجاء یشتد حتی عانقہ وقبلہ وقال اللھم احبہ واحب من یحبہ قال سفیان قال عبید اللہ اخبرنی انہ رای نافع بن جبیر اوتر برکعۃ **ترجمہ** ابو ہریرہ دوسی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کے کچہ ٹکڑے مین یعنے دن کے اخیر مین نکلے اسحال مین کہ نہ تو آپ مجھسے کلام کرتے تہے اور نہ مین آپسے کلام کرتا یعنے چپ تہے یہانتک کہ بنی قینقاع کے بازار مین آئے یعنے اور بازار سے پہر کر فاطمہ کے گہر کے صحن مین آ بیٹھے سو فرمایا کہ کیا لڑکا یہان ہے کیا لڑکا یہان ہے یعنے حسن سو حضرت فاطمہ رض نے کچہ دیر اُنکو روک رکہا پس گمان کیا مینے کہ فاطمہ رض انکو ہار پہنا تی ہین یا نہلاتی ہین سو حضرت حسن دوڑتے آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گلے لگایا اور چوما پہر فرمایا کہ الٰہی دوست رکہ

اور دوست رکہے اسکو جو حسن کو دوست رکہے اور سفیان نے کہا کہ عبید اللہ نے کہا خبر دی مجھکو کہ تحقیق عبید اللہ نافع بن جبیر
کو دیکہا کہ اُنہوں نے ایک رکعت وتر پڑہے ہے ف اور اس حدیث میں بیان ہی اُس چیز کا کہ تہے اصحاب سبب تعظیم کرنیکے واسطے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور چلنے سے ساتھ آپکے اور بیان ہی اُس چیز کا کہ تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسپر تواضع سے اور داخل
ہونے سے بازار میں اور بیٹھنے سے گہر کے صحن میں اور اسمیں ہی لڑکے پر رحم کرنا اور اُسکے ساتھ خوش طبعی کرنی اور اُسکو گلے
لگانا اور چومنا اور اسمیں بیان ہے واسطے فضیلت حسن کے رضی اللہ عنہ حدثنا ابراهيم بن المنذر ثنا ابو ضمرة
ثنا موسى بن عقبة عن نافع ثنا ابن عمر انهم كانوا يشترون الطعام من الركبان على عهد النبي صلى
الله عليه وسلم فيبعث عليهم من يمنعهم ان يبيعوه حيث يباع الطعام وقال وثنا ابن عمر نهى
النبي صلى الله عليه وسلم ان يباع الطعام اذا اشتراه حتى يستوفيه ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قافلہ سے اناج خرید اکرتے تہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنپر کسی آدمی
کو بہیجتے تہے جو انکو خرید کی جگہ اناج بیچنے سے منع کرے یہانتک کہ اُسکو اناج بیچنے کی جگہ اُٹھا لیجاویں نافع نے کہا کہ حدیث
بیان کی ہمسے ابن عمر نے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچا جاوے اناج جبکہ کوئی اسکو خریدے یہانتک کہ اسکو
پورا لے یعنے قبض کر لے ف شبہ کیا گیا ہے اُسپر کہ یہ حدیث ترجمہ باب کی موافق نہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ
سوق اُسجگہ کا نام ہے جسمیں خرید و فروخت واقع ہو پس نہ خاص ہوگا حکم مذکور ساتھ اُس مکان کے جو معروف ہے ساتھ بازار
بلکہ عام ہوگا ہر مکان کو کہ واقع ہو اسمیں خرید و فروخت اسواسطے کہ قول آپکا جس جگہ اناج بیچا جاوے عام ہے رفع
وفیہ المطابقة للترجمة باب كراهية الصخب في السوق بازار میں شور کرنا مکروہ ہے حدثنا محمد بن
سنان ثنا فليح ثنا هلال عن عطاء بن يسار لقيت عبد الله بن عمرو بن العاص قلت اخبرني عن صفة
رسول الله صلى الله عليه وسلم في التورية قال اجل والله انه لموصوف في التورية ببعض صفته
في القرآن يا ايها النبي انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا وحرزا للاميين انت عبدي و
رسولي سميتك المتوكل ليس بفظ ولا غليظ ولا صخاب في الاسواق ولا يدفع بالسيئة
السيئة ولكن يعفو ويغفر ولن يقبضه الله حتى يقيم به الملة العوجاء بان يقولوا لا اله
الا الله وتفتح بها اعين عمي واذان صم وقلوب غلف تابعه عبد العزيز بن ابي سلمة عن
هلال عن عطاء عن ابن سلام قال ابو عبد الله غلف كل شيء في غلاف فهو اغلف سيف اغلف
وقوس غلفاء ورجل اغلف اذا لم يكن مختونا ترجمہ عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن عمرو سے
ملا میں نے کہا کہ خبر دی مجھکو ساتھ صفت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تورات میں واقع ہوئی ہے عبد اللہ نے کہا کہ ہاں میں
خبر دیتا ہوں قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفت کیے گئے ہیں تورات میں ساتھ بعض صفتوں کے کہ قرآن میں ہیں

کہ ہم نے بھیجا تجھکو گواہی کو اور خوشی اور ڈر سنانے کو اور پناہ واسطے ان پڑھون کے تو بندہ میرا ہے اور رسول
میرا نام رکھا ہے مین نے تجھکو متوکل نہ سخت خو ہے اور نہ سخت دل اور نہ شور کرنے والا بازارون مین اور نہین دفع
کرتا ساتھ بدی کے بدی کو یعنے بدی کے بدلے بدی نہین کرتا ولیکن معاف کرتا ہے اور گناہ کو بخشتا ہے اور نہ روح
قبض کریگا انکی اللہ یہانتک کہ قائم کرے ساتھ انکے دین ٹیڑھے کو کہ فترت کی زمانے متغیر ہوا تھا ساتھ اسکے کہ
کہین لا الہ الا اللہ یعنے کلمہ توحید کہین اور کھولے جاوین ساتھ کلمہ توحید کے آنکھین اندھی اور کان بہرے اور دل غلاف
کیے ہوئی غلف ہر وہ چیز ہے کہ غلاف مین ہو کہتے ہین کہ تلوار غلاف مین ہے اور کمان غلاف مین ہے اور آدمی کو بھی
اغلف کہتے ہین جبکہ اسکا ختنہ نہ کیا ہوا ہو **ف** اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ امام اعظم یعنے امیر المؤمنین کا بازار
مین داخل ہوتا اسکو اسکے رتبے سے تلے نہین اتارتا اسواسطے کہ نفی تو شور کرنے کی مذمت مین آئی ہے کہ یہین
شور کرنا برا ہے نہ اصل دخول سے یعنے اصل داخل ہونا منع نہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازار مین شور کرنا درست
نہین (فتح) **باب** الْكَيْلِ عَلَى الْبَائِعِ وَالْمُعْطِي باب ہے اس بیان مین کہ مزدوری ماپنے کی بیچنے والے اور
دینے والے پر ہے **ف** یعنے دینے والے پر ہے خواہ بیچنے والا ہو یا قرض دینے والا یا سوای اسکے اور ملحق ہے
ساتھ ماپنے کی تولنا بیچ اس اسباب کے کہ تولا جاتا ہے اور یہی قول ہے تمام فقہای شہرون کا اور اسیطرح مول کے تولنے
کی مزدوری خریدار پر ہے مگر کھرا کرنا مول کا کہ وہ بائع پر ہے اصح قول پر شافعیہ کے نزدیک (فتح) وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى
وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْا لَهُمْ كَقَوْلِهٖ يَسْمَعُوْنَكُمْ يَسْمَعُوْنَ لَكُمْ اور بیان اس آیت کا کہ جب ماپین انکو یا
تول دین تو گھٹا کر دین یعنے انکے واسطے ماپین یا تولین مانند اس آیت کی کہ سنتے ہین تمکو یعنے سنتے ہین واسطے
تمہارے **ف** اور ترجمہ کے معنے یہ ہین کہ جب آدمی کچھ خریدے تو کوئی غیر اسکو تولکر دیوے اور جب کچھ بیچے تو خود تولکر دیوے
(فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِكْتَالُوْا حَتّٰى تَسْتَوْفُوْا یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماپ لیا کرو یہان
تک کہ پورا لو حق اپنا اور اسکو قبض کرو **ف** یہ حدیث پوری نسائی اور ابن حبان نے روایت کی ہے اور مطابقت اسکی
ترجمے سے یہ ہی کہ ماپنا استعمال کیا جاتا ہے واسطے اس چیز کے کہ لے اسکو آدمی واسطے نفس اپنے کی اور تفسیر کرتی ہے اسکو حدیث
عثمان کی جو بعد اسکے ہی (فتح) وَيُذْكَرُ عَنْ عُثْمَانَ رضی اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اِذَا بِعْتَ فَكِلْ
وَاِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ یعنے اور عثمان رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ جب تو بیچے تو خود تولکر دے
اور جب تو خریدے تو بائع سے تولا کرے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تولنا اور ماپنا بائع پر ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ
بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ
طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اناج خریدے
تو نہ بیچے اسکو یہانتک کہ اسکو پورا لے اور قبض کرے حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلٰى غُرَمَائِهِ اَنْ يَّضَعُوْا مِنْ دَيْنِهٖ فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوْا فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ اَصْنَافًا اَلْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ وَعِذْقَ زَيْدٍ عَلٰى حِدَةٍ ثُمَّ
اَرْسِلْ اِلَيَّ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَرْسَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَجَلَسَ عَلٰى اَعْلَاهُ اَوْ فِيْ وَسَطِهٖ
ثُمَّ قَالَ كِلْ لِلْقَوْمِ فَكِلْتُهُمْ حَتّٰى اَوْفَيْتُهُمُ الَّذِيْ لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِيْ كَاَنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ وَقَالَ فِرَاسٌ
عَنِ الشَّعْبِيِّ ثَنِيْ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدّٰى وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ
وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُذَّ لَهٗ فَاَوْفِ لَهٗ **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہے کہ عبداللہ یعنے
میرے باپ کا انتقال ہوا اور اُسپر قرض تہا یعنے اور میرے پاس مال نہ تہا کہ اُسکے ساتہہ قرض ادا کرون تو مینے اُسکے قرض
خواہونپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی یعنے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کروائی کہ اُسکا کچہہ قرض چہوڑ دین
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے یہ بات چاہی سو انہون نے کچہہ نہ چہوڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جا اور
اپنی ہر قسم کی کہجور کے جدا جدا ڈہیر کر عجوہ کو جدا کر اور عذق زید کو جدا کر پہر کسی کو میرے پاس بہیج تا کہ مین تیرے پاس آؤن
سو مینے ہر قسم کی کہجور جدا جدا کی پہر مینے کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بہیجا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے اور ڈہیر کے اوپر یا درمیان بیٹہے پہر فرمایا کہ ناپ واسطے قوم کے یعنے قرضخواہون کو ناپ ناپ کر دینا شروع کر
سو مینے ناپ ناپ کر دینا شروع کیا یہانتک کہ مینے اُنکو اُنکا حق پورا کر دیا یعنے سب قرض ادا کر دیا اور میری کہجورین باقی
ہین گویا کہ اُنسے کوئی چیز کم نہین ہوئی یعنے وہ سب ڈہیر اُسی طرح باقی تہا اُسمین کچہہ کمی نہ ہوئی ہے اور ایک روایت
مین ہے کہ ہمیشہ ناپتا رہا واسطے اُنکے یہانتک کہ اُنکا قرض ادا کیا اور ایک روایت مین ہے کہ قرض خواہ کے واسطے کہجور
کاٹ اور اُسکو سب حق ادا کر **ف** یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کے واسطے ناپ تو یہ مطابق ہے واسطے
ترجمہ کے کہ کہا کہ ناپنا دینے والے پر ہے (فتح) اور عجوہ ایک قسم کی کہجور ہے بہت عمدہ جو مدینے مین ہوتی ہے اور
عذق زید بہی ایک قسم کی کہجور ہے **باب** مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ خرید و فروخت کے وقت ناپنا مستحب ہے حدثنا
اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ **ترجمہ** مقدام رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تولا کرو اپنے اناج کو کہ تمہارے لیے اُسمین برکت ہوگی **ف** ابن بطال نے کہا کہ آدمی کو مستحب ہے کہ اپنے عیال کے
خرچ کو تولا کرے اور معنے حدیث کے یہ ہین کہ نکالو اناج کہانے کو کیل معلوم سے کہ پہونچا دے تمکو ایک مدت تک جسکو تم نے اندازہ
کیا ہے باوجود اُسکے کہ رکہی ہے خدا نے برکت بیچ مد اہل مدینہ کے ساتہہ دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابن جوزی
نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ برکت واسطے بسم اللہ کہنے کے اوپر اُسکے وقت ناپنے کے اور عائشہ رض سے روایت ہے

کہ میرے پاس کچھہ جو تہے کہ مین اُس سے کہاتی تہی یہانتک کہ بہت مدت ہوگئی سو مینے اُنکو ماپا پس تمام ہوگئے مہلب نے کہا کہ
اس حدیث اور مقدام کی حدیث کے درمیان معارضہ نہین اسواسطے کہ عائشہ رضہ کی حدیث کے معنے یہ ہین کہ عائشہ اپنی قوت
کے موافق نہو ڈا سا خرچ بے ماپے نکالتی تہین سو اُنکو اُسمین برکت ہوتی تہی باوجود برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سو جب عائشہ رضہ نے اُنکو ماپا تو معلوم کیا اس مدت کو کہ وہان تک پہونچین ہے گے اور یہ پہیرنا ہے واسطے اُسچیز کے کہ تکبادی
ہی طرف اُسکی ذہن برکت کے معنے سے اور عائشہ رضہ کی حدیث ابن حبان کے نزدیک اسطور سے واقع ہوئی ہے کہ ہم ہمیشہ
اُس سے کہاتے رہی یہانتک کہ اُسکو لڑکے نے ماپا پس کچہہ دیر نہ ہوئی کہ تمام ہوگئے اور اگر وہ نہ ماپتے تو ہمکو امید تہی کہ بہت
مدت رہتی اور ظاہر یہ ہے کہ مقدام کی حدیث محمول ہے اس اناج پر جسکو خریدی پس حاصل ہوتی ہے اسمین برکت ساتہہ
ماپنے کے واسطے ماننے حکم شارع علیہ السلام کے اور اگر ماپنے کے حکم کو نہ مانا جاوے تو اُس سے برکت نکالی جاتی ہے واسطے
شامت نافرمانی کے اور عائشہ رضہ کی حدیث محمول ہے اسپر کہ انہون نے اُسکو امتحان اور آزمایش کے واسطے ماپا تہا
کہ کیا سچ ماپنے سے کم ہوجاتے ہین اسی واسطے داخل ہوا اُسمین نقصان اور حاصل یہ ہو کہ محض ماپنے سے برکت حاصل نہین
ہوتی جبتک کہ اُسکے ساتہہ کوئی اور امر نہ جوڑا جاوے اور وہ شارع ع کے حکم کا ماننا ہی اُسچیز مین کہ اُسکا ماپنا مشروع ہے
اور نہین کہینچی جاتی ہے برکت ماپے ہوئی چیز سے ساتہہ محض ماپنے کی جب تک کہ اُسکے ساتہہ کوئی اور امر نہ جوڑا جاوے مانند
معارضہ اور آزمایش کے اور احتمال ہے کہ معنے کیلوا طعامکم کے یہ ہون کہ جب تم اُسکو جمع کر رکہو اسحال مین کہ برکت کی
طالب ہو اور اجابت کا یقین رکہتی ہو تو گویا کہ جو اُسکے بعد اسکو ماپتا تہا تو اسواسطے ماپتا تہا کہ تا اُسکی مقدار پہچانے
تو یہ اجابت مین شک ہوگا پس سزا دیا جاویگا ساتہہ جلدی تمام ہونے اناج کے اور محب طبری نے کہا کہ احتمال ہے
کہ ہو یہ برکت جو تولنے سے حاصل ہوتی ہے بسبب سلامت رہنے کے بدظنی سے ساتہہ خادم کے اسواسطے کہ جب خادم بغیر ماپ
کے نکالیگا تو کبہی اناج جلدی تمام ہو ویگا اور اُسکو معلوم نہ ہوگا پس خادم کو تہمت ہوگی اور کبہی وہ تہمت سے پاک ہوتا ہے
اور جب اُسکو ماپیگا تو تہمت سے امن مین ہوگا واللہ اعلم **بَاب** بَرَكَةِ صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدِّهٖ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مد کی برکت کا بیان **ف** یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل کی صاع اور مد کا بیان
اور عینی نے کہا کہ ترجمہ باب خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاع کی برکت مین ہے نہ اہل مدینہ کے صاع کے بیان مین واہل
مدینہ کے واسطے کئی قسم کے صاع ہین جو مختلف ہین حاصل یہ کہ یہ باب اہل مدینہ کے صاع کے بیان مین نہین ہے بلکہ خاص
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع کی برکت کا بیان ہے جو خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر مین تہا فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس باب مین عائشہ رضہ سے روایت ہے اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی
ف یہ اشارہ ہی طرف اُس حدیث کی جو عائشہ رضہ سے حج کے اخیر مین مذکور ہوچکی ہے کہ کہا کہ ابو بکر اور بلال رضہ کو تپ ہوئی
اور اسمین یہ لفظ ہے کہ کہا الہی برکت کر ہمارے لیے ہمارے صاع مین اور ہمارے مد مین (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسٰى ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا

عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيمُ لِمَكَّةَ ترجمہ عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو بزرگی دی یعنے لوگون مین اُسکی بزرگی ظاہر کی اور اُسکے لیے برکت کی دعا کی اور مین بزرگی دیتا ہون مدینے کو جیسے کہ بزرگی دی ابراہیم نے مکہ کو اور مین نے اہل مدینہ کے واسطے دعا کی اُنکے مد مین اور صاع مین مثل اُسکی کہ ابراہیم نے اہل مکہ کے واسطے دعا کی **ف** یہ حدیث حج کے اخیر مین پہلے بھی گذر چکی ہے اور امام بخاری نے جو اس باب کو باب ما يستحب من الكيل کے پیچھے ذکر کیا تو یہ اشارہ ہے کہ جو برکت کہ مقدام کی حدیث مین مذکور ہو چکی ہے وہ مقید ہے ساتھ اُسکے جبکہ واقع ہو ماپنا ساتھ مد اور صاع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے یہ برکت خاص اُسی وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صاع اور مد سے اناج ماپا جاوے اور احتمال ہے کہ یہ حکم متعدی ہو طرف اُس چیز کی جو موافق ہو واسطے اُن دونو کے نہ طرف اُس چیز کی جو اُنکے مخالف ہو یعنے پس جو صاع اور مد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مد کے مخالف ہو اُسمین یہ برکت حاصل نہین ہوتی اگرچہ وہ مدینہ کا صاع ہو (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی برکت دے انکو اُنکے پیمانون مین اور برکت دے انکو اُنکے صاع مین اور اُنکے مد مین یعنے مدینہ والون کی صاع اور مد مین **ف** صاع اور مد کی برکت سے مراد اناج کی برکت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کی پھلون کی برکت کی دعا کی تھی اسواسطے کہ وہان اناج نہین ہوتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے پھل اور اناج دونو کے واسطے برکت کی دعا کی اسواسطے کہ وہان دونو چیزین ہوتی ہین

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْرَةِ باب ہے بیچ بیچنے اناج کے پہلی قبض کے اور بیچ بیان احتکار کے **ف** شرع مین احتکار کہتے ہین بند رکھنے اناج کو بانتظار گرانی کے باینطریق کہ گرانی کے وقت کہ لوگون کو اناج کی حاجت ہو مول لیکر بند رکھے اس نیت سے کہ جب بہت مہنگا ہوگا تو بیچونگا اور لغت مین احتکار کہتے ہین بند رکھنے اسباب کو بیچنے سے یعنے اسباب کو نہ بیچے نہین اور باب کی حدیثون مین احتکار کا ذکر نہین جیسا کہ اسمعیلی نے کہا اور شاید کہ امام بخاری نے استنباط کیا ہے اسکو امر سے ساتھ نقل کرنے اناج کے طرف گھرون کی اور منع کرنے بیع اناج کی سے پہلے پورا لینے اُسکے کی پس اگر احتکار حرام ہوتا تو وہ حکم کرتے ساتھ اُس چیز کے کہ رجوع کرتی ہے اخیر کو طرف احتکار کی اور شاید کہ نہین ثابت ہوئی نزدیک اُسکے حدیث معمر کی کہ نہین احتکار کرتا ہے مگر گنہگار روایت کی یہ حدیث مسلم نے لیکن محض اناج کا اپنی جگہون کی طرف لیجانا نہین لازم پکڑتا ہے احتکار

شرعی کو اسواسطے کہ احتکار شرعی بند رکہنا اناج کا ہے بیچنے سے اور گرانی کی انتظار کرنی باوجودیکہ وہ خود اس سے بے پروا ہو اور لوگون کو اُسکی حاجت ہو اور ساتھہ اسی کی تفسیر کیا ہے اسکو ابو زناد نے سعید بن مسیب سے اور مالک نے کہا کہ اگر کوئی اپنی زمین سے اناج لاکر اپنے گہر مین بند رکہے تو یہ احتکار نہین اور امام احمد نے کہا کہ احتکار تو صرف قوتون مین ہے یعنے جس جس چیز کو آدمی کہا کر جیتے ہین انکے سوای اور چیزون مین نہین اور احتمال ہے کہ ہو مراد بخاری کی ساتھہ ترجمہ کے بیان تعریف احتکار کا جو منع ہوا ہے غیر اسحدیث مین اور یہ کہ مراد ساتھہ اسکے قدر زائد ہے اُسپر جو تفسیر کی ہے اُسکی اہل لغت نویس بیان کین اُس نے وہ حدیثین جسمین قدرت دینا لوگون کا ہے خریدنے اناج کے سے اور نقل کرنے اُسکے اور اگر احتکار منع ہوتا تو اٹہا لیجانے سے منع کیے جاتے یا بیان کیا جاتا واسطے اُنکی وقت نقل کرنے اُنکی کے اُس مدت کو کہ وہان تک پہونچین یا روکا جاتا اُنکو خریدنے بہت چیز کے سے جو احتکار کی ظن کی جگہ ہے اور یہ سب جہین مشعر ہین ساتھہ اسکے کہ سوای اسکے نہین کہ احتکار منع ہے بیچ حالت خاص کے ساتھ شرطون خاص کے اور احتکار کی مذمت مین بہت حدیثین وارد ہوئی ہین انمین سے ایک تو معمر کی حدیث ہے جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اور ایک عمر رض کی حدیث مرفوع ہے کہ جو بند رکہے مسلمانون پر اناج انکا تو پہونچاتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ ساتھہ جذام اور افلاس کے یعنے مبتلا کرتا ہے اسکو بلای بدنی اور مالی مین روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اسکی اسناد حسن ہے اور اُنہی سے مرفوع روایت ہے کہ سوداگر رزق دیا گیا ہے اور احتکار کرنے والا ملعون ہے روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اسکی اسناد ضعیف ہے اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ جو چالیس دن اناج بند رکہے تو تحقیق بری ہوا اللہ سے اور بری ہوا اللہ اُس سے روایت کی یہ حدیث احمد اور حاکم نے اور اسکی اسناد مین کلام ہے اور ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت ہے کہ جو احتکار کرے یعنے بند رکہے اناج کو اس ارادے سے کہ اسکی ساتھہ مسلمانون پر گرانی کرے تو وہ گنہگار ہے روایت کی یہ حدیث حاکم نے (فتح) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْعُوْهُ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ دیکہا مین نے ان لوگون کو جو اناج اندازے سے خریدتے تہے کہ مارے جاتے تہے یعنے انکو منع ہوتا تہا کہ بیچین اناج کو یہانتک کہ ٹہکانا دین انکو اپنی جگہون مین ف اسحدیث کی پوری شرح آئندہ باب مین آویگی حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّبِيْعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَاكَ قَالَ ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجَاً قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُرْجَوْنَ مُؤَخَّرُوْنَ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے مرد اناج کو یہانتک کہ اُسکو پورا لے مین نے ابن عباس سے

کہا کہ یہ کسطرح ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ قبض سے پہلے بیچنا یہ بیچنا درہمون کا ہے ساتھہ درہمون کے اور اناج موخر ہی
اُسمین دخل نہین **ف** اور معنے اس حدیث کے یہ ہین کہ خریدے ایک مرد دوسرے مرد سے اناج کو ساتھہ ایک
دینار کے ایک مدت معلوم تک پہر بیچے اُسکو اُسی سے یا کسی اور آدمی سے پہلے اس سے کہ قبض کرے اناج کو
ساتھہ دو دیناروں کے مثلاً پس یہ جائز نہین اسواسطے کہ درحقیقت یہ بیع سونے کی ہے بدلے سونے کی اور اناج غائب
ہی تو گویا کہ بیچا اوسنے اپنے دینار کو جسکے ساتھہ اُسنے اناج کو خریدا تہا ساتھہ دو دیناروں کے پس یہ بیاج ہی (رق)
حدثنا ابو الولید حدثنا شعبۃ ثنا عبد اللہ بن دینار سمعت ابن عمر یقول قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم من ابتاع طعاما فلا یبعہ حتی یقبضہ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اناج کو مول لیوے تو اُسکو نہ بیچے یہانتک کہ اُسکو قبضے مین لاوے **ف** ان دو حدیثون
کی شرح آئندہ آویگی **حدثنا** علی ثنا سفین قال کان عمرو بن دینار یحدثہ عن الزھری عن
مالک بن اوس انہ قال من کان عندہ صرف فقال طلحۃ انا حتی یجیء خازننا من الغابۃ
قال سفیان ھو الذی حفظناہ من الزھری لیس فیہ زیادۃ قال اخبرنی مالک بن اوس
سمع عمر بن الخطاب یخبر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الذھب بالورق ربا
الا ھاء وھاء والبر بالبر ربا الا ھاء وھاء والتمر بالتمر الا ھاء وھاء والشعیر بالشعیر ربا
الا ھاء وھاء ترجمہ مالک بن اوسؓ سے روایت ہے کہ اُسنے کہا کہ کون ہے کہ اُسکے پاس بیع صرف ہو یعنے
اُسکے پاس درہم ہون کہ دیناروں سے بدلا کرے تو طلحہ نے کہا کہ مین ہون کہ میرے پاس درہم ہین سو تو صبر کر یہانتک
کہ میرا خزانچی جنگل سے آوے اور اسی اسناد کے ساتھہ عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ سونا بدلے چاندی کے بیاج ہے یعنے اگرچہ دونو برابر ہون مگر ہاتہون ہاتہہ اور گیہون بدلے گیہون
کے بیاج ہے مگر ہاتہون ہاتہہ اور کہجور بدلے کہجور کے بیاج ہے مگر ہاتہون ہاتہہ اور جو بدلے جو کے بیاج ہے
مگر ہاتہون ہاتہہ **ف** اور مطابقت اس حدیث کی ساتھہ ترجمہ کے واسطے اوس چیز کے ہے کہ اوسمین ہے شرط ہونے
قبض جو وغیرہ ربویات کو سے بیچ مجلس کے اسواسطے کہ وہ داخل ہے بیچ قبض کرنے اناج کے بغیر اور شرط کی
(فتح) **باب** بیع الطعام قبل ان یقبض وبیع ما لیس عندک باب ہے بیچ بیان بیچنے اناج کے پہلے قبض
کرنیکے اور بیچنے اوس چیز کے جو تیرے پاس نہین **ف** نہین مذکور ہے باب کی حدیثون مین بیچنا اوس چیز کا کہ تیرے پاس
نہین اور شاید کہ اُسکی شرط پر یہ حدیث ثابت نہین ہوئی پس استنباط کیا اوسکو بیع قبل قبض کے منع ہونے سے
اور وجہ استدلال کی اس سے بطریق اولی ہے یعنے جب قبض کرنے سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہین تو جو چیز
کہ پاس نہ ہو اسکا بیچنا بطریق اولے جائز نہ ہوگا اور حدیث نہی کی بیچنے اوس چیز کے سے کہ تیرے پاس نہین ولیکن

اُسکو اصحاب سنن نے حکیم بن حزام سے ساتھہ اس لفظ کے کہ مینے کہا کہ یا حضرت ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور ایک
چیز مجہ سے خریدنی چاہتا ہے اور وہ چیز میرے پاس موجود نہین مین اُسکو اُسکے ہاتہہ بیچتا ہون پہر مین اُسکو
اُسکے واسطے بازار سے خرید لاتا ہون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچ جو تیرے پاس نہین اور ترمذی نے
اسکو مختصر روایت کیا ہے اور اُسکا لفظ یہ ہے کہ منع کیا مجہکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اوس چیز کے سے
جو تیرے پاس نہین اور ابن منذر نے کہا کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز پاس نہ ہو اُسکو نہ بیچ تو اسکی
دو معنے ہو سکتے ہین ایک یہ کہ کہے کہ بیچتا ہون مین تیرے ہاتہہ غلام یا گہر معین اور حالانکہ وہ چیز غائب ہو پس یہ
مشابہ ہے دہوکے کی بیع کو اسواسطے کہ احتمال ہے کہ تلف ہو جاوے یا وہ اُسکے ساتہہ راضی نہ ہو دوم یہ کہ کہے کہ یہ گہر
ساتہہ اتنی قیمت کو ہے بنابر اسکے کہ خریدون مین اسکو واسطے تیرے مالک اُسکے سے یا یہ کہ اسکا مالک اسکو تیری
طرف سپرد کرے اور قصہ حکیم کا موافق ہے واسطے احتمال ثانی کے (فتح) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا سُفْیٰنُ
قَالَ الَّذِیْ حَفِظْنَاہُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ سَمِعَ طَاؤُسًا یَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ اَمَّا الَّذِیْ
نَھٰی عَنْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھُوَ الطَّعَامُ اَنْ یُّبَاعَ حَتّٰی یُقْبَضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا
اَحْسِبُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا مِثْلَہٗ ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ لیکن وہ چیز جس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
منع فرمایا ہے پس وہ اناج کا بیچنا ہے پہلے قبض کرنے کے ابن عباس رضی نے کہا کہ نہین گمان کرتا مین ہر چیز کو مگر مانند
اُسکی یعنے قبض سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہین ف اور ایک روایت مین ہے کہ گمان کرتا ہون مین ہر
چیز کو بجای اناج کے اور یہ ابن عباس رض کی فقاہت سے ہے اور ابن منذر نے اسطرف میل کی ہے کہ یہ حکم اناج
کے ساتہہ خاص ہے کہ قبض سے پہلے اسکا بیچنا درست نہین اور اسکے سوای اور چیزون کا بیچنا درست ہے اور
حجت پکڑی ہے ابن منذر نے ساتہہ اسکے کہ اتفاق ہے سب کا اسپر کہ جو کوئی غلام خریدے پہر اسکو قبض
سے پہلے آزاد کر دیوے تو اُسکا آزاد کرنا جائز ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتہہ فارق کے اور وہ رغبت شارع
کی ہے طرف آزاد کرنے کی اور پہلے گذر چکا ہے قول ابن عباس رض کا کہ یہ بیچنا درہمون کا ہے ساتہہ درہمون کے
اور اناج موخر ہے اور اسکی تفسیر بہی گذر چکی ہے پس بنابر اس تفسیر کے نہین خاص ہوتی نہی ساتھہ اناج کے اسی
واسطے ابن عباس رض نے کہا کہ نہین گمان کرتا مین ہر چیز کو مگر مثل اُسکی اور تائید کرتی ہے اُسکی حدیث زید بن
ثابت کی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچا جاوے اسباب جسجگہ کہ خریدا جاوے یہانتک کہ اٹہا لے
جاوین اُسکو طرف جگہون اپنی کی یعنے اسکو اُسکی جگہ سے اوٹہا کر اپنی جگہ مین لیجاوے یا اور جگہ رکہہ لیوے اور قرطبی نے
کہا کہ یہ حدیثین حجت ہین عثمان لیثی پر اسواسطے کہ جائز کہا ہے اُسنے بیچنا ہر چیز کا پہلے قبض کے اور امام مالک نے
اسکے ظاہر پر عمل کیا ہے سو اُسنے اناج کو عموم پر حمل کیا ہے اور لاحق کیا ہے اس نے ساتہہ خریدنے کی سبب عوض

کو اور لاحق کیا ہے امام شافعی اور ابن حبیب اور سحنون نے ساتھ اناج کے ہر وہ چیز کہ اسمین حق پورا لینے کا ہی اور زیادہ کیا ہے ابو حنیفہ اور شافعی نے پس متعدی کیا ہے اسکو ہر طرف خریدی ہوئی چیز کے مگر ابو حنیفہ نے مستثنے کیا ہے عقار یعنے زمین اور باغات وغیرہ غیر منقول کو اور امام شافعی نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کی کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نفع اوٹھانے اوس چیز کے سے کہ ضمان مین نہین آئی اور حاصل یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک قبض سے پہلے اناج کا بیچنا درست نہین اور اُسکے سوا اور چیزون کا بیچنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک قبض سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہین خواہ منقول ہو یا غیر منقول مانند زمین وغیرہ کے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک زمین کا بیچنا درست ہے اور منقول کا بیچنا درست نہین اور منقول وہ چیز ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکے اور غیر منقول وہ ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جا سکے ماسوا زمین وغیرہ کے اور بیچ صفت قبض کے امام شافعی سے تفصیل ہے جو چیز کہ ہاتھ سے اوٹھائی جاوے مانند درہم اور دینار اور کپڑے کی تو اُسکا قبض کرنا ساتھ اوٹھا لینے کے ہے اور جو چیز کہ اوٹھائی نہ جا سکے مانند زمین کی اور میوے کی درخت پر تو اُسکا قبض کرنا ساتھ تخلیہ کے ہے یعنے اُسکو اسمین تصرف کرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور جو عادت مین نقل کیجاتی ہے مانند لکڑیون کی اور اناجون کی اور جانور کی تو اُسکا قبض کرنا ساتھ نقل کے ہے اُس مکان سے کہ بائع کو اُسکے ساتھ خصوصیت نہین اور اسمین ایک قول یہ بھی ہے کہ اوسمین تخلیہ کافی ہے اور بخاری رح کے نزدیک مختار یہ ہے کہ پورا لینا مبیع منقول کا بائع سے اور باقی رکھنا اُسکا بائع کی جگہ مین کافی نہین ہوتی قبض شرعی یہانتک کہ نقل کرے اسکو خریدار طرف اس مکان کی کہ نہین خصوصیت ہے بائع کو ساتھ اُسکے کما تقدم (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ مَسْلَمَۃَ ثَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْہُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَہٗ زَادَ اِسْمٰعِیْلُ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْہُ حَتّٰی یَقْبِضَہٗ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اناج مول لیوے تو اُسکو نہ بیچے یہانتک کہ اُسکو تولکر قبضے مین لاوے

بَابٌ مَنْ رَاٰی اِذَا اشْتَرٰی طَعَامًا جِزَافًا اَنْ لَّا یَبِیْعَہٗ حَتّٰی یُؤْوِیَہٗ اِلٰی رَحْلِہٖ وَالْاَدَبِ فِیْ ذٰلِکَ باب ہے اُس شخص کے بیان مین جو اعتقاد کرتا ہے کہ جب کوئی خریدے اناج کو تخمینے سے بغیر تولنے اور ناپنے کے تو نہ بیچے اسکو یہانتک کہ ٹھکانا دے اُسکو اپنی جگہ مین اور بیان ادب کا بیچ اسکے **ف** یعنے بیان ہے تعزیر اس شخص کا جو بیچے اُسکو پہلے اس سے کہ ٹھکانا دے اُسکو اپنی جگہ مین ذکر کی امام بخاری نے اسمین حدیث ابن عمر رض کی اور اسکی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن نہین خاص کیا ہے انہون نے اسکو ساتھ انداز کے اور نہ مقید کیا ہے اُسکو ساتھ ٹھکانا دینے کی اپنی جگہ مین یعنے یہ حکم تخمینے کے ساتھ خاص نہین بلکہ تولی ہوئی چیز کا بھی یہی حکم ہے کہ اسکو قبض سے پہلے بیچنا جائز نہین اور اسیطرح یہ حکم اپنی جگہ مین

ٹھکانا دینے کی ساتھ بھی مقید نہیں بلکہ اگر خریدنے کی جگہ سے اُسکو اوٹھا کر اور جگہ رکھہ لیوی تو بھی یہی حکم ہے ایک
پہلی بات کہ یہ حکم تخمینے کی ساتھ خاص نہیں پس واسطے لو سچیز کے ہی جو ثابت ہو چکی ہے کہ قبض سے پہلے اناج کا
بیچنا منع ہے پس تولی ہوئی چیز بھی اسمین داخل ہوئی اور وارد ہوئی ہے نص اوپر تولی ہوئی چیز کے دوسرے
طریق سے ابن عمر رضہ سے بطور رفع کے روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے اور ایک دوسری بات کہ یہ حکم اپنی جگہ مین
لے جانے کی ساتھ مقید نہیں پس واسطے اسکے ہی کہ اُسکو اپنی جگہ مین ٹھکانا دینا باعتبار عادت کی صادر ہوا ہے
اور مسلم کے بعض طریقون مین ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ ہم اناج کو خریدتے تھے سو بھیجتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم طرف ہماری اُس شخص کو جو حکم کرے ہمکو ساتھہ نقل کرنے اُسکے کی اُس جگہ سے کہ ہمنے اُسکو اسمین خرید اطرف
اور جگہ کی کہ سوای اُسکے ہے پہلے اس سے کہ بیچین ہم اُسکو اور امام مالک رح نے مشہور قول مین تخمینے اور تولی ہوئی
چیز کے درمیان فرق کیا ہے پس کہا کہ جائز ہے بیچنا تخمیناً لگی ہوئی چیز کا پہلے قبض کے لینے سے اور تولی ہوئی چیز کا قبض
پہلے بیچنا جائز نہین اور یہی قول ہے اوزاعی اور اسحاق کا کہ اندازہ کی ہوئی چیز کو قبض سے پہلے بیچنا درست ہے
اور پورا لینا تو صرف ماپی اور تولی ہوئی چیز مین ہوتا ہے اور امام احمد رح نے ابن عمر رضہ سے مرفوع روایت کی ہے
کہ جو خریدے اناج کو ماپ کر یا تول کر تو اسکو نہ بیچے یہانتک کہ اُسکو قبض کرے اور روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد
اور نسائی نے اس لفظ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہ کہ بیچے کوی اناج جسکو کیل سے خریدا ہو یہانتک
کہ پورا لے اُسکو اور دارقطنی نے جابر رضہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اناج کی
سے یہانتک کہ جاری ہون اُسمین دو صاع ایک صاع بائع کا اور ایک صاع خریدار کا اور مانند اسکی ہے واسطے
بزار کے ابوہریرہ کی حدیث سے ساتھ اسناد حسن کے اور اسمین دلالت ہے کہ قبض کرنا شرط ہے ماپنے کی چیز مین تو
کیل کے ساتھ قبض کرے اور تولنے کی چیز مین تولنے کے ساتھہ قبض کرے سو جو خریدے کسی چیز کو از روے
ماپنے کی یا تولنے کی یعنے اُسکے ساتھہ مقرر کیا کہ مثلاً ماپ کر یا تول کر لونگا پھر قبض کیا اُسکو اندازے سے تو اُسکی
قبض فاسد ہے اور اگر اسکو خریدی یہ بات مقرر کرکے کہ ماپ کر لونگا پھر اُسکو تول کر قبض کرے اور بالعکس اُسکے تو
یہ بھی قبض فاسد ہے اور جو ماپ سے خریدے اور اُسکو قبض کرے پھر اسکو غیر کے ہاتھ بیچے تو نہین جائز ہے سپرد کرنا اُسکا
ساتھ پہلے ماپ کے یہانتک کہ مشتری کو دوبارہ ماپ کر دیوی اور یہی سب قول ہے جمہور کا اور عطا نے کہا کہ جائز ہے
بیچنا اُسکا ساتھ پہلے کیل کے مطلق اور بعض کہتے ہین کہ اگر اسکو نقد قیمت سے بیچے تو پہلے کیل سے جائز ہے اور
اگر اُسکو اودھار بیچے تو پہلے کیل سے جائز نہین یعنے بلکہ دوبارہ کیل کرکے دیوے اور محدثین اُسپر رد
کرتی ہین اور اس حدیث مین مشروع ہونا ہے تادیب اُس شخص کا جو فاسد معاملے کرے اور کھڑا کرنا امام کا لوگون پر اس
شخص کو جو اُنکے حالات کی نگہبانی کرے (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّاسَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَاعُوْنَ جِزَافًا يَعْنِي الطَّعَامَ يُضْرَبُوْنَ اَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ البتہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین لوگون کو دیکھا کہ اناج کو تخمینے سے خریدتے تھے مارے جاتے تھے اور منع کیے جاتے تھے اس سے کہ اناج کو اپنی جگہ مین بیچین یہانتک کہ اسکو اپنی جگہون مین ٹھکانا دین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا ڈھیر کا تخمینے سے برابر ہے کہ بیچنے والیکو اسکی مقدار معلوم ہو یا نہین اور امام مالک نے فرق کیا ہے پس اگر جانتا ہو تو صحیح نہین اور ابن قدامہ نے کہا کہ جائز ہے بیچنا ڈھیر کا تخمینے سے ہم اسمین اختلاف نہین جانتا جبکہ بائع اور مشتری کو اسکی مقدار معلوم نہ ہو پس اگر اسکو اندازے سے خریدے تو اسکے بیچنے مین نقل سے پہلے امام احمد سے دو روایتین ہین اور نقل کرنا اسکا قبض کرنا اسکا ہے (فتح) **بَابٌ** اِذَا اشْتَرٰى مَتَاعًا اَوْ دَابَّةً فَوَضَعَهُ عِنْدَ الْبَائِعِ فَبَاعَ اَوْ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّقْبَضَ باب ہے اس بیان مین کہ جب کوئی کسی اسباب کو یا چارپائے کو خریدے اور اسکو بائع کے نزدیک چھوڑ دے اور بائع اسکو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے یا وہ چارپایہ قبض کرنے سے پہلے مرجاوے تو اسکا کیا حکم ہے **ف** وارد کی امام بخاری نے اس باب مین حدیث عائشہ کی بیچ قصے ہجرت کی اور اسمین ہے قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا واسطے ابوبکر کے اونٹنی سے کہ لیا مینے اسکو ساتھ مول کے مہلب نے کہا کہ وجہ استدلال کی ساتھ اسکے یہ ہے کہ یہ جو آپ نے فرمایا کہ مینے اسکو لیا تو یہ لینا نہ ہاتھ کے ساتھ تھا اور نہ ساتھ گھیرنے وجود اسکے کے اور یہ تو صرف التزام تھا واسطے خریدنے اسکے کے ساتھ مول کے اور نکالنے اسکے کے ملک ابوبکر سے اور یہ قول مہلب کا واضح نہین اس واسطے کہ قصہ اس بیان کے واسطے نہین چلایا گیا اسی واسطے مختصر کیا اسمین قدر مول کو اور صفت عقد کو پس حمل کیا جاویگا یہ کل اسپر کہ راوی نے اسکو اختصار کیا اس واسطے کہ وہ نہین تھی غرض سے اسکے سیاق مین اور اسیطرح اختصار کیا اسمین صفت قبض کو پس نہ ہوگی اسمین حجت بیچ نہ ہونے شرط قبض کے اور ابن منیر نے کہا کہ مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اسطور سے ہے کہ ارادہ کیا ہے بخاری نے یہ کہ ثابت کرے انتقال ضمان کو بیچ چارپائے اور مانند اسکی کے طرف مشتری کی ساتھ نفس عقد کے پس استدلال کیا واسطے اسکے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مینے اسکو مول سے لیا اور تحقیق یہ بات معلوم ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو قبض نہین کیا تھا بلکہ اسکو ابوبکر کے پاس چھوڑ دیا تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ ایسا نہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو ابوبکر کے ضمان مین چھوڑین واسطے اس چیز کے کہ اسکو آپکے نیک اخلاق چاہتے ہین تاکہ وہ آپکے ملک ہو اور اسکی ضمانت ابوبکر پر ہو بغیر قبض کرنے مول کے یعنے یہ بات آپکے مکارم اخلاق سے بعید ہے خاصکر کے اس قصے مین وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر اختیار

کرنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے نفع ابو بکر رض کے اسواسطے کہ آپنے انکار کیا لینے اُسکے سے مگر ساتھ مول
کے مین کہتا ہون کہ البتہ تعسف کیا اُسنے جیسا کہ تعسف کیا اُس سے پہلے نے اور نہین ترجمہ مین وہ چیز کہ لاچار
کرے طرف اُسکی اسواسطے کہ دلالت حدیث کی اوپر قول بخاری کے کہ پہر رکھے اُسکو نزدیک بائع کے نہایت
ظاہر ہے اور مین پہلے بیان کر چکا کہ اُس سے یہ لازم نہین آتا کہ بغیر قبض کے بیع صحیح ہو اور اوپر دلالت حدیث کی
اوپر قول بخاری کے کہ یا مر جاوے پہلے قبض کرنے کے پس وہ وارد ہے بطور استفہام کے اور نہین جزم کیا
ساتھ حکم کے بیچ اسکے بلکہ وہ احتمال پر ہے پس نہین حاجت ہی واسطے اٹھوانے اُسکے کی اسچیز کو کہ اُس نے
نہین اُٹھائی ہان یہ بات ہی کہ ذکر کرنا اُسکا واسطے اثر ابن عمر رض کے بیچ ابتدا باب کی مشعر ہے واسطے اختیار
کرنے اُسچیز کے کہ دلالت کرتا ہے وہ اوپر اُسکے پس اسیواسطے حاجت ہوئی طرف ظاہر کرنے مناسبت
کی اور اللہ ہے توفیق دینے والا (فتح) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا اَدْرَكَتِ الصَّفْقَةُ حَيًّا مَجْمُوعًا فَهُوَ مِنَ الْمُبْتَاعِ
یعنے اور ابن عمر رض نے کہا کہ جو چیز کہ پاوے اُسکو مشتری نزدیک عقد بیع کے زندہ اور مجموع یعنے اپنی حالت سے
متغیر نہ ہوئی ہو تو وہ خریدار کے مال سے ہے یعنے وہ مال خریدار کے ملک مین داخل ہے اگر ہلاک ہو جاوے تو
اُسکی ضمانت خریدار پر ہے یعنے وہ خریدار کا مال جو تلف ہو بائع پر اُسکا تاوان نہین آتا اور ابن عمر رض کے
اس اثر کو طحاوی اور دار قطنی نے روایت کیا ہے اور اُسکی روایت مین ہے کہ وہ خریدار کے مال مین سے ہی اور
طحاوی نے بہی اسکو اسیطرح روایت کیا ہے لیکن اُسمین مجموعًا کا لفظ نہین اور ادراک کی اسناد عقد کی
طرف مجازی ہے یعنے جو چیز کہ عقد کی وقت موجود ہو اور بیع سے جدا نہ ہو تو وہ خریدار کے مال مین سے ہی ہے
یعنے اگرچہ بائع کے پاس تلف ہو اور طحاوی نے کہا کہ ابن عمر رض کا یہ مذہب ہے کہ جب عقد بیع کے وقت کوئی چیز زندہ
ہو پہر وہ اُسکے بعد بائع کے پاس ہلاک ہو جاوے تو وہ خریدار کے ضمان سے ہے پس معلوم ہوا کہ ابن عمر رض کا یہ اعتقاد
تہا کہ کلام کے ساتھ جدا ہونے سے بیع تمام ہو جاتی ہے پہلے جدا ہونیکے ساتھ بدنون کے لیتے اور جو طحاوی نے
کہا وہ لازم نہین اور کسطرح حجت پکڑی جاویگی ساتھ امر محتمل کے بیچ معارضہ امر صریح کے اسواسطے کہ
ابن عمر رض سے تو پہلے تصریح گذر چکی ہے کہ انکا اعتقاد تفرق بالابدان پر تہا کہ جب تک بائع اور مشتری مجلس عقد
سے بدنون کے ساتھ جدا نہ ہون تب تک فسخ کا اختیار باقی رہتا ہے اور جو ابن عمر رض سے اسجگہ منقول ہے تو وہ
احتمال رکہتا ہے کہ بدنون کے ساتھ جدا ہونے سے پہلے ہو اور احتمال ہے کہ اُسکے بعد ہو پس حمل کرنا اُسکا اُسکے
مابعد پر اولے ہی واسطے تطبیق کے درمیان دونو حدیثون اُسکی کے اور ابن حبیب نے کہا کہ علماء کو اسمین اختلاف
ہے کہ اگر کوئی غلام بیچے اور اُسکو مول کے بدلے روک رکہے یعنے مشتری سے کہے کہ جب تو مول ادا کریگا تو اسوقت
غلام کو تیرے سپرد کرونگا پہر بائع کے ہاتہ مین وہ غلام ہلاک ہو جاوے پہلے اس سے کہ مشتری مول ادا کرے سو سعید بن

مسیب اور ربیعہ نے کہا کہ اُسکی ضمان بائع پر ہے یعنے وہ غلام بائع کا ہلاک ہوگا مشتری کا کچھ نہ جاویگا اور
سلیمان بن یسار نے کہا کہ اسکی ضمان مشتری پر ہے اور اسکی طرف رجوع کیا ہے امام مالک نے بعد اُسکے کہ پہلے
قول کے ساتھ قائل تہا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور پہلا قول حنفیہ اور شافعیہ کا ہے یعنے
اسکی ضمان بائع پر ہے اور اصل اسمین شرط ہونا قبض کا ہے بیچ صحت بیع کے سو جو کہتا ہے کہ بیع کے صحیح ہونے
مین قبض کرنا شرط ہے اسکے نزدیک اُسکی ضمان بائع پر ہے اور جو اُسکو شرط نہین کرتا وہ کہتا ہے کہ اُسکی
ضمان مشتری پر ہے واللہ اعلم اور عبدالرزاق نے طاؤس سے اسناد صحیح کے ساتھ اسمین تفصیل روایت کی ہے
طاؤس نے کہا کہ اگر بائع مشتری سے کہے کہ مین تجھکو غلام نہ دونگا یہانتک کہ تو مجھکو اُسکا مول نقد دے
یعنے دست بدست دے پہر ہلاک ہوجاوے بیچ ہاتہہ بائع کے تو اسکی ضمان بائع پر ہے نہین تو اُسکی ضمان
مشتری پر ہے اور بعض شارحین کہتے ہین کہ ابن عمر رضہ کے اثر مین لفظ مبتاع سے مراد خریدی ہوئی چیز
ہے اور یہ کہری بات ہے اور تحقیق پوچھے گئے امام احمد اُس شخص کے حال سے جسنے اناج خریدا پہر اسکے اٹہوانے
کے واسطے مزدور کی تلاش کو گیا جب پہر آیا تو دیکہا کہ سب اناج جل گیا ہے سو امام احمد نے کہا کہ اُسکی ضمان خریدار
پر ہے اور ابن عمر رضہ کے اثر کے ایک طریق مین یہ لفظ آیا ہے کہ وہ مشتری کے مال مین سے ہے اور بعضون نے
اسپر یہ تصریح کی ہے کہ جب مبیع معین ہو تو محض عقد سے مشتری کی ضمان مین داخل ہوجاتی ہے اگرچہ
مشتری اُسکو قبض نکرے بخلاف اسچیز کے کہ ذمہ مین ہو کہ وہ نہین داخل ہوتی ہے بیچ ضمان مشتری کے
مگر بعد قبض کے جیسے کہ ایک قفیز کو ڈہیر سے خرید ہو اور عائشہ رضہ کی حدیث کی پوری شرح ہجرت کے باب مین گذر چکی
(فتح) حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
لَقَلَّ يَوْمٌ كَانَ يَاْتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا يَاْتِي فِيْهِ بَيْتَ اَبِي بَكْرٍ اَحَدَ طَرَفَيِ النَّهَارِ
فَلَمَّا اُذِنَ لَهٗ فِي الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَمْ يَرُعْنَا اِلَّا وَقَدْ اَتَانَا ظُهْرًا فَخُبِّرَ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَاءَنَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ لِاَبِي بَكْرٍ
اَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ يَعْنِي عَائِشَةَ وَاَسْمَاءَ قَالَ اَشَعَرْتَ اَنَّهٗ
قَدْ اُذِنَ لِي فِي الْخُرُوْجِ قَالَ الصُّحْبَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عِنْدِي نَاقَتَيْنِ اَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوْجِ
فَخُذْ اِحْدٰهُمَا فَقَالَ قَدْ اَخَذْتُهَا بِالثَّمَنِ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ البتہ ایسا کم دن تہا جو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر آتا تہا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسمین ابو بکر رضہ کے گہر مین آتے تہے ایک دو طرفون دن کی
مین یعنے صبح کو یا شام کو سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے کی طرف نکلنے یعنے ہجرت کی اجازت ہوئی
تو نہ خوف مین ڈالا ہمکو کسی چیز نے مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے وقت ہمارے پاس آئے یعنے ہمیشہ کا

دستور یہ تہا کہ صبح یا شام کو آیا کرتے اور چونکہ اُس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت کے برخلاف ظہر کے وقت آئے تو اس سے ہم گہبرائے تو ابوبکر رضہ کو آپکے آنے کی خبر پہونچی تو انہون نے کہا کہ نہین آئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسوقت مین مگر کسی حادثے کے سبب سے کہ آپ کو پیش آیا سو جب ابوبکر رضہ پر داخل ہوئے تو ابوبکر رضہ سے کہا کہ باہر نکال جو کوئی تیرے پاس ہے یعنے تاکہ ہماری بات کو اور کوئی نہ سُنے ابوبکر رضہ نے کہا کہ یا حضرتؐ وہ تو صرف میری دو لونڈیان ہین یعنے عائشہ اور اسماء حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کہ مجھکو ہجرت کی اجازت ہوئی ابوبکر رضہ نے کہا کہ یا حضرتؐ مین آپکا ساتہہ چاہتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہی تیرا ساتہہ چاہتا ہون ابوبکر رضہ نے کہا کہ یا حضرتؐ میرے پاس دو اونٹنیان ہین جنکو مین نے نکلنے کے واسطے تیار رکہا ہے سو دونو مین سے ایک آپ لیلیوین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسکو مول لیتا ہون **ف** اسحدیث مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضہ سے اونٹ کو خریدا پہر اُسکو اُنہین کے پاس چہوڑ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کو خرید کر بائع کے پاس چہوڑ دینا درست ہے، وفیہ المطابقة للترجمة **بَابُ** لَا يَبِيْعُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَسُوْمُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَأذَنَ لَهٗ اَوْ يَتْرُكَ نہ بیچے کوئی اپنے بہائی کے بیچنے پر اور نہ مول ٹہراوے کوئی اپنے بہائی کے مول ٹہرے پر یہانتک کہ وہ اُسکو اجازت دے یا چہوڑ دے **ف** امام بخاری نے اس باب مین ابن عمرؓ اور ابوہریرہؓ کی حدیث بیان کی ہے اور یہ جو عدم جواز کو اذن یا ترک کے ساتہہ مقید کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اُس چیز کی جو اُسکے بعض طریقون مین وارد ہو چکی ہے اور وہ حدیث وہ ہے جو مسلم نے نافع رضہ سے روایت کی ہے اسحدیث مین ساتہہ اس لفظ کے کہ نہ بیچے کوئی مرد اپنے بہائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بہائی کی منگنی پر مگر یہ کہ وہ اسکو اجازت دے اور یہ جو فرمایا کہ مگر یہ کہ وہ اسکو اجازت دے تو احتمال ہے کہ یہ دونو حکمون سے استثنا ہو جیسا کہ شافعیؒ کا قاعدہ ہے اور احتمال ہے کہ یہ صرف اخیر حکم سے استثنا ہو اور تائید کرتی ہے دوسری کو روایت مصنفؒ کی نکاح مین ساتہہ اس لفظ کے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے مرد اپنے بہائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے اپنے بہائی کی منگنی پر یہانتک کہ پہلا منگنی والا چہوڑ دے یا دوسرے کو اجازت دے اسی واسطے پیدا ہوا ہے اختلاف بیچ شافعیہ کے کہ یہ استثنا فقط نکاح کے ساتہہ خاص ہے یا بیع کا بہی یہی حکم ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونو مین کچہ فرق نہین اور نسائی نے اسکو اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ نہ بیچے مرد اپنے بہائی کی بیع پر یہانتک کہ خریدے یا چہوڑ دے اور نیز امام بخاری نے باب مین سوم کا ذکر بہی کیا ہے اور اسکا ذکر باب کی حدیثون مین واقع نہین ہوا اور گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتہہ اسکے کہ اسحدیث کے بعض طریقون مین سوم کا ذکر بہی آچکا ہے اور وہ روایت وہ ہے جسکو بخاری نے شروط مین اس لفظ سے نکالا ہے

یہ کہ مول ٹھہراوے مرد اپنے بہائی کے مول ٹھیرے پر اور مسلم نے بھی اسکو روایت کیا ہے (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَبِیْعُ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْهِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے بعض تمہارا اپنے بہائی کے بیچنے پر ف اور ظاہر قید بہائی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہے یعنے مسلمان کی بیع پر بیع نہ کرے اور یہی قول ہے اوزاعی کا اور ابو عبید کا تنافیہ بین ہے اور اس سے زیادہ تر صریح مسلم کی روایت ہے کہ فرمایا کہ نہ مول ٹھیراوے مسلمان مسلمان کے مول ٹھہرے پر اور جمہور کہتے ہیں کہ نہیں فرق ہے بیچ اسکے درمیان مسلمان اور ذمی کافر کے اور بہائی کا ذکر باعتبار غالب کے ہے پس نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اسکے (فتح) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْیٰنُ ثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَبِیْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا یَبِیْعُ الرَّجُلُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْهِ وَلَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَکْفَأَ مَا فِیْ اِنَائِهَا ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے مرد اپنے بہائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے اپنے بہائی کی منگنی پر اور نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو کہ اوندہا لیوے جو اسکی برتن میں ہے یعنے جو اسکو خاوند سے ملتا ہو وہ بھی آپ لیوے ف علماء کہتے ہیں کہ بیچنے پر بیچنا حرام ہے اور اسیطرح خریدنے پر خریدنا بھی حرام ہے اور بیچنے پر بیچنا یہ ہے کہ ایک شخص نے خیار کرکے ایک چیز مول لی اور ایک اور شخص اسکو کہے کہ اس بیع کو فسخ کر کہ میں تیرے ہاتھ ایسی ہی چیز اس سے کم مول کو بیچوں گا یعنی سستی بیچوں گا یا بائع کو کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کر کہ میں یہ چیز تجھ سے زیادہ مول کو خریدوں گا اور اس پر سب کا اجماع ہے اور اس پر سوم پس اسکی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز کو پکڑ لے تاکہ اسکو خریدے اور دوسرا اسکو کہے کہ اس چیز کو پہیر دے کہ میں تیرے ہاتھ بہتر چیز اتنے ہی مول کو بیچوں گا یا اسکی مانند اس سے سستی بیچونگا یا بائع کو کہے کہ اس چیز کو مشتری سے پہیر لے تاکہ میں اسکو تجھ سے زیادہ مول کو خریدوں اور محل اسکا بعد ٹھیر جانے اور قرار پانے مول کے ہے اور میل کرنی ایک ان دونوں کی ہے طرف دوسرے کی پس اگر یہ میل صریح ٹھیر چکا ہے تو اسکے حرام ہونے میں تو اختلاف نہیں اور اگر ظاہر ہو تو اسمیں شافعیہ کے واسطے دو وجہیں ہیں اور نقل کی ہے ابن حزم نے شرط میل کی مالک سے اور کہا کہ حدیث کا لفظ اسپر دلالت نہیں کرتا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ ضرور ہے امر مبین سے واسطے جگہ تحریم کے کہ مول ٹھیرانے میں اسواسطے کہ نیلام میں مول ٹھیرانا بالاتفاق حرام نہیں جیسا کہ نقل کیا ہے اسکو ابن عبدالبر نے پس متعین ہوئی یہ بات کہ حرام مول ٹھیرانا وہ ہے کہ جو واقع ہو اسمیں قدر زائد بیچ

اوسکی اور تحقیق استثنا کیا ہے بعض شافعیہ نے حرام ہونے بیع اور مول ٹھیرانے سے اوپر دوسرے کے اسوقت جبکہ
مشتری کو غبن فاحش نہ ہو اور یہی قول ہے ابن حزم کا اور دلیل پکڑی ہے اُس نے ساتھ اس حدیث کی کہ دین
تو خیر خواہی ہے لیکن نہین منحصر ہے خیر خواہی بیع مین اور مول ٹھیرانے مین پس جائز ہے اُسکو یہ کہ معلوم
کرواوے اُسکو کہ اُسکی قیمت اتنی ہے اور اگر تو اتنے کو بیچے گا تو غبن کیا جاویگا بغیر اسکے کہ اسمین زیادہ کرے
پس جمع کریگا ساتھ اسکے درمیان دونو مصلحتون کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع صحیح ہے لیکن اسکا فاعل گنہگار
ہوتا ہے اور نزدیک مالکیہ اور حنبلیہ کے اُسکے فاسد ہونے مین دو روایتین ہین اور ساتھ اسی کے حزم کیا ہے اہل
ظاہر نے اور بیان نجش اور بیع حاضر کا واسطے بادی کے اور منگنی کا آیندہ اپنی اپنی جگہ مین آویگا (فتح الباری)

بَابُ بَیْعِ الْمُزَایَدَۃِ باب ہے نیلامی کے بیان مین **ف** چونکہ پہلے باب مین گذر چکا ہے کہ ایک کی مول پر دوسرے کو مول ٹھیرانا منع ہے تو ارادہ کیا بخاری نے یہ کہ بیان کرے جگہ حرام ہونے کو اُس سے کہ کس جگہ مول پر مول ٹھیرانا منع ہے اور شاید کہ امام بخاری سے نے اشارہ کیا ہے ساتھ اسکے طرف ضعیف ہونے اُس حدیث کی جو بزار نے سفیان بن وہب سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ منع فرماتے تھے نیلام کرنے سے (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ اَدْرَکْتُ النَّاسَ لَا یَرَوْنَ بَاْسًا بِبَیْعِ الْمَغَانِمِ فِیْمَنْ یَّزِیْدُ یعنے اور عطاء نے کہا کہ پایا مینے لوگون کو کہ نہ دیکھتے تھے خوف ساتھ بیچنے مال غنیمتون کے اُس شخص کے حق مین جو مول زیادہ کرے یعنے غنیمت کی مال کو نیلام کرنا جائز ہے **ف** اور مجاہد سے روایت ہے کہ نہین خوف ہے ساتھ نیلام کرنے کی اور اسی طرح خمس بھی بیچی جاتی تھی اور ترمذی نے انس کی حدیث مذکور کے پیچھے کہا اور عمل اسپر ہے نزدیک بعض اہل علم کے نہین دیکھتے ہین خوف ساتھ نیلام کرنے کی بیع مال غنیمت اور وراثت کی اور ابن عربی نے کہا کہ نہین ہین کوئی معنے واسطے خاص ہونے جواز کے ساتھ غنیمت اور وراثت کی مالون کے اسواسطے کہ باب ایک ہے اور معنے مشترک ہین اور شاید قید کی ہے امام ترمذی نے ساتھ اُس چیز کے جو ابن خزیمہ وغیرہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے ایک تمہارا اپنے بھائی کے بیچنے پر یہانتک کہ چھوڑ دے مگر غنیمت اور وراثت کا مال اور گویا کہ یہ نکلا ہے باعتبار غالب اوقات کی اُس چیز مین کہ اُسمین نیلام کرنے کی عادت تھی اور سوائے غنیمت اور وراثت کی مال ہین اور اُنکے سوا اور سب مال اُنکے ساتھ ملحق ہین واسطے شریک ہونے کے حکم مین اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے اوزاعی اور اسحاق نے سو کہتے ہین کہ خاص ہے جواز ساتھ مغانم اور مواریث کی اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ نیلام کرنا مکروہ ہے (فتح) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا الْحُسَیْنُ الْمُکْتِبُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ غُلَامًا لَہٗ عَنْ دُبُرٍ فَاحْتَاجَ فَاَخَذَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ یَّشْتَرِیْہِ مِنِّیْ فَاشْتَرَاہُ نُعَیْمُ

ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِكَذَا وَكَذَا فَدَفَعَ اِلَيْهِ ترجمہ جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا غلام مدبر
کیا یعنے کہا کہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے پھر محتاج ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص ہے کہ اسکو
مجھ سے خریدے تو نعیم بن عبداللہ رض نے اسکو اتنی اتنی قیمت سے خریدا یعنے بہت قیمت کیسے خریدا سو حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے وہ غلام نعیم کو دیا **ف** اور اعتراض کیا ہے اسپر اسمعیلی نے سو کہا کہ مدبر کے قصے مین نیلامی کا ذکر
نہین اسواسطے کہ نیلام کرنا یہ ہے کہ پہلے ایک شخص مول دیوے پھر دوسرا اُس سے زیادہ مول دیوے اور جواب
دیا ہے ابن بطال نے کہ حدیث مین باب کے موافق یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ
اُسکو مجھ سے خریدے پس تعریض ہے واسطے زیادت کے یعنے کون زیادہ مول دیتا ہے تاکہ حکم کرین بیچ اسکے
واسطے اس محتاج کے کہ بیچا تھا اُسکو اوپر اسکے اور اسکی پوری شرح بیع المدبر مین آئینہ آویگی اور اُسکے محتاج
کا بیان اخیر کتاب استقراض مین آویگا (فتح) **کتاب النجش** باب ہے نجش کے بیان **ف** نجش شرع
مین کہتے ہین اسکو کہ ایک شخص کچھ خریدتا ہے اور ایک شخص اور آیا اور اُس نے اُس چیز کا زیادہ مول لگایا
اور اسکو خریدنا منظور نہین منظور یہی ہے کہ لینے والا میرے دیکھا دیکھی اُسکے لینے مین زیادہ رغبت کرے
اور اسکو خرید لیوے اور یہ بات بائع کی موافقت سے ہوتی ہے پس گناہ مین دونو شریک ہوتے ہین اور کبھی ایسا
بھی ہوتا ہے کہ بائع اُسکے موافق نہین ہوتا اور اُسکو اُسکا علم نہین ہوتا پس اندرین صورت یہ گناہ صرف
نجش کرنے والے کو ہوگا نہ بائع کو اور کبھی خاص ہوتا ہے ساتھ اُسکے بائع مانند اُس شخص کی کہ خبر دی کہ مینے
خریدا ہے اسباب کو ساتھ زیادہ مول کے اس چیز سے کہ خرید لے اُسکو ساتھ اُسکی یعنے مثلاً اس نے بیس روپیہ سے
ایک چیز خریدی ہے اور کہتا ہے کہ مین نے اسکو تیس ۳۰ روپیہ خرید لے ہے تاکہ دھو کہا دے ساتھ اُسکے اپنے غیر کو
كما سياتي من كلام الصحابي في هذا الباب (فتح) وَمَنْ قَالَ لَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ الْبَيْعُ اور بیان مین اُس شخص
کے جو کہتا ہے کہ یہ بیع جائز نہین **ف** شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو عبدالرزاق
نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ اسکے ایک عامل نے بندی بیچی تو عمر رض کو کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مین
اُسکو زیادہ مول لگاتا تھا پھر بیچتا تو البتہ نقصان ہوتا تو عمر رض نے اُسکو کہا کہ یہ نجش ہے حلال نہین سو عمر رض نے
ایک پکارنے والے کو بھیجا کہ لوگون مین پکار دی کہ یہ بیع مردود ہے یہ حلال نہین ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے
سب کا اسپر کہ نجش کرنے والا گنہ کار ہے اور اختلاف کیا ہے انہون نے بیع مین جبکہ واقع ہو اور نقل کیا ہے
ابن منذر نے ایک گروہ اہل حدیث سے کہ یہ بیع فاسد ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور یہی ایک روایت ہے
امام مالک رح سے اور یہی مشہور ہے نزدیک حنبلیہ کے جبکہ یہ بائع کی موافقت سے ہو یا اُسکے فعل سے اور مشہور
نزدیک مالکیہ کے بیچ مثل اس مسئلے کے ثابت ہونا خیار کا ہے اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے واسطے

* * * * قیاس کے مصراۃ پر اور صحیح تر انکے نزدیک یہ ہے کہ یہ بیع صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور یہی قول ہے
حنیفہ کا اور رافعی نے کہا کہ مطلق چھوڑا ہے امام شافعی رہ نے مختصر مین گنہگار ہونے ناجش کو اور شرط کی ہے
بیچ گنہگار ہونے اُس شخص کے جو اپنے بہائی کی بیع پر بیچے یہ کہ وہ نہی کو جانتا ہو یعنے نجش تو مطلق گناہ ہے
خواہ اسکو منع ہونیکو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور بیع پر بیع کرنی اُسوقت منع ہے جبکہ اُسکے منع ہونے کو جانتا ہو اور جواب دیا
ہے شارحین نے ساتھ اسکے کہ نجش دہوکا اور دغابازی ہے اور دہوکے کا حرام ہونا ہر ایک کو ظاہر ہے
اور اسکو ہر کوئی جانتا ہے اگرچہ خاص اسحدیث کو نہ جانے بخلاف بیع پر بیع کرنے کے کہ اُسکے جاننے مین
ہر ایک شریک نہین اور رافعی نے اس فرق پر شبہ کیا ہے پس کہا کہ بیع پر بیع کرنی ضرر دینا ہے اور ضرر
کے حرام ہونے کو ہر کوئی جانتا ہے کہا پس وجہ خاص کرنے گناہ کی دونو جگہون مین ساتھ اُس شخص کے
ہے جو اُسکے حرام ہونے کو جانتا ہو اور بیہقی نے معرفہ مین شافعی سے حکایت کی ہے کہ نجش مین بہی نہی صرف
اُسی کے ساتھ خاص ہے جو نہی کو جانتا ہو پس ظاہر ہوا کہ جو رافعی نے بحث سی کہا ہے وہ منصوص ہے اور امام
شافعی رح نے کہا کہ نجش کرنے والا گنہگار ہے اگر نہی کو جانتا ہو اور بیع جائز ہے نجش کرنے والے کی گناہ سی فاسد
نہین ہوتی (فتح) وَقَالَ ابْنُ اَبِي اَوْفَى اَلنَّاجِشُ اٰكِلُ الرِّبٰوا خَائِنٌ اور ابن ابی اوفی نے کہا کہ نجش
کرنے والا بیاج کہانے والا خائن ہے ف یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو بخاری نے کتاب الشہادات
مین نقل کیا ہے اور اسمین یہ بہی ہے کہ ایک شخص نے اسباب کہڑا کیا سو اُسنے خدا کے ساتھ قسم کہائی کہ اتنی قیمت
کو خریدا ہے یا مجھکو اتنی قیمت ملتی تہی اور بیچنے نہین دیا اور حالانکہ اسکو اتنی قیمت نہ ملتی تہی پس ابن ابی اوفی
نے کہا کہ ناجش بیاج کہانے والا ہے خائن ہے اور ایک روایت مین خائن کے بدلے ملعون آیا ہے اور مطلق
کہا ابن ابی اوفی نے اُس شخص کو جسنے خبر دی تہی کہ مینے اتنے کو خریدا ہے اور حالانکہ اُس نے اتنی کو نہین خریدا
تہا بلکہ اُس سے کم قیمت کی ساتھ خریدا تہا کہ وہ ناجش ہے واسطے شریک ہونے اُسکے کی ساتھ اُس شخص کے جو
اسباب کا زیادہ مول لگاوے اور اُسکا خود خریدنے کا ارادہ نہ ہو بیچ دہوکا دینے غیر کے تو گناہ مین بہی دونو شریک
ہونگے اور ہونے اُسکے کے کہانیوالا بیاج کا اور اسی طرح صحیح ہے پہلی تفسیر پر اگر بائع اُسکی موافقت کرے اور
اُسکے واسطے اُسپر کچہ اجرت ٹہیراوے پس دونو خیانت مین مشترک ہونگے اور تحقیق اتفاق کیا ہے اکثر علما نے
اوپر تفسیر نجش کے شرع مین ساتھ اسچیز کے کہ پہلے گذری اور ابن عبد البر اور ابن عربی اور ابن حزم نے کہا کہ یہ مقید ہے
ساتھ اسکے کہ ہو زیادتی مذکورہ زیادہ مول مثل سے ابن عربی نے کہا کہ اگر کوئی مرد کسی مرد کا اسباب دیکھے کہ بیچا
جاتا ہے کم قیمت اسکی سے یعنے معلوم کرے کہ سستا بکتا ہے اور اسپر زیادہ مول لگاوے تاکہ وہ اپنی ٹہیک
قیمت کو پہونچ جاوے تو نہ ہوگا وہ ناجش گنہگار بلکہ اُسکو اُسکی نیت کا ثواب ملیگا اور تحقیق موافقت کی ہے

اُسکی اسپر بعض شافعیہ متاخرین نے اور ابن عربی کے قول مین نظر ہے اسواسطے کہ نہین مندب ہے خیر خواہی اسمین کہ وہم پیدا کراوے کہ اسکا خریدنے کا ارادہ ہے اور اُسکی یہ غرض نہین بلکہ غرض اُسکی یہ ہے کہ زیادہ کرے اوپر اُس شخص کی جو ارادہ کرتا ہے خریدنے کا اکثر اُس چیز سے کہ ارادہ کرتا ہے یہ کہ خریدی ساتھ اُسکے پس خیر خواہی چاہنے ولے کیواسطے بہتر یہی ہے کہ بائع کو معلوم کرادیوے کہ تیرے اسباب کی قیمت اس سے زیادہ ہے پہر اُسکو اُسکے بعد اختیار ہے اور احتمال ہی کہ یہ اُسپر متعین نہو یہانتک کہ وہ اُس سے پوچھے واسطے حدیث آئندہ کے کہ چھوڑدو لوگون کو کہ رزق دیتا ہے الله بعض کو بعض سے اور جب کوئی اپنے بھائی کی خیر خواہی چاہی تو چاہیے کہ اُسکی خیر خواہی کرے فتح) وَهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ وَلَا يَحِلُّ اور یہ نجش دہوکا ہے اور باطل اور حرام ہے **ف** یہ کلام امام بخاری کی فقاہت ہے ابن ابی اوفی کی کلام سے نہین قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ اور حضرت صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ فریب آگ مین ہی اور جو کوئی وہ کام کرے جسپر کہ ہمارا حکم نہین تو وہ کام مردود ہے **ف** پہلی حدیث ابن عدی نے کامل مین روایت کی ہے اور دوسری حدیث صلح مین آویگی حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی الله علیہ وسلم نے نجش سے **بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ** باب ہے بیچ بیان بیع غرر کے یعنے جسمین بیع مجہول ہو یا بائع کی قدرت مین نہو جیسے مچھلی دریا مین اور جانور ہوا مین اور بیچنے حمل حمل کے **ف** حبل الحبلہ کا عطف عطف خاص کا ہے عام پر اور باب مین غرر کی بیع صریحًا مذکور نہین اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اُس چیز کی جو احمد رح نے روایت کی ہے ابن عمر رض سے کہ منع فرمایا حضرت صلی الله علیہ وسلم نے بیع غرر کے سے اور روایت کی مسلم نے ابوہریرہ رض سے کہ بیع غرر کی منع ہے اور ابن ماجہ نے ابن عباس رض سے اور طبرانی نے سہل سے اور احمد کے واسطے ابن مسعود رض سے مرفوع روایت ہی کہ نہ خریدو مچھلی کو پانی مین اسواسطے کہ وہ غرر ہے اور مچھلی کا پانی مین خریدنا ایک قسم ہے قسمون غرر سے اور ملحق ہے ساتھ اُسکے بیچنا جانور کا ہوا مین اور معدوم کا اور مجہول چیز کا اور بہاگے ہوئے غلام کا امام نووی نے کہا کہ نہی بیع غرر سے اصل ہے اصول بیع سے سو اسکے تلے بہت مسئلے داخل ہوتے ہین اور بیع غرر سے دو امر مستثنے ہین ایک وہ جو کہ تبعًا مبیع مین داخل ہو پس اگر اکیلی ہو تو اُسکی بیع صحیح نہو دوم وہ جو کہ اعراض کیا جاتا ہے مثل اسکے سے یا تو اسکی حقارت کی وجہ سے یا واسطے مشقت کے اُسکی تمیز اور تعیین مین پس پہلی قسم سے ہی بیچنا گھر کی بنیاد کا اور چارپائے کا جسکے تہنون مین دودہ ہو اور حمل والے کا اور دوسری قسم سے ہی جبہ روئی سے بہرا ہوا اور ایک بار پانی پینا مشک سے کہا اور جس چیز مین علماء کو اختلاف ہی تو وہ مبنی ہی اوپر اختلاف اُنکے کی بیچ ہونے اُسکے کے حقیر یا مشکل ہو تمیز اور تعیین اُسکی پس ہوگا غرر اسمین مانند معدوم کی پس صحیح ہوگی اور بالعکس

کہا اور طبرانی نے اسناد صحیح کے ساتھ ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ بیع غرر کا کچھ ڈر نہیں ابن بطال نے کہا کہ شاید اسکو نہی نہیں پہونچی نہیں تو جو چیز کہ ممکن ہو یہ کہ پائی جاوے اور یہ کہ نہ پائی جاوے نہیں صحیح ہے اور اسیطرح جبکہ نہ صحیح ہو اکثر اوقات پس اگر اکثر اوقات صحیح ہو مانند میوے کی ابتدا پختگی مین یا ہو وے چہپا ہوا تابع مانند حمل کی ساتھ حمل والے جانور کے تو جائز ہے واسطے کم ہونے دہوکے کو اور شاید کہ یہی ہے مراد ابن سیرین کی لیکن منع کرتی ہے اس سے وہ چیز جو ابن منذر نے اُس سے روایت کی ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ بیچنے غلام بہاگے ہوئے کو پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے نزدیک بیع غرر کی جائز تہی جبکہ مآل مین سلامت رہے واللہ اعلم (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعِ حَبَلِ الْحَبَلَۃِ وَکَانَ بَیْعًا یَتَبَایَعُہٗ اَھْلُ الْجَاھِلِیَّۃِ کَانَ الرَّجُلُ یَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ اِلٰی اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَۃُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِیْ فِیْ بَطْنِھَا ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے حمل حمل کے سے اور یہ ایک بیع تہی جسکو اہل جاہلیت کیا کرتے تہے تہا آدمی کہ خریدتا تہا اونٹ کو یہانتک کہ بچہ جنے وہ اونٹنی کہ اُسکے پیٹ مین ہے ف اور ساتھ ظاہر اس روایت کے کہا ہے سعید بن مسیب نے اُنہون نے کہ روایت کی ہے اُس سے مالک نے اور یہی قول ہے امام مالک کا اور شافعی رح اور ایک جماعت کا اور وہ حمل حمل کی بیع یہ ہے کہ بیچے ساتھ مول کی یہانتک کہ اونٹنی کا بچہ حاملہ ہو کر بچہ جنے یعنے مشتری اونٹ کو خریدے اس وعدے پر کہ اسکا مول اُسوقت دونگا جبکہ اونٹنی کے پیٹ کا بچہ بڑا ہو کر بچہ جنیگا اور بعض کہتے ہین کہ وہ یہ ہے کہ بیچے ساتھ تاخیر مول کے یہانتک کہ اونٹنی حاملہ ہووے اور جنے پہر اُسکا بچہ حاملہ ہووے اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابو اسحاق نے تنبیہ مین پس نہین شرط کی اُس نے وضع حمل بچہ کی مانند روایت مالک کی اور یہ منع اسواسطے ہے کہ مدت مین جہالت ہے اسواسطے کہ اسکی مدت معلوم نہین کہ کب حاملہ ہوگی اور کب جنیگی اور بنابر اس تفسیر کے لائق تہا کہ اسکو باب السلم مین ذکر کیا جاتا اور ابو عبیدہ اور ابو عبید اور احمد اور اسحاق اور ابن حبیب مالکی اور اکثر اہل لغت نے کہا کہ وہ اونٹنی کے بچے کے بچہ کا بیچنا ہے اور یہ منع اسواسطے ہے کہ وہ بیع معدوم اور مجہول کی ہے یعنے ہنوز پیدا نہین ہوا اور نہین قدرت ہے اُسکی سپرد کرنے پر پس داخل ہوگی بیع غرر مین اسی واسطے ابتدا کیا ہے بخاری نے ساتھ ذکر غرر کے ترجمہ مین لیکن اُسنے اشارہ کیا ہے طرف تفسیر پہلی کے ساتھ اسکے کہ اُسنے اس حدیث کو باب السلم مین بہی بیان کیا ہے اور یہی تفسیر راجح ہے اسواسطے کہ یہ موافق ہے واسطے حدیث کی اگرچہ اہل لغت کی کلام دوسری تفسیر کے موافق ہے لیکن ابن عمر رض کی تفسیر دوسری تفسیر کے موافق ہے جیسا کہ امام احمد نے اُس سے روایت کی ہے کہ اہل جاہلیت یہ بیع کیا کرتے تہے خریدتا تہا مرد ساتھ اونٹنی کے حمل حمل کا اور ابن تین نے کہا کہ حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ کیا مراد بیع ساتھ وعدے ایک مدت کے ہے یا بیع بچے کی ہے اور بنابر پہلی وجہ کے کیا مراد ساتھ مدت کے جننا ماں کا ہے یا اُسکی

بیچے کا اور بنابر توجیہ ثانی کے کیا مراد بیچے کا بیچنا ہے یا بچے کے بچے کا بیچنا پس یہ چار قول ہین رفع **بَاب**
بَیعِ الْمُلَامَسَۃِ باب ہے بیچ بیان بیع ملامست کو **وَقَالَ اَنَسٌ نَّھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْہُ** یعنے
اور انس رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع فرمایا ہے یعنے بیع ملامست سے **حَدَّثَنَا سَعِیْدُ**
ابْنُ عُفَیْرٍ ثَنِیْ اللَّیْثُ ثَنِیْ عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ اَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعِیْدٍ اَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ
اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْمُنَابَذَۃِ وَھِیَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَہٗ بِالْبَیْعِ
اِلَی الرَّجُلِ قَبْلَ اَنْ یُّقَلِّبَہٗ اَوْ یَنْظُرَ اِلَیْہِ وَنَھٰی عَنِ الْمُلَامَسَۃِ وَالْمُلَامَسَۃُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا یَنْظُرُ
اِلَیْہِ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا منابذۃ سے اور وہ ڈالنا مرد کا ہے
اپنے کپڑے کو ساتھ بیع کے طرف دوسرے مرد کی پہلے اس سے کہ اُسکو الٹے یا دیکھے اور منع فرمایا ملامست سے اور ملامست
ہاتھ لگانا ہے کپڑے کو اسحال مین کہ اُسکو نہ دیکھے **ف** اور کتاب اللباس مین یہ حدیث زہری سے اس لفظ کے ساتھ
آویگی اور ملامست یہ ہے کہ چہووے آدمی کپڑا دوسرے کا اپنے ہاتھ سے دن کو یا رات کو اور نہ اُلٹے اُسکو مگر ساتھ اسکے یعنے یہ سبب
بیع کے بغیر اسکے کہ جاری ہو درمیان بائع اور مشتری کے ایجاب و قبول لفظ مین اور تعاطی فعل مین یعنے نہ تو بائع
مُنہ سے کہے کہ مینے یہ چیز بیچی اور نہ مشتری کہے کہ مینے لی اور نہ لین دین واقع ہو کہ بائع خوشی سے بیع دے اور مشتری
مول لے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اپنے کپڑے کو پہینکے اور دوسرا آدمی اپنا کپڑا
اُسکی طرف پہینکے اور ہو یہ بیع بغیر دیکھنے اور رضامندی کے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ قوم آپسمین ایک اسباب
کی خرید و فروخت کرین اس حال مین کہ نہ تو اُسکو دیکھین اور نہ اُس سے خبر دین یا اسیطرح قوم اسباب کو پہینکین پس یہ
جوے کی قسمون مین ہے اور علماء کو ملامست کی تفسیر مین تین قول پر اختلاف ہے اور یہی تین وجہین ہین واسطے شافعیہ
کے زیادہ ترصحیح انمین سے یہ ہے کہ لاوے آدمی کپڑا لپیٹا ہوا یا اندہیرے مین پس ہاتھ لگا دے اُسکو چہونے والا تو اسکو
کپڑے کا مالک کہے کہ بیچا مینے تیرے پاس کپڑا اسے کو اس شرط سے کہ چہونا تیرا اسکو دیکھنے تیرے کی اور نہین ہے
تجھکو اختیار جبکہ تو اسکو دیکھے اور یہ موافق ہے پہلی دو تفسیرون کو جو حدیث مین ہین اور دوسری تفسیر یہ ہے
کہ ٹہیراوین نفس ہاتھ لگانے کو بیع بغیر کسی صیغہ زائد کے یعنے کہے بائع کہ جب تو میرے کپڑے کو ہاتہ لگاویگا تو تیرے ہی
بیع ہو جاویگی بغیر ایجاب و قبول کے اور تیسری یہ ہے کہ ٹہیراوین ہاتہ لگانے کو شرط بیچ لوٹنے خیار مجلس وغیرہ کے
یعنے کہے جب تو اسچیز کو ہاتہ لگاوے گا تو تجھکو فسخ بیع کا اختیار باقی نہ رہیگا + + + + + + + + + +
اور یہ بیع سب تاویلون پر باطل ہے اور ماخذ پہلی قسم کا نہ شرط کرنا دیکھنے بیع کا ہے اور شرط ہونا نفی خیار کا اور
ماخذ دوسرے کا شرط ہونا نفی صیغہ کا ہے بیچ عقد بیع کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے باطل ہونا بیع معاطاۃ کا مطلق
لیکن جو معاطاۃ کو جائز رکہتا ہے وہ مقید رکہتا ہے اُسکو ساتھ حقیر چیزون کے یا ساتھ اسچیز کے کہ جاری ہوئی

بھی اُنمین عادت ساتھہ معاطاۃ کے اور اوپر ملامسۃ اور منابذۃ نزدیک اُس شخص کے جو استعمال کرتا ہے ان دونو کو
پس نہین خاص کرتا ہے انکو ساتھہ اسکے بنا بر اسکے پس جمع ہوگی بیع معاطاۃ کے ساتھہ ملامسۃ اور منابذۃ کے بیچ
بعض صورتون معاطاۃ کے سو جو بیع معاطاۃ کو جائز رکھتا ہے اُسکو جائز ہے یہ کہ خاص کرے نہی کو بیع بعض صورتون
ملامسۃ اور منابذۃ کے اُس قبیل سے کہ جاری ہوئی ہے اُنمین عادت ساتھہ معاطاۃ کے اور اسی پر محمول ہوگا
قول رافعی کا کہ جاری کیا ہے اماموں نے بیع ملامسۃ اور منابذۃ مین اس اختلاف کو جو معاطاۃ مین ہے واللہ
اعلم اور ماخذ تیسری قسم کا شرط کرنا نفی خیار مجلس کا ہے اور یہی قول ہین جنپر فقہانے اقتصار کیا ہے اور حدیث
کے طریقون سے اور صورتین بھی نکل سکتی ہین اور اوپر بیع منابذۃ سو اُسمین بھی فقہا کو تین قول پر اختلاف ہے
اور یہی تین وجہ ہین واسطے شافعیہ کے زیادہ ترصحیح یہ ہے کہ ٹھہراوین بائع اور مشتری نفس پہینکنے کو بیع یعنے
کہین کہ جب ایک دوسرے کپڑے کو ہاتہہ لگاویگا تو پس یہی بیع ہو جاویگی بغیر ایجاب و قبول کے زبان سے جیسا کہ
ملامسۃ مین پہلے گذرا ہے اور یہ موافق ہے واسطے تفسیر کے جو حدیث مین مذکور ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ
گردانین پہینکنے کو بیع بغیر صیغہ کے یعنے زبان سے کچھ نہ بولین اور تیسری قسم یہ ہے کہ گردانین پہینکنے کو توڑنے والا واسطے
خیار کے اور پہینکنے کی تفسیر مین اختلاف ہے سو بعضے کہتے ہین کہ وہ کپڑے کا پہینکنا ہے جیسے کہ اُسکی تفسیر حدیث مذکور
مین واقع ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ پتھر کا پہینکنا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ اُسکے غیر ہے اور تحقیق روایت
کی ہے مسلم نے نہی بیع پتھر کی ابوہریرہ سے اور پتھر پہینکنے کی تفسیر مین بھی اختلاف ہے سو بعضے کہتے ہین کہ وہ یہ ہے
کہ کہے کہ بیچا مینے تیرے ہاتہہ ان کپڑون مین سے جسپر تیرا پتھر واقع ہو جب پتھر پہینکے یا اس زمین سے اتنی زمین جہانتک
پتھر پہونچے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ یہ ہے کہ شرط کرے خیار کو یہانتک کہ پتھر پہینکے یعنے پتھر پہینکنے کی بعد
اختیار باقی نہ رہیگا اور تیسری قسم یہ ہے کہ ٹھہراوین نفس پہینکنے کو بیع اور یہ جو حدیث مین ہے کہ چھونا کپڑے کا ہے اس
حال مین کہ نہ دیکھے اُسکو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھہ اسکے اوپر باطل ہونے بیع غائب چیز کے اور یہی ہے جدید
قول امام شافعی کا اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ وہ مطلق صحیح ہے اور ثابت ہوتا ہے خیار فسخ کا جبکہ دیکھے اُسکو
اور امام مالک اور شافعی سے بھی یہی محکی ہے اور مالک سے یہ بھی روایت ہے کہ اگر اسکی صفت بیان کرے تو صحیح ہے نہین
تو نہین اور یہی ہے قول امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور اہل ظاہر کا اور اختیار کیا ہے اسکو بغوی اور رویانی نے
شافعیہ سے اور یہی قول قدیم ہے امام شافعی کا اگرچہ اسکی تفصیل مین اختلاف ہے اور تائید کرتی ہے اسکی وہ
روایت جو پہلے گذر چکی ہے کہ نہ اسکو دیکھین اور نہ اُس سے خبر دین اور اس استدلال مین درازی ہے اور استدلال
کیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ اندھے کی بیع مطلق باطل ہے اور یہی قول ہے اکثر شافعیہ کا یہانتک کہ جو انمین سے غائب
کی بیع کو جائز رکھتے ہین وہ بھی اندھے کی بیع کو جائز نہین رکھتے اسواسطے کہ اندھا نہین دیکھتا ہے اُسکو بعد اُسکے

پس ہوگی مانند بیع غائب کی باوجود شرط ہونے نفی خیار کے اور بعض کہتے ہین کہ اگر کوئی غیر اُسکی صفت کو اُسکے
لیے بیان کرے تو جائز ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور احمد کا اور امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ مذہب ہے کہ بیع
مطلق صحیح ہے بنا بر اس تفصیل کے کہ اُنکے نزدیک ہے (فتح) حاصل یہ ہے کہ یہ بیع جاہلیت کو زمانے مین تہی کہ
جہان ایک نے دوسرے کے کپڑے کو ہاتہہ لگایا پس وہی بیع ہوگئی دیکہتے بہالتے کچہ نہ تہی اور نہ شرط خیار کرتے تہے
کہ چاہینگے تو رکہہ لینگے اور چاہینگے تو پہیر دینگے اور حالانکہ حق یہ ہے کہ مبیع کو بیع سے پہلے دیکہہ بہال لیوے
یا شرط خیار کر لیوے اور باقی تفسیرون کا بہی یہی حال ہے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ
مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نُهِيَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ اَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَرْفَعُهُ عَلٰى مَنْكِبِهٖ
وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح
کے لباس سے ایک یہ کہ زانو اوٹہاکر بیٹہے آدمی ایک کپڑے مین پہر کپڑے کو اپنے مونڈہون پر اوٹہاوے
یعنے گوٹہہ مار کر بیٹہے اس حال سے کہ اُسکی شرمگاہ کہلی رہے اور منع فرمایا دو طرح کے بیچنے سے ایک چہونے
سے دوسری پہینکنے سے **بَابُ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ** بیع منابذہ کے بیان مین وَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ یعنے اور انس رضہ نے کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے **ف**
بیان اُسکا اوپر ہوچکا ہے حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ وَعَنْ اَبِي الزِّنَادِ
عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ
ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ سے اور منابذہ سے وَحَدَّثَنِيْ
عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ
قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ترجمہ ابوسعید
سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے لباس سے اور دو طرح کی بیع سے ایک ملامسہ سے اور
دوسری منابذہ سے **بَابُ النَّهْيِ لِلْبَائِعِ اَنْ لَّا يُحَفِّلَ الْاِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ وَكُلَّ مُحَفَّلَةٍ** باب ہے
اس بیان مین کہ منع ہے بائع کو یہ جمع کرے دودہ کو اونٹ اور گائی اور بکری کے تہنون مین اور ہر ایسے جانور سے جسکی
شان یہ ہے کہ اُسکے تہنون مین دودہ جمع کیا جاوے **ف** اور قید نہی کی ساتہہ بائع کے اشارت ہے طرف اسکی کہ
اگر مالک اپنی اولاد اور اپنے عیال اور مہمان کے واسطے دودہ کو جمع کرے تو یہ حرام نہین یعنے بلکہ یہ جائز ہے اور
یہی ہے راجح اور ذکر کیا بخاری نے باب مین گائی کو اگرچہ حدیث مین اسکا ذکر نہین تو یہ اشارت اسطرف کہ حکم
مین وہ بہی اونٹ اور بکری کے معنے مین ہے بخلاف داؤد ظاہری کے اور اُن دونون پر تو اقتصار اسواسطے ہوا
ہے کہ وہ اُنکے نزدیک غالب ہین اور یہ جو کہا کہ ہر محفلہ کا یہی حکم ہے تو یہ عطف عام کا ہے خاص پر تو یہ اشارت

ہے طرف لاحق کرنے غیر نعم کی جنکا گوشت کہایا جاتا ہے وہ بہی نعم کے ساتھ ملحق ہین اسواسطے کہ علت انمین بہی پائی جاتی ہے اور حنابلہ اور بعض شافعیہ کہتے ہین کہ یہ حکم فقط نعم کے ساتھ خاص ہے اور جن چیزون کا گوشت نہین کہایا جاتا انمین اختلاف ہے مانند گدہون اور لونڈی کی پس صحیح تر یہ ہے کہ اُسکے بدلے کہجور کا صاع نہ دیا جاوے اور یہی قول ہے حنابلہ کا گدہون مین سوای لونڈی کے (فتح) وَالْمُصَرَّاةُ الَّتِیْ صُرِّیَ لَبَنُهَا وَحُقِنَ فِیْهِ وَجُمِعَ فَلَمْ یُحْلَبْ اَیَّامًا وَاَصْلُ التَّصْرِیَةِ حَبْسُ الْمَاءِ یُقَالُ مِنْهُ صَرَّیْتُ الْمَاءَ اِذَا حَبَسْتَهٗ یعنے اور مصراۃ اُس جانور کو کہتے ہین جسکے تہنون مین دودہ بند کیا گیا ہو اور کئی دن نہ دوہا گیا ہو اور اصل تصریۃ کے معنے پانی بند کرنا ہے کہا جاتا ہے اُس سے صَرَّیْتُ الْمَاءَ اِذَا حَبَسْتَهٗ یعنے بند کیا مینے پانی کو جبکہ تو اُسکو روکے (فتح) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَاِنَّهٗ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ بَعْدَ اَنْ یَّحْلُبَهَا اِنْ شَاءَ اَمْسَکَ وَاِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ وَیُذْکَرُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ وَّمُجَاهِدٍ وَالْوَلِیْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَّمُوْسَی ابْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَاعُ تَمْرٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ وَهُوَ بِالْخِیَارِ ثَلَاثًا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَلَمْ یَذْکُرْ ثَلَاثًا وَالتَّمْرُ اَکْثَرُ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ جمع کرو دودہ کو اونٹ اور بکری کے تہنون مین یعنے واسطے دہوکا دینے خریدار کے سو جو اُنکو مول لیوے بعد اُسکے وہ دوہنے کے بعد دو کام مین مختار ہے چاہے اُنکو رکہے خواہ پہیر دیوے اور تین سیر کہجورین دودہ کا بدلہ دیوے اور ابوہریرہؓ سے دوسری روایت مین بہی کہجور ہی کا ذکر آیا ہے اور بعضون نے ابن سیرین سے کہا ہے کہ ایک صاع اناج کا دیوے یعنے اسمین مطلق اناج کا ذکر ہے خواہ کوئی اناج دیوے کہجور کی کوئی قید نہین اور خریدار تین دن تک مختار ہے اور بعضون نے ابن سیرین سے ایک صاع کہجور کی روایت کی ہے اور تین دن کی قید ذکر نہین کی اور امام بخاری نے کہا کہ اکثر روایتون مین کہجور ہی کا ذکر آیا ہے یعنے کہجور کی روایتین اناج کی روایتون سے بہت ہین ف نظر کے معنے رای اور قیاس کے ہین یعنے اسکو دونو ںاؤن مین اختیار ہے خواہ کسی کو اختیار کرے اور ظاہر نہی سے معلوم ہوتا ہے کہ تصریہ مطلق حرام ہے برابر ہے کہ دہوکا دینے کا قصد ہو یا نہ ہو اور شروط مین ابوہریرہ رضؓ سے آویگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ سے منع فرمایا اور ساتہ اسی کے جزم کیا ہے بعض شافعیہ نے اور اسکی علت یہ بیان کی کہ اسمین جانور کی ایذا ہے لیکن دوسری روایت مین صریح آچکا ہے کہ نہ جمع کرو دودہ اونٹ اور گائی کے تہنون مین واسطے بیع کے اور یہی قول راجح ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر علت بیان کرنے اکثر علما کے ساتہ اسکے کہ اسمین دہوکا ہے اور ایذا کی علت کا یہ جواب ہے کہ وہ تہوڑا ضرر ہے ہمیشہ نہین ہے پس معاف کیا جاویگا واسطے تحصیل نفع کے اور یہ جو کہا کہ جو اسکو مول لیوے بعد اُسکے یعنی بعد

م ساتھ نعم کے واسطے علت جامعہ کے درمیان انکے اور وہ تغریر مشتری کی ہے یعنے اگرچہ حدیثون مین خاص نعم کا ذکر ہے لیکن انکے سوا اور جن چیزون کا گوشت کہایا جاتا ہے

جمع کرنے دودھ کی تو ایک روایت مین اسکے بعد یہ لفظ زیادہ ہے کہ پس اسکو تین دن تک اختیار ہے اور ابتدا اس مدت
کی تصریہ کے بیان کرنے کو وقت سے ہے اور یہی قول ہے حنبلیون کا اور شافعیہ کے نزدیک ابتدا اسکی عقد کے
وقت سے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جدا ہونے کے وقت سے ہے اور لازم آتا ہے اسی سے یہ کہ ہو عذر فراخ تر تین دن سے
بعض صورتون مین اور وہ اسوقت ہے جبکہ موخر ہو ظاہر ہونا تصریہ کا آخر تین دن تک اور نیز لازم آتا ہے اسپر یہ کہ
حساب کیجاوے مدت بہی قدرت پانے کی فسخ پر اور یہ فوت کرتا ہے مقصود فراخی مدت کو اور یہ جو کہا کہ اسکو اختیار
ہے بعد دوہنے کے تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہین ثابت ہوتا ہے خیار مگر ساتھ دوہنے کے اور جمہور کا
یہ مذہب ہے کہ ثابت ہو واسطے اسکے خیار جبکہ معلوم کرے تصریہ کو اگرچہ اسکو نہ دوہے لیکن چونکہ اکثر اوقات نہین
معلوم ہوتا ہے مگر بعد دوہنے کے تو ذکر کیا قید کو بیچ ثابت ہونے خیار کے پس اگر بغیر دوہنے کے تصریہ ثابت ہو جاوے
تو بہی خیار ثابت ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے تو اسکو رکھے تو اسکے معنے یہ ہین کہ اگر چاہے تو اسکو اپنے ملک مین
باقی رکہے اور یہ چاہتا ہے اسکو کہ مصراۃ کی بیع صحیح ہے اور مشتری کے واسطے خیار ثابت ہے اور اگر مطلع ہو مشتری
اوپر کسی عیب کے بعد راضی ہونے کے ساتھ تصریہ کے پہر پہیر دے اسکو تو کیا صاع لازم آتا ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے
اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ صاع کا دینا واجب ہے اور نقل کی ہے اُنہون نے نص شافعی کی اسپر کہ نہ پہیر جاوے
اور مالکیہ کے نزدیک دو قول ہین اور یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے تو اسکو پہیر دے تو ظاہر اسکا شرط ہونا فور کا ہے یعنے
شرط ہے کہ فوراً اسی وقت پہیر دیوے اور واسطے قیاس کرنے کو باقی عیبون پر لیکن جس روایت مین ہے کہ اسکو تین
دن تک اختیار ہے وہ مقدم ہے اس اطلاق پر اور ابو حامد اور رویانی نے اسمین شافعی رح کی نص نقل کی
ہے کہ اسکو تین دن تک اختیار ہے اور یہی قول ہے اکثر کا اور جو پہلے کو صحیح کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اسکے
کہ تین دن کی روایت محمول ہے اسپر جبکہ تین سے کم مین تصریہ معلوم نہ ہووے اسواسطے کہ غالب یہ ہے کہ وہ اس سے
کم مین معلوم نہین ہوتا اور ابن دقیق العید نے کہا کہ تین دن کی روایت زیادہ تر راجح ہے اسواسطے کہ تصریہ کا
حکم مخالف ہے قیاس کو اصل حکم مین واسطے نص کے پس عام ہوگا سب موارد مین یعنے خواہ تصریہ تین دن مین معلوم ہو
یا نہ ہو ہر صورت مین اسکو تین دن تک اختیار ہے مین کہتا ہون اور تائید کرتی ہے اسکو یہ بات کہ اسکے بعض طریقون
مین یہ لفظ آیا ہے کہ اسکو اختیار ہے یہانتک کہ اسکو رکہے یا پہیر دے روایت کی یہ احمد اور طحاوی نے اور یہ جو فرمایا کہ
دودہ کے بدلے ایک صاع کہجور کا دیوے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اگر فسخ بیع چاہے تو واجب
ہے پہیر دینا ایک صاع کہجور کا ساتھ بکری کے پس اگر دودہ باقی ہو یعنے دوہا ہوا باقی رکہا ہو اور متغیر نہ ہوا ہو اور اسکے
پہیرنے کا ارادہ کرے تو کیا بائع کو اسکا قبول کرنا لازم ہے یا نہین اسمین دو وجہین ہین صحیح تر وجہ یہ ہے کہ لازم نہین واسطے
دور ہونے طراوت اسکی کے اور واسطے مختلط ہونے اسکے کے ساتھ اس چیز کے جو نئی پیدا ہوئی ہے نزدیک بائع

ہے اور تنصیص تمر پر اسکے معین ہونے کو چاہتی ہے اور یہ جو بعض روایتون مین تین دن کا ذکر آیا ہے اور بعض مین
نہین تو ان دونون مین تطبیق اس طور سے ہی کہ بعض نے تین دن کا لفظ زیادہ کیا ہے اُسکے ساتھ زیادتی علم کی ہے
اور وہ حافظ ہے اور جس راوی نے اُسکو ذکر نہین کیا تو وہ محمول ہے اسپر کہ وہ اُسکو یاد نہین رہا یا اُس نے
روایت کو مختصر کیا اور جو بعض روایتون مین کہجور کا ذکر آیا ہے اور بعض مین اناج تو ان مین تطبیق یون ہے کہ
اناج کی روایت محمول ہے کہجور پر یعنے مراد اناج سے کہجور ہے مطلق اناج نہین اور کہجور کو اناج سے اسواسطے تعبیر
کیا کہ اہل مدینہ کا اکثر قوت یہی تہا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یا اناج کا صاع دیوے اور یا کہجور کا صاع دیوے
روایت کی یہ حدیث امام احمد نے اور ظاہر اسحدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ اناج اور کہجور مین اختیار ہے اور یہ کہ
طعام غیر کہجور کے ہی اور یہ بہی احتمال ہے کہ اُو راوی کا شک ہو اور جبکہ ان روایتون مین احتمال واقع ہوا تو صحیح
ہوگا استدلال ساتھ کسی چیز کے اُنمین سے پس رجوع کیا جاویگا طرف اُن روایتون کی جنمین اختلاف نہین اور
وہ کہجور ہے کہ اُسمین اختلاف نہین جیسا کہ اشارہ کیا ہے طرف اسکی بخاری نے اور یہ جو ابو داود نے ابن عمرؓ
سے روایت کی ہے کہ اگر انکو پہیر دیوے تو اُنکے دودہ کے برابر یا اُسکے دوگنا گیہون دیوے تو اسکی اسناد مین
ضعف ہی اور ابن قدامہ نے کہا کہ وہ بالاتفاق متروک الظاہر ہے اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اسحدیث
کی جمہور اہل علم نے اور فتوی دیا ہے ساتھ اُسکے ابن مسعود اور ابو ہریرہؓ نے اور صحابہ مین سے کوئی انکا مخالف
نہین اور قائل ہین اسکے ساتھ تابعین سے اور جو اُنکے بعد ہین اتنے لوگ جو گنے نہین جا سکتے اور نہین فرق کیا
انہون نے اسمین کہ ہووے دودہ دوہا ہوا تہوڑا یا بہت یعنے خواہ دودہ تہوڑا ہو یا بہت ہر صورت مین کہجور کا صاع
دینا لازم ہے اور برابر ہے کہ کہجور شہر کے قوت سے ہو یا نہ ہو اور خلاف کیا ہے اصل مسئلے مین اکثر حنفیہ نے اور اُسکے
فروع مین اور لوگون نے اپر حنفیہ سو وہ کہتے ہین کہ نہ رد کیا جاوے کوئی جانور ساتھ عیب تصریہ کے اور نہین واجب
ہی دینا ایک صاع کہجور کا اور مخالفت کی ہے اُنکی زفر نے سو قائل ہوا ساتھ قول جمہور کے مگر اُس نے کہا کہ اسکو
اختیار دیا جاوے درمیان ایک صاع کہجور کے یا آدہے صاع گیہون کے اور اسیطرح کہا ہے ابن ابی لیلی اور ابو یوسف نے
ایک روایت مین مگر یہ کہ وہ دونو کہتے ہین کہ کہجور کا صاع متعین نہین بلکہ اُسکی قیمت دینی بہی جائز ہے اور ایک روایت
مین امام مالک اور بعض شافعیہ سے بہی اسیطرح ہے لیکن وہ کہتے ہین کہ شہر کے قوت متعین ہے واسطے قیاس کے
فطر کے صدقہ پر اور حکایت کی ہے بغوی نے یہ کہ نہین خلاف ہے مذہب مین کہ اگر وہ دونو راضی ہون ساتھ
غیر کہجور کے قوت سے یا غیر اُسکے سے تو کافی ہے اور ثابت کیا ہے ابن کج نے خلاف کو بیچ اسکے اور حکایت
کی ہے ماوردی نے دو وجہین جبکہ عاجز ہو کہجور سے کہ کیا لازم ہے اُسکو قیمت اُسکی شہر مین یا اقرب شہر کے
کہ اُسمین کہجور ہے اور ساتھ دوسری وجہ کے قائل ہین حنابلہ اور حنفیہ نے جو اس حدیث مصراۃ پر عمل نہین کیا

تو وہ اسکی کئی عذر بیان کرتے ہین سوا انہین سے بعضون نے تو اس حدیث مین طعن کیا ہے اسواسطے کہ وہ ابوہریرہ کی روایت
سے ہے اور نہ تھے ابوہریرہ مانند ابن مسعود وغیرہ کی فقہار صحابہ سے یعنے وہ فقیہ نہ تھے اور انکو حدیث کی کچھ سمجھ بوجھ نہ تھی
پس اسکی حدیث پر عمل نہ کیا جاویگا اسواسطے کہ وہ قیاس جلی کے مخالف ہے اور یہ کلام ایسی ہے کہ ایذا دی ہے
اسکے قائل نے ساتھہ اسکے اپنی جان کو اور اسکی حکایت میں بے پرواہی سے ہے تکلف کی رد سے اوپر اسکے یعنے اسکی
رد کی حاجت نہین اور تحقیق ترک کیا ہے ابوحنیفہ نے قیاس جلی کو واسطے روایت ابوہریرہ رضہ اور مانند اسکی کے
جیسے کہ بیچ وضو کرنے کی ہے ساتھہ نچوڑ کہجور کے اور قہقہ کہنے کی نماز مین اور سوای اسکے اور مین گمان کرتا ہون کہ
اسی نکتہ کے واسطے وارد کی ہے امام بخاری نے حدیث ابن مسعود کی پیچہے حدیث ابوہریرہ کے واسطے اشارت کرنے
کے طرف اس بات کی کہ ابن مسعود نے بہی ابوہریرہ کی حدیث کے موافق فتوی دیا ہے پس اگر ابوہریرہ کی حدیث
اسمین ثابت نہ ہوتی تو ابن مسعود اسمین قیاس جلی کی مخالفت نکرتے اور ابن سمعانی نے اصطلام مین کہا
کہ اصحاب پر طعن علامت ہے طاعن کے ذلیل ہونے کی بلکہ وہ بدعت اور گمراہی ہے اور تحقیق خاص ہوا ہے
ابوہریرہ ساتھہ زیادتی حفظ کے یعنے ابوہریرہ رضہ کی یاد داشت اور ضبط سب سے زیادہ تھی جو چیز حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنتے تھے اسکو کبہی نہ بہولتے تھے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے واسطے دعا کی تھی جیسا
کہ کتاب العلم اور بیوع کے اول مین گذر چکا ہے اور اسمین یہ بہی ہے کہ میرے بہائی مہاجرین بازار مین خرید و فروخت
مین مشغول رہتے تھے اور مین ہر وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود رہتا تھا پس حاضر ہوتا تھا مین
جبکہ وہ غائب ہوتے تھے اور یاد رکہتا تھا جبکہ بہول جاتے تھے آخر حدیث تک پہر باوجود اس دعا زیادتی حفظ
کے ابوہریرہ اس حدیث کی روایت کے ساتھہ اکیلے نہین ہوے بلکہ روایت کیا ہے اسکو ابوداود نے ابن عمر رضہ سے
اور ابو یعلی نے انس رضہ سے اور بیہقی نے خلافیات مین عمرو بن عوف سے اور احمد نے ایک صحابی سے جسکا نام نہین لیا
اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع کیا گیا ہے اوپر صحیح ہونے اسحدیث کے اور ثابت ہونے اسکے کے جہت نقل سے اور جسنے
اسپر عمل نہین کیا اس نے علت بیان کی ہے اسکے ساتھہ کئی چیزون کی جنکی کوئی حقیقت نہین یعنے محض بے
اصل باتین ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حدیث مضطرب ہے اسواسطے کہ ایک روایت مین تو کہجور کا ذکر آیا ہے اور
ایک مین گیہون کا اور ایک مین دودہ کا اور ایک مین صاع کا اور ایک مثل اور دو مثل کا اور ایک مین برتن کا
اور اسکا جواب یہ ہے کہ اسکے صحیح طریقون مین کچھ اختلاف نہین اور جو طریق صحیح ہو وہ ضعیف طریق کے ساتھہ
معلول نہین ہوتا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ عموم قرآن کے مخالف ہے مانند اس آیت کی کہ اگر تم سزا دینی چاہو تو سزا
دو ساتھہ مانند اسچیز کے کہ سزا ہوئی تمکو ساتھہ اسکے یعنے پس واجب ہے کہ دودہ کا بدلہ دودہ دیا جاوے نہ صاع
کہجور کا اور جواب دیا گیا ساتھہ اسکے کہ وہ تلف شدہ چیزون کا بدلہ ہے وہ عقوبات کی قبیلے سے نہین یعنی تلف

چیزون کا بدلہ اُسکی مانند کے ساتھہ بھی ہوتا ہے اور غیر مانند کے ساتھہ بھی ہوتا ہے یعنے اور جو چیز عقوبات کی قبیلے
سے ہے اسکا بدلہ اسکی مانند کے ساتھہ ہوتا ہے جیسے کہ مثلاً اگر کوئی کسی کا کان کاٹے تو اُسکے بدلے اُسکا کان
کاٹا جاوے وعلے ہذا القیاس ناک کے بدلے ناک اور آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور دانت کی بدلے دانت اور بعضے کہتے
ہین کہ مصراۃ کی حدیث منسوخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہین ہوتا اور نہین
دلالت ہی نسخ پر ساتھہ مدعی اُسکے کی اسواسطے کہ انکو ناسخ مین اختلاف ہی سو بعضے کہتے ہین کہ اسکی ناسخ حدیث نہی
کی ہے بیع دین بالدین سے روایت کیا ہی اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے ابن عمرؓ سے اور وجہ دلالت کی اُس سے یہ ہے
کہ مصراۃ کا دودہ مشتری کے ذمہ مین قرض ہوتا ہے سو جب اسپر کہجور کے ایک صاع کا دینا لازم کیا گیا ساتھہ وعدے
کی تو ہوئی یہ بیع قرض کے ساتھہ قرض کے اور یہ طحاوی کا جواب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اسکا یعنے جواب اُسکا یہ
ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی ساتھہ اتفاق محدثین کے اور بر تقدیر تسلیم کہا جاویگا کہ کہجور تو دودہ کی مقابلے مین مشروع
ہوئی ہے برابر ہے کہ دودہ موجود ہو یا نہ ہو پس نہین مقرر ہے بیچ ہونے اُسکے کی قرض سے ساتھہ قرض کے
اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکی ناسخ حدیث الخراج بالضمان ہے یعنے منفعت بدلے تاوان بھرنے کے ہے جو تاوان
بھرے وہی اُسکا نفع اُٹھاوے روایت کی ہے یہ حدیث اصحاب سنن نے عائشہ رضؓ سے اور وجہ دلالت کی اس
سے یہ ہی کہ دودہ فضلہ ہے بکری کے فضلون سے اور اگر بکری ہلاک ہوتی تو اُسکا تاوان مشتری پر آتا پس اسیطرح اُسکے فضلے
بھی اُسیکے ملک ہونگے پس کسطرح تاوان لگایا جاویگا اُسکو بدلے اُسکے واسطے بائع کے حکایت کیا ہے اسکو
طحاوی نے اور اسکا جواب یہ ہے کہ مصراۃ کی حدیث اُس سے زیادہ تر صحیح ہے ساتھہ اتفاق کے پس کسطرح مقدم
کیجاویگی مرجوح راجح پر اور یہ دعوی کرنا کہ یہ حدیث اس سے متاخر ہے تو اسپر کوئی دلیل نہین اور بر تقدیر تنزل
پس مشتری نہین حکم کیا گیا ساتھہ تاوان بھرنے کی بدلے اُسچیز کے کہ جو اُسکے ملک مین پیدا ہوئی بلکہ ساتھہ تاوان
اُسچیز کے کہ وارد ہوا ہے اُسپر عقد بیع اور نہین داخل ہوئی عقد مین پس بنا بر اسکے دونون حدیثون مین کوئی
تعارض نہین اور بعضے کہتے ہین کہ ناسخ اُسکی وہ حدیثین ہین جو وارد ہین بیچ دور کرنے عقوبت بالمال کے
اور عقوبت بالمال یعنے مال سے سزا دینی اُس سے پہلے جائز تھی جیسا کہ بہز بن حکیم کی حدیث مین زکوۃ نہ دینے والے
کے حق مین ہے کہ ہم اُس سے زکوۃ بھی لیوینگے اور اُسکا آدہا مال بھی لے لیوینگے اور اسی طرح عمرو بن شعیب کی حدیث
اور مصراۃ کی حدیث بھی اسی قبیل سے ہی اور یہ سب منسوخ ہین یہ جواب عیسے بن ابان کا ہے اور پیچہا کیا ہے
اُسکا طحاوی نے ساتھہ اسکے کہ دودہ کا جمع کرنا تو بائع کی طرف سے پایا گیا ہے پس اگر اس باب سے ہوتا تو تاوان
اُسکا بائع پر ہوتا اور فرض یہ بات ہی کہ حدیث مصراۃ کی چاہتی ہے تاوان مشتری کو پس وہ دونو جدا ہو گئین اور
بعضے کہتے ہین کہ اُسکی ناسخ حدیث البیعان بالخیار ہے اور یہ جواب محمد بن شجاع کا ہے اور وجہ دلالت کی

اُس سے پہر کہ جدا ہونا خیار کو کاٹ دیتا ہے پس ثابت ہوا کہ اُسکے بعد خیار نہین مگر جو خیار شرط کرے اور پیچھا کیا
ہے اُسکا طحاوی نے ساتھ اسکے کہ جو خیار کہ مصراۃ مین ہے وہ خیار رد بالعیب کے قبیلے سے ہے اور جو خیار رد کا عیب کے
سبب سے ہوتا ہے اُسکو جدا ہونا قطع نہین کرتا اور عجب بات ہے کہ وہ خیار مجلس کے قائل نہین پہر حجت پکڑتی ہے
ساتھ اُسکے بیچ اُس چیز کے کہ وہ اُسمین وارد نہین ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ وہ خبر واحد ہے نہین فائدہ دیتی
ہے مگر ظن کو اور وہ مخالف ہے واسطے قیاس اصول کے جو یقین کیا گیا ہے ساتھ اُسکے پس اسپر عمل کرنا لازم
نہین ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اُسکے کہ توقف خبر واحد مین تو صرف مخالفت اصول مین ہے نہ
بیچ مخالفت قیاس اصول کے اور یہ حدیث سوائے اسکے نہین کہ مخالف ہے قیاس اصول کو ساتھ دلیل اس بات
کے کہ اصول تو کتاب اور سُنت اور اجماع اور قیاس ہے اور کتاب اور سنت یعنے قرآن اور حدیث درحقیقت اصل
یہی دونو ہین اور دوسرے دونو انہین کی طرف پہیرے جاتے ہین پس حدیث اصل ہے یعنے جڑھ ہے اور قیاس
اسکی ٹہنی ہے پس کسطرح رد کیا جاویگا اصل ساتھ شاخ کے بلکہ حدیث صحیح بنفسہ اصل ہے پس کسطرح کہا جاوےگا
کہ اصل اپنے تئین مخالف ہے اور بر تقدیر تسلیم قیاس اصول کا یقین کا فائدہ دیگا اور خبر واحد نہین فائدہ
دیتی ہے مگر ظن کو پس عموم اصل کا اس خبر واحد ظنی کے مخالف نہ ہوگا اسواسطے کہ جائز ہے کہ اسکا محل امر
اصل سے مستثنے ہو اور ابن دقیق العید نے کہا کہ یہ بڑی قوی دلیل ہے واسطے رد کے اس مقام پر اور ابن
سمعانی نے کہا کہ جب خبر ثابت ہو جاوے تو ہوگا یہ اصل اصول سے اور نہین ہے کوئی اصل دوسرا کہ اسکو اسپر پیش
کرنے کی حاجت ہو اسواسطے کہ اگر وہ اُسکے موافق ہوا تو فبہا اور اگر اُسکے مخالف ہوا تو نہین جائز ہے رد
کرنا ایک ان دونو کا اسواسطے کہ وہ رد کرنا حدیث کا ہے ساتھ خبر واحد کے اور وہ بالاتفاق مردود ہے ہو اسواسطے کہ
وہ مقدم ہے قیاس پر بغیر خلاف کے یہانتک کہ کہا کہ اولے نزدیک میرے اس مسئلے مین یہ ہے کہ قیاسون کو مان لیا جاوے
لیکن وہ لازم نہین اسواسطے کہ سُنت ثابت مقدم ہے اوپر اُنکے واللہ اعلم اور بر تقدیر تنزل پس نہین مانتے ہم
کہ وہ مخالف ہے واسطے قیاس اصول کے اسواسطے کہ جو اُسکے مخالف ہونے کا دعوی کرتے ہین وہ اُس مخالفت
کو کئی وجہ سے بیان کرتے ہین ایک یہ کہ اصول مین یہ بات معلوم ہے کہ مثلیات کا بدلہ مثل کے ساتھ ہے اور قیمت
والی چیزون کا بدلہ قیمت کے ساتھ ہے اور اسجگہ اگر دودھ مثل ہو تو اُسکا بدلہ دودھ دینا چاہیے اور اگر قیمت والی
چیزون مین سے ہو تو دونو نقدون سے ایک کے ساتھ قیمت دینی چاہیے اور اسجگہ اسکے بدلے کہجور کا دینا آیا ہے پس
اصل کی مخالفت ہوا اور جواب منع حصر کا ہے اسواسطے کہ آزاد آدمی کی دیت مین اونٹون کو ساتھ تاوان دیا جاتا
ہے حالانکہ وہ اُسکی مانند نہین اور نہ قیمت اور نیز تاوان مثل کا ساتھ مثل کے عام نہین کہ ہر جگہ یہی قاعدہ جاری
ہو اسواسطے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مثلی چیز کا بدلہ قیمت کے ساتھ دیا جاتا ہے جبکہ اُسکا ہم مثل پیدا نہ ہو سکے

مانند اُس شخص کی کہ تلف کرے بکری دودہ دینے والی کو کہ اُسپر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور اُسکے دودہ کے بدلے
اور دودہ نہ دیا جاویگا واسطے مشکل ہونے مماثلت کے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قاعدہ چاہتے ہین اسکو کہ تاوان
بقدر تلف کی ہو اور یہ مختلف ہے اور تحقیق اندازہ کیا گیا ہے اسجگہ ساتہہ مقدار واحد کے اور وہ صاع ہے پس خارج
ہوا قیاس سے یعنے قیاس کے مخالف ہوا اور جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ سب مضمونات مین عام نہین کہ ضمان بقدر تلف
کی ہو مانند زخم کی کہ اُسمین ہڈی کہل گئی ہو پس دیت اُسکی مقرر ہے یعنے پانچ اونٹ باوجودیکہ وہ مختلف ہوتا ہے
کبہی زخم بڑا ہوتا ہے اور کبہی چہوٹا اور بردہ مقرر ہے پیٹ کے بچے مین باوجودیکہ وہ مختلف ہوتا ہے اور حکمت
اسمین یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ واقع ہو اُسمین تنازع پس چاہیے کہ مقدر کی جاوے ساتہہ چیز معین کے واسطے کاٹنے جہگڑا
کے اور مقدم کی جاویگی یہ مصلحت اوپر اس قاعدے کے اسواسطے کہ جو دودہ کہ عقد کے بعد پیدا ہوا ہے وہ مل گیا ہے
ساتہہ اُس دودہ کے جو عقد کے وقت موجود تہا اور اُسکا اندازہ معلوم نہین کہ اُسکی مثل مشتری پر واجب ہو اور
اگر اُسکی مقدار پہچانی جاتی پس پہیر دیجاتی ساتہہ اندازہ کرنے دونو کے یا ایک کی تو البتہ تنازع تک نوبت پہنچتی
سو قطع کیا شارع نے جہگڑے کو اور اُسکو ایک اندازے کے ساتہہ مقرر کیا کہ وہ دونو اُس سے آگے نہ بڑہین واسطے
قطع کرنے جہگڑے کے اور ہوگا مقرر کرنا اُسکا ساتہہ کہجور کے قریب تر ساتہہ دودہ کے اسواسطے کہ وہ اُسوقت اُنکا قوت
تہا مانند دودہ کی اور وہ پائی جاتی ہے مانند دودہ کی اور قوت کی چیز ہے اور قوت کی چیز وہ ہے جس سے زندگی
بسر ہو پس دونو شریک ہوئے اسمین کہ دونو کہائی جاتی ہین اور قوت کی چیزین ہین اور پائی جاتی ہین اور نیز دونو
مشترک ہین اسمین کہ قوت کیا جاتا ہے ساتہہ ہر ایک دونوں سے بغیر کاریگری اور علاج کے اور تیسری وجہ یہ ہے
کہ تلف شدہ دودہ اگر عقد کے وقت موجود تہا تو تحقیق دور ہوئی ایک جز معقود علیہ کی اصل خلقت سے اور یہ مانع
ہے پہیر دینے کو پس تحقیق پیدا ہوا ہے یہ عیب مشتری کے ملک مین پس بائع اُسکا ضامن ہوگا اور اگر ہو وہ غیر
موجود دودہ کہ عقد کے وقت موجود ہو اور جو حادث ہو اُسکی ضمان واجب نہین اور جواب یہ ہے کہ کہا جاوے کہ
نقص کے ساتہہ پہیر دینا تو منع اُسوقت ہے جبکہ نہ ہو واسطے معلوم کرنے کے اور اگر عیب کے معلوم کرنیکے واسطے
ہو تو یہ منع نہین اور چوتہی وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ وہ اصول کے مخالف ہے اسواسطے کہ اُسمین خیار کو تین دن
ٹہیرایا ہے باوجودیکہ خیار عیب تین دن کے ساتہہ مقدر نہین کیا جاتا اور اسی طرح خیار مجلس بہی نزدیک
اُس شخص کے جو اُسکا قائل ہے اور خیار رؤیت نزدیک اُس شخص کے جو اُسکو ثابت کرتا ہے اور جواب یہ ہے کہ
حکم مصراۃ کا منفرد ہوا ہے ساتہہ اصل اپنے کے ہم مثل ہونے سے پس نہین عجب ہے یہ کہ منفرد ہو ساتہہ وصف کے
کہ زیادہ ہو اُسکے غیر پر اور حکمت اسمین یہ ہے کہ تحقیق یہ مدت وہی ہے جو ظاہر ہوتا ہے ساتہہ اُسکے دودہ پیدائشی
جمع ہوئے دودہ سے ساتہہ دہوکے کی اکثر اوقات پس مشروع ہوئی یہ مدت واسطے معلوم کرنے عیب کے بخلاف خیار

رویت اور عیب کے کہ وہ اس مدت پر موقوف نہین اور ایہر خیار مجلس پس نہین ہے واسطے معلوم کرنے عیب کے
پس ظاہر ہوا فرق درمیان خیار مصراۃ کے اور غیر اُسکے کو اور پانچوین وجہ یہ ہے کہ لازم آتا ہے اُسکے لینے سے
جمع ہونا درمیان عوض اور معوض کے بیچ اُسکے جبکہ ہو قیمت بکری کی ایک صاع کہجور کا پس تحقیق وہ رجوع
کرتی ہے طرف اُسکی صاع سے کہ وہ مقدار مول اُسکے کی ہے اور جواب یہ ہے کہ کہجور دودہ کا بدلہ ہے نہ بکری کا
بدلہ پس نہ لازم آویگی وہ چیز جو ذکر کی ہے اُنہون نے اور چھٹی وجہ یہ ہے کہ وہ مخالف ہے واسطے قاعدہ بیاج کی
بیچ اُسچیز کے کہ خریدی بکری کو ساتھ ایک صاع کے اور جبکہ اُسنے بکری کے ساتھ ایک صاع پہیرنا چاہا تو تحقیق
پہیرنا چاہا اُسنے وہ صاع جو اُسکا مول ہے پس ہوگا اسطرح کہ بیچا بکری کو اور صاع کو بدلے ایک صاع کی
اور جواب یہ ہے کہ بیاج تو صرف عقدون مین اعتبار کیا جاتا ہے فسخون مین اعتبار نہین کیا جاتا ساتھ اس دلیل
کے کہ اگر وہ دونو سونے کو چاندی سے بیچین تو نہین جائز ہے یہ کہ جدا ہون پہلے قبض کے اور اگر وہ دونو
ہوہوا سی عقد مین اقالہ کرین تو جائز ہے جدا ہونا پہلے قبض کے اور ساتوین وجہ یہ ہے کہ لازم آتی ہے اُس سے
ضمان اعیان کی باوجود باقی رہنے اُنکے کی بیچ اُسچیز کے جبکہ دودہ موجود ہو اور اعیان کا تاوان بدل کے
ساتھ نہین مگر ساتھ فوت ہونے اُنکے کی مانند چہینی گئی چیز کی اور جواب یہ ہے کہ دودہ اگرچہ موجود تہا لیکن
دشوار ہوا پہیرنا اُسکا واسطے مختلط ہونے اُسکے کی ساتھ دودہ نئے کی جو عقد کے بعد پیدا ہوا ہے بعد دشوار ہے
جدا ہونا اُسکا پس ہوا یہ مانند اُس غلام کی جو غصب کے بعد بہاگ جاوے یعنے کسی نے کسی کا غلام زور سے چہینا تہا
پہر وہ چہیننے والے کے ہاتہ سے بہاگ گیا تو وہ اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا یعنے اُسکو اُسکی قیمت دینی آویگی
باوجود باقی ہونے ذات اُسکی کے واسطے مشکل ہونے رد کے اور آٹہوین وجہ یہ ہے کہ لازم آتا ہے اُس سے ثابت
ہونا رد کا بغیر عیب کے اور نہ شرط کی یعنے شرط خیار کی ایہر شرط پس نہین پائی گئی اور ایہر عیب پس نقصان دودہ کا
ہے اگر عیب ہوتا تو البتہ ثابت ہوتا ساتھ اُسکے رد بغیر تصریہ کے اور جواب یہ ہے کہ خیار ثابت ہوتا ہے ساتھ دہوکا
دینے کے مانند اُس شخص کی کہ بیچے چکی پہرنے والی کو ساتھ اُسچیز کے کہ جمع کیا اُسکو واسطے اُسکے بغیر علم مشتری
کے سو جب مشتری کو اُسپر اطلاع ہو تو جائز ہے اُسکو پہیر دینا اُسکا اور نیز جب مشتری نے تہنون کو دودہ سے
بہرا ہوا دیکہا تو گمان کیا اُسنے کہ یہ اُسکی عادت ہے تو گویا کہ بائع نے اُسکے واسطے شرط کی کہ اُسکی یہ عادت ہے
سو پہر معلوم اُسکے برخلاف ظاہر ہوا پس ثابت ہوا واسطے اُسکے پہیر دینا واسطے گم ہونے شرط معنوی کے اسواسطے
کہ بائع کبہی تو مبیع کی صفت اپنے قول سے ظاہر کرتا ہے اور کبہی اپنے فعل سے ظاہر کرتا ہے سو جب مشتری
نے ایک صفت ظاہر کے پہر امر اُسکے برخلاف ظاہر ہوا تو ہوگا ایسا کہ اُسنے اُسکو دہوکا دیا پس مشروع
ہوا واسطے اُسکے خیار یہ محض قیاس ہے اور مقتضی عدل کا ہے اسواسطے کہ مشتری نے تو اپنے مال کا بدل کیا

بنا پر اُس صفت کی کہ بائع نے اُسکے واسطے ظاہر کی اور تحقیق ثابت کیا ہے شارع نے واسطے سوداگروں کے خیار جبکہ
کومی اُنکو آگے سے جا ملے اور اُنسے اناج جا خریدے پہلے اس سے کہ بازار مین اتریں اور نرخ معلوم کریں اور نہین ہے
اُسجگہ عیب اور نہ خلاف شرط مین لیکن اسواسطے کہ اسمین دہوکا اور فریب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حدیث صحیح ہے
نہ اسمین اضطراب ہے اور نہ علت اور نہ نسخ اور سوای اسکے نہین کہ وہ محمول ہے ایک صورت خاص پر اور وہ
وہ ہے جبکہ خریدے بکری کو ساتھہ اس شرط کے کہ مثلاً وہ پانچ سیر دودہ دیتی ہے اور شرط کیا اُسمین خیار
کو تو شرط فاسد ہے پس اگر متفق ہوئے دونو اوپر ساقط کرنے شرط کے بیچ مدت خیار کے تو صحیح ہوگا عقد اور
اگر متفق نہ ہوئے تو باطل ہوگا عقد اور واجب ہوگا پہیر دینا صاع کہجوروں کا اسواسطے کہ تہا وہ قیمت دودہ کی
اُسدن اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ حدیث ظاہر ہے بیچ معلق ہونے حکم کے ساتھہ تصریہ کے اور جس چیز
کو اس قائل نے ذکر کیا ہے وہ چاہتی ہے معلق ہونے اسکے کو ساتھہ فساد شرط کے برابر ہے کہ تصریہ پایا
جاوے یا نہین پس تاویل ٹہیک نہین اور نیز پس لفظ حدیث کا لفظ عموم کا ہے اور جس چیز کا انہوں نے دعوی
کیا ہے وہ ایک فرد ہے اس عموم کے افراد سے پس جو دعوی کرتا ہے بند ہونے عموم کا اوپر اسکے وہ محتاج
ہے طرف دلیل کی اور نہین وجود واسطے دلیل کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ منع ہونے
کو دہوکے سے اور اصل ہے بیچ ثابت ہونے خیار کے واسطے اُس شخص کے جس نے اُسکے عیب کے ساتھہ دہوکا دیا ہے
اور نیز یہ حدیث اصل ہے اسمین کہ اصل بیع کی فاسد نہین ہوتی اور اصل ہے اسمین کہ مدت خیار کی تین دن
ہے اور نیز اصل ہے تصریہ کی حرام ہونے مین اور ثابت ہونے خیار کے ساتھہ اُسکے اور احمد اور ابن ماجہ نے
ابن مسعود رضہ سے روایت کی ہے کہ جانور کو دودہ بند کرکے بیچنا فریب ہے اور نہین حلال ہے فریب واسطے مسلمان
کے اور اسکی سند مین ضعف ہے اور جو لوگ اس حدیث کے ساتھہ قائل ہین انکو کئی چیزون مین اختلاف ہے ایک تو یہ کہ
اگر مشتری تصریہ کو جانتا ہو تو کیا اُسکے واسطے خیار ثابت ہے اسمین ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور
ترجیح دیتی ہے اسکو کہ اُسکے واسطے اختیار ثابت نہین روایت عکرمہ کی ابوہریرہ سے اس حدیث مین نزدیک
طحاوی کے پس تحقیق لفظ اُسکا یہ ہے کہ جو مصراۃ کو خریدے اور حالانکہ نہ جانتا ہو کہ وہ مصراۃ ہے الحدیث اور
اگر مصراۃ کا دودہ عادت ہو جاوے اور ہمیشگی کرے کثرت پر یعنے ہمیشہ ہی بہت ہی دیا کرے تو کیا اُسکو پہیر دینا
ملتا ہے اُسمین انکو ایک وجہ ہے خلاف ہے واسطے حنبلیوں کے دونو مسئلوں مین اور ایک یہ کہ اگر خود بخود تہنون مین
دودہ جمع ہو جاوے یا مالک نے اُسکو واسطے اپنی جمع کیا ہو پہر ظاہر ہوا واسطے اُسکے سو بیچ ڈالا اُسنے اُسکو تو کیا
اسمین بہی تصریہ کا حکم ثابت ہوتا ہے یا نہین اسمین خلاف ہے سو جس نے معنے کی طرف نظر کی اُس نے
اُسکو ثابت کیا ہے اسواسطے کہ عیب ثابت کرتا ہے خیار کو اور نہین شرط ہے اُسمین دہوکا بائع کا اور

جس نے اسطرف نظر کی کہ تصریہ کا حکم خارج ہے قیاس سے تو خاص کیا ہے اُسکو ساتھہ مورد اپنے کی اور وہ
حالت عمد کی ہے یعنے جان بوجہ کر تصریہ کیا ہو اسواسطے کہ نہی صرف اُسی کو شامل ہے اور ایک یہ کہ اگر تھن
گوشت سے بھرے ہوئے ہوں اور گمان کیا اُسکو مشتری نے دودہ سو اُسکو خریدا پہر اُسکو معلوم ہوا کہ یہ تو گوشت
ہے تو کیا اُسکو خیار ثابت ہے یا نہیں اسمیں دو وجہیں ہیں حکایت کیا ہے انکو بعض مالکیہ نے اور ایک یہ کہ اگر
غیر مصراۃ کو خریدے پہر وہ دوہنے کے بعد اُسمیں کوئی عیب پاوے تو تحقیق نص کی شافعی نے اسپر کہ جائز ہے
پہیر دینا اسواسطے کہ وہ تہوڑا ہے نہیں کوشش کی گئی ساتھہ جمع ہونے اُسکے کے اور بعض کہتے ہیں کہ دودہ
کا بدلہ دیوے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک صاع کہجوروں کا دیوے (فتح) حدثنا مسدد ثنا معتمر سمعت
ابی یقول ثنا ابو عثمان عن عبد اللہ بن مسعود قال من اشتری شاۃ محفلۃ فردھا فلیرد
معھا صاعا من تمر ونھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تلقی البیوع ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضہ سے
روایت ہے کہ جو خریدے بکری جسکے تہنوں میں دودہ جمع کیا گیا ہو اور اُسکو پہیر دے تو ساتھہ اُسکے تین سیر کہجوریں
اور منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آگے بڑہ کر خریدیں لوگ قافلے سے جو اناج وغیرہ لایا ہو حدثنا
عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال لا تلقوا الرکبان ولا یبیع بعضکم علی بیع بعض ولا تناجشوا ولا یبیع
حاضر لباد ولا تصروا الغنم ومن ابتاعھا فھو بخیر النظرین بعد ان یحلبھا ان رضیھا امسکھا
وان سخطھا ردھا وصاعا من التمر ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
آگے بڑہ کر قافلے کو نہ ملا کرو یعنے اگر خبر سنو کہ کوئی قافلہ اناج وغیرہ لایا ہے تو انکو آگے بڑہ کر نہ جا ملو سستا
خریدنے کو اور نہ بیچے بعض تمہارا بعض کے بیچنے پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور نہ جمع کیا کرو
دودہ کو گائے بکری کے تہنوں میں اور جو انکو خریدے تو وہ دوہنے کے بعد دو کاموں میں مختار ہے اگر اُسکے ساتھہ
راضی ہو تو اُسکو اپنے پاس رکہے اور اگر ناراض ہو تو انکو پہیر دے اور پہیر دیوے ساتھہ اُسکے تین سیر کہجوریں

باب ان شاء رد المصراۃ وفی حلبتھا صاع من تمر باب ہے اس بیان میں کہ اگر چاہے تو مصراۃ کو پہیر دے
اور اُسکے دوہنے کے بدلے ایک صاع کہجوروں کا دیوے **ف** ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہجوریں دودہ
کے مقابل ہیں اور ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ کہجوریں دوہنے کے مقابلے میں ہیں دودہ کے مقابلے میں نہیں
اسواسطے کہ حلبہ کے حقیقی معنے دوہنے کے ہیں اور مجازی معنے دودہ ہیں اور حقیقی معنے پر حمل کرنا اولی ہے اسی
واسطے کہا کہ واجب ہے پہیر دینا دودہ اور کہجوروں کا اور مخالف ہوا ساتھہ اسکے جمہور سے (فتح) حدثنا
محمد بن عمرو ثنا المکی ثنا ابن جریج اخبرنی زیاد ان ثابتا مولی عبد الرحمن بن زید اخبرہ

اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى غَنَمًا مُصَرَّاةً فَاحْتَلَبَهَا فَاِنْ رَضِيَهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ سَخِطَهَا فَفِيْ حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خریدے بکری جسکے تھنون مین دودہ جمع کیا گیا ہو اور اُسکو دوہے تو اگر اُس سے راضی ہو تو اسکو اپنے پاس رکھے اور اگر اُس سے ناراض ہو تو اُسکے دودہ کے بدلے ایک صاع کھجورون کا دیوے

ف ظاہر اسحدیث ہی معلوم ہوتا ہے کہ کھجورون کا ایک صاع مصراۃ کے مقابلے مین ہی برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو بکری کو خریدے پہر فرمایا کہ اُسکے دوہنے مین ایک صاع کھجورون کا ہے اور نقل کیا ہے اسکو ابن عبد البر نے اُس شخص سے جو حدیث کو استعمال کرتا ہے اور ابن بطال نے اکثر علماء سے اور ابن قدامہ نے شافعیہ اور حنابلہ سے اور اکثر مالکیہ سے یہ روایت ہی کہ ہر ایک کے بدلے ایک صاع کھجور کا دیوے اور مازری نے کہا کہ یہ بات لائق نہین کہ تاوان لگایا جاوے تلف کرنے والا دودہ ہزار بکری کا جیسا کہ تاوان لگایا جاتا ہے تلف کرنے والا دودہ ایک بکری کا اور جواب یہ ہے تاکہ وہ معاف ہی بہ نسبت اسکی جو پہلے گذر چکا ہے کہ صاع کے اعتبار کرنے مین حکمت قطع کرنا نزاع کا ہے پس ٹہیرائی گئی ایک حد کہ جھگڑے کے وقت اُسکی طرف رجوع کیا جاوے پس برابر ہوا تہوڑا او بہت اور یہ بات معلوم ہے کہ ایک بکری یا ایک اونٹنی کا دودہ نہایت مختلف ہوتا ہے اور باوجود اسکے معتبر ایک ہی صاع ہے برابر ہے کہ دودہ کم ہو یا بہت پس اسی طرح صاع معتبر ہے خواہ مصراۃ تہوڑے ہون یا بہت (فتح)

باب بَيْعِ الْعَبْدِ الزَّانِيْ زنا کرنے والے غلام کے بیچنے کا بیان

ف یعنے جائز ہے ساتھہ بیان کرنے عیب اُسکے اور باب کی حدیث مین غلام زانی کا ذکر نہین بلکہ لونڈی زانیہ کا ذکر ہے لیکن امام بخاری نے غلام کو لونڈی پر قیاس کیا ہے اور حنفیہ کے نزدیک زنا لونڈی مین عیب ہے ساتھہ اُس عیب کے پہیری جاتی ہے اور زنا غلام مین عیب نہین کہ اُسکے ساتھہ بیع پہیری جاوے اسواسطے کہ زنا لونڈی کا افسد ہے اور غلام کا کم ہے (ف و فتح) وَقَالَ شُرَيْحٌ اِنْ شَاءَ رَدَّ مِنَ الزِّنَا یعنے اور شریح نے کہا کہ اگر کوئی غلام خریدے اور اُسکے بعد ظاہر ہو کہ وہ زانی ہے تو اگر چاہے تو بسبب زنا کے سبب سے اسکو پہیر دیوے ف سعید بن منصور نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے دوسرے مرد سے لونڈی خریدی جس نے زنا کیا تہا اور خریدار کو اُسکا زنا معلوم نہوا یعنے پہر معلوم ہوا پس جھگڑا کیا انہون نے ساتھہ اُسکے طرف شریح کی تو شریح نے کہا کہ اگر چاہے تو زنا کے سبب سے پہیر دے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِيْ سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ جب کسی کی لونڈی حرامکاری کرے پہر اُسکی حرام کاری ظاہر ہو جاوے یعنے خواہ اسکے اقرار سے یا گواہون سے تو چاہیے کہ اسکو مالک حد مارے یعنے پچاس کوڑے اور اسکو ملامت نہ کرے اور جھڑک دیوے پہر اگر دوسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اُسکو دوسری بار بہی حد مارے اور نہ ملامت کرے پہر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اُسکو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی رسی اسکی قیمت ملے یعنے پوری قیمت کا خیال نہ کرے جتنے کو بکے بیچ ڈالے

حدثنا اسمٰعیل حدثنی مالک عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابی ہریرۃ و زید بن خالد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن الامۃ اذا زنت ولم تحصن قال ان زنت فاجلدوھا ثم ان زنت فاجلدوھا ثم ان زنت فبیعوھا ولو بضفیر قال ابن شہاب لا ادری بعد الثالثۃ او الرابعۃ ترجمہ ابوہریرہ اور زید بن خالد سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچہے گئے حال لونڈی کے سے جبکہ زنا کرے اور بیاہی ہوئی نہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زنا کرے تو اسکو حد مارو پہر اگر دوسری بار زنا کرے تو اُسکو دوسری بار بہی حد مارو پہر اگر تیسری بار زنا کرے تو اُسکو بیچ ڈالو اگرچہ بالون کی رسی سے ہی ابن شہاب نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ کیا تیسری بار کے بعد بیچنا فرمایا یا چوتہی بار کے بعد فرمایا **ف** ترجمہ باب کے موافق اس حدیث مین یہ لفظ ہے کہ پس چاہیے کہ اسکو بیچ ڈالے اگرچہ بالون کی رسی سے ہی اسواسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام حرامکار کا بیچنا درست ہے اور یہ شعر ہے ساتہ اسکے کہ زنا مبیع مین عیب ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اگرچہ بالون کی رسی سے ہی اور ابن بطال نے کہا کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا حرامکار لونڈی کو بیچ ڈالنے کا تو یہ مبالغہ ہے بیچ بری ہونے فعل اُسکے کے اور خبر دینا ہے کہ حرامکار لونڈی کی کوئی سزا نہین مگر بیچ ڈالنا ہمیشہ اور یہ کہ وہ اپنے مالک کے پاس نہ رہے واسطے جھڑکی دینے اُسکے کو کہ پہر حرامکاری نہ کرے اور شاید کہ ہو یہ سبب واسطے بچنے اُسکے کے زنا سے یا مشتری کسی سے اُسکا نکاح کر دیوے یا اپنے نفس کے ساتہ اسکو زنا سے بچاوے یا اُسکو اپنی ہیبت سے بچاوے (فتح) اور یہ جو فرمایا کہ اگر بیاہی ہوئی نہو تو ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بیاہی ہوئی ہو تو واجب ہے اُسکو سنگسار کرنا اور حالانکہ اجماع اسکے برخلاف ہے یعنے غلام کو سنگسار کرنا واجب نہین خواہ بیاہا ہوا ہو یا نہ ہوا اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس مفہوم کا اعتبار نہین اسواسطے کہ قرآن صریح اُسکے برخلاف ناطق ہے جیسا کہ فرمایا کہ پہر جب وہ بیاہی جاوین تو اُنپر ہے آدہی وہ سزا جو بی بیون پر ہے پس حدیث دلالت کرتی ہے اوپر کوڑے مارنے غیر محصن کے اور آیت دلالت کرتی ہے اوپر جلد محصن کے اور رجم آدہا ہون آوہ نہین ہو سکتا ہے پس دونو کوڑے مارے جاوین واسطے عمل کرنے کے ساتہ دونو دلیلون کے یا احصان سے مراد آزادی ہے (ق)

باب الشری والبیع مع النساء عورتون کے ساتہ خرید و فروخت کرنے کا بیان یعنے جائز ہے حدثنا ابو الیمان

انا شعیب عن الزھری قال عروۃ بن الزبیر قالت عائشۃ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فذکرت لہ فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتری واعتقی فانما الولاء لمن اعتق
ثم قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من العشی فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم قال اما بعد ما
بال اناس یشترطون شروطا لیس فی کتاب اللہ من اشترط شرطا لیس فی کتاب اللہ فھو باطل
وان اشترط مائۃ شرط شرط اللہ احق و اوثق ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
میرے پاس تشریف لائے سو مینے آپسے بریرہ کا قصہ ذکر کیا کہ مینے اُسکو خریدا ہے اور اُسکے مالک شرط کرتے ہین
کہ اُسکا ولا ہمارے واسطے ہوگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ مول لے اور آزاد کر اسواسطے کہ لونڈی غلام
کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے پہر دوپہر کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف
کی جو اُسکے لائق تہی پہر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد کیا حال ہے اُن لوگون کا کہ شرطین کرتے ہین جو خدا کی
کتاب مین نہین یعنے خدا کے حکم مین نہین جو ایسی شرط کرے کہ جو کتاب اللہ مین نہ ہو تو وہ شرط باطل ہے اگرچہ
سو شرط کرے خدا کی شرط ثابت تر اور محکم تر ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتون کو ساتہہ خرید و فروخت
کرنی جائز ہے کہ حضرت عائشہ رض نے بریرہ لونڈی کو ایک مرد سے خریدا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو جائز
رکہا چنانچہ فرمایا کہ اُسکو خرید لے اور شاہد ہے اسکے واسطے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ کیا حال ہے اُن لوگون کا
کہ شرطین کرتے ہین جو کتاب اللہ مین نہین اسواسطے کہ یہ مشعر ہے ساتہہ اسکے کہ خرید و فروخت عائشہ رض کی مردون کے
ساتہہ تہی و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اگر کوئی کہے کہ بعض شرطین ایسی ہین جو کتاب اللہ مین نہین بلکہ حدیث سے ثابت
ہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ جو حدیث مین ہے وہ بہی خدا ہی کا حکم ہے چنانچہ فرمایا کہ نہین بولتا پیغمبر اپنی خواہش نفس سے
یہ تو حکم ہے جو اُسکو پہونچتا ہے خدا کی طرف سے (فتح و ت) **حدثنا** حسان بن ابی عباد ثنا ھمام سمعت
نافعا یحدث عن عبد اللہ بن عمر ان عائشۃ ساومت بریرۃ فخرج الی الصلوۃ فلما جاء قالت
انھم ابوا ان یبیعوھا الا ان یشترطوا الولاء فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما الولاء
لمن اعتق قلت لنافع حرا کان زوجھا او عبدا فقال ما یدرینی ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ عائشہ رض
نے بریرہ لونڈی خریدی یعنے اُسکے مالکون سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو نکلے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے تو عائشہ رض نے کہا کہ انہون نے بیچنے سے انکار کیا ہے مگر یہ کہ ولا کی شرط کرین کہ ولا اُنکے لیے ہو سو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلام کے مال کا وارث تو وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے مینے نافع سے کہا کہ اُسکا خاوند
آزاد تہا یا غلام اُس نے کہا کہ ابن عمر نے مجھکو نہین بتلایا **ف** اس کا بیان کتاب النکاح مین آویگا کہ اُسکا
خاوند آزاد تہا یا غلام (فتح) **باب** ھل یبیع حاضر لباد بغیر اجر وھل یعینہ او ینصحہ کیا

کیا جائز ہے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے بغیر مزدوری کے اور کیا جائز ہے کہ اُسکی مدد کرے یا خیر خواہی کرے
ف ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ یہ جو آیا ہے کہ منع ہے شہری کو یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے تو امام بخاری نے حمل کیا ہے
اس منع کو اوپر منع خاص کے اور وہ بیچنا ساتھ اجرت کے ہے یعنے منع صرف اُسی وقت ہے جبکہ اجرت لیکر بیچے اور
جبکہ بطور مدد اور خیر خواہی کے بیچے تو یہ منع نہیں بلکہ یہ درست ہے اور بخاری نے یہ بات ابن عباسؓ کے قول سے
لی ہے اور قوت پائی ہے یہ بات ساتھ عموم حدیثوں کے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے اسواسطے کہ جو اجرت سے
بیچتا ہے اُسکی یہ غرض نہیں ہوتی کہ بائع کی خیر خواہی کرے بلکہ صرف اُسکی غرض تو اجرت کا حاصل کرنا ہوتا ہے
پس یہ چاہتا ہے کہ جائز ہو بیع حاضر کی واسطے بادی کے بغیر اجرت کے کہ وہ خیر خواہی کی قسم سے ہے اور میں کہتا ہوں
کہ تائید کرتی ہے اسکی وہ چیز جو حدیث معلق کے بعض طریقوں میں آئیندہ آویگی اور اسیطرح وہ چیز جو ابو داؤد نے
روایت کی ہے کہ ایک جنگلی طلحہ بن عبید پاس اپنا دودھ لایا کہ اُسکو بیچدے تو اُسنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے منع فرمایا ہے یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے و لیکن تو بازار میں جا پس دیکھ کہ تجھ سے کون خرید و فروخت
کرتا ہے پھر مجھ سے مشورہ لیجیو یہانتک کہ میں تجھکو حکم کروں یا منع کروں (فتح) وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَنْصَحَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیَنْصَحْ لَہٗ یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی
اپنے بھائی سے خیر خواہی چاہے تو چاہیے کہ اُسکی خیر خواہی کرے **ف** اس حدیث کے اول میں یہ لفظ ہے کہ چھوڑ دو
لوگوں کو کہ روزی دے اللہ بعض کو بعض سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بطور خیر خواہی کے جنگلی کی چیز شہری
کے ہاتھ بیچے تو یہ درست ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وَرَخَّصَ فِیْہِ عَطَاءٌ اور اجازت دی ہے اس معنے میں
عطا نے **ف** یعنے جائز ہے شہری کو یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو منع فرمایا اس سے تو آپ کی مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اُسنے سستا اناج ملے اور ایسے آج کے دن
پس نہیں کوئی خوف ہے ساتھ اسکے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رح کا کہ جائز ہے شہری کو بیچنا واسطے جنگلی کے
اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم حدیث الدین النصیحۃ کے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ناسخ ہے
واسطے حدیث نہی کے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث الدین النصیحۃ اپنے عموم پر محمول ہے مگر بیع حاضر کے واسطے
بادی کے پس وہ خاص ہے پس حکم کریگی عام پر اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور تطبیق دی ہے بخاری
درمیان دونوں کے ساتھ خاص کرنے نہی کے ساتھ اسکے جو اجرت سے بیچے مانند دلال کی اور ایسے جو اُسکی خیر خواہی
کرے پس معلوم کرا دے اُسکو کہ اناج کا بھاؤ ایسا ایسا ہے تو یہ اُسکے نزدیک نہی میں داخل نہیں (فتح) حَدَّثَنَا
عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ سَمِعْتُ جَرِیْرًا یَقُوْلُ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَہَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ

وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر رض سے روایت ہے کہ بیعت کی مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اوپر گواہی دینے اس بات کی کہ نہین کوئی لائق بندگی کی سواے اللہ کے اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہین اور نماز
کے قائم رکھنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور امیر کے حکم سننے اور کہا ماننے پر اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر
ف اسحدیث کا بیان کتاب الایمان مین گذر چکا ہے اور غرض اسحدیث سے یہان وہی ہے جو اوپر گذری
کہ اگر بطور خیرخواہی کے دلال بنے تو درست ہے حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا
يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ جا ملو آگے بڑھ
قافلے کو اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے طاؤس کہتا ہے کہ مینے ابن عباس رض سے کہا کہ اسحدیث کے کیا معنے
ہین کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اُس نے کہا کہ اُسکے لیے دلال نہ بنے یعنے واسطے غرض اجرت کو ورنہ مطلق
دلال ہونا منع نہین کما مر ف حنفیہ کہتے ہین کہ یہ حکم قحط کے دلون کے ساتھہ خاص ہے اور ارزانی کے
دنون مین ایسا کرنا مکروہ نہین لیکن عموم حدیث کا رد کرتا ہے اوپر اُنکے اور اس تفسیر مین تعقب ہے یعنے
رد ہے اوپر اُسکے جو تفسیر کرتا ہے حاضر کو ساتھہ بادی کے باین طور کہ مراد منع کرنا شہری کا ہے یہ کہ بیچے
واسطے جنگلی کے قحط کے دنون مین وہ چیز کہ شہر والون کو اُسکی حاجت ہے اپس یہ مذکور ہے حنفیہ کی کتابون مین اور بعضے
کہتے ہین کہ صورت اُسکی یہ ہے کہ کوئی مسافر شہر مین کوئی اسباب لاوے اور اُسکو حال کے نرخ سے بیچنا چاہے اور
اُسکے پاس کوئی شہری آوے اور اُسکو کہے کہ تو اس اسباب کو میرے پاس چھوڑ جا کہ مین اسکو آہستگی کے ساتھہ
مہنگا بیچون گا پس ٹھیرایا انہون نے حکم کو معلق ساتھہ بادی کے اور جو مشارک ہے اُسکو اُسکے معنے مین اور
بادی کا ذکر تو حدیث مین باعتبار غالب کے واقع ہوا ہے پس لاحق کیا گیا ہے ساتھہ اُسکے وہ شخص جو شریک
ہے اُسکو بیچ نہ بیچنا نے نرخ حاضر کے اور ضرر دینے اہل شہر کے ساتھہ اشارت کی اوپر اُسکے باینطور کہ بیچنے مین
جلدی نہ کرے اور یہ تفسیر شافعیہ اور حنابلہ کی ہے اور مالکیہ نے بدوی ہونے کو قید ٹھیرایا ہے یعنے یہ حکم صرف جنگلی
کی ساتھہ خاص ہے اور مالک سے روایت ہے کہ نہین ملحق ہوتا ساتھہ بادی کے بیچ اُسکے مگر جو اُسکی مانند ہو اور ایکن گاؤن
والے جو کہ اسباب اور بازار کا مول پہچانتے ہین تو یہ اس حکم مین داخل نہین اور ابن منذر نے کہا کہ علماء کو
اس نہی مین اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ یہ حرام ہے بشرطیکہ نہی کو جانتا ہو اور جس اسباب کو قافلہ لایا ہے
اُسکی لوگون کو حاجت ہے اور یہ کہ پیش کرے اُسکو حضری اوپر بدوی کے یعنے شہری اُسکو کہے کہ اُسکو میرے پاس
چھوڑ جا جب مہنگا ہوگا تو مین تجہ کو بیچدونگا اور اگر بدوی اُسکو شہری سے درخواست کرے تو یہ منع نہین اور

بعض شافعیہ نے کہا کہ سب لوگون کو اسکی حاجت ہو اور یہ کہ ظاہر ہو ساتھ بیچنے اس متاع کے فراخی اس
شہر مین اور ابن دقیق العید نے کہا کہ ایسے یہ شرط کرلی کہ شہری اس سے خود اس بات کی درخواست کرے کہ لا
مین تجھکو تیرا اسباب اپنی معرفت سے بیچدیتا ہون تو یہ شرط قوی نہین اسواسطے کہ نہ تو اسپر لفظ دلالت کرتا ہے
اور نہ اُسمین معنے ظاہر ہین اسواسطے کہ جس ضرر کے ساتھ نہی معلل ہے نہین جدا ہوتا ہے اُسمین حال
درمیان درخواست شہری کے اور نہ درخواست کرنے اسکی کے یعنے ہر صورت مین منع ہے خواہ وہ اسکی
درخواست کرے یا نہ کرے اسواسطے کہ نہی تو ضرر کے سبب سے وارد ہوئی ہے اور ضرر دونو صورتون مین موجود ہے
اور ایسے یہ شرط کرلی کہ لوگون کو اسکی حاجت ہو تو یہ متوسط ہے درمیان ظہور اور عدم اُسکی کے اور ایسے ظہور
فراخی کا شرط ہونا سو وہ بھی اسی طرح ہے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ ہو مقصود مجرد فوت کرنا نفع کا اور
رزق کا شہر والون پر ہو اور ایسے یہ شرط کرلی کہ نہی کو جانتا ہو تو اسمین کوئی شبہ نہین اور سبکی نے کہا کہ
یہ شرط معتبر ہے کہ لوگون کو اسکی حاجت ہو اور اسمین اختلاف ہے کہ اگر باوجود ان سب شرطون کے بیع
واقع ہو تو اُسکا کیا حکم ہے بعضے کہتے ہین کہ صحیح ہے ساتھ تحریم کے اور بعضے کہتے ہین کہ صحیح نہین
قاعدے مشہورہ پر (فتح) **باب** مَنْ كَرِهَ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ بِاَجْرٍ باب ہے بیان مین اُس شخص
کے جو برا جانتا ہے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے ساتھ اجرت کے **ف** اور یہی قول ہے ابن عباس کا
کہ تفسیر کیا ہے اُس نے اسکو ساتھ دلال کے جیسا کہ پہلی حدیث مین گذرا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ
ثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ هُوَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ حَدَّثَنِيْ
اَبِيْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ
وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عباس رض **ف** اس حدیث مین اجرت کی
قید نہین جیسا کہ باب مین ہے ابن بطال نے کہا کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ اگر شہری جنگلی کے واسطے اجرت
کے ساتھ بیچے تو یہ درست نہین اور اگر بدون اجرت کے بیچے تو درست ہے اور استدلال کیا ہے اُس نے
اسپر ساتھ قول ابن عباس رض کے اور گویا کہ اُس نے ابن عمر رض کی حدیث کو مقید کیا ہے اور تحقیق جائز
رکھا ہے اوزاعی نے یہ کہ اشارہ کرے شہری واسطے جنگلی کے اور کہا کہ اشارہ بیع نہین اور لیث اور ابو حنیفہ
سے ہے کہ اسپر اشارہ بھی نہ کرے اسواسطے کہ جب اسپر اشارہ کیا تو اُس سے بیچا اور شافعیہ کے نزدیک اس
مین دو وجہین ہین اور راجح یہ ہے کہ جائز ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بیع سے
منع فرمایا ہے اور اشارہ بیع نہین اور تحقیق وارد ہو چکا ہے امر ساتھ خیر خواہی اُسکی کے پس معلوم ہوا کہ

اشارہ جائز ہے (فتح) **باب** لَا یَشْتَرِی حَاضِرٌ لِبَادٍ بِالسَّمْسَرَةِ نہ خریدے حاضر واسطے بادی کے ساتھ دلالی کے **ف** یعنی واسطے قیاس کرنے کے بیع پر یعنے جب دلالی کے ساتھ بیچنا درست نہیں تو خریدنا بھی درست نہیں اور واسطے استعمال کرنے لفظ بیع کے بیع میں لودنتر ایین اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ خریدنا واسطے بادی کے مانند بیع کی ہے واسطے دلیل اسحدیث کو کہ نہ بیچے بعض تمہارا بعض پر اسواسطے کہ اُسکے معنے خریدنے کی ہیں اور امام مالک سے اسمین دو روایتین آئی ہین (فتح) وَكَرِهَهُ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ الْعَرَبَ تَقُولُ بِعْ لِي ثَوْبًا وَهِيَ تَعْنِي الشِّرَى یعنے اور برا جانا ہے اسکو ابن سیرین نے اور ابراہیم نے واسطے بائع اور مشتری کے اور ابراہیم نے کہا کہ عرب کہتی ہین کہ بِعْ لِی ثَوْبًا اور مراد اُنکی یہ ہوتی ہے کہ اسکو میرے لیے خریدے **ف** استدلال کیا ہے اس سے ابراہیم نے واسطے مذہب اپنے کے کہ بیچنا اور خریدنا کراہت مین دونو برابر ہین (فتح) **حَدَّثَنَا** الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْتَاعُ الْمَرْءُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ خریدے مرد اپنے بھائی کے خریدنے پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے حاضر واسطے بادی کے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا مُعَاذٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ ہمکو منع ہوا یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے **ف** ان دونو حدیثوں سے معلوم ہوا کہ شہری کو جنگلی کے واسطے خریدنا بھی درست نہیں وفیہ المطابقة للترجمة **باب** النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَأَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ إِذَا كَانَ بِهِ عَالِمًا وَهُوَ خِدَاعٌ فِي الْبَيْعِ وَالْخِدَاعُ لَا يَجُوزُ باب ہے اس بیان مین کہ قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملنا منع ہے اور جو قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملے اُسکی بیع مردود ہے درست نہیں اسواسطے کہ آگے بڑھ کر ملنے والا نافرمان اور گناہ گار ہے جبکہ نہی کو جانتا ہو اور یہ دہوکا ہے بیع مین اور دہوکا درست نہیں **ف** جزم کیا ہے بخاری نے ساتھ اسکے کہ یہ بیع مردود ہے بنا بر اسکے کہ نہی فساد کو چاہتی ہے لیکن اسکا محل محققین کے نزدیک یہ ہے جبکہ ہو کہ رجوع کرے نہی طرف ذات منہی عنہ کی یعنے اپنی ذات کی وجہ سے منع ہے نہ اسوقت جبکہ رجوع کرنے والی ہو طرف امر کی جو خارج ہو اُس سے کہ اسوقت بیع صحیح ہوگی اور ثابت ہوگا خیار ساتھ شرط کے جسکا ذکر آتا ہے اور ایسا ہونا اسکا گنہگار نافرمان اور استدلال کرنا اسکا اوپر اسکے ساتھ ہونے اُسکے خداع میں صحیح ہے لیکن نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ ہو بیع مردود اس واسطے کہ نہی نفس عقد کی

طرف نہین پہرتی اور نہین مخل ہے کسی چیز کو اُسکے ارکان اور شرائط سے بلکہ وہ تو صرف سوداگرون کے
ضرر دور کرنے کے واسطے ہی اور یہ جو کہا کہ یہ بیع باطل ہے تو یہی قول ہے بعض مالکیہ اور حنبلیہ کا اور ممکن ہے
کہ ہو قول بخاری کا کہ بیع مردود ہے محمول اسپر جبکہ بائع اُسکا پہیرنا اختیار کرے پس نہ مخالف ہوگا راجح
قول کو اور تعاقب کیا ہی اُسکا اسماعیلی نے اور لازم کیا ہے اُسپر تناقض کو ساتھہ بیع مصراۃ کے اس واسطے
کہ اُسمین دہوکا ہے اور باوجود اسکی بیع باطل نہین ہوئی اور ساتھہ اسکے کہ فصل کیا ہے اُس نے درمیان
اسکے کہ بیچی حاضر واسطے بادی کے ساتھہ اجرت کے اور بغیر اجرت کی اور نیز استدلال کیا ہے اُس نے
اسپر ساتھہ حدیث حکیم کے جو پہلے گذر چکی ہے کہ اگر بائع اور مشتری جہوٹ بولین اور عیب چہپاوین تو
انکی بیع کی برکت مٹائی جاتی ہے پس نہ باطل کیا انکی بیع کو ساتھہ جہوٹ اور چہپانے عیب کے اور تحقیق وارد
ہوچکا ہے ساتھہ سند صحیح کے کہ اگر اسباب کا مالک آگے بڑہ کر ملنے والے کے ہاتھہ اپنا اسباب بیچ لے
تو اُسکو اختیار ہے جبکہ بازار مین داخل ہو ابن منذر نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے آگے بڑہ کر ملنے کو جائز کہا
ہے اور جمہور کہتے ہین کہ مکروہ ہے مین کہتا ہون کہ حنفیہ کی کتابون مین ہی یہ ہے کہ مکروہ ہے آگے
بڑہ کر جاملنا قافلے کو دو حالتون مین ایک یہ کہ شہر والون کو ضرر ہو اور یہ کہ قافلے کو مال کا نرخ خلط ملط
ہوجاوے پہر اختلاف ہی امام شافعی کہتے ہین کہ جو آگے بڑہ کر جاملے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اور اسباب والا
مختار ہے اور دلیل اُسکی ابو ہریرہ کی حدیث ہی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آگے بڑہ کر جاملے
کوئی قافلے کو پس اگر اُسکو کوئی آگے بڑہ کر جاملے اور اُس سے خرید لیوے تو اُسکا مالک مختار ہے جبکہ آوی
بازار مین روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ صحیح ہے اور کیا اسکو مطلق خیار ثابت
ہے یا اس شرط سے کہ اسکو غبن ہو اسمین دو وجہین ہین اصح یہ ہے کہ اسکو مطلق اختیار ہے اور یہی
قول ہے حنابلہ کا اور نیز اسکا ظاہر یہ ہے کہ نہی واسطے نفع بائع کے ہی اور دور کرنے ضرر کے اُس سے
اور بچانے اُسکے کی فریبی سے اور ابن منذر نے کہا کہ حمل کیا ہے اسکو مالک نے اوپر نفع اہل بازار کے نہ
اوپر نفع مالک اسباب کی اور طرف اسی کی میل کی ہے کوفیون نے اور اوزاعی نے اور حدیث حجت ہے
واسطے شافعی رح کے اس واسطے کہ اسنے ثابت کیا ہے خیار کو واسطے بائع کے نہ واسطے بازار والون کے اور
امام مالک رح کی دلیل ابن عمر رض کی حدیث ہی جو باب کے اخیر مین مذکور ہے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّي وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا آگے بڑہ کر جاملنے سے قافلے کو اور یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے

ف ظاہر اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قافلے اناج وغیرہ لانے والے کو آگے بڑہ کر جا ملنا مطلق منع ہے برابر ہے کہ نزدیک ہو یا دور اور برابر ہے کہ اُسکے خریدنے کے واسطے ہو یا نہ ہو وسیأتی البحث فیہ

حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ لَا يَبِيْعَنَّ حَاضِرٌ لِّبَادٍ فَقَالَ لَا يَكُنْ لَّهٗ سِمْسَارًا ترجمہ طاؤس رضہ سے روایت ہے کہ مینے ابن عباس رض سے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسحدیث کے کیا معنے ہین کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے ابن عباس رض نے کہا کہ اُسکے واسطے دلال نہ ہووے ف یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو پہلے گذر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ بیع کے واسطے قافلے کو آگے بڑہ کر نہ ملو تو یہ بیع عام ہے برابر ہے کہ اُنکے ہاتہہ بیچے یا اُنسے خریدے اور سمجہا جاتا ہے اُس سے شرط ہونا قصد اُسکے کا ساتہہ ملنے کے یعنے یہ شرط ہے کہ ملنے سے صرف یہی مقصود ہو پس اگر کوئی آگے بڑہ کر ملے قافلے کو واسطے سلام کے یا خوشی کے یا کسی واسطے کسی حاجت کے پس پایا انکو اور اُنسے خرید و فروخت کی تو کیا اسکو بھی یہ نہی شامل ہے یا نہین اسمین احتمال ہے سو جو معنے کی طرف نظر کرتا ہے اُسکے نزدیک حکم جدا نہین ہوتا اور یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور بعض شافعیہ نے نہی مین یہ شرط کی ہے کہ ابتدا کرے ملنے والا پس اناج لانے والے سے بیع چاہے پس خریدے اُنسے آگے بڑہ کر ملنے والا تو نہی مین داخل نہ ہوگا یعنے اگر آگے بڑہ کر ملنے والا قافلے سے پہلے درخواست کرے اور انکو کہے کہ تم اناج کو میرے ہاتہہ بیچ ڈالو تو یہ درست نہین اور اگر قافلے والے خود بخود پہلے بیع کی درخواست کرین اور اُسکو کہین کہ تو ہم سے خرید لے تو یہ منع نہین اور امام الحرمین نے حرام تلقی کی یہ صورت بیان کی ہے کہ شہر کے نرخ مین جہوٹ بولے اور شہر کی قیمت سے کم قیمت کے ساتہہ خریدے اور متولی نے کہا کہ اُسکی صورت یہ ہے کہ انکو خبر دے کہ اگر تم شہر مین داخل ہوگے تو تمکو محصول بہت لگے گا اور ابو اسحاق شیرازی نے کہا کہ انکو خبر دے کہ تمہارا اسباب کہوٹا ہے تاکہ انکو غبن کرے یعنے تہوڑی قیمت سے انکا سب مال خرید لیوے اور کبہی ان قیدوں سے پکڑا جاتا ہے کہ جسکے ساتہہ یہ معاملہ ہو انکو اختیار ہے اگرچہ وہان تلقی نہو لیکن شافعیہ نے تصریح کی ہے کہ اُسکی خبر کا جہوٹا ہونا نہین شرط ہے واسطے ثابت ہونے خیار کے اور خیار تو صرف اسوقت ثابت ہوتا ہے جبکہ غبن ظاہر ہو پس اسی طرح کا اعتبار ہے ہونے اور نہ ہونے مین (فتح)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى مُحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا قَالَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ جو خریدے بکری کو جس کے تہنون مین دودہ جمع کیا گیا ہو یعنے اور اُسکو پہیرنا چاہے تو چاہیے

اور اگر اناج لانے والا بھی بیع چاہے

کہ پہیر دیوے ساتہہ اسکو ایک صاع کہجورون کا اور کہا اُسنے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑہ کر ملنے قافلے کے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہی تلقی کا اطلاق مقید ہے یعنے قافلے کو آگے بڑہ کر ملنا اُسی وقت منع ہے جبکہ بیع کے واسطے ہو نہین تو منع نہین (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَبِیْعُ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰی یُھْبَطَ بِھَا اِلَی السُّوْقِ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے بعض تمہارا بعض کے بیچنے پر اور نہ آگے بڑہ کر ملو اسباب کو یہانتک کہ بازار مین اتارا جاوے **ف** اس حدیث کی پوری شرح آیندہ حدیث مین آویگی اور دلالت کرتا ہے تیسرا طریق اس حدیث کا جو آیندہ باب مین عبید اللہ کی واسطے سے ہے کہ سوداگر کو بازار کے اول ملاقات نہ کی جاوے یہانتک کہ ٹہیک بازار مین داخل ہو اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اسحاق اور ابن منذر وغیرہ کا اور ایک جماعت شافعیہ نے تصریح کی ہے ساتہہ اسکے کہ ابتداء نہی تلقی کی شہر سے باہر نکلنا ہے برابر ہے کہ سوداگر بازار مین داخل ہو یا نہ ہو اور مالکیہ کو حد تلقی مین بہت اختلاف ہے پہر مطلق نہی تلقی سے شامل ہے مسافت کے دراز ہونے اور چہوٹے ہونے کو یعنے خواہ اُنکو بہت دور جاکر ملے یا نزدیک ملے سب منع ہے اور یہی ہے ظاہر اطلاق شافعیہ کا اور مقید کیا ہے مالکیہ نے محل نہی کو ساتہہ حد مخصوص کے پہر انکو اختلاف ہے پس بعض کہتے ہین کہ اسکی حد ایک میل ہے اور بعضے کہتے ہین کہ دو فرسخ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ دو دن ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مسافت قصر کی ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور ابتدا اُسکے تو اسکی بحث آیندہ باب مین آویگی (فتح) **بَابُ** مُنْتَھَی التَّلَقِّیْ قافلے کو آگے بڑہ کر جا ملنا کہانتک منع ہے دو کوس یا چار کوس یا کم و بیش **ف** یعنے اور اُسکی ابتدا کہان سے شروع ہوتی ہے اور تحقیق ذکر کیا ہے ہمنے کہ ظاہر یہ ہے کہ نہین حد ہے واسطے انتہا اُسکی کے سوداگر کی طرف سے یعنے خواہ کتنی ہی دور قافلے کو آگے بڑہ کر جا ملے سب منع ہے اور ابر آگے بڑہ کر ملنے والے کی طرف سی یعنے ابتدا اُسکی پس تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری نے ساتہہ اس باب کے کہ ابتدا خروج کی بازار سے ہے یعنے جب بازار سے باہر نکلا تو منع مین داخل ہوا واسطے دلیل قول صحابی کے کہ تحقیق اصحاب تہے خرید و فروخت کرتے بازار کی پہلی طرف مین پہر بیع کو اُسی خریدنے کی جگہ مین بیچ ڈالتے تہے سو منع فرمایا انکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اُسکے سے اپنی جگہ مین یہانتک کہ نقل کرین اسکو یعنے اٹہا کر دوسری جگہ لیجاوین اور نہ منع فرمایا انکو بازار کی اول طرف مین خریدنے سے پس معلوم ہوا کہ بازار کی اعلے طرف مین خریدنا درست ہے پس اگر بازار سے نکلے اور شہر سے نہ نکلے تو

تحقیق تصریح کی شافعیہ نے کہ یہ نہی مین داخل نہین ہے یعنے یہ منع نہین اور حد ابتدا تلقی کی نزدیک
اُنکے شہر سے باہر نکلنا ہے یعنے خواہ بازار سے باہر نکلے یا نہین اور معنے اُسکے یہ ہین کہ جب وہ شہر کے
اندر آوین تو ممکن ہے انکو پہچاننا اور معلوم کرنا نرخ بازار کا اور اگر وہ معلوم نہ کرین تو یہ خود اُنہین کا قصور
ہے اور ایسے شہر مین داخل ہونے سے پہلے معرفت نرخ کا ممکن ہونا پس یہ نادر اور کمیاب ہے یعنے ایسا موقع
نہایت کم ہوتا ہے اور معروف نزدیک مالکیہ کے مطلق بازار کا معتبر ہونا ہے یعنے خواہ شہر سے باہر نکلے
یا نہین جیسا کہ ظاہر حدیث کا ہے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا اور لیث سے روایت ہے کہ قافلے کو
آگے بڑھ کر ملنا مکروہ ہے اگرچہ راہ پر ہو اور اگرچہ گھر کے دروازے پر ہو یہانتک کہ اسباب بازار مین داخل
ہووے (فتح) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا
نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِي مِنْهُمُ الطَّعَامَ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى
يُبْلَغَ بِهِ سُوقَ الطَّعَامِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا فِي أَعْلَى السُّوقِ وَيُبَيِّنُهُ حَدِيثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ
ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ ہم سوداگرون کو آگے بڑھ ملا کرتے تھے اور اُنسے اناج خریدتے تھے
سو منع فرمایا ہمکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچین ہم اُسکو یہانتک کہ اسکو اناج کے بازار مین لیجاوین
امام بخاری نے کہا کہ یہ خریدنا بازار کے اوپر کی طرف مین تھا یعنے جس طرف سے سوداگر بازار مین داخل ہوتے
ہین اور بیان کرتی ہے اسکو حدیث عبید اللہ کی حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِي نَافِعٌ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَهُ فِي مَكَانِهِ فَنَهَاهُمْ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے
روایت ہے کہ دستور تھا کہ اصحاب اناج کو بازار کے اوپر کی طرف مین خریدتے تھے پھر اُسکو اُسی
خریدنے کی جگہ مین بیچتے تھے پس منع فرمایا انکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچین اُسکو خریدنے کی
جگہ مین یہانتک کہ اُسکو اپنی جگہ اٹھا لیجاوین **ف** یہ جو امام بخاری نے پہلی حدیث کے اخیر مین کہا
کہ یہ خریدنا بازار کے اوپر کی طرف مین تھا تو مراد بخاری کی ساتھ اُسکے رد کرنا ہے اُس شخص پر جسنے
دلیل پکڑی ہے ساتھ اُسکے کہ اناج وغیرہ خریدنے کے واسطے قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا درست ہے واسطے
مطلق ہونے قول ابن عمر کے کہ ہم قافلے کو آگے بڑھ کر ملا کرتے تھے اور اسمین اسپر دلالت نہین سو واسطے
کہ معنے اُسکے یہ ہین کہ وہ انکو بازار کے اوپر کی طرف مین آگے بڑھ کر ملتے تھے جیسا کہ عبید اللہ کی روایت سے
معلوم ہوتا ہے اور تحقیق تصریح کی مالک نے ایک روایت مین نافع سے کہ نہ آگے بڑھ کر ملو اسباب کو یہانتک
کہ بازار مین اتارا جاوے پس معلوم ہوا کہ آگے بڑھ ملنا وہ جائز ہے جو بازار مین پہونچے اور بعض حدیث

بعض کی تفسیر کرتی ہے اور طحاوی نے دعوی کیا ہے کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان تعارض ہے اور تطبیق
دونوں کے درمیان یہ ہے کہ اگر سوداگروں کو آگے بڑھ کر خریدنے میں ضرر ہو تو تلقی درست نہیں اور اگر ضرر نہو
تو درست ہو لیکن بخاری کی تطبیق راجح ہے (فتح) **باب** اِذَا اشْتَرَطَ فِي الْبَيْعِ شُرُوطًا لَا تَحِلُّ
جب کوئی بیع میں ناجائز شرطیں کرے تو اُسکا کیا حکم ہے **ف** یعنے کیا بیع فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں
امام بخاری نے اس باب میں دو حدیثیں بیان کی ہیں حدیث عائشہ رض کی اور ابن عمر رض کی بریرہ کو قصے
میں اور شاید کہ غرض اسکی یہ ہے کہ نہی فساد کو چاہتی ہے پس صحیح ہوگا مذہب اُسکا کہ جو آگے بڑھ کر قافلے
سے خریدے تو اُسکی بیع مردود ہے صحیح نہیں اور اسکی پوری شرح کتاب الشروط میں آیندہ آوے گی
(فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ نَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ وَقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقُلْتُ
إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا
فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ
فَقَالَتْ إِنِّي عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ
فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ
فِي كِتَابِ اللهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ
اللهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ بریرہ
میرے پاس آئی تو اُسنے کہا میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر کتابت کی ہے کہ ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی
سو مدد کر میری تو میں نے کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں کہ میں اُنکو نو اوقیہ یک مشت دیدوں اور تجھکو آزاد کر دوں اور
تیری وراثت کا حق میرے واسطے ہو تو میں کروں سو بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئے اور اون کو یہ بات کہی تو
انہوں نے اُسپر انکار یعنی نہ مانا سو وہ اون کے پاس سے آئے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے
تو بریرہ نے کہا کہ میں نے یہ بات اُنکے پیش کی تھی تو انہوں نے نہیں مانی مگر یہ کہ حق وراثت کا اُنکے لیے ہو
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی اور عائشہ رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو خریدلے اور اُنکے لیے ولا کی شرط کر یعنی اُنسے کہدے کہ اُسکی وراثت کا
حق تم ہی کو ملے گا اسواسطے کہ آزادی کا حق تو اُسی کے واسطے ہو جو آزاد کرے سو عائشہ رض نے

خرید کر آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگون مین کھڑے ہوئے سو خدا کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا
حال ہے ان لوگون کا کہ شرطین کرتے ہین جو کتاب اللہ مین نہین جو شرط کہ ایسی ہو جو کتاب اللہ مین نہو
تو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط ہو سو خدا کا حکم لائق تر ہے کہ عمل کیا جاوے اسپر اور اللہ کی شرط مضبوط تر ہے
اور حق وراثت کا تو صرف اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ
عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَائِشَۃَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِیَ جَارِیَۃً فَتُعْتِقَھَا فَقَالَ
اَھْلُھَا نَبِیْعُکِھَا عَلٰٓی اَنَّ وَلَآءَھَا لَنَا فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
لَا یَمْنَعُکِ ذٰلِکَ فَاِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رض نے
چاہا کہ ایک لونڈی خرید کر آزاد کرین تو اسکے مالکون نے کہا کہ ہم اسکو تیرے ہاتھ اس شرط سے بیچتے
ہین کہ اسکی وراثت کا حق ہمارے واسطے ہو تو عائشہ رض نے یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی
تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شرط تجھکو منع نہین کرتی اسواسطے کہ آزادی کا حق تو صرف
اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے **باب** بَیْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ کھجور کو کھجور کے ساتھ بیچنا حَدَّثَنَا
اَبُو الْوَلِیْدِ ثَنَا لَیْثٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ مَّالِکِ بْنِ اَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا ھَآءَ وَھَآءَ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ رِبًا اِلَّا ھَآءَ وَھَآءَ
وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا ھَآءَ وَھَآءَ ترجمہ عمر فاروق رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بیچنا گیہون کا ساتھ گیہون کے بیاج ہے مگر ہاتھون ہاتھ اور جو ساتھ جو کے بیاج ہے مگر ہاتھون
ہاتھ اور کھجور ساتھ کھجور کے بیاج ہے مگر دست بدست درست ہے ف اسکی شرح آیندہ آویگی **باب**
بَیْعِ الزَّبِیْبِ بِالزَّبِیْبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ بیچنا خشک انگور کا ساتھ خشک انگور کے اور اناج کا بدلے
اناج کے حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ نَھٰی عَنِ الْمُزَابَنَۃِ قَالَ وَالْمُزَابَنَۃُ بَیْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ کَیْلًا وَّبَیْعُ الزَّبِیْبِ بِالْکَرْمِ
کَیْلًا ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے اور مزابنت
یہ ہے کہ بیچے میوہ تازہ کہ درخت پر ہو بدلے خشک کھجور کے بطور پیمانے کے یعنے مثلا دس پیمانے کھجورین
تازی درخت پر انداز کر کے دس پیمانے پھر خشک کھجورون کے بدلے کہ خریدنے والے کے پاس ہین بیچے
اور بیچنا خشک انگور کا ہے بدلے انگور تازہ کے کہ درخت پر ہے بطور پیمانے کے حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ
ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ
الْمُزَابَنَۃِ قَالَ وَالْمُزَابَنَۃُ اَنْ یَّبِیْعَ الثَّمَرَ بِکَیْلٍ اِنْ زَادَ فَلِیْ وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَیَّ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ

زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے منع فرمایا اور مزابنت یہ ہے کہ بیچے خشک کہجور کو ساتہہ پیمانے کے اس شرط سے کہ اگر زیادہ نکلے تو میرے لیے ہے اور اگر کم نکلے تو مجہپر ہے یعنی مین تجہکو پورا کر دونگا ای مشتری ابن عمر رضہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجہسے زید بن ثابت نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عرایا مین ساتہہ اندازہ کرنے اسکے کے **ف** ان دونو حدیثون کی شرح آیندہ آویگی اور حدیث مین اناج کو ساتہہ اناج کے بیچنے کا ذکر نہین اور نیز باب مین خشک انگور کو ساتہہ خشک انگور کے بیچنے کا ذکر ہے اور باب کی حدیث مین یہ ذکر ہے کہ خشک انگور کو تازہ انگور کے ساتہہ بیچے اور شاید کہ بخاری نے اسکو معنے کی جہت سے لیا ہے اور یا شاید اشارہ ہے طرف اسکی کہ اسکے بعض طریقون مین طعام کا ذکر بہی آچکا ہے اور وہ لیث کی روایت مین ہے کما سیاتی اور مسلم نے معمر سے روایت کی ہے کہ اناج بدلے اناج کے برابر ساتہہ برابر کے (فتح) اور مزابنت مشتق ہے زبن سے اور مزابنت یہ ہی کہ ایک شخص کے پاس مثلا دس پیمانے بہر خشک کہجورین ہین اور دوسرے شخص پاس سو پیمانے بہر تازہ کہجورین درخت پر ہون سو پہلا آدمی اپنی خشک کہجورون کو دوسرے آدمی کے ہاتہہ بیچے بدلے اُن کہجورون تازہ کے کہ درخت پر ہین حاصل یہ ہے کہ بیچے میوہ تر کہ درخت پر ہے بدلے میوے خشک کے کہ زمین پر ہے اور چونکہ بنا اس بیع کی قیاس اور اندازہ پر ہے اور کمی بیشی کا احتمال رکہتی ہے اسواسطے اس سے منع فرمایا

باب بَيْعُ الشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ بیچنا جو کا ساتہہ جو کے **ف** یعنے اسکا حکم کیا ہے **حدثنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰى اصْطَرَفَ مِنِّيْ فَاَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ حَتّٰى يَاْتِيَ خَازِنِيْ مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ يَسْمَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتّٰى تَاْخُذَ مِنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ **ترجمہ** مالک بن اوس رضہ سے روایت ہی کہ اسنے زہری کو خبر دی کہ اسنے سو دینار کے بدلے درہم لینے چاہے مالک نے کہا سو مجہکو طلحہ بن عبید اللہ نے بلایا سو ہمنے بیع کی کمی بیشی مین کلام کیا یہانتک کہ اسنے مجہسے بیع صرف کی سو طلحہ سونے یعنے اُن دینارون کو اپنے ہاتہہ سے پکڑ کر پہیرنے لگا پہر اسنے کہا کہ ٹہیر جا یہانتک کہ میرا خزانچی جنگل سے آوے اور عمر فاروق رضہ یہ بات سنتے تہے تو انہون نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اس سے جدا نہ ہو یہانتک کہ تو اس سے درہم لے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا بدلے چاندی کے بیاج ہے مگر ہاتہون ہاتہہ اور گیہون بدلے گیہون کے بیاج ہے مگر ہاتہون ہاتہہ اور جو بدلے جو کے بیاج ہے مگر ہاتہون ہاتہہ اور کہجور بدلے کہجور کے بیاج ہے مگر ہاتہون ہاتہہ یعنے اسی مجلس مین

قبض کریں **ف** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ بیع صرف مین بیع اور سول کو مجلس عقد مین قبض کرنا شرط ہی اور یہی ہے قول امام ابوحنیفہ اور شافعی کا اور امام مالک سے روایت ہی کہ نہین جائز ہے بیع صرف مگر وقت ایجاب کی ساتھہ کلام کے اور اگر اسجگہ سے دوسری جگہ کی طرف انتقال کرین تو انکا قبض کرنا صحیح نہین اور مذہب انکا یہ ہے کہ بیع صرف مین اُنکے نزدیک قبض مین دیر کرنی درست نہین برابر ہے کہ دونو اُس مجلس مین ہون یا جدا ہو گئے ہون اور حمل کیا ہے اُسنے قول عمر کو فور پر یعنے فورًا اُسی وقت قبض کریں یہانتک کہ اگر صراف قبض مین دیر کرے یہانتک کہ کہڑا ہو طرف بیٹھنے کی گویا کہ وہ اسجگہ اپنا صندوق کہولتا ہے تو جائز نہین اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھہ اُسکے کہ گیہون اور جو دونو ایک قسم نہین بلکہ جدا جدا دو قسم ہین اور یہی قول ہے جمہور کا اور خلاف کیا ہے اسمین مالک اور لیث اور اوزاعی نے سو کہتے ہین کہ وہ دونو ایک قسم ہین اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث مین ہے کہ بڑا آدمی خود اپنے ہاتہہ سے بیع شرا کرے اگرچہ اُسکے وکیل اور مددگار ہون جو اسکو کفایت کرین اور اسمین مماکست کرنا ہے بیع مین اور رد بدل کرنا اور اسباب کا الٹانا اور فائدہ اُسکا امن ہے غبن سے اور بعض علم ایسا ہے کہ بڑے آدمی پر پوشیدہ رہتا ہے یہانتک کہ غیر اُسکا اسکو یاد دلاوے اور یہ کہ امام جب کوئی چیز ناجائز سُنے یا دیکہے تو اُس سے منع کرے اور حق کی طرف راہ دکہاوے اور یہ کہ جو کوئی کسی نیک کام کا فتویٰ دے وہ اسکی دلیل بھی بیان کرے اور یہ کہ امام اپنی رعیت کی حالات کو تلاش کرے اور انکی بہلایون مین کوشش کرے اور اسمین قسم کہانا ہے واسطے تاکید خبر کے اور اسمین حجت ہی واسطے خبر واحد کے اور اسمین حجت قائم کرنا ہے اُسپر جو قرآن اور حدیث کی حکم کے برخلاف کرے اور یہ کہ اگر کوئی سونے کو چاندی کے ساتھہ بیچے تو اسمین اودہار کرنا جائز نہین تو جبکہ اومین جائز نہوا باوجودیکہ دونو جنس مختلف ہین تو سونے کو سونے کے بدلے بیچنے مین اودہار بطریق اولے جائز نہوگا اور حالانکہ وہ جنس ایک ہے اور اسی طرح چاندی کو چاندی کے ساتھہ بیچنے مین اودہار جائز نہین اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع ہے اسپر کہ سونے کو سونے کے بدلے اور سونے کو چاندی کے بدلے وعدے کے ساتھہ بیچنا درست نہین پس اسمین قیاس کی کوئی حاجت نہین اور مراد سونے چاندی سے عام ہے خواہ اسپر سکہ ہو مانند روپے اور اشرفی وغیرہ کی یا نہ ہو مانند ٹکڑے سونے چاندی کی (فتح)

باب بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ سونے کو سونے کے بدلے بیچنے کا بیان یعنے اسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ أَبُو بَكْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ **ترجمہ** ابو بکرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کو بدلے

سونیکے مگر برابر ساتھہ برابر کے اور نہ چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھہ برابر کے اور بیچو سونے کو بدلے چاندی کے اور چاندی کو بدلے سونے کے جسطرح کہ چاہو تم **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کو سونے کے بدلے بیچنا درست نہین مگر برابر ساتھہ برابر کے اور باقی شرح اسکی آینده آویگی **باب** بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ چاندی کو بدلے چاندی کے بیچنے کا بیان **ف** اسکا حکم بھی پہلے گذرچکا ہے **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ ثَنَا عَمِّي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ ثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ مَا هٰذَا الَّذِي تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فِي الصَّرْفِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ مِثْلًا بِمِثْلٍ **ترجمہ** سالم رض سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رض نے ابن عمر رض سے حدیث بیان کی مانند اس حدیث کی جو عمر فاروق رض سے باب بیع الشعیر بالشعیر مین گذر چکی ہے کہ واجب ہے کہ بیع دست بدست ہو سو عبداللہ بن عمر رض نے ابو سعید رض سے ملاقات کی یعنے حدیث بیان کرنے کے سوائے اور وقت مین سو اُسنے کہا کہ اے ابو سعید کیا ہے یہ حدیث جسکو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے تو ابو سعید نے کہا بیع صرف مین کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ بیچنا سونے کا بدلے سونے کے برابر برابر ہے اور چاندی بدلے چاندی کے برابر برابر ہے **ف** اور سونا عام ہے اپنی سب قسمون کو شامل ہے برابر ہے کہ مضروب ہو یا منقوش اور برابر ہے کہ کھرا ہو یا کھوٹا اور برابر ہے کہ درست ہو یا ٹوٹا ہو اور برابر ہے کہ زیور ہو یا ٹکڑا اور برابر ہے کہ خالص ہو یا اُسمین کھوٹ ہو اور نووی وغیرہ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کو بدلے سونے کی مگر برابر ساتھہ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھہ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو انمین سے غائب کو بدلے حاضر کے یعنے نہ بیچو نقد کو ساتھہ ادہار کے **ف** مراد ساتھہ غائب کے عام ہے مؤجل سے یعنی مجلس سے غائب ہو برابر ہے کہ وعدہ کے ساتھہ ہو یا اُسی وقت ہو اور اسمین حجت ہے واسطے شافعی کے کہ اگر کسی کے کسی پر درہم آتے ہون اور دوسرے کو اُسپر دینارین آتی ہون تو ایک کو دوسرے کے بدلے بیچنا جائز نہین اسواسطے کہ یہ بیع چاندی کی ہے ساتھہ سونے کی بطور قرض کے یعنے قرض کو قرض کے ساتھہ بیچنا ہے اسواسطے کہ جب

غائب کو حاضر کے ساتھ بیچنا درست نہین تو قرض کو قرض کے بدلے بیچنا بطریق اولے درست نہ ہوگا اور اصحاب سنن نے ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ مین بقیع مین اونٹون کو بیچتا تھا سو مین انکو دیناروں کے ساتھ بیچتا تھا اور انکے بدلے درہم لیتا تھا اور برعکس اسکے سو مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا کوئی ڈر نہین جبکہ ہو ساتھ نرخ اسدن کے یعنے وقت لینے کے جب تک کہ تم جدا نہو جاؤ اسحال مین کہ تمہارے درمیان کوئی چیز ہو لیکن یہ حدیث قرض کے بیچنے مین نہین یعنے یہ بدل کرنا دراہم اور دیناروں کا آپسمین بایں شرط جائز ہے کہ مجلس کے اندر آپسمین قبض کرین تا بیع نقد کی ساتھ نسیئہ یعنے وعدے کی لازم نہ آوے اور بیاج نہو اور استدلال کیا ہے ساتھ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مثلاً بمثل کہ اگر کوئی ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے بیچے تو یہ بیع باطل ہے اور اس سے زیادہ تر وہ حدیث ہے جو کہ مسلم نے فضالہ ابن عبید سے روایت کی ہے بیچ رد کرنے بیع ہار کے جسمین سونا اور نگینے تھے یہانتک کہ جدا کیے جاویں (فتح)

باب بَیْعِ الدِّیْنَارِ بِالدِّیْنَارِ نَسَاءً دینار کو دینار کے بدلے وعدے کے ساتھ بیچنا

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا ضَحَّاکُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ اَنَّ اَبَا صَالِحٍ الزَّیَّاتَ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ الدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ وَالدِّرْھَمُ بِالدِّرْھَمِ فَقُلْتُ لَہٗ فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا یَقُوْلُہٗ فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ سَاَلْتُہٗ فَقُلْتُ سَمِعْتَہٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ وَجَدْتَّہٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَقَالَ کُلَّ ذٰلِکَ لَآ اَقُوْلُ وَاَنْتُمْ اَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنِّیْ وَلٰکِنْ اَخْبَرَنِیْ اُسَامَۃُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبٰوا اِلَّا فِی النَّسِیْئَۃِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ سَمِعْتُ سُلَیْمَانَ بْنَ حَرْبٍ یَقُوْلُ لَا رِبٰوا اِلَّا فِیْ نَسِیْئَۃٍ قَالَ ھٰذَا عِنْدَنَا فِی الذَّھَبِ بِالْوَرِقِ وَالْحِنْطَۃِ بِالشَّعِیْرِ مُتَفَاضِلًا لَا بَاْسَ بِہٖ یَدًا بِیَدٍ وَّلَا خَیْرَ فِیْہِ نَسِیْئَۃً **ترجمہ** ابو صالح زیات رض سے روایت ہو کہ مینے ابو سعید رض سے سنا کہتے تھے کہ جائز ہے بیچنا ایک دینار کا بدلے ایک دینار کے اور بیچنا ایک درہم کا بدلے ایک درہم کے تو مینے انسے کہا کہ ابن عباس اسکے قائل نہین یعنے بلکہ انکا یہ مذہب ہے کہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے دست بدست بیچنا درست ہے یعنے اگر دست بدست بیچے تو کمی بیشی درست ہے سو ابو سعید نے کہا کہ مینے ابن عباس سے پوچھا سو مینے کہا کہ کیا تو نے یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے یا اسکو کتاب اللہ مین پایا ہے تو ابن عباس نے کہا کہ مین یہ کل نہین کہتا ہون یعنے نہ تو مینے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور نہ اسکو کتاب اللہ مین پایا اور تم مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کے ساتھ عالم ہو یعنے اسواسطے کہ تم عمر مین بڑے ہو اور تمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بہت کی ہے اور مین چھوٹا ہون و لیکن خبر دی مجھکو اسامہ نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین بیاج مگر وعدے

مین کہاکہ یہ حدیث ہماری نزدیک بیچ بیچنے سونے کی ہے ساتھہ چاندی کے اور بیچنے گیہوں کی ہے ساتھہ جو کے کم وبیش نہین ڈر ہے ساتھہ اُنکے ہاتہون ہاتہہ اور نہین بہلائی وعدے مین **ف** اور مسلم مین ابن عباس سے روایت ہی کہ نہین بیاج ہے اسچیز مین کہ ہو ہاتہون ہاتہہ اور ایک روایت مین ہی ابو نضرہ سے کہ مینے ابن عباس رض سے صرف کا حکم پوچہا تو اُسنے کہاکہ کیا ہاتہون ہاتہہ مینے کہاکہ ہان ابن عباس رض نے کہاکہ اسکا کچہ ڈر نہین سو مینے ابو سعید کو خبر دی تو اُسنے کہاکہ کیا اُس نے یہ بات کہی ہے ہم اُسکی طرف لکہین گے سو وہ تمکو نہ فتوے دیگا اور ایک روایت مین ہے کہ مینے ابن عمر رض اور ابن عباس رض سے بیع صرف کا حکم پوچہا تو اُنہون نے اُسکا کچہ ڈر نہ دیکہا پہر مینے ابو سعید رض سے پوچہا تو اُس نے کہاکہ جو زیادہ ہو پس وہ بیاج ہے اور بیع صرف اسکو کہتے ہین کہ سونے کو چاندی کے بدلے بیچے یا چاندی کو سونے کے بدلے بیچے اور اُسکے واسطے دو شرطین ہین منع ہونا ادہار کا یعنے ادہار کے ساتھہ بیچنا درست نہین برابر ہے کہ جنس ایک ہو یا مختلف ہو اور اگر جنس ایک ہو تو کم وبیش لینا درست نہین اور یہی ہے قول جمہور کا اور مخالفت کی ہے اسمین ابن عمر رض نے پہر رجوع کیا اُس نے اور ابن عباس رض نے بہی اُسمین مخالفت کی ہے اور اسکے رجوع مین اختلاف ہی اور اتفاق ہے سب علماء کا اسپر کہ اسامہ کی حدیث صحیح ہے اور اختلاف کیا ہے انہون نے بیچ جمع کے درمیان اسکے اور درمیان حدیث ابو سعید رض کے سو بعضے تو کہتے ہین کہ اسامہ کی حدیث منسوخ ہی لیکن نسخ احتمال سے ثابت نہین ہوتا اور بعضے کہتے ہین کہ معنے لاربا کے یہ ہین کہ بیاج زیادہ تر غلیظ اور شدید حرمت والا جسپر سخت عذاب کا وعدہ ہے نہین ہے مگر وعدے مین تو یہ لا واسطے نفی کمال کے ہی نہ واسطے نفی ذات کی اور نیز نفی حرمت بیاج زیادتی کی اسامہ کی حدیث سے تو صرف بطور مفہوم کے ہے پس مقدم کیجاویگی اسپر حدیث ابو سعید کی اسواسطے کہ اسکی دلالت اسپر بطریق منطوق کے ہی اور اسامہ کی حدیث بیاج اکبر پر محمول ہے اور طبری نے کہاکہ معنے اسامہ کی حدیث کی یہ ہین کہ نہین بیاج　مگر وعدے مین جبکہ بیع کی قسمین مختلف ہون اور کمی بیشی اُسمین ہاتہون ہاتہہ بیاج ہے واسطے تطبیق کے درمیان اُسکے اور درمیان حدیث ابو سعید رض کے (فتح)

باب بیع الورق بالذھب نسیئۃ

چاندی کو سونے کے ساتہہ ادہار بیچنا **ف** بیع یا تو ساتہہ نقد کے ہی یا ساتہہ عرض کے فی الحال ہے یعنے ہاتہون ہاتہہ یا ساتہہ مہلت کے پس وہ چار قسم ہے پس بیع نقد کی یا تو ساتہہ مثل اُسکی کے ہی اور یہ مراطلہ ہے اور یا ساتہہ نقد غیر جنس کے ہی یعنے جیسے چاندی کو ساتہہ سونے کے اور یہ صرف ہے اور بیع اقسام اسباب کی ساتہہ نقد کے نقد کا نام ہو لیکہا جاتا ہے اور عرض کا نام عوض رکہا جاتا ہے اور بیع عرض کی ساتہہ عرض کے نام رکہا جاتا ہے اُسکا مقایضہ اور حلول یعنے دست بدست بیچنا ان سب قسمون مین جائز ہے اور اسپر مہلت ٹہیرانی پس اگر ہو بیع نقد کی

امام بخاری نے یہ حدیث روایت کی ہے سلیمان بن حرب سے [margin note; reading uncertain]

ساتھ نقد کے مہلت سے تو نہیں جائز ہے اور اگر اسباب مؤخر ہو تو جائز ہے سو اگر عوض مؤخر ہو تو یہ بیع سلم ہے
اور اگر دونو مؤخر ہوں تو وہ بیع قرض کی ہے ساتھ قرض کے اور یہ جائز نہیں مگر حوالہ میں نزدیک بعض کی جو اسکو
بیع کہتا ہے (فتح) **حدثنا** حفص بن عمر ثنا شعبۃ اخبرنی حبیب بن ثابت سمعت ابا
المنہال قال سألت البراء بن عازب و زید بن ارقم عن الصرف فکل واحد منہما یقول
ہذا خیر منی فکلاہما یقول نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الذہب بالورق
دینا **ترجمہ** ابو المنہال سے روایت ہے کہ میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو دونو
میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ یہ مجھ سے بہتر ہے سو وہ دونو کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بیع
سونے کی سے ساتھ چاندی کے از روی قرض کے یعنے جو ہاتھوں ہاتھ نہ ہو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ نہیں جائز ہے بیچنا چاندی کو بدلے سونے کے ساتھ وعدے کے اور نام رکھا گیا ہے اسکا بیع صرف واسطے
پھیرنے اسکے کی مقتضی بیعوں سے جائز ہونے کی بیشی سے بیچ اسکے اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا
کہ تھے اسپر اصحاب تواضع سے اور انصاف کرنے بعض کے سے واسطے بعض کے اور پہچاننے حق ایک دوسرے
کی سے اور مدد چاہنے عالم کے فتوی میں ساتھ نظیر اپنی کے علم میں و سیأتی الکلام علیہ فی الشرکۃ (فتح الباری)

باب بیع الذہب بالورق یدا بید بیچنا سونے کا ساتھ چاندی کے ہاتھوں ہاتھ **حدثنا**
عمران بن میسرۃ ثنا عباد بن العوام انا یحیی بن ابی اسحاق ثنا عبد الرحمن بن ابی بکرۃ
عن ابیہ قال نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الفضۃ بالفضۃ والذہب بالذہب
الا سواء بسواء وامرنا ان نبتاع الذہب بالفضۃ کیف شئنا والفضۃ بالذہب
کیف شئنا **ترجمہ** ابو بکرہ رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے چاندی کے سے
بدلے چاندی کے اور سونے کے سے ساتھ سونے کی مگر برابر ساتھ برابر کے اور ہمکو حکم ہوا کہ خریدیں ہم سونے کو
بدلے چاندی کے جسطرح کہ چاہیں اور چاندی کو ساتھ سونے کی جسطرح کہ چاہیں **ف** یہ حدیث پہلے گذر چکی
ہے اور اس حدیث میں حلول کی قید نہیں یعنے ہاتھوں ہاتھ بیچنا اور شاید کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اسکے طرف
اس چیز کی جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے پس مسلم نے عباد کے طریق سے روایت کی ہے
اور اسمیں یہ بھی ہے کہ اسکو ایک مرد نے پوچھا تو اُسنے کہا کہ ہاتھوں ہاتھ اور ایک طریق میں ہے کہ بیچو چاندی کو
ساتھ سونے کے جسطرح کہ تم چاہو اور بیع صرف میں قبض کی شرط ہونا تو متفق علیہ ہے یعنے سب کا اتفاق ہے
اسپر کہ بیع صرف میں قبض کرنا شرط ہے اور اختلاف تو صرف اسمیں ہے کہ اگر جنس ایک ہو تو کم و بیش لینا
درست ہے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جائز ہے بیچنا بعض ربویات کا ساتھ بعض کے

جبکہ ہو ہاتھون ہاتھ اور زیادہ تر صریح عبادہ کی حدیث ہے کہ جب جنسین مختلف ہون تو بیچو جسطرح کہ تم چاہو (فتح) **باب** بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَهِيَ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَبَيْعُ الزَّبِيبِ بِالْكَرْمِ وَبَيْعِ الْعَرَايَا باب ہے بیان مین بیع مزابنت کے اور وہ بیچنا خشک کہجور کا ہے ساتھ تازہ کہجور کے اور بیچنا خشک انگور کا ہے ساتھ تازہ انگور کے اور بیچنا عرایا کا یعنے اسکے پہلون کا **ف** زبن کے معنے سخت دفع کرنا ہے اور اسی قبیل سے نام رکہی گئی ہے لڑائی زبون واسطے دفع کرنے کی بیچ اسکے اور اس بیع مخصوص کا نام مزابنت رکہا گیا اسواسطے کہ ہر ایک بائع اور مشتری سے دفع کرتا ہے ساتھی اپنے کو حق اسکے سے یا اسواسطے کہ جب ایک اُن دونو مین غبن پر واقف ہو تو ارادہ کرتا ہے دفع بیع کا ساتھ فسخ کرنے اُسکے کی اور ارادہ کرتا ہے دوسرا دفع کرنے اسکے کا اس ارادے سے ساتھ جائز رکہنے بیع کے اور اصل مزابنت کی معنے یہ ہین کہ جو کہ یہان بیان ہوئی اور الحاق کیا ہے امام شافعی نے ساتھ اسکے ہر بیع مجہول کے یا ساتھ معلوم کے اُس جنس سے کہ جاری ہے بیاج اسکی نقد مین امام شافعی نے کہا کہ جو کہے کہ مین ضامن ہون واسطے تیرے اس ڈہیر کے ساتھ بیس صاع کے مثلاً پس اگر زیادہ نکلے تو واسطے میرے ہے اور اگر کم نکلے تو مجہپر ہے تو یہ جوا ہے اور یہ مزابنت نہین مین کہتا ہون کہ پہلے گذر چکا ہے بیچ باب بَيْعِ الزَّبِيبِ بِالزَّبِيبِ کے کہ مزابنت یہ ہے کہ بیچے خشک کہجور کو ساتھ پیمانے کی اس شرط سے کہ اگر زیادہ نکلے تو واسطے میرے ہے اور اگر کم نکلے تو مجہپر ہے پس ثابت ہوا کہ یہ صورت بہی مزابنت کی صورتون سے ہے اور اسکے جوئی ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ مزابنت نہ ہو اور نیز مزابنت کی صورتون سے ہے کہ بیچے کہیتی کو ساتھ گیہون کے بطور پیمانے کے جیسے کہ مسلم کی روایت مین یہ لفظ آچکا ہے اور یہ زیادتی بخاری مین آئندہ آویگی اور امام مالک نے کہا کہ مزابنت ہر شے ہے اندازے سے کہ نہ معلوم ہو پیمانہ اُسکا اور وزن اُسکا اور نہ عدد اُسکا جبکہ بیچی جاوے ساتھ چیز معین کے کیل وغیرہ سے برابر ہے کہ اُس جنس سے ہو جسمین بیاج جاری ہوتا ہے یا نہ ہو اور سبب نہی کا یہ ہے کہ یہ جوا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مزابنت یہ ہے کہ بیچے میوے کو پہلے ظاہر ہونے پختگی سے اور یہ خطا ہے اور صحیح تفسیر اسکی وہ ہے جسپر حدیثین دلالت کرتی ہین اور قمار اور مخاطرہ بھی اسمین داخل ہے (فتح) وَقَالَ أَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ یعنے اور انس نے کہا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے اور محاقلت سے **ف** اور یہ تفسیر مزابنت کی مرفوع ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے ثابت ہے اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے تو یہ تفسیر اُن اصحاب سے ہے اور وہ زیادہ تر پہچاننے والے ہین ساتھ تفسیر اسکی کے اپنے غیر سے ابن عبد البر نے کہا کہ کوئی انکا مخالف نہین اسمین کہ مانند اسکی مزابنت ہے اور اختلاف تو اسمین ہے کہ کیا ملحق ہے ساتھ اسکے ہر وہ چیز کہ نہین جائز

ہے مول اسکا (حاشیہ)

مگر برابر ساتھہ برابر کے پس نہیں جائز ہے اُسمین پیمانہ ساتھہ اندازے کے اور نہ اندازہ ساتھہ اندازہ کے پس جمہور
کہتے ہین کہ یہ بھی اُسکے ساتھہ ملحق ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کہجور اور انگور کے ساتھہ خاص ہے (فتح) حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا
تَبِيعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ قَالَ سَالِمٌ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِهِ **ترجمہ** عبد اللہ
بن عمر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچو میوے کو یہانتک کہ اُسکی پختگی ظاہر ہو
اور نہ بیچو میوے کو کہ درخت پر ہو ساتھہ کہجور خشک کے اور زید بن ثابت سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے رخصت دی بعد اسکے یعنے بعد منع کرنے بیع میوے کی سے کہ درخت پر ہو ساتھہ خشک کہجور کے عریے کے
بیچنے مین یعنے اسکے پہل کے بیچنے مین ساتھہ تازہ کہجور یا خشک کہجور کے اور اُسکے غیر مین رخصت نہین دی
ف اور استدلال کیا گیا ہے ساتھہ حدیثون باب کی اوپر حرام ہونے بیع تازہ کہجور کے ساتھہ خشک کہجور کے
اُس سے اگرچہ پیمانے اور تول مین برابر ہوں اسواسطے کہ برابر ہونیکا اعتبار تو کمال کی حالت مین صحیح ہوتا
ہے اور تازہ کہجور کبھی کم ہو جاتی ہے جبکہ خشک ہو خشک کہجور سے ایسا نقص کہ اندازہ نہین کیا جاتا اور یہی ہے
قول جمہور کا اور ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ کافی ہے برابر ہونا تر ہونے کی حالت مین اور مخالفت کی ہے
اُسکی بیچ اسکے اُسکے دونو صاحبون نے یعنے ابو یوسف اور محمد نے واسطے صحیح ہونے حدیثون کے جو نہی مین
وارد ہین اور زیادہ تر صریح اس سے سعد بن ابی وقاص کی حدیث ہی کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا کہ تازہ کہجور کو خشک کہجور کے ساتھہ بیچنا درست ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تر کہجور
خشک ہو تو کیا کم ہو جاتی ہے لوگون نے کہا کہ ہان فرمایا پس جائز نہین روایت کی یہ حدیث مالک اور
اصحاب سنن نے اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بعد عریہ کے بیچنے کی اجازت دی تو یہ زیادہ تر
صریح ایچیز کی ہے جو وارد ہوئی ہے بیچ رد کے اُس حنفی پر جو حمل کرتا ہے نہی کو بیچنے تازہ . . . . .
میوے کے ساتھہ خشک کہجور کے اوپر عموم اپنے کے یعنے تازہ کہجور کو خشک کہجور کے ساتھہ بیچنا ہر صورت مین
منع ہے اور کہا اسنے کہ عرایا یعنے اُنکے پہلون کا بیچنا اسحدیث کی عموم سے مستثنے نہین اور گمان کیا اسنے
کہ یہ دونو حکم مختلف ہین یعنے متعارض ہین وارد ہوئے ہین ایک سیاق مین اور اسی طرح جو زعم کرتا ہے اسمین
جیساکہ حکایت کیا ہے اسکو ابن منذر نے اُسنے کہ عرایا کا بیچنا منسوخ ہے ساتھہ اسحدیث کے کہ منع ہے بیچنا
تازہ کہجور کا ساتھہ خشک کہجور کے اسواسطے کہ منسوخ ناسخ کے بعد نہین ہوتا اور یہ کہا کہ ساتھہ تر کہجور کے

یا خشک کھجور کے تو اسمین حجت ہی واسطے جائز ہونے بیع تازہ کھجور کے جو درخت پر اندازہ کی گئی ہو بدلے کھجور
تر کے کہ اندازہ کی گئی ہے زمین پر اور یہ رای ابن خیران شافعی کی ہے اور بعض کہتے ہین کہ جائز نہین اور یہ رای
اصطخری کی ہے اور صحیح کہا ہے اسکو ایک جماعت نے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر ایک ہو تو جائز نہین اس
واسطے کہ اسکی حاجت نہین اور اگر دو قسم ہون تو جائز ہے اور یہ رای ابی اسحاق کی ہے اور صحیح کہا ہی
اسکو ابن عصفور نے اور یہ سب صورتین اُس حالت مین ہین کہ ایک میوہ درخت پر ہو اور دوسرا زمین پر اور
بعضے کہتے ہین کہ مثل اسکی ہے جبکہ دونو درخت پر ہون اور بعضے کہتے ہین کہ محل اُسکا صحیح نہین ہے جبکہ
دو قسم ہون اور اسمین اور بھی کئی فروع ہین جنکا ذکر دراز ہے اور تصریح کی ہے ماوردی نے ساتھ
اسکے کہ کچی کھجور کا بھی حکم تر کھجور کی مانند ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ
اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا ترجمہ عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ منع فرمایا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے اور مزابنت خریدنا میوے کا ہے ساتھ کھجور کے بطور پیمانی کے
اور بیچنا انگور تر کا ہے ساتھ انگور خشک کے بطور پیمانے کو **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نام رکھنا
انگور کا کرم اور اُس سے نہی وارد ہو چکی ہے کما سبق الکلام علیہ اور تطبیق دونو کے درمیان اسطور سی ہے
کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے اور یہ واسطے بیان جواز کے ہی یعنے اُسکو کرم کہنا درست ہی لیکن مکروہ تنزیہی ہے
اور یہ بنا بر اسکے ہی کہ مزابنت کی تفسیر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کلام سے ہی اور اگر اُسکا موقوف ہونا تسلیم
کیا جاوے تو نہین حجت ہے جواز پر پس نہی اپنے حقیقی معنے پر محمول ہوگی اور سلف کو اسمین اختلاف ہے کہ
کیا عرایا مین تر کھجور کے ساتھ انگور وغیرہ بھی ملحق ہے یا نہین بعضے کہتے ہین کہ نہین اور یہ قول اہل ظاہر کا
ہے اور اختیار کیا ہے اُسکو بعض شافعیہ نے انہین مین سے ہے محب طبری اور بعضے کہتے ہین کہ صرف
انگور اُسکے ساتھ ملحق ہے یعنے اُسکے سوای اور کوئی چیز نہین اور یہی ہے مشہور مذہب شافعی کا اور بعضے
کہتے ہین کہ ملحق ہے ساتھ اُسکے ہر وہ چیز کہ ذخیرہ کیجاوے اور یہ قول مالکیہ کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ملحق
ہے ساتھ اُسکے ہر میوہ اور یہ بھی شافعی سے منقول ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ
عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى بْنِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ
فِي رُؤُوسِ النَّخْلِ ترجمہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مزابنت
اور محاقلت سے اور مزابنت خریدنا میوے کا ہے ساتھ خشک کھجور کے کہ درخت پر ہو **ف** اور ایک روایت مین

کیل کا لفظ زیادہ ہی اور وہ موافق ہے واسطے ابن عمر کے جو پہلے گذر چکی ہے اور ذکر کیل کا اس صورت مین قید نہین بلکہ اسواسطے کہ وہ صورت بیع کی ہے جو اسوقت وہان واقع ہوئی تہی پس نہین ہے کوئی مفہوم واسطے اُسکی یا اُسکے لیے مفہوم ہے لیکن وہ مفہوم موافقت کا ہے اسواسطے کہ مسکوت عنہ اولے ہی ساتھہ منع کی منطوق سے اور اُس سے ستفاد ہوتا ہے کہ معیار تمر اور زبیب کا کیل ہے اور مسلم نے ابوسعید کی حدیث مین یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ محاقلت کرایہ دینا زمین کا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ ثَنَا اَبُوْمُعٰوِيَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہی کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے محاقلت سی اور مزابنت سی **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ اَنْ يَّبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا **ترجمہ** زید بن ثابت رض سے روایت ہی کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے صاحب عریہ کے یہ کہ بیچے اسکو ساتھہ اندازہ کرنے اُسکے کی اور مسلم کی ایک روایت مین ہی کہ رخصت دی عریہ مین کہ لے اسکو گہروالا ساتھہ اندازہ کرنے اُسکی کے حالت خشک ہونے مین یعنے اندازہ کرے کہ خشک ہونے کے بعد کسقدر رہیگا اسقدر خشک کہجورین دیکر لے لیوے کہ کہاوین اس میوے کو اہل اُسکے تازہ اور ایک روایت مین ہے کہ رخصت دی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیچ بیچنے عریہ کے ساتھ اندازہ کرنے اُسکی کی حالت خشک ہونے مین اور یحیے راوی نے کہا کہ عریہ یہ ہے کہ خرید ہی مرد کہجور راغ کی ساتھہ طعام اہل اپنے کی حالت تر ہونے مین ساتھہ اندازہ کرنے اُسکے کی حالت خشک ہونے مین اور ایک روایت مین ہے کہ اجازت دی عرایا مین ایک او ر دو درخت کہجور کے کہ بخشتے جاتے ہین واسطے مرد کے پس بیچے انکو ساتہ اندازہ کرنے اسکے کی حالت خشک ہونے مین اور جمہور کے نزدیک قید نہین کما سیاتی (فتح) **بَابُ** بَيْعِ الثَّمَرِ عَلٰى رُءُوْسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ سونے اور چاندی سے میوی کو درخت پر بیچنا **ف** یعنی کہ بیچا وی یعنے نقد کے ساتہہ بیچنا **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَّاَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَطِيْبَ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِّنْهُ اِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ اِلَّا الْعَرَايَا **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے کہجور کے سی یہانتک کہ خوشرنگ ہو یعنے اُسکی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچی جاوے اس سے کوئی چیز مگر ساتہ دینار اور درہم کے مگر عرایا **ف** ابن بطال نے کہا کہ چاندی اور سونے پر تو صرف اسواسطے اقتصار کیا ہے کہ لوگون کا اکثر معاملہ اسکے ساتہہ ہوتا ہے ورنہ امت کی درمیان اسمین اختلاف نہین کہ جائز ہے بیچنا اُسکا ساتہ تمام قسمون مال و اسباب کے ساتہہ شرط اُسکی کے اور یہ جو کہا کہ مگر عرایا تو اسکے معنے یہ ہین کہ جائز ہے بیچنا تر کہجور کا

بیچ اسکے بعد اُسکے کہ اندازہ کیا جاوے اور پہچانی جاوے قدر اُسکی ساتھہ اسقدر کے کہجور سے کما سیاتی البحث فیہ اور ابن منذر نے کہا کہ کوفیون نے دعوی کیا ہے کہ عرایا کی بیع منسوخ ہے ساتھہ منع کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیع ثمر میوہ سے ساتھہ کہجور کے اور یہ دعوی انکا مردود ہے اسواسطے کہ جس نے نہی کی روایت کی ہے اُسنے عرایا کی رخصت کی روایت کی ہے پس نہی اور رخصت دونو کو ثابت کیا ہے مین کہتا ہون کہ روایت سالم کی جو پہلے گذر چکی ہے وہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ بیع عرایا کی رخصت نہی کی بعد واقع ہوئی ہے اور لفظ اسکا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع ہے کہ نہ بیچو میوہ کو ساتھہ خشک کہجور کے اور ابن عمر نے زید بن ثابت سے روایت کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ نے عریہ کے بیچنے کی رخصت دی اور یہی ہے وہ چیز جسکو لفظ رخصت کا چاہتا ہے اسواسطے کہ رخصت منع کے بعد ہوتی ہے اور اسی طرح باقی حدیثین جنمین واقع ہوا ہے استثنا بعد عرایا کے نہی بیع ثمر کی ساتھہ کہجور خشک کے اور مینے یہ بات پہلے بہی واضح کردی ہے (فتح الباری)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَسَأَلَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الرَّبِيعِ أَحَدَّثَكَ دَاوُدُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ قَالَ نَعَمْ **ترجمہ** امام بخاری نے کہا کہ حدیث بیان کی مجہ سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے اس نے کہا کہ مینے مالک سے سنا اور حالانکہ عبید اللہ نے اُس سے پوچہا تہا کہ کیا حدیث بیان کی تجہکو داؤد نے ابو سفیان سے اس نے روایت کی ابو ہریرہؓ سے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ بیچنے عرایا کے پانچ وسق مین یا اُس سے کم مین تو مالک نے کہا کہ ہان **ف** وسق ساٹھہ صاع کا ہوتا ہے تو پانچ وسق تخمینا پچیس من پختہ ہوئے اور اسکا بیان کتاب الزکوۃ مین پہلے گذر چکا ہے اور جو کوئی عرایا کی بیع کو جائز رکہتا ہے اُسنے اس عدد کے مفہوم کو اعتبار کیا ہے یعنی اگر عرایا پانچ وسق یا اُس سے کم ہو تو اُسکا بیچنا جائز ہے اور اگر پانچ وسق سے زیادہ ہو تو اُسکا بیچنا جائز نہین اور پانچ وسق جائز ہونے مین اختلاف ہے واسطے شک مذکور کے اور خلاف نزدیک مالکیہ اور شافعیہ کے ہے اور راجح نزدیک مالکیہ کی جائز ہونا ہے پانچ وسق کا اور جو اُس سے کم ہو اور شافعیہ کے نزدیک اگر پانچ وسق سے کم ہو تو اُسکا بیچنا جائز ہے اور اگر پورے پانچ وسق ہون تو انکا بیچنا جائز نہین اور یہی قول ہے حنابلہ اور اہل ظاہر کا اور ماخذ منع کا یہ ہے کہ اصل حرام ہونا ہے اور بیع عرایا کی رخصت ہے پس پکڑا جاویگا ساتھہ اسچیز کے کہ ثابت ہوا اُس سے جواز یعنے یقین کر لیا جاویگا اور مشکوک لغو ہوگا اور اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بیع مزابنت کی نہی پہلے وارد ہوئی ہے پہر عرایا کی رخصت واقع ہوئی اور یا بیع مزابنت کی نہی کے ساتھہ واقع ہے سو بنا بر پہلی وجہ کے پانچ وسق کی بیع جائز ہوگی واسطے شک کے بیچ دور ہونے تحریم کے اور بنا بر دوسری وجہ کے جائز ہے واسطے شک کے بیچ مقدار

تحریم کے اور ترجیح دیتی ہے پہلی وجہ کو روایت سالم کی جو پہلے باب مین مذکور ہے اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیہ
نے کہ دون کا لفظ صلاحیت رکہتا ہے واسطے تمام اُن چیزون کے کہ پانچ سے تلے ہین یعنے چار وسق پر بہی صادق آتی
ہے اور تین پر بہی اور دو پر بہی سو اگر ہم اُسکے ساتہہ عمل کرین تو لازم آویگا دور ہونا اس رخصت کا اسواسطے کہ
جب کوئی حد اُسکی معین نہین تو کسی پر عمل کرنا ممکن نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے باین طور کہ اُسکے ساتہہ عمل کرنا
ممکن ہے باینطور کہ حمل کیا جاوے اوپر اقل چیزون کے کہ اسپر صادق آتی ہے اور یہی مفتے بہ ہے شافعی کے مذہب
مین اور تحقیق روایت کی ترمذی نے حدیث باب کی مالک سے ساتہہ اس لفظ کے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیچ بیچنے عرایا کے اُس چیز مین کہ پانچ وسق سے کم ہو اور اسمین شک نہین کیا اور ماوردی نے گمان
کیا ہے کہ ابن منذر کا مذہب یہ ہے کہ اُسکی حد چار وسق ہین اور لازم کیا مزنی نے شافعی کو اسکے ساتہہ قائل ہونا
اور اس نقل مین نظر ہے اسواسطے کہ جو چیز اُس نے ابن منذر سے نقل کی وہ اسکی کتابون مین نہین بلکہ اسمین
تو صرف اس قول کو ترجیح ہے کہ پانچ وسق کا بیچنا جائز نہین اور جو اس سے کم ہو وہ جائز ہے اور یہی ہے وہ قول
جو مزنی نے شافعی کو لازم کیا تہا اور تحقیق حکایت کیا ہے ابن عبد البر نے یہ قول ایک قوم سے اور کہا کہ حجت پکڑی
ہے انہون نے ساتہہ حدیث جابر کے پہر کہا کہ نہین اختلاف ہے درمیان شافعی اور مالک اور اُنکے تابعدارون کے
کہ عرایا مین چار وسق سے زیادہ کو بیچنا جائز ہے جب تک کہ پانچ وسق کو نہ پہونچے اور اُنکے نزدیک جابر کی حدیث
ثابت نہین ہوئی اور جابر کی حدیث یہ ہے جو کہ امام شافعی اور احمد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سنے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تہے جبکہ آپ نے عرایا والون کو اجازت دی کہ بیچین اسکو ساتہہ اندازہ کرنے اُسکی
کے ایک وسق اور دو وسق اور تین وسق اور چار وسق اور باب باندہا ہے اسپر ابن حبان نے ساتہہ اسکے کہ احتیاط
یہ ہے کہ چار وسق سے زیادہ نہ ہو اور یہی قول ہے جسکی طرف پہرنا مقرر ہے اور اسپر ایک حد مقرر کرلی کہ اُس سے
تجاوز کرنا جائز نہ ہو تو یہ صحیح نہین اور حجت پکڑی ہے بعض نے واسطے امام مالک کے ساتہہ قول سہل کے کہ عرایا
تین وسق ہوتے ہین یا چار وسق یا پانچ وسق کما سیاتی فی الباب الذی یلیہ اور اسمین حجت نہین اسواسطے
کہ وہ موقوف ہے اور اس مسئلے کی فروع سے یہ ہے کہ اگر عقد بیع مین پانچ وسق پر زیادہ ہو تو سب کی بیع باطل ہوجاتی
ہے اور اگر کوئی پانچ وسق سے کم ایک عقد مین بیچے پہر وہی بائع اُسی مشتری کے ہاتہہ اُسکے برابر اور عقد مین بیچے
تو جائز ہے نزدیک شافعیہ کے صحیح تر قول مین اور امام احمد اور اہل ظاہر نے اسکو منع کیا ہے (فتح الباری)

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ قَالَ یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ سَمِعْتُ بُشَیْرًا قَالَ سَمِعْتُ
سَہْلَ بْنَ اَبِیْ حَثْمَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِی الْعَرِیَّۃِ
اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِھَا یَاْکُلُھَا اَھْلُھَا رُطَبًا وَقَالَ سُفْیٰنُ مَرَّۃً اُخْرٰی اِلَّا اَنَّہٗ رَخَّصَ فِی الْعَرِیَّۃِ یَبِیْعُھَا

اَهْلُهَا بِخَرْصِهَا يَأْكُلُوْنَهَا رُطَبًا قَالَ هُوَ سَوَاءٌ وَقَالَ سُفْيٰنُ قُلْتُ لِيَحْيٰى وَاَنَا غُلَامٌ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْ اَهْلَ مَكَّةَ قُلْتُ اِنَّهُمْ يَرْوُوْنَهٗ عَنْ جَابِرٍ فَسَكَتَ قَالَ سُفْيٰنُ اِنَّمَا اَرَدْتُ اَنَّ جَابِرًا مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قِيْلَ لِسُفْيٰنَ وَلَيْسَ فِيْهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ قَالَ لَا ترجمہ سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خشک کہجور کے بدلے میوہ بیچنے سی منع فرمایا اور تخمینے سی عرایا یعنے اُسکے پہلون کے بیچنے کی اجازت دی کہ اُسکی اہل اُسکو تازہ کہاوین اور سفین نے دوسری بار کہا مگر یہ کہ آپ نے عرایا کی رخصت دی کہ اُسکے مالک اسکو اندازے سے بیچین کہ کہاوین اُسکو اسکے اہل اُسکو تازہ ہو سفین نے کہا کہ یہ قول پہلے قول کے برابر ہے یعنے اسمین کچہ فرق نہین دونوکا مطلب ایک ہے سفیان کہتا ہے کہ مینے یحیے سے کہا اور مین لڑکا تہا کہ مکے والے کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بیچنے کی اجازت دی ہے یعنے اہل مکہ کی روایت مین اندازہ کرنے اور تازہ کہانے کی قید نہین یحیے نے کہا کہ کس چیز نے اہل مکہ کو معلوم کروایا ہے مینے کہا کہ وہ اُسکو جابر سے روایت کرتے ہین سو یحیے چپ رہا سفین نے کہا کہ مراد میرے اس کلام سے یہ ہی کہ جابر اہل مدینہ سے ہین اور سفین کو کہا گیا کہ نہین ہے اُسمین نہی بیچنے میوہ کی سے یہانتک کہ اُسکی پختگی ظاہر ہو سفین رض نے کہا نہین **ف** یعنے پس رجوع کریگی یہ حدیث طرف اہل مدینہ کی اور تہا واسطے یحیے بن سعید کے یہ کہ اُسکو کہتا کہ اہل مدینہ نے بہی اسمین تقیید روایت کی پس مطلق مقید پر محمول ہوگا یہانتک کہ قائم ہو دلیل اوپر عمل کرنے کی ساتہہ اطلاق کے اور تخمینے کی قید زیادتی حافظ کی ہے پس متعین ہوگا پہرنا طرف اُسکی اور اوپر کہانے کی قید پس ظاہر یہ ہے کہ واسطے بیان واقع کے ہی اسکی قید نہین اور ابو عبید سے روایت ہی کہ وہ شرط ہے کما سیاتی **باب** تَفْسِيْرِ الْعَرَايَا باب ہی بیچ بیان تفسیر عرایا کے **ف** عرایا جمع ہے عریہ کی اور وہ کہجور کے میوہ کا عطا کرنا ہے سوائے اصل درخت کی یعنے درخت کا میوہ کسی کو بخشدیوی اور درخت کو اپنی ملکیت مین رکہے اور عرب کا دستور تہا کہ قحط کے دنون مین کہجورون والے مسکینون کو بطور خیرات کی کچہہ درخت میوہ کہانے کی لیے دیتے تھے جنکے پاس میوہ نہ ہوتا تہا اور شرعًا اسکے معنے مین اختلاف ہی (فتح) وَقَالَ مَالِكٌ اَلْعَرِيَّةُ اَنْ يُّعْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ النَّخْلَةَ ثُمَّ يَتَاَذّٰى بِدُخُوْلِهٖ عَلَيْهِ فَرُخِّصَ لَهٗ اَنْ يَّشْتَرِيَهَا مِنْهُ بِتَمْرٍ یعنے اور مالک رح کہا کہ عریہ یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کو کہجور کا درخت اپنے باغ سے ہبہ کر دیوے یعنے اصل یا میوہ پہر بخشنے والا اس مرد کے آنے سی ایذا پاوے تو اسکو اجازت ہوئی کہ اُس درخت کو موہوب لہ سے خشک کہجورون کے بدلے خرید لیوے **ف** اور طحاوی نے مالک سے روایت کی ہے کہ عریہ ایک مرد کا کہجور کا ایک درخت ہی دوسرے کے باغ مین اور عرب کا دستور تہا کہ میوے کے وقت

باغ کے مالک اپنی عیال سمیت باغون مین آتے تھے سو بہت کہجور کے درختون والا دوسرے مرد کے آنے کو برا جانتا تھا پس اسکو کہتا تہا کہ مین تیری کہجورون کو اندازہ کر کے اُسکے بدلے خشک کہجورین تجھکو دیتا ہون سو اسکو اسکی اجازت ہوئی اور امام مالک کے نزدیک عریہ کی شرط یہ ہے کہ اُسکو خاص بخشنے والے کو ہاتھ ہی بیچنا درست ہے اسواسطے کہ باغ مین آنے سے مالک کو ضرر ہوتا ہے تاکہ دفع ہو ضرر دوسرے سے ساتھ قیام صاحب نخل کے ساتھ پانی پلانے وغیرہ کے اور اُسکی شرط یہ ہے کہ پختگی کے بعد ہو اور یہ کہ ہو ساتھ میوہ مہلت والے کو اور مخالفت کی اسکی شافعی نے اخیر شرط مین سو اُس نے کہا کہ قبض شرط ہے (فتح) وَقَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ اَلْعَرِيَّةُ لَا تَكُوْنُ اِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ وَلَا تَكُوْنُ بِالْجِزَافِ یعنے اور ابن ادریس یعنے امام شافعی نے کہا کہ نہین جائز ہے بیچنا عریہ کا مگر ساتھ ماپنے خشک کہجور کے یعنے اندازہ کرے کہ خشک ہونے کے بعد اسقدر رہیگا اُسقدر خشک کہجورین دیکر درخت کو خرید لیوے ہاتھون ہاتھ یعنے قبض کرے درخت کو ساتھ میوہ کے پہلے جدا ہونے سے اور نہین جائز ہے بیچنا عریہ کا ساتھ تخمینے کے یعنے یعنے دونو طرف سے صرف اندازہ ہو **ف** اور ایک روایت مین ہے کہ اگر قبض سے پہلے جدا ہون تو بیع فاسد ہو جاتی ہے وَمِمَّا يُقَوِّيْهِ قَوْلُ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ بِالْاَوْسُقِ الْمُوَسَّقَةِ یعنے اور اس چیز سے کہ شافعی کے قول کو قوی کرتی ہے سہل کا قول ہے کہ اُسنے کہا کہ عریہ ساتھ پیمانے کے ہے جو کہ ماپا گیا ہو **ف** اس سے بھی معلوم ہوا کہ عریہ کو تخمینے سے بیچنا درست نہین اور جو بخاری نے امام شافعی سے نقل کیا ہے وہ شرط ہے نزدیک اصحاب اُسکے کی اور عریہ کی تعریف اُنکے نزدیک یہ ہے کہ وہ بیچنا تر کہجورون کا ہے کہ درخت پر ہو کہ ہو اندازہ اُسکا جبکہ خشک ہو کمتر پانچ وسق سے بدلے مانند اسکی کے ساتھ ماپنے خشک کہجورون کے یعنے اُسکو اسقدر خشک کہجور ماپ کر دیوے باوجود قبض کرنے کی مجلس مین پھر عریہ کی صورتین بہت ہین انمین سے ایک صورت یہ ہے کہ ایک مرد باغ والے کو کہے کہ بیچ میرے ہاتھ میوہ کہجورون کے درختون معین کا ساتھ اندازہ کرنے اُسکے کی کہجورون خشک سے پس اندازہ کرے اُسکو اور بیچ ڈالے اسکو اور قبض کرے اُس سے کہجور خشک کو اور سپرد کرے طرف اُسکی کہجور کے درختون کو ساتھ تخلیہ کے پس فائدہ اٹھاوے ساتھ کہجور تر اُسکی کے اور ایک یہ ہے کہ باغ والا کسی مرد کو کہجورون کے درخت معلوم یا اُنکا میوہ بخشے پھر اُسکے آنے سے ضرر پاوے سو اُسکو اندازہ کرے اور اُس سے انکا تر میوہ خریدے بقدر اندازہ کرنے اُسکے کی ساتھ کہجور خشک کی کہ جلدی دے اسکو واسطے اسکے اور ایک صورت یہ ہے کہ مالک کہجورون کا میوہ ایک مرد کو بخش دیوے پس ضرر پاوے موہوب لہ ساتھ انتظار ہونے رطب کے خشک کہجور اور تر میوہ کہانا نہ چاہے واسطے محتاج ہونے اُسکے کے طرف کہجور خشک کی پس بیچے اس کہجور تر کو ساتھ اندازہ کے بخشنے والے سے یا اُسکے غیر سے بدلے کہجور خشک کے کہ اسکو اُسی وقت لے لیوے اور ایک صورت یہ ہے کہ بیچے مرد میوہ باغ اپنے کا بعد ظاہر ہونے پختگی اُسکی کے اور استثنا کرے اُس سے کہجور کے چند درخت معلوم کو کہ باقی رکہے

انکو واسطے اپنے یا واسطے عیال اپنے کے اور وہ درخت وہ ہین کہ معاف کیا گیا ہے واسطے اُنکے اندازہ کرنا انکا
زکوۃ مین اور نام رکہا گیا انکا عرایا ہو واسطے کہ معاف کی گئی ہین اس سے کہ اندازہ کی جاوین صدقہ مین پس رخصت
دی گئی واسطے اہل حاجت کے جنکے پاس نقد مول نہین لیکن اُنکے پاس کہجور اپنی قوت سے زیادہ ہے یہ کہ خریدین
اس کہجور خشک کے بدلے تر میوہ ان کہجورون کو درختون کا ساتہہ اندازہ کرنے اُنکے کو اور اُسچیز سے کہ اطلاق کیا جاتا
ہے اُسپر نام عریہ کا یہ کہ بخشے ایک مرد کو میوہ کہجورون کا کہ مباح کرے واسطے اُنکے کہانا انکا اور تصرف بیچ اُنکے اور یہہ
مخصوص ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ بخشے زکوۃ کا تحصیل کرنے والا واسطے باغ والیکے اسکے باغ سے چند کہجورین
معلوم نہ اندازہ کرے انکو صدقہ مین اور عرایا کی ان دونو صورتون مین نہ بیچے اور یہ سب صورتین صحیح ہین نزدیک
شافعی کے اور جمہور کے اور قصر کیا ہے مالک نے عریہ کو بیع مین اوپر دوسری صورت کے یعنے صرف اس صورت
مین میوہ کو بیچنا جائز ہے اور صورت مین جائز نہین اور قصر کیا ہے اسکو ابو عبید نے اوپر صورت اخیر کے بیع کی
صورتون سے اور زیادہ کیا ہے اُس نے کہ انکو رخصت ہے کہ کہاوین میوہ تر کو اور نہ خریدین اُسکو واسطے تجارت
کی اور نہ واسطے جمع کرنے کی اور ابو حنیفہ رح نے کہا کہ بیع کی سب صورتین منع ہین یعنے ان صورتون مین سے
کسی صورت مین میوہ کا بیچنا درست نہین اور قصر کیا اُسنے عریہ کو ہبہ پر اور وہ یہ ہے کہ بخشے مرد میوہ کہجور کا اپنے باغ
سے اور اسکو اسکی سپرد نہ کرے پہر اسکو ظاہر ہو کہ رجوع کرے اُس ہبہ مین سو اسکو رخصت ہوئی یہ کہ اسکو روک
رکہے اور دے اسکو بقدر اسچیز کے کہ اسکو تر میوہ بخشتا تہا ساتہہ اندازہ کرنے اسکی حالت خشک ہونے مین اور حمل
کیا ہے اُس نے اسکو اُسپر واسطے پڑنے کے ساتہ عموم نہی بیع میوہ تازہ کے ساتہہ کہجور خشک کے یعنے ابو حنیفہ رح
کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور یہ نہی عام ہے ہر صورت مین
میوے تر کو کہ درخت پر ہو خشک کہجور کو بدلے بیچنا منع ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتہہ تصریح کے ساتہ مستثنے
ہوئے عرایا کے بیچ حدیث ابن عمر کے کما تقدم اور اُسکے غیر کی حدیث مین اور حکایت کی طحاوی نے عیسےٰ بن
ابان سے اپنے اصحاب مین سے کہ تحقیق معنے رخصت کے یہ ہین کہ جسکے واسطے عریہ بخشا گیا ہے وہ اسکا مالک
نہین ہوا اسواسطے کہ یہ مالک نہین ہوتا مگر ساتہہ قبض کے سو جب اسکو جائز ہوا کہ اُسکے بدلے خشک کہجورین دیا جائے
اور حالانکہ وہ مبدل منہ کا مالک نہین ہوا تاکہ بدل کا مستحق ہو تو یہ مستثنے ہوگا اور رخصت ہوگی اور طحاوی نے
کہا کہ بلکہ معنے رخصت کو اسمین یہ ہین کہ مفرز مرد مامور ہے ساتہ جاری کرنے اسچیز کے کہ اسکا وعدہ کیا اور اسکا
بدلہ دیوے اگرچہ اسپر واجب نہین پس جبکہ اسکو اذن ہوا یہ کہ روکے وہ چیز کہ اسکا وعدہ کیا ہے اور اسکا بدلہ دیوے
اور نہ ہوا اُس شخص کے حکم مین جو خلاف وعدہ کرے تو ظاہر ہوئے ساتہہ اُسکے معنے رخصت کے اور حجت پکڑی ہے
طحاوی نے واسطے مذہب اپنے کے ساتہہ کئی چیزون کے جو دلالت کرتی ہین کہ عریہ عطا ہے یعنے ہبہ اور اُسنے

کسی چیز مین حجت نہین اسواسطے کہ اصل عریہ کے عطیہ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ نثر عا عریہ اور صورتون پر نہ بولا جاوے اور ابن منذر نے کہا کہ جس نے عریہ کی رخصت دی ہے وہی ہے جس نے منع کیا ہے بیچنے میوے کے سے ساتھ کھجور خشک کے ایک لفظ مین روایت ایک جماعت اصحاب کی سے اور کہا کہ اسکی نظیر بیع سلم مین اجازت دینی ہے باوجود فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ بیچ جو تیرے پاس نہین کہا کہ جو بیع سلم کو جائز رکھے باوجود یکہ وہ بیع مالیس عندک سے مستثنے ہے اور عریہ کو منع کرے باوجود یکہ وہ بیع الثمر بالتمر سے مستثنے ہے تو اسنے اپنے کلام مین تناقض کیا اور یہ جو کہتے ہین کہ عریہ ہبہ پر محمول ہے تو یہ بعید ہے باوجود تصریح کرنے حدیث کو ساتھ بیع کے اور مستثنے ہونے عرایا کے اس سے سو اگر اس سے مراد ہبہ ہوتا تو عریہ بیع سے مستثنے نہ ہوتے اور اسواسطے کہ وہ تعبیر کیا گیا ہے ساتھ رخصت کو اور رخصت نہین ہوتی ہے مگر بعد منع کے اور منع تو صرف بیع مین تھا نہ ہبہ مین اور اسواسطے کہ رخصت مقید کی گئی ہے ساتھ پانچ وسق کے یا اس سے کم کے اور ہبہ مقید نہین ہوتا اسواسطے کہ نہین فرق کیا انہون نے بیچ رجوع کے ہبہ مین درمیان ذی رحم وغیرہ کے اور اسواسطے کہ اگر رجوع جائز ہوتا تو نہین ہے دینا اسکا ساتھ خشک کھجورون کے بدلے تر کھجورون کے بلکہ وہ اور ہبہ کی تجدید ہے اسواسطے کہ اور رجوع جائز نہین پس نہین صحیح ہے تاویل انکی (فتح) وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ فِیْ حَدِیْثِہٖ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ کَانَتِ الْعَرَایَا اَنْ یُّعْرِیَ الرَّجُلُ فِیْ مَالِہِ النَّخْلَۃَ وَالنَّخْلَتَیْنِ یعنے اور ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ تھے عرایا یہ کہ مرد اپنے باغ سے ایک یا دو کھجور کسی کو بخشتا تھا ف اور ایک روایت مین ہے کہ پس دشوار ہوتا تھا اور پر اسکے پس بیچتا تھا اسکو ساتھ اندازے اسکے کے اور یہ قریب ہے اس صورت کو جسپر امام مالک نے عریہ کو بند کیا ہے (فتح) وَقَالَ یَزِیْدُ عَنْ سُفْیٰنَ بْنِ حُسَیْنٍ اَلْعَرَایَا نَخْلٌ کَانَتْ تُوْھَبُ لِلْمَسَاکِیْنِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ یَّنْتَظِرُوْا بِھَا رُخِّصَ لَھُمْ اَنْ یَّبِیْعُوْھَا بِمَا شَآءُوْا مِنَ التَّمْرِ یعنے اور سفین بن حسین سے روایت ہے کہ تھی عرایا درخت کھجور کی کہ بخشی جاتی تھی واسطے مسکینون کے سو وہ اسکی انتظار نہ کرسکتے تھے تو انکو رخصت ہوئی کہ انکو بیچین بدلے اس چیز کے کہ چاہین خشک کھجورون سے ف اور یہ ایک صورت ہے ان صورتون مین سے جو پہلے گذر چکی مین اور حجت پکڑی گئی ہے امام مالک کے لیے بیچ بند کرنے عریہ کے اس چیز پر کہ ذکر کیا اسکو ساتھ حدیث سہل کے جو پہلے باب مین مذکور ہے ساتھ لفظ یا کلہا اہلہا رطبا کو پس تمسک کیا اسنے ساتھ لفظ اہلہا کے اور ظاہر اہل سے وہ شخص ہے جس نے بخشی تھی اور احتمال ہے کہ مراد اہل سے خریدار ہو اور احسن جواب مین یہ ہے کہ کہا جاوے کہ سہل کی حدیث عریہ کی صورتون مین سے ایک صورت پر دلالت کرتی ہے اور اسمین یہ تعرض نہین کہ اسکے سوا اور کوئی صورت عریہ کی نہین اور امام شافعی رح سے محکی ہے کہ عریہ مقید ہے

ساتھ محتاجون کے یعنے عریہ کا خرید نا صرف اُسی کو جائز ہے جو مسکین ہو اور کو جائز نہین اور یہی مختار ہے
نزدیک مزنی کے بنا بر اسکے کہ سفیان بن حسین کی حدیث مین ہے اور دلیل انکی محمود بن لبید کی حدیث
ہے کہ اصحاب نے شکایت کی کہ ہمارے سامنے تازہ چہوہارے آتے ہین اور ہمارے پاس چاندی سونا کچھہ نہین کہ
انکو خریدین لیکن ہماری خشک کہجورین ہین سو انکو رخصت دے کہ انکو خشک کہجورون کے بدلے خریدین اور
نیز دلیل انکی حدیث سفیان کی ہے جسمین یہ ہے کہ اُسکے اہل اُسکو تازہ کہاوین اسواسطے کہ قول اُسکا کہ
یاکلہا اہلہ رطبا مشعر ہے ساتہہ اسکے کہ خریدار عریہ کا اسواسطے خریدتا ہے کہ اسکو تازہ کہاوے اور یہ کہ نہین ہے
واسطے اسکے تازہ کہجور کہ کہاوے سوای اسکے اور اگر اسکی اجازت خود باغ کے مالک کو ہولی تو اُس کے
واسطے اسکے باغ مین اور تازہ میوہ بہی ہوتا جسکو وہ کہاوے اور ابن منذر نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ شافعی
کے سوا کسی نے یہ بات کہی ہو یعنے مقید کرنا اجازت کا ساتہہ محتاجون کے لیکن جس حدیث کو امام شافعی نے
ذکر کیا ہے اُسکی کوئی سند ذکر نہین کی اور بر تقدیر صحت اسمین فقیر کی قید نہین اسواسطے کہ وہ شارع کی کلام
مین واقع نہین بلکہ اُسکو تو صرف قصے مین ذکر کیا ہے پس احتمال ہے کہ یہ رخصت حاجت مذکور کی واسطے واقع
ہوئی ہو اور احتمال ہے کہ سوال کے واسطے واقع ہوئی ہو پس نہ تمام ہوگا استدلال (فتح) حاصل یہ ہے
کہ جمہور کی یہ اجازت عرایا کے خریدنے کی محتاجون کے ساتہہ مقید نہین بلکہ حاجت کو واسطے ہر شخص کو اُنکا
خرید نا درست ہی خواہ مالدار ہو یا محتاج حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مُقَاتِلٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ أَنَا مُوسَى
ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا قَالَ مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ وَالْعَرَايَا نَخَلَاتٌ
مَعْلُومَاتٌ يَأْتِيهَا فَيَشْتَرِيهَا ترجمہ زید بن ثابت سے روایت ہی کہ رخصت دی حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے عرایا مین یہ کہ بیچی جاوین بدلے خشک کہجور کے ساتہہ اندازہ کرنے اُنکے کے بطور پیمانے کے اور
موسے بن عقبہ راوی نے کہا کہ عرایا چند کہجورین معلوم ہین کہ تو ان پاس آوے اور انکو خشک کہجور کے بدلے
خریدے ف اور شاید کہ مراد اسکی یہ ہے کہ بیان کرے کہ عریہ عروت سی مشتق ہے جبکہ تو اُسکی طرف بار بار
آوے اور وہ عری سے مشتق نہین جسکے معنے مجرد ہونیکے ہین قالہ الکرمانی اور پہلے گذر چکا ہے قول یحیے بن سعید
کا کہ عریہ یہ ہے کہ خریدے میوہ کہجور کے درختون کا واسطے کہانے اہل اپنے کے تازہ ساتہہ اندازہ کرنے اُسکے
کے اور قرطبی نے کہا کہ شاید امام شافعی نے اعتماد کیا ہے بیچ تفسیر عریہ کے اوپر قول یحیے بن سعید کے اور
یحیے صحابی نہین کہ اُسکے قول پر اعتماد کیا جاوے باوجودیکہ اسکی رای غیر کی رای کے معارض ہے پہر اُسنے
کہا کہ یحیے کی تفسیر مرجوح ہے بایطور کہ وہ ہو بہو مزابنت ہی جس سے منع کیا گیا ہے بیچ قصے کی کہ نہین غالب

ہوتی طرف اسکی کوئی حاجت ہو کہ اور نہیں دفع ہوتا ساتھ اسکے کوئی مفسدہ اسواسطے کہ خریدنے والا واسطے اسکے بدلے کھجور خشک کے قادر ہے اوپر بیچنے میوہ اپنے کے بدلے عین کے وہ چیز کہ ارادہ کرتا ہے تازہ کھجور سے پس اگر کہے کہ یہ مشکل ہے تو کہا جاویگا واسطے اسکے کہ جائز رکھ بیع رطب کی ساتھ تمر کے اگرچہ رطب درخت پر نہ ہو اور وہ اسکا قائل نہیں اور شافعی زیادہ تر قاعد ہے ساتھ پیروی کرنے حدیثوں باب کو اپنے غیر سے اسواسطے کہ وہ صریح ہیں بیچ مستثنے ہونے عرایا کے بیع مزابنت سے اور اپر الزام دینا اسکو ساتھ اخیر کے پس نہیں لازم اسواسطے کہ وہ رخصت ہے واقع ہوئی ہے مقید ساتھ قید کے پس پیروی کی جاویگی قید کی اور وہ ہونا کھجور تر کا ہے درخت پر باوجودیکہ بہت شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ جو تر میوہ کاٹا جاوے وہ بھی ملحق ہے ساتھ اس ہوے کے کہ درخت پر ہو بطور معنے کے کما تقدم (فتح) اور جتنی تفسیریں عرایا کی حدیثوں میں وارد ہوئی ہیں شافعی انکے مخالف نہیں اور اعتراض تو اسپر وارد ہوتا ہے جو تمسک کرے ساتھ ایک صورت کو ان صورتوں سے جو عریہ کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں اور اسکے سوا اور صورتوں کو منع کرے اور اپر جو شخص کہ سب صورتوں کے ساتھ عمل کرے اور جوڑے انکو ایک ضابطہ میں جو سب کو جمع کرے تو اسپر کچھ اعتراض نہیں (فتح) **باب**

بَیْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ اَنْ یَّبْدُوَ صَلَاحُہَا پختگی ظاہر ہونے سے پہلے پہلوں کا بیچنا درست ہے یا نہیں **ف** اور وہ عام ہے کہ تازہ ہو یا اسکا غیر اور نہیں جزم کیا بخاری نے ساتھ کسی حکم کے مسئلے میں واسطے قوت خلاف کے بیچ اسکے اور اسمیں اختلاف ہے کئی قولوں پر سو بعض تو کہتے ہیں کہ یہ بیع مطلق باطل ہے اور یہ قول ابن ابی لیلے اور ثوری کا ہے اور جس نے بطلان پر اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مطلق جائز ہے اگرچہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط کی ہو اور یہ قول ابن ابی اجیب کا ہے اور جس نے اسمیں اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر کاٹ لینے کی شرط کی ہو تو باطل نہیں ہوتی اور اگر قطع کی شرط نہ کی ہو تو باطل ہو جاتی ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور کا اور ایک روایت امام مالک رح سے بھی یہی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ صحیح ہے اگر باقی رکھنے کی شرط نہ کی ہو اور نہی اسمیں محمول ہے اوپر بیچنے میوہ کے کہ بالکل پایا نہ جاوے یعنے ابھی بالکل پیدا بھی نہ ہوا ہو اور یہی قول ہے اکثر حنفیہ کا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ظاہر ہے لیکن اسمیں نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور زید بن ثابت کی حدیث اخیر کے واسطے دلالت کرتی ہے اور کبھی حمل کیجاتی ہے دوسری پر (فتح) وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ أَصَابَهُ

مُرَاضٌ اَصَابَہٗ قُشَامٌ عَاھَاتٌ یَحْتَجُّوْنَ بِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا کَثُرَتْ عِنْدَہُ الْخُصُوْمَۃُ فِیْ ذٰلِکَ فَاِمَّا لَا فَلَا تَتَبَایَعُوْا حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ کَالْمَشُوْرَۃِ یُشِیْرُ بِھَا لِکَثْرَۃِ خُصُوْمَتِھِمْ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ خَارِجَۃُ بْنُ زَیْدٍ اَنَّ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَمْ یَکُنْ یَبِیْعُ ثِمَارَ اَرْضِہٖ حَتّٰی تَطْلُعَ الثُّرَیَّا فَیَتَبَیَّنَ الْاَصْفَرُ مِنَ الْاَحْمَرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَوَاہُ عَلِیُّ بْنُ بَحْرٍ ثَنَا حَکَّامٌ ثَنَا عَنْبَسَۃُ عَنْ زَکَرِیَّاءَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ سَہْلٍ عَنْ زَیْدٍ ترجمہ یعنے اور لیث نے ابو زناد سے روایت کی اُسنے عروہ سے اُس نے سہل سے اُس نے زید بن ثابت سے کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین میوے خریدتے تہے یعنے پہلے پکنے سے سو جب لوگ میوے کو کاٹتے تہے اور اُنکے تقاضا کرنے والے حاضر ہوتے تہے یعنے بائع تو خریدار کہتا تہا کہ میوے کو آفت پہونچی کہ اُسکے گابہے کو فاسد اور سیاہ کر دیا اُسکو آفت پہونچی کہ اُسکو ہلاک کر دیا اُسکو آفت پہونچی کہ اسکو کم کر دیا یعنی آفتین مین کہ اُنکے ساتہ جہگڑتے تہے سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اسمین بہت جہگڑے ہوئے تو آپنے فرمایا کہ اگر تم جہگڑے نہین چہوڑتے تو خرید و فروخت نہ کرو یہانتک کہ میوے کی پختگی ظاہر ہو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا بطور مشورہ کے تہا کہ مشورہ دیتے تہے ساتہ اُسکے یعنے بطور حکم الٰہی کے نہ تہا واسطے بہت ہونے جہگڑے اُنکے کی اور ابو زناد نے کہا کہ خبر دی مجہکو خارجہ بن زید نے کہ مقرر زید بن ثابت اپنی زمین کا میوہ نہ بیچتے تہے یہانتک کہ ثریا چڑہتا یعنے ساتہ فجر کے اور زرد سرخ سے ظاہر ہوتا اور جدا ہوتا کچا پکے سے **ف** اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب ستارہ صبح کو چڑہتا تو دور ہوتی ہے آفت ہر شہر سے اور ایک روایت مین ہے کہ دور ہوتی ہے آفت میوون سے اور وہ ستارہ ثریا ہے اور اُسکا صبح کو چڑہنا فصل ربیع کے ابتدا مین واقع ہوتا ہے اور یہ عرب کے شہرون مین سخت گرمی کے اور ابتدا پکنے میوون کے وقت ہوتی ہین پس در حقیقت معتبر میوے کا پکنا ہے اور ستارے کا چڑہنا اُسکی علامت ہے، اور تحقیق بیان کیا ہے اسکو حدیث مین ساتہ قول اپنے کے کہ ظاہر ہو میوہ زرد سرخ سے اور امام احمد نے عبد اللہ بن سراقہ سے روایت کی ہے کہ مینے ابن عمر سے میوے کے بیچنے کا حکم پوچہا تو اُس نے کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے میوون کے سے یہانتک کہ اُنکی آفت دور ہو مینے کہا کہ اُنکی آفت کب دور ہوتی ہے اُس نے کہا کہ یہانتک کہ ستارہ چڑہے اور ایک روایت مین خارجہ سے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ مین آئے اور ہم میوون کی خرید و فروخت کرتے تہے پہلے ظاہر ہونے پختگی اُنکی کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہگڑا سنا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے پہر ساری حدیث ذکر کی پس افادہ کیا ساتہ ذکر سبب کے وقت صدور نہی مذکور کو (فتح)، **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الثِّمَارِ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَی الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میووں کے بیچنے سے منع فرمایا یہانتک کہ انکی صلاحیت ظاہر ہو بائع اور مشتری دونو کو منع کیا **ف** بائع کو تو اسواسطے منع کیا کہ تا اپنے بہائی کا مال باطل کے ساتہہ نہ کہاوے بغیر عوض کے اور مشتری کو اسواسطے منع کیا کہ تا اپنے مال کو ضائع نکرے بسبب خوف ہلاک ہونے کی اور تا بائع کو باطل پر موافقت نکرے اور نیز اسمین کاٹنا نزاع اور جہگڑے کا ہے اور مقتضی اسکا یہ ہے کہ پختگی ظاہر ہونے کی بعد اسکی بیع مطلق جائز ہے برابر ہے کہ درخت پر باقی رکہنے کی شرط کرے یا نہ کرے اسواسطے کہ غایت کا مابعد اسکے ماقبل کے مخالف ہوتا ہے اور تحقیق گردانا ہے یعنی کو دراز پختگی ظاہر ہونے کی غایت تک اور اسکے معنے یہ ہین کہ آفت سے امن ہوتا ہے اور سلامتی غالب ہوتی ہے اور یقین کرتا ہے مشتری ساتہہ حاصل ہونے اسکے کے بخلاف اسچیز کے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہے کہ وہ دہوکہی کے درپے ہے اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ آفت سے امن ہو اور ایک روایت مین ہے کہ دور ہووے آفت اسکی ساتہہ ظاہر ہونے صلاحیت اسکی کے یعنے سرخی اور زردی اسکی کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے اور پیچہے کے درمیان فرق ہے اور ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ اس حالت مین تو بیع صرف اسی وقت جائز ہوتی ہے جبکہ باقی رکہنے کی شرط نہ کرے اور درخت پر باقی رکہنے کی شرط کرے تو بیع صحیح نہین ہوتی ہے اور امام نووی نے شرح مسلم مین روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ رح نے اس صورت مین قطع کو شرط کیا ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ ابو حنیفہ رح کے اصحاب نے تصریح کی ہے ساتہہ اسکے کہ اگر باقی رکہنے کی شرط نہ کی ہو تو بیع مطلق جائز ہے برابر ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہو یا پیچہے اور اگر باقی رکہنے کی شرط کی ہو تو مطلق جائز نہین برابر ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہو یا پیچہے اور اسکے غیر لوگ مذہب کے زیادہ تر واقف ہین اپنے غیر سے اور حاصل یہ ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ پختگی ظاہر ہونے کے بعد مطلق جائز ہے برابر ہے کہ باقی رکہنے کی شرط کرے یا نہ کرے اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک پختگی ظاہر ہونے کے بعد بیع اسی وقت درست ہے کہ درخت پر باقی رکہنے کی شرط نہ کرے اور اگر باقی رکہنے کی شرط کرے تو درست نہین اور یہی حکم ہے نزدیک ابو حنیفہ کے پہلے ظاہر ہونے پختگی کے سے کما مر اور جمہور کہتے ہین کہ اگر پختگی کے ظاہر ہونے سے پہلے قطع کی شرط کرے تو درست ہے اور اگر شرط نہ کرے تو درست نہین اور یہ موافق ہے واسطے قول ابو حنیفہ رح کے اور اختلاف کیا ہے سلف نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یبدو صلاحہا سے کیا مراد ہے کیا جنس میوے کی مراد ہے یہانتک کہ اگر شہر کے ایک باغ مین مثلاً پختگی ظاہر ہو اور باقی سب باغوں مین پختگی ظاہر نہ ہو تو کیا سب باغوں کا میوہ بیچنا درست ہے اگرچہ باقی باغون مین

پختگی ظاہر نہ ہو یا ضرور ہے کہ جدا جدا ہر باغ مین پختگی ظاہر ہو یا ضرور ہے کہ ہر جنس مین پختگی ظاہر ہو یا ضرور ہے
کہ ہر درخت مین پختگی ظاہر ہو پہلا قول لیث کا ہے اور وہ نزدیک مالکیہ کے اس شرط سے ہی کہ پختگی متلاحق
ہو یعنے ایک کے بعد لگاتار پختگی ظاہر ہوتی چلی جاوے اور دوسرا قول احمد کا ہے اور اس سے ایک روایت
مانند قول چہارم کی ہے اور تیسرا قول شافعیہ کا ہے اور ممکن ہے کہ پکڑا جاوے یہ تعبیر کرنے سی ساتھ بدو صلاح
کے اسواسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر کافی ہونے کے ساتھ سرخ ہونے کی یعنے جبکہ سرخ ہونے کے
معنے صادق آوین بغیر شرط کامل ہونے کے پس پکڑا جاتا ہے اُس سے کافی ہونا ساتھ سرخ ہونے بعض میوے
کے اور ساتھ سرخ ہونے بعض درخت کو باوجود حاصل ہونے معنے کو اور وہ امن مین ہونا ہے آفت سی اور اگر نہ ہوتا
حاصل ہونا معنے کا تو البتہ نام رکھنا اُسکا سرخ ساتھ سرخ ہونے بعض کے کفایت نہ کرتا واسطے ہونے اُسکے کے
برخلاف حقیقت کی اور نیز پس اگر سب کے سرخ ہونے کے ساتھ کہا جاوے تو البتہ پہونچاویگا طرف فاسد ہونے
باغ کے یا اکثر باغ کے اور تحقیق احسان کیا ہے خدای تعالے نے ساتھ اُسکے کہ سب میوے یکبارگی نہین پکتے
تاکہ میوہ کہانے کا زمانہ دراز ہوے (فتح) حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنْ
اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُبَاعَ ثَمَرَةُ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ قَالَ
اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ حَتّٰى تَحْمَرَّ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہجور
کے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہانتک کہ سرخ ہو **ف** اس روایت مین کہجور کے درخت کی ساتھ قید لگی ہے
اور اسکے سوا اور روایتون مین مطلق درخت کا ذکر ہے اور نہین فرق ہے حکم مین درمیان درخت کہجور کے
اور درمیان غیر اسکے کے یعنے سب درختون کے میوے کا یہی حکم ہے اور کہجور کے درخت کو تو صرف اسواسطے ذکر کیا
کہ اکثر انکے میوون کے درخت یہی تھے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ
ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتّٰى تُشَقِّحَ فَقِيْلَ وَمَا تُشَقِّحُ قَالَ تَحْمَارُّ اَوْ تَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سی منع فرمایا یہانتک کہ پختہ ہو یعنے سرخ یا زرد ہو اور اس سے کہایا جاوے
ف خطابی نے کہا کہ خالص سرخ اور زرد رنگ ہونا مراد نہین بلکہ مراد زردی اور سرخی ساتھ سیاہی کے
ہے اور اگر خالص سرخ اور زرد ہونا مراد ہوتا تو البتہ فرماتے تحمر و تصفر اور احتمال ہے کہ مراد مبالغہ ہو یعنے
بہت سرخ اور زرد ہو جاوے (فتح) **بَابُ** بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا بیچنا کہجور کے درخت
کا پختگی ظاہر ہونے سی پہلے **ف** یہ باب معقود ہے واسطے بیان بیع درختون کے یعنے اس باب مین درختون
کے بیچنے کا بیان ہے اور پہلے باب مین میوون کے بیچنے کا بیان ہی (فتح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْهَيْثَمِ

ثنا معلی بن منصور الرازی ثنا ہشیم انا حمید ثنا انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نہی عن بیع الثمرۃ حتی یبدو صلاحہا وعن النخل حتی تزہو قیل وما تزہو قال تحمار او تصفار قال ابو عبد اللہ کتبت انا عن معلی بن منصور الا انی لم اکتب ہذا الحدیث عنہ

ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوی کے بیچنے سی منع فرمایا یہانتک کے اسکی پختگی ظاہر ہو اور منع فرمایا بیچنے کہجور کے درخت میوہ دار سے یہانتک کہ پکجاوی کہا گیا کہ کیا ہے پکنا اسکا فرمایا کہ سرخ ہوجاوی یا زرد ہوجاوے

باب اذا باع الثمار قبل ان یبدو صلاحہا ثم اصابتہ عاہۃ فہو من البائع اگر کوئی کچے میوی کو بیچے پہر اسکو کوئی آفت پہونچے تو وہ نقصان بائع کی طرف سے ہے یعنے وہ نقصان بائع کا ہو اشتری کا نہو **ف** میل کی ہے بخاری نے اس ترجمہ مین طرف اسکی کہ اگر کوئی کچے میوی کو بیچے تو یہ بیع درست ہی لیکن اسکی ضمان بائع پہ ہے یعنے اگر کچہ نقصان ہو تو اسکا بدلہ بائع پر ہے اور مقتضی اسکا یہ ہے کہ جب فاسد نہوئی تو بیع صحیح ہے اور بخاری اس باب مین زہری کے تابع ہے جیسا کہ اس باب کے اخیر مین اس سے روایت کی ہی (فتح) حدثنا عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن حمید عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن بیع الثمار حتی تزہی فقیل لہ وما تزہی قال حتی تحمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت ان منع اللہ الثمرۃ بم یاخذ احدکم مال اخیہ وقال اللیث ثنی یونس عن ابن شہاب قال لو ان رجلا ابتاع ثمرا قبل ان یبدو صلاحہ ثم اصابتہ عاہۃ کان ما اصابہ علی ربہ اخبرنی سالم بن عبد اللہ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتبایعوا الثمر حتی یبدو صلاحہا ولا تبیعوا الثمر بالتمر ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوی کے بیچنے سی منع فرمایا یہانتک کہ پک جاوی سو کسی نے آپ سے کہا کہ کیا ہے علامت پکجانے اسکے کی فرمایا یہانتک کہ سرخ ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہلا بتلاؤ کہ اگر خدا پہل کو روک لے تو کس سبب ایک تمہارا اپنے بہائی مسلمان کے مال کو لے گا اور لیث نے کہا کہ حدیث بیان کی مجہ سے یونس نے ابن شہاب سے کہ اگر کوئی مرد میوہ خریدے پختگی ظاہر ہونے سے پہلے پہر اسکو کوئی آفت پہونچے تو اس نقصان کا بدلہ میوہ بیچنے والے پر ہوگا اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ خریدے میوی کو یہانتک کہ اسکی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچو میوہ درخت بدلے خشک کہجور کے **ف** اور مسلم مین جابر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اپنے بہائی کے ہاتہ میوہ بیچے پہر اسکو کوئی آفت پہونچے تو نہین حلال تجہکو کہ تو اس سے کوئی چیز لے کس سبب سے تو اپنے بہائی مسلمان کے مال کو ناحق لیگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتہ اسکے اوپر موقوف کرنے آفتون کے

میوے مین کہ پک جانے کی بعد خریدے پہر اسکو کوئی آفت پہونچے سو امام مالک نے کہا کہ تہائی مول کی اُس سے موقوف کریں اور احمد اور ابو عبید نے کہا کہ تمام مول کو موقوف کرے اور امام شافعی اور لیث اور کوفے والے کہتے ہین کہ نہ رجوع کرے بائع پر ساتہہ کسی چیز کے یعنے جبکہ پک جانے کی بعد میوے کو خریدے اور کہتے ہین کہ آفت موقوف کرنے کا حکم تو صرف اُسوقت ہے جبکہ کچے پہل بیچے بغیر شرط قطع کے پس جابر کی مطلق حدیث انس رض کی حدیث کے ساتہہ مقید ہوگی اور استدلال کیا ہے طحاوی نے ساتہہ حدیث ابو سعید کے کہ ایک مرد نے میوے خریدے سو اُسکے میوون کو آفت لگ گئی اور اُسکا قرض بہت ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسپر خیرات کرو سو اُس سے اُسکا قرض ادا نہ ہو سکا یعنے وہ خیرات اتنی نہ تہی کہ اُس سے اُسکا تمام قرض ادا ہو سکے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو جو تم نے پایا اور اسکے سوا تمکو کچہ نہ ملے گا طحاوی نے کہا کہ جب قرضخواہون کا قرض باطل نہ ہوا ساتہہ دور ہونے میوون کے اور اُسنے مول لیا گیا تو معلوم ہوا کہ آفت موقوف کرنے کا حکم عام نہین (فتح) **باب** شِرَی الطَّعَامِ اِلَى اَجَلٍ ایک مدت معین کے وعدے پر اناج کا خریدنا یعنے ادہار خریدنا درست ہے یا نہین **حَدَّثَنَا** عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِي ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ ثُمَّ ثَنَا الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى طَعَامًا مِنْ يَهُوْدِيٍّ اِلٰى اَجَلٍ وَرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ **ترجمہ** اعمش رض سے روایت ہے کہ ہمنے ابراہیم نخعی کے نزدیک ادہار مین گرو رکہنے کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ اسکا کچہ ڈر نہین یعنے جائز ہے پہر حدیث بیان کی ہمکو اسود سے اُس نے روایت کی عائشہ رض سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مدت معین کے وعدے سے اناج خریدا اور اپنی زرہ اُسکے پاس گرو رکہی **ف** اسحدیث کی پوری شرح کتاب الرہن مین آویگی **باب** اِذَا اَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ جب کوئی خشک کہجور کو عمدہ کہجور کے ساتہہ بیچنا چاہے **ف** تو یعنے کیا کرے تاکہ بیاج سے سلامت رہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ ابْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَاءَهٗ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا **ترجمہ** ابو سعید اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو خیبر پر سردار کیا سو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے عمدہ کہجور لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کہجور ایسی ہی عمدہ ہوتی ہین اُس نے کہا کہ نہین یا حضرت ہم دو صاع [illegible]

کہجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کہجور لیتے ہین اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ پہمیل کہجور کو چاندی کے درہمون کے بدلے بیچ ڈالا کر پہر ان درہمون سے عمدہ قسم کی
کہجور مول لیا کر **ف** اور ایک روایت مین ہے کہ مثلاً بمثل یعنے بیچ برابر کو ساتہہ برابر کے اور اسی طرح
یعنے یہی حکم ہے بیچ بیچنے وزنی چیزون کے کہ انکو بہی برابر کے ساتہہ بیچے اور اس امر پر سب کا اجماع ہے
اہل علم کے درمیان اسمین کچہ اختلاف نہین ہر شخص اپنے اصل پر کہتا ہے کہ ہر وہ چیز جسمین کم و بیش
ہونے کے سبب سے بیاج داخل ہو تو اسکا پیمانہ اور تول ایک ہے یعنے اگر کیل ہے تو دونو کا کیل ایک
ہوگا اور اگر وزنی ہے تو دونو کا وزن ایک ہوگا یعنے جیسے کہ گیہون بدلے گیہون کے اور چاندی بدلے
چاندی کے لیکن جسکی اصل کیل ہے یعنے شارع نے اسکو ماپ کر بیچنا فرمایا ہے تو نہ بیچی جاویگی وہ مگر
پیمانہ سے اور اسی طرح جسکی اصل وزن ہے یعنے تلکر بکتی ہے تو نہ بیچی جاویگی مگر ساتہہ ترازو کے پہر
جسکی اصل وزن ہے یعنے تلکر بکتی ہے اسکو ماپ کر بیچنا جائز نہین بخلاف اس چیز کے جو پیمانہ سے بکتی
ہو کہ بعضون نے اسکو تولکر بیچنا جائز رکہا ہے اور کہتا ہے کہ تلنے سے ہر چیز کا برابر ہونا معلوم ہوجاتا ہے
اور اجماع ہے سب کا اسپر کہ خشک کہجور کو ساتہہ خشک کہجور کے بیچنا جائز نہین مگر برابر ساتہہ برابر کے اور
برابر ہے اسمین عمدہ اور ناقص اور وہ سب قسمین ایک جنس ہے اور اگر کوئی بیچے تو بیع رد کیجاوے جیسا
مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ یہ بیاج ہے پس پہیر دو اسکو اور اس حدیث مین قائم ہونا علا اس شخص کا
ہے جو حرمت کو نہ جانے یہانتک کہ اسکو جانے اور اسمین جائز ہونا نرمی کا ہے ساتہہ نفس کے اور ترک
کرنا بوجہہ کا ہے نفس سے ساتہہ اختیار کرنے کہانے عمدہ کہجور کے ردی پر یعنے عمدہ کہجور کا کہانا جائز ہے
بخلاف اسکے جو زاہدون سے کہتا ہے کہ یہ منع ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ اسکے اسپر کہ عینہ کی
بیع جائز ہے اور وہ بیع یہ ہے کہ اپنا مال ایک شخص کے ہاتہہ نقد مول سے بیچے پہر وہی مال اس سے کم مول
کے ساتہہ خریدے اس واسطے کہ نہین خاص کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتہہ قول اپنے کے کہ پہر درہمون
سے عمدہ کہجور خریدی غیر اس شخص کو جسنے اسکے ہاتہہ پہمیل کہجور بیچے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتہہ اسکے کہ وہ مطلق
ہے اور مطلق شامل نہین ہوتا و لیکن عام ہوتا ہے اور جب اسکو ساتہہ ایک صورت مین عمل کیا جاوے تو ساقط
ہوتی ہے حجت ساتہہ اسکی ماسوای مین اور نہین صحیح ہے استدلال کرنا ساتہہ اسکے اوپر جائز ہونے خریدنے
اس شخص سے کہ اسکے ہاتہہ ہو بہو اس اسباب کو بیچا اور بعض کہتے ہین بلکہ وجہ استدلال کے ساتہہ اسکے
واسطے اسکے اس جہت سے ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفصیل نہ پوچھی اور نہین پوشیدہ ہے
وہ اعتراض جو اسمین ہے اور قرطبی نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتہہ اسکے اس شخص نے جو سد ذرائع کا

قائل نہین اسواسطے کہ بعض صورتین اس بیع کی پہونچاتی ہین طرف بیچنے خشک کہجور کی ساتھ کہجور کم و بیش اور ہوگا سول لغو اور نہین حجت ہی واسطے اسکے اس حدیث مین اسواسطے کہ نہین نص کی اوپر جواز خریدنے دوسری کہجور کے اُس شخص سے کہ پہلی کہجور اُسکے ہاتہہ بیچے یعنے بلکہ جائز ہے کہ اور سے اسکو خریدے اور نہین شامل ہے اسکو ظاہر سیاق کا ساتہہ عموم لینے کے بلکہ ساتہہ اطلاق اپنے کی اور مطلق احتمال رکہتا ہے تقیید کا بطور اجمال کے پس واجب ہوا استفسار اور جبکہ حال اسطرح ہے تو ادنے دلیل سے اسکی تقیید کافی ہے اور تحقیق دلالت کی ہے دلیل نے اوپر سد ذرائع کے یعنے بند کرنے دسیلون کے جو حرام کی طرف پہونچاوین پس چاہیے کہ یہ صورت بھی منع ہو اور استدلال کیا ہے بعض نے اوپر جواز کے ساتہہ اتفاق کے اسپر کہ جو بیچے اسباب جسکو خریدا تہا اُس شخص کے ہاتہہ کہ اسکو اس سے خریدا تہا

بعد ایک مدت کی تو یہ بیع صحیح ہے پس نہین فرق ہے اسمین درمیان جلدی کے اور بدعدی کے پس معلوم ہوا کہ معتبر اسمین وجود شرط کا ہے اصل عقدین اور ہونا اُسکا پس اگر بائع اور مشتری نفس عقد مین اسکی شرط کرین تو وہ باطل ہے یا بیع سے پہلے شرط کرین پہر اسکے بعد عقد بغیر شرط کے واقع ہو تو یہ صحیح ہے اور نہین پوشیدہ ہے ورع یعنے اس سے بچنا افضل ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نہین ضرر کرتا ارادہ خریدنے کا جبکہ بغیر شرط کے ہو اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی عورت کے ساتہہ زنا کی نیت کرے پہر اُس سے پہر جاوے اور اسکو نکاح کا پیغام کرے اور اُس سے نکاح کرے اسواسطے کہ وہ حرام سے حلال کیطرف پہرا ساتہہ کلمہ اللہ کے کہ مباح کیا اُسکو اور اسیطرح بیع بھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اختیار کرنا عمدہ کہانے کا اور جائز ہے وکالت بیع وغیرہ مین اور یہ کہ فاسد بیعون کو پہیرا جاوے اور اسمین حجت ہے واسطے اُسکے جو کہتا ہے کہ بیع بیاج کی جائز ہے ساتہہ اصل اپنے کی اس اعتبار سے کہ وہ بیع ہے اور منع ہے باعتبار وصف کی اس حیثیت سے کہ وہ بیاج ہے پس ساتہہ اسکے بیاج ساقط ہوگا اور بیع صحیح ہوگی اور وجہ رد ہونے کی یہ ہے کہ اگر اسی طرح ہوتی تو البتہ نہ رد کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بیع کو اور البتہ حکم کرتے اسکو ساتہہ رد کرنے زیادتی کے اوپر صاع کے (فتح)

بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ اَوْ اَرْضًا مَزْرُوعَةً اَوْ بِاِجَارَةٍ اگر کوئی پیوند کی ہوئی کہجور یا بوئی ہوئی زمین کو بیچے یا کہجور اور زمین کو اجارہ پر لے تو انکا پہل بیچنے والے کے واسطے ہے قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِیْ اِبْرَاهِیْمُ ثَنَا هِشَامٌ اَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ مُلَیْكَةَ یُخْبِرُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی ابْنِ عُمَرَ اَیُّمَا نَخْلٍ بِیْعَتْ قَدْ اُبِّرَتْ لَمْ یُذْكَرِ الثَّمَرُ فَالثَّمَرُ لِلَّذِیْ اَبَّرَهَا وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ وَالْحَرْثُ سَمّٰی لَهٗ نَافِعٌ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَ ترجمہ اور نافع سے روایت ہے کہ جو کہجور کہ پیوند کے بعد بیچی جاوے

اور میوے کا ذکر ہو کہ بائع لیگا یا مشتری تو اسکے پھل کا مالک وہی ہے جس نے پیوند کیا اور یہی حکم ہے غلام اور کھیتی کا
نافع نے ابن ابی ملیکہ کے واسطے ان تین چیزون کا نام لیا **ف** یہ جو کہا کہ غلام کا بھی یہی حکم ہے تو یہ اشارہ
طرف اُس حدیث کی کہ جو غلام کو بیچے اور اُسکے واسطے مال ہو تو اسکے مال کا مالک بیچنے والا ہے اور صورت تشبیہ اسکی
کی ساتھ کھجور کے واسطے زیادتی کے ہے دونون مین (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ
اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیچے کھجور درخت کی جو پیوند کیا گیا ہو تو اسکا میوہ بائع کے واسطے ہے مگر یہ کہ مول
لینے والا پھل کی بھی شرط کر لیوے **ف** اور ایک روایت مین ہے کہ جو مرد کھجور کو پیوند کرے اور اُسکے
اصل کو بیچے الخ اور تحقیق استدلال کیا گیا ہے ساتھ منطوق اس حدیث کے اسپر کہ جو کھجور کے درخت
کو بیچے اور اسپر پیوند کا پھل ہو تو وہ پھل بیع مین داخل نہین ہوتا بلکہ بدستور بائع کے ملک مین باقی رہتا ہے
اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مفہوم اُسکے کے اسپر کہ جب میوہ پیوند کا نہ ہو تو وہ بیع میں داخل ہو جاتا ہے اور
وہ خریدار کا ہوتا ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور مخالفت کی ہے اُنکی اوزاعی اور ابو حنیفہ نے سو اُن دونو
نے کہا کہ وہ پھل بائع کا ہے نہین ہوتا نہ پیوند کرنے سے پہلے اور نہ پیچھے اور ابن ابی لیلے نے اسکا عکس کیا ہے
سو اس نے کہا کہ وہ پھل مطلق مشتری کا ہے اور یہ سب وقت مطلق بیع ہونے کھجور کی ہے بغیر ذکر میوے
کے اور اگر مشتری اسکی شرط کر لیوے باین طور کہ کہے خرید لینے کھجور کے درخت کو سمیت میوے کے تو وہ مشتری کا
ہوگا اور اگر بائع پیوند سے پہلے اسکو اپنے واسطے شرط کر لیوے تو اسکے واسطے ہوگا اور مخالفت کی ہے
مالک نے پس کہا کہ نہین جائز ہے شرط کرنا اسکا واسطے بائع کے پس حاصل یہ ہے کہ اسکے منطوق سے دو
حکم سمجھے جاتے ہین اور اسکے مفہوم سے بھی دو حکم سمجھے جاتے ہین ایک ساتھ مفہوم شرط کے اور ایک ساتھ
مفہوم استثنا کے اور قرطبی نے کہا کہ قول ساتھ دلیل خطاب کے یعنے ساتھ مفہوم کے اسمین ظاہر ہے اسواسطے
کہ اگر غیر پیوند کا حکم پیوند کا حکم ہوتا تو البتہ اسکی تقیید شرط کے ساتھ لغو ہوتی اُسمین کوئی فائدہ نہ ہوتا اور تنبیہ
نہین شرط ہے پیوند مین یہ کہ پیوند کرے اسکو کوئی دوسرا بلکہ اگر مالک خود پیوند کرے تو اُسکا بھی یہی حکم ہے
نزدیک سب قائلین کے ساتھ اسکے اور یہ جو کہا کہ مگر خریدار میوے کی بھی شرط کر لیوے تو استدلال کیا گیا
ہے ساتھ اس اطلاق کے کہ صحیح ہے شرط ہونا بعض میوے کا جیسا کہ صحیح ہے شرط ہونا تمام میوے کا اور گویا کہ کہا
مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اُس سے کسی چیز کو اور تنہا ہوا ہے ابن قاسم پس کہا کہ نہین جائز ہے شرط کرنا بعض
کا اور استدلال کیا گیا ساتھ اسکے کہ پیوند کیے گئے حکم کے مخالف ہے اور شافعیہ نے کہا کہ اگر بیچے کھجور کے

ایک درخت کو کہ اسکا بعض پیوند کیا گیا ہو اور بعض نہ کیا گیا ہو تو وہ سب بائع کے واسطے ہے اور اگر کہجور کے دو درخت بیچے پس اسی طرح شرط ہے ایک ہونا بیع کا اور اگر ہر ایک کیواسطے جدا جدا نیم کہے تو ہر ایک کا حکم جدا ہے اور نہ شرط ہے کہ دونو ایک باغ مین ہون اور اگر باغ جدا جدا ہوا تو ہر ایک کا حکم جدا ہے اور نص کی ہے احمد نے اسپر کہ جو میوہ پیوندی ہو وہ بائع کا ہے اور جو پیوندی نہ ہو وہ مشتری کا ہے اور مالکیہ نے کہا کہ حکم اغلب کے واسطے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیوند کرنا جائز ہے اور یہ کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھہ مادہ کہجور کے درختون کے سوائی نر درختون کے اور اسپر نر درخت پس وہ بائع کے واسطے ہے واسطے نظر کرنے کے طرف معنی کی اور بعضے شافعیہ نے ظاہر پیوند کو لیا ہے پس نہین فرق کیا انہون نے درمیان نر اور مادہ کے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے اگر کوئی کہجور کا ایک درخت بیچے اور اسکا پہل اسکے واسطے باقی رہے پہر اس کہجور سے اور گابہا نکلے تو ابوہریرہ نے کہا کہ وہ خریدار کا ہے اسواسطے کہ نہین ہے واسطے بائع کے مگر جو موجود ہو نہ وہ چیز جو نہ موجود ہو اور جمہور نے کہا کہ وہ بائع کا ہے اسواسطے کہ وہ پیوند شدہ میوی سے ہے سوای غیر اُسکے کے اور حدیث سے سمجہا جاتا ہے کہ جو شرط عقد کی مقتضی کے منافی نہ ہو اُس سے بیع فاسد نہین ہوتی پس نہ داخل ہوگی بیچ نہی کے بیع اور شرط سے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھہ حدیث باب کے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے میوی کا بیچنا جائز ہے اور بیچا گیا ہے اسکا بیہقی وغیرہ نے ساتھہ اسکے کہ استدلال کرتا ہے وہ ساتھہ چیز کے بیچ غیر اُس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے وہ چیز بیچ اُسکے یہانتک کہ جب آوی وہ چیز کہ وارد ہوئی بیچ اسکے تو استدلال کرتا ہے ساتھہ غیر کے اوپر اسکے پس استدلال کرتا ہے واسطے جائز ہونے بیع میوی کے پہلے ظاہر ہونے پختگی اسکی کے ساتھہ حدیث پیوند کے اور نہین عمل کرتا ساتھہ حدیث پیوند کے بلکہ نہین فرق ہے نزدیک اُس کے بیچ بیع کے پہلے پیوند کے اور پیچہے اُسکے اسواسطے کہ پہل اسمین واسطے خریدار کے ہے برابر ہے کہ بائع اسکو اپنے واسطے شرط کرے یا نہ کرے اور تطبیق درمیان حدیث تابیر کے اور حدیث نہی کے بیع میوی کی سے پہلے ظاہر ہونے پختگی کے آسان ہے بایںطور کہ میوہ کہجور کی بیع مین درخت کی تابع ہے اور نہی مین مستقل ہے اور یہ بات نہایت ظاہر ہے (فتح)

بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ كَيْلًا

بیچنا کہیتی کا بدلے اناج کے بطور پیمانے کے

ف امام بخاری نے اس باب مین ابن عمرؓ کی حدیث بیان کی ہے جو مزابنت کی منع ہونے مین ہے اور اوسمین یہ لفظ بہی ہے کہ اگر کہیتی ہو تو نہ بیچے اسکو بدلے پیمانے اناج کے یعنے نہ بیچے جو اور گیہون وغیرہ کو کہ کہیتی مین ہون بدلے گیہون وغیرہ کے کہ لینے والے پاس ہون ابن بطال نے کہا کہ اجماع کیا ہے علما نے اسپر کہ نہین جائز ہے بیچنا کہیتی کا پہلے اس سے کہ کاٹی جاوی بدلے اناج کے اسواسطے کہ وہ بیع مجہول کی ہے ساتھہ معلوم کے اور اگر تر اناج کو خشک اناج کے ساتھہ بیچے بعد کاٹنے کے اور ممکن ہونے برابری کے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہین

جائز ہے بیع کسی چیز کی اس سے ساتھ جنس اسکی کے کم وبیش اور نہ برابر اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے
ابو حنیفہ کے بیچ جائز ہونے بیع کھیتی تر کے بدلے اناج خشک کے بانیطور کہ اجماع ہے اسپر کہ جائز ہے بیع اناج
تر کی بدلے ترکے برابر ساتھ برابر کے باوجودیکہ ایک کی رطوبت دوسری کی رطوبت کی طرح نہیں بلکہ اسمین
بڑا اختلاف ہے اور پیچھا کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ قیاس ہے مقابلے نص کے پس وہ فاسد ہے اور بانیطور کہ
بیچنا ترکا بدلے ترکے اگرچہ متفاوت ہے لیکن وہ تھوڑا نقصان ہے پس وہ معاف ہے واسطے کم ہونے
اسکے کے بخلاف بیچنے رطب کو بدلے خشک کھجور کے کہ اسکا بڑا تفاوت ہے واللہ اعلم (فتح) **حدثنا**
قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ
اَنْ يَّبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ اِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَّاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا وَّاِنْ كَانَ
زَرْعًا اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے یہ کہ بیچے میوہ اپنے باغ کا اگر ہو کھجور بدلے کھجور خشک کو بطور پیمانے کے
اور اگر انگور ہو تو بیچے اسکو بدلے خشک انگور کے بطور پیمانے کے اور اگر کھیتی ہو تو بیچے اسکو ساتھ پیمانے
اناج کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب بیعوں سے منع فرمایا **باب** بَيْعِ النَّخْلِ بِاَصْلِهٖ کھجور کا درخت
جڑ کے ساتھ بیچنا **ف** یعنے اگر کوئی کھجور کے اصل درخت کو بیچے تو اسکا کیا حکم ہے اور اسکی بحث پہلے
گذر چکی ہے **حدثنا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا امْرِئٍ اَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ اَصْلَهَا فَلِلَّذِيْ اَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ **ترجمہ**
ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی کھجور کے درخت کو پیوند کرے پھر اس درخت
کو جڑ سے بیچے تو میوہ کھجور کا پیوند کرنے والے کیواسطے ہی مگر یہ کہ خریدار میوی کی بھی شرط کر لیوے **ف** ابن بطال نے
کہا کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جو تنہا درخت کو خریدے تو اسکو منع ہے یہ کہ خریدے پھل اسکے کو پہلے ظاہر ہونے پختگی
اسکی کے بیچ دوسری بیع کے بخلاف اسکے جبکہ اسکو درخت کے تابع خریدے تو یہ جائز ہے اور ابن قاسم نے
مالک رض سے روایت کی ہے کہ مطلق جائز ہے کہا اور پہلی بات اولے ہے واسطے عام ہونے نہی کے اس سے
(فتح) **باب** بَيْعِ الْمُخَاضَرَةِ باب ہے بیچ بیان بیع مخاضرہ کے **ف** اور مراد ساتھ اسکے بیچنا میووں
اور دانوں کا ہے پہلے اس سے کہ انکی پختگی ظاہر ہو (فتح) **حدثنا** اِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ ثَنَا عُمَرُ
ابْنُ يُوْنُسَ ثَنِيْ اَبِيْ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اَبِيْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُزَابَنَةِ **ترجمہ**
انس رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے محاقلت سے اور مخاضرت سے اور ملامسے

اور منابذت سے ف ابو عبید نے کہا کہ وہ بیچنا اناج کا ہے بالی میں بدلے گیہوں کے اور بعضے کہتے ہیں کہ منع بیع
کھیتی کی ہے پہلے پکنے سے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ بیچنا میوہ کا ہے پہلے ظاہر ہونے پختگی اسکے کے اور
امام مالک سے روایت ہے کہ وہ کرایہ دینا زمین کا ہے بدلے گیہوں کے یا بدلے اناج کے اور مشہور یہ ہے
کہ محاقلت کرایہ دینا زمین کا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ وہ اگاوے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ
ہے کہ وہ بیچنا پھلوں کا ہے پہلے اس سے کہ کھائے جاویں اور بیچنا کھیتی کا ہے پہلے اس سے کہ سخت ہو اور
چھیلی جاوے اس سے اور طحاوی نے کہا کہ محاضرۃ کھجور کے پھل کا بیچنا ہے پہلے اس سے کہ سرخ ہو یا زرد
اور بیچنا کھیتی سبز کا کہ بطن بعد بطن کے کاٹی جاتی ہے یعنے مانند خوید وغیرہ کی وہ اس قبیل سے ہے کہ اہتمام
کیا جاتا ہے ساتھ معرفت حکم اسکی کے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بیع سبز کھیتی کی مطلق جائز ہے اور جب اختلاف
ہو تو اختیار ثابت ہوتا ہے اور نزدیک مالک کی جائز ہے جبکہ ظاہر ہو صلاحیت اسکی اور واسطے مشتری کے
ہے وہ چیز کہ نئی پیدا ہو بعد اسکے یہانتک کہ منقطع ہو اور عرایا میں معاف ہے واسطے حاجت کے اور تشبیہ دی ہے
اسکو ساتھ جواز کرایہ خدمت غلام کے باوجودیکہ وہ متجدد اور مختلف ہوتی ہے اور ساتھ کرایہ لینے دودھ پلانے
والے کے باوجودیکہ اسکا دودھ نیا پیدا ہوتا ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ لڑکے نے اس سے کتنا پیا اور شافعیہ
کے نزدیک بعد ظاہر ہونے پختگی اسکی کے صحیح ہے مطلق اور پختگی سے پہلے صحیح ہے ساتھ شرط قطع کے اور نہیں جائز
ہے بیچنا دانے کا بالے میں مانند اخروٹ اور بادام کی (رفتح) **حدثنا** قُتَیبَۃُ ثنا اِسمٰعِیلُ بنُ جَعفَرٍ
عَن حُمَیدٍ عَن اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَن بَیعِ الثَّمَرِ حَتّٰی تَزھُوَ فَقُلنَا لِاَنَسٍ
مَا زَھوُھَا قَالَ تَحمَرُّ اَو تَصفَرُّ اَرَاَیتَ اِن مَنَعَ اللّٰہُ الثَّمَرَۃَ بِمَ تَستَحِلُّ مَالَ اَخِیکَ ترجمہ انس رض
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوہ کے بیچنے سے منع فرمایا یہانتک کہ پک جاوے تو ہمنے انس سے
کہا کہ کیا ہے پکنا اسکا کہا کہ سرخ ہو جاوے یا زرد ہو جاوے بھلا بتلاؤ کہ اگر خدا پھل کو روک دے تو کس سبب اپنے
بھائی مسلمان کا مال حلال کریگا ف اس حدیث کی پوری شرح پہلے گذر چکی ہے **باب بیع**
الجمار واکلہ کھجور کے دل کا بیچنا اور کھانا ف جمار ایک چیز ہے سفید اور نازک کہ درخت کھجور کے سر کے
اندر سے نکلتی ہے اسکو کھجور کا دل کہتے ہیں اور کھجور کی چربی بھی کہتے ہیں اور وہ مشہور ہے **حدثنا**
اَبُو الوَلِیدِ ھِشَامُ بنُ عَبدِ المَلِکِ ثنا اَبُو عَوَانَۃَ عَن اَبِی بِشرٍ عَن مُجَاھِدٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ
قَالَ کُنتُ عِندَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَاکُلُ جُمَّارًا فَقَالَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَۃٌ کَالرَّجُلِ
المُؤمِنِ فَاَرَدتُّ اَن اَقُولَ ھِیَ النَّخلَۃُ فَاِذَا اَنَا اَحدَثُھُم قَالَ ھِیَ النَّخلَۃُ ترجمہ ابن عمر رض سے
روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بیٹھا تھا اور آپ کھجور کا دل کھاتے تھے سو فرمایا کہ درختوں سے

ایک درخت ہو مانند مرد مسلمان کی سو مینے چاہا کہ کہون کہ وہ کہجور کا درخت ہی ناگہان مینے دیکہا کہ مین سب سے
کم عمر تہا یعنے پس شرم سے نہ کہہ سکا جب کسی نے جواب دیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کہجور کا درخت
ہے **ف** یہ حدیث ابن عمر کی کتاب العلم مین پہلے گذر چکی ہے اور اسمین ذکر بیع کا نہین لیکن اسکا کہانا چاہتا
ہے اسکو کہ اسکی بیع درست ہو کہا ہے اسکو ابن منیر نے اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اسکی کہ نہین پائی
اس نے کوئی حدیث اپنی شرط پر جو دلالت کرے ساتہہ مطابقت کے اوپر بیع جمار کے اور ابن بطال نے کہا کہ
جمار کا بیچنا اور کہانا مباح ہے بغیر خلاف کے اور ہر وہ چیز کہ نفع اٹہایا جاوے ساتہہ اسکے واسطے کہانے
کے پس بیع اسکی جائز ہے مین کہتا ہون کہ فائدہ ترجمہ کا دور کرنا وہم منع کا ہے اس سے اسواسطے کہ کبھی گمان
کیا جاتا ہے افساد اور اضاعت کا اور حالانکہ اسطرح نہین اور اسحدیث مین کہانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے
روبرو قوم کے پس دکیا جاویگا ساتہہ اسکے اسپر کہ جو سامنے کہانے کو برا جانتا ہے اور چہپاکر کہانے کو درست
رکہتا ہے واسطے قیاس کرنے کے اوپر پوشیدہ کرنے مخرج اسکے کے (فتح) **بَابُ مَنْ اَجْرٰی اَمْرَ الْاَمْصَارِ عَلٰی مَا یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَھُمْ فِی الْبُیُوْعِ وَالْاِجَارَةِ وَالْمِكْیَالِ وَالْوَزْنِ وَسُنَنِھِمْ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ وَمَذَاھِبِھِمُ الْمَشْھُوْرَةِ** جو جاری کرے اہل شہرون کے کاروبار کو اپر چیز کہ معروف اور رواج ہے درمیان
انکے خرید و فروخت مین اور اجارے مین اور کیل مین اور تولنے مین اور جاری کرے انکے طریقون کو اوپر
مقصدون انکے کے اور مذاہب مشہورہ انکے کے **ف** ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ مقصود ساتہہ اس باب کے
ثابت کرنا اعتماد کا ہے عرف اور رواج پر اور یہ کہ قضا کیجاوے ساتہہ اسکے ظاہر الفاظ پر اور اگر کوئی مرد
وکیل کرے کسی مرد کو بیچ بیچنے اسباب اپنے کے پس بیچے اسکو ساتہہ غیر اس نقد کے جسکو لوگ پہچانتے ہین
یعنے رواج مین تو نہین جائز ہے اور اسیطرح اگر بیچے کسی وزنی چیز کو یا کیلی کو ساتہہ غیر کیل و وزن کے
جو لوگون مین مروج اور معتاد ہے تو وہ بہی جائز نہین اور قاضی حسین شافعی نے کہا کہ عرف کی طرف رجوع
کرنا ایک قواعد پانچ کا ہے جسپر فقہ کی بنا ہے مانند قریب ہونے جگہ کی اور دور ہونے اسکے کی اور کثرت فعل
اور کلام کی اور قلت اسکی نماز مین اور مول مثل کی اور مہر مثل کی اور کفو نکاح کی اور مونت کی اور نفقہ
کی اور لباس کی اور سکنے کی اور جو چیز کہ لائق ہے ساتہہ حال شخص کے اور مانند حیض کی و طہر کی اور اکثر مدت
حمل کی اور سن یاس وغیرہ کی (فتح) **وَقَالَ شُرَیْحٌ لِلْغَزَّالِیْنَ سُنَّتُكُمْ بَیْنَكُمْ** یعنے اور شریح قاضی
نے سوت بیچنے والون کو کہا کہ طریقہ تمہارا جائز ہے درمیان تمہارے یا لازم پکڑو یا لازم پکڑو اپنے طریقے
کو **ف** سعید بن منصور نے روایت کی ہے کہ کچھ سوت فروش شریح پاس جہگڑتے آئے ایک چیز مین کہ تہی درمیان
انکے تو انہون نے کہا ہمارا رواج اس اس طرح ہے تب شریح نے یہ بات کہی یعنے اپنے رواج پر چلو اور اس کے

موافق فیصلہ کرو (فتح) وَقَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ لَا بَاْسَ الْعَشَرَةُ بِاَحَدَ عَشَرَ وَ
يَاْخُذُ لِلنَّفَقَةِ رِبْحًا یعنی اور عبدالوہاب نے ایوب سے روایت کی اُسنے محمد سے کہ نہین ڈر ہے کہ بیچے دس کو بدلے
گیارہ کے اور لے بائع بدلے خرچ کرنے کے بیع پر نفع کو **ف** یعنے نہین ڈر ہے کہ بیچے وہ چیز کہ خریدی اسکو
بدلے سو دینار کے مثلا ہر دس کو اُسمین بدلے گیارہ دینار کے پس دس دینار ین راس المال ہونگی اور ایک
دینار نفع ہوگی ابن بطال نے کہا کہ اصل اس باب کا بیع ڈھیر کی ہے ہر صاع بدلے ایک درہم کے بغیر اسکے کہ
ڈھیر کی مقدار معلوم کرے سو ایک گروہ نے اسکو جائز رکہا ہے اور ایک گروہ نے منع کیا ہے مین کہتا
ہون کہ محمد کے اثر سے یہ مسئلہ نکالنا ٹھیک نہین اور یہ جو کہا کہ خرچ کے بدلے نفع لیوے تو اسمین اختلاف ہے
سو امام مالک رح نے کہا کہ نہ نفع لیوے مگر اس چیز مین کہ اسکے لیے اسباب مین تاثیر ہے مانند رنگنے اور سینے
کی اور اسپر اجرت دلالی اور لپیٹنے کی اور باندھنے کی پس درست نہین کہا پس اگر نفع دے اسکو مشتری اس
چیز پر کہ نہین تاثیر واسطے اسکے تو جائز ہے جبکہ اسکے ساتھ راضی ہو اور جمہور نے کہا کہ جائز ہے واسطے
بائع کے یہ کہ حساب کرے نفع مین تمام اس چیز کو کہ خرچ کی اور کہے کہ مجھکو اتنے مین پڑی ہے اور وجہ داخل
ہونے اس اثر کے ترجمہ مین اشارت ہے طرف اسکی کہ جب شہرون کے رواج مین یہ بات مروج نہ ہو کہ جو
چیز دس درہم سے خریدی جاوے وہ گیارہ کو بیچی جاتی ہے اور مشتری اس رواج پر اسکو بیچے تو اسکا
کچھ ڈر نہین ہوگا (فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ
بِالْمَعْرُوْفِ یعنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہند کو فرمایا کہ لے لیا کر خاوند کے مال سے جتنا تجھکو
اور تیری اولاد کو کفایت کرے موافق دستور کے **ف** یہ حدیث پوری ابھی آتی ہے وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ یعنے اور خدا تعالے نے فرمایا یعنے واسطے اسکے جو یتیم کے مال کا
متولی ہو کہ جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کہاوے موافق دستور کے وَاكْتَرَى الْحَسَنُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
مِرْدَاسٍ حِمَارًا فَقَالَ بِكَمْ فَقَالَ بِدَانِقَيْنِ فَرَكِبَهُ ثُمَّ جَاءَهُ مَرَّةً اُخْرٰى فَقَالَ الْحِمَارُ الْحِمَارُ
فَرَكِبَهُ وَلَمْ يُشَارِطْهُ فَبَعَثَ اِلَيْهِ بِنِصْفِ دِرْهَمٍ ترجمہ یعنے اور حسن بصری نے عبداللہ بن مرداس سے
ایک گدہا کرایہ لیا یعنے کرایا لینا چاہا سو حسن نے کہا کہ تو کتنے کو کرایہ دیتا ہے سو عبداللہ نے کہا کہ بدلے
دو دانگ کے سو حسن اسپر سوار ہوا پہر حسن دوسری بار آیا اور کہا کہ گدہا لیا گدہا لیا سو وہ اسپر سوار ہوا اور اسکی
اجرت مقرر نہ کی سو اسکی طرف آدہا درہم بہیجا **ف** دانگ درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اور وجہ داخل ہونے
اسکے کی ترجمہ مین ظاہر ہے اس جہت سے کہ حسن نے دوسری بار اسکی اجرت مقرر نہ کی واسطے اعتماد کرنے
کے پہلی اجرت پر اور زیادہ کیا اسکو اجرت مذکورہ پر بطریق احسان کے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

یوسف انا مالک عن حمید الطویل عن انس بن مالک قال حجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطیبۃ فامر لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصاع من تمر وامر اھلہ ان یخففوا عنہ من خراجہ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ ابوطیبہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ایک صاع کہجورون کے دینے کا حکم کیا اور اسکے مالکون کو حکم کیا کہ اسکے خراج سے کچھ تخفیف کرین ف یہ حدیث کتاب البیوع مین پہلے گذر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اسکے کی اس باب مین اس جہت سے ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی اجرت مقررہ کی واسطے اعتبار کرنیکے رواج پر بیچ مثل اسکی کے (فتح) حدثنا ابو نعیم ثنا سفین عن ھشام عن عروۃ عن عائشۃ قالت ھند ام معاویۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابا سفین رجل شحیح فھل علی جناح ان اخذ من مالہ سرا قال خذی انت وبنیک ما یکفیک بالمعروف ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ ہند معاویہ کی مائی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے یعنے اتنا خرچ نہین دیتا جو مجھکو اور میری اولاد کو کفایت کرے تو کیا مجھپر گناہ ہے کہ اسکا مال پوشیدہ لون یعنے بقدر حاجت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیا کر تو اور تیری اولاد جتنا کفایت کرے تجھکو موافق دستور کے ف اور غرض آپکے اس قول سے یہ ہی کہ لے لیا کر موافق دستور کے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو عرف پر حوالہ دیا اس چیز مین کہ شرع نے اسمین کوئی حد مقرر نہین کی (فتح) حدثنا اسحاق بن عیسیٰ ثنا ھشام ح وحدثنی محمد بن سلام قال سمعت عثمان بن فرقد قال سمعت ھشام بن عروۃ یحدث عن ابیہ انہ سمع عائشۃ تقول ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف انزلت فی والی الیتیم الذی یقیم علیہ ویصلح فی مالہ ان کان فقیرا اکل منہ بالمعروف ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ آیت کی تفسیر مین کہ جو مالدار ہو تو چاہیے کہ بچے یتیم کے مال سے اور جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کہاوی موافق دستور کے عائشہ رض نے کہا کہ یہ آیت یتیم کے والی کے حق مین اتری جو اسکی تربیت کرتا ہے اور اسکے مال کو سنوارتا ہے کہ اگر محتاج ہو تو اس سے موافق دستور کے کہاوی ف اور مراد اس باب مین حوالہ دینا والی یتیم کو ہے کہ اسکے مال سے دستور کے موافق کہاوی (فتح)

باب بیع الشریک من شریکہ

بیان مین بیچنے شریک کے شریک سے ف ابن بطال نے کہا کہ وہ جائز ہے ہر چیز مشترک مین اور وہ مانند بیچنے اسکے کی اجنبی سے ہی اور اگر اسکو اجنبی کے ہاتھ بیچے تو شریک کو حق شفعہ پہونچتا ہے اور اگر اسکو شریک کے ہاتھ بیچے تو حق شفعہ دور ہو جاتا ہے اور ذکر کی اوس نے حدیث جابر رض کی شفعہ کے باب مین وسیاتی الکلام

علیہ فی ما یہ اور ابن بطال کی کلام کا حاصل مناسبت حدیث کی ہے ساتھ ترجمہ کے اور اسکے غیر نے کہا کہ معنے ترجمہ کے حکم بیع شریک کا ہے شریک اپنے سے اور مراد اس سے رغبت دلانا شریک کا ہی یہ کہ نہ بیچے وہ چیز جس مین کہ شفع ہے مگر شریک اپنے سے اسواسطے کہ اگر اسکو غیر کے ہاتھ بیچے تو جائز ہوگا شریک کو لینا اُسکا ساتھ شفعہ کے زور سے اور بعضے کہتے ہین کہ وجہ مناسبت کی یہ ہی کہ جب گھر تین آدمیون کے درمیان مشترک ہو اور انمین ایک دوسرے کو ہاتھ بیچے تو تیسرے کو جائز ہے یہ کہ شفعہ کے ساتھ لیوے اگرچہ پہلا مشتری بھی شریک ہو اور بعضے کہتے ہین کہ یہ مبنی ہے خلاف پر کہ کیا شفعہ کے ساتھ لینا مشتری سے لینا ہے یا بائع سے پس اگر مشتری سے ہو تو وہ شریک ہوگا اور اگر بائع سے ہو تو وہ شریک کو شریک سے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ شفعہ والا اگر ہو واسطے اسکے پکڑنا ٹھہرے تو واسطے بائع کے ہر جگہ ہو شریک اسکا یہ کہ بیچے اسکو اسکے ہاتھ بین ساتھ اختیار کے بلکہ یہ اولے ہو (فتح) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہی کہ گردانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کو ہر چیز مین کہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدین واقع ہون یعنے مشترک چیز بانٹی جاوے اور راہین پھیری جاوین یعنے ہر ایک کے حصے کی راہ جدی ہو جاوے تو نہین ہے شفعہ یعنے حق شفعہ باقی نہین رہتا **بَابُ** بَيْعِ الْاَرْضِ وَالدُّوْرِ وَالْعُرُوْضِ مُشَاعًا غَيْرَ مَقْسُوْمٍ بیچنا زمین کا اور گھرون کا اور قسمون اسباب کا اس حال مین کہ مشترک ہون تقسیم نہ ہوئی ہون **ف** اس باب مین جابر کی حدیث بیان کی ہے وسیاتی فی مکانہ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہی کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ثابت ہونے شفعہ کے ہر چیز مین کہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدین واقع ہون اور راہین پھیری جاوین تو شفعہ نہین حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بِهٰذَا وَقَالَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ **ترجمہ** اسمین بیان ہی راویون کے اختلاف کا سو بعضون نے تو کل مالم یقسم روایت کی ہے اور بعضون نے کل مال لم یقسم روایت کی ہے **بَابُ** اِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا لِغَيْرِهٖ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ فَرَضِيَ اگر کوئی غیر کے واسطے کوئی چیز مول لیوے بدون اسکے اذن کے بعد وہ اُسکے ساتھ راضی ہو جاوے تو اسکا کیا حکم ہے **ف** امام بخاری نے یہ باب فضولی کی بیع کے واسطے باندھا ہے یعنے

یعنے جو غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بدون اذن اسکے کے اور امام بخاری نے میل کی ہے طرف جواز کی یعنے یہ بیع جائز ہے (فتح) حدثنا یعقوب بن ابراھیم ثنا ابو عاصم انا ابن جریج اخبرنی موسے ابن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خرج ثلثۃ نفر یمشون فاصابھم المطر فدخلوا فی غار فی جبل فانحطت علیھم صخرۃ قال فقال بعضھم لبعض ادعوا اللہ بافضل عمل عملتموہ فقال احدھم اللھم انی کان لی ابوان شیخان کبیران فکنت اخرج فارعی ثم اجیء فاحلب فاجیء بالحلاب فاتی بہ ابوی فیشربان ثم اسقی الصبیۃ واھلی وامراتی فاحتبست لیلۃ فجئت فاذا ھما نائمان قال فکرھت ان اوقظھما والصبیۃ یتضاغون عند رجلی فلم یزل ذلک دابی ودابھما حتی طلع الفجر اللھم ان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجھک فافرج عنا فرجۃ نری منھا السماء قال ففرج عنھم فقال الاخر اللھم ان کنت تعلم انی کنت احب امراۃ من بنات عمی کاشد ما یحب الرجل النساء فقالت لا تنال ذلک منھا حتی تعطیھا مائۃ دینار فسعیت فیھا حتی جمعتھا فلما قعدت بین رجلیھا قالت اتق اللہ ولا تفض الخاتم الا بحقہ فقمت وترکتھا فان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجھک فافرج عنا فرجۃ قال ففرج عنھم الثلثین وقال الاخر اللھم ان کنت تعلم انی استاجرت اجیرا بفرق من ذرۃ فاعطیتہ فابی ذلک ان یاخذ فعمدت الی ذلک الفرق فزرعتہ حتی اشتریت منہ بقرا وراعیھا ثم جاء فقال یا عبد اللہ اعطنی حقی فقلت انطلق الی تلک البقر وراعیھا فقال اتستھزئ بی قال قلت ما استھزئ بک ولکنھا لک اللھم ان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجھک فافرج عنا فکشف عنھم ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہو کہ تین آدمی سفر کو چلے جاتے تھے سو انکو مینہ پہونچا تو وے پہاڑ کی ایک غار مین گھس گئے تو ایک پتھر انکے غار کے منہ پر ڈھلک پڑا یعنے اور اُسنے انکو بند کر لیا تو بعضے نے بعضے سے کہا کہ دیکھو اپنے زیادہ تر افضل عملون کو جو کیے ہون سو دعا مانگو اللہ سے اُنکے وسیلے سے یعنے تاکہ شاید خدا اس پتھر کو ہٹا دیوے سو کہا اُن مین سے ایک نے کہا کہ الٰہی ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بڈھے تھے بڑی عمر والے سو مین باہر جاتا تھا اور بکریاں چراتا تھا پھر مین آتا تھا اور انکا دودہ دوہتا تھا سو وہ دودہ اپنے ماں باپ پاس لا تا تھا سو وہ دودہ کو پیتے تھے پھر مین اپنے چھوٹے لڑکون کو اور اپنے گھروالون کو اور اپنی بیوی کو پلاتا تھا سو مینے ایک رات اُسنے مین دیر کی یعنے اسواسطے کہ چارہ بہت دور ملا سو مین آیا تو ناگاہ دیکھا کہ میرے ماں باپ سو گئے تھے

سو مینے برا جانا کہ انکو نیند سے جگاؤن اور لڑکے بہوک کے مارے میرے قدمون مین شور کرتے تہے سو اسی طرح برابر میرا اور انکا حال رہا صبح تک یعنے مین اُنکے انتظار مین دودہ لیئے رات بہر کہڑا رہا اور لڑکے روتے چلاتے رہے نہ مینے پیا نہ لڑکون کو پلایا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ ایسی محنت اور مشقت مینے تیری رضامندی کے واسطے کی تہی تو اس پتہر سے ایک روزن کہولدے کہ ہم اُس سے آسمان کو دیکہین سو خدا نے اُس سے ایک روزن کہولدیا اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی البتہ ماجرا یہ ہے کہ میرے ایک چچا کی بیٹی تہی کہ مین اُس سے محبت رکہتا تہا جیسے نہایت محبت مرد عورتون سے رکہتے ہین یعنے مین اسیر کمال عاشق تہا یعنے سو مینے اس سے حرام کا بہی چاہی تو اس نے کہا کہ تو مجہہ سے یہ مراد نہ پاویگا یعنے تیری یہ مراد حاصل نہ ہوگی یہانتک کہ تو مجہکو سو اشرفیان دے سو مینے محنت اور کوشش کی یہانتک کہ مینے سو اشرفیان جمع کین سو جب مین اُسکے دونو پاؤن کے اندر بیٹہا تو اس نے کہا کہ ڈر خدا سے اور مہر کو نہ توڑ مگر ساتہہ حق اُسکے کے یعنے بدون نکاح شرعی کے ازالہ بکارت نہ کر سو مین اٹہہ کہڑا ہوا اور مین نے اُسکو چہوڑ دیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ مینے یہ مدت کی دلی آرزو تیری رضامندی کے واسطے ترک کی ہو تو اس پتہر سے ایک روزن کہولدے تو اُنسے غار کی دو تہائیان کہل گئین اور تیسرے آدمی نے کہا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ مینے ایک مزدور ٹہیرایا تہا بدلے ایک فرق چینا کے یعنے اُسکی اجرت ایک فرق چینا مقرر کی تہی اور فرق ایک برتن کا نام ہے جسمین سولہ رطل اناج سماوے سو جب وہ اپنا کام پورا کر چکا تو مینے اسکی مزدوری اسکو دی تو اُسنے لینے سے انکار کیا سو مینے اس فرق چینے کیطرف قصد کیا اور اسکو بویا سو اُسمین یہانتک برکت ہوئی کہ مینے اُس مال سے گائی بیل اور غلام اُنکے چرانے والے خریدے پہر وہ مزدور مدت کے بعد میرے پاس آیا سو اُس نے کہا کہ اے خدا کے بندے میرا حق مجہکو دے تو مینے کہا کہ جا ان گائی بیلون اور اُنکے چرانے والون کی طرف اور اُنکو لے تو اُس نے کہا کہ کیا تو مجہہ سے ٹہٹہا کرتا ہے مینے کہا کہ مین تجہہ سے ٹہٹہا نہین کرتا و لیکن وہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ مینے یہ امانتداری تیری رضامندی کے واسطے کی تہی تو اس پتہر کو ہم سے کہولدے سو تو وہ پتہر اُنسے دور ہوا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بغیر اذن اُسکے کے اور وہ اُس سے راضی ہوجاوے تو وہ بیع صحیح ہے اسواسطے کہ تیسرے مرد نے اُسکی اجرت سے کہیتی کرکے اُس سے گائی بیل اور غلام خریدے اسواسطے کہ اُس مرد نے مزدور کے مال مین تصرف کیا بدون اذن اُسکے کے لیکن جب اسکو بڑہایا اور اسکو دیا سو اُسنے اسکو لیا اور اُسکے ساتہ راضی ہوا اور طریق استدلال کا ساتہ اسکے بنا بر اسکے ہے کہ پہلون کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور جمہور اسکے مخالف ہین اور بخلاف اسکے مشہور ہے لیکن برقرار رکہا جاتا ہے بایطور کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو مدح کی جگہ بیان کیا اور اسکے فاعل

کی تعریف کی اور اسکو اسپر برقرار رکھا اور اگر یہ امر جائز نہوتا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکو بیان فرماتے پس ساتھ
اس طریق کے صحیح ہوگا استدلال نہ ساتھ مختص ہونے اسکے شرع پہلون کے اور بیچ اقتصار کرنے بخاری کے
اوپر استنباط کے ساتھ اس طریق کے دلالت ہے اسپر کہ جو چیز کہ روایت کی اُس نے بیچ فضل گھوڑون کے
عروہ بارقی کی حدیث سے بیچ قصے بیچنے اسکے کے بکری کو نہین قصد کیا اس نے ساتھ اسکے استدلال کا
واسطے اس حکم کے اور تحقیق جواب دیا گیا ہے حدیث باب سے بایں طور کہ احتمال ہے کہ اُس نے مزدور ٹھیرایا
ہو اسکو ساتھ فرق کے کہ اُسکے ذمہ مین ہو یا جب اُس نے اُس فرق کو اُسکے پیش کیا اور اُس نے اُسکو قبض
نہ کیا تو وہ مزدور ٹھیرانے والے کے ذمہ مین بدستور باقی رہا اسواسطے کہ جو ذمہ مین ہو وہ نہین معین ہوتا
ہے مگر ساتھ قبض کے سو جب اُس نے اسمین تصرف کیا تو اسکا تصرف صحیح ہوا برابر ہے کہ اُسنے اپنے واسطے
اعتقاد کیا یا اجیر کے واسطے پہر احسان کیا ساتھ اسکے کہ جمع ہوا تہا اس نے اجیر پر ساتھ رضامندی اُسکی
کے اور ابن بطال نے کہا کہ اسمین دلیل ہے اوپر صحت قول ابن قاسم کے کہ جب ایک مرد دوسرے مرد کے پاس
اناج امانت رکھے اور وہ دوسرا آدمی اسکو مول سے بیچ ڈالے اور امانت والا اُسکے ساتھ راضی ہو جاوے تو
اسکے اختیار ہے اگر چاہے تو مول لیوے جس کے ساتھ اس نے اسکو بیچا ہے اور اگر چاہے تو اُس کے برابر
اناج لے لیوے اور اشہب نے اسکو منع کیا ہے اسواسطے کہ وہ اناج بدلے اناج کے ہے جسمین خیار ہے اور استدلال
کیا گیا ہے ساتھ اسکے واسطے ابو ثور کے کہ جو کسی کی گیہون غصب سے چہین لیوے اور اسکو بووے تو جو گیہون کہ
زمین سے پیدا ہو وہ گیہون والے کی ہے یعنی جس سے گیہون چہینی گئی تہی اور باقی شرح اسکی احادیث الانبیا مین
آویگی (فتح) **بَاب الشِّرَى وَالْبَيْعِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلِ الْحَرْبِ** مشرکین اور اہل حرب کے ساتھ خرید و
فروخت کرنے کا بیان **ف** ابن بطال نے کہا کہ کفار کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے مگر ہتھیار کا بیچنا درست
نہین جسکے ساتھ کافر مسلمانو پر مدد لین اور جسکا مال اکثر حرام ہو اُسکے ساتھ خرید و فروخت کرنے مین علماء کو اختلاف
ہے اور جو اسکو جائز رکہتا ہے اسکی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کو فرمایا کہ یہ بیع ہے یا ہبہ
اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کافر کو بیع کرنی اور یہ کہ جو اُسکے ہاتھ مین ہے اسکا وہ مالک ہے اور یہ کہ مشرک کے
ہبہ کا قبول کرنا جائز ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ
طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا اَوْ عَطِيَّةً اَوْ قَالَ اَمْ هِبَةً قَالَ
لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً **ترجمہ** عبد الرحمن بن ابی بکر رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ تھے پہر ایک کافر پریشان بال دراز قد بکریان لایا جنکو ہانکتا تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو

بیچنے کا ارادہ کرتا ہے یا اسد بخشنے کا اُس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیچنے کا ارادہ کرتا ہوں تو حضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے اُس سے بکری خریدی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں سے خرید و فروخت کرنی جائز ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** شِرَاءِ المَمْلُوكِ مِنَ الحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وَعِتْقِهِ خریدنا غلام کا کافر حربی سے اور اسکا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا جائز ہے **ف** ابن بطال نے کہا کہ غرض بخاری کی ساتھ اس باب کے ثابت کرنا ملک حربی کا ہے اور یہ کہ جائز ہے اسکو تصرف کرنا اپنے ملک میں ساتھ بیع اور ہبہ اور عتق وغیرہ کے جگہ برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان کو نزدیک مالک اپنے کے جو کافر تھا اور حکم کیا اسکو مکاتب کرنے کا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہبہ کرنا ظالم بادشاہ کا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور سوای اسکے جسکو حدیث باب کی متضمن ہے (فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَلْمَانَ كَاتِبْ وَكَانَ حُرًّا فَظَلَمُوهُ وَبَاعُوهُ یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان سے کہا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کر اور تھا وہ آزاد سو کافروں نے اسپر ظلم کیا اور اسکو بیچ ڈالا **ف** اور اُسکا قصہ اسطور سے ہے کہ سلمان اصل میں مجوسی تھا سو دین حق کی تلاش کی واسطے اپنے باپ سے بھاگا سو ایک درویش سے جا ملا پھر ایک درویش پاس جا رہا پھر ایک اور درویش پاس جا رہا اور انکی موت تک اُنکے پاس رہتا تھا یہانتک کہ اخیر درویش نے اُسکو عرب کی راہ دکھائی اور اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے کی خبر دی سو سلمان نے بعض جنگلیوں کے ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آنے کا قصد کیا سو انہوں نے اُسکے ساتھ فریب کیا اور اسکو وادی القرے میں (ایک جگہ کا نام ہے) ایک یہودی کے پاس بیچا پھر اُس سے اسکو بنی قریظہ کے ایک اور یہودی نے خریدا اور اسکو مدینہ میں لایا سو جب مدینے میں آیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو مسلمان ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کر یعنے اپنی جان کو اپنے مالک سے خرید ساتھ دو مثلوں کے یا زیادہ کے اور اس سے سمجھا جاتا ہے برقرار رکھنا احکام کافروں کا اوپر اسکے کہ اسلام سے پہلے اسپر تھی اور طبری نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہودی کو سلمان میں بیع وغیرہ کے ساتھ تصرف کرنے پر اسواسطے برقرار رکھا تھا کہ جب وہ اسکا مالک ہوا تھا تو اُسوقت سلمان اس شریعت پر نہ تھا بلکہ اُسوقت نصرانی تھا اور اس شریعت کا حکم یہ ہے کہ جو کافر کسی کے نفس یا مال پر غالب ہووے اور مغلوب مسلمان نہ ہو تو وہ مالک کے ملک میں داخل ہو جاتا ہے (فتح) وَسُبِيَ عَمَّارٌ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ یعنے اور قید کیے گئے عمار اور صہیب اور بلال یعنے پہلے یہ تینوں صحابی کافروں کے غلام تھے اور انکے ملک میں تھے پھر مسلمانوں نے انکو کافروں کے ہاتھ سے خرید کر آزاد کیا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ کافر اپنے مال کا مالک ہے اور اسکو اپنے مال میں ہر طرح سے تصرف کرنا درست ہے وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ

عَلٰی مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَہُمْ فِیْہِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَۃِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ یعنے اور خدا تعالے نے فرمایا کہ خدا نے بزرگی
دی ہے بعض تمہاری کو بعض پر رزق مین یعنے بعضے مالدار ہین اور بعضے محتاج سو جو لوگ فضیلت دیے گئے
ہنین وہ رزق دینے والے اپنے غلامون کو یعنے بلکہ خدا انکو رزق دیتا ہے سو مالک اور غلام رزق مین برابر
ہین کہ سب کو خدا ہی نے رزق دیا ہے کیا پس خدا کے نعمت سے انکار کرتے ہین کہ اسکے ساتھ شریک ٹھیراتے
ہین **ف** ترجمہ کی جگہ اس سے یہ قول خدا کا ہے علی ما ملکت ایمانہم اس واسطے کہ خدا نے ثابت کی واسطے انکی
ملک ہاتھ کی باوجودیکہ اکثر ملک انکے اوضاع شرعیہ کے مخالف تھے اور ابن منیر نے کہا کہ مقصود یہ ہے کہ
حربی کا ملک صحیح ہے اور صحیح ہے مالک ہونا مسلمان کا اس سے اور مخاطب اس آیت مین مشرکین ہین اور جو
توبیخ کہ انکے واسطے ہوئی ہے تو وہ اس سبب سے ہے کہ انہون نے بتون کی تعظیم کی اور خدا کی تعظیم نہ کی اور
یہ اس باب سے غرض نہین (فتح) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ اَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ
اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہَاجَرَ اِبْرَاہِیْمُ بِسَارَۃَ فَدَخَلَ بِہَا قَرْیَۃً فِیْہَا
مَلِکٌ مِنَ الْمُلُوْکِ اَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَۃِ فَقِیْلَ دَخَلَ اِبْرَاہِیْمُ بِامْرَاَۃٍ ہِیَ مِنْ اَحْسَنِ النِّسَآءِ
فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ اَنْ یَا اِبْرَاہِیْمُ مَنْ ہٰذِہِ الَّتِیْ مَعَکَ قَالَ اُخْتِیْ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْہَا فَقَالَ لَا تُکَذِّبِیْ
حَدِیْثِیْ فَاِنِّیْ اَخْبَرْتُہُمْ اَنَّکِ اُخْتِیْ وَاللّٰہِ اِنْ عَلَی الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَیْرِیْ وَغَیْرُکِ فَاَرْسَلَ
بِہَا اِلَیْہِ فَقَامَ اِلَیْہَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّیْ فَقَالَتِ اللّٰہُمَّ اِنْ کُنْتُ اٰمَنْتُ بِکَ وَبِرَسُوْلِکَ
وَاَحْصَنْتُ فَرْجِیْ اِلَّا عَلٰی زَوْجِیْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَیَّ الْکَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰی رَکَضَ بِرِجْلِہٖ قَالَ الْاَعْرَجُ
قَالَ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَتِ اللّٰہُمَّ اِنْ یَّمُتْ یُقَلْ ہِیَ قَتَلَتْہُ فَاُرْسِلَ
ثُمَّ قَامَ اِلَیْہَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّیْ وَتَقُوْلُ اللّٰہُمَّ اِنْ کُنْتُ اٰمَنْتُ بِکَ وَبِرَسُوْلِکَ وَاَحْصَنْتُ
فَرْجِیْ اِلَّا عَلٰی زَوْجِیْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَیَّ ہٰذَا الْکَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰی رَکَضَ بِرِجْلِہٖ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ
اَبُوْ سَلَمَۃَ قَالَ اَبُوْ ہُرَیْرَۃَ فَقَالَتِ اللّٰہُمَّ اِنْ یَّمُتْ یُقَلْ ہِیَ قَتَلَتْہُ فَاُرْسِلَ فِی الثَّانِیَۃِ اَوْ فِی
الثَّالِثَۃِ فَقَالَ وَاللّٰہِ مَا اَرْسَلْتُمْ اِلَیَّ اِلَّا شَیْطَانًا اَرْجِعُوْہَا اِلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَاَعْطُوْہَا اٰجَرَ فَرَجَعَتْ
اِلٰی اِبْرَاہِیْمَ فَقَالَتْ اَشَعَرْتَ اَنَّ اللّٰہَ کَبَتَ الْکَافِرَ وَاَخْدَمَ وَلِیْدَۃً ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے
کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بی بی سارہ کے ساتھ ہجرت کی یعنے اپنا وطن چھوڑا سو اسکے ساتھ ایک گاؤن
مین آئے جسمین ایک ظالم بادشاہ تھا سو کسی نے اس سے کہا کہ ابراہیم ایک عورت لایا ہے جو نہایت خوبصورت
عورتون سے ہے تو بادشاہ نے کسی کو ابراہیم پاس بھیجا اور پوچھا کہ اے ابراہیم یہ عورت کون ہے
جو تیرے ساتھ ہے یعنے اس سے تیرا کیا رشتہ ہے ابراہیم نے کہا کہ میری بہن ہے پھر ابراہیم سارہ کی

طرف پلٹ گیا اور کہا کہ میری بات کو مت جھٹلاؤ کہ میں نے انکو خبر دی ہے کہ تو میری بہن ہے قسم ہے خدا کی نہیں
ہے زمین پر کوئی ایماندار سوای میرے اور تیرے سو ابراہیم عم نے سارہ کو بادشاہ پاس بھیجا تو بادشاہ اسکی طرف
کھڑا ہوا تو سارہ وضو اور نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور کہنے لگیں کہ الہی اگر میں تجھپر اور تیرے رسول پر ایمان لائی
ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھا ہے مگر اپنے خاوند پر تو کافر کو مجھ پر قادر نہ کر سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں
تک کہ زمین کو اپنا پاؤں مارتا تھا تو سارہ نے کہا کہ الہی اگر یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے
اسکو مار ڈالا سو چھوڑ گیا دوسری بار یا تیسری بار یعنے دو بار یا تین بار اسی طرح بیہوش ہو کر گر پڑا اور سارہ کی
کی دعا سے ہوش میں آیا تو بادشاہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں بھیجا تم نے پاس میرے مگر شیطان کو اسکو
ابراہیم پاس پھیر لیجاؤ اور اسکو ہاجرہ لونڈی دو سارہ ابراہیم کی طرف پلٹ آئیں اور کہا کہ کیا تو نے جانا ہے
کہ خدا نے کافر کو ناامید اور محروم کیا اور خدمت کے واسطے ایک لونڈی دی ف اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ کافر کے ہدیہ اور ہبہ کا قبول کرنا درست ہے اسلیے کہ اس کافر بادشاہ نے کہا کہ اسکو ہاجرہ دو اور سارہ نے
اسکو قبول کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اسکو برقرار رکھا (فتح) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا اللَّیْثُ
عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّہَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ
زَمْعَةَ فِیْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ ھٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ابْنُ اَخِیْ عُتْبَةَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَہِدَ اِلَیَّ اَنَّہٗ
ابْنُہٗ اُنْظُرْ اِلٰی شَبَہِہٖ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ ھٰذَا اَخِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِ اَبِیْ مِنْ
وَلِیْدَتِہٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی شَبَہِہٖ فَرَاٰی شَبَہًا بَیِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ ھُوَ
لَکَ یَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاہِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِیْ مِنْہُ یَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ
فَلَمْ تَرَہٗ سَوْدَةُ قَطُّ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ ایک لڑکے میں جھگڑے
سو سعد رض نے کہا کہ یہ بیٹا ہے میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا ہے کہ اس نے مجھکو وصیت کی تھی کہ یہ اسکا بیٹا ہے
آپ دیکھیں کہ اسکی صورت عتبہ کے مشابہ ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا حضرت یہ میرا بھائی ہے کہ میرے
باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا اسکی لونڈی سے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی مشابہت کو دیکھا سو اسکی
مشابہت ظاہر عتبہ کے ساتھ دیکھی سو فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبد بن زمعہ لڑکا واسطے صاحب بچھونے
کے ہے اور زانی کے لیے محرومی ہے اور پردہ کر اس سے ای سودہ بنت زمعہ سو سودہ نے اسکو کبھی نہ دیکھا ف
اور موضع ترجمہ کی اس سے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کے ملک کو لونڈی کے واسطے برقرار رکھا
اور غلامی کے احکام اسپر جاری کیے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ
عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِصُہَیْبٍ اِتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَدَّعِ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْکَ فَقَالَ صُہَیْبٌ

مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا وَاَنِّیْ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلٰكِنِّیْ سُرِقْتُ وَاَنَا صَبِیٌّ ترجمہ ابراہیم رض سے روایت ہے
کہ عبدالرحمن بن عوف نے صہیب سے کہا کہ ڈر اللہ سے اور نہ دعوی کر نسبت کا طرف غیر باپ اپنے کی سو صہیب نے
کہا کہ نہین خوش لگتا مجھکو یہ کہ میرے واسطے اتنا اتنا مال ہو اور مین یہ دعوی کرون ولیکن مین چرایا گیا
تہا اور حالانکہ مین چہوٹا لڑکا تہا **ف** صہیب کہا کرتے تہے کہ مین سنان بن مالک کا بیٹا ہون اور اپنی
نسب کو نمر بن قاسط کی طرف لیجاتے تہے اور مان انکی بنی تمیم سے ہتی اور صہیب عجمی تھے یعنے غیر عربی اس
واسطے کہ اس نے رومیون کے درمیان پرورش پائی سو انکی زبان اسپر غالب آئی اور کہا کہ عرب کا دستور
تہا کہ بعضے بعض کو پکڑ کر غلام بنا لیتے تہے سو قید کیا مجھکو کچھ لوگون نے بعد اسکے کہ مین نے اپنے مولد اور اہل کو
پہچانا پہر انہون نے مجھکو رومیون کے ہاتھ بیچا حاصل یہ ہے کہ عبدالرحمن نے اسکو کہا کہ تو دعوی کرتا ہے کہ مین
عرب کی نسل سے ہون اور حالانکہ تیری زبان رومی ہے تب صہیب نے اسکو یہ جواب دیا کہ لڑکپن مین رومی مجھکو
قید کر کے لیگئے تھے اسواسطے انکی زبان مجھپر غالب آئی و الا نسل میری رومی نہین اس سے معلوم ہوا
کہ کافرون کی ملک صحیح ہے کہ عبدالرحمن بن جدعان نے اسکو خرید کر آزاد کیا (فتح) حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ
اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ حَکِیْمَ بْنَ حِزَامٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اُمُوْرًا كُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِیْ فِیْهَا
اَجْرٌ قَالَ حَکِیْمٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَیْرٍ
ترجمہ حکیم بن حزام رض سے روایت ہے کہ مینے کہا کہ یا حضرت بہلا بتلاؤ تو کہ جو نیکیان مین کفر کی حالت مین
کیا کرتا تہا جیسے برادر پروری اور غلام ازاد کرنا اور خیرات کرنا کیا انکا ثواب بہی مجھکو ملیگا تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے آگے ہوئی **ف** اسحدیث کی شرح کتاب الزکوۃ مین
پہلے گذر چکی ہے اسحدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کی خیرات اور آزادی صحیح ہے اور یہ متضمن ہے اسکو کہ کافر کی
ملک صحیح ہے اسواسطے کہ صحیح ہونا آزادی کا موقوف ہے اوپر صحیح ہونے ملک کے (فتح) وفیہ المطابقة للترجمة *

باب جُلُوْدِ الْمَیْتَةِ قَبْلَ اَنْ تُدْبَغَ رنگنے سے پہلے مردار کے چمڑے کا بیان **ف** یعنے کیا اسکی بیع
جائز ہے یا نہین ولد کی اسمین بخاری نے حدیث ابن عباس رض کی میمونہ کی بکری مین اور شاید کہ اسنے لیا حکم
جواز بیع کو اس سے کہ اسکے ساتہ فائدہ اٹہانا درست فرمایا اسواسطے کہ جس چیز کے ساتہ فائدہ اٹہانا درست ہے
اسکا بیچنا بہی درست ہے اور جسکے ساتہ فائدہ اٹہانا درست نہین اسکا بیچنا بہی درست نہین اور ساتہ اس
تقریر کے جواب دیا جاتا ہے اسماعیلی کے اعتراض سے کہ اس نے کہا کہ باب کی حدیث مین بیع کے واسطے
تعرض نہین اور مردار کے چمڑے سے مطلق نفع اٹہانا دباغت سے پہلے اور پیچھے مشہور ہے زہری کے مذہب سے

اور شاید کہ یہی مختار ہے نزدیک بخاری کے اور اسکی دلیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مفہوم ہے کہ حرام تو صرف اُسکا کہانا ہے اسواسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ اسکے کہانے کے سوا جو چیز ہے سو مباح ہے پس اسکی بیع بہی درست ہوگی اور پوری شرح اسکی کتاب الذبائح مین آویگی (فتح) **حدثنا** زُهَيرُ ابنُ حَربٍ ثنا يَعقُوبُ بنُ ابراهيمَ ثنا اَبِى عَن صَالِحٍ ثَنِى ابنُ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيدَ اللّٰهِ بنَ عَبدِ اللّٰهِ بنِ عَبَّاسٍ اَخبَرَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمتَعتُم بِاِهَابِهَا قَالُوا اِنَّهَا مَيِّتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكلُهَا **ترجمہ** ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری پر گذرے سو فرمایا کہ تمنے اسکی کہال سے فائدہ کیون نہ اُٹہایا تو لوگون نے کہا کہ یہ مردار ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کا تو صرف کہانا حرام ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دباغت سے پہلے مردار کی کہال کا بیچنا درست ہے **باب** قَتلِ الخِنزِيرِ باب ہے بیان مین قتل کرنے خنزیر کے **ف** یعنے کیا اُسکا مار ڈالنا مشروع ہے جیسے کہ اُسکا حرام ہونا مشروع ہے اور وجہ داخل ہونے اسکے کی بیع کے بابون مین اشارت ہے طرف اسکی کہ جس چیز کے مار ڈالنے کا حکم ہے اسکا بیچنا جائز نہیں اور ابن تین نے کہا کہ خلاف اجماع کا کیا ہے بعض شافعیہ نے سو کہا کہ نہ قتل کیا جاوے خنزیر کو جبکہ اُسمین ضرر نہ ہو اور جمہور کہتے ہین کہ اُسکا قتل کرنا مطلق جائز ہے (فتح) وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بَيعَ الخِنزِيرِ یعنے اور جابر رضہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خنزیر کا بیچنا حرام کیا **ف** یہ حدیث پوری آئیندہ آویگی **حدثنا** قُتَيبَةُ بنُ سَعِيدٍ ثنا اللَّيثُ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عَنِ ابنِ المُسَيَّبِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِى نَفسِى بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ اَن يَّنزِلَ فِيكُم ابنُ مَريَمَ حَكَمًا مُقسِطًا فَيَكسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقتُلَ الخِنزِيرَ وَيَضَعَ الجِزيَةَ وَيَفِيضُ المَالُ حَتّٰى لَا يَقبَلَهُ اَحَدٌ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُسکی جسکے قابو مین میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اترے گا تم مین ای مسلمانو عیسٰے مریم کا بیٹا حاکم عادل ہوکر سو صلیب کو توڑ ڈالیگا اور خوک کو مار ڈالےگا یعنے واسطے مبالغہ کے اسکی حرمت مین اور جزیہ کو گرا دیگا یعنے جو ایمان نہ لاویگا اُس سے جزیہ قبول نہ کریگا بلکہ اُسکو قتل کر ڈالیگا اور کثرت سے پہیل پڑیگا مال یہانتک کہ اُسکو کوئی قبول نہ کریگا **ف** اور موضع ترجمہ کی اس حدیث سے آپ کا یہ قول ہے کہ خنزیر کو قتل کریگا یعنے اُسکے معدوم کرنے کا حکم کریگا واسطے مبالغہ کرنے کے اسکے کہانے کی حرام ہونے مین اور اسمین بڑی توبیخ ہے واسطے نصاری کے کہ جو دعوی کرتے ہین کہ وہ حضرت عیسٰے کے طریقے پر ہین پہر خوک کے کہانے کو حلال جانتے ہین اور اسکی محبت مین مبالغہ کرتے ہین (فتح)

اوپر چلیپا کی یہ شکل ہے ✝ نصاری اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہین اسواسطے کہ انکے گمان مین حضرت عیسیٰ سولی پر مارے گئے اور ہر چند ابھی نصاری وغیرہ سب کافرون سے جزیہ لینا درست ہی لیکن عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت مین نصاری سے جزیہ قبول نہ کرینگے اگر وے ایمان نہ لاوینگے تو انکو قتل کرینگے **باب** لَا يُذَابُ شَحْمُ الْمَيْتَةِ وَلَا يُبَاعُ وَدَكُهُ رَوَاهُ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مردار کی چربی نہ گالی جاوے نہ بیچی جاوے روایت کیاہے اس مضمون کو جابرؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** اور اسکی شرح آیندہ آویگی **حَدَّثَنَا** الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَخْبَرَنِيْ طَاؤُسٌ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ حضرت عمرؓ کو خبر پہونچی کہ فلانے آدمی نے شراب بیچی ہے تو کہا کہ خدا لعنت کرے فلانے کو کیا نہین جانتا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا لعنت کرے یہود کو کہ اپنر چربیان حرام ہوئین سو انہون نے اسکو پگھلایا اور بیچا **ف** اور مراد فلانے سے حدیث مین سمرہ بن جندب صحابی ہے اور اسمین اختلاف ہی کہ اُسنے شراب کو کسطرح بیچا تھا بعض کہتے ہین کہ اُسنے اسکو یہود سے جزیہ کی قیمت مین لیا تھا پہر اسکو اُنہین کے ہاتھ بیچڈالا واسطے اعتقاد جواز کے حکایت کی اسکو ابن جوزی نے ابن ناصر سے اور ترجیح دی اسکو اور کہا کہ اسکو لائق تھا کہ اسکی بیع کا انکو متولی بناتا تاکہ ممنوع کام مین داخل نہ ہوتا اور بعضے کہتے ہین کہ جائز ہے کہ اُسنے انگور کا نچوڑا اُس شخص کے ہاتہ مین بیچا ہو جو اسکو شراب بناوی اور نچوڑ کو بھی شراب کہتے ہین جیسا کہ انگور کو شراب کہتے ہین اسواسطے کہ وہ آخر کو شراب بنجاتا ہے یہ بات خطابی نے کہی ہے اور یہ گمان نہین ہوسکتا کہ سمرہؓ نے ہوبہو شراب کو بیچا ہو بعد اسکے کہ اُسکی حرمت شائع ہوگئی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ احتمال ہے کہ شراب کا سرکہ بناکر بیچا ہو اور عمرؓ کا اعتقاد ہوگا کہ شراب کا سرکہ بنانا درست نہین جیسا کہ اکثر علماء کا قول ہے اور سمرہ کا یہ اعتقاد ہوگا کہ جائز ہے جیسا کہ تاویل کیا ہے اسکو غیر اُسکے نے کہ حلال ہے سرکہ بنانا شراب کا اور نہین بندہی حلال ہونا اسکا خود بخود سرکہ ہوجانے اسکے مین قرطبی وغیرہ نے کہا کہ پہلی وجہ ٹھیک ہے

مین کہتا ہون کہ نہین معین ہے پہلی وجہ یہ کہ اسنے اسکو جزیہ کے بدلے لیا ہو بلکہ احتمال ہے کہ اسکو غنیمت وغیرہ سے حاصل ہوا ہو اور اسماعیلی نے کہا کہ احتمال ہے کہ سمرہؓ کو اسکی تحریم معلوم ہو اور اسکے بیچنے کی تحریم معلوم نہ ہو اسی واسطے عمرؓ نے اسکی مذمت پر اکتفا کیا سوا عقوبت اسکے کے اور یہی ہے گمان ساتھ اسکے و لیکن مینے کسی حدیث مین نہین دیکھا کہ سمرہ عمرؓ کیطرف سے عامل تھا اور یہ جو کہا کہ چربیان

اونپر حرام کی گئین تو اسکے معنے یہ ہین کہ چربی کا کہانا اونپر حرام ہوا ہنین تو اگر انکا بیچنا اونپر حرام ہوتا تو پگہلانے
کے حیلہ کرنے کی کچھ حاجت نہ تہی اور وجہ تشبیہ دینے عمر کی مسلمانون کے شراب بیچنے کو ساتہ بیچنے یہود کے چربی
پگہلی ہوئی کو مشترک ہونا ہے نہی مین کہ دونو کا کہانا درست نہین لیکن یہ بات نہین کہ جسکا کہانا حرام ہو
اسکی بیع بہی حرام ہو مانند گدہون گہر کے پلے ہوؤن کی اور درندی جانورون کی کہ انکا کہانا حرام ہے اور بیچنا حرام
نہین پس ظاہر یہ ہے کہ مشترک ہونا ان دونو کا بیچ ہونے ہر ایک کے دونون سے ہو گیا ہے ساتہ نہی کے
کہانے اسکے سے نا پاک اسی طرح حکایت کیا ہے ابن بطال نے طبری سے اور برقرار رکہا اسکو اور یہ تقریر وہم
نہین بلکہ جس چیز کا کہانا حرام ہے اسکی بیع بہی حرام ہے اور کہانا گدہون اور درندی جانورون وغیرہ کا جسکا
کہانا حرام ہے سوای اسکے نہین کہ حاصل ہوتا ہے بعد ذبح کے اور وہ ذبح سے مردار ہو جاتا ہے اسواسطے
کہ اسکے واسطے ذبح نہین اور جب مردار ہوا تو ناپاک ہو گیا اور نہین جائز ہوگی بیع اسکی پس یہ اعتراض اصل مین
وارد نہین اور یہ قول جمہور کا ہے کہ جسکا کہانا حرام ہے اسکا بیچنا بہی حرام ہے اگرچہ اسکے بعض مین بعض نے
خلاف کیا ہے اور بعض کہتے ہین کہ جب بیٹا اپنے باپ کی لونڈی کا وارث ہو تو اسکو اس سے صحبت کرنی درست
نہین اور اسکو اسکا بیچنا اور اسکا مول کہانا درست ہی پس یہ قاعدہ ٹہیک نہین تو عیاض نے اسکا جواب
یہ دیا ہے کہ اسکو اس سے نفع اٹہانا مطلق حرام نہین بلکہ اسکو اسکے ساتہ تو صرف استمتاع منع ہے واسطے امر
خارجی کے اور اسکے غیر کو اسکے ساتہ استمتاع وغیرہ اور اٹہانا درست ہی جبکہ مالک ہو اسکو بخلاف چربی
کے اسواسطے کہ مقصود اس سے اور وہ کہانا ہے یہود پر حرام تہا ہر حال مین اور ہر شخص پر پس دونو جدا ہو گئے
اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت گنہگار معین کو لیکن احتمال ہے کہ عمر نے اسکے ظاہر کو مراد نہ رکہا ہو
بلکہ یہ اسکو جہڑک کے واسطے کہا ہو اور اسمین در گذر ناہے عزت والون کے قصورون سے اسواسطے کہ عمر نے
صرف اسی کلمہ پر اکتفا کی اسکو اور زیادہ سزا نہ دی اور یہ کہ جو حیلے اور وسیلے کہ حرام کی طرف پہونچا وین وہ
باطل ہین اور یہ کہ شراب کا بیچنا حرام ہے اور ابن منذر وغیرہ نے اسمین اجماع نقل کیا ہے اور مخالفت
ہے اجماع کے وہ شخص جو اسکی بیع کو جائز رکہتا ہے اور جائز رکہتا ہے بیع انگور کے گچہے کو جو اندر سے بدلکر
شراب ہو گیا ہو اور شراب کی حرمت کی علت مین اختلاف ہی بعض تو کہتے ہین کہ وہ ناپاک ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ اسواسطے کہ اس سے کوئی فائدہ مباح نہین اور بعضے کہتے ہین کہ واسطے مبالغہ کے اس سے نفرت
دلانے مین اور یہ کہ جس چیز کی ذات حرام ہو اسکا مول بہی حرام ہے اور اسمین دلیل ہے اسپر کہ اگر مسلمان شراب
کو ذمی کافر کے ہاتہ بیچے تو جائز نہین اور اسی طرح اگر ذمی کو شراب کے بیچنے کے واسطے وکیل کرے تو یہ بہی درست
نہین لعاب پر حرام ہوتا ہے اسکی کا اہل ذمہ پر پس یہ مبنی ہے اوپر خلاف کے بیچ خطاب کافر کے ساتہ فروع کے

اور یہ کہ جائز ہے قیاس کرنا اشباہ مین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ کافر کے بدن کو بیچنا حرام ہے
جبکہ ہم اسکو مار ڈالین اور کافر اسکا خریدنا چاہے اور یہ کہ نہین جائز ہی بیچنا ہر حرام ناپاک چیز کا اگرچہ اسمین نفع ہو
مانند گوبر کی اور کئیون نے اسکو جائز کہا ہے اور بعض مالکیہ کہتے ہین کہ خریدار کو جائز ہے واسطے حاجت مشتری کے سوائے
بائع کے اور اسکی بحث آیندہ آویگی (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ
سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰہُ یَہُوْدًا
حُرِّمَتْ عَلَیْہِمُ الشُّحُوْمُ فَبَاعُوْہَا وَاَکَلُوْا اَثْمَانَہَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ قَاتَلَہُمُ اللّٰہُ لَعَنَہُمْ قُتِلَ لُعِنَ الْخَرَّاصُوْنَ
الْکَذَّابُوْنَ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے یہود کو کہ انپر چربیان
حرام ہوئین یعنے انکا کہانا تو انہون نے انکو بیچا اور انکا مول کہایا امام بخاری نے کہا کہ قاتل کے معنے لعنت کے
ہین قتل کیے گئے یعنے لعنت کیے گئے خراصون یعنے جہوٹے **بَاب** بَیْعِ التَّصَاوِیْرِ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْہَا رُوْحٌ
وَمَا یُکْرَہُ مِنْ ذٰلِکَ بیچنا ان تصویرون کا جنمین روح نہین اور وہ چیز کہ اس سے مکروہ ہے **ف** یعنے انکا بنانا
یا بیچنا یا عام ہے اس سے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَہَّابِ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ ثَنَا عَوْفٌ عَنْ سَعِیْدِ
ابْنِ اَبِی الْحَسَنِ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذْ اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَبَا عَبَّاسٍ اِنِّیْ اِنْسَانٌ اِنَّمَا مَعِیْشَتِیْ
مِنْ صُنْعَۃِ یَدِیْ وَاِنِّیْ اَصْنَعُ ہٰذِہِ التَّصَاوِیْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا اُحَدِّثُکَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَمِعْتُہُ یَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَۃً فَاِنَّ اللّٰہَ مُعَذِّبُہٗ حَتّٰی یَنْفُخَ فِیْہَا
الرُّوْحَ لَیْسَ بِنَافِخٍ فِیْہَا اَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَۃً شَدِیْدَۃً وَاصْفَرَّ وَجْہُہٗ فَقَالَ وَیْحَکَ اِنْ اَبَیْتَ
اِلَّا اَنْ تَصْنَعَ فَعَلَیْکَ بِہٰذَا الشَّجَرِ کُلِّ شَیْءٍ لَیْسَ فِیْہِ رُوْحٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدَۃَ
عَنْ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ اَنَسٍ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِہٰذَا الْحَدِیْثِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ
سَمِعَ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ مِنَ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ ہٰذَا الْوَاحِدَ ترجمہ سعید رضی سے روایت ہی کہ مین ابن عباس
پاس تہا کہ ناگہان اُس پاس ایک مرد آیا تو اُسنے کہا کہ ای ابا عباس (یہ ابن عباس رضی کی کنیت ہے) مین ایک آدمی
ہون کہ میری معاش اپنی دستکاری سے ہی اور مین تصویرین بناتا ہون سو ابن عباس رضی نے کہا کہ نہین بیان
کرتا مین تجہ سے مگر جو چیز کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے مینے آپ سے سُنا فرماتے تہے کہ جو کسی جانور کی
تصویر بناوی تو اللہ اسکو عذاب کرتا رہیگا یہان تک کہ وہ اُسمین جان ڈالے اور وہ اسمین جان کبہی نہ ڈال سکیگا
یعنے تو عذاب بہی موقوف نہ ہوگا سو وہ مرد سخت ہانپنے لگا اور اسکا چہرہ زرد ہو گیا تو ابن عباس رضی نے کہا کہ تجہکو خرابی
ہے اگر تو نہ مانا مگر یہ کہ تو تصویر بناوی پس لازم جان اپنے اوپر تصویر اُس درخت کی اور ہر چیز کی کہ اُسمین جان
نہین یعنے درخت اور پہاڑ اور بیل بوٹا بنانا درست ہی **ف** اور استدلال کرنا ساتہ اسکے اوپر مکروہ ہونے

بیع تصویرون کے واضح ہے (فتح) **باب** تَحْرِيمِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ شراب کی خرید و فروخت کو حرام کرنے کا بیان **ف** اس باب کی نظیر ابواب المساجد مین پہلے بہی گذر چکی ہے لیکن اُسمین مسجد کی قید ہے اور یہ عام ہے اُس سے (فتح) وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ یعنے اور جابرؓ نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب کی بیع حرام کی یعنے اسکا بیچنا اور خریدنا درست نہین **ف** یہ حدیث پوری آیندہ آویگی اور احمد وغیرہ نے تمیم داری سے روایت کی ہے کہ شراب کا خریدنا اور بیچنا حرام ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسْلِمٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ آخِرِهَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہو کہ جب سورہ بقرہ کے اخیر کی آیتین اترین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم گہر سے تشریف لائے سو فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہوگئی **باب** إِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا آزاد آدمی کے بیچنے کے گناہ کا بیان **ف** یعنے جو جان بوجہ کر اُسکو بیچے **حَدَّثَنَا** بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ ثَلٰثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ أَعْطٰى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُوْتِ أَجْرَهُ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تین شخص کا مدعی دشمن ہو جاؤن گا قیامت کے دن ایک تو وہ مرد جس نے مجہکو درمیان دیا پہر دغا کی یعنے اسکو توڑ ڈالا اور دوسرا وہ مرد جس نے آزاد آدمی کو بیچا اور اسکی قیمت کہائی اور تیسرا وہ مرد جس نے کسی مرد کو مزدوری لگایا پہر اس سے پورا کام کروالیا اور اُسکی مزدوری نہ دی **ف** خدا کو درمیان دیا یعنے کسی سے قول قرار کیا اور اسپر خدا کی قسم کہائی پہر اسکو توڑ ڈالا اور خطابی نے کہا کہ آزاد کا غلام بنانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اسکو آزاد کرے پہر اُسکو چہپاوے یا اُس سے انکار کرے اور دوسرا یہ کہ آزاد ہونے کے بعد زور کے ساتھ اُس سے خدمت لے اور پہلے مین زیادہ گناہ ہے دوسرے سے مین کہتا ہون کہ حدیث باب کی اشد ہے اسواسطے کہ اسمین باوجود چہپانے آزادی کے یا انکار کرنے اُسکے عمل کرنا ہے ساتہہ مقتضی کتمہ کے اور وہ اُسکا بیچنا ہے اور اسکے مول کا کہانا اور مہلب نے کہا کہ اسکا گناہ تو اسواسطے سخت ہے کہ مسلمان کہ ایک دوسرے کے کفو ہین آزادی مین کہ جس نے آزاد کر بیچا تو اُسنے اُسکے تصرف کو منع کیا اُسچیز مین کہ مباح کیا تہا اللہ نے واسطے اُسکے اور لازم کی اسکو ذلت جس سے خدا نے اسکو چہوڑایا تہا اور ابن منذر نے کہا کہ نہین اختلاف ہے اسمین کہ جو آزاد کو بیچے اسکا ہاتہہ کاٹنا لازم نہین آتا یعنے جبکہ چوراوے اُسکو حفاظت سے مثل اپنی مگر جو علی سے روایت ہے کہ جو آزاد آدمی کو بیچے اسکا ہاتہہ کاٹا جاوے اور آزاد مرد کی بیع کے جائز ہونے مین خلاف قدیم تہا پہر اختلاف

موقوف ہوا سو حضرت علی رضہ سے روایت ہی کہ جو اپنی جان پر اقرار کرے کہ وہ غلام ہے تو وہ غلام ہوا اور اب اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ آزاد آدمی کا بیچنا درست نہین اور مزدور سے کام کروا کر اسکو مزدوری نہ دینی یہ بھی اسکے معنے مین ہے کہ آزاد آدمی کو بیچا اور اُسکا مول کھایا اسواسطے کہ اُس نے پورا فائدہ اُٹھایا بغیر عوض کے تو گویا کہ اسکو کھایا اور اسواسطے کہ اُسنے اُس سے خدمت لی بغیر اجرت کو تو گویا کہ اُسنے اُسکو غلام بنایا (فتح) **بَاب** اَمرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ الیَهُودَ بَیعَ اَرضِیهِم حِینَ اَجلَاهُم جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو مدینہ سے نکالا تو حکم کیا انکو کہ اپنی زمین بیچ ڈالین فِیهِ المَقبُرِیُّ عَن اَبِی هُرَیرَةَ اس اسناد مین مقبری ہے اُس نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہے **ف** یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جسکو بخاری نے جہاد مین ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ جس حالت مین کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے سو فرمایا کہ یہود کی طرف چلو اور اُسمین یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ تمکو یہان سے نکالدون سو جو اپنے مال سے کچھ پاوے تو چاہیے کہ اُسکو بیچ ڈالے اور شاید کہ امام بخاری نے جواز بیع زمین کو عموم بیع مال سے لیا ہے اور پہلے گذر چکا ہے بیچ بابون خیار کے **عثمان** اور ابن عمر رضہ کے قصے مین اطلاق مال کا اوپر زمین ہے کے (فتح) **بَاب** بَیعِ العَبِیدِ بِالعَبدِ وَالحَیَوَانِ بِالحَیَوَانِ نَسِیئَةً بیچنا غلام کا بدلے غلام کے اور حیوان کا بدلے حیوان کے ساتھ وعدے کے یعنے اودھار **ف** اور مراد جنس غلام کی ہے پس داخل ہے اسمین مرد اور عورت اور اسی واسطے ذکر کیا قصہ صفیہ کا اور اشارہ کیا طرف لاحق کرنے حکم مرد کے ساتھ حکم عورت کی بیع اُسکے واسطے نہ ہونے فرق کے اور ابن بطال نے کہا کہ علماء کو اسمین اختلاف ہی جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے لیکن امام مالک نے شرط کی ہے کہ جنس مختلف ہو اور کوفے والون اور احمد نے کہا کہ مطلق منع ہے واسطے دلیل حدیث سمرہ کے جو سنن مین مروی ہے اور اسکے راوی ثقہ ہین مگر اختلاف کیا گیا ہے بیچ سماع حسن کے سمرہ سے اور اس باب مین طحاوی نے ابن عباس سے بھی روایت کی ہے اور اُسکے بھی راوی ثقہ ہین مگر اُسکے مرسل اور موصول ہونے مین اختلاف ہے سو بخاری اور بہت لوگون نے اسکے مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے اور جابر رضہ سے ترمذی وغیرہ مین روایت ہی اور اسکی اسناد نرم ہے اور جمہور کی دلیل حدیث عبداللہ بن عمرو کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ لشکر کا سامان درست کر یعنے سواری اور ہتھیار وغیرہ اور اسمین یہ بھی ہے کہ اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک اونٹ کو دو اونٹون کے بدلے خریدا روایت کی یہ حدیث دارقطنی وغیرہ نے اور اسکی اسناد قوی ہے اور دلیل پکڑی ہے بخاری نے اسجگہ ساتھ قصہ صفیہ کے اور گواہی لی ساتھ آثار صحابہ کے (فتح) وَاشتَرَى ابنُ عُمَرَ رَاحِلَةً بِاَربَعَةِ اَبعِرَةٍ مَضمُونَةٍ عَلَیهِ یُوَفِّیهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ یعنی اور ابن عمر

نے خریدی ایک سواری بدلے چار اونٹون کے کہ ضمانت کی گئی تہی وہ سواری بائع پر کر ادا کرے اُسکو بائع ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے پاس مدینہ کے) مین ف اور مضمونہ صفت راحلہ کی یعنے وہ سواری بائع کے ضمان مین ہو یہانتک کہ اُسکو مشتری کی سپرد کرے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ يَكُونُ الْبَعِيرُ خَيْرًا مِّنَ الْبَعِيرَيْنِ یعنے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ کبہی ایک اونٹ بہتر ہوتا ہے دو اونٹون سے وَاشْتَرَى رَافِعُ ابْنُ خَدِيجٍ بَعِيرًا بِبَعِيرَيْنِ فَأَعْطَاهُ أَحَدَهُمَا وَقَالَ آتِيكَ بِالْآخَرِ غَدًا رَهْوًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى یعنے اور رافع نے دو اونٹون کے بدلے ایک اونٹ کو خریدا سو ایک اسکو دیا اور کہا کہ دوسرا اونٹ کل تیری پاس آویگا بغیر دیر کے انشاء اللہ تعالی وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ لَا رِبَا فِي الْحَيَوَانِ الْبَعِيرُ بِالْبَعِيرَيْنِ وَالشَّاةِ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى أَجَلٍ یعنے اور ابن مسیب نے کہا کہ نہین بیاج ہے حیوان مین ایک اونٹ کو دو اونٹون کے بدلے بیچنا درست ہے ایک مدت معین تک وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بَعِيرٌ بِبَعِيرَيْنِ وَدِرْهَمٌ بِدِرْهَمٍ نَسِيئَةً یعنے اور ابن سیرین نے کہا کہ نہین ڈر ہے بیچنا ایک اونٹ کا بدلے دو اونٹون کے اور ایک درہم کا بدلے ایک درہم کے اودہار حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے بندیون مین صفیہ تہی سو وہ دحیہ کلبی کی طرف پہرین یعنے اُسکے حصے مین آئین پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو لیا ف یہ اشارہ ہے طرف اسکی جو اُسکے بعض طریقون مین واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کو اُسکے بدلے سات غلام دیے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ بَابُ بَيْعِ الرَّقِيقِ غلام کے بیچنے کا بیان حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُحَيْرِيزٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نُصِيبُ سَبْيًا فَنُحِبُّ الْأَثْمَانَ فَكَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ أَوَ إِنَّكُمْ تَفْعَلُونَ ذٰلِكَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذٰلِكُمْ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا وَهِيَ خَارِجَةٌ ترجمہ ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہا تہا تو اُس نے کہا کہ یا حضرت ہم غنیمت کر مال لونڈی پاتے ہین اور ہم اسکا مول چاہتے ہین یعنے اُسکا بیچنا سو آپ عزل کے باب مین کیا فرماتے ہین سو فرمایا کہ کیا تم یہ کام کرتے ہو اسکا نہ کرنا تمپر واجب نہین اسواسطے کہ کوئی جان نہین جسکا پیدا ہونا خدا نے لکہا ہے مگر کہ وہ پیدا ہونے والی ہے ف اور دلالت حدیث کی ترجمہ پر ظاہر ہے (فتح) اور ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل خود ابو سعید تہے اور حالانکہ یہ خلاف واقع ہے بلکہ سیاق مین حذف ہے اور تقدیر کلام کی یہ ہے کہ جس حالت مین کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہا

کہ ایک انصاری مرد آیا تو اس نے پوچھا (فتح) **باب بَیْعِ الْمُدَبَّرِ** غلام مدبر کے بیچنے کا بیان **ف** مدبر اس
غلام کو کہتے ہیں کہ مالک اسکو کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے یعنے جسکا آزاد ہونا اپنے مالک کی موت
کے ساتھ معلق ہے اور نام رکھا گیا ہے اسکا مدبر اسواسطے کہ موت زندگی کے پیچھے آتی ہے اور یا اسواسطے
کہ اسکے مالک نے اپنی دنیا اور آخرت کے کام کی تدبیر کی اسپر تدبیر دنیا اپنی کی پس ساتھ ہمیشہ رہنے اسکے کے
اور فائدہ اٹھانے کے ساتھ خدمت غلام اپنے کی اور اسپر تدبیر آخرت اپنی کی پس ساتھ حاصل کرنے ثواب
آزادی کے اور وہ راجح ہے طرف پہلے معنے کی اسواسطے کہ تدبیر امر کی ماخوذ ہے نظر کرنے سے عاقبت میں
پس رجوع کریگا طرف دبر امر کی اور وہ اسکا آخر ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** ابْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدَبَّرَ ترجمہ جابر رض
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدبر غلام کو بیچا **ف** اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے
اپنے غلام کو مدبر کیا اور اسپر قرض تھا تو حضرت صلے اللہ نے اسکو آٹھ سو درہم سے بیچا اور ایک روایت
میں ہے کہ وہ محتاج ہوا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو آٹھ سو درہم سے بیچا اور اسکا مول اس
پاس بھیجا پس اس روایت میں اسکے بیچنے کے سبب کو بیان کیا اور وہ محتاج ہونا اسکا ہے طرف مول اسکے
کی اور یہ سب روایتیں متفق ہیں اسپر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو مالک کی زندگی میں بیچا تھا (فتح)
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ بَاعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غلام مدبر کو بیچا **ف** قرطبی وغیرہ نے
کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اسپر کہ مدبر کرنا غلام کا درست ہے اور نیز اتفاق ہے اسپر کہ وہ تہائی مال سے آزاد ہے
سوائے لیث اور زفر کے کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ راس المال سے آزاد ہوتا ہے اور اسمیں اختلاف ہے کہ یہ عقد
جائز ہے یا لازم سو جو کہتا ہے کہ یہ عقد لازم ہے وہ کہتا ہے کہ اسمیں تصرف منع ہے مگر ساتھ آزاد کرنے کے
یعنے اسکو آزاد کرنا تو درست ہے اور اسکے سوائے اور کوئی کام کرنا درست نہیں اور جو کہتا ہے کہ یہ تصرف جائز
ہے اسمیں اسنے تصرف کرنے کو جائز کہا ہے پہلا قول مالک اور اوزاعی اور کوفیوں کا ہے اور دوسرا قول
شافعی اور اہل حدیث کا ہے اور انکی دلیل باب کی حدیث ہے اور نیز اسواسطے کہ وہ معین کرنا ہے آزادی
کو ساتھ ایک صفت کے کہ تنہا ہوا ہے مالک ساتھ اسکے تو اسکی بیع پر قادر ہوگا مانند اس شخص کی کہ معلق
کرے آزادی اسکی کو ساتھ داخل ہونے گھر کے مثلا اور نیز اسواسطے کہ یہ مسئلہ ہے کہ جو غلام کے آزاد
کرنے کی وصیت کرے تو اسکا اسکو بیچنا بالاتفاق درست ہے پس ملحق ہوگا ساتھ اسکے جواز بیع مدبر کا یعنے
غلام مدبر کی بیع بھی جائز ہوگی اسواسطے کہ وہ بھی وصیت کے معنے میں ہے اور لیث نے جواز کو حاجت کے

مقید کیا ہے یعنے اگر حاجت ہو تو جائز ہے اور نہین تو مکروہ ہی اور بعضون نے جواب دیا ہے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اسکے واسطے عموم نہین پس محمول ہوگا بعض صورتون پر اور وہ خاص ہونا جواز کا ہے ساتھ اس حالت کے کہ اسپر قرض ہو اور یہ مشہور مذہب امام احمد کا ہے اور امام مالک کے مذہب مین بھی خلاف ہی اور بعض مالکیہ نے حدیث سے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد کے تصرف کو اسواسطے رد کیا تہا کہ اسکے سوا اُس پاس اور کچھ مال نہ تہا پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اسکے اوپر رد کرنے تصرف اس شخص کے جو اپنے سب مال کو خیرات کرے اور بعضون نے دعوی کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی خدمت بیچی تہی اُس کی گردن نہین بیچی تہی اور انکی دلیل یہ حدیث ہی جو دارقطنی نے جابر رضہ سے روایت کی ہے کہ مدبر کی خدمت کو بیچنا جائز ہے لیکن اُسکے موصول اور مرسل ہونے مین اختلاف ہی اور اگر فرضا صحیح بھی ہو تو اسمین حجت نہین اس واسطے کہ اسمین اسپر دلیل نہین کہ جو بیع کہ مدبر کے قصے مین واقع ہوئی تہی جسکو نعیم نے خرید اتہا وہ بیع اسکی منفعت کی تہی نہ اسکی گردن کی (فتح) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا يَعْقُوبُ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصِنْ قَالَ اجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بِيعُوهَا بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ ترجمہ زید بن خالد اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اسکا خاوند نہ ہو تو اسکا کیا حکم ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو کوڑے مارو پہر اگر دوسری بار زنا کرے تو دوسری بار بہی اسکو کوڑے مارو پہر تیسری بار یا چوتہی بار کے بعد اسکو بیچ ڈالو ف یہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی زنا کرے تو یہ حکم عام ہے پس ہر لونڈی کو یہ حکم شامل ہوگا خواہ مدبرہ ہو یا غیر مدبرہ پس پکڑا جاویگا اس سے جائز ہونا بیع مدبر کا فی الجملہ (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے کہ جب تم مین سے کسی کی لونڈی حرام کاری کرے پہر اسکی حرامکاری ظاہر ہو جاوے تو چاہیے کہ مالک اسکو کوڑے مارے اور اسکو ملامت نہ کرے پہر اگر دوسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ دوسری بار بہی اسکو حد مارے اور اسکو ملامت نہ کرے پہر اگر تیسری بار بہی زنا کرے اور اسکا زنا ظاہر ہو جاوے تو چاہیے کہ اسکو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی

رسی سے ہو **باب** هَلْ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَبْرِئَهَا کیا جائز ہے سفر کرنا ساتھ لونڈی کے
پہلے استبرا کرنے اُسکے کے **ف** استبرا شرع مین کہتے ہین لونڈی کے رحم کی پاکی طلب کرنے کو یعنے اگر
کوئی کسی لونڈی کا مالک ہو بسبب خریدنے وغیرہ کے تو اسکو اُس سے صحبت کرنی حرام ہے ایک حیض کے
آنے تک اور مقید کیا اسکو ساتھ سفر کے اسواسطے کہ اسمین مساس اور مباشرت کا گمان غالب ہو (فتح)
وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَأْسًا أَنْ يُقَبِّلَهَا أَوْ يُبَاشِرَهَا یعنے اور حسن بصری نے اسمین کچھ ڈر نہین دیکھا یعنے جائز
ہے کہ اسکو چومے اور اسکے بدن سے بدن لگاوے **ف** یہ عام ہے خواہ لونڈی بندی ہو یا کوئی غیر وقال
ابْنُ عُمَرَ إِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيدَةُ الَّتِي تُوطَأُ أَوْ بِيعَتْ أَوْ عَتَقَتْ فَلْتُسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ
وَلَا تُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ یعنے اور ابن عمر رض نے کہا کہ جب بخشی جاوے لونڈی جو صحبت کیجاتی ہے یا بیچی
جاوے یا آزاد ہو جاوے تو چاہیے کہ اسکے رحم کی پاکی طلب کیجاوے ساتھ ایک حیض کے یعنے ایک
حیض کے آنے تک اُس سے صحبت نکرے اُسکے بعد کرے اور کواری کے رحم کو پاک نہ کیا جاوے یعنے اگر
کواری عورت کا مالک ہو تو اُس سے اسی وقت صحبت کرنی درست ہو **ف** شاید ابن عمر رض کا یہ مذہب
تھا کہ بکارت حمل کو منع کرتی ہے یا حمل کے نہ ہونے پر یا صحبت کو نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اسمین
نظر ہے اور بر تقدیر تسلیم پس استبرا مین شائبہ تعبد کا ہے پس اسیواسطے استبرا کیجاتی ہے وہ عورت
جو حیض سے نا امید ہو (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ لَا بَأْسَ أَنْ يُصِيبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلِ مَا دُونَ
الْفَرْجِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ یعنے
اور عطا نے کہا کہ نہین ڈر ہے یہ کہ پہونچے اپنی لونڈی حاملہ سے کہ اسکو خریدا ہو اس چیز سے کہ شرمگاہ کے
سوا ہے یعنے صحبت کے سوا اور سب کچھ درست ہو مانند بوسہ اور مباشرت وغیرہ کی اور خدا نے فرمایا کہ
نہین جائز ہے فائدہ اٹھانا مگر اپنی بی بیون سے یا لونڈیون سے پس تحقیق اس صورت مین انکو ملامت
نہین **ف** ابن تین نے کہا کہ اگر مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مالک سے حاملہ ہو تو یہ فاسد ہے اسواسطے کہ
اسکے حلال ہونے مین تو کوئی شک نہین کرتا اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ غیر سے حاملہ ہو تو اسمین اختلاف ہے
مین کہتا ہون کہ احتمال ثانی زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ مراد اسکی کے اسیواسطے قید کیا ہے اسکو ساتھ مادون ال
فرج کے اور وجہ استدلال کی ساتھ اس آیت کے یہ ہے کہ تمام وجہون سے فائدہ اٹھانا درست ہے سو صحبت
اُس سے دلیل کے ساتھ نکل گئی تو باقی اپنے اصل مین باقی رہین (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ
دَاوُدَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ

ابن اخطب وقد قتل زوجھا وکانت عروسا فاصطفاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنفسہ فخرج بھا حتی بلغنا سد الروحاء حلت فبنی بھا ثم صنع حیسا فی نطع صغیر ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن من حولک فکانت تلک ولیمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صفیۃ ثم خرجنا الی المدینۃ قال فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحوی لھا وراءہ بعباءۃ ثم یجلس عند بعیرہ فیضع رکبتہ فتضع صفیۃ رجلھا علی رکبتہ حتی ترکب ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیبر مین آئے یعنے جنگ خیبر کے دن سو جب خدا نے آپ پر خیبر کو فتح کیا تو کسی نے آپ سے صفیہ کی خوبصورتی ذکر کی اور اسکا خاوند مارا گیا تہا اور تہین صفیہ دولہن یعنے ابہی تہوڑے دنون سے انکی شادی ہوئی تہی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اپنے واسطے اختیار کیا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے ساتہہ چلے یہانتک کہ جب ہم سد روحا مین پہونچے (کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مدینے کے) تو صفیہ حیض سے پاک ہوئین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے ساتہہ دخول کیا پہر ایک چہوٹے دستر خوان پر حیس بنایا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گرد والون کو اذن دے پس تہا یہ ولیمہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صفیہ پر پہر ہم مدینے کی طرف نکلے سو مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ صفیہ کے واسطے اپنے پیچہے چادر سے پردہ کرتے تہے پہر اپنے اونٹ پاس بیٹہتے اور اپنا گہٹنا تلے رکہتے تو صفیہ اپنا پاؤن آپکے گہٹنے پر رکہتین یہانتک کہ سوار ہوتین **ف** اور مطابقت حدیث کی باب سے اس قول کے ساتہہ ہے کہ وہ اپنی حیض سے پاک ہوئین پس معلوم ہوا کہ استبرا سے پہلے لونڈی کے ساتہہ سفر کرنا درست ہے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حیض سے صفیہ کا استبرا کیا اور مسلم مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو ام سلمہ کے پاس چہوڑا یہانتک کہ انکی عدت گذری لیکن اسکے راوی نے اسکے مرفوع ہونے مین شک کیا ہے اور نیز اسکے ظاہر مین شبہ ہے اسواسطے کہ دخول کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتہہ اسکے وقت پہرنے آپکے خیبر سے بعد قتل ہونے خاوند اُسکے کے ساتہہ تہوڑی دنون کے سو اتنا زمانہ ابہی نہ گذرا تہا کہ اسمین عدت گذر سکے اور نہ راویون نے یہ بات نقل کی ہے کہ وہ حاملہ تہین پس محمول ہوگی عدت اوپر پاک ہونے اُسکے کے حیض سے اور یہی مطلوب ہے اور صریح اس باب مین ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ اوطاس کے قیدیون کے حق مین فرمایا کہ نہ صحبت کیجاوے حاملہ سے یہانتک کہ جنے اور نہ حیض والی سے یہانتک کہ اسکو حیض آوے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے رحمتہ

باب بیع المیتۃ والاصنام

مردار اور بتون کے بیچنے کا بیان **ف** مردار وہ چیز ہے

کہ دور ہو اس سے زندگی نہ ساتھ ذبح شرعی کے اور ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ مردار کی بیع حرام ہے اور مچھلی اور ٹڈی اس سے مستثنے ہیں یعنے مچھلی اور ٹڈی مردہ کی بیع درست ہے اور صنم اوس چیز کو کہتے ہیں جسکی تصویر بنائی گئی ہو اور وثن اسکو کہتے ہیں جسکے واسطے جسم ہو (فتح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهٗ تُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَتُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ وَقَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ ثَنَا يَزِيْدُ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فتح مکہ کے دن فرماتے تھے اور حالانکہ آپ مکے میں تھے کہ مقرر خدا اور اسکے رسول نے حرام کیا شراب اور مردار اور سور اور بتوں کا بیچنا تو کسی نے کہا یا حضرت ہمیں بتلاؤ تو کہ مردار کی چربی کا کیا حال ہے کہ تحقیق ملی جاتی ہیں ساتھ اُسکے کشتیاں اور چکنی کیجاتی ہیں ساتھ اسکے کہالیں اور چراغ جلاتے ہیں اُس سے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حرام ہے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے نزدیک فرمایا کہ خدا لعنت کرے یہود کو کہ جب خدا نے انپر چربیاں حرام کیں تو انہوں نے اُسکو پگھلایا پہر اسکو بیچا اور اسکا مول کہایا

ف یہ جو راوی نے کہا کہ فتح مکہ کے دن آپ نے یہ بات فرمائی تو اسمیں بیان ہے تاریخ اسکی کا اور یہ واقع رمضان میں تہا آٹھویں سال ہجری میں اور احتمال ہے کہ تحریم اس سے پہلے واقع ہوئی ہو پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دوبارہ بیان فرمایا ہو تاکہ سنے اسکو جس نے اسکو پہلے نہیں سنا تہا اور یہ جو فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے تو مراد اس سے حرام ہونا بیع اسکی کا ہے اسی کو تفسیر کیا ہے شافعی نے اور جو اسکے تابع ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اسکے ساتھ نفع اٹھانا حرام ہے اور یہی ہے قول اکثر کا سو نہ فائدہ اٹھایا جاوے مردار سے نزدیک انکے ہرگز مگر جو دلیل سے خاص ہے اور وہ چمڑا رنگا ہوا ہے اور اگر کوئی پاک چیز ناپاک ہو جاوے تو جمہور کے نزدیک اسکا بیچنا جائز ہے اور احمد اور بہت جماعتوں نے کہا کہ نہ فائدہ اٹھایا جاوے ساتھ کسی چیز کے اُس سے اور دلیل پکڑی ہے خطابی نے اوپر جائز ہونے انتفاع کے ساتھ اجماع علماء کے کہ جسکا چارپایہ مر جاوے اسکو جائز ہے کہ اپنے شکاری کتوں کو کہلا دیوے پس اسی طرح جائز ہے ملنا کشتی کا ساتھ چربی مردار کے اور نہیں ہے کوئی فرق۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ یا حضرت

چربی کے بیچنے کا کیا حکم ہے پس اس روایت سے معلوم ہوا کہ سوال چربی کے بیچنے سے واقع ہوا تھا نہ مطلق فائدہ اٹھانے سے اور یہ مؤید ہے واسطے قول شافعی وغیرہ کے اور جمہور علما کہتے ہیں کہ بیع مردار اور شراب اور سور کے منع کی علت ناپاک ہونا ہے پس یہ علت ہر نجاست کی طرف متعدی ہوگی و لیکن امام مالک کے نزدیک مشہور ہے کہ سور پاک ہے اور ہو سکتی ہے کہ منع ہونے کی علت یہ ہے کہ اسمیں کوئی مباح نفع نہیں پس بنا بر اسکے اگر اس طور سے ہو کہ اگر اسکو توڑا جاوے تو اسکے ٹکڑوں سے فائدہ اٹھایا جاوے تو اسکا بیچنا بعض شافعیہ وغیرہ کے نزدیک جائز ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ منع ہے واسطے عمل کرنے کے نہی کو ظاہر پر اور ظاہر یہ ہے کہ نہی بیع اسکی سے واسطے مبالغہ کے ہے بیچ نفرت دلانے کے اس سے اور یہی حکم ہے سولیون کا جنکی نصاری تعظیم کرتے ہیں اور حرام ہے ان سب کا خریدنا اور بنانا اور اجماع ہے اوپر حرام ہونے بیع مردار اور شراب اور سور کے مگر جسکی طرف پہلے اشارہ گذر چکا ہے بیچ باب تحریم خمر کے اسی واسطے رخصت دی ہے بعض علما نے بیچ تھوڑے بالوں سور کے واسطے سینے کے حکایت کیا ہے اسکو ابن منذر نے اوزاعی اور ابو یوسف اور بعض مالکیہ سے بنا بر اسکے پس اسکی بیع جائز ہے اور بعض علما کے نزدیک مردار سے وہ چیز مستثنیٰ ہے جسمیں زندگی حلول نہیں کرتی مانند بال اور اون اور ریشم کے پس تحقیق وہ پاک ہو پس اسکی بیع جائز ہے اور یہی قول ہے اکثر مالکیہ اور حنفیہ کا اور زیادہ کیا ہے اسپر بعضوں نے ہڈی اور دانت اور سینگ اور کھر کو اور حسن اور لیث اور اوزاعی نے کہا کہ بال ناپاک ہیں ولیکن وہ انکے نزدیک دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور شاید کہ وہ انکے نزدیک ناپاک ہوئے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہوتی ہے ساتھ انکے مردار کی رطوبتوں سے نجس العین نہیں اور اسی طرح قول ابن قاسم کا ہے ہاتھی کی ہڈیوں میں کہ وہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں (فتح)

باب ثمن الکلب کتے کے مال کا بیان

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ **ترجمہ** ابو مسعود رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے مول اور حرامکار عورت کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا **حَدَّثَنَا** حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ أَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرٰى حَجَّامًا فَأَمَرَ بِمَحَاجِمِهِ فَكُسِرَتْ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْأَمَةِ وَلَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهُ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ **ترجمہ** عون بن ابی جحیفہ رض سے روایت ہے کہ میرے باپ نے ایک غلام سینگی لگانے والا خریدا سو اسکی سینگیوں کے

لونڈے کا حکم کیا سو توڑی گئین سو مین نے اُس سے اُسکا سبب پوچھا اوس نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
نہی کی مول اور کتے کے مول اور لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور لعنت کی اُس عورت کو جو دوسرے کی
عورت کا بدن گودے اور اُسمین نیل بھرے اور اُس عورت کو جو اپنا بدن گداوے اور لعنت کی بیاج کہانے والے
کو اور کہلانے والے کو اور لعنت کی تصویر بنانے والے کو **ف** یہ دونو حدیثین شامل ہین چار حکمون پر یا
پانچ پر اگر مغایرت کرین درمیان کسب لونڈی کے اور مہر بغی کے پہلا حکم کتے کے مول کا ہے اور ظاہر
نہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا بیچنا حرام ہے اور وہ عام ہے ہر کتے مین سکھایا ہوا یا غیر اُسکا ان کتون
مین سے جنکا پالنا درست ہی یا درست نہین اور اسکو یہ بات لازم ہے کہ اُسکے تلف کرنے والے پر اُس
کی قیمت نہین آتی اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام مالک کہتے ہین کہ اُسکا بیچنا درست نہین اور اُس کے
تلف کرنے والے پر قیمت واجب ہے اور ایک روایت اُن سے جمہور کے موافق ہے اور ایک روایت
اسکی ابو حنیفہ کے موافق ہے کہ اسکی بیع جائز ہے اور اسکے تلف کرنے والے پر قیمت آتی ہے اور عطا
اور نخعی نے کہا کہ شکاری کتے کی بیع جائز ہے اور کی جائز نہین اور ابو داؤد مین ابن عباس رض سے روایت
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کتے کے مول سے منع فرمایا اور کہا کہ اگر کوئی کتے کا مول مانگنے کو آوے
تو اُسکے ہاتھ مٹی سے بھر دے اور اسکی سند صحیح ہے اور ایک روایت مین ہے کہ کتے کا مول حلال
نہین اور علت اسکے بیع کے حرام ہونے مین شافعیہ کے نزدیک مطلق ناپاکی ہی اور وہ علت جاری ہے
سکھائے ہوئے کتے مین اور نہ سکھائے ہوئے مین اور جو اُسکے ناپاک ہونے کا قائل نہین اُسکے نزدیک اسکی
منع کی علت نہی ہے رکھنے اُسکے سے اور حکم کرنا ساتھ مار ڈالنے اُسکے کے اسیواسطے خاص کیا گیا اُس سے
وہ کتا جسکے رکھنے کی اجازت ہی اور دلالت کرتی ہے اسپر حدیث جابر کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
کتے کے مول سے منع فرمایا مگر شکاری کتے سے روایت کی یہ حدیث نسائی نے لیکن اسکی صحت مین
طعن کیا ہے اور قرطبی نے کہا کہ مشہور مذہب مالک کا یہ ہے کہ کتے کا رکھنا جائز ہے اور اسکی بیع مکروہ ہے
اور اگر اسکی بیع ہو تو فسخ نہ کیجاوے اور گویا کہ جب اسکے نزدیک کتا پاک ہی اور اسکے رکھنے کی اجازت
دی واسطے منافع جائزہ کے تو اُسکا حکم تمام مبیعون کا حکم ہوگا لیکن شرع نے اُسکی بیع سے نہی تنزیہی
کی ہے اسواسطے کہ یہ اچھی عادت نہین اور یہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کتے کی بیع کو مہر بغی اور
حلوان کاہن کے ساتھ منع مین برابر کیا تو یہ محمول ہے اُس کتے پر جسکے پالنے کی اجازت نہین ہوئی
اور بر تقدیر عام ہونے اُسکے ہر کتے مین پس نہی ان تین چیزون سے قدر مشترک مین ہے یعنی کراہت
مین عام ہے اس سے کہ تنزیہی ہو یا تحریمی اسواسطے کہ ہر ایک دونو مین منع ہے پھر خصوصیت

ہر ایک کی اور دلیل سے لیجاتی ہے پس تحقیق پہچانا ہمنے حرام ہونا مہر بغی کا اور حلوان کاہن کا اجماع سے
نہ مجرد نہی سے اور عطف سے جمیع وجوہ مین شریک ہونا لازم نہین آتا اور کبھی امر کا عطف نہی پر آتا ہے
اور ایجاب کا نفی پر اور دوسرا حکم مہر بغی کا ہے اور وہ چیز وہ ہے جسکو حرام کاری کے بدلے لیتی ہے
اور اسکو مہر کہنا بطور مجاز کے ہی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اگر لونڈی زنا پر مجبور کیجاوے
تو اسکے واسطے مہر نہین اور شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ مین واجب ہے واسطے مالک کے اور تیسرا حکم کسب لونڈی
کا ہی اور عنقریب ہے کہ اجارہ مین آویگا باب کسب البغی والاماء اور اسمین ابوہریرہ رض کی حدیث ہی
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا یہانتک کہ وہ جانے کہ کہان سے کمایا ہی
کہ اس نہی سے معلوم ہوا کہ مراد ساتھ کسب کے حرام کاری کی کمائی ہے نہ کمائی ساتھ کام مباح کے یعنے بلکہ
مباح کام سے کمانا درست ہی اور ایک روایت مین ہے کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسب
لونڈی کے سے مگر جو اپنے ہاتہہ سے کماوے مانند سوت کاتنے کی اور بعضے کہتے ہین کہ مراد سب کسب
ہین اور یہ سد ذرائع کے باب سی ہے اسواسطے کہ جب اسپر کام کو لازم کیا جاوے تو نہین امن ہین ہے
اس سے کہ اپنی شرمگاہ سے کماوے پس معنے یہ ہین کہ اسپر کوئی خراج معلوم نہ ٹہیراوے کہ وہ اسکو ہر دن
ادا کیا کرے اور چوتہا حکم شیرنی کاہن کا ہے اور وہ بالاجماع حرام ہے اسواسطے کہ اسمین باطل پر عوض
لینا ہے اور کاہن اسکو کہتے ہین جو آیندہ کی خبر دے اور یہی حکم ہے نجوم اور رمل وغیرہ کا جن کے
ساتہہ عراف لوگ غیب کی بات کی معلوم کرنے پر مدد لیتے ہین اور جو کوئی خبر دینے پر مٹہائی یا کپڑا وغیرہ دیوے اسکو
حلوان کہتے ہین اور حلوان کے معنے شیرنی کے ہین اور حلوان اسکو اسواسطے کہتے ہین کہ وہ لینے والے کو بے محنت
اور مشقت کے حاصل ہوتی ہی اور کہانت کا اصل اور حکم آویگا اور پانچوان حکم لہو کا مول ہے اور اسمین اختلاف ہے
بعض کہتے ہین کہ وہ سینگی لگانے کی اجرت ہی اور بعضے کہتے ہین کہ وہ ظاہر پر ہے اور مراد حرام ہونا بیع لہو کا ہے
اور لہو کا بیچنا اور اسکا مول کہانا بالاجماع حرام ہے اور اجرت حجام کا مسئلہ اجارہ مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ

(فتح) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **کتاب السلم** کتاب ہی بیع سلم کے بیان مین **ف** سلم نام
اُس بیع کا ہے کہ بالفعل مول روپیہ یا اشرفی دیوے اور مبیع یعنے ایک جنس ٹہیرا لے کہ اتنی مدت مین لونگا ایک
مہینے مین یا دو مہینے مین مثلاً سو روپیہ ایک شخص کو دی اور اس سے ٹہیرا لیوی کہ سو من گیہون اس قسم کی دو
مہینے مین لونگا اور اتفاق ہے سب علماء کا اُسکے مشروع ہونے پر مگر جو ابن مسیب سے محکی ہے اور اختلاف
کیا ہے انہون نے اسکی بعض شرطون مین اور اتفاق ہے اسپر کہ جو چیز بیع کے واسطے شرط ہے وہ اسکے واسطے
بہی شرط ہے اور اتفاق ہے اوپر سپرد کرنے راس المال کے مجلس مین اور اسمین اختلاف ہی کہ کیا وہ ہو کہ

عقد ہے جو حاجت کے واسطے جائز کہا گیا یا نہیں (فتح) **باب** السَّلَمِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ پیمانے معلوم میں بیع سلم کرنے کا بیان **ف** یعنے اس چیز میں کہ ماپی جاتی ہے اور شرط ہونا تعیین پیمانے کا اس چیز میں کہ بیع سلم کی جاتی ہے بیچ اسکے کیلی چیز سے متفق علیہ ہے یعنے اگر مسلم فیہ چیز کیلی ہو تو ضرور ہے کہ اسمیں پیمانے کی تعیین کرے کہ فلانے پیمانے سے لونگا اس واسطے کہ پیمانے مختلف ہیں مگر یہ کہ تمام شہر میں ایک پیمانہ کے سوا اور کوئی پیمانہ نہ ہو تو اطلاق کے وقت وہی مراد ہوتا ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالنَّاسُ يُسْلِفُوْنَ فِي الثَّمَرِ الْعَامَ وَالْعَامَيْنِ اَوْ قَالَ عَامَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةً شَكَّ اِسْمٰعِيْلُ فَقَالَ مَنْ سَلَّفَ فِيْ تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے یعنے مکہ سے ہجرت کرکے اور لوگ میوے میں بیع سلم کرتے تھے ساتھ وعدے ایک سال کے اور دو سال کے یا راوی نے یوں کہا کہ ساتھ وعدے دو سال کے یا تین سال کے اسمعیل راوی نے اسمیں شک کیا ہے یعنے بالفعل روپیہ دیدیتے تھے اور شرط کر لیتے تھے کہ دو یا تین سال تک میوہ دیدینا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیع سلم کرے تو چاہیے کہ سلم کرے کیل معلوم میں اور وزن معلوم میں یعنے جو ماپ کر بکتی ہے اسمیں پیمانے کی شرط کر لے اور جو چیز تل کر بکتی ہو اسمیں وزن کی شرط کر لے کہ مثلاً چار تولے یا پانچ تولے یا یہ معنے ہیں کہ ترازو اور بٹوں کی تعیین کرے کہ فلانے بٹوں سے تولکر لونگا (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ بِهٰذَا فِيْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ **ترجمہ** اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا **باب** السَّلَمِ فِيْ وَزْنٍ مَعْلُوْمٍ وزن معلوم میں بیع سلم کرنے کا بیان **ف** یعنے اس چیز میں کہ تل کر بکتی ہے اور شاید کہ اسکا مذہب یہ ہے کہ جو چیز تلکر بکتی ہو اسمیں ماپ کر لینے کی ساتھ سلم نکیجاوے اور بالعکس اور وہ ایک وجہوں کا ہے اور اصح شافعیہ کے نزدیک جواز ہے یعنی جائز ہے اور اتفاق ہے اوپر شرط ہونے تعیین پیمانے کے اس چیز میں کہ ماپ کر بیچی جاتی ہے مانند صاع حجاز کی اور قفیز عراق کی (فتح) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ اَنَا ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلٰثَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَفِيْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور مدینے کے لوگ میوے میں بیع سلم کرتے تھے دو سال تک اور تین سال تک سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی چیز میں بیع سلم کرے تو سلم کرے کیل معلوم میں اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک یعنے مثلاً ایک

مہینے یا ایک سال تک۔ یہ جو کہا کہ چیز مین تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوان مین بیع سلم کرنی درست ہے
اور حنیفہ اسکے مخالف ہین اور حسن سے آویگا کہ وہ اسکی صحت کا قائل ہے (فتح) حدثنا علی بن
عبد اللہ ثنا سفیان ثنا ابن ابی نجیح وقال فلیسلف فی کیل معلوم الی اجل معلوم
ترجمہ اسحدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اوپر گذرا لیکن اسحدیث مین وزن کا ذکر نہین اور ترجمہ مین وزن
کا ذکر ہے اور پہلے باب مین کیل معلوم کو ذکر کیا ہے تو گویا اشارت ہے طرف اسکی کہ کیل اور وزن کا
حاصل ایک ہے (ت) حدثنا قتیبہ ثنا سفیان ثنی ابن ابی نجیح عن عبد اللہ بن کثیر عن ابی
المنہال قال سمعت ابن عباس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال فی کیل
معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا حدثنا ابو الولید
ثنا شعبۃ عن ابن ابی المجالد ح وحدثنی یحیی ثنا وکیع عن شعبۃ عن محمد بن ابی المجالد
ح وحدثنا حفص بن عمر ثنا شعبۃ اخبرنی محمد او عبد اللہ بن ابی المجالد قال
اختلف عبد اللہ بن شداد بن الہاد وابو بردۃ فی السلف فبعثونی الی ابن ابی اوفی
فسألتہ فقال انا کنا نسلف علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر
فی الحنطۃ والشعیر والزبیب والتمر وسألت ابن ابزی فقال مثل ذلک ترجمہ محمد
سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن شداد اور ابو بردہ بیع سلم مین جھگڑے کہ کیا بیع سلم کرنی جائز ہے یا نہین
تو انہون نے مجھکو عبد اللہ بن ابی اوفے پاس بھیجا سو مین نے اس سے پوچھا تو اسنے کہا کہ ہم بیع سلم
کرتے تھے بیچ زمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کی گیہون مین اور جو مین اور انگور مین
اور کھجور مین بیچ ابن ابزے سے یہ مسئلہ پوچھا تو اس نے بھی اسی طرح کہا ف اور وجہ وارد کرنے
اسحدیث کی اس باب مین اشارت ہے طرف اسکی جو اسکے بعض طریقون مین سے وارد ہوا ہے کہ ہم
بیع سلم کرتے تھے روغن زیتون مین اسواسطے کہ زیت تل کر بکتا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اگر بیع سلم
کیلی یا وزنی چیز مین ہو تو پیمانے معلوم اور تول معلوم کا ذکر کرنا ضرور ہے اور اگر کیلی اور وزنی نہ ہو
تو ضرور ہے اسمین ذکر کرنا عدد معلوم کا اور اجماع ہے کہ ضرور ہے بیان صفت چیز مسلم فیہ کا ایسی صفت
جو اسکو اپنے غیر سے جدا کر دے (فتح) باب السلم الی من لیس عندہ اصل بیع سلم کرنی
ساتھ اس شخص کے کہ اسکے پاس اصل نہین ف یعنے جس چیز مین سلم کی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد ساتھ
اصل کے اصل چیز مسلم فیہ کا ہے پس اصل دانے کا مثلا کھیتی ہے اور اصل میوے کا مثلا درخت ہے
اور غرض باب سے یہ ہے کہ یہ شرط نہین (فتح) حدثنا موسی بن اسمعیل ثنا عبد الواحد

ثنا الشیبانی ثنا محمد بن ابی المجالد قال بعثنی عبد اللہ بن شداد و ابو بردۃ الی عبد اللہ
ابن ابی اوفی فقالا اسئلہ ھل کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عھد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم یسلفون فی الحنطۃ فقال عبد اللہ کنا نسلف نبیط اھل الشام فی الحنطۃ
والشعیر والزبیب فی کیل معلوم الی اجل معلوم قلت الی من کان اصلہ عندہ قال
ما کنا نسئلھم عن ذلک ثم بعثانی الی عبد الرحمن بن ابزی فسالتہ فقال کان اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسلفون فی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم نسئلھم الھم
حرث ام لا ترجمہ محمد رہ سے روایت ہی کہ عبد اللہ بن شداد اور ابو بردہ نے مجھکو عبد اللہ بن ابی اوفی
پاس بہیجا سو اُن دونو نے کہا کہ اُس سے پوچھہ کہ کیا اصحاب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین
بیع سلم کرتے تہے سو عبد اللہ بن ابی اوفے نے کہا کہ ہم شام کے کہیتی کرنے والون سے بیع سلم کرتے تہے گیہون مین اور
جو مین اور انگور مین پیمانے معلوم مین مدت معلوم تک مین نے کہا کہ کیا اُس شخص سے سلم کرتے تہے جسکے پاس
اس کی اصل ہوتی اس نے کہا کہ ہم انکو اس سے نہ پوچھتے تہے پہر انہون نے مجھکو عبد الرحمن بن ابزے کے پاس
بہیجا سو مینے اُس سے پوچہا تو اس نے کہا کہ اصحاب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین بیع سلم کیا کرتے
تہے اور اُنسے نہین پوچہا کہ اُنکے واسطے کہیتی تہی یا نہین ف شاید کہ بخاری نے اس حکم کو عدم استفصال
اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برقرار رکہنے سے نکالا ہے (فتح) حدثنا اسحاق الواسطی ثنا
خالد بن عبد اللہ عن الشیبانی عن محمد بن ابی مجالد بھذا وقال فنسلفھم فی الحنطۃ و
الشعیر ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گذرا اور اسمین کہا کہ ہم اُنسے گیہون اور جو مین بیع سلم کرتے
تہے ف اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ اس حدیث کے اوپر صحیح ہونے بیع سلم کے جبکہ نہ ذکر کیا جاوے مکان
قبض کا کہ کہان لونگا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور یہی قول ہے مالک کا اور زیادہ کیا
مالک نے کہ قبض کرے مسلم فیہ کو سلم کے مکان مین جہان بیع سلم واقع ہوئی تہی اور اگر اختلاف کرین تو بائع
کا قول معتبر ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ اور شافعی نے کہا کہ نہین جائز ہے بیع سلم اُس چیز مین کہ اُسمین لے جانا
اور محنت ہو مگر یہ کہ شرط کرے کہ مین اسکو فلانی جگہ پہونچا دونگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ اسکے اوپر
جائز ہونے بیع سلم کے اُس چیز مین کہ وہ سلم کے وقت موجود نہین جبکہ ممکن ہو موجود ہونا اُسکا بیچ وقت حلول
ہونے وعدے سلم کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور نہین مضر ہے منقطع ہونا اُسکا پہلے وقت وعدے کے سوا
پیچہے اُسکے نزدیک اُنکے اور ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ نہین صحیح ہے اُس چیز مین کہ وعدے سے پہلے منقطع ہو جاوے
اور اگر عام چیز مین بیع سلم کرے اور وعدے کے وقت منقطع ہو تو جمہور کے نزدیک بیع فسخ نہین ہوتی اور

شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ مین ٹوٹ جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر جواز تفرق کے بیع سلم
مین پہلے قبض کے یعنے قبض کے پہلے جدا ہونا جائز ہے اسواسطے کہ یہ حدیث مین مذکور نہین اور یہی ہے
قول مالک کا اور اگر بغیر شرط کے ہو اور شافعی اور کوفہ والے کہتے ہین کہ اگر قبض سے پہلے جدا ہووین تو بیع فاسد
ہو جاتی ہے اسواسطے کہ ہو گی وہ بیع قرض کی ساتھ قرض کے اور ابن ابی اوفی کی حدیث سے معلوم ہوا کہ
جائز ہے خرید و فروخت کرنی اہل ذمہ سے اور بیع سلم کرنی ساتھ اُنکے اور یہ کہ اختلاف اور تنازع کے وقت
سنت کی طرف رجوع کیا جاوے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے حجت پکڑنی درست ہے
اور یہ کہ جب سنت کسی حکم کی تقریر کے ساتھ وارد ہو تو وہ بسر خود اصل ہوتی ہے دوسرے اصل کی لغت
اسکو ضرر نہین کرتی (فتح) حدثنا قتیبۃ ثنا جریر عن الشیبانی وقال فی الحنطۃ والشعیر و
الزبیب وقال عبد اللہ بن الولید عن سفیان ثنا الشیبانی وقال والزیت ترجمہ اس روایت
مین گیہون اور جو اور انگور کا ذکر ہے اور ایک راوی نے اسمین زیت کا لفظ زیادہ کیا ہے یعنے زیتون کے
تیل مین بھی بیع سلم کرتے تھے حدثنا آدم ثنا شعبۃ ثنا عمرو قال سمعت ابا البختری الطائی
قال سألت ابن عباس عن السلم فی النخل فقال نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع
النخل حتی یوکل منہ وحتی یوزن فقال الرجل وای شیء یوزن فقال رجل الی
جانبہ حتی یحرز وقال معاذ ثنا شعبۃ عن عمرو قال ابو البختری سمعت ابن عباس
نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ ترجمہ ابو البختری رض سے روایت ہے کہ مینے ابن عباس رض سے
پوچھا کہ جو میوہ درخت پر ہو اسمین بیع سلم کرنے کا کیا حکم ہے سو ابن عباس رض نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا ہے یہانتک کہ کھانے اور تول لینے کے لائق ہو تو اس مرد نے کہا کہ کون چیز
تولی جاوے اور حالانکہ میوہ درخت پر ہے اور درختون پر میوے کی کثرت ہوتی ہے کس کس کو تولا جاوے تو ایک
مرد نے جو ابن عباس رض پاس بیٹھا تھا کہا کہ یہان تک کہ اندازہ کیا جاوے ف ابن بطال نے کہا کہ اس
حدیث کو باب کے ساتھ کچھ تعلق نہین اسواسطے کہ اسمین سلم کا ذکر نہین اور غفلت کی اُس نے اسچیز
کہ سیاق حدیث مین راوی کا قول واقع ہوا ہے کہ اُس نے ابن عباس رض سے میوے مین بیع سلم کرنے کا حکم
پوچھا اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ حکم بطور مفہوم کے ماخوذ ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ جب ابن عباس رض پوچھے
گئے کہ بیع سلم کرنے سے ساتھ اُس شخص کے کہ اسکے پاس درخت ہین ان درختون مین تو اُنہون نے اعتقاد کیا کہ
یہ بیچنا میوے کا ہے پہلے ظاہر ہونے پختگی اُسکی کے اور جب کھجور کے معین درختون مین بیع سلم کرنی درست نہ
ہوئی تو معلوم ہوا کہ غیر معین درختون مین بیع سلم کرنی درست ہے اسواسطے کہ اسمین دھوکا اعتماد کا ہے

ہو ہوان درختون پر تاکہ نہ داخل ہو بیع باب بیچنے میوی کے پہلے ظاہر ہونے پختگی انکی کے اور فائدہ اندازہ کرنی کا فقیرون کے حق کے مقدار کا پہچاننا ہے پہلے اس سے کہ اسمین مالک تصرف کریں (فتح) **بَابُ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ** کھجورون کے میوی مین بیع سلم کرنے کا بیان **حَدَّثَنَا** أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نُهِيَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَصْلُحَ وَعَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُؤْكَلَ مِنْهُ أَوْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَحَتَّى يُوزَنَ **ترجمہ** ابو البختری سے روایت ہی کہ مینے ابن عمر رضہ سے کھجور کے میوی مین بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا تو ابن عمر رضہ نے کہا کہ کھجور کے میوی کی بیع سے منع ہوا ہے یہانتک کہ کہانے کے لائق ہو اور منع ہوا ہے بیچنے چاندی کے سی اودہار بدلے حاضر کے اور مینے ابن عباس رضہ سے بہی کھجور کے میوی مین بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا تو اُس نے کہا منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیچنے میوی کے سی یہانتک کہ کہایا جاوے یا اُسکا مالک اُس سے کہاوے اور یہانتک کہ تولا جاوی **ف** اور حدیث ابن عمر کی یعنے جو آیندہ آتی ہے اگر صحیح ہو تو محمول ہے سلم حال پر نزدیک اُسکی جو اسکا قائل ہے یا جس کی مدت قریب ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جائز ہے بیع سلم کرنی کھجور کے درختون معین مین باغ مین لیکن بعد ظاہر ہونے پختگی میوے کے اور یہی قول ہے مالکیہ کا اور ابن عمر رضہ کی حدیث یہ ہی کہ نہ بیع سلم کرو کوئی مرد کھجور کے میوی مین یہانتک کہ پہل نکلے اسواسطے کہ ایک مرد نے بیع سلم کی بیچ باغ ایک مرد کے پہلے اس سے کہ پہل نکلی تو اس سال مین بالکل کچھ میوہ نہ نکلا سو مشتری نے کہا کہ وہ باغ میرا ہے یہانتک کہ پہل نکلے اور بائع نے کہا کہ مینے تو صرف یہی سال بیچا تہا سو وہ دونو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس جہگڑتے آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا مول اُسکو پہیر دے اور نہ بیع سلم کیا کرو کہجورین یہانتک کہ اُسکی پختگی ظاہر ہو اور اس حدیث کی مین ضعف ہی اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اکثر کا اسپر کہ باغ معین مین سلم کرنی منع ہے اسواسطے کہ وہ دہو کہا ہے اور حمل کیا ہے اکثر نے حدیث مذکور کو سلم حال پر اور حاکم نے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپکے واسطے ہے کہ آپ بیچین میرے ہاتہ کہجورین معلوم مدت معلوم تک بنی فلان کے باغ سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین بیچتا مین تیرے پاس کہجورین باغ معین سے بلکہ بیچتا ہون مین تجہکو وسق معلوم مدت معلوم تک یعنے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معین باغ کے میوی مین بیع سلم کرنی درست نہین اور بیع سلم مین مدت معین کرنیکی بحث آیندہ آویگی (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو وَعَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى عُمَرُ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ

حتی یصلح و نھی عن الورق بالذھب نساء بناجز و سألت ابن عباس فقال نھی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم عن بیع النخل حتی یأکل او یؤکل و حتی یوزن قلت ما یوزن قال رجل
عندہ حتی یحرز **ترجمہ** اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا **باب الکفیل فی السلم** بیع
سلم میں ضامن دینے کا بیان **ف** اسحدیث میں ضامن کا ذکر نہیں اور شاید کہ اسکی مراد یہ ہے کہ کفیل رہن
کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے اسواسطے کہ وہ حق ہے جسمیں رہن رکھنا ثابت ہوا ہے تو اسمیں ضامن کا لینا بھی
درست ہوگا اور پہلے بعینہ یہ استنباط ابراہیم نخعی نے کیا ہے جیسا کہ آیندہ آویگا اور بخاری نے اپنی عادت
کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اسکے بعض طریقوں میں لفظ آچکا ہے **حدثنا** محمد بن سلام ثنا
یعلی ثنا الاعمش عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ قالت اشتری رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم طعاما من یھودی بنسیئۃ و رھنہ درعا لہ من حدید **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج ادھار خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس پاس گرو
رکھی **ف** اور اسحدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ کہتا ہے کہ سلم میں رہن رکھنا جائز نہیں اور اعمش
سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ سعید بن جبیر کہتا ہے کہ سلم میں رہن رکھنا بیاج ہے تو ابراہیم
نے اسپر اس حدیث کو ساتھ رد کیا اور اسکی باقی کلام کتاب الرہن میں آویگی اور ابن عمر اور حسن اور اوزاعی
سے روایت ہے کہ یہ مکروہ ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور باقی لوگوں نے اسکی اجازت دی ہے
اور دلیل اسکی یہ آیت ہے کہ جب معاملہ کرو ادھار کا ایک مدت تک تو اسکو لکھ لو یہاں تک کہ کہا کہ اگر لکھنے والا نہ ملے
تو گرو ہاتھ میں رکھیں اور یہ لفظ عام ہے پس سلم بھی اسکے عموم میں داخل ہوگی اسواسطے کہ وہ بھی بیع کی قسموں
میں سے ہے (فتح) لیکن یہ تردد باقی ہے کہ جو صورت اسحدیث میں مذکور ہے بیع سلم کی تعریف اسپر صادق
نہیں آتی اسواسطے کہ بیع سلم میں مول نقد دیا جاتا ہے اور مبیع ایک مدت کے بعد لیجاتی ہے اور حدیث میں
یہ صورت نہیں (ت) لیکن ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ اسنے سلم کو بیع پر قیاس کیا ہے کہ جب بیع میں رہن رکھنا
درست ہے تو سلم میں بھی درست ہوگا اسواسطے کہ سلم بھی ایک قسم کی بیع ہے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے
احمد کے ساتھ اسحدیث کو کہ ابو داود نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سلم کرے کسی
چیز میں تو نہ پھیرے اسکو طرف غیر اسکے کی اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ وہ امن میں نہیں اس سے کہ مرہون مرتہن
کے ہاتھ میں اسکی تعدی سے ہلاک ہو جاوے پس ہوگا پورا لینے والا حق اپنے کا غیر اس چیز سے کہ مسلم فیہ ہے (فتح)
باب الرھن فی السلم بیع سلم میں گرو رکھنے کا بیان **ف** اسکی صورت یہ ہے کہ مشتری روپیہ نقد دیدے
اور بائع سے مسلم فیہ کے بدلے کوئی چیز گرو رکھ لیوے کہ جب وہ مسلم فیہ اسکی طرف ادا کرے تو اپنی چیز جو گرو رکھی ہے

مشتری سے واپس لے لیوے اور یا مشتری نقد مول بائع کو نہ دیوے بلکہ کوئی چیز اُس پاس گرو رکھے کہ جب تو سلم فیہ
ادا کریگا تو اُس وقت تجھکو روپیہ دونگا لیکن ظاہر کے موافق پہلی صورت ہے حدثنا محمد بن محبوب
ثنا عبد الواحد ثنا الاعمش قال تذاکرنا عند ابراھیم الرھن فی السلف فقال حدثنا
اسود عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم اشتری من یھودی طعاما الی اجل و
ارتھن منه درعا من حدید ترجمہ اعمش رض سے روایت ہے کہ ہمنے ابراہیم کے نزدیک سلم
مین گرو رکھنے کا ذکر کیا یعنے جس بیع مین کہ مول نقد نہ ہو تو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے اسود نے
اس نے روایت کی عائشہ رض سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج خریدا ساتھ وعدے
ایک مدت معلوم کے اور اپنی لوہے کی زرہ اسکے پاس گرو رکھی **باب السلم الی اجل معلوم**
به قال ابن عباس و ابو سعید و الاسود و الحسن ایک مدت معلوم تک بیع سلم کرنے کا بیان یعنے
اسمین مدت کا ہونا شرط ہے اور یہی قول ہے ابن عباس اور ابو سعید خدری اور اسود اور حسن بصری کا ف
اسمین اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کی جو سلم حال کو جائز رکھتا ہے اور یہ قول شافعیہ کا ہے اور اکثر کلیہ
مذہب ہے کہ یہ منع ہے اور جو اُسکو جائز رکھتا ہے وہ اجل معلوم کو محمول کرتا ہے کہ اسکو مدت کا علم ہو فقط
یعنے اسکو جانتا ہو کہ اتنی مدت ہے نہ یہ معنے کہ اُسمین مدت کا نہ ہونا شرط ہے پس تقدیر نزدیک اُنکے یہ ہے
کہ جو سلم کرے تو چاہیے کہ مدت معلوم تک سلم کرے نہ مجہول تک اور ایسے سلم حال کا جائز ہونا پس بطریق اولے
ہے اسواسطے کہ جب بیع سلم مدت کے ساتھ جائز ہے تو بغیر مدت کے بطریق اولے جائز ہوگی اسواسطے
کہ مدت مین دھوکھا ہے اور حال مین دھوکھا نہین بلکہ دھوکے سے بہت دور ہے اور ابن عباس رض سے
روایت ہے کہ نہ بیع سلم کرے عطا کے نکلنے تک اور نہ فصل کے کٹنے تک تو اس سے استدلال کیا گیا ہے
واسطے شرط ہونے تعیین وقت اجل کے ساتھ ایسی چیز کے کہ مختلف ہو اسواسطے کہ فصل کا کٹنا مختلف
ہوتا ہے اگرچہ ایکدن کا فرق ہو اور جائز رکھا ہے اسکو مالک اور ابو ثور نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ جائز
ہے وقت مقرر کرنا اسکا میسر ہونے تک (فتح) وقال ابن عمر لا باس بالطعام الموصوف
بسعر معلوم الی اجل معلوم ما لم یک ذلک فی زرع لم یبد صلاحه یعنے اور ابن عمر رض نے
کہا کہ نہین ڈر ہے ساتھ بیع سلم کرنے کے بیچ اناج معلوم کے ساتھ نرخ معلوم کے جب تک کہ یہ کھیتی بیچ
نہ ہو جسکی پختگی ظاہر نہین ہوئی اور کام کے لائق نہین ہوئی ف اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سلم
مین مدت کا ہونا شرط ہے حدثنا ابو نعیم ثنا سفین عن ابن ابی نجیح عن عبد اللہ
ابن کثیر عن ابی المنھال عن ابن عباس قال قدم النبی صلی اللہ علیه وسلم المدینة

وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلٰثَ فَقَالَ اَسْلِفُوْا فِي الثِّمَارِ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ الْوَلِيْدِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ وَّقَالَ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے اور لوگ میوون مین بیع سلم کرتے تھے دو سال تک اور تین سال تک تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع سلم کرو میوون مین پیمانے معلوم مین مدت معلوم تک اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وزن معلوم مین

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى فَسَاَلْتُهُمَا عَنِ السَّلَفِ فَقَالَا كُنَّا نُصِيْبُ الْمَغَانِمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَاْتِيْنَا اَنْبَاطٌ مِّنْ اَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّيْتِ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى قَالَ قُلْتُ اَكَانَ لَهُمْ زَرْعٌ اَوْلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ زَرْعٌ قَالَا مَا كُنَّا نَسْاَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ **ترجمہ** محمد بن ابو مجالد سے روایت ہے کہ ابو بردہ اور عبداللہ بن شداد نے مجھکو عبدالرحمن اور عبداللہ کے پاس بھیجا تو مینے اُنسے بیع سلم کا حکم پوچھا تو انہون نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ کے ساتھ غنیمتین پاتے تھے سو شام کی کھیتی کرنے والے ہمارے پاس آتے تھے تو ہم اُنسے بیع سلم کرتے تھے گیہون مین اور جو مین اور زیت مین ایک مدت معلوم تک مینے کہا کہ کیا اُنکے واسطے کھیتی تھی یا نہ تھی انہون نے کہا کہ ہم انکو اس سے نہ پوچھتے تھے یعنے پس معلوم ہوا کہ یہ شرط نہین **بَابُ السَّلَمِ اِلٰى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ** اونٹنی کے بچہ جننے تک بیع سلم کرنے کا بیان **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانُوْا يَتَبَايَعُوْنَ الْجَزُوْرَ اِلٰى حَبَلِ الْحَبَلَةِ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَسَّرَهُ نَافِعٌ اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِيْ بَطْنِهَا **ترجمہ** عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ کفر کی حالت مین اونٹ کو خریدتے تھے بچے کے بچے کے جننے تک سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تفسیر کیا ہے نافع نے حبل حبل کو کہ جنے اونٹنی اس بچے کو کہ اس کے پیٹ مین ہے **ف** اسکی بحث پہلے گذر چکی ہے اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ مجہولی مدت تک بیع سلم کرنی درست نہین اگرچہ سند ہو طرف ایک چیز کی جو عادت سے پہچانی جاتی ہے خلاف ہے واسطے مالک کے اور ایک روایت احمد کے (فتح) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **بَابُ الشُّفْعَةِ فِيْمَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ** باب ہے شفعہ کا اسچیز مین کہ بانٹی نہین گئی سو جب حدین واقع ہون تو نہین ہے شفعہ **ف** شفعہ کے معنے لغت مین جوڑنے کے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ زیادتی

ماخوذ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اعانت سے ماخوذ ہے اور شرع مین منتقل ہونا حصے شریک کا ہے طرف شریک کی جو منتقل
ہوا تہا طرف اجنبی کی ساتہ مثل عوض معین کے اور نہین اختلاف کیا علما نے اسکے مشروع ہونے مین مگر
ابی بکر اصم سے اسکا انکار منقول ہے (فتح) حدثنا مسدد ثنا عبد الواحد ثنا معمر عن
الزہری عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن جابر بن عبد اللہ قال قضی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بالشفعۃ فی کل ما لم یقسم فاذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعۃ ترجمہ
جابر رض سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتہہ شفعہ کے ہر چیز مین کہ تقسیم نہین ہوی سو جب
حدین واقع ہون اور راہین پہیری جاوین تو نہین شفعہ ف اور یہ حدیث اصل ہے بیچ ثابت ہونے شفعہ
کے اور تحقیق روایت کیا ہے اسکو مسلم نے جابر سے ساتہ اس لفظ کے کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہر چیز مشترک مین گہر ہو یا باغ نہین جائز ہے شریک کو یہ کہ بیچے یہانتک کہ اپنے شریک کو خبر دے سو اگر وہ
چاہے تو لیوے اور اگر چاہے تو چہوڑ دے اور اگر اسکو بدون خبر دینے شریک کی بیچ ڈالے تو وہ زیادہ تر
حقدار ہے ساتہ اسکے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشترک چیز مین شفعہ ثابت ہے اور ابتدا اسکا مشعر ہے
ساتہ ثبوت اسکے کے منقول چیزون مین اور اسکا سیاق چاہتا ہے خاص ہونے اسکے کو ساتہ عقار
کے یعنے غیر منقول کے اور ساتہ اس چیز کے کہ اسمین غیر منقول ہے مانند زمین اور باغ کی اور امام مالک کہتے
ہین کہ شفعہ عام ہے ہر چیز مین ثابت ہے یہ ایک روایت امام مالک کی ہے اور یہی ہے قول عطا کا اور احمد
سے روایت ہے کہ ثابت ہوتا ہے شفعہ حیوانون مین اور انکے سوا اور منقول چیزون مین نہین اور بیہقی نے
ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ شفعہ ہر چیز مین ثابت ہے اور اسکے راوی ثقہ ہین لیکن وہ معلول ہے
ساتہ ارسال کے اور عیاض نے کہا کہ اگر اقتصار کیا جاتا حدیث مین پہلے ٹکڑے پر تو البتہ ہوتی اسمین
دلالت اوپر ساقط ہونے شفعہ جوار کے ولیکن جوڑا گیا ہے ساتہ اسکے پہیرنا راہون کا اور جو چیز کہ دو امرون
پر مترتب ہو نہین لازم آتا اس سے مترتب ہونا اسکا اوپر ایک ان دونو کے یعنے پس صرف حدین واقع
ہونے سے شفعہ جوار باطل نہین ہوتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتہ اسکے اوپر نہ داخل ہونے شفعہ کے اس چیز مین
کہ اس مین تقسیم نہ ہو سکے اور اوپر ثابت ہونے اسکے کے واسطے ہر شریک کی اور احمد سے روایت ہے کہ ذمی
کے واسطے شفعہ نہین اور شعبی سے روایت ہے کہ نہین شفعہ واسطے اسکے کہ شہر مین نہ رہتا ہو (فتح) باب
عرض الشفعۃ علی صاحبہا قبل البیع بیچنے سے پہلے شفعہ والے پر شفعہ کو پیش کرنا ف یعنے اگر بیچنے
سے پہلے شفعہ والے کو خبر دے تو کیا اسکا شفعہ باطل ہو جاتا ہے یا نہین اور پورا بیان اسکا کتاب ترک الحیل
مین آویگا وقال الحکم اذا اذن لہ قبل البیع فلا شفعۃ لہ یعنے اور حکم نے کہا کہ اگر بیع سے پہلے اسکو خبر

کردی بیچے اور وہ نہ لیوے تو نہیں ہے واسطے اُسکے شفعہ یعنے اسکا شفعہ باطل ہوجاتا ہے وَقَالَ الشَّعْبِيُّ مَنْ بِيعَتْ
شُفْعَتُهُ وَهُوَ شَاهِدٌ لَا يُغَيِّرُهَا فَلَا شُفْعَةَ لَهُ یعنے اور شعبی نے کہا کہ جسکا شفعہ بیچا گیا یعنے وہ چیز کہ اُسمین اسکا
حق شفعہ تھا اور حالانکہ وہ حاضر تھا اور اُسکو تغیر نہ دیا تو اُسکے واسطے حق شفعہ نہیں ف یعنے اسکا حق شفعہ باطل
ہوجاتا ہے حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ
قَالَ وَقَفْتُ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَجَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى إِحْدَى مَنْكِبَيَّ
إِذْ جَاءَ أَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا سَعْدُ ابْتَعْ مِنِّي بَيْتَيَّ فِي دَارِكَ فَقَالَ
سَعْدٌ وَاللهِ مَا أَبْتَاعُهُمَا فَقَالَ الْمِسْوَرُ وَاللهِ لَتَبْتَاعَنَّهُمَا فَقَالَ سَعْدٌ وَاللهِ لَا أَزِيدُكَ عَلَى أَرْبَعَةِ
آلَافٍ مُنَجَّمَةٍ أَوْ مُقَطَّعَةٍ قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهَا خَمْسَ مِائَةِ دِينَارٍ وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَهُمَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ وَأَنَا أُعْطَى
بِهِمَا خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ ترجمہ عمرو بن شرید سے روایت ہے کہ مین سعد بن ابی وقاص پر کھڑا ہوا
پھر مسور آیا اور اُس نے اپنا ہاتھ میرے ایک مونڈھے پر رکھا تو ناگہان ابو رافع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
غلام آزاد کردہ آیا تو اُس نے کہا اے سعد خرید لے مجھ سے میرے دونو گھر کہ تیری حویلی مین ہین تو سعد نے کہا کہ
قسم ہے اللہ کی کہ مین انکو نہیں خریدتا تو مسور نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تو انکو خریدے تو سعد نے کہا کہ قسم ہے
اللہ کی کہ نہ زیادہ کرونگا مین تجھکو اوپر چار ہزار درہم جو مہلت دیے گئے ہین ساتھ قسطوں معلوم کے یعنے چار
ہزار درہم قسطوں کے ساتھ دونگا ہاتھوں ہاتھ مین اور نہیں کرسکتا تو ابو رافع نے کہا کہ البتہ مجھکو پانچسو
دینار ملتے ہین اور اگر مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا کہ فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ ترحقدار ہے
بسبب نزدیک ہونے اپنی کے تو مین تجھکو دونو گھر چار ہزار سے نہ دیتا اور حالانکہ مجھکو انکے بدل پانچسو دینار
ملتے ہین پھر اُس نے وہ گھر سعد کو دیا ف اور ترمذی مین ہے کہ ہمسایہ زیادہ ترحقدار ہے بسبب نزدیک
ہونے اُسکے کے اگر غائب ہو تو اسکی انتظار کیا جاوے جبکہ دونو کی راہ ایک ہو اور ابن بطال نے کہا کہ استدلال
کیا ہے ساتھ اسکے ابو حنیفہ اور اسکے اصحاب نے اوپر ثابت کرنے شفعہ کے واسطے ہمسایہ کے اور انکے سوا اور لوگون
نے اسکی تاویل کی ہے ساتھ اسکے کہ مراد ساتھ اسکے شریک ہین بنا بر اسکے کہ ابو رافع سعد کا شریک تھا دونو
گھرون مین اسواسطے اسکو کہا کہ تو مجھ سے انکو خرید لے اور یہ جو بعض کہتے ہین کہ لغت مین ہمسائے کو شریک کہنا
نہیں آیا تو یہ مردود ہے اسواسطے کہ جو چیز کسی چیز کے نزدیک ہو اسکو اُسکا ہمسایہ کہا جاتا ہے اور مرد کی عورت
کو ہمسایہ کہتے ہین اسواسطے کہ انکو آپسمین مخالطت ہے اور تعاقب کیا ہے اسکا ابن منیر نے بایں طور کہ
ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ابو رافع سعد کی حویلی سے دونو گھرونکا مستقل مالک تھا نہ حصے مشترک کا سعد کی

منزل سے یعنے وہ دونو گہر صرف اسی کے ملک تہے اسمین سعد کا کچہ حصہ تہا اور عمر بن ابی شیبہ کی کلام سے
معلوم ہوتا ہے کہ گہر خریدنے سے پہلے سعد ابو رافع کا ہمسایہ تہا نہ شریک اور بعض حنفی کہتے ہین کہ لازم آتا ہے شافعیہ
کو جو قائل ہین ساتہہ حمل کرنے لفظ کے اوپر حقیقت اور مجاز کے یہ کہ قائل ہون ساتہ شفعہ ہمسایہ کے اسواسطے
کہ جار کے حقیقی معنے ہمسائے کے ہین اور مجازی معنے شریک کے ہین اور جواب یہ ہے کہ یہ اسوقت ہے جبکہ کوئی
قرینہ نہ ہو اور تحقیق قائم ہوا ہے یہان قرینہ اوپر مجاز کے پس اعتبار کیا گیا واسطے تطبیق کے درمیان
حدیث جابر اور ابو رافع کے پس حدیث جابر کی صریح ہے اسمین کہ شفعہ شریک کے ساتہہ خاص ہے اور ابو رافع
کی حدیث بالاتفاق مصروف الظاہر ہے یعنے اسکا ظاہر مراد نہین اسواسطے کہ وہ چاہتی ہے اسکو کہ
ہمسایہ زیادہ تر حقدار ہو ہر ایک سے یہانتک کہ شریک سے بہی اور جو ہمسائی کے واسطے شفعہ کو ثابت کرتے
ہین وہ شریک کو مطلق مقدم کرتے ہین پہر اسکو جو راہ مین شریک ہو پہر ہمسائے کو اسپر جو ہمسایہ نہین پس بنا بر
اسکے پس متعین ہے تاویل احق کی ساتہہ حمل کرنے کے فضیلت پر یا خبر گیری پر اور مانند اسکی اور نیز دلیل
پکڑی ہے اسنے جو ہمسائے کے شفعہ کا قائل نہین کہ شفعہ ثابت ہوا ہے اوپر خلاف اصل کے واسطے ایک
معنے کی کہ ہمسائی مین معدوم ہین اور وہ یہ ہین کہ شریک اکثر اوقات اپنے شریک پر داخل ہوتا ہے سو
اس سے ایذا پاتا ہے اسواسطے اسکے تقسیم کرنے کی حاجت ہوئی پس داخل ہوگا اسپر ضرر ساتہہ نقصان قیمت
ملک اسکے کے اور یہ معنے بانٹی ہوئی چیز مین نہین پائی جاتی واللہ اعلم (فتح) **بابٌ** اَیُّ الْجِوَارِ اَقْرَبُ کون
ہمسایہ زیادہ تر نزدیک ہے **ف** اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ لفظ جار کا پہلی حدیث مین ایک مرتبے
پر نہین (فتح) **حَدَّثَنَا** حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ **ح** وَحَدَّثَنِیْ عَلِیٌّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اِنَّ لِیْ جَارَیْنِ فَاِلٰی اَیِّهِمَا اُهْدِیْ قَالَ اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكَ بَابًا **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ مینے کہا کہ
یا حضرت میرے دو ہمسائے ہین سو مین دونو مین سے کس کو تحفہ دون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونو مین سے
جسکا دروازہ نزدیک تر ہے **ف** ابن بطال نے کہا کہ نہین حجت ہے اس حدیث مین واسطے اس شخص کے جو ہمسائے
کے واسطے شفعہ کو واجب کرتا ہے اسواسطے کہ عائشہ رض نے تو صرف یہ پوچہا تہا کہ اپنے ہمسایون مین سے پہلے کس کو ہدیہ دے
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خبر دی کہ جو قریب تر ہو وہ اولی ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ وجہ داخل ہونے اسکی کی
شفعہ مین یہ ہے کہ ابو رافع کی حدیث ہمسائے کے شفعہ کو ثابت کرتی ہے پس عائشہ رض کی حدیث سے استنباط کیا کہ اقرب کو دور پر مقدم کیا
جاوے واسطے علت کے بیچ مشروع ہونے شفعہ کے واسطے اسچیز کے کہ حاصل ہوتی ہے ضرر سے ساتہ مشارکت غیر اجنبی کے بخلاف شریک کے بیچ گہر کے
اور جو گہر سے لگا ہو (فتح) الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ ہشتم بخاری کا تمام ہوا خدا تعالی اس سے مسلمانون کو فائدہ پہونچاوے آمین ثم آمین

فہرست کتاب مطالب فیض الباری ترجمہ اردو صحیح البخاری معہ شرح پارۂ ہشتم

تمت

بلا اجازت تحریری کوئی نہ چھاپے عبد العزیز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔
امابعد پس یہ شروع ہے بیچ ترجمہ پارے نہم صحیح بخاری کے اور ساتہہ اللہ کے ہی توفیق بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
کِتَابُ الْاِجَارَۃِ کتاب ہی اجارے کے بیان مین **ف** اجارہ کے معنے لغت مین مزدوری دینے کی ہین اور شرع مین بیچنا اور مالک کرنا منفعت گردن کا ہے بدلے عوض معلوم کے یعنے اُسکو کسی کے ہاتہہ بیچ ڈالے یا کسی کو اسکا مالک کردے (فتح) اور اجارے کے معنے ہین کرائے دینا کسی چیز کو اور شرع مین اجارے کے معنے مالک کرنا منفعت کا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ اجارہ جائز نہ ہو واسطے منفعت کی معدوم یعنے مزدور نے جس منفعت کو دوسرے کے ملک کیا ہے وہ معدوم ہے ہنوز پیدا نہین ہوئی بلکہ آیندہ کریگا جیسے کوئی کسی آدمی سے کہے کہ تو میرا کام کیا کر اور مین تجہکو مثلاً دو آنے روز مزدوری دیا کرون گا تو اب جو کام کہ مزدور کریگا وہ ہنوز پیدا نہین ہوا لیکن جائز رکہا اسکو شرع نے لوگون کی حاجت کی واسطے (ح) **بَابُ** اِسْتِئْجَارِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ نیک بخت مرد کو مزدور ٹہیرانا **ف** اس باب مین رد ہے اُس شخص پر جو کہتا ہے کہ نیک بخت مرد کو کاربار اور خدمت مین مزدور رکہنا لائق نہین اسواسطے کہ یہ آداب مسلمانی اور مروت کے برخلاف ہے (ت) وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ یعنے اور خدا نے فرمایا کہ البتہ بہتر جو تو مزدور رکہا چاہے وہ جو زور آور ہو اور امانت دار **ف** اشارہ کیا ساتہہ اُسکے طرف قصے موسے علیہ السلام کی ساتہہ بیٹی شعیب علیہ السلام کے اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ موسے علیہ السلام نے جس عورت سے نکاح کیا تہا اُسکا نام صفورہ تہا اور اسکی بہن کا نام لیا تہا اور بعضے کہتے ہین کہ نام انکا صفورہ اور عبرا تہا اور بعضے کہتے ہین کہ دوسری کا نام شرقا تہا اور ہمین اختلاف ہے کہ کیا اُنکے باپ کا نام شعیب تہا جو نبی تہے یا وہ اُنکا بہتیجا تہا یا کوئی اور تہا یہ کئی قول ہین انمین سے کوئی چیز راجح نہین اور ابن عباس رض سے اس آیت کی تفسیر مین روایت ہے کہ زور آور ہے اُس چیز مین کہ اُسکا والی ہو امانت دار ہے اُس چیز مین کہ اُسکے پاس امانت رکہی جاوے اور ابن عباس رض

اور مجاہد رح سے روایت ہی کہ اُسکے باپنے اُس سے موسے علیہ السلام کی قوت اور امانت پوچھی سو ذکر کی اُسنے
قوت اُسکے پانی پلانے کی حالت مین اور امانت اسکی بیچ نیچے کرنے آنکھ اپنی کے اُس سے اور کہا موسے
علیہ السلام کا واسطے اُسکے کہ تو میرے پیچھے چل اور مجھکو راہ تبلا اور روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے ساتھ
اسناد صحیح کے عمر فاروق رض سے اور اسمین زیادہ کیا یہ لفظ کہ اُسنے اسکا موسے علیہ السلام سے نکاح کر دیا اور رہے
موسے علیہ السلام پاس اسکے کہ اُسکو کام سے کفایت کرتے تھے اور اُنکے واسطے اُنکی بکریون کے چرانے مین کام
کرتے تھی (فتح) وَالْخَازِنُ الْأَمِيْنُ اور جو خزانچی ہے وہ امین ہے وَمَنْ لَمْ يَسْتَعْمِلْ مَنْ أَرَادَهُ یعنے اور بیان
اُس شخص کا جو نہ سردار بناوے اُس شخص کو جو سرداری کو چاہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ
أَبِيْ بُرْدَةَ أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْخَازِنُ الْأَمِيْنُ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ مَا أُمِرَ بِهٖ طَيِّبَةً نَفْسُهٗ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ ترجمہ ابو موسے
اشعری سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار خزانچی جو دیوے مالک کے حکم
کے موافق اپنے دل سے خوش ہوکر خیرات کرنے والون مین ایک وہ بھی ہے **ف** شرح اس حدیث کی کتاب
الزکوۃ مین پہلے گذر چکی ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ ثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ ثَنَا
أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيْ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ
قَالَ فَقُلْتُ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ قَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهٗ
ترجمہ ابو موسے رض سے روایت ہی کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ میرے ساتھ اشعری
دو مرد تھے تو اونہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سرداری چاہی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
مجھ سے فرمایا کہ ای ابو موسے یعنے تو انکو اسواسطے اپنے ساتھ لایا ہے تو مینے کہا کہ یا حضرت مین نے
معلوم نہین کیا کہ یہ سرداری چاہتے ہین یعنے مجھکو انہون نے نہین تبلایا کہ ہم اس مطلب کو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جاتے ہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سرداری چاہے اُسکو ہم اپنے کام پر سردار
نہین بناتے . . . . . . **ف** اسکی پوری شرح کتاب الاحکام مین آویگی اور اسمعیلی نے کہا کہ
ان دونو حدیثون مین اجارہ کے معنے نہین اور داؤدی نے کہا کہ پہلی حدیث کو اس باب کے ساتھ تعلق نہین
اسواسطے کہ اسمین اجارہ کا ذکر نہین اور ابن تین نے کہا کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ خزانچی کے واسطے مال
مین کچھ حصہ نہین بلکہ وہ تو صرف مزدور ہے اور ابن بطال نے کہا وجہ داخل ہونے اسکے کی اس باب مین یہ
ہے کہ جو کسی چیز پر مزدور رکھا جاوے وہ اسمین امانت دار ہے اگر اُس سے کوئی چیز تلف کرے تو اسپر ضمان نہین
یعنے اسکا بدلا اسپر نہین آتا مگر یہ کہ خود جان بوجھ کر اسکو تلف کرے اور کرمانی نے کہا کہ داخل ہونا اس حدیث کا

باب الاجارہ مین واسطے اشارت کے ہے کہ غیر کے مال کا خزانچی مانند اجیر کی ہے واسطے صاحب مال کے اور ہیر
داخل ہونا حدیث دوسری کا اجارے مین ظاہر ہے اس جہت سے کہ جو عمل چاہے تو وہ غالبا اسواسطے چاہتا ہے
کہ اجرت حاصل کرے جو عامل کے واسطے مشروع ہے اور عمل مطلوب شامل ہے عمل زکوٰۃ کو اُسکے جمع کرنے
مین اور جدا کرنے مین اپنی جگہ مین اور اُسکے واسطے اسمین حصہ ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ زکوٰۃ تحصیل کرنے
والون کا بھی اسمین حصہ ہے پس داخل ہونا اسکا باب مین اسوجہ سے ہے کہ اُنہون نے چاہا کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم انکو زکوٰۃ تحصیل کرنے وغیرہ پر سردار بناوین اور ہوئے انکے واسطے اُسپر اجرت معلوم اور چونکہ سرداری کا
چاہنا حرص پر دلیل ہے تو حریص سے محفوظ رہنا مطلوب ہوا اسی واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو سرداری کو چاہے اسکو ہم سردار نہین بناتے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو سرداری کو چاہے اسکو
سردار بنانا منع ہے یا تو بطور حرام ہونے کے اور یا بطور کراہت کی اور حرمت کی طرف میل کی ہے قرطبی نے
لیکن جو عامل کی مدد کرے وہ اُس سے مستثنی ہے یعنے سرداری پر مدد کرنی حرام نہین (فتح) **باب**

رَعْيِ الْغَنَمِ عَلٰى قَرَارِيْطَ قیراطون کی مزدوری پر بکریون کا چرانا **ف** قراریط جمع قیراط کی ہے اور قیراط
آدہی دانگ ہے سونے کی ہوتی ہے وزن مین پانچ جو کے برابر اور بعضے کہتے ہین کہ قراریط ایک جگہ کا نام ہے
مکے مین لیکن پہلی وجہ کو ترجیح ہے اسواسطے کہ مکے والے اس نام کے ساتھ کوئی مکان نہین پہچانتے اور
نسائی نے نصر بن حزن سے روایت کی ہے کہ فخر کیا اونٹون والون اور بکریون والون نے سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہیجے گئے موسیٰ (علیہ السلام) اور حالانکہ وہ بکریان چراتے تہے اور بہیجے گئے داؤد
اور حالانکہ وہ بکریان چراتے تہے اور بہیجا گیا مین اسحال مین کہ بکریان چراتا ہون سو بعضے گمان کرتے ہین کہ
اسمین رد ہے واسطے تاویل سوید کے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کی بکریان اجرت کے
ساتھ چراتے تہے پس متعین ہوئی یہ بات کہ مراد قراریط سے مکان ہے اور یہ رد ٹہیک نہین اسواسطے کہ یہہ
تطبیق ممکن ہے کہ اپنے اہل کے واسطے بغیر اجرت کی بکریان چراے ہون اور غیر کے واسطے اجرت سے
چراے ہون اور علما کہتے ہین کہ حکمت بیچ الہام نبیون کے واسطے بکریون چرانے کے پہلے نبی ہونے سے یہ ہے
کہ تا حاصل ہو واسطے اُنکے تجربہ اور عادت ساتھ چرانے اُنکے کی اسچیز پر کہ وہ مکلف ہونگے قیام سے ساتھ
امر امتون اپنی کے اور اسواسطے کہ انکی مخالطت مین انکو حلیمی اور شفقت حاصل ہوتی ہے اسواسطے کہ
جب وہ صبر کرتے ہین اوپر چرانے انکے اور جمع کرنے انکے کے بعد جدا جدا ہونے انکے کے چرنے کی جگہہ مین اور
نقل کرنے اُنکے کے ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کی اور دفع کرنے دشمن اُنکے کے درندون وغیرہ سے
مانند چور کی اور انکی طبیعتون کی اختلاف اور شدت تفرق کو جانتے ہین باوجود ضعف انکے کے اور محتاج ہونے

انکے کے طرف خبر گیری کے تو الفت حاصل ہو گی انکو صبر کرنے کی اوپر امت کے اور پہچاننے کی اختلاف طبیعتوں
انکی کا اور تفاوت عقلون انکے کا تو انکے ٹوٹے کو جوڑینگے اور انکے ضعیف کے ساتھ نرمی کرینگے اور اچھی
طرح سے انکی خبر گیری کرینگے تو انکو اس مشقت کا اٹھانا آسان ہوگا اس چیز سے کہ اگر پہلے پہل انکو اس مشقت
کے ساتھ تکلیف دیجاتی تو انکو یہ تدریج اور آہستگی حاصل نہ ہوتی جو بکریون کے چرانے سے حاصل ہوتی
ہے حاصل یہ ہے کہ پیغمبرون کو بکریون کے چرانے کا اسواسطے الہام ہوتا ہے کہ وہ بکریون کے چرانے سے
اپنی امت کی انتظام سیکھین اور بکریون کو اسواسطے خاص کیا گیا کہ وہ اپنے غیر سے ضعیف تر ہین اور اسواسطے
کہ انکا جدا ہونا اونٹون سے اور گائی کے جدا ہونے سے اکثر ہے اسواسطے کہ اونٹون اور گائی کا باندہنے
کے ساتھ ضبط کرنا ممکن ہے اور عادت کو باعتبار بکریون کا باندہنا ممکن نہین اور باوجود اکثر جدا ہونے انکے
کے پس وہ اسرع ہین واسطے فرمانبرداری کے اپنے غیر سے اور بیچ ذکر کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
واسطے اسکی تصریح ہے ساتھ احسان رب کا اوپر آپکے اور بہائیگی پیغمبرون پر فتح حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ
ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ جَدِّهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ
نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُهُ وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ
ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا پیغمبر نہین جس نے بکریان نہ چرائی ہون
تو اصحاب نے کہا اور کیا آپنے بھی بکریان چرائی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان مینے بھی مکے والون
کی بکریان چند قیراط مزدوری پر چرائی ہین بَاب اِسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِيْنَ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ وَاِذَا لَمْ يُوْجَدْ
اَهْلُ الْاِسْلَامِ اگر مسلمان نہ پایا جاوے یا ضرورت ہو تو کافر کو مزدور رکہنا درست ہے ف یہ باب مشعر ہے
کہ امام بخاری کے نزدیک کافر کو... مزدور رکہنا منع ہے برابر ہے کہ حربی ہو یا ذمی مگر حاجت ہو تو درست
ہے جیسا کہ مسلمان نہ پایا جاوے تو کفایت کرتا ہے اور عبد الرزاق نے... ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ نہ تھے
واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کام کرنے والے کہ خیبر کی کہجورون مین کام کرین سو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیون کو بلایا اور خیبر کی کہجورون اور کہیتی کو انکے حوالے کیا اور یہ جو حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے یہود خیبر کو وہان کی کہیتی کرنے پر مقرر کیا اور ہجرت کی وقت رہبر کافر کو مزدور رکہا تو اس سے استدلال
کرنے مین نظر ہے اسواسطے کہ ان مین مقصود کے ساتھ تصریح نہین کہ انکو مزدور رکہنا منع ہے اور شاید کہ اسنے
لیا ہے اسکو ان دونو حدیثون سے ساتھ جوڑنے انکے کے طرف اس حدیث کی کہ ہم کافر کے ساتھ مدد نہین لیتے
روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ارادہ کیا اس نے تطبیق کا درمیان حدیثون کے ساتھ اسچیز کے کہ اس کے ساتھ
باب باندہا اور ابن بطال نے کہا کہ عام فقہا کہتے ہین کہ ضرورت وغیرہ کے وقت کافر کو مزدور رکہنا جائز ہے

جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَعْلٰی عَنْ یَعْلَی بْنِ اُمَیَّةَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ جَیْشَ الْعُسْرَةِ فَکَانَ مِنْ اَوْثَقِ اَعْمَالِیْ فِیْ نَفْسِیْ فَکَانَ لِیْ اَجِیْرٌ فَقَاتَلَ اِنْسَانًا فَعَضَّ اَحَدُھُمَا
اِصْبَعَ صَاحِبِہٖ فَانْتَزَعَ اِصْبَعَہٗ فَاَنْدَرَ ثَنِیَّتَہٗ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَاَھْدَرَ ثَنِیَّتَہٗ فَقَالَ اَفَیَدَعُ اِصْبَعَہٗ فِیْ فِیْکَ تَقْضَمُھَا قَالَ اَحْسِبُہٗ قَالَ کَمَا یَقْضَمُ الْفَحْلُ
وَقَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ جَدِّہٖ بِمِثْلِ ھٰذِہِ الْقِصَّةِ اَنَّ رَجُلًا
عَضَّ یَدَ رَجُلٍ فَاَنْدَرَ ثَنِیَّتَہٗ فَاَھْدَرَھَا اَبُوْ بَکْرٍ ترجمہ یعلی بن امیہ رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تنگی کا جہاد کیا یعنے جنگ تبوک کہ قحط کے دنون مین واقع ہوا تہا اور یہ جنگ میری نزدیک
میرے سب عملون سے مضبوط تر تہا یعنے مین اسکو اپنے سب عملون سے افضل جانتا تہا اور میرا ایک نوکر تہا سو وہ ایک
آدمی سے لڑا تو اُن دونون مین سے ایک نے اپنی ساتھی کی انگلی کاٹ کہائی تو اُس نے اپنی انگلی اُسکے منہ سے کہینچی
تو اُسکے اگلے دانت گرا دیئے سو وہ جہڑ پڑے سو جسکے دانت گر پڑے تہے وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی
طرف گیا یعنے تا کہ آپ سے اسکا انصاف چاہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے دانتون کا بدلہ
معاف کیا اور فرمایا کہ کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ مین چہوڑ دیتا کہ تو اسکو اونٹ کی طرح چباتا اور ابن جریج نے
کہا کہ اور حدیث بیان کی مجہ سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اپنے دادا سے ساتہہ مثل اس قصے کے کہ ایک مرد نے
ایک مرد کا ہاتہہ چبایا سو اُسکے دانت گرا دیئے سو اسکو حضرت ابو بکر رض نے معاف کیا یعنے نہ اُسکا قصاص
لیا اور نہ دیت ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنگ مین مزدور رکہنا درست ہی **باب** مَنِ اسْتَاْجَرَ
اَجِیْرًا فَبَیَّنَ لَہُ الْاَجَلَ وَلَمْ یُبَیِّنْ لَہُ الْعَمَلَ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ
ھٰتَیْنِ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ جو مزدور رکہی اور اُسکے واسطے مدت بیان کرے یعنی اتنی
مدت تجہ سے کام لونگا اور اُسکے واسطے کام بیان نہ کرے کہ مثلاً فلانا کام تجہ سے لون گا تو کیا جائز ہے
یا نہین واسطے دلیل اس آیت کی کہ حضرت شعیب نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی ایک بیٹی تجہکو بیاہ دون تا اس
قول تک کہ ہماری بات کا خدا گواہ ہے ف اور تحقیق میل کی ہے بخاری نے طرف جواز کی اسواسطے کہ
دو مہینے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی ایک بیٹی تجہکو نکاح کر دون اور باوجود اسکے
اس نے جواز کی تصریح نہین کی واسطے ہونے احتمال کے اور وجہ دلالت کی اُس سے یہ ہی کہ قصے مذکورہ کے
سیاق مین عمل کا بیان واقع نہین ہوا کہ یہ کام تجہ سے لونگا بلکہ اسمین تو صرف یہ ہے کہ موسے علیہ السلام
نے اپنی تئین عورتون کے باپ کے پاس مزدور رکہا پہر یہ دلالت تو اُسوقت تمام ہوتی ہے کہ جب ہم کہین کہ
پہلے نبیون کی شرع ہماری واسطے شرع ہے جبکہ وارد ہو ہماری شرع ساتہہ برقرار رکہنے اُسکے کی اور تحقیق

حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ نے ساتھ اس آیت کے اوپر مشروع ہونے اجارہ کے سو امام شافعی رحمہ نے کہا کہ اللہ
تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ پیغمبروں سے ایک پیغمبر نے اپنی جان کو کئی سال معین مزدور رکہا کہ مالک ہو ساتھ اسکے
ایک عورت کی شرمگاہ کا اور بعضے کہتے ہیں کہ مزدور ٹہیرایا اُسکو اسپر کہ اُسکے واسطے بکریاں چراوے اور مہلب نے
کہا کہ نہیں آیت میں دلیل اوپر مجہول ہونے کام کے اجارے میں اسواسطے کہ یہ اُنکے درمیان معلوم تہا اور
سوای اسکے نہیں کہ اُسکا ذکر تو اسواسطے محذوف ہوا کہ وہ معلوم تہا اور چہپایا گیا ہے اُسکا ابن منیر نے ساتھ
اسکے کہ بخاری کی یہ مراد نہیں کہ عمل مجہول ہو بلکہ اُسکی مراد تو یہ ہے کہ عمل پر لفظ کے ساتھ نص کرنی شرط
نہیں اور اتباع مقصود کا ہے نہ لفظ کا اور احتمال ہے کہ بخاری رح نے عتبہ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہو کہ عتبہ نے
کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے
اپنی جان کو مزدور رکہا آٹھ سال یا دس سال اوپر بچانے ستر اپنے کے اور کہانے پیٹ اپنے کے روایت کی
یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اسکی اسناد میں ضعف ہے اسواسطے کہ اسمیں موسیٰ کی طرف سے عمل کا بیان نہیں
اور جو کہتا ہے کہ جائز ہے کہ بکریاں چرانے کے سوای اور کوئی چیز مہر ہو تو وہ بہت بعید بات کہتا ہے اور حضرت
شعیب کی مراد تو یہ تہی کہ موسیٰ یہ مدت اُنکی بکریاں چراوے اور وہ اپنی بیٹی اُسکو نکاح کر دے سو اُسکے واسطے
دو امر ذکر کیئے اور معلق کیا نکاح کر دینے کو اوپر بکریاں چرانے کے بطور معاہدہ کے نہ بطور معاقدے کے پس مزدور
رکہا اُسکو واسطے چرانے بکریوں اپنی کے ساتھ ایک چیز کے کہ اُنکے درمیان معلوم ہے پہر نکاح کر دیا اپنی بیٹی
کو ساتھ اُسکے ساتھ مہر کے کہ معلوم تہا درمیان اُنکے (فتح) یَاْجُرُ فُلَانًا یُعْطِیْهِ اَجْرًا وَمِنْهُ فِی التَّعْزِیَةِ
اَجَرَكَ اللّٰهُ امام بخاری رح نے کہا کہ یاجر فلان کے یہ معنے ہیں کہ اُسکو مزدوری دے اور اس قبیل سے ہے جو
ماتم پرسی میں کہتے ہیں کہ خدا تجہکو بدلہ دیوے **ف** امام بخاری نے یہ تاجرنی کی تفسیر کی ہے اور اسمٰعیلی نے
کہا کہ معنے اس آیت کے یہ ہیں کہ تو میرے واسطے مزدور ہووے پس یہ تفسیر بخاری کی ٹہیک نہیں (فتح) **بَابٌ**
اِذَا اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا عَلٰی اَنْ یُّقِیْمَ حَائِطًا یُرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ جَازَ اگر کوئی مزدور ٹہیراوے اسپر کہ دیوار کو
سیدھا کرے جو گرا چاہتی ہے تو جائز ہے **ف** بخاری نے اس باب میں ابی بن کعب کی حدیث کا ایک ٹکڑا
وارد کیا ہے جو حضرت خضر اور موسیٰ کے قصے میں ہے اور پوری حدیث کتاب التفسیر میں آویگی اور سوای
اسکے نہیں کہ پورا ہوتا ہے استدلال ساتھ اس قصے کے جبکہ ہم کہیں کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع
ہے واسطے قول موسیٰ علیہ السلام کے کہ اگر تو چاہتا تو اسپر مزدوری لیتا یعنے اگر تو اپنے اس کام پر اجرت
معین کی شرط کرتا تو البتہ ہمکو یہ فائدہ دیتی اور ابن منیر نے کہا کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ اجارہ مضبوط ہوتا
ہے ساتھ متعین ہونے عمل کے جیسا کہ مضبوط ہوتا ہے ساتھ متعین ہونے مدت معین کے (فتح) **حَدَّثَنَا**

اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ اَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو ابْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهٗ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثَنِيْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ قَالَ سَعِيْدٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهٗ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلٰى حَسِبْتُ اَنَّ سَعِيْدًا قَالَ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ سَعِيْدٌ اَجْرًا نَّاكُلُهٗ ترجمہ ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ موسیٰؑ اور خضرؑ دونوں چلے تو انہوں نے ایک گاؤں مین ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی سعید راوی نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اسطرح اور اپنے ہاتھ کو اوٹھایا پس سیدھی رہی یعلیٰ راوی نے کہا کہ مین گمان کرتا ہون کہ سعیدؓ نے کہا کہ سو خضرؑ نے اپنا ہاتھ اسپر پھیرا پس وہ سیدھی رہی یعنے اسکو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا تو موسیٰؑ نے کہا کہ اگر تو چاہتا تو اسپر مزدوری لیتا کہ ہم اسکو کہاتے

بَابُ الْاِجَارَةِ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ آدھے دن تک اجارہ کرنے کا بیان **ف** یعنے اول دن سے اور اسکے بعد یہ باب باندھا ہے کہ عصر تک اجارہ کرنے کا بیان اور اسمین بھی یہ تقدیر ہے کہ ابتدا اول دن سے ہو پھر اسکے بعد یہ باب باندھا کہ اجارہ کرنا عصر سے رات تک یعنی اول دخول رات تک بعضے کہتے ہین کہ مراد بخاری کی ثابت کرنا صحت اجارہ کا ہے ساتھ اجر معلوم کے مدت معلوم تک اس جہت سے کہ شارع نے اسکے ساتھ مثال بیان کی اور اگر یہ بات جائز نہ ہوتی تو شارع اسکو جائز نہ رکہتا اور احتمال ہے کہ غرض اس سے یہ ہو کہ دن کی کچھ حصے کے واسطے مزدور رکہنا درست ہے جبکہ حصہ معلوم ہو یعنے مثلاً آدھا دن یا کم و بیش واسطے دفع کرنے وہم اس شخص کے جو وہم کرتا ہے کہ ادنے درجہ مدت معلوم کا یہ ہے کہ پورا ایک دن ہو **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَاْجَرَ اُجَرَاءَ فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ غُدْوَةٍ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ مِنَ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ فَاَنْتُمْ هُمْ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا مَا لَنَا اَكْثَرُ عَمَلًا وَّاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ نَقَصْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثل تمہاری اے مسلمانو اور مثل یہود اور نصاری کی مثل اس مرد کی ہے جس نے کئی مزدور رکہے تو اس نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک ایک قیراط پر سو یہود نے دوپہر تک کام کیا پھر اس مرد نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر سو نصاری نے عصر تک کام کیا پھر اس

مرد نے کہا کہ کون ہے وہ جو میرا کام کرے عصر سے سورج ڈوبنے تک دو قیراط پر سو تم اے مسلمانو وہی ہو جنہون نے عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کیا سو غصے ہونگے یہود اور نصاریٰ یعنے قیامت کو پھر کہیں گے کہ کیا حال ہے ہمارا کہ ہم کام مین تو زیادہ ہین اور مزدوری مین کم یعنے یہ عجب بات ہے کہ کام بہت اور اجرت کم تو خدا فرماوے گا کہ کیا مینے تم کو تمہارے حق سے کچھ کم دیا یعنے جو مزدوری ٹھیر گئی تھی اُس سے کچھ کم دیا وہ کہیں گے کہ جو ٹھیرا تھا اُس سے کم نہیں ملا خدا فرماویگا سو یہ تو یعنے دونی مزدوری دینی میرا فضل ہے جسکو چاہوں اسکو دوں ف یہ جو کہا کہ مثل تمہاری الخ تو یہ اصل کلام اسطرح سے ہے کہ مثل تمہاری ساتھ نبی تمہارے کے اور مثل یہود اور نصاریٰ کے ساتھ نبیوں اپنے کی مثل اُس مرد کی ہے پس مثل بیان کی گئی ہے واسطے امت کی ساتھ نبی اپنے کی اور مثل بہ مزدور ہین ساتھ مزدور رکھنے والوں کے اور جو یہ کہا کہ عصر تک تو احتمال ہے کہ مراد عصر کی داخل ہونے کا اول وقت ہو اور احتمال ہے کہ اُسمین شروع کرنے کا اول وقت مراد ہو اور دوسرا احتمال اٹھا دیتا ہے اُس شبہے کو جو مواقیت مین پہلے گذر چکا ہے بر تقدیر تسلیم اس بات کے کہ ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت اور عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت دونو برابر ہین پس کس طرح صحیح ہوگا قول نصاریٰ کا کہ انکا کام اس امت سے زیادہ ہے اور مینے اسکے کئی جواب پہلے بیان کر دیے ہین پس چاہیے کہ انکی طرف رجوع کیا جاوے اور جو جواب پہلے نہین گذرے اُنمین سے ایک جواب یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ کیا حال ہے ہمارا کہ ہمارا کام تو زیادہ ہے تو اس بات کے قائل صرف یہود ہین اور تائید کرتی ہے اسکی وہ چیز جو توحید مین واقع ہوئی ہے کہ توریت والون نے کہا اور احتمال ہے کہ دونو فریق سے ہر ایک نے یہ بات کہی ہو یہود تو اسواسطے کہ انکا زمانہ دراز ہے پس اس سے لازم آتا ہے کہ انکا عمل بھی بہت ہو اور لیکن نصاریٰ تو انہون نے اپنی تابعداری کی کثرت کو یہود کے زمانے کی کثرت کے ساتھ مقابلہ کیا اسواسطے کہ نصاریٰ عیسے اور موسے دونو کے ساتھ ایمان لائے بخلاف یہود کے کہ وہ صرف حضرت موسے علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے اشارہ کیا طرف اسکی اسماعیلی نے اور احتمال ہے کہ نصاریٰ کا اکثر ہونا اس اعتبار سے ہو کہ انہون نے آخر نماز عصر تک کام کیا اور یہ بعد داخل ہونے وقت اسکے کی ہے اشارہ کیا طرف اسکی ابن قصار اور ابن عربی نے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ اسکی کوئی حاجت نہین اس واسطے کہ جو مدت کہ ظہر اور عصر کے درمیان ہے وہ زیادہ ہے اُس مدت سے جو عصر اور مغرب کی درمیان ہے اور احتمال ہے کہ منسوبیت اسکی طرف انکی بطور تقسیم کے پس نحن اکثر عملا کے قائل یہود ہون اور نحن اقل اجرا کے قائل نصاریٰ ہون اور اسمین بعد ہے یعنے یہ جواب ٹھیک نہین اور ابن تین نے حکایت کی ہے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ دونو فریقون کا کام اکٹھا اکثر ہے اور انکا زمانہ دراز ہے اور یہ خلاف ہے ظاہر سیاق کا اور جو فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے جسکو چاہوں دوں تو اسمین دلیل ہے واسطے اہل سُنت کی کہ ثواب اللہ کی طرف سے ہے

بطور احسان کے اُس سے عمل کا بدلہ نہین **باب الاجارة الى صلوة العصر** عصر کی نماز تک اجارہ کرنیکا بیان یعنے جائز ہے **حدثنا** اسمعیل بن ابی اویس حدثنی مالك عن عبد الله بن دینار مولی عبد الله بن عمر عن عبد الله بن عمر بن الخطاب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انما مثلكم واليهود والنصارى كرجل استعمل عمالا فقال من يعمل لي الى نصف النهار على قيراط قيراط فعملت اليهود على قيراط قيراط ثم عملت النصارى على قيراط قيراط ثم انتم الذين تعملون من صلوة العصر الى مغارب الشمس على قيراطين فغضبت اليهود والنصارى وقالوا نحن اكثر عملا واقل عطاء فقال هل من حقكم شيئا قالوا ...... لا قال فذلك فضلي اوتيه من اشاء ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہے مثل تمہاری اور مثل یہود اور نصاری کی مگر جیسے مثل اُس شخص کی جس نے کام کے واسطے مزدور رکھے تو اُس مرد نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر سو کام کیا یہود نے ایک ایک قیراط پر پھر وہ کام کیا نصاری نے ایک ایک قیراط پر پھر تم اے مسلمانو وہی ہو جنہون نے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کیا دو دو قیراطون پر سو غصے ہونگے یہود اور نصاری تو کہینگے کہ ہم کام مین بہت ہین اور مزدوری مین کم تو خدا فرماویگا کہ کیا مین نے تمکو تمہاری حق سے کچھہ کم دیا تو کہینگے کہ نہین تو خدا فرماویگا کہ یہ میرا فضل ہے جسکو چاہون دون **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز تک اجارہ کرنا درست ہے **باب اثم من منع اجر الاجير** جو مزدور کو مزدوری نہ دے تو اسکو کیا گناہ ہے ۔

حدثنا يوسف بن محمد ثنا يحيى بن سليم عن اسمعيل بن امية عن سعيد بن ابي سعيد عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قال الله ثلثة انا خصمهم يوم القيمة رجل اعطى بي ثم غدر ورجل باع حرا فاكل ثمنه ورجل استاجر اجيرا فاستوفى منه ولم يعطه اجره ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ تین شخص ہین کہ مین اُنکا مدعی دشمن ہو جاؤنگا قیامت کے دن ایک تو وہ شخص جس نے مجھکو درمیان دیا یعنے اُسکی ساتھہ خدا کی قسم کہائی پھر دغا کیا اور دوسرا وہ مرد جس نے آزاد آدمی کو بیچا سو اُسکی قیمت کہائی اور تیسرا وہ مرد جس نے کسی مزدور کو مزدوری لگایا پھر اُس سے پورا کام کروایا اور اُسکو اُسکی مزدوری نہ دی **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور موخر کیا پچھلے باب کو واسطے مناسبت کی **باب الاجارة من العصر الى الليل** عصر کی نماز سے رات تک اجارہ کرنے کا بیان **ف** یعنے اول وقت عصر سے اول دخول رات تک (فتح) **حدثنا** محمد بن العلاء ثنا ابو اسامة عن بريد عن ابي بردة عن

اَبِی مُوسیٰ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ المُسلِمِینَ وَالیَہُودِ وَالنَّصَارٰی کَمَثَلِ رَجُلٍ اِستَاجَرَ قَومًا یَعمَلُونَ لَہٗ عَمَلًا یَومًا اِلَی اللَّیلِ عَلٰی اَجرٍ مَعلُومٍ فَعَمِلُوا لَہٗ اِلٰی نِصفِ النَّہَارِ فَقَالُوا لَا حَاجَۃَ لَنَا اِلٰی اَجرِکَ الَّذِی شَرَطتَّ لَنَا وَمَا عَمِلنَا بَاطِلٌ فَقَالَ لَہُم لَا تَفعَلُوا اَکمِلُوا بَقِیَّۃَ عَمَلِکُم وَخُذُوا اَجرَکُم کَامِلًا فَاَبَوا وَتَرَکُوا وَاستَاجَرَ اٰخَرِینَ بَعدَہُم فَقَالَ اَکمِلُوا بَقِیَّۃَ یَومِکُم ہٰذَا وَلَکُمُ الَّذِی شَرَطتُّ لَہُم مِنَ الاَجرِ فَعَمِلُوا حَتّٰی اِذَا کَانَ حِینَ صَلٰوۃِ العَصرِ قَالُوا لَکَ مَا عَمِلنَا بَاطِلٌ وَلَکَ الاَجرُ الَّذِی جَعَلتَ لَنَا فِیہِ فَقَالَ اَکمِلُوا بَقِیَّۃَ عَمَلِکُم فَاِنَّمَا بَقِیَ مِنَ النَّہَارِ شَیءٌ یَسِیرٌ فَاَبَوا فَاستَاجَرَ قَومًا اَن یَّعمَلُوا لَہٗ بَقِیَّۃَ یَومِہِم فَعَمِلُوا بَقِیَّۃَ یَومِہِم حَتّٰی غَابَتِ الشَّمسُ وَاستَکمَلُوا اَجرَ الفَرِیقَینِ کِلَیہِمَا فَذٰلِکَ مَثَلُہُم وَمَثَلُ مَا قَبِلُوا مِن ہٰذَا النُّورِ ترجمہ ابو موسے رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثل مسلمانون کی اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مثل اُس شخص کی ہے جس نے ایک گروہ کو مزدور رکھا جو اُسکے واسطے صبح سے رات تک کام کرین مزدوری معین پر تو انہون نے اُسکا کام دوپہر تک کیا پھر اُنہون نے کہا کہ جو مزدوری تو نے ہمارے واسطے مقرر کی تھی سو اسکی ہمکو کچھ حاجت نہین اور ہمارا کام باطل ہوا تو اُس مرد نے انکو کہا کہ چھوڑو نہین اپنا باقی کام پورا کرو اور اپنی پوری مزدوری سو انہون نے نہ مانا اور کام چھوڑ دیا تو اُس مرد نے انکے بعد اور مزدور رکھے اور کہا کہ اپنا باقی دن پورا کرو اور جو مزدوری کہ مین نے پہلون کیواسطے مقرر کی تھی سو تمکو ملیگی سو انہون نے کام کیا یہان تک کہ جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو کہنے لگے کہ جو کام ہمنے کیا سو تیرے واسطے ہے اور وہ باطل ہے اور جو مزدوری تو نے ہمارے واسطے اسمین ٹہیرائی تھی وہ تجھکو چھوڑی سو اُس نے کہا کہ اپنا باقی کام تمام کرو کہ نہین باقی رہے دن سے مگر تھوڑی چیز یعنے بہت تھوڑا دن باقی ہے تو انہون نے نہ مانا سو اُس مرد نے مزدور رکھا ایک گروہ کو کہ باقی دن اسکا کام کرین سو انہون نے اپنا باقی دن کام کیا یہان تک کہ سورج غروب ہوا تو انہون نے دونو گروہ کی پوری مزدوری لی بس یہ مثل مسلمانون کی ہے اور مثل اسچیز کی کہ قبول کیا اُنہون نے اسکو اس نور سے یعنے اللہ کی ہدایت سے اور جسکو رسول لایا ف یہ حدیث ابو موسےٰ کی ابن عمر رضہ کی حدیث کی مخالف ہے اسواسطے کہ اسمین یہ ہے کہ اس مرد نے انکو دوپہر تک کام کرانے کے واسطے مزدور رکھا اور پہلے گذر چکی ہے تطبیق درمیان اُنکے موافقت مین اور یہ کہ وہ جدی جدی دو حدیثین ہین دو قصون مین چلائی گئی ہین اور ظاہر اُس مثل کا جو ابو موسےٰ کی حدیث مین ہے یہ ہے کہ خدا نے یہود کو کہا کہ ایمان لاؤ ساتھ میرے اور میرے رسولون کے دن قیامت تک سو وہ موسےٰ کے ساتھ ایمان لائے یہان تک کہ جب عیسےٰ بھیجے گئے تو وہ اُنکے ساتھ کافر ہوئے اور انکو نہ مانا اور یہ بیچ آدہی اُس مدت کے

ہی جو موسے علیہ السلام کے رسول ہونے سی قیامت کو قائم ہونے تک ہے پس یہ کہنا انکا کہ ہمکو تیری مزدوری کی
کچھ حاجت نہین اشارت ہی طرف اسکی کہ وہ کافر ہوئے اور پہر گئے اور بے پروا ہوا اللہ اُنسے پس یہان اطلاق
قول کا ہے اور ارادہ اُسکے لازم کا ہے اسواسطے کہ لازم اُسکا ترک عمل ہے جو تعبیر کی گئی ہے ساتھ اُسکے ترک
ایمان سے اور یہ جو انہون نے کہا کہ ہمارا کام باطل ہی تو یہ اشارت ہی طرف حبط کرنے عملون اُنکے کی بسبب
کفر کرنے اُنکے کی ساتھ عیسے علیہ السلام کے اسواسطے کہ عیسے علیہ السلام کے مبعوث ہونے کی بعد تنہا موسے
علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانا انکو فائدہ نہین دیتا اور اسی طرح قول ہے نصاری کے حق مین مگر اسمین اشارت
ہی کہ انکی مدت بقدر نصف مدت کی ہتی یعنے جسکا ذکر پہلے گذرا تو اقتصار کیا اُنہون نے مقدار چوتہائی دن پر اور یہ جو
اُس نے کہا کہ تم کو ملے گا جو مقرر ہو چکا یعنے جو پہلون کے واسطے مقرر ہوا تہا اور یہ جو اُس نے کہا کہ تہوڑا دن باقی
ہے تو مراد اس سے بہ نسبت اُس چیز کے ہی کہ گذر چکی ہے اُس سے اور مراد اُس سے وہ چیز ہے جو دنیا سے باقی
رہی اور یہ جو کہا کہ اُنہون نے دونو گروہ کی پوری مزدوری لی تو یہ بسبب ایمان لانے اُنکے کی ہے ساتھ تینون
پیغمبرون کے یعنے حضرت موسے علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے
اور اس حدیث مین اشارت ہی طرف کم ہونے اس مدت کی جو دنیا سے باقی ہے اور استدلال کیا گیا ہے
ساتھ اس حدیث کی اسپر کہ اس اُمت کی زندگی ہزار برس سے زیادہ ہے اسواسطے کہ وہ چاہتی ہے اس
بات کو کہ مدت یہود کی مانند دونو مدتون نصاری اور مسلمانون کی ہے یعنے جسقدر تنہا یہود کی زندگی ہے
اُسقدر نصاری اور مسلمانون دونو کی زندگی ہو اور تحقیق اتفاق کیا ہے اہل نقل نے اسپر کہ تحقیق مدت
یہود کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے تک دو ہزار سال سے زیادہ تھی اور نصاری کی مدت
اس سے چھ سو برس تہی اور بعضے کہتے ہین کہ کم ہے تو مسلمانون کی مدت ایک ہزار سال سے قطعًا زیادہ
ہوگی اور حدیث متضمن ہے اس بات کو کہ نصاری کا ثواب یہود کے ثواب سے زیادہ ہے اسواسطے کہ کام کیا
یہود نے آدہا دن ایک قیراط پر اور نصاری نے بقدر چوتہائی دن کے ایک قیراط پر اور شاید یہ بسبب اُس چیز کے
ہی جو حاصل ہوئی اُنکو جو نصاری سے موسے ع اور عیسے دونوں کے ساتھ ایمان لایا تو انکو دونا ثواب حاصل ہوا
بخلاف یہود کے اسواسطے کہ جب عیسے علیہ السلام پیغمبر ہوئے تو اُنہون نے انکو نہ مانا اور اس حدیث مین تفصیل
ہی اس امت کی اور زیادہ ہونا اجر اسکے کا باوجود کم ہونے کام اُسکے کو اور یہ کہ جائز ہے ہمیشہ رکہنا نماز عصر کا
آفتاب غروب ہونے تک اور یہ جو کہا کہ تہوڑا دن باقی ہے تو اسمین اشارت ہی طرف کم ہونے مدت مسلمانون کے
بہ نسبت غیر اُنکے کی اور اسمین اشارت ہی طرف اسکی کہ کام سب گروہون کا مقدار مین مساوی تہا اور اسکی بحث کتاب
المواقیت مین پہلے گذر چکی ہے (فتح) **باب** مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَتَرَكَ أَجْرَهُ فَعَمِلَ فِيهِ الْمُسْتَأْجِرُ

فزاد اگر کوئی شخص کسی کو مزدور رکھے اور مزدور اپنی مزدوری کو چھوڑ جاوے اور مزدور رکھنے والا اسمین کام کرے
یعنے تجارت وغیرہ اور اُسکی مزدوری زیادہ ہوجاوے تو اسکا کیا حکم ہے وَمَنْ عَمِلَ فِي مَالِ غَيْرِهٖ فَاسْتَفْضَلَ
اور جو غیر کے مال مین کام کرے اور اُسکو بڑہاوے **ف** یہ عطف عام کا ہے خاص پر اسواسطے کہ غیر کے مال مین
کام کرنے والا عام ہے اس سے کہ مستاجر ہو یا غیر مستاجر اور نہین ذکر کیا مصنف نے جواب کو واسطے
اشارت کرنے کی طرف احتمال کی مثل عادت اپنی کی اور تحقیق ذکر کی اُس نے اسمین حدیث ابن عمر کی
اور یہ پہلی عنقریب گذر چکی ہے اور تحقیق تعاقب کیا ہے مہلب نے ترجمہ بخاری کو ساتھہ اسکے کہ نہین ہے
قصے مین دلیل واسطے اسچیز کے کہ باب باندہا اُس نے اور سوای اسکے نہین کہ تجارت کی تھی مرد نے
اپنے مزدور کی مزدوری مین پھر دی اسکو بطور احسان کے اور اسکو لازم تو صرف مزدوری کا مقدار تہا
اور پوری بحث اسکی آیندہ آویگی (فتح) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ سَالِمُ بْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ انْطَلَقَ
ثَلٰثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى اَوَوُا الْمَبِيْتَ اِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ
فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوْا اِنَّهٗ لَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ
اَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا
اَهْلًا وَلَا مَالًا فَنَاٰى بِيْ طَلَبُ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا
فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ فَكَرِهْتُ اَنْ اَغْبِقَ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَمَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَيَّ
اَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ
ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ
عَمٍّ كَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيَّ فَاَرَدْتُهَا عَلٰى نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى اَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ
مِنَ السِّنِيْنَ فَجَاءَتْنِيْ فَاَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى اَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِهَا
فَفَعَلَتْ حَتّٰى اِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا اُحِلُّ لَكَ اَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَتَحَرَّجْتُ
مِنَ الْوُقُوْعِ عَلَيْهَا فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِيْ اَعْطَيْتُهَا
اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ
غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الثَّالِثُ اَللّٰهُمَّ
اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَاءَ فَاَعْطَيْتُهُمْ اَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِيْ لَهٗ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ

أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِي فَقُلْتُ
لَهُ كُلُّ مَا تَرَى مِنْ أَجْرِكَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيقِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَسْتَهْزِئْ
بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ
فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ

ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم سے پہلے لوگون سے
تین آدمی سفر کو چلے یہان تک کہ انہون نے خواب گاہ کو غار مین ٹھکانا پکڑا تو پہاڑ کا ایک پتھر انکی غار
کے منہ پر ڈھلک پڑا سو اُسنے غار کو اُنپر بند کر لیا تو انہون نے کہا کہ نہ نجات دیگی تمکو اس پتھر سے کوئی
چیز مگر یہ کہ تم اپنے نیک عملون کے وسیلے سے خدا سے دُعا مانگو تو انمین سے ایک مرد نے کہا کہ الٰہی ماجرا تو یہ ہے
کہ میرے مان باپ بڈھے تھے بڑی عمر والے اور میرا دستور تھا کہ مین رات کو وقت اُنسے پہلے اپنے عیال
اور غلامون کو دودہ نہ پلایا کرتا تھا یعنے بلکہ پہلے اپنے مان باپ کو پلاتا تھا پھر بال بچون کو اور البتہ ایک
دن مجھکو ایک چیز کی تلاش نے دور ڈالا یعنے مواشی کا چارہ بہت دور ملا سو مین شام کو گھر مین نہ آیا یہان
تک کہ میرے مان باپ سو گئے تو مین نے اُنکے واسطے رات کا دودہ دوہا سو مینے انکو سوتا پایا اور مجھکو
بُرا لگا کہ مین اُنسے پہلے اہل اور غلامون کو پلاؤن سو مین ٹھیر رہا اور حالانکہ پیالہ میرے ہاتھ پر تھا اور
اُنکے جاگنے کا منتظر تھا یہان تک کہ صبح روشن ہوئی پھر انہون نے جاگ کر دودہ پیا سو الٰہی اگر تو جانتا
ہے کہ مینے ایسی محنت اور شفقت تیری رضامندی کے واسطے کی تھی تو کھولدے ہم سے وہ چیز کہ ہم اُسمین
ہین اس پتھر سے سو وہ پتھر کچھ کھل گیا کہ اُس سے باہر نہ نکل سکتے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی میرے ایک چچا کی بیٹی تھی کہ وہ میرے نزدیک سب لوگون سے زیادہ تر پیاری
تھی سو مین نے اُسکی ذات کو چاہا یعنے حرام کاری کا ارادہ کیا سو وہ مجھ سے باز رہی یہان تک کہ اسپر سالون
سے ایک سال گذرا یعنے ایک سال بہت قحط پڑا اور وہ محتاج ہوئی سو وہ میرے پاس آئی سو مینے اسکو ایک سو
بیس اشرفیان دین اس شرط پر کہ میرے اور اپنی ذات کے درمیان راہ خالی کرے یعنے مجھکو اپنے ساتھ حرام
کاری کرنے سے مانع نہ ہو سو اُس نے اجازت دی سو جب مین اسپر قدرت پا چکا تو اُس نے کہا کہ مین تجھکو
حلال نہین کرتی یہ کہ تو مہر کو توڑے مگر اُسکے حق سے یعنے بدون نکاح شرعی کے ازالہ بکارت کو تو مجھ
اسپر واقع ہونے سے گناہ جانا یا کنارے ہوا سو مین اُس سے پھرا اور وہ مجھکو سب لوگون سے زیادہ تر
محبوب تھی اور جو سونا مینے اسکو دیا تھا اسکو مینے چھوڑ دیا الٰہی اگر مینے یہ مدت کی دلی آرزو تیری رضامندی
کے واسطے چھوڑی تھی تو کھولدے ہم سے وہ چیز کہ ہم اُسمین ہین سو وہ پتھر اُنسے کھل گیا لیکن وہ اُس سے

باہر نکل نسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیسرے نے کہا کہ الٰہی میںنے کچھ مزدور رکھے تھے سو مینے انکو انکی
مزدوری دی سوائے ایک مرد کے کہ اُس نے اپنی مزدوری چھوڑ دی اور چلا گیا سو مینے اُسکی مزدوری کو بڑہایا
یعنے تجارت وغیرہ سے یہان تک کہ اُس سے مالون کی بہت کثرت ہوئی سو وہ ایک مدت کے بعد میرے پاس آیا
تو اُس نے کہا کہ ای خدا کے بندے مجھکو میری مزدوری دے تو مینے کہا کہ ہر وہ چیز کہ دیکھتا ہے تو اونٹ اور
گائی اور بکری اور غنم سے سو سب تیری مزدوری مین ہے تو اُس نے کہا کہ ای خدا کے بندے مجھ سے مسخرا پن
نہ کر تو مین نے کہا کہ مین تجھ سے ٹھٹھا نہین کرتا سو اُسنے سب مال کو لیا اور ہانکا اور اُس سے کچھ نہ چھوڑا الٰہی اگر
مینے یہ امانت داری تیری رضامندی کے واسطے کی تہی تو کہولدے ہمسے وہ چیز کہ ہم اسمین ہین سو وہ پتھر کہل گیا
تو وہ نکل کر چلے **ف** مطابقت اس حدیث کی باب سے اس تیسرے مرد کے قول سے ہے کہ اُس نے اُس مزدور
کی مزدوری مین کام کیا اور اسکو بڑہایا اور کتاب البیوع مین گذر چکا ہے کہ اُس نے کہا مینے اسکو سو اشرفیان
دین اور یہان ایک سو بیس کا ذکر آیا ہے تو مراد یہ ہے کہ اُس نے ایک سو اشرفی تو اُسکے کہنے کے موافق دی
اور بیس اشرفیان اُسپر اپنی طرف سے زیادہ کین اور یا کہتے ہین کہ ایک عدد کی تخصیص زیادتی کے منافی نہین جیسے
کہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس ۲۵ حصے زیادہ ہے اور ایک حدیث مین آیا
ہے کہ ستائیس ۲۷ حصے زیادہ ہے تو وہان بھی یہی مراد ہے کہ ایک عدد کی تخصیص زیادتی کے منافی نہین (ت)

باب مَنْ اٰجَرَ نَفْسَہٗ لِیَحْمِلَ عَلٰی ظَہْرِہٖ ثُمَّ تَصَدَّقَ مِنْہُ وَاُجْرَۃِ الْحَمَّالِ باب ہے بیان مین اُس شخص کے
جو اپنے تئین مزدور ٹہیراوے تاکہ اپنی پیٹھ پر بوجھ اوٹھاوے پھر اُس سے خدا کی راہ مین خیرات کرے اور بیان
مین مزدوری بوجھ اوٹھانے والے کے **حَدَّثَنَا** سَعِیْدُ بْنُ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدِ الْقُرَشِیُّ ثَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ
عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَرَنَا بِالصَّدَقَۃِ
انْطَلَقَ اَحَدُنَا اِلَی السُّوْقِ فَیُحَامِلُ فَیُصِیْبُ الْمُدَّ وَاِنَّ لِبَعْضِہِمْ لَمِائَۃَ اَلْفٍ قَالَ مَا نَرَاہُ اِلَّا
نَفْسَہٗ **ترجمہ** ابو مسعود انصاری رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو خیرات کا حکم کرتے تہے تو ہم
مین سے ایک بازار کی طرف جاتا تہا اور اجرت کی ساتھ بوجھ اوٹہاتا تہا سو ایک مد اناج کو پہونچتا تہا یعنے
ایک مد اجرت کی اسباب اٹہاتا تہا اور البتہ اُنمین سے بعض کے پاس آجکے دن لاکھ درہم ہے یعنے اور اُس
دن اُس پاس ایک درہم بہی نہ تہا شقیق نے کہا کہ گمان نہین کرتا مین مگر کہ ارادہ کیا ہے ابو مسعود نے اپنی
ذات کو یعنے مین اسدن ایک درہم کے واسطے لوگون کا بوجھ اُٹہاتا تہا اور آجکے دن میرے پاس لاکھ درہم
ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اپنے تئین مزدور ٹہیرانا اور بوجھ اٹہانے کی مزدوری کرنی درست ہے **باب**
اَجْرِ السَّمْسَرَۃِ دلالی کی مزدوری کا بیان **ف** یعنے اُسکا کیا حکم ہے (فتح) وَلَمْ یَرَ ابْنُ سِیْرِیْنَ وَعَطَاءٌ

وَاِبْرَاهِيْمُ وَالْحَسَنُ بِاَجْرِ السِّمْسَارِ بَأْسًا یعنے ابن سیرین اور عطا اور ابراہیم اور حسن نے دلالی کی مزدوری کے
ساتھ کچھ ڈر نہین دیکھا ف اسپر قول ابن سیرین اور ابراہیم کا سو وصل کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے ساتھ
اس لفظ کے کہ نہین ہے کوئی ڈر ساتھ مزدوری دلال کے جبکہ خریدے ہاتھون ہاتھ اور شاید کہ بخاری نے
اشارہ کیا ہے طرف رد کی اُس شخص پر جو اُسکی مزدوری کو مکروہ کہتا ہے اور یہ کوفیون سے منقول ہے جیسا
کہ ابن منذر نے اُنسے نقل کیا (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ اَنْ يَّقُوْلَ بِعْ هٰذَا الثَّوْبَ فَمَا زَادَ عَلٰی
كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ یعنے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ نہین ڈر ہے یہ کہ کہے ایک مرد دلال سے کہ بیچ اس کپڑے کو
پس جو چیز کہ زیادہ ہو اتنے اتنے مول سے یعنے مول معین پر تو وہ واسطے تیرے ہے ف روایت کیا ہے اسکو
ابن ابی شیبہ نے عطا کے طریق سے اور دلال کی مزدوری کو زیادہ کیا لیکن وہ مجہول ہے اسیواسطے نہین جائز
رکھا اسکو جمہور نے اور کہتے ہین کہ اگر اُسکے لیئے اسپر بیچے تو واسطے اُسکے اجرت ہے مثل اُسکی یعنے جو دستور ہو اور
بعض نے ابن عباسؓ کی اجازت کو اسپر حمل کیا ہے کہ اُس نے اسکو بجائے مضاربت کرنے والے کے سمجھا اور ساتھ
اسی کے جواب دیا ہے احمد اور اسحاق نے اور نقل کیا ہے ابن تین نے کہ بعض نے اُسکے جواز مین شرط کی ہے
یہ کہ جانتے ہین لوگ اسوقت مین کہ مول اسباب کا ساوی ہے اکثر کو اس چیز سے کہ معین کیا ہے اُس نے واسطے
اسکے اور تعاقب کیا ہے اُس نے اسکو ساتھ اسکے کہ اجرت کو مقدار کا مجہول ہونا باقی ہے وَقَالَ ابْنُ
سِيْرِيْنَ اِذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا وَكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ اَوْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فَلَا بَأْسَ بِهٖ
یعنے اور ابن سیرین نے کہا کہ جب دلال کو کہے کہ اسباب کو اتنی اتنی قیمت سے بیچ ڈال سو جو نفع ہوگا سو واسطے
تیرے ہے یا میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے تو اُسکا کوئی ڈر نہین ف یہ زیادہ تر مانند ہے ساتھ صورت
مضاربت کرنے والے کے دلال سے (فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ
یعنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ...... اپنی شرطون پر ہین یعنے جو شرطین کہ صلح کے
جنگ مین آپسمین کی ہین اُنکی رعایت لازم ہے ف اس سے معلوم ہوا کہ اگر دلال شرط کرے کہ مین دلالی
کی اجرت لیونگا تو درست ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ
ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّتَلَقَّى الرُّكْبَانُ
وَلَا يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهٗ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهٗ سِمْسَارًا
ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر قافلے کے ملنے سے منع فرمایا
اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے مین نے کہا کہ اے ابن عباس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب کیا
ہے کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اُس نے کہا کہ نہ ہووے واسطے اُسکے دلال ف یہ حدیث ابن عباسؓ

کی پہلے گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہان بھی قول اخیر ابن عباس رض کا ہے کہ اُسکے واسطے دلال نہ ہووے
اسواسطے کہ اُسکا مفہوم ہے کہ اگر بیع حاضر کی حاضر کے واسطے ہو تو دلالی جائز ہے لیکن جمہور نے شرط کی ہے
کہ اجرت معلوم ہو اور امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے کہ اگر کوئی کسی کو مال دے یہ کہ خریدے واسطے اُسکے
کپڑے کو ساتھ اجرت دس درہم کے تو یہ فاسد ہے پس اگر خریدے تو اُسکے واسطے اجرت مثل ہے یعنے اُس
قدر مین جو دستور ہو اور جو اجرت اُسکے واسطے مقرر کی تھی وہ جائز نہین اور ابو ثور سے روایت ہے کہ اگر ٹھیرا وے
واسطے اُسکے ہر ہزار مین کوئی چیز معلوم تو جائز نہین ہے اسواسطے کہ وہ معلوم نہین پس اگر کام کرے تو اُسکو
اجرت مثل ملے گی اور جو اُسکو منع کرتا ہے اُسکی دلیل یہ ہے کہ وہ اجارہ ہے ایک امر مین واسطے مدت غیر
معلوم کے اور جو اُسکو جائز رکھتا ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ جب اُسکے واسطے اجرت معین کر دے تو کافی ہے اور یہ
ہوگا باب جعالہ سے یعنے جو کہ دوسرے باب مین آتا ہے کہ اصحاب نے کچھ بکریان لینی ٹھیرالین (فتح)

باب هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ کیا جائز ہے مسلمان کو یہ کہ مزدور رہے
پاس کافر کے دار الحرب مین یعنے کیا مسلمان کو کافر کی مزدوری کرنی درست ہے **ف** امام بخاری نے
اس باب مین خباب کی حدیث وارد کی ہے اور وہ اُسوقت مسلمان تھا بیچ کام کرنے اسکے کے واسطے عاص
بن وائل کے اور عاص کافر تھا اور یہ واقعہ مکے مین تھا اور مکہ اسوقت دار الحرب تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو اسپر اطلاع ہوئی اور آپ نے اسکو برقرار رکھا اور نہین یقین کیا بخاری نے ساتھ حکم کے اسواسطے کہ احتمال
ہے کہ جواز ضرورت کے ساتھ مقید ہو یعنے اگر ضرورت ہو تو جائز ہے نہین تو نہین اور یا یہ کہ یہ جواز تھا پہلے
اذن کے بیچ لڑائی کافرون کے اور پہلے امر کے ساتھ نہ ذلیل کرنی مسلمان کے جان اپنی کو اور مہلب نے
کہا کہ مسلمان کو کافر کی مزدوری کرنی اہل علم کے نزدیک مکروہ ہے مگر واسطے ضرورت کے ساتھ دو شرطون
کے ایک یہ کہ ہو کام اُسکا ایسی چیز مین کہ مسلمان کو اُسکا کام کرنا حلال ہے اور دوسرا یہ کہ نہ مدد دے اُسکو ایسی چیز
پر کہ اُسکا ضرر مسلمانون پر پلٹ آوے اور ابن منیر نے کہا کہ اہل علم کا مذہب قرار پا چکا ہے اسپر کہ جائز ہے اہل
صناعت کو جیسا کہ صباغ اور خیاط ہے یہ کہ کام کرین واسطے کافرون اہل ذمہ کے اور یہ ذلت نہین گنی جاتی
بخلاف اُسکی جو کافر کے گھر مین اسکی خدمت کرے اور ساتھ طریق تابعداری کے واسطے اُسکے اور خباب کی
حدیث کتاب البیوع مین پہلے گذر چکی ہے (فتح) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ
مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ ثَنَا خَبَّابٌ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَاجْتَمَعَ لِي عِنْدَهُ
فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ أَمَا وَاللَّهِ حَتَّى تَمُوتَ
ثُمَّ تُبْعَثَ فَلَا قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِي ثَمَّ مَالٌ وَوَلَدٌ

فَاقْضِيكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اَفَرَاَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ترجمہ خباب سے روایت
کہ مین مرد لوہار تہا سو مینے عاص کے واسطے کام کیا یعنے اُسکے واسطے تلوار بنائی سو میری مزدوری اُسکے پاس
جمع ہوئی سو مین اُسکے پاس تقاضا کرنیکو آیا تو اُس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہین ادا کرونگا تجہکو مزدوری
تیری یہان تک کہ تو محمدؐ کے ساتہہ کافر ہووے تو مینے کہا کہ خبردار ہو قسم ہے اللہ کی نہین کافر ہونگا مین
ساتہہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم کے یہان تک کہ تو مرے پہر اٹہایا جاوے تو عاص نے کہا کہ کیا مین مرنے کے بعد اٹہایا
جاؤنگا یعنے کیا قیامت قائم ہوگی مین نے کہا کہ ہان عاص نے کہا کہ عنقریب ہے کہ مجہکو وہان مال اور اولاد
ملے گی تو مین تجہکو تیرا قرض ادا کردونگا تو خدا نے یہ آیت اتاری کہ کیا تو نے دیکہا اسکو جو ہماری آیتون سے
منکر ہوا اور کہا کہ مجہکو مال اور اولاد ملنا ہے **بَابُ** مَا يُعْطِي فِي الرُّقْيَةِ عَلَى اَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ
الْكِتَابِ باب ہے بیان مین اسچیز کے کہ دیجاتی ہے بیچ جہاڑ پہونک کرنے کی ساتہہ سورۃ الحمد کے اوپر گروہون
عرب کے یعنے سورۃ الحمد کے ساتہہ منتر پڑہنا اور اُسکے ساتہہ جہاڑ پہونک کرنا درست ہے **ف** اور اعتراض
کیا گیا ہے بخاری پر ساتہہ اسکے کہ نہین مختلف ہوتا حکم ساتہہ اختلاف مکانون کے اور نہ ساتہہ اختلاف
جنسون کے یعنے بلکہ الحمد کے ساتہہ جہاڑ پہونک کرنی ہر شخص کو اور ہر جگہ درست ہے پہر اُسکو عرب کے ساتہہ تخصیص کرنے
کی کیا وجہ ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے یعنے اس قید سے غیر کی نفی لازم نہین آتی (فتح) وَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ یعنے ابن عباسؓ سے روایت
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن کامون پر تم مزدوری لیتے ہو تو قرآن کی مزدوری لینا اُنسے زیادہ
تر لائق ہے **ف** موصول کیا ہے اس حدیث کو بخاری نے طب مین اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ اسکی
واسطے جمہور علما کے کہ قرآن کی پڑہائی پر مزدوری لینی درست ہے اور حنفیہ نے انکی مخالفت کی ہے سو کہتے ہین کہ
قرآن کی تعلیم پر اجرت لینی درست نہین لیکن اگر بطور دوا کے قرآن سے جہاڑ پہونک کرے تو اسکی اجرت
لینی درست ہے حنفیہ کہتے ہین کہ قرآن کی تعلیم کی اجرت لینی اسواسطے منع ہے کہ وہ عبادت ہے اور عبادت
مین اجر خدا پر ہوتا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ اُس سے جہاڑ پہونک پر بہی اجرت نہ ہو لیکن جائز کہا
انہون نے اسکو واسطے دلیل اس حدیث کی اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اجر سے اس حدیث مین ثواب ہے
اور چال قصے کی اس تاویل سے انکار کرتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتہہ اُن حدیثون
کی جو وارد ہوئی ہین اس باب مین کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینے پر بڑا عذاب ہے روایت کیا انکو ابو داؤد
وغیرہ نے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتہہ اسکے کہ یہ ثابت کرنا نسخ کا ہے ساتہہ احتمال کے اور احتمال
نسخ ثابت کرنا مردود ہے اور ساتہہ اسکے کہ حدیثون مین مطلق منع کی تصریح نہین بلکہ وہ واقعہ کے

وقتون کی ہین جو تاویل کا احتمال رکھتے ہین تاکہ صحیح حدیثون کے موافق ہوجاوین مانند حدیث باب کی
اور نیز اسکا جواب یہ ہے کہ حدیثون مذکورہ مین کوئی ایسی چیز نہین کہ اُسکے ساتھ حجت قائم ہو یعنے اُن کی
سند قوی نہین پس نہ معارض ہونگی حدیثون صحیحہ کی اور اسکی بحث ہم کتاب النکاح مین پھر کرین گے (فتح)
وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا يَشْتَرِطُ الْمُعَلِّمُ إِلَّا أَنْ يُعْطَى شَيْئًا فَيَقْبَلُهُ یعنے اور شعبی نے کہا کہ معلم قرآن کی پڑہائی
پر اجرت کی شرط نہ کرے مگر یہ کہ کوئی چیز دیا جاوے تو اسکو قبول کرے یعنے اور چاہیئے کہ قبول کرے
وَقَالَ الْحَكَمُ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا كَرِهَ أَجْرَ الْمُعَلِّمِ یعنے اور حکم نے کہا کہ مینے کسی سے نہین سُنا کہ
اُس نے معلم کی اجرت کو مکروہ جانا ہو وَأَعْطَى الْحَسَنُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ یعنے اور حسن بصری نے
دس درہم قرآن کی اجرت دی ف یحیے بن سعیدؓ سے روایت ہے کہ جب مین دانا ہوا تو مینے اپنے چچا سے
کہا کہ معلم کچھ چاہتا ہے تو اُس نے کہا کہ پہلے معلم کچھ نہ لیا کرتے تھے پھر کہا کہ اُسکو پانچ درہم دیدے
سو مین ہمیشہ کہتا رہا یہان تک کہ اُس نے کہا کہ اسکو دس درہم دے اور ایک روایت مین اُس سے آیا ہے
کہ کتابت کی اجرت درست ہے اور شرط مکروہ ہے (فتح) وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِينَ بِأَجْرِ الْقَسَّامِ بَأْسًا
یعنے اور ابن سیرینؒ نے بانٹنے والے کی مزدوری مین کچھ ڈر نہین دیکھا یعنے اگر کوئی کسی چیز مشترک کو کئی
آدمیون کے درمیان بانٹے تو اُسکی اجرت لینی درست ہے وَقَالَ كَانَ يُقَالُ السُّحْتُ الرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ
یعنے اور کہا جاتا تھا سُحت جسپر حدیث مین وعید واقع ہوئی ہے اُسکے معنے رشوۃ فی الحکم ہے یعنے جو چیز
کہ حاکم کسی سے حکم مین لیوے وہ سحت ہے یعنے حرام ہے وَكَانُوا يُعْطَوْنَ عَلَى الْخَرْصِ یعنے تھے لوگ
کہ دیجاتی تھی اجرت تخمینہ اور اندازہ کرنے پر ف اور اسمین دلالت ہے اسپر کہ بانٹنے والے کو مزدوری لینی
درست ہے واسطے مشترک ہونے اُن دونو کے اس بات مین کہ ہر ایک انمین سے دو آدمی کے جھگڑے
کو فیصل کرتا ہے اور اسواسطے کہ اندازہ سے بھی مقصود قسمت ہی ہوتی ہے اور مناسبت ذکر قسام اور خارص
کی واسطے باب کے مشترک ہونا ہے اسمین کہ جنس اُن دونو کی اور جنس تعلیم قرآن اور منتر کی ایک ہے اسی
واسطے امام مالک نے عقد وثاق پر اجرت کو مکروہ رکہا ہے اسواسطے کہ وہ فرض کفایہ ہین اور نیز اُس نے
مکروہ جانا ہے اجرت قسام کو اور بعضے کہتے ہین کہ مالک نے اُسکو اسواسطے مکروہ جانا ہے کہ اُسکو بیت المال سے
روزی ملتی تھی پس مکروہ جانا اُس نے یہ کہ اُسپر اجرت لیوے اور ابن سحنون نے اشارہ کیا ہے طرف جواز کی
وقت فاسد ہونے امور بیت المال کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ تین چیزین لوگون نے نئی نکالی ہین کہ
اُنپر اجرت نہ لیجاتی تھی رنگی جست کرنے پر اور رال کے بانٹنے پر اور تعلیم پر اور یہ مرسل ہے اور یہ شعر ہے ساتھ
اسکے کہ لوگ اس سے پہلے اسکے ساتھ احسان کیا کرتے تھے سو جب حرص عام ہوئی تو لوگون نے اجرت چاہی

تو یہ نیک عادتوں سے نہ گنی گئی سو جو اسکو مکروہ جانتا ہے تو مراد اس سے مکروہ تنزیہی ہے (فتح) حدثنا ابو النعمان ثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن ابی المتوکل عن ابی سعید قال انطلق نفر من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفرة سافروھا حتی نزلوا علی حی من احیاء العرب فاستضافوھم فابوا ان یضیفوھم فلدغ سید ذلک الحی فسعوا له بکل شیء لا ینفعه شیء فقال بعضھم لو اتیتم ھؤلاء الرھط الذین نزلوا لعله ان یکون عند بعضھم شیء فاتوھم فقالوا یا ایھا الرھط ان سیدنا لدغ وسعینا له بکل شیء لا ینفعه فھل عند احد منکم من شیء فقال بعضھم نعم واللہ انی لارقی ولکن واللہ لقد استضفناکم فلم تضیفونا فما انا براق لکم حتی تجعلوا لنا جعلا فصالحوھم علی قطیع من الغنم فانطلق یتفل علیه ویقرأ الحمد للہ رب العلمین فکانما نشط من عقال فانطلق یمشی وما به قلبة قال فاوفوھم جعلھم الذی صالحوھم علیه فقال بعضھم اقسموا فقال الذی رقی حتی ناتی النبی صلی اللہ علیه وسلم فنذکر له الذی کان فننظر ما یامرنا فقدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فذکروا له فقال وما یدریک انھا رقیة ثم قال قد اصبتم اقسموا واضربوا لی معکم سھما فضحک النبی صلی اللہ علیه وسلم قال.... ابو عبداللہ وقال شعبة ثنا ابو بشر سمعت ابا المتوکل بھذا ترجمہ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ کچھ اصحاب سفر کو چلے یہان تک کہ عرب کے ایک گروہ پر اترے تو انسے کھانا مانگا تو انہوں نے انکی مہمانی نہ کی تو انکے سردار کو سانپ نے کاٹا تو انہوں نے اسکے واسطے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی اس حال مین کہ اسکو کوئی چیز فائدہ نہ دیتی تھی یعنی اسکے واسطے ہر دعا طلب کی اور بہت جھاڑ پھونک کی مگر اسکو آرام نہ ہوا تو انمین سے بعضوں نے کہا کہ اگر تم اس گروہ پاس جاؤ جو تمہارے گاؤن پاس اترے ہین تو شاید انمین سے کسی کے پاس کچھ علاج ہو تو وہ لوگ اصحابؓ پاس آئے اور کہا کہ اے گروہ ہمارے سردار کو سانپ نے کاٹا اور ہمنے اسکے واسطے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی لیکن اسکو کوئی چیز فائدہ نہین دیتی تو کیا کسی کے پاس تم مین سے کچھ علاج ہے تو بعض اصحابؓ نے کہا کہ ہان قسم ہے اللہ کی مین منتر جانتا ہون ولیکن قسم ہے اللہ کی البتہ ہمنے تم سے کھانا مانگا تھا سو تمنے ہماری ضیافت نہ کی سو مین تمہارے واسطے منتر نہ پڑھونگا یہان تک کہ تم ہمارے واسطے مزدوری ٹھیراؤ تو انہوں نے اصحاب سے کچھ بکریوں پر صلح کی تو ابو سعید اسپر لب ڈالنے کو چلے اور سورہ الحمد پڑھتے تھے تو اسکو فوراً شفا ہوئی گویا کہ وہ رسے سے کھولا گیا سو وہ چلا اس حال مین کہ اسکو کچھ بیماری نہ تھی سو جس مزدوری پر انہوں نے اصحابؓ سے صلح کی تھی وہ انکو پوری دی تو بعضوں نے کہا کہ اسکو بانٹ لو سو جس نے منتر پڑھا تھا اس نے کہا کہ نہ بانٹو یہان تک کہ ہم حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم پاس پہونچین اور یہ معاملہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرین سو ہم دیکھین کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم ہمکو کیا حکم کرتے ہین کہ حلال ہے یا نہین سو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور یہ قصہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیونکر جانا کہ الحمد منتر ہے پھر فرمایا کہ
تمنے اچھا کیا اسکو بانٹ لو اور اسمین سے میرا حصہ بھی نکالو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور یہ سے
یعنے اُنکے خوش کرنے کیواسطے ف اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اُس نے تین بار سورۂ الحمد پڑہی اور لب
ڈالنے کا عمل جہاڑ پہونک مین قرأت کے بعد ہوتا ہے واسطے حاصل کرنے برکت قرأت کے جوارح مین جنپر لب پڑتی
ہے پس حاصل ہوگی برکت اس لب مین کہ اسکو ڈالے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے منتر پڑہنا ساتھ قرآن
کے اور ملحق ہوگی ساتھ اُسکے وہ چیز کہ ہو ساتھ ذکر اور دعا ماثور کے اور اسیطرح دعای غیر ماثور بھی جو ماثور کے
معنے کی مخالف نہ ہو اور اُسکے سوای اور ایپر اور چیز کے ساتھ جہاڑ پہونک کرنی سو نہین ہے حدیث مین وہ چیز
کہ اُسکو ثابت کرے یا اُسکی نفی کرے اور مفصل بیان اسکا کتاب الطب مین آویگا اور یہ کہ مشروع ہے ضیافت
جنگلیونپر اور اترنا عرب کے پانیون پر اور طلب کرنا اسچیز کا کہ اُنکے پاس ہو بطور ضیافت اور خرید کے اور اسمین
مقابلہ کرنا اُس شخص کا ہے جو تعظیم سے باز رہے ساتھ مانند کام اُسکے کے واسطے اسچیز کے کہ کیا اُسکو
صحابی نے باز رہنے سے منتر سے بیچ مقابلے باز رہنے ان لوگون کے ضیافت انکی سے اور یہ طریق موسی
علیہ السلام کا ہے بیچ قول اللہ تعالے کے کہ اگر تو چاہتا تو اُسپر اجرت لیتا اور نہ عذر کیا اس سے خضر علیہ السلام
نے مگر ساتھ امر خارجی کے اور اسمین جاری کرنا اسچیز کا ہے کہ لازم کرے اُسکو آدمی اپنی جان پر اسواسطے
کہ ابو سعید نے التزام کیا اسکا کہ منتر پڑہے اور یہ کہ ہو مزدوری واسطے اُسکے اور اُسکے یارون کے اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو حکم کیا کہ اسکو پورا کرے اور یہ کہ جائز ہے کہ شریک ہو موہوب مین جبکہ اسکی اصل
معلوم ہو اور یہ کہ جائز ہے مانگنا ہدیہ کا اُس شخص سے کہ جانے کہ اُسکو اُسکی رغبت ہے اور اُسکی سوال کا قبول
کرنا اور یہ کہ جائز ہے قبض کرنا اُسچیز کا کہ اُسکا ظاہر حلت ہو اور ترک کرنا تصرف کا بیچ اُسکے جبکہ اُسمین کوئی
شبہ عارض ہو اور یہ کہ جائز ہے اجتہاد کرنا وقت نہ ہونے نص کے اور بیان ہے عظمت قرآن کا اصحاب کے
سینے مین خاصکر فاتحہ کا اور یہ کہ رزق مقسوم نہین طاقت رکھتا وہ شخص کہ اُسکے ہاتھ مین ہے منع کرنے اُسکے
کی اُس شخص سے کہ اُسکی قسمت مین لکھا ہے اسواسطے کہ انہون نے ضیافت سے منع کیا اور اللہ تعالے نے
انکے مالون مین اصحاب کا حصہ لکھا ہوا تھا اور انہون نے انکو نہ دیا سو انکے سردار کو سانپ نے کاٹا تاکہ انکا رزق
مقسوم انکو ملے اور اسمین حکمت بالغہ ہے اسواسطے کہ خاص کیا گیا ساتھ عذاب کے جو سردار تھا منع مین اسواسطے
کہ عادت ہے کہ لوگ اپنے سردار کی پیروی کرتے ہین سو جبکہ وہ منع مین انکا سردار تھا تو خاص کیا گیا ساتھ عذاب کے

سوا ہے اور انکی سزا نہیں (فتح) **باب** ضَرِيبَةِ الْعَبْدِ وَتَعَاهُدِ ضَرَائِبِ الْإِمَاءِ غلام اور لونڈی کے خراج کا بیان **ف** خراج اسکو کہتے ہیں جو مالک اپنے غلام پر مقرر کر دے کہ ہر روز اپنی مزدوری سے اتنا ہمکو دیا کرنا باقی تم لینا (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخُفِّفَ عَنْ غَلَّتِهِ أَوْ ضَرِيبَتِهِ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے واسطے ایک یا دو صاع اناج کے دینے کا حکم دیا اور اسکے مالکوں سے کلام کیا یعنے اسکی سفارش کی تو انہوں نے اُسکے خراج سے تخفیف کی **ف** دلالت اس حدیث کی ترجمہ پر ظاہر ہے اسواسطے کہ مراد ساتھ اُسکے بیان کرنا اُسکے حکم کا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسکو برقرار رکھا تو اسمین دلیل ہے واسطے جواز کے اور اسپر خراج لونڈیوں کا پس پکڑا جاتا ہے اُس سے ساتھ طریق الحاق کے اور انکو تعاہد کے ساتھ خاص کیا یعنے جو ترجمہ مین کہا کہ باب ہے بیان مین خبر گیری خراج لونڈیوں کے تو یہ اسواسطے ہے کہ اکثر اوقات اسمین فتنے فساد کا گمان ہے نہیں تو جیسا کہ یہ خوف ہے کہ مبادا وہ اپنی شرمگاہ سے کماوے ویسا ہی یہ خوف ہے کہ مبادا غلام مثلاً چوری سے کماوے اور شاید کہ اُسنے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے طرف اُس چیز کی کہ اُسنے تاریخ مین روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبر گیری کرو اپنی لونڈیوں کی خراج کی اور ایک روایت مین ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمائی لونڈی کی سے یہانتک کہ معلوم ہو اور آخر بیوع مین اُسکا ذکر ہو چکا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ شاید اُس نے ارادہ کیا ہے ساتھ تعاہد کے خبر گیری کرنی واسطے مقدار خراج لونڈی کے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ بہت ہو اور گناہ کے ساتھ کمانے کی طرف محتاج ہو اور دلالت اسکی حدیث سے حکم کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ساتھ تخفیف کرنے خراج حجام کے پس لازم ہونا اُسکا لونڈی کے حق مین اولے ہی واسطے سبب خراج خاص کے ساتھ اسکے (فتح) **باب** خَرَاجِ الْحَجَّامِ حجام یعنے سینگی لگانیوالے کے خراج کا بیان یعنے جائز ہے **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اُسکی مزدوری دی **ف** اور ایک روایت مین ہے کہ اگر جانتے کہ وہ مکروہ ہے تو اسکو نہ دیتے اور یہ ظاہر ہے حد جواز مین اور معلوم ہوا ساتھ اسکے کہ مراد کراہت سے اس جگہ کراہت تحریمی ہے اور شاید کہ ابن عباس رض نے اشارہ کیا ہے ساتھ اسکے طرف رد کی اُس شخص پر جو کہتا ہے کہ حجام کا کسب حرام ہے اور اُسکے بعد علما کو اس

مسئلے مین اختلاف ہی سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ حلال ہے اور حجت پکڑی ہے انہون نے ساتھ اس حدیث کی
اور کہتے ہین کہ وہ کسب ہے کہ اسمین خست ہو اور حرام نہین اور کہتے ہین کہ زجر تنزیہ پر محمول ہے اور بعضون نے
دعوی کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے اور پہلے حرام تہا پہر مباح ہوا اسی کی طرف میل کی ہے طحاوی نے اور نسخ احتمال
سے ثابت نہین ہوتا اور امام احمد اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہی کہ آزاد اور غلام کے درمیان فرق ہے
سو آزاد آدمی کو سینگی کے ساتھ کمانا مکروہ ہے اور اسکو اس سے اپنی جان پر خرچ کرنا حرام ہے اور جائز ہے
اسکو خرچ کرنا اپنے غلامون پر اور چار پایون پر اور کہتے ہین کہ غلام کو سینگی سے کمانا مطلق مباح ہے اور
عمدہ دلیل انکی محیصہ کی ہے کہ اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حجام کی کمائی کا اذن چاہا تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اونٹ کو اور غلام کو کہلا روایت کی یہ حدیث اصحاب سنن
وغیرہ نے اور اسکے راوی ثقہ ہین اور ابن جوزی نے ذکر کیا کہ حجام کی اجرت مکروہ تو اسواسطے ہی کہ وہ ان
چیزون مین سے ہے جو واجب ہین مسلمان کے واسطے مسلمان پر واسطے اعانت اسکی کے وقت محتاجی
کے پس نہین لائق ہے یہ کہ اسپر اجرت لیے اور تطبیق دی ہے ابن عربی نے درمیان اس حدیث کی کہ کسب حجام
کا خبیث ہی اور درمیان اسکے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسکی اجرت دی ساتھ اسکے کہ جائز
اسوقت ہی جبکہ ہو اجرت کام معلوم پر اور زجر محمول ہے اسپر جبکہ کام مجہول پر ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ سینگی لگانا مباح ہے اور ملحق ہے ساتھ اسکے وہ چیز کہ دوا کی جاتی ہے ساتھ اسکے مانند کہانے خون
وغیرہ کی اور یہ کہ جائز ہے اجرت معالجہ پر ساتھ طب و سفارش کرنے طرف اصحاب حقوق کے یہ کہ تخفیف
کرین اس سے اور یہ کہ جائز ہے خراج مالک کا اپنے غلام پر بایںطور کہ اسکو کہے کہ اذن دیا مینے واسطے تیرے
یہ کہ کماوے تو اس شرط پر کہ تو مجہکو ہر روز اتنا دیا کرے اور جو زیادہ ہو پس وہ واسطے تیرے ہے اور یہ کہ جائز
ہے کام لینا غلام سے بغیر اذن مالک خاص اسکے کی جبکہ اسکو اذن عام ہو (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ
ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهُ وَلَوْ عَلِمَ كَرَاهِيَةً لَمْ يُعْطِهِ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور حجام کو اسکی اجرت دی اور اگر جانتے کہ یہ مکروہ ہے تو اسکو نہ دیتے حَدَّثَنَا
اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَحْتَجِمُ وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ اَحَدًا اَجْرَهُ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سینگی لگواتے اور نہ کم دیتے تہے کسی کو مزدوری اسکی ف اسمین ثابت کرنا اجرت حجام کا ہے
بطریق استنباط کے بخلاف پہلی روایت کی کہ اسمین جزم ہے ساتھ اسکے بطور تنصیص کے (فتح)

باب من كلم موالي العبد ان يخففوا عنه من خراجه باب ہے بیان مین اوس شخص کے جو غلام کے
مالکون سے کلام کرے یہ کہ اوسکے خراج سے تخفیف کرین **ف** یعنے بطور احسان کے اوسنے نہ بطور الزام کے
اور احتمال ہے کہ واسطے لازم کرنے کے ہو جبکہ غلام اوسکی طاقت نہ رکھتا ہو (فتح) **حدثنا** آدم ثنا شعبة
عن حميد الطويل عن انس بن مالك قال دعا النبي صلى الله عليه وسلم غلاما حجاما فحجمه فامر
له بصاع او صاعين او مد او مدين وكلم فيه فخفف من ضريبته ترجمہ انس سے روایت ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو بلایا تو اوس نے حضرت صلی اللہ وسلم کو سینگی لگائی تو حکم کیا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوسکے ساتھ ایک صاع یا دو صاع یا ایک مد یا دو مد کے اور اوسکے مالکون سے اوسکے
حق مین سفارش کی تو اوسکے خراج سے تخفیف ہوئی **باب** ما جاء في كسب البغي والاماء بیان ہے
ان حدیثون کا جو حرام کار عورت اور لونڈیون کے کسب مین وارد ہوئی ہین **ف** یعنے اور لونڈی کے درمیان
عموم اور خصوص من وجہ ہے اور نہین تصریح کی بخاری نے ساتھ حکم کے شاید کہ اوسنے تنبیہ کی ہے اسپر کہ منع
کسب لونڈی کا ساتھ گناہ کے ہے نہ ساتھ کسبون جائز کے وكره ابراهيم اجر النائحة والمغنية یعنے اور
ابراہیم نے کہا کہ نوحہ کرنے والی اور گانیوالی عورت کی اجرت مکروہ ہے **ف** اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے
ساتھ اسکے کہ نہی ابوہریرہ کی حدیث مین محمول ہے کہ جب اونمین کسب منع ہو یا کھینچے طرف ایسے امر کی کہ شرعا
ممنوع ہو اور دونو کے درمیان علت اختیار کرنا گناہ کا ہے (فتح) وقول الله ولا تكرهوا فتياتكم على
البغاء ان اردن تحصنا الى قوله غفور رحيم یعنے اور خدا نے فرمایا کہ نہ زبردستی کروا اپنی لونڈیون کو
حرام کاری پیشے اوسنے زبردستی حرام نہ کروا اگر وہ بچنا چاہین تا غفور رحيم تک وقال مجاهد فتياتكم
اماءكم یعنے اور مجاہد نے کہا کہ فتیات سے مراد لونڈیان ہین **ف** ایک روایت مین ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے
اپنی لونڈی کو حکم کیا کہ حرام کاری کرے سو اوسنے حرام کاری کی اور ایک چادر لائی تو اوسنے کہا کہ پھر جا اور دوسری
سے حرام کاری کر تو اوس نے کہا کہ مین ہرگز نہین جاؤن گی تو اوسوقت یہ آیت اتری اور ایک روایت مین ہے
کہ انصار کی ایک لونڈی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئی تو اوسنے کہا کہ میرا مالک مجھسے زبردستی حرام کاری
کرواتا ہے تو یہ آیت اتری پس ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت دونو کے حق مین اتری اور یہ جو کہا کہ اگر بچنا چاہین تو
اوسکے واسطے مفہوم نہین بلکہ یہ باعتبار غالب عادت کے خارج ہوا ہے اور احتمال ہے کہ کہا جاوے کہ نہین
متصور ہے اکراہ جبکہ بچنا نہ چاہین اسواسطے کہ وہ اسوقت اختیار کے مقام مین ہین (فتح) **حدثنا**
قتيبة بن سعيد عن مالك عن ابن شهاب عن ابي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن
هشام عن ابي مسعود الانصاري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الكلب

اَلْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاھِنِ ترجمہ ابو مسعود انصاری رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی مول اور حرام کار عورت کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَۃَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ کَسْبِ الْاِمَاءِ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لونڈیون کے کسب سے منع فرمایا یعنی جو حرام کاری سے کماوی نہ وہ جو کہ جائز کسب کماوی **ف** ان دونو حدیثون کی پوری شرح کتاب البیوع مین پہلے گذر چکی ہے **باب** عَسْبِ الْفَحْلِ باب ہی بیان مین جست کروانے نر کے مادہ پر **ف** یعنے خواہ اونٹ ہو یا گھوڑا یا مینڈا وغیرہ اور اسمین اختلاف ہی کہ نر کی جست کروانے سی کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہین کہ وہ نر کی منی کا مول ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جماع کی اجرت ہی اور اخیر معنے پر جاری ہوا ہے بخاری اور پہلی وجہ کو تائید کرتی ہے حدیث مسلم کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی جست کرنے سی منع فرمایا اور نہین ہے یہ حدیث صریح بیچ نہ حمل کرنے کے اجارے پر اسواسطے کہ اجارہ بیچنا منفعت کا ہے اور تائید کرتی ہے محمول کرنے کو اجارے پر نہ مول پر وہ حدیث جو قتادہ سے پہلی گذر چکی ہے کہ اصحاب اونٹ کی جست کرنے کی اجرت کو مکروہ جانتے تھی اور ہر تقدیر پر پس بیچنا اسکا اور اجارہ کرنا اسکا حرام ہے اسواسطے کہ وہ مال غیر متقوم ہے یعنے شارع کی نزدیک اسکی قیمت ہی اور نہ معلوم ہے اور نہ اسکے سپرد کرنے کی طاقت ہی اور ایک وجہ مین واسطے شافعیہ اور حنابلہ کے جائز ہے اجارہ مدت معلوم تک اور یہی قول ہے حسن اور ابن سیرین کا اور ایک روایت مالک سے قوی کیا ہے اسکو ابہری وغیرہ نے اور محمول کیا ہے اُس نے نہی کو اسوقت پر جبکہ واقع ہو واسطے مدت مجہول کے اور اپر جبکہ اجارہ لے اسکو ایک مدت معلوم تک تو اسکا کچھ ڈر نہین جیسا کہ جائز ہے اجارہ لینا واسطے پیوند کرنے کھجورون کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فرق کے اسواسطے کہ مقصود اسجگہ پانی نر کا ہے اور اسکا مالک عاجز ہے اُسکے سپرد کرنے سی بخلاف پیوند کرنے کے پھر نہی نرا اور کراہت تو صرف اسواسطے صادر ہوی ہے کہ دہوکہا اور دغابازی ہے اور اپر اُسکا مانگنا تو نہین اختلاف ہے اُسکے جواز مین یعنے اُسکو عاریۃً لینا بالاتفاق جائز ہے اور اگر مستعیر معیر کو ہدیہ بھیجے بدون شرط کے تو اُسکا قبول کرنا جائز ہے اور واسطے ترمذی کے انس رضہ سے روایت ہی کہ ایک مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نر کی جست کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو منع فرمایا یعنے اجرت کے ساتھ نر کو مادہ پر چھوڑنا منع ہے پھر اُس نے کہا کہ یا حضرت ہم نر کو عاریۃً دیتے ہین پھر ہمکو انعام ملتا ہی یعنے ہم اجرت نہین ٹہیراتے بلکہ یونہی بطور انعام کے لوگ ہمکو کچھ دیتے ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو انعام لینے کی اجازت دی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو گھوڑا چھوڑے یعنی گھوڑی پر اور اسکی نسل ہو تو اسکو ستر گھوڑوں کا ثواب ملتا ہے (فتح)
حدثنا مسدد ثنا عبد الوارث واسمعیل بن ابراھیم عن علی بن الحکم عن نافع عن ابن عمر
قال نھے النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عسب الفحل ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے نر کی جفت کروانے سے منع فرمایا باب اذا استاجر ارضا فمات احدھما جب کوئی
زمین کو اجارے پر لے پھر ایک ان دونوں سے مر جاوے یعنی یا اجارہ دینے والا یا لینے والا تو اسکا کیا حکم ہے ف
یعنی کیا اجارہ لوٹ جاتا ہے یا نہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے
کہ اجارہ لوٹ جاتا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اسکے کہ وارث گردن کا مالک ہوا ہے اور منفعت
اسکی تابع ہے پس دور ہوا تھا اجارہ لینے والے کا اس چیز سے ساتھ مرنے اس شخص کے جس نے اجارہ دیا تھا
اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ منفعت کبھی گردن سے جدا ہو جاتی ہے جیسا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا
جسکا نفع مسلوب ہے پس اس وقت ملک منفعت کی واسطے مستاجر کی باقی ہے ساتھ مقتضی عقد کے اور اتفاق
ہے سب کا اس پر کہ اجارہ نہیں فسخ ہوتا ہے ساتھ مرنے ناظر وقف کے پس اسی طرح اس جگہ بھی فسخ نہیں ہوگا (فتح)
قال ابن سیرین لیس لاھلہ ان یخرجوہ الی تمام الاجل یعنے اور ابن سیرین نے کہا کہ نہیں جائز ہے
مردے کے وارثوں کو یہ کہ نکالیں مستاجر کو اس چیز سے کہ اجارہ دیا ہے اسکو مردے نے تمام ہونے مدت تک یعنے
وہ چیز مدت معین تک مستاجر ہی کے قبضے میں رہیگی وقال الحسن والحکم و ایاس بن معویۃ
تمضے الاجارۃ الی اجلھا یعنے اور حسن اور حکم اور ایاس نے کہا کہ جاری رکھا جاوے اجارہ اپنی مدت
تک یعنے جو مدت کہ عقد کے وقت قرار پا چکی ہے وقال ابن عمر اعطے النبی صلی اللہ علیہ وسلم
خیبر بالشطر فکان ذلک علی عھد النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابی بکر وصدرا من خلافۃ
عمر ولم یذکر ان ابا بکر و عمر جددا الاجارۃ بعد ما قبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم
ترجمہ اور ابن عمر رض نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو نصف حصے پیداوار پر دیا یعنے خیبر کی
زمین یہود کو اجارہ دی کہ وہ اسمیں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھا ہمکو دینا اور آدھا تم لینا اور تھا یہ اجارہ
بیچ زمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر کے اور ابتدا خلافت عمر رض کے اور نہیں مذکور ہوئی یہ بات
کہ ابو بکر رض اور عمر رض نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موئے بعد از سر نو اجارہ کیا ہو ف پس معلوم ہوا کہ ایک
کے مرنے کے ساتھ اجارہ نہیں ٹوٹتا (فتح) حدثنا موسی بن اسمعیل ثنا جویریۃ بن اسماء عن
نافع عن عبد اللہ قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر الیھود ان یعملوھا
ویزرعوھا ولھم شطر ما یخرج منھا وان ابن عمر حدثہ ان المزارع کانت تکری علے

شیئ سماہ نافعٌ لا احفظہ وان نافعٌ بن خدیجٍ حدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن کراء المزارع وقال عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر حتی اجلاھم عمر ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہود کو دی اس شرط پر کہ وہ اسمین محنت کرین اور کھیتی بوئین اور انکو آدہی پیداوار ملیگی اور یہ کہ ابن عمر رض نے نافع کو حدیث بیان کی کہ تحقیق تہی زمین کرایہ دیجاتی اوپر ایک چیز کے کہ نام لیا اسکا نافع نے مجھکو یاد نہین اور یہ کہ رافع بن خدیج نے حدیث بیان کی ابن عمر رض کو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زراعت کی زمین کرائی سے منع فرمایا ہے اور روایت کی عبید اللہ نے نافع سے اُسنے روایت کی ابن عمر رض سے کہ یہان تک کہ نکالا یہود کو عمر رض نے بسم اللہ الرحمن الرحیم **باب فی الحوالۃ** باب ہی حوالے کے بیان مین **ف** حوالہ کے معنے شرع مین نقل کرنا قرض کا ہے ایک ذمی سے طرف ذمی دوسرے کی جیسے مثلاً زید کا عمرو پر قرض آتا ہے اور عمرو بکر کو کہے کہ تو میرا قرض میری طرف سے زید کو ادا کر دے تو عمرو کو محیل کہتے ہین یعنے حوالہ کرنے والا اور زید کو محتال کہتے ہین یعنے حوالہ قبول کرنے والا اور بکر کو محال علیہ کہتے ہین یعنے جسپر حوالہ کیا گیا اور اسمین اختلاف ہی کہ کیا وہ بیع قرض کی ہے بدلے قرض کے جس کی اجازت ہوئی ہے پس مستثنی ہے اُس نہی سے جو بیع دین بالدین سے واقع ہوئی ہے یا وہ پورا لینا حق کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ عقد ارفاق ہے مستقل ہے اور شرط کی جاتی ہے اسکی صحت مین رضامندی محیل کے بغیر اختلاف کے اور رضامندی محتال کی نزدیک اکثر کے اور محال علیہ کے نزدیک بعض کے جو شاذ ہین اور نیز شرط ہے کہ دو نو حق صفتون مین ہم مثل ہون اور یہ کہ ہو حوالہ چیز معلوم مین اور بعضے کہتے ہین کہ حوالہ خاص ہے ساتھ نقدین یعنے چاندی اور سونے کی اور منع ہے اناج مین اسواسطے کہ وہ بیچنا اناج کا ہے پہلے قبض کرنے اُسکے کی (فتح) وھل یرجع فی الحوالۃ اور کیا رجوع کرے محتال محیل پر یا نہین **ف** یہ اشارت ہی طرف اسکی کہ اسمین اختلاف ہے کہ کیا وہ عقد لازم ہے کہ اسمین رجوع صحیح نہو یا جائز کہ اسمین رجوع صحیح ہو وقال الحسن وقتادۃ اذا کان یوم احال علیہ ملیا جاز یعنے اور حسن اور قتادہ نے کہا کہ اگر حوالہ کرنے کے وقت محال علیہ مالدار ہو تو جائز ہے **ف** یعنے محتال کو محیل پر رجوع کرنا نہین پہونچتا اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ اگر محال علیہ حوالے کے دن تنگدست ہو تو اسکو رجوع کرنا جائز ہے اور مقید کیا ہے اسکو احمد نے ساتھ اُس وقت کی جب کہ نہ جانتا ہو محتال ساتھ افلاس محال علیہ کے یعنے تو نہ رجوع کرے اور حکم سے روایت ہی کہ محتال محیل پر رجوع نہ کرے مگر جبکہ محال علیہ مر جاوے اور ثوری سے روایت ہی کہ اگر مر جاوے تو رجوع کرے اور اگر محال علیہ مفلس ہو جاوے تو رجوع نہ کرے مگر روبرو محیل اور محال علیہ کے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ رجوع کرے ساتھ تنگدستی

کے مطلقا برابر ہے کہ محال علیہ زندہ ہو یا مر گیا ہو اور افلاس کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ رجوع نہ کرے اور امام
مالک نے کہا کہ نہ رجوع کرے محتال محیل پر مگر یہ کہ اسکو دہو کہا دے جیسا کہ محیل جانتا ہو کہ محال علیہ محتاج ہے
اور محتال کو یہ حال معلوم نہ کروا دے اور حسن اور شریح اور زفر نے کہا کہ حوالہ مانند کفالہ کے ہے پس رجوع
کرے دونوں میں سے جس پر چاہے اور ساتھ اسی کے مشعر ہے داخل کرنا بخاری کا ابواب کفالہ کو حوالہ کی کتاب
میں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مطلق رجوع نہ کرے اور امام شافعی رح نے کہا کہ معنے اس قول کے احلتہ و ابرانی
یہ ہیں کہ میں نے اپنے حق کو اپنے ذمے سے پھیر دیا اور اسکو اپنے غیر پر ثابت کیا یعنے پس رجوع جائز نہیں
اور ذکر کیا ہے اس نے کہ محمد بن حسن نے حجت پکڑی ہے ساتھ حدیث عثمان کے کہ رجوع کرے حوالی
اور کفالی میں صاحب اسکا نہیں ہے ہلاکت مسلمان پر شافعی نے کہا کہ میں نے محمد بن حسن سے اسکی اسناد
کا حال پوچھا تو ذکر کیا اس نے اسکو ایک راوی مجہول سے ایک دوسرے معروف سے لیکن اسکے اور عثمان
کے درمیان انقطاع ہے پس باطل ہوئی حجت پکڑنی ساتھ اسکے کئی وجہوں سے اور باوجود اسکے حدیث
مرفوع نہیں اور اسکے راوی کو شک ہے کہ کیا وہ حوالی میں ہے یا کفالی میں (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
يَتَخَارَجُ الشَّرِيكَانِ وَاَهْلُ الْمِيْرَاثِ فَيَاْخُذُ هٰذَا عَيْنًا وَهٰذَا دَيْنًا فَاِنْ تَوِيَ لِاَحَدِهِمَا
لَمْ يَرْجِعْ عَلٰى صَاحِبِهٖ یعنے اور ابن عباس رض نے کہا کہ بانٹیں دو شریک اور اہل میراث مال مشترک کو پس
ایک عین کو لے اور دوسرا دین کو پس اگر ہلاک ہووے واسطے ایک کے ان دونوں میں سے وہ چیز کہ لی
تہی تو نہ رجوع کرے اپنے ساتہی پر ف یعنے دو شریک تہے اور ان دونوں کے درمیان ایک مال مشترک تہا
اور اس مال میں سے کچھ مال انکے پاس موجود تہا اور کچھ پر قرض تہا تو ان دونوں نے اس مال کو آپس میں بانٹ
لیا کسی کے حصے میں وہ مال آیا جو موجود تہا اور کسی کے حصے میں وہ مال آیا جو کسی پر قرض تہا تو اب اگر
وہ قرضدار مر جاوے یا مفلس ہو جاوے یا انکار کرے یا قسم کہا دے جبکہ گواہ نہ ہو تو اس شریک کو جائز
نہیں کہ اپنے دوسرے ساتہی پر رجوع کرے اور اس سے اسقدر مال مجرا لے اسواسطے کہ وہ قرض کے
ساتہہ راضی ہو گیا تہا (مترجم) اور ابن تین نے کہا کہ محل اسکا وہ ہے جبکہ واقع ہو یہ تقسیم ساتھ رضامندی
کے باوجود برابر ہونے قرض کے ساتھ عین کے اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ جو قرض کے ساتہ
راضی ہوا اور پہر وہ ہلاک ہو جاوے تو وہ اسکے ضمان میں ہے پس اسکا تاوان اسی پر ہوگا جیسا کہ اگر کوئی
عین خریدتا اور اسکے ہاتہہ میں تلف ہو جاتی تو اسکی ضمان اسی پر تہی اور لاحق کیا ہے بخاری نے حوالی کو
ساتھ اسکے یعنے حوالی میں بہی رجوع نہیں (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ
اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ

ظُلْمٌ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُکُمْ عَلٰی مَلِیٍّ فَلْیَتْبَعْ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ مالدار کا تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب قرضدار تمہاری قرض کو کسی مالدار پہ حوالہ کرے تو چاہیئے کہ قرض خواہ
اُسکو قبول کرے ف اور مراد اس جگہ تاخیر کرنا اسچیز کا ہے کہ لازم ہے ادا کرنا اُسکا بغیر عذر کے جیسے کہ
قرضدار کو قرض کے ادا کرنے کا مقدور ہے اور وہ تاخیر کرتا ہے تو یہ ظلم ہے اور مالداری مختلف ہے اپنے
تفریع مین لیکن مراد اسجگہ وہ شخص ہے جو ادا پر قادر ہو اگرچہ فقیر ہو کما سیاتی البحث فیہ اور کیا متصف ہے
ساتھ مطل کے وہ شخص کہ نہین موجود ہے اُس پاس مال اسقدر کہ اُسکا ادا کرنا واجب ہے لیکن وہ قادر
ہے اوپر حاصل کرنے اُسکے کو ساتھ کسب کے مثلاً اکثر شافعیہ کہتے ہین کہ مطلق واجب نہین اور بعضے کہتے
ہین کہ مطلق واجب ہے اور اور لوگون نے تفصیل کی ہے درمیان اسکے کہ اگر اصل قرض ایسے سبب سے واجب ہوا
ہو کہ اُسکے ساتھ نافرمانی ہوتی ہو تو واجب ہے نہین تو نہین اور قول آپ کا مطل یعنی جمہور کے نزدیک
یہ اضافت مصدر کی ہے طرف فاعل کی اور معنے اُسکے یہ ہین کہ حرام ہے مالدار قادر پر یہ کہ تاخیر کرے
قرض کے ادا کرنے مین بعد مستحق ہونے اُسکے کی برخلاف عاجز کے اور یہ جو کہا کہ چاہیئے کہ حوالہ قبول کرے
تو یہ امر واسطے استحباب کے ہے نزدیک جمہور کے اور جس نے اسمین اجماع کو نقل کیا ہے تو اُسنے وہم کیا ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ وہ امر واسطے اباحت کے ہے اور یہ شاذ ہے اور حمل کیا ہے اُسکو اکثر حنابلہ اور ابو ثور
اور ابن جریر اور اہل ظاہر نے ظاہر پر اور خرقی کی عبارت یہہ ہے کہ حوالہ کیا جاوے ساتھ حق اپنے کے
مالدار پر تو واجب ہے اسپر یہ کہ حوالہ قبول کرے اور اس حدیث مین زجر ہے تاخیر کرنے اور ٹال جانے سے اور
اسمین اختلاف ہے کہ اگر یہ جان بوجھ کرے تو کبیرہ گناہ ہے یا نہین پس جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اُسکا فاعل
فاسق ہے لیکن کیا ثابت ہوتا ہے فسق اُسکا ساتھ ایک بار تاخیر کرنے کی یا نہین امام نووی نے کہا کہ
مقتضی مذہب ہماری کا اشتراط تکرار کا ہے اور رد کیا ہے اُسکو سبکی نے منہاج مین ساتھ اسکے کہ ہمارے
مذہب کا مقتضی یہ ہے کہ تکرار کی شرط نہین اور استدلال کیا گیا ہے بایں طور کہ منع کرنا حق کا بعد طلب
اُسکی کے اور ڈھونڈنا عذر کا ادا کرنے اُسکے سے مانند غصب کی ہے اور غصب کبیرہ ہے اور اُسکو ظلم کہنا
مشعر ہے ساتھ ہونے اُسکے کو کبیرہ اور کبیرے مین تکرار شرط نہین ہان نہین حکم کیا جاتا اسپر ساتھ اُس کے
مگر بعد اسکے کہ ظاہر ہو عدم عذر اسکا اور اختلاف ہے اسمین کہ کیا فاسق ہوتا ہے ساتھ تاخیر کے ساتھ قدرت
کے پہلے طلب کے یا نہین سو حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فسق طلب پر موقوف ہے اس واسطے کہ مطل
مشعر ہے ساتھ اسکے اور داخل ہے مطل مین ہر وہ شخص کہ لازم ہے اُسکو حق مانند خاوند کی واسطے بی بی اپنی
کو اور مالک کے واسطے غلام اپنے کو اور حاکم کی واسطے رعیت اپنی کے اور بالعکس اور استدلال کیا گیا ہے

ساتھ اس حدیث کی اسپر کہ جو اداسے عاجز ہو وہ ظلم مین داخل نہین اور یہ استدلال بطریق مفہوم کے ہی
اسواسطے کہ معلق کرنا حکم کا ساتھ ایک صفت کی ذات کی صفات سے دلالت کرتاہے اوپر نفی حکم کے ذات سے
نزدیک معدوم ہونے اس صفت کی اور جو مفہوم کا قائل نہین وہ جواب دیتاہے کہ عاجز کا نام باطل نہین رکھا
جاتا اور دلالت کرتاہے اسپر کہ جب مالدار کا مال غائب ہو وہ ظلم مین داخل نہین ہوتا اور کیا وہ عموم مالداری
سے مخصوص ہے یا وہ حکم مین مالدار نہین ظاہر تر دوسری بات ہی اسواسطے کہ اسکو اس حالت مین زکوٰۃ کا
مال دینا جائز ہے سو اگر حکم مین مالدار ہوتا تو اسکو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہ ہوتا اور استنباط کیا گیا ہی اس سے
کہ تنگدست کو نہ قید کیا جاوے اور نہ اس سے مطالبہ کیا جاوے یہانتک کہ اسکو میسر ہو امام شافعی رحمہ نے
کہا کہ اگر اسکا مواخذہ جائز ہوتا تو البتہ ہوتا ظالم اور فرض کی ہوئی یہ بات ہی کہ وہ ظالم نہین واسطے عاجز ہو
اسکے اور بعض علماء نے کہا کہ جائز ہے اسکو بند کرنا اسکا اور بعضے کہتے ہین کہ جائز ہے اسکو یہ کہ ہر وقت
اسکے ساتھ لگا رہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جب حوالہ صحیح ہو پھر قبض مشکل ہو ساتھ
پیدا ہونے کسی مصیبت کی مانند موت کی یا تنگدستی کی تو نہین جائز ہے واسطے محتال کے رجوع کرنا محیل پر
اسواسطے کہ اگر اسکو رجوع کرنا جائز ہوتا تو مالداری کی شرط کرنے کا کچھ فائدہ نہ تھا سو جب مالداری شرط
کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایسا انتقال ہوا ہے کہ اسکے واسطے رجوع نہین جیسا کہ اگر اپنے قرض کے بدلے اسکو کچھ
عوض دیتا پھر وہ عوض قرضخواہ کے ہاتھ مین تلف ہو جاتا تو نہین ہے واسطے اسکے رجوع اور حنفیہ کہتے ہین کہ
رجوع کرے وقت مشکل ہونے کی اور تشبیہ دی ہے انہون نے اسکو ساتھ ضمان کے اور استدلال کیا گیا
ہے ساتھ اسکے اوپر لازم پکڑنے باطل کے اور الزام دینے اسکے کے ساتھ دفع قرض کے اور پہونچنے کی طرف
اسکی ساتھ ہر طریق کے اور لینے قرض کے اس سے ساتھ زور کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے
اوپر معتبر ہونے رضامندی محیل اور محتال کے سوای محال علیہ کے اسواسطے کہ اسکا حدیث مین ذکر نہین اور
یہی قول ہے جمہور کا اور حنفیہ سے روایت ہی کہ محال علیہ کی رضامندی بھی شرط ہے اور ساتھ اسی کے
قائل ہے اصطخری شافعیہ سے اور اس حدیث مین ارشاد ہے طرف ترک اسباب کی جو قاطع ہین واسطے جمع ہونے
دلون کے اسواسطے کہ وہ زجر ہے تاخیر کرنے سے اور وہ پہونچاتی ہے طرف اسکی رفتہ) **باب** اِذَا اَحَالَ
عَلٰى مَلِيٍّ فَلَيْسَ لَهٗ رَدٌّ وَمَنْ اُتْبِعَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ مَعْنَاهُ اِذَا كَانَ لِاَحَدٍ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَاَحَلْتَهٗ
عَلٰى رَجُلٍ مَلِيٍّ فَضَمِنَ ذٰلِكَ مِنْكَ فَاِنْ اَفْلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ اَنْ يَتْبَعَ صَاحِبُ الْحَوَالَةِ
فَيَاْخُذُ عَنْهُ جب کوئی مالدار پر حوالہ کرے تو نہین جائز ہے اسکو رد کرنا اور جو مالدار پر حوالہ کیا جاوی
تو چاہیے کہ حوالی کو قبول کرے معنے اسکے یہ ہین کہ جب کسی کا تجھپر حق ہو اور تو اسکو کسی مالدار مرد پر حوالہ

اور وہ تیری طرف سے اسکا ضامن ہوجاوے پس اگر تو اسکے بعد مفلس ہوجاوے تو جائز ہے واسطے اسکو یہ کہ پیچھے لگے صاحب حوالہ کے اور اُس سے اپنا حق لیوے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَمَنْ أُتْبِعَ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب قرضدار تمہارے قرض کو کسی مالدار پر حوالہ کرے تو قرضخواہ کو چاہیے کہ حوالہ کو قبول کرے **ف** اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے ظاہر ہے اور یہ شعر ہے ساتھ اسکے کہ وہ اسمین موافق ہے واسطے جمہور کے اوپر عدم رجوع کے (فتح) مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری نے جو اس حدیث کے معنے بیان کیے ہیں وہ بظاہر جمہور کے موافق نہیں **بَابٌ** إِذَا أَحَالَ دَيْنَ الْمَيِّتِ عَلَى رَجُلٍ جَازَ جب مردے کا قرض کسی آدمی پر حوالہ کرے تو جائز ہے حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوا صَلِّ عَلَيْهِ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَالُوا لَا قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا لَا فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيلَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالُوا صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوا ثَلَاثَةُ دَنَانِيرَ قَالَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ **ترجمہ** سلمہ بن اکوع رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں لوگ ایک جنازہ لائے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت آپ اسکا جنازہ پڑہیں تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اسپر قرض ہے تو لوگوں نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ اُس نے کچھ چھوڑا ہے اصحاب رض نے کہا کہ نہیں تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا جنازہ پڑہا پھر لوگ ایک اور جنازہ لائے تو اصحاب رض نے کہا کہ یا حضرت آپ اسپر نماز پڑہیں سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اسپر قرض ہے تو کسی نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ کیا اُس نے کچھ چھوڑا ہے اصحاب رض نے کہا کہ تین دینار چھوڑ گیا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا جنازہ بھی پڑہا پھر لوگ تیسرا جنازہ لائے تو اصحاب رض نے کہا کہ یا حضرت آپ اسکا جنازہ پڑہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اُس نے کچھ چھوڑا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ اسپر قرض ہے لوگوں نے کہا کہ تین دینار ہیں اُسپر قرض میں فرمایا کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑہو ابو قتادہ رض نے کہا کہ یا حضرت آپ اسکا جنازہ پڑہیں اور اسکا قرض میرے ذمہ ہے یعنے میں اسکی طرف سے ادا کرونگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا جنازہ پڑہا **ف** یہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا اسپر قرض ہے تو اس

سوال کا سبب ابوہریرہؓ کی حدیث مین آیندہ آویگا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جنازہ لایا جاتا تہا اور اسپر
قرض ہوتا تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پوچہتے تہے کہ کیا اُس نے اپنے قرض کے ادا کے واسطے کچہہ چہوڑا ہے
پس اگر آپ سے بیان کیا جاتا کہ وہ اسقدر مال چہوڑ گیا ہے کہ اُس سے قرض ادا ہو جاویگا تو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم اسپر نماز پڑہتے نہین تو مسلمانون کو کہتے کہ اپنے ساتہی پر نماز پڑہو پہر جب خدا نے آپکو فتوحین
کہولین یعنے غنیمتین ہاتہ لگین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ پوچہنا چہوڑ دیا اور اس حدیث مین تین
آدمی کے حال کا ذکر ہے چوتہے کا ذکر نہین پہلا وہ شخص ہے کہ جسپر نہ کچہہ قرض تہا اور نہ اُس نے کچہہ چہوڑا
تہا اور دوسرا وہ ہے کہ اُسپر قرض تہا اور اُس نے قرض ادا کرنے کو موافق مال چہوڑا ہے اور تیسرا وہ ہے
کہ اُسپر قرض تہا اور اُس نے ادا قرض کے موافق مال نہ چہوڑا تہا اور چوتہا وہ ہے کہ اسپر قرض نہ تہا اور اُس نے
مال چہوڑا تہا اور اسکا حکم یہ ہے کہ اُسکا جنازہ بہی پڑہا جاوے اور اُسکو اسواسطے ذکر نہین کیا کہ وہ بہت
تہا یعنے ایسے جنازے بہت تہے اور ابن بطال نے کہا کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ کفالہ یعنے مردے کے قرض کا ضامن
ہونا صحیح ہے اور اسکو مردے کے مال مین رجوع کرنا درست نہین اور مالک سے روایت ہے کہ اگر یہ کہے کہ مین تو اس
واسطے ضامن ہوا ہون کہ رجوع کرون تو اُسکو رجوع کرنا جائز ہے اور اگر مردے کے واسطے مال نہ ہو اور ضامن نے
یہ حال معلوم کر لیا ہو تو اسکو رجوع کرنا جائز نہین اور ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ اگر مردہ ادا قرض کے موافق مال
چہوڑ جاوے تو جائز ہے ضمان بقدر اس چیز کے کہ چہوڑ گیا اور اگر مردے نے ادا قرض کے موافق مال نہ چہوڑا ہو
تو یہ ضمان صحیح نہین اور یہ حدیث دلیل ہے واسطے جمہور کے اور اس حدیث مین اشعار ہے ساتہ دشوار ہونے
امر دین کے یعنے قرض کے اور یہ کہ نہین لائق ہے اُٹہانا اُسکا مگر ضرورت سے اور امام بخاری نے باب حوالہ کا باندہا
ہے اور حدیث مین ضمان کا ذکر ہے تو یہ اسواسطے ہے کہ حوالہ اور ضمان دونو بعض کے نزدیک متقارب ہین یعنے
اُنکے معنے آپس مین قریب قریب ہین اور یہی مذہب ہے ابو ثور کا اسواسطے کہ معنے حوالہ کے نقل کرنا ذمے
ایک مرد کا ہے طرف ذمے دوسرے مرد کی اور ضمان اس حدیث مین نقل کرنا اس چیز کا ہے کہ مردے کے ذمے ہے
طرف ذمے ضامن کی پس ہو گیا مانند حوالہ کے برابر (فتح) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ **کِتَابُ**

اَلْکَفَالَۃِ بَابُ اَلْکَفَالَۃِ فِی الْقَرْضِ وَالدُّیُوْنِ بِالْاَبْدَانِ وَغَیْرِھَا باب ہے بیچ بیان ضامن ہونے
کو قرض اور دیون کے ساتہ حاضر کرنے بدنون کے اور غیر بدنون کے یعنے حاضر ضامن ہونا یا مال ضامن
ہونا اور عطف دیون کا قرض پر عطف عام کا ہے خاص پر اور مراد ساتہ غیر ابدان کے مال ہے (فتح) اور
قرض کے معنے مشہور ہین اور دَین اُس سے عام ہے یعنے جو چیز کہ کسی سبب سے کسی کے ذمہ لازم ہو مانند مہر وغیرہ
کی رتب م وَقَالَ اَبُو الزِّنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَۃَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَہٗ مُصَدِّقًا

فَوَقَعَ رَجُلٌ عَلٰی جَارِیَةِ امْرَأَتِهٖ فَاَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ الرَّجُلِ كُفَلَاءَ حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی عُمَرَ وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَهٗ مِائَةً فَصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَهٗ بِالْجَهَالَةِ یعنے حمزہ بن عمرو اسلمی رضہ سے روایت ہو کہ عمر فاروق رضہ نے اسکو زکوٰۃ تحصیل کرنے کو بہیجا سو ایک مرد نے اپنی عورت کی لونڈی سے زنا کیا تو حمزہ نے کہا کہ البتہ مین تجہکو سنگسار کرونگا تو وہان کے لوگون نے کہا کہ اسکا مقدمہ اس سے پہلے عمر پاس اوٹھایا گیا تہا سو عمر نے اسکو سو کوڑا مارا تہا اور اسکو سنگسار نہ کیا تہا تو حمزہ نے اس مرد سے ضامن لیا کہ مبادا کہین بہاگ جاوے اور کسی کے ہاتہہ عمر رضہ سے پچہوا بہیجا تو عمر رضہ نے انکی تصدیق کی یعنے جو وہان کے لوگ کہتے ہین وہ سچ ہے اور عذر کیا اُس نے اسکو ساتہہ جہالت کے یعنے حضرت عمر رضہ نے جو اسکو سنگسار نہ کیا تو اسواسطے نہ کیا کہ اُس نے عذر کیا تہا کہ مجھکو یہ بات معلوم نہ تہی کہ میری عورت کی .... لونڈی مجھ پر حرام ہے

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ضامن ہونا ساتہہ حاضر کرنے بدنون کے اسواسطے کہ حمزہ صحابی ہے اور اُس نے یہ کام کیا اور عمر رضہ نے اُسپر انکار نہ کیا باوجودیکہ اُسوقت بہت اصحاب موجود تھے اور یہ جو کہ ... عمر رضہ نے اُسکو کوڑے مارے تو ظاہر یہ ہے کہ یہ بطور تعزیر کے تہا اور اسمین شاہد ہے واسطے مذہب مالک کے بیچ تجاوز کرنے امام کے تعزیر مین بقدر حد کے اور تعاقب کیا گیا ہے باین طور کہ وہ فعل صحابی کا ہے اور مرفوع حدیث اُسکے معارض ہے پس اسمین حجت نہین اور نیز اسمین یہہ بہی تصریح نہین کہ یہ بطور تعزیر کے تہا پس شاید کہ عمر رضہ کا مذہب ہوگا کہ زانی محصن اگر حرمت کو جانتا ہو تو سنگسار کیا جاوے اور اگر نہ جانتا ہو تو اسکو کوڑے مارے جاوین (فتح) وَقَالَ جَرِیْرٌ وَالْاَشْعَثُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِی الْمُرْتَدِّیْنَ اسْتَتِبْهُمْ وَكَفِّلْهُمْ فَتَابُوْا وَكَفَلَهُمْ عَشَائِرُهُمْ یعنے اور جریر اور اشعث نے عبداللہ بن مسعود رضہ سے مرتدون کے حق مین کہا کہ انسے توبہ کروا اور ضامن لے قوم انکی سے ف ابن منیر نے کہا کہ پکڑا امام بخاری نے کفالی باالابدان کو قرضون مین کفالی باالابدان سے حدون مین ساتہہ طریق اولے کے اور ساتہہ حاضر ضامن ہونے کے قائل ہین جمہور اور جو لوگ اُسکے قائل ہین انکو اسمین اختلاف نہین کہ اگر مکفول ساتہہ حد قصاص کے غائب ہوجاوے یا مرجاوے تو ضامن پر حد نہین بخلاف دین کے اور ان دونو کے درمیان فرق یہ ہے کہ ضامن جب مال ادا کریگا تو واجب ہوگا واسطے اُسکے صاحب مال پر مثل اسکی وَقَالَ حَمَّادٌ اِذَا تَكَفَّلَ بِنَفْسٍ فَمَاتَ فَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ وَقَالَ الْحَكَمُ یَضْمَنُ یعنے اور حماد نے کہا کہ اگر نفس کا ضامن ہو یعنے کہ مین اسکو حاضر کرونگا اور مکفول مرجاوے تو ضامن پر کچھ نہین اور حکم نے کہا کہ وہ ضامن ہوتا ہے یعنے اس مال کا کہ مکفول کے ذمے تہا ف اور یہی قول ہے جمہور کا کہ وہ مال کا ضامن ہوتا ہے وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر رجلا من بنی اسرائیل سأل بعض بنی اسرائیل ان یسلفہ
الف دینار فقال ائتنی بالشہداء اشہدہم فقال کفی باللہ شہیدا فقال فأتنی بالکفیل
قال کفی باللہ کفیلا قال صدقت فدفعہا الیہ الی اجل مسمی فخرج فی البحر فقضی حاجتہ
ثم التمس مرکبا یرکبہا یقدم علیہ للاجل الذی اجلہ فلم یجد مرکبا فاخذ خشبۃ فنقرہا
فادخل فیہا الف دینار وصحیفۃ منہ الی صاحبہ ثم زجج موضعہا ثم اتی بہا الی البحر فقال
اللہم انک تعلم انی تسلفت فلانا الف دینار فسألنی کفیلا فقلت کفی باللہ کفیلا
فرضی بک وسألنی شہیدا فقلت کفی باللہ شہیدا فرضی بک وانی جہدت ان
اجد مرکبا ابعث الیہ الذی لہ فلم اقدر وانی استودعکہا فرمی بہا فی البحر
حتی ولجت فیہ ثم انصرف وہو فی ذلک یلتمس مرکبا یخرج الی بلدہ فخرج الرجل
الذی کان اسلفہ ینظر لعل مرکبا جاء بمالہ فاذا بالخشبۃ التی فیہا المال فاخذہا
لاہلہ حطبا فلما نشرہا وجد المال والصحیفۃ ثم قدم الذی کان اسلفہ فاتی بالالف
دینار فقال واللہ ما زلت جاہدا فی طلب مرکب لآتیک بمالک فما وجدت مرکبا
قبل الذی اتیت فیہ قال ہل کنت بعثت الی شیئا قال اخبرک انی لم اجد مرکبا قبل الذی
جئت بہ قال فان اللہ قد ادی عنک الذی بعثت فی الخشبۃ فانصرف بالالف دینار
راشدا۔ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ بنی اسرائیل کی قوم
میں سے ایک مرد نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں تو اس نے کہا کہ میرے
پاس گواہوں کو لا کہ انکو قرض کا گواہ کروں تو اس نے کہا کہ خدا کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے سو قرض
دینے والے نے کہا کہ تو کوئی ضامن ہی کو لا اس نے کہا کہ خدا کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے اس نے
کہا کہ تو سچ کہتا ہے سو اسکو ہزار اشرفیاں ایک مدت معلوم کے وعدے پر دیں سو وہ سوداگری کے واسطے
سمندر کے سفر میں گیا سو اپنے کام سے فراغت پا چکا پھر اس نے جہاز کی تلاش کی تا اس پر سوار ہو کر مدت
مقرر کے اندر قرضخواہ پاس آوے تو اس نے کوئی جہاز نہ پایا تو ایک لکڑی کو لیکر کریدا پھر اس میں ہزار
اشرفیوں کو بھر دیا اور اپنا ایک خط قرضخواہ کے نام کا اس میں ڈالا پھر کریدنے کی جگہ کو خوب بند کیا اور اسکو
سمندر پر لے آیا پھر کہا کہ الہی تو جانتا ہے کہ میں نے فلانے سے ہزار اشرفیاں قرض لی تھیں تو اس نے مجھ سے
ضامن مانگا تھا تو میں نے کہا تھا کہ خدا کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے سو وہ تیری ضامنی سے راضی ہو گیا
تھا پھر اس نے مجھ سے گواہ مانگا تھا تو میں نے کہا کہ خدا کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے سو وہ تیری گواہی سے

رہنی ہوگیا تہا اور مینے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز پاؤن یعنے تا اسکا قرض ادا کرون سو مینے نہ پایا
اب مین تجھکو یہ لکڑی امانت سپرد کرتا ہون پہر اُسکو سمندر مین ڈالدیا یہانتک کہ وہ ڈوب گئی پہر وہان
سے پلٹ آیا اور وہ لوٹنے کے وقت بہی جہاز کی تلاش مین تہا تا اُسکے شہر کو جاوے سو جس مرد نے
قرض دیا تہا وہ دیکہنے کو نکلا کہ شاید کوئی جہاز اسکا مال لایا ہو سو اُس نے اچانک اُس لکڑی کو دیکہا
جسمین اسکا مال تہا سو اُس کو اپنے گہر والون کے جلانے کے واسطے لیا تو جب اسکو چیرا تو مال اور خط
کو پایا پہر کچھ مدت کے بعد وہ قرض لینے والا آیا اور ہزار اشرفیان لایا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی مین ہمیشہ
جہاز کی تلاش مین کوشش کرتا رہا کہ مین تیرے پاس تیرا مال لاؤن سو اس وقت کے آنے سے پہلے مین نے
کوئی جہاز نہ پایا تو قرض دینے والے نے کہا کہ کیا تو نے کچھ میرے پاس بہیجا تہا اُس نے کہا کہ مین تجھکو خبر
دیتا ہون کہ مینے اپنے آنے سے پہلے کوئی جہاز نہ پایا قرض دینے والے نے کہا سو البتہ خدا نے تیری
طرف سے جو مال کہ تو نے لکڑی مین بہیجا تہا سو پہونچا دیا سو اب تو اپنی ہزار اشرفیان لیکر خیریت سے
پہر جا **ف** کہتے ہین کہ جس نے قرض دیا تہا وہ نجاشی حبشہ کا بادشاہ تہا اور نسبت اسکی طرف
بنی اسرائیل کی اس سبب سے ہے کہ وہ اُنکے تابع تہا نہ یہ کہ وہ انکی نسل سے تہا اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ جائز ہے مقرر کرنا مدت کا قرض دین اور واجب ہے پورا کرنا اسکا اور بعضے کہتے ہین کہ واجب نہین
بلکہ وہ معروف کے باب سے ہے اور یہ کہ جائز ہے حدیث بیان کرنی اُس چیز سے کہ واقع ہوئی بنی اسرائیل
وغیرہ مین عجائب سے واسطے نصیحت لینے اور پیروی کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے سوار ہونا دریا مین اور تجارت
کرنی بیچ اُسکے اور یہ کہ کاتب پہلے اپنا نام لکہے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا گواہ کا قرض مین اور ضامن طلب
کرنا ساتھ اُسکے اور یہ کہ خدا پر توکل کرنے کی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ جسکا توکل صحیح ہو اُسکی مدد کا
خدا ضامن ہوتا ہے اور وجہ دلالت کرنے اُسکے کی کفالہ پر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ
کو ذکر کیا اور اُسکو برقرار رکہا اور سوائے اسکے نہین کہ ذکر کیا اُسکو واسطے کہ اُسکی پیروی کیجاوے نہین تو
اُسکے ذکر کرنے کا کچھ فائدہ نہ تہا (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ
نَصِيْبَهُمْ یعنے باب ہے بیچ بیان حکم مضمون اس آیت کے کہ جنسے قرار باندہا تمنے دو انکو حصہ انکا **ف** جب
مہاجرین مدینے مین آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے اور انصار کے درمیان برادری کردی
اور ایک کو دوسرے کا بہائی بنایا تو مہاجرین اور انصار نے ایک دوسرے سے عہد کیا کہ خون میرا خون
تیرا ہے اور تو میرا وارث ہوگا اور مین تیرا وارث ہونگا سو مرنے کے بعد وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تہے
اور ناتے دار محروم رہتے تہے پہر یہ حکم منسوخ ہوا اور ناتے دار وارث قرار پائے **حَدَّثَنَا** الصلت

ابن محمد ثنا ابو اسامۃ عن ادریس عن طلحۃ ابن مصرف عن سعید بن جبیر عن ابن عباس و
لکل جعلنا موالی قال ورثۃ والذین عاقدت ایمانکم کان المھاجرون لما قدموا المدینۃ
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرث المھاجر الانصاری دون ذوی رحمہ للاخوۃ التی
اخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینھم فلما نزلت ولکل جعلنا موالی نسخت ثم قال
والذین عاقدت ایمانکم الا النصر والرفادۃ والنصیحۃ وقد ذھب المیراث ویوصی
لہ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر مین کہ واسطے ہر کسی کے ٹھیرا دیئے ہمنے وارث ابن
عباس رض نے کہا کہ موالی کے معنے وارث ہین اور والذین عاقدت ایمانکم کی تفسیر مین کہا کہ جب مہاجرین
ہجرت کرکے مدینے مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا سوائے
اپنی قرابتی کے واسطے اس برادری کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے درمیان کرادی تھی سو جب
یہ آیت اُتری کہ ہمنے ہر کسی کے وارث ٹھیرا دیئے ہین تو پہلی آیت منسوخ ہوگئی یعنے والذین عقدت
ایمانکم۔ پھر ابن عباس رض نے کہا کہ مستثنے ہے اس حکم منسوخ سے مدد کرنی اور سلوک کرنا اور خیرخواہی کرنی
اور دور ہوا حکم میراث کا اور وصیت کیجاوے واسطے اسکے یعنے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برادری
کرانے کے سبب سے وارث ہوتا تھا **ف** اور مقصود اسجگہ اشارت ہے طرف اسکی کہ کفالہ لازم کرنا مال کا ہی
اوپر اپنے بغیر عوض کے بطور استحباب کے بس لازم ہوگا جیسا کہ لازم ہوتا ہے استحقاق میراث کا ساتھ
قسم کے جو منعقد کی ہے اوپر وجہ استحباب کی اور ابوداؤد نے عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت
کی ہے کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے مرد سے قسم کھاتا تھا جنکے درمیان نسب نہوتی تھی سو وہ ایک
دوسرے کا وارث ہوتا تھا سو منسوخ کیا اس حکم کو اس آیت نے واولی الارحام بعضھم اولی
ببعض فی کتاب اللہ (فتح) **حدثنا** قتیبۃ ثنا اسمعیل بن جعفر عن حمید عن انس قال
قدم علینا عبد الرحمن بن عوف فاخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینہ وبین سعد
ابن الربیع ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ جب عبد الرحمن بن عوف ہمارے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکے اور سعد بن ربیع کے درمیان برادری کرائی **ف** اور غرض اس سے ثابت کرنا قسم کا
ہے اسلام مین اور یہ پوری حدیث بیوع مین گذر چکی ہے (فتح) **حدثنا** محمد بن الصباح ثنا
اسمعیل بن زکریا ثنا عاصم قال قلت لانس بن مالک ابلغک ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا حلف فی الاسلام فقال قد حالف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین قریش
والانصار فی داری ترجمہ عاصم رض سے روایت ہے کہ مینے انس رض سے کہا کہ کیا تجھکو یہ حدیث پہونچی ہے

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ کفر کی قسم اور عہد و پیمان کا اسلام مین کچھ اعتبار نہین تھ اُس نے کہا
کہ حلف دی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درمیان قریش کے اور انصار کے بیچ گھر میرے **ف** یعنے انکو
درمیان برادری کرائی **ف** حلف کو اسنے عہد کے ہین اور اُسکے معنے یہ ہین کہ معہد کرین آپسمین لوگ
اسلام مین ان چیزون پر جنپر جاہلیت سے پہلے عہد کیا کرتے تھے اور گویا کہ عاصم نے اشارت کی ہے ساتہ
اسکے طرف اسحدیث کی جو مسلم مین جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین
ہے حلف اسلام مین اور جس نے جاہلیت کے وقت عہد پیمان کیا ہو تو نہین زیادہ کرتا ہے اُسکو اسلام
مگر مضبوطی اور طبری نے کہا کہ وہ چیز کہ استدلال کیا ہے ساتھ اُسکے انس نے اوپر ثابت کرنے حلف
کے نہین مخالف ہے نفی کو جو جبیر بن مطعم کی حدیث مین ہے اسواسطے کہ برادری مذکور اول ہجرت مین
تھی اور اسکے سبب سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے پھر اس سے میراث منسوخ ہوئی اور باقی رہی وہ چیز
جسکو قرآن نے باطل نہ کیا اور وہ حق پر مدد کرنی ہے اور ظالم کو ظلم سے روکنا مین کہتا ہون کہ معلوم
ہوئی ساتہ اسکے وجہ وارد کرنے دونو حدیثون انس رض کی ساتہ حدیث ابن عباس رض کے اور خطابی نے
کہا کہ ابن عیینہ رح نے کہا حالف بینہم یعنے برادری کرائی درمیان اُنکے اسکی مراد یہ ہے کہ کفر کی حالت
مین حلف کرنے کے معنے اور اسلام مین برادری کرنے کے معنے ایک ہین لیکن وہ اسلام مین جاری ہے
احکام دین پر اور اُسکی حدونپر اور جاہلیت کی حلف جاری تھی اُس چیز پر کہ تھے تواضع کرتے اُسکو آپسمین ساتھ
فکرون اپنی کے سو جو چیز اُس سے اسلام کے حکم کے مخالف تھی وہ باطل ہوئی اور جو باقی تہا اپنے حال پر
رہا (فتح) **باب** مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْنًا فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَّرْجِعَ وَبِهٖ قَالَ الْحَسَنُ جو مردے کی
طرف سے قرض کا ضامن ہو تو اُسکو ضمانت سے پھرنا جائز نہین اور ساتہ اسی کے قائل ہے حسن بصری رح
ف یہ جو کہا کہ اُسکو پہرنا جائز نہین تو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ ضمانت سے پھرنا جائز نہین بلکہ وہ لازم ہے
واسطے اُسکے اور قرار پا چکا ہے حق اُسکے ذمہ مین اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ نہین جائز ہے اُسکو یہ کہ رجوع
کرے ترکہ مین بقدر اُس چیز کے کہ ضامن ہوا تہا ساتہ اُسکے اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتہ مقصود اُسکے
(فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ
بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَصَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْ
قَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ **ترجمہ** سلمہ بن اکوع رض سے روایت ہے کہ لوگ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پاس ایک جنازہ لائے تاکہ آپ اسپر نماز پڑہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

کیا اسپر قرض ہے لوگون نے کہا کہ نہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکا جنازہ پڑہا پہر لوگ ایک اور جنازہ لائی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اُسپر قرض ہے لوگون نے کہا کہ ہان فرمایا پس نماز پڑہو اپنے ساتھی پر ابو قتادہ رہ نے کہا کہ یا حضرت اُسکا قرض میرے ذمہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسپر بھی نماز پڑہی **ف** یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اور وجہ استدلال کی یہ ہی کہ اگر ابو قتادہ کو ضمانت سے پہرنا جائز ہوتا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرضدار پر نماز نہ پڑہتے یہان تک کہ ابو قتادہ اُسکا قرض ادا کر دیتے واسطے اس احتمال کے کہ شاید پہر جاوے تو اسکی یہ صورت ہوتی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرضدار پر نماز پڑہی ہے جسکا قرض باقی تہا تو معلوم ہوا کہ اُسکو پہرنا جائز نہین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے ضمانت اسچیز کے کہ میت پر ہے قرض سے اور نہین چہوڑا اُس نے اسقدر مال کہ اُس سے قرض ادا ہو سکے اور یہی قول ہے جمہور کا برخلاف ابو حنیفہ رہ کے اور مبالغہ کیا ہے طحاوی نے جمہور کے قول کی مدد کرنے مین (فتح) **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا عَمْرٌو وَسَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِئْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا ترجمہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آویگا تو مین تجہکو دونگا اسطرح اور اسطرح یعنے تین بہر بہر دونگا سو بحرین کے ملک سے مال نہ آیا یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا پہر جب بحرین کا مال آیا تو ابو بکر رض نے لوگون کو پکارا کہ جس سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا جسکا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو تو چاہیئے کہ وہ ہمارے پاس آوے کہ ہم اُسکا حق ادا کرین سو مین ابو بکر رض کے پاس آیا سو مینے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اسطرح اسطرح فرمایا تہا سو اُنہون نے مجھکو دو لپین بہر کر دین سو مینے ان درہمون کو گنا تو ناگہان وہ پانچ سو درہم تھے پہر ابو بکر رض نے کہا کہ ہزار درہم اور گن لے **ف** اور ایک روایت مین تین بار کا ذکر آیا ہے اور جابر نے اپنے دونو تین بار کہولی اور ساتھ اسی کے ظاہر ہوگی مناسبت قول اُسکی کی آخر حدیث مین کہ مینے انکو گنا تو اچانک وہ پانچسو درہم تھے پہر کہا کہ ہزار درہم اور گن لے اور پوری شرح اسکی آیندہ آویگی اور وجہ داخل ہونے اسکے کی ترجمہ مین یہ ہے کہ جب صدیق اکبر رض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام

ہوئی تو ضامن ہوئی ساتھہ اسچیز کے جو حضرت صلی اللہ وسلم پر تہا حق واجب یا مستحب سے سو جب صدیق اکبر نے
اُسکو اپنے اوپر لازم کر لیا تو انکو لازم ہوا یہ کہ ادا کرین تمام وہ چیز جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تہی
قرض سے یا وعدے سے اور تہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوست رکہتے پورا کرنے وعدے کو سو ابو بکرؓ
نے اُسکو جاری کیا اور بعضے شافعیہ کہتے ہین کہ یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر واجب تہا واسطے
دلیل اس حدیث کے اور نہین دلالت ہے بیچ سیاق اُسکے کے اوپر خصوصیت کی اور نہ اوپر وجوب کے
اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد کا اصحاب ہین سے اگرچہ اسمین راوی کا اپنا فائدہ ہو اسواسطے
کہ ابو بکر رضہ نے جابر سے اُسکے دعوی کی صحت پر گواہ طلب کیا اور احتمال ہے کہ ابو بکر رضہ کو اسکا علم ہو
اور اپنے علم سے اُسکے واسطے حکم کیا ہو پس استدلال کیا جاتا ساتھہ اسکے اوپر جواز مثل اُسکی کے
واسطے حاکم کے (فتح) **بَابُ** جِوَارِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ
عَقْدِهٖ باب ہے بیچ بیان مین امان دینے کافر کے صدیق اکبر کو بیچ زمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
اور عہد کرنے ابو بکر رضہ کے **ف** جوار سے مراد ذمہ اور امان ہے **حَدَّثَنَا** یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا
اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلَّا وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ
اَبُوْ صَالِحٍ ثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ
لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلَّا وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ وَلَمْ یَمُرَّ عَلَیْنَا یَوْمٌ اِلَّا یَاْتِیْنَا فِیْهِ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَیِ النَّهَارِ بُکْرَۃً وَّعَشِیَّۃً فَلَمَّا ابْتُلِیَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ اَبُوْ بَکْرٍ
مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَۃِ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ بَرْکَ الْغِمَادِ لَقِیَهُ ابْنُ الدَّغِنَۃِ وَهُوَ سَیِّدُ الْقَارَۃِ
فَقَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ یَا اَبَا بَکْرٍ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اَخْرَجَنِیْ قَوْمِیْ وَاَنَا اُرِیْدُ اَنْ اَسِیْحَ فِی الْاَرْضِ وَ
اَعْبُدَ رَبِّیْ قَالَ ابْنُ الدَّغِنَۃِ اِنَّ مِثْلَكَ لَا یَخْرُجُ وَلَا یُخْرَجُ فَاِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ
وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ وَاَنَا لَكَ جَارٌ
فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَۃِ فَرَجَعَ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ فَطَافَ فِیْ اَشْرَافِ
کُفَّارِ قُرَیْشٍ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ لَا یَخْرُجُ مِثْلُهٗ وَلَا یُخْرَجُ اَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا یَكْسِبُ
الْمَعْدُوْمَ وَیَصِلُ الرَّحِمَ وَیَحْمِلُ الْكَلَّ وَیَقْرِی الضَّیْفَ وَیُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ فَاَنْفَذَتْ
قُرَیْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَۃِ وَاٰمَنُوْا اَبَا بَکْرٍ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَۃِ مُرْ اَبَا بَکْرٍ فَلْیَعْبُدْ رَبَّهٗ
فِیْ دَارِهٖ فَیُصَلِّ وَلْیَقْرَاْ مَا شَاءَ وَلَا یُؤْذِیْنَا بِذٰلِكَ وَلَا یَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَاِنَّا قَدْ خَشِیْنَا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا پورا کرنا ضروری

اَنْ یَّفْتِنَ اَبْنَآءَنَا وَنِسَآءَنَا قَالَ ذٰلِکَ ابْنُ الدَّغِنَۃِ لِاَبِیْ بَکْرٍ فَطَفِقَ اَبُوْبَکْرٍ یَعْبُدُ رَبَّہٗ فِیْ دَارِہٖ
وَلَا یَسْتَعْلِنُ بِالصَّلٰوۃِ وَلَا الْقِرَاءَۃِ فِیْ غَیْرِ دَارِہٖ ثُمَّ بَدَا لِاَبِیْ بَکْرٍ فَابْتَنٰی مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِہٖ
وَبَرَزَ فَکَانَ یُصَلِّیْ فِیْہِ وَیَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَیَتَقَصَّفُ عَلَیْہِ نِسَآءُ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَبْنَآءُھُمْ وَیَعْجَبُوْنَ
مِنْہُ وَیَنْظُرُوْنَ اِلَیْہِ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ رَجُلًا بَکَّآءً لَا یَمْلِکُ دَمْعَہٗ حِیْنَ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَاَفْزَعَ
ذٰلِکَ اَشْرَافَ قُرَیْشٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَاَرْسَلُوْا اِلَی ابْنِ الدَّغِنَۃِ فَقَدِمَ عَلَیْھِمْ فَقَالُوْا
لَہٗ اِنَّا کُنَّا اَجَرْنَا اَبَا بَکْرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّعْبُدَ رَبَّہٗ فِیْ دَارِہٖ وَاِنَّہٗ جَاوَزَ ذٰلِکَ فَابْتَنٰی مَسْجِدًا
بِفِنَآءِ دَارِہٖ وَاَعْلَنَ الصَّلٰوۃَ وَالْقِرَاءَۃَ وَقَدْ خَشِیْنَا اَنْ یَّفْتِنَ اَبْنَآءَنَا وَنِسَآءَنَا فَانْہَہٗ
فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ یَّقْتَصِرَ عَلٰٓی اَنْ یَّعْبُدَ رَبَّہٗ فِیْ دَارِہٖ فَعَلَ وَاِنْ اَبٰٓی اِلَّآ اَنْ یُّعْلِنَ ذٰلِکَ فَسَلْہُ
اَنْ یَّرُدَّ اِلَیْکَ ذِمَّتَکَ فَاِنَّا کَرِھْنَا اَنْ نُّخْفِرَکَ وَلَسْنَا مُقِرِّیْنَ لِاَبِیْ بَکْرٍ الْاِسْتِعْلَانَ قَالَتْ
عَائِشَۃُ فَاَتَی ابْنُ الدَّغِنَۃِ اَبَا بَکْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِیْ عَاقَدْتُّ لَکَ عَلَیْہِ فَاِمَّآ اَنْ
تَقْتَصِرَ عَلٰی ذٰلِکَ وَاِمَّآ اَنْ تَرُدَّ اِلَیَّ ذِمَّتِیْ فَاِنِّیْ لَآ اُحِبُّ اَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ اَنِّیْ اُخْفِرْتُ
فِیْ رَجُلٍ عَقَدْتُّ لَہٗ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنِّیْٓ اَرُدُّ اِلَیْکَ جِوَارَکَ وَاَرْضٰی بِجِوَارِ اللّٰہِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَئِذٍ بِمَکَّۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اُرِیْتُ
دَارَ ھِجْرَتِکُمْ رَاَیْتُ سَبْخَۃً ذَاتَ نَخْلٍ بَیْنَ لَابَتَیْنِ وَھُمَا الْحَرَّتَانِ فَھَاجَرَ مَنْ ھَاجَرَ
قِبَلَ الْمَدِیْنَۃِ حِیْنَ ذَکَرَ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ
بَعْضُ مَنْ کَانَ ھَاجَرَ اِلٰٓی اَرْضِ الْحَبَشَۃِ وَتَجَھَّزَ اَبُوْبَکْرٍ مُّھَاجِرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رِسْلِکَ فَاِنِّیْٓ اَرْجُوْٓ اَنْ یُّؤْذَنَ لِیْ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ ھَلْ تَرْجُوْ ذٰلِکَ بِاَبِیْ
اَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ اَبُوْبَکْرٍ نَفْسَہٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَصْحَبَہٗ وَ
عَلَفَ رَاحِلَتَیْنِ کَانَتَا عِنْدَہٗ وَرَقَ السَّمُرِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مین نے
اپنے ماں باپ کو ہرگز نہین پہچانا مگر کہ وہ دین اسلام کی پیروی کرتے تھے یعنے میرے ہوش سنبھالنے سے
پہلے ہی مسلمان ہوئے ہوئے تھے اور کوئی دن ہمپر نہ گذرتا تھا مگر کہ اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے
پاس آتے تھے یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز ہماری گھر مین آیا کرتے تھے صبح کو اور شام کو سو جب مسلمان
مصیبت مین مبتلا ہوئے یعنے کافرون نے انکو ایذا دی تو ابو بکر ہجرت کے ارادے پر حبشہ کی طرف
نکلے یہان تک کہ جب برک الغماد (نام ہے ایک جگہ کا یمن مین) مین پہونچے تو انکو ابن دغنہ ملا اور
وہ قبیلے قارہ کا سردار تھا تو اُسنے کہا کہ ای ابو بکر تو کہان کا ارادہ کرتا ہے تو ابو بکر نے کہا کہ میری

قوم نے مجھکو نکالدیا اور مین چاہتا ہون کہ زمین مین سیر کرون اور اپنے رب کی عبادت کرون تو ابن دغنہ نے
کہا کہ مقرر تیرے جیسا آدمی لائق نہین کہ نکلے یا نکالا جاوے اسواسطے کہ مقرر تو فقیر کی مدد کرتا ہے اور برادر
پروری کرتا ہے اور عیال کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور حق کے حادثون پر یعنے مصیبتون
مین لوگون کی مدد کرتا ہے اور مین تجھکو امان دیتا ہون سو تو پلٹ چل اور عبادت کر اپنے رب کی اپنے
شہر مین سو ابن دغنہ نے کوچ کیا اور ابو بکر رض کے ساتھ پھرا اور کفار قریش کے رئیسون مین گھوما تو اُس نے
اُنکو کہا کہ ابو بکر رض جیسا آدمی نہ نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے کیا تم ایسے مرد کو نکالتے ہو کہ فقیر کی مدد کرتا
ہے اور برادر پروری کرتا ہے اور بار عیال کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور حق کے حادثون
مین یعنے مصیبتون مین لوگون پر مدد کرتا ہے تو قریش نے ابن دغنہ کی امان جائز رکھی اور ابو بکر رض کو
امان دی اور ابن دغنہ سے کہا کہ ابو بکر رض کو حکم کر کہ اپنے گہر مین اپنے رب کی عبادت کرے اور نماز پڑھے
اور جو چاہے پڑھے اور نہ ایذا دے ہمکو ساتھ نماز اور قرارت کے اور نہ اُسکو بلند آواز سے پڑھے اسواسطے
کہ ہم ڈرتے ہین کہ ہمارے لڑکون اور ہماری عورتون کو فتنے مین ڈالے تو ابن دغنہ نے یہ بات ابو بکر رض سے
کہی سو ابو بکر رض اپنے گہر مین اپنے رب کی عبادت کرنے لگا اور اپنے گہر کے سوا اور جگہ مین اپنی نماز اور
قرارت کو پکار کر نہ پڑھتا تھا پھر ابو بکر رض کو مسجد بنانے کا خیال آیا تو اُس نے اپنے گہر کے صحن مین مسجد بنائی
سو وہ اسمین نماز اور قرآن پڑھا کرتا تھا اور مشرکون کی عورتین اور لڑکے اُسپر ہجوم کرتے تھے اور اُس سے خوش
ہوتے تھے اور اُسکو دیکھتے تھے اور ابو بکر رض بہت رونے والے مرد تھے قرآن پڑھنے کے وقت اپنے آنسون کو
روک نہ سکتے تھے تو کفار قریش کے رئیس اس سے گھبرائے کہ مبادا اہل بچے مسلمان نہ ہو جاوین تو
اُنہون نے کسی کو ابن دغنہ کے پاس بھیجا وہ اُن پاس آیا تو انہون نے کہا کہ ہمنے ابو بکر رض کو امان دی تھی اس
شرط پر کہ وہ اپنے گہر مین اپنے رب کی عبادت کرے اور وہ اس عہد سے بڑھ گیا سو اُس نے اپنے گہر کے
صحن مین مسجد بنائی ہے اور نماز اور قرارت پکار کر پڑھتا ہے اور ہمنے خوف کیا کہ ہمارے بچون اور عورتون
کو فتنے مین ڈالے سو تو اُس پاس جا سو اگر وہ چاہے کہ صرف اپنے گہر مین اپنے رب کی عبادت کرے
تو کرے اور اگر نہ مانے اور یہ کہ اسکو پکار کر پڑھے تو اُس سے سوال کر کہ تیرا ذمہ تجھکو پھیر دے اسواسطے کہ ہم برا
جانتے ہین اسکو کہ تیرا عہد توڑین اور نہین ہم اقرار کرنے والے واسطے ابو بکر رض کے پکار کر پڑھنے کو عائشہ
نے کہا سو ابن دغنہ ابو بکر رض کے پاس آیا اور کہا کہ تو جانتا ہے وہ چیز کہ جسپر مینے تیرے واسطے عہد کیا تھا پس یا
تو اُسپر اقتصار کر اور یا میرا ذمہ مجھکو پھیر دے اسواسطے کہ مین نہین چاہتا یہ کہ عرب کے لوگ سنین کہ عہد توڑا گیا
مین ایک مرد کے حق مین جسکے واسطے مین نے ذمہ کیا تھا ابو بکر رض نے کہا کہ مین تیری امان تجھکو پھیر دیتا

ہون اور اللہ کی امان کے ساتھ راضی ہوتا ہون اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس دن مکے مین تھے سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ہجرت کا گھر مجھکو خواب مین دکھلایا گیا دیکھی مینے زمین شور کھجورون
والی درمیان دو پتھریلی زمینون کے سو ہجرت کی جس نے ہجرت کی طرف مدینے کی جبکہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے یہ ذکر کیا اور رجوع کیا طرف مدینے کی بعض اُس شخص سے جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور
ابو بکر رضہ نے بھی ہجرت کی ارادے سے سامان تیار کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیر جا جلدی نہ کر
اسواسطے کہ مین امید رکھتا ہون کہ مجھکو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے تو ابو بکر رضہ نے کہا کہ کیا آپ
بھی اسکی امید رکھتے ہین میرے مان باپ آپ پر قربان ہون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان
سو صدیق اکبر رضہ نے اپنی نفس کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر روکا تاکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہون
اور صدیق اکبر رضہ نے اپنی دو نو اونٹون کو جو اُنکے پاس تھے چار مہینے ببول کے پتے کھلائے **ف** اور غرض
اس حدیث سے اس جگہ راضی ہونا صدیق اکبر رضہ کا ہے ساتھ امان ابن دغنہ کے اور برقرار رکھنا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اُنکو اوپر اُسکے اور وجہ داخل ہونے اُسکے کی کفالہ مین یہ ہے کہ وہ لائق ہے ساتھ
کفالہ بدنون کے اسواسطے کہ جس نے اُسکو امان دی تھی گویا کہ وہ ضامن ہوا تھا ساتھ جان مجار کے
(فتح) **حدثنا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ
فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ وَفَاءً صَلّٰى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ
صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ
تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس مردہ آدمی لایا جاتا تھا جسپر قرض ہوتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پوچھتے تھے کہ کیا اُس نے ادا قرض کے واسطے تجہیز و تکفین سے زیادہ کچھ چھوڑا ہے سو اگر کوئی آپ سے بیان
کرتا کہ اُس نے اسقدر مال چھوڑا ہے کہ اُس سے قرض ادا ہو جاویگا تو اسکا جنازہ پڑھتے اور نہین تو
مسلمانون کو کہتے کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو سو جب خدا نے آپ پر فتوحین کھولین تو فرمایا کہ مین لائق تر
ہون ساتھ مسلمانون کے انکی جانون سے یعنے ہر چیز مین امور دین اور دنیا سے شفقت میری اُنپر
زیادہ ہے شفقت کرنے اُنکے سے اپنی جانون پر سو جو کوئی مسلمانون سے مرے اور قرض چھوڑ جاوے
تو اُسکے قرض کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑ جاوے تو وہ اُسکے وارثون کے واسطے ہے **ف**
بعض نسخون مین اسحدیث کے پہلے باب ہے بغیر ترجمہ کے اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے اسمعیلی نے اور

ابن بطال نے اس حدیث کو باب من تکفل الخ کے اخیر مین بیان کیا ہے اور یہی بات لائق تر ہے اس
واسطے کہ اس حدیث کو حوالہ ابی بکر رض کے ساتھہ کچھہ تعلق نہین اور جس نے باب الدین کے ساتھہ یا باب الدین
ہے تو یہ بعید ہے اس واسطے کہ لائق اُسکے ساتھہ یہ تہا کہ کتاب القرض مین ہوتا اور ایک روایت مین ضیاع
کا لفظ زیادہ ہے خطابی نے کہا کہ وہ وصف ہے واسطے اُس شخص کے کہ پیچھے چھوڑے اسکو مردہ یعنی
چھوڑے ذو ضیاع کو یعنی جنکے پاس کچھہ نہو اور یہ جو فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو وہ اسکے وارثون کے واسطے
ہے تو اسکی بحث کتاب الفرائض مین آویگی اور علماء کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرضدار مردے
کا جنازہ نہ پڑہا تو یہ اس واسطے تہا کہ لوگون کو اپنی زندگی مین قرض ادا کرنے کی رغبت پیدا ہو تاکہ وہ اُس سے
براءۃ حاصل کرین تاکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز اُنسے فوت نہو اور کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو قرضدار مردے پہ نماز پڑہنی حرام تھی یا جائز اسمین دو قول ہین نووی نے کہا کہ ٹہیک بات یہی کہ جائز تھی
باوجود ضامن کے جیسا کہ مسلم کی حدیث مین ہے اور قرطبی نے حکایت کی ہے کہ جو قرض لیکر ناجائز کام مین
خرچ کرتا تہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکا جنازہ نہ پڑہتے تھے اور جو قرض لیکر جائز کام مین خرچ کرتا تہا
اُسکا جنازہ پڑہتے تھے اور اسمین نظر ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث تعمیم پر دلالت کرتی ہے چنانچہ فرمایا
کہ جو مر جاوے اور اُسپر قرض ہو یعنی خواہ قرض لیکر جائز کام مین خرچ کیا ہو یا ناجائز مین اور اگر حال مختلف
ہوتا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکو بیان کرتے ہان ابن عباس رض کی حدیث مین آیا ہے کہ جب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اُسپر نماز پڑہنے سے باز رہے تو آپکے پاس جبرئیل آئے تو کہا کہ ظالم تو قرضون مین وہ
ہے کہ جو زنا اور اسراف مین قرض اٹہاوے اور ایسے حرام سے بچنے والا عیالدار سو مین اُسکا ضامن ہون
اسکی طرف سے ادا کرونگا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسپر نماز پڑہی اور یہ حدیث ضعیف ہے
اور حازمی نے کہا کہ متابعات مین اُسکا کچھہ ڈر نہین اور اسمین یہہ بات نہین کہ تفصیل مذکور ہمیشہ تھی بلکہ
اُسمین تو صرف یہ ہے کہ وہ اُسکے بعد عارض ہوئی اور یہ کہ یہی سبب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
قول کا کہ جو قرض چھوڑے تو میرے ذمے ہے ادا کرنا اُسکا اور یہ قرض کا ادا کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر واجب تہا یا نہین اسمین دو قول ہین اور ابن بطال نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول
کہ اسکا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو یہ ناسخ ہے واسطے ترک کرنے نماز کے قرضدار مردے پر اور یہ جو فرمایا
کہ اسکا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو مراد ادا کرنا اُس مال سے ہے جو آپکو خدا غنیمتون اور صدقات سے دیگا
اور اسی طرح لازم ہے ہر حاکم مسلمان کو یہ کہ کرے یہ کام ساتھہ مردے قرضدار کے اور نہین تو اسپر گناہ ہے
اگر مردے کا بیت المال مین حق ہو تو اُس سے سب قرض ادا کرے نہین تو بقدر حصے اُسکے

بسم الله الرحمن الرحيم كتاب الوكالة وكالة الشريك الشريك في
القسمة وغيرها كتاب ہے وکالت کے بیان مین **ف** وکالت کے معنے سپرد کرنا کام کا ہے دوسرے
کو اور اسکو اسکا محافظ کرنا اور شرع مین اسکے معنے قائم کرنا ایک مرد کا ہے دوسرے کو اپنی جگہ
مین یعنے اپنا نائب کرنا مطلق ہو یا مقید یعنے خواہ سب کامون مین ہو یا خاص ایک کام مین (فتح)
وقد اشرك النبي صلى الله عليه وسلم عليا في هديه ثم امره بقسمتها یعنے تحقیق
شریک کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو اپنی قربانی مین پھر حکم کیا انکو ساتھ بانٹنے اُنکے کو فقیرون
پر **ف** یہ دو ٹکڑے ہین دو حدیثون کے کہ ایک حج مین گذر چکی ہے اور ایک آئندہ آویگی اور مقصود اُس سے
اس جگہ ظاہر ہے بیچ اسیچیز کے کہ باب باندہا ہے واسطے اُسکے بیچ بانٹنے گوشت کو اور یہ حکم کہا کہ غیر بانٹنے
مین تو بکڑا جاتا ہے اُس سے بطور الحاق کے یعنے اُسکا بھی یہی حکم ہے (فتح) **حدثنا**
قبيصة ثنا سفيان عن ابن ابي نجيح عن مجاهد عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن علي
قال امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اتصدق بجلال البدن التي نحرت و
بجلودها ترجمہ علی مرتضے رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حکم کیا کہ ذبح کیے ہوئے
اونٹون کی جھولون اور کہالون کو خیرات کرون یعنے فقیرون پر تقسیم کرون **ف** یہ حدیث پوری اور
اُسکی شرح کتاب الحج مین پہلے گذر چکی ہے اور مقصود اُس سے اسجگہ ظاہر ہے بیچ اسیچیز کے کہ باب باندہا
ہے واسطے اُسکے قسمت مین (فتح) **حدثنا** عمرو بن خالد ثنا الليث عن يزيد عن ابي الخير
عن عقبة بن عامر ان النبي صلى الله عليه وسلم اعطاه غنما يقسمها على صحابته فبقي
عتود فذكره للنبي صلى الله عليه وسلم فقال ضح به انت **ترجمہ** عقبہ رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بکریان دین کہ انکو آپکے یارون پر تقسیم کرے سو بکری کا ایک بچہ باقی
رہا تو اُس نے اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ
اسکو تو قربانی کرلے **ف** اور موافق ترجمہ کے اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ آپنے اُسکو فرمایا کہ اسکو تو قربانی
کرلے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تہے کہ اُسکے واسطے بھی اس قسمت مین حصہ ہے تو گویا
کہ وہ انکا شریک تہا اور اسی نے بکریون کو اُنکے درمیان تقسیم کیا تہا اور ابن منیر نے ایک اور احتمال نکالا
ہے اور وہ یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہبہ کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ہر ایک کے مقسوم فیہم سے
وہ چیز کہ پہنچے طرف ہر ایک کی پس نہ ثابت ہوگی شرکت اور جواب دیا کہ بیان کیا بخاری نے حدیث
کو قربانیون مین دوسرے طریق سے ساتھ اس لفظ کے کہ اُس نے اُنکے درمیان قربانیان تقسیم کین

تو معلوم ہوا کہ آپنے اُن بکریون کو قربانی کے واسطے معین کیا تہا پہر وہ سب کی سب اکٹہین اُن کو بخشدین پہر عقبہ کو اُنکے تقسیم کرنے کا حکم کیا پس صحیح ہوگا استدلال ساتہہ اسکے واسطے اُسچیز کے کہ باب باندہا واسطے اُسکے اور ابن بطال نے کہا کہ شریک کی وکالت جائز ہے جیسا کہ جائز ہے شرکت وکیل کی مین اسمین اختلاف نہین جانتا اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتہہ حدیث علی رض کے اوپر جواز سپرد کرنے امر کے طرف رای شریک کی اور تعاقب کیا ہی اُسکا ابن تین نے ساتہہ اسکے کہ احتمال ہی کہ معین کیا ہو واسطے اسکے وہ شخص کہ دی اسکو جیسا کہ معین کیا واسطے اُسکے وہ چیز کہ دی اُسکو پس نہ ہوگی اسمین تفویض (فتح) **باب** اِذَا وَكَّلَ الْمُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِي دَارِ الْحَرْبِ اَوْ فِي دَارِ الْاِسْلَامِ جَازَ اگر مسلمان کافر حربی کو دار الحرب مین یا دار الاسلام مین وکیل بناوے تو جائز ہے **ف** یعنے جبکہ کافر حربی دار الاسلام مین امان کے ساتہہ ہو (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ كَاتَبْتُ اُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كِتَابًا بِاَنْ يَّحْفَظَنِيْ فِيْ صَاغِيَتِيْ بِمَكَّةَ وَاَحْفَظَهٗ فِيْ صَاغِيَتِهٖ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمٰنَ قَالَ لَا اَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ كَاتِبْنِيْ بِاسْمِكَ الَّذِيْ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَاتَبْتُهٗ عَبْدُ عَمْرٍو فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ خَرَجْتُ اِلٰى جَبَلٍ لِاُحْرِزَهٗ حِيْنَ نَامَ النَّاسُ فَاَبْصَرَهٗ بِلَالٌ فَخَرَجَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مَجْلِسِ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا اُمَيَّةُ فَخَرَجَ مَعَهٗ فَرِيْقٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فِيْ اٰثَارِنَا فَلَمَّا خَشِيْتُ اَنْ يَّلْحَقُوْنَا خَلَّفْتُ لَهُمْ اِبْنَهٗ لِيَشْغَلَهُمْ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ اَبَوْا حَتّٰى يَتْبَعُوْنَا وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيْلًا فَلَمَّا اَدْرَكُوْنَا قُلْتُ لَهٗ اُبْرُكْ فَبَرَكَ فَاَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِيْ لِاَمْنَعَهٗ فَتَخَلَّلُوْهُ بِالسُّيُوْفِ مِنْ تَحْتِيْ حَتّٰى قَتَلُوْهُ وَاَصَابَ اَحَدُهُمْ رِجْلِيْ بِسَيْفِهٖ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يُّرِيْنَا ذٰلِكَ الْاَثَرَ فِيْ ظَهْرِ قَدَمِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ يُوْسُفُ صَالِحًا وَّاِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ **ترجمہ** عبد الرحمن بن عوف رض سے روایت ہی کہ مینے امیہ بن خلف کو خط لکہا کہ میرے اہل اور مال کو کہ مکے مین ہے نگاہ رکھے اور نگاہ رکھون مین اسکی اہل اور مال کو کہ مدینے مین ہے سو جب مینے رحمن کا نام لیا یعنے اپنا نام عبد الرحمن لکہا تو اُس نے کہا کہ مین رحمن کو نہین پہچانتا بلکہ مجہکو اپنے اُس نام سے خط لکہہ کہ جاہلیت مین تہا سو مینے اسکو اپنے قدیمی نام عبد عمرو سے خط لکہا سو جب جنگ بدر کا دن ہوا تو مین پہاڑ کی طرف نکلا کہ اُسکو نگاہ رکہون یعنے اسکے خون کو بچاؤن جبکہ لوگ سو گئے سو بلال نے اسکو دیکہا سو وہ نکلا یہان تک کہ انصار کی ایک مجلس پر گذرا پس کہا کہ یہ امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچگیا تو مین خدا کے عذاب سے نجات نہ پاؤن گا تو انصار کا ایک گروہ

اُسکے ساتہہ ہماری پیچہے نکلا سو جب مین ڈرا کہ انصار ہمکو آلین تو مینے اُنکے واسطے اُنکے بیٹے کو پیچہے ڈالا تاکہ وہ انکو باز رکھے سو اُنہون نے اُسکو مار ڈالا پہر اُنہون نے نہ مانا یہانتک کہ ہماری پیچہے پڑین اور امیہ بہاری بدن والا مرد تہا سو جب وہ ہمارے پاس پہونچے تو مینے امیہ کو کہا کہ بیٹھ جا سو وہ بیٹھ گیا اور مینے اپنے تئین اسپر ڈالا تاکہ اُسکو اُنسے بچاؤن تو اُنہون نے میرے نیچے سے اُسکی طرف تلوارین داخل کین یہانتک کہ اُسکو مار ڈالا اور اُنمین سے ایک کی تلوار میرے پاؤن کو لگی اور عبدالرحمن ہمکو اپنے پاؤن کی پیٹھ پر اُسکا نشان دکہاتے تہے **ف** اور پورا قصہ اُسکا غزوہ بدر مین آویگا اور وجہ داخل ہونے اُسکے کی ترجمہ مین یہ ہے کہ عبدالرحمن بن عوف اور حالانکہ وہ مسلم تہا دار الاسلام مین سپرد کی طرف امیہ بن خلف کی اور وہ دار الحرب مین تہا وہ چیز کہ متعلق تہی ساتہہ کامون اُسکے کی اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اُسپر اطلاع ہوئی اور آپنے اسپر انکار نہ کیا ابن منذر نے کہا کہ اگر مسلمان کافر مستامن کو وکیل کرے یا حربی مستامن مسلمان کو وکیل کرے تو یہ بالاتفاق جائز ہے کسی کو اسمین اختلاف نہین (فتح) **بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الصَّرْفِ وَالْمِيْزَانِ** بیع صرف اور موزون مین وکالت کرنے کا بیان **ف** ابن منذر نے کہا کہ بیع صرف مین وکالت جائز ہے یہانتک کہ اگر ایک مرد کو درہمون مین صرف کرنے کے واسطے وکیل کرے اور دوسرے کو دینارون صرف کرنے کے لیئے وکیل کرے اور وہ دونو آپسمین ملین اور بیع صرف کرین معتبر ساتہہ شرط اپنی کے تو یہ جائز ہے (فتح) وَقَدْ وَكَّلَ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ فِي الصَّرْفِ یعنے اور وکیل کیا عمر اور ابن عمر رضی نے صرف مین یعنے بیع صرف مین **ف** سعید بن منصور نے انس رض سے روایت کی ہے کہ عمر رض نے اُسکو ایک برتن سونے سے ملمع کیا ہوا دیا اور کہا کہ اسکو لیجا اور بیچ ڈال تو اُس نے اسکو اُسکے دونے وزن سے ایک یہودی کے ہاتہہ بیچا تو عمر رض نے کہا کہ اُسکو پہیر دے تو یہودی نے کہا کہ مین تجھکو زیادہ مول دیتا ہون تو عمر رض نے کہا کہ نہین جائز ہے مگر ساتہہ برابر وزن کے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَاءَهُمْ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلٰثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَقَالَ فِي الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ ترجمہ ابو سعید اور ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا عامل کرکے بہیجا تو وہ وہان سے عمدہ کہجور جسکو جنیب کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچہا کہ کیا خیبر کی تمام کہجور ایسی عمدہ ہوتی ہے تو اُس نے کہا کہ ہم دو صاع ناقص کہجور کے

بدلے ایک صاع عمدہ کہجور لیتے ہین اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ تو پہلے بیچ ناقص کہجور کو چاندی کے درہمون سے بیچ ڈالا کر پھر درہمون سے عمدہ کہجور مول لیا کر اور تلنے کی چیزون مین بھی اسی طرح فرمایا یعنے ہر تلنے والی چیز کا یہی حکم ہے کہ ایک صاع کے بدلے دو صاع نہ بیچی جاوے بلکہ برابر بیچی جاوے اور مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہے واسطے سپرد کرنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کام اس چیز کا کہ ماپی جاوے اور تولی جاوے طرف غیر اپنے کی پس وہ بیچ معنے وکیل کے ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور ملحق ہوگی ساتھ اسکے صرف اور ابن بطال نے کہا کہ بیچنا اناج کا ہاتہون ہاتہہ مثل بیع صرف کی ہے برابر یعنے بیچ شرط ہونے اسکے کے اور اُس سے وکالت کو اخذ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عامل خیبر کو فرمایا کہ تو بیچ کہجور کو درہمون سے بیچ ڈالا کر بعد اسکے کہ اُس نے سنت کی مخالفت بیچا تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بیع بیاج سے منع فرمایا اور اذن دیا اسکو بیع مین بطور سنت کے (فتح) **باب اِذَا اَبْصَرَ الرَّاعِیْ اَوِ الْوَکِیْلُ شَاۃً تَمُوْتُ اَوْ شَیْئًا یَفْسُدُ ذَبَحَ وَاَصْلَحَ مَا یَخَافُ الْفَسَادَ** جب دیکہے چرواہا یا وکیل بکری کو کہ مرتی ہے یا کسی چیز کو کہ فاسد ہوتی ہے تو ذبح کرے اور درست کرے اس چیز کو کہ اسپر فساد کا خوف ہو تو جائز ہے ابن منیر نے کہا کہ نہین غرض بخاری کی ساتھ حدیث باب کے کلام کرنا بیچ حلال ہونے ذبیحہ کے یا حرام ہونے اسکے کے اسکی غرض تو صرف یہ ہے کہ چرواہے اور وکیل سے ضمان ساقط ہوجاتی ہے اور ابن تین نے اعتراض کیا ہے اُسپر ساتھ اسکے کہ جس لونڈی نے بکری کو ذبح کیا تہا وہ بکری والے کے ملک مین تہی اور یہ مراد نہین کہ اُسکی ضمان اُسپر نہین آتی اور ظاہر یہ بات ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ جو یہ کام کرے اُسپر کچھ حرج نہین اور یہ عام تر ہے تضمین وغیرہ سے (فتح) **حدثنا** اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ کَانَتْ لَہٗ غَنَمٌ تَرْعٰی بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ جَارِیَۃٌ لَنَا بِشَاۃٍ مِّنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَکَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْھَا بِہٖ فَقَالَ لَھُمْ لَا تَاْکُلُوْا حَتّٰی اَسْاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ اُرْسِلَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّسْاَلُہٗ وَاَنَّہٗ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ اَوْ اَرْسَلَ فَاَمَرَہٗ بِاَکْلِھَا قَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ فَیُعْجِبُنِیْ اَنَّھَا اَمَۃٌ وَاَنَّھَا ذَبَحَتْ تَابَعَہٗ عَبْدَۃُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ **ترجمہ** کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اسکے پاس بکریان تہین جو سلع (نام ہے ایک پہاڑ کا مدینے مین) مین چرتی تہین سو ہماری لونڈی نے بکریون مین سے ایک بکری کو قریب مرگ کے دیکہا سو اُس نے پتھر کو توڑا اور اسکو اُس سے حلال کیا تو کعبؓ نے

لوگوں سے کہا کہ اسکو نہ کہاؤ یہانتک کہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں یا کسی کو پوچھنے کیلیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بھیجوں (یہ شک راوی کا ہے) اور یہ کہ کعب نے اُسکا حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا کسی کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس بھیجا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اُسکے کہانے کا حکم فرمایا عبید اللہ نے کہا کہ عجب میں ڈالا مجھکو اس بات نے کہ وہ لونڈی تھی اور اسنے بکری ذبح کی ف اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر تصدیق کرنے اُس شخص کے جس کے پاس امانت رکھی گئی ہو اُس چیز پر کہ امین رکھا گیا ہے اوپر اُسکے جب تک کہ کوئی دلیل خیانت کی ظاہر نہو اور اسپر کہ اگر وکیل مواشی میں سے نرکو مادہ پر جست کراوے بدون اذن مالک کے جس جگہ اُسکی حاجت ہو اور مادہ ہلاک ہو جاوے تو اسپر ضمان نہیں یعنے بدلا نہیں (فتح) اور چونکہ چرواہا وکیل کا حکم رکھتا ہے تو اصلاح وکیل کو چرواہے کی اصلاح پر قیاس کیا (ت) **بَابُ** وَكَالَةِ الشَّاهِدِ وَالْغَائِبِ جَائِزَةٌ حاضر اور غائب کو وکیل کرنا جائز ہے ف جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جو کوئی شہر میں حاضر ہو اگر کسی کو اپنی طرف سے بغیر عذر کے وکیل کر دے تو درست ہو اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ وکیل کرنا منع ہے مگر ساتھ عذر مرض کے یا سفر کے یعنے سفر میں ہو یا ساتھ راضی ہونے خصم کے یعنے جسکے ساتھ وکیل کے واسطے معاملہ کرتا ہے اور امام مالک رح نے کہا کہ جسکے اور خصم کے درمیان عداوت ہو اُسکو وکیل کرنا درست نہیں اور طحاوی نے جمہور کے قول کی مدد میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اعتماد کیا جواز میں باب کی حدیث پر اور اتفاق کیا ہے اصحاب نے اوپر جائز ہونے توکیل حاضر کے بغیر شرط کے اور وکالت غائب کی محتاج ہے طرف قبول کرنے وکیل کی وکالت کو ساتھ اتفاق کے اور جبکہ وہ قبول کرنے کے محتاج ہوئی تو حکم غائب اور حاضر کا برابر ہے (فتح) وَكَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو إِلَى قَهْرَمَانِهِ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهُ أَنْ يُزَكِّيَ عَنْ أَهْلِهِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ یعنے اور عبد اللہ بن عمرو رض نے اپنے وکیل کو لکھا اور حالانکہ وہ اُسنے غائب تھا یہ کہ صدقہ فطر دے اُسکے گھر والوں کی طرف سے چھوٹوں اور بڑوں سے ف اس سے معلوم ہوا کہ غائب کو وکیل کرنا درست ہے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِنَ الْإِبِلِ فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ أَعْطُوهُ فَطَلَبُوا سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِيْ أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک شخص کا جوان اونٹ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس تقاضا کرتا آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکے اونٹ کی برابر عمر کا اُسکو اونٹ دو تو انہوں نے اُسکے

اونٹ کی برابر عمر کا اونٹ تلاش کیا تو نہ پایا انہون نے اونٹ مگر زیادہ عمر اُسکی سے یعنے اسکے اونٹ سے
زیادہ عمر کا اونٹ پایا تو فرمایا کہ یہی اُسکو دو تو اُس مرد نے کہا کہ تو نے مجھکو میرا حق پورا دیا خدا تجھکو پورا بدلہ
دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگون مین بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے مین بہتر ہو ف
پوری شرح اس حدیث کی کتاب القرض مین آویگی اور ترجمہ کی جگہ اُس سے واسطے وکالت حاضر کے ظاہر
ہے اور ایسے ہی حکم غائب کا پس اُس سے بطریق اولے سمجھا جاتا ہے اسواسطے کہ جب حاضر کو وکیل کرنا جائز ہے
باوجود قادر ہونے اُسکے کی اوپر کرنے کام کے ساتھ ذات اپنی کے تو جائز ہوگا اُسکا واسطے غائب کے
اولے ہی واسطے محتاج ہونے اُسکے کی طرف اُسکی اور کرمانی نے کہا کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اسکو دو تو یہ شامل ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وکیلون کو جو حاضر ہون یا غائب ہون (فتح) **باب**
الوکالۃ فی قضاء الدیون قرضون کے ادا کرنے مین وکیل کرنے کا بیان **حدثنا** سلیمان
ابن حرب ثنا شعبة عن سلمة بن کهیل قال سمعت اباسلمة بن عبد الرحمن عن
ابی هریرة ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم یتقاضاه فاغلظ فهم به اصحابه
فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم دعوه فان لصاحب الحق مقالا ثم قال اعطوه سنا
مثل سنه قالوا یا رسول الله لا نجد الا امثل من سنه فقال اعطوه فان خیرکم
احسنکم قضاء ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس تقاضا
کرتا آیا یعنے اونٹ کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے قرض لیا تھا تو اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کو سخت کہا تو اصحاب رض نے اُسکے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو
اسواسطے کہ حقدار کو سخت کلام کرنی جائز ہے پھر فرمایا کہ اُسکے اونٹ کی برابر عمر کا اونٹ اُسکو دو تو اصحاب
نے کہا کہ یا حضرت نہین پاتے ہم اونٹ مگر زیادہ تر عمر اُسکی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی اُسکو
دو اسواسطے کہ تم لوگون مین بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے مین بہتر ہو اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب مین
اور ابن منیر نے کہا کہ فقہ اس باب کی یہ ہے کہ بعضون کو اکثر اوقات وہم ہوتا ہے کہ قرض کا ادا کرنا جبکہ فوراً
واجب تھا تو اسمین وکالت منع ہے اسواسطے کہ یہ تاخیر ہے موکل سے طرف وکیل کی تو بخاری نے بیان
کر دیا کہ یہ جائز ہے اور یہ مطل نہین گنا جاتا جو منع ہے (فتح) **باب** اذا وهب شيئا لوکیل او شفیع
قوم جاز لقول النبی صلی الله علیه وسلم لوفد هوازن حین سالوه المغانم فقال
نصیبی لکم جب بخشی کوئی چیز واسطے وکیل یا شفیع کسی قوم کے تو جائز ہے واسطے دلیل فرمانے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوازن کے ایلچیون کو جبکہ انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غنیمت کا مال مانگا

یعنے جو کہ اُنکے جورو لڑکے مسلمانون کے قابو مین آئے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنیمت کے مال
مین سے جو میرا حصہ ہے وہ تمہارے واسطے ہو یعنے مینے اپنا حصہ تمکو دیا **ف** یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے
اور پوری حدیث کتاب الخمس مین آویگی **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ
وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا
إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا
فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا
بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هَؤُلَاءِ قَدْ جَاؤُنَا تَائِبِينَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ
أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ بِذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ مِنْكُمْ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ
إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا
حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا **ترجمہ** مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی سے روایت
ہی کہ جب ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور آپ سے سوال کیا کہ ہمارا مال اور قیدی
ہمکو پھیر دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے اور اُنکو فرمایا کہ سب باتون مین بہت پیاری میرے نزدیک
وہ بات ہے جو نہایت سچی ہو سو دونو چیزون مین سے ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال اور تحقیق مینے تمہاری
انتظار کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اوپر دس دن انکی انتظار کی تہی جب کہ طائف سے پہرے سو
جب ہوازن کے ایلچیون کو ظاہر ہوا کہ نہیں پہیر دینے والے ہین اُنکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مگر ایک چیز دونو
چیزون سے تو اُنہون نے کہا کہ ہمنے اپنے قیدیون کو اختیار کیا یعنے ہمارے جورو لڑکے ہمکو ملجاوین تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانون مین کہڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی جو اُسکے لائق ہے پہر فرمایا کہ حمد
اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے بہائی آئے توبہ کر کے یعنے مسلمان ہوئے ہین اور مینے مناسب جانا
کہ اُنکے قیدی یعنے جورو لڑکے اُنکو پہیر دون سو جس شخص کو تم مین یہ بات اچھی لگے تو چاہیئے کہ اسپر عمل کرے

یعنے اپنے حصّے کی قیدی بے عوض پھیر دیوے اور جو شخص تم مین چاہے کہ اپنے حصّے پر قائم رہے یہان تک کہ
ہم اسکو بدلہ دیوین اس مال سے جو ہمکو اول خدا عنایت کرے تو چاہیئے کہ اُسپر عمل کرے یعنی بطور قرض کے
دیوے تو اصحابؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ ہم اُنکے واسطے اُسکے ساتھہ راضی ہوئے یعنے ہم اپنے اپنے حصے کی قیدی
بلا عوض دیدینگے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ تم مین سے کون راضی ہوا اور
کون نہین ہوا سو تم پہر جاؤ یہان تک کہ تمہارے سردار اور چودہری تمہارے امر کو ہماری طرف لاوین یعنے تمہارا
حال ہم سے ظاہر کرین سو لوگ پہر گئے اور اُنکے سردارون نے اُنسے کلام کیا پھر اُنکے سردار حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف پہرے تو اُنہون نے آپ کو خبر دی کہ وہ راضی ہوئے اور قیدیون کے پھیر دینے کی اجازت دی
ف فتح مکہ کے بعد جنگ حنین مین قوم ہوازن کے جورو لڑکے پکڑے آئے اور اُنکا مال مسلمانون کے
قابو مین آیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکا مال اور قیدی اصحاب مین تقسیم کر دیئے بعد اُسکے اُس قوم نے
اسلام قبول کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارا مال اور قیدی ہمکو پھیر دیجئے تب حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اس حدیث کی شرح کتاب المغازی مین آویگی اور موافق ترجمہ کے اسمین یہ لفظ
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے مناسب جانا کہ اُنکے بندی اُنکو پھیر دون اور ابن بطال نے کہا کہ
وہ لوگ قوم ہوازن کے طرف سے ایلچی تھے اور تھے وکیل اور سفارش کرنے والے بیچ پھیر دینے قیدیون اُنکے کی تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی سفارش اُنکے حق مین قبول کی سو جب طلب کرے وکیل یا شفیع واسطے ذات اپنی
کے اور واسطے غیر اپنے کی اور وہ چیز اسکو ملجاوے تو اُسکا حکم اُنکا حکم ہے اور خطابی نے کہا کہ اسحدیث سے معلوم
ہوا کہ اقرار وکیل کا اپنے موکل پر مقبول ہے اسواسطے کہ سردار بجای وکیلون کے ہین اُس چیز مین کہ قائم کیئے گئے ہین
واسطے اُسکے امر اُنکے سے اور یہی قول ہے ابو یوسف رح کا اور مقید کیا ہے ابو حنیفہ رح اور محمد رح نے ساتھہ حاکم کے
اور امام شافعی رح اور مالک رح اور ابن ابی لیلے نے کہا کہ نہین صحیح ہے اقرار وکیل کا اپنے موکل پر اور حدیث نہین
جواز پر حجت نہین اسواسطے کہ سردار وکیل نہین بلکہ وہ تو مانند امیرون کی اوپر اُنکے ہین پس قبول کرنا قول اُنکے
کا بیچ حق اُنکے کے بجای قبول کرنے قول حاکم کے ہے بیچ حق اُس شخص کے کہ وہ اُسپر حاکم ہے اور استدلال
کیا گیا ہے ساتھہ اسکے اسپر کہ جائز ہے قرض لینا مدت مجہول تک واسطے فرمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
کہ دینگے ہم اول اس چیز سے کہ خدا ہمکو عنایت کرے و سیاتی البحث فیہ اور ابن منیر نے کہا کہ یہ جو حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے ایلچیون کو فرمایا کہ میرا حصہ تمہارے واسطے ہے تو کبھی اس سے وہم پیدا ہوتا ہے
کہ یہہ صرف واسطے شفیعوں کے واقع ہوا تہا اور حالانکہ اسطرح نہین بلکہ مقصود وہ اور تمام وہ لوگ ہین جنکی سبب سے
اُنہون نے کلام کیا یعنے ہوازن نے تمام پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ امور مقصودہ نیز نازل ہوتے ہین نہ صورتون پر

اور یہ کہ جو غیر کے واسطے ہبہ مین سفارش کرے اور جسکے واسطے سفارش کی ہے وہ اُسکو کہے کہ مینے تجھکو یہ چیز بخشی
تو نہین جائز ہے واسطے سفارشی کے کہ ظاہر لفظ کو پکڑے اور خاص کرے ساتھ اُسکے نفس اپنے کو بلکہ وہ ہبہ واسطے
اُس شخص کے ہے جسکے واسطے اُس نے سفارش کی اور ملحق ہوگا ساتھ اُسکے وہ شخص جو کسی کو کسی چیز معین کے
خریدنے پر وکیل کرے اور وکیل اُسکو خریدے پھر وکیل دعوی کرے کہ مینے تو یہ چیز صرف اپنے واسطے
خریدی ہے تو یہ دعوی اُسکا قبول نہ ہوگا اور مبیع موکل کے واسطے ہوگی اور یہ قول اسکا بنا بر مقتضی مذہب اُسکے
کے ہے اور اس مسئلے مین اختلاف مشہور ہے (فتح) **باب** اِذَا وَكَّلَ رَجُلًا يُعْطِي شَيْئًا وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ
يُعْطِي فَاَعْطٰى عَلٰى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ جب وکیل کرے کسی مرد کو یہ کہ کوئی چیز دے اور نہ بیان کرے کہ کتنی
دے پس دے وکیل موافق دستور لوگون کے **ف** یعنے پس جائز ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** الْمَكِّيُّ بْنُ
اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ وَغَيْرِهٖ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ لَمْ يُبَلِّغْهُ كُلُّهُمْ
رَجُلٌ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ
فَكُنْتُ عَلٰى جَمَلٍ ثَفَالٍ اِنَّمَا هُوَ فِيْ اٰخِرِ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ
هٰذَا فَقُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ مَا لَكَ فَقُلْتُ اِنِّيْ عَلٰى جَمَلٍ ثَفَالٍ قَالَ اَمَعَكَ قَضِيْبٌ
قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَعْطِنِيْهِ فَاَعْطَيْتُهُ فَضَرَبَهٗ وَزَجَرَهٗ فَكَانَ مِنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ مِنْ اَوَّلِ الْقَوْمِ
قَالَ بِعْنِيْهِ قُلْتُ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَلْ بِعْنِيْهِ قَالَ قَدْ اَخَذْتُهٗ بِاَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ
وَلَكَ ظَهْرُهٗ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ اَخَذْتُ اَرْتَحِلُ قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ
تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً قَدْ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ اِنَّ اَبِيْ قَدْ تُوُفِّيَ
وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَاَرَدْتُ اَنْ اَنْكِحَ امْرَاَةً قَدْ جَرَّبَتْ وَخَلَا مِنْهَا قَالَ فَذٰلِكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا
الْمَدِيْنَةَ قَالَ يَا بِلَالُ اَقْضِهٖ وَزِدْهُ فَاَعْطَاهُ اَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَزَادَهٗ قِيْرَاطًا قَالَ جَابِرٌ لَا
تُفَارِقُنِيْ زِيَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنِ الْقِيْرَاطُ يُفَارِقُ قِرَابَ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ مین ایک سفر مین تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور مین ایک
اونٹ پر تھا سُست قدم تھا اور سب لوگون کے پیچھے تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر گذرے تو فرمایا کہ یہ کون ہے
مینے کہا کہ جابر بن عبد اللہ تو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا کہ سب کے پیچھے ہے مین نے کہا کہ مین سُست قدم اونٹ پر
سوار ہون فرمایا کیا تیرے پاس چھڑی ہے مینے کہا کہ ہان فرمایا مجھکو دے سو مینے آپ کو دی سو آپ نے اسکو مارا
اور جھڑکا تو وہ اسجگہ سے ایسا تیز چال ہوگیا کہ سب لوگون سے آگے چلتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اُسکو میرے ہاتھ بیچڈال مینے کہا کہ ... اونٹ ... آپ کو دیا ... نہین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلکہ اسکو میرے ہاتھہ بیچ ڈال فرمایا کہ بلکہ مینے اُسکو چار اشرفیوں سے لیا
اور تجھکو مدینے تک اسکی سواری کی اجازت ہی سو جب ہم مدینے کی قریب ہوئی تو مین کوچ کرنے لگا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کہان کا ارادہ رکھتا ہے مین نے کہا کہ مینے ایک بیوہ عورت سی نکاح کیا ہے
فرمایا کہ تو نے کنواری سے کیون نہ کیا کہ تو اُسکے ساتھہ کھیلتا اور وہ تجھہ سے کھیلتی مینے کہا کہ میرا باپ مرگیا
اور لڑکیان چھوڑ گیا ہے سو مینے چاہا کہ ایسی عورت سی نکاح کرون جو تجربہ کار ہو اور بیوہ فرمایا پس یہ خوب ہے
سو جب ہم مدینے مین آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال جابر کو اونٹ کا مول ادا
کردے اور کچھ اسکو قیمت سی زیادہ دے سو بلال نے اسکو چار دینارین دین اور ایک قیراط سونا قیمت سے
زیادہ دیا جابر نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادتی مجھہ سے جدا نہین ہوتی تو وہ قیراط جابر کے میان
تلوار سے جدا نہ ہوتی تھی یعنے جابر اس قیراط کو تبرک کی واسطے ہمیشہ اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے کہ وہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی عنایت تھی ف اس حدیث کی شرح کتاب الشروط مین آویگی اور موافق باب کے اس سے یہ لفظ
ہی کہ اے بلال اسکو اونٹ کی قیمت ادا کردے اور کچھ زیادہ دے سو اُس نے اسکو چار دینارین دین اور ایک
قیراط قیمت سی زیادہ دی اسواسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو زیادہ دینے کا حکم فرمایا تو
اُسکا اندازہ بیان نہ فرمایا کہ کسقدر زیادہ دے تو بلال نے لوگون کے رواج پر اعتماد کیا اور اُسکو ایک قیراط
زیادہ دی اور ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جائز ہے اعتماد کرنا لوگون کی عرف پر اسواسطے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادتی کے اندازے کو معین نہین کیا اپنے قول مین کہ اسکو زیادہ دے
سو بلال نے عرف پر اعتماد کیا اور ایک قیراط پر اقتصار کیا تو اگر بلال مثلاً اسکو ایک دینار دیتے تو البتہ شامل
ہوتی اسکو مطلق زیادتی لیکن عرف اُس سے انکار کرتی ہے کذا قال اور کبھی تنازع کیا جاتا ہے بیچ اسکے ساتھ
اسکے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسقدر پر اسقدر زیادہ دینے کی اجازت دی ہو یعنے حکم
کیا ہو کہ جو ایک دینار دیوے وہ اُسپر چوتھائی دینار کی زیادہ دیا کرے تو اسپر عمل کرنا نص کے ساتھ عمل ہوگا
نہ ساتھ عرف کے (فتح) **باب** وَكَالَةِ الْمَرْأَةِ الْاِمَامَ فِي النِّكَاحِ اگر عورت امام کو اپنی طرف سی نکاح مین
وکیل کرے تو اُسکا کیا حکم ہے یعنے جائز ہے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا
مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ترجمہ سہل بن سعد رضی سے روایت ہی کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو
اُس نے کہا کہ یا حضرت مین نے اپنی جان آپکو بخشی تو ایک شخص نے کہا کہ یا حضرت اسکا نکاح مجھسے کر دیجیے

سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے اسکو تجھ سے نکاح کر دیا ساتھ اُسچیز کے کہ ساتھ تیرے ہے قرآن سے
ف اسحدیث کی پوری شرح کتاب النکاح مین آویگی اور بیچہا کیا ہے بخاری کا داؤدی نے ساتھ اس کے
کہ نہین ہے حدیث مین یہ بات کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت سے نکاح کی اجازت چاہی اور نہ یہ کہ
اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وکیل کیا اور سوای اسکے نہین کہ نکاح کر دیا اُسکا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اس مرد سے ساتھ قول اللہ تعالے کے کہ نبی لائق تر ہے ساتھ مومنون کے جانون انکی سے اور شاید کہ
بخاری نے لیا ہے اسکو اس قول سے کہ مینے اپنی جان آپکو بخشی سو اُس نے اپنا کام حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے سپرد کیا اور مخاطب کو فرمایا کہ مینے اسکو تجھ سے نکاح کر دیا اور عورت نے اسپر انکار نہ کیا بلکہ وہ بدستور
راضی رہی تو گویا کہ اُس نے اپنے نکاح کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیدیا کہ جس سے مناسب جانین
اسکا نکاح کر دیوین (فتح) **بَابٌ** اِذَا وَكَّلَ رَجُلًا فَتَرَكَ الْوَكِيلُ شَيْئًا فَاَجَازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ
وَاِنْ اَقْرَضَهُ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى جَازَ جب کوئی کسی مرد کو وکیل کرے اور وکیل کوئی چیز چھوڑ دے یعنی اسچیز
کو وہ امین وکیل ہے اور موکل اسکو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر وکیل وہ چیز کسی کو قرض دے ایک مدت معین تک
یعنے اور موکل جائز رکھے تو جائز ہے **ف** وارد کی ہے امام بخاری نے اس باب مین حدیث ابوہریرہؓ کی بیچ
نگاہ رکھنے اُسکے زکوۃ رمضان کو مہلب نے کہا کہ مفہوم ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر وکیل کوئی ایسا کام کرے جسکی
اجازت اسکو موکل نے نہ دی ہو اور موکل اُسکو ناجائز رکھے تو وہ جائز نہین ہوگا۔ اور اگر امین امانت کا مال
کسی کو قرض دے تو یہ بالاتفاق جائز نہین اور مال کے مالک کو اختیار ہوگا کہا اُس نے کہ پکڑا گیا ہے یہ باب
حدیث سے اس طریق سے کہ اناج خیرات کے واسطے جمع تہا اور تھے جمع کرتے اسکو پہلے نکالنے اُسکے اور نکالنا
اُسکا عید فطر کی رات کو ہوتا تہا سو جب چور نے ابوہریرہ رضہ کے پاس شکایت کی کہ مجھکو سخت حاجت ہے تو اُنہوں
اُسکو چھوڑ دیا تو گویا کہ اُس نے اُسکو قرض دیا ایک وقت تک اور وہ نکالنے کا وقت ہے اور کرمانی نے کہا
کہ مناسبت حدیث کی باب کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ اُس نے اُسکو مہلت دی یہانتک کہ اسکو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پاس لے گیا (فتح) وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ اَبُوْعَمْرٍو ثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِيْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ
الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ دَعْنِيْ فَاِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَ
لِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ
مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكٰى حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ
سَبِيْلَهٗ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عليه وسلم انه سيعود فرصدته فجعل يحثو من الطعام فاخذته فقلت لارفعنك الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال دعني فاني محتاج وعلي عيال لا اعود فرحمته فخليت سبيله
فاصبحت فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا هريرة ما فعل اسيرك قلت يا رسول
الله شكا حاجة شديدة وعيالا فرحمته فخليت سبيله قال اما انه قد كذبك و
سيعود فرصدته الثالثة فجعل يحثو من الطعام فاخذته فقلت لارفعنك الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم وهذا اخر ثلث مرات انك تزعم لا تعود ثم تعود قال
دعني اعلمك كلمات ينفعك الله بها قلت ما هو قال اذا اويت الى فراشك فاقرا
اية الكرسي الله لا اله الا هو الحي القيوم حتى تختم الاية فانك لن يزال عليك من
الله حافظ ولا يقربك شيطان حتى تصبح فخليت سبيله فاصبحت فقال لي رسول
الله صلى الله عليه وسلم ما فعل اسيرك البارحة فقلت يا رسول الله زعم انه يعلمني
كلمات ينفعني الله بها فخليت سبيله قال ما هي قال قال لي اذا اويت الى فراشك
فاقرا اية الكرسي من اولها حتى تختم الاية الله لا اله الا هو الحي القيوم وقال لي
لن يزال عليك من الله حافظ ولا يقربك شيطان حتى تصبح وكانوا احرص شيء
على الخير فقال النبي صلى الله عليه وسلم اما انه قد صدقك وهو كذوب تعلم
من تخاطب منذ ثلاث ليال يا ابا هريرة قال لا قال ذاك شيطان ترجمہ ابوہریرہؓ سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو صدقہ رمضان کی نگہبانی پر وکیل کیا (مین اسکی چوکی دیتا تھا) سو
ایک شخص آیا اور دونو ہاتھ بھر بھر کر اناج لینے لگا تو مین نے اُسکو پکڑا اور کہا کہ البتہ مین تجھکو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس پکڑ لے چلتا ہون تو اُس نے کہا کہ مجھکو چھوڑ دے کہ مین محتاج ہون لڑکے بالے رکھتا ہون
اور مجھکو سخت حاجت ہے سو مینے اُسکو چھوڑ دیا (اور شیطان نے اناج کو فقیرون کے واسطے لیا تھا) سو مین
صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کل
کی رات کیا کیا مینے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے اپنی عیالداری اور سخت محتاجی کی شکایت کی
تھی سو مین نے اسپر رحم کیا اور اسکو چھوڑ دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو مقرر وہ جھوٹا ہے
اور عنقریب پھر آویگا سو مینے معلوم کیا کہ وہ پھر آویگا واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ پھر
ہویگا سو وہ یعنے دوسری رات کو پھر آیا اور اپنے دونو ہاتھ سے اناج اٹھانے لگا سو مینے اُسکو پکڑا تو
مین نے کہا کہ مین تجھکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پکڑکے لیے چلتا ہون تو اُس نے کہا مجھکو چھوڑ دے

کہ مین محتاج اور عیالدار ہون کہ مین پھر نہ آؤنگا سو مینے اسپر رحم کیا اور صبح کو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ اے ابوہریرہ تیرے قیدی نے کل کی رات کو کیا کیا میں نے کہا کہ اُسنے اپنی محتاجی اور عیالداری بیان کی تھی سو مینے اسپر رحم کیا اور اُسکو چھوڑ دیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ مقرر وہ جھوٹا ہے لو عنقریب پھر آویگا سو مین اُسکو تیسری بار بھی تاکتا رہا سو وہ پھر آیا اور اناج اُٹھانے لگا سو مینے اُسکو پکڑا تو مینے کہا کہ مین تجھکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس پکڑا لیے چلتا ہون اور یہ تین بار کی اخیر بار ہے کہ تو کہتا ہے کہ مین پھر نہ آؤنگا اور پھر آتا ہے تو اُسنے کہا کہ مجھکو چھوڑ دے مین تجھکو وہ کلمے سکھلاتا ہون کہ خدا تجھکو اُنسے فائدہ دیوے مین نے کہا وہ کیا ہین اُس نے کہا کہ جب تو سونے کے واسطے اپنے بچھونے پر ٹھکانا پکڑے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر کہ خدا کی طرف سے ہمیشہ تجھپر ایک نگہبان مقرر رہیگا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آویگا سو مینے اُسکو چھوڑ دیا اور مین صبح کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کل کی رات کیا کیا سو مینے کہا کہ یا حضرتؐ اُسنے کہا تھا کہ مین تجھکو کچھ کلمے سکھلاتا ہون کہ خدا تجھکو اُنسے فائدہ دیگا سو مین نے اُسکو چھوڑ دیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کلمے کیا ہین مین نے کہا کہ اُس نے مجھکو کہا تھا کہ جب تو سونے کے واسطے اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑے تو آیۃ الکرسی اول سے آخر تک پڑھ لیا کر اور اُس نے مجھکو کہا تھا کہ خدا کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان رہیگا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آویگا یعنے جن اور نہ جنی اور نہ بڑا اور نہ چھوٹا اور اصحاب نیکی کی بہت حرص کرتے تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ مقرر اُس نے تجھ سے سچ کہا اور حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے یعنے ہر چند وہ بڑا جھوٹا ہے لیکن وہ اس بات مین تجھ سے سچ بولا اے ابوہریرہ تجھکو معلوم ہے کہ تو نے تین رات سے کسکے ساتھ بات چیت کی اُس نے کہا کہ مجھکو معلوم نہین فرمایا کہ وہ شیطان تھا **ف** اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ خاتمہ سورہ بقرہ کا آمن الرسول سے آخر تک بھی آیۃ الکرسی کے ساتھ پڑھا کر اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ شیطان کبھی جانتا ہے وہ چیز کہ فائدہ اُٹھا دے ساتھ اُسکے مسلمان اور یہ کہ حکمت کو کبھی گنہ گار بھی سیکھ لیتا ہے پس نہین فائدہ اٹھاتا ساتھ اُسکے اور یہ کہ آدمی کبھی ایک چیز جانتا ہے اور اُسکے ساتھ عمل نہین کرتا اور یہ کہ شیطان کبھی تصدیق کرتا ہے ساتھ بعض اُس چیز کے کہ تصدیق کرتا ہے اُسکو مومن اور نہین ہوتا وہ ساتھ اُسکے مومن اور یہ کہ کبھی جھوٹا سچ بھی کہتا ہے اور یہ کہ شیطان کی شان جھوٹ بولنا ہے اور یہ کہ وہ شکل بدلتا ہے ساتھ بعض صورتوں کے پس ممکن ہوتا ہے دیکھنا اُسکا اور یہ کہ قول اللہ تعالے کا کہ شیطان اور اُسکی فوج تم کو دیکھتے ہین اور تم اُنکو نہین دیکھتے مخصوص ہے ساتھ اس حالت کے جبکہ اپنی اصلی صورت پر ہو جسپر اُسکو خدا نے پیدا کیا ہے اور یہ کہ

جو کسی چیز کی محافظت کو واسطے قائم کیا جاوے اُسکا نام وکیل کہا جاتا ہے اور یہ کہ جن آدمیون کا کہانا کہاتے ہین اور یہ کہ وہ آدمیون کے واسطے ظاہر ہوتے ہین لیکن ساتھ شرط مذکور کے اور یہ کہ وہ کلام کرتے ہین ساتھ کلام آدمیون کے اور یہ کہ وہ چوری کرتے ہین اور فریب دیتے ہین اور یہ کہ آیۃ الکرسی کی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ جس کہانے پر بسم اللہ نہ پڑہی جاوے اسمین سے جن کہاتے ہین اور یہ کہ بہوک مین چور کا ہاتہ نہ کاٹا جاوے اور احتمال ہے کہ قدر مسروق حد نصاب کو نہ پہونچا ہوگا اور اسی واسطے جائز ہوا واسطے صحابی کے معاف کرنا اس سے پہلے پہونچانے اُسکے کے طرف شارع کی اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا عذر کا اور عیب چہپانا اُسکا جبکہ سچ کا گمان ہو اور یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے تہے اور معاذ کی حدیث مین واقع ہوا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حال معلوم کروایا اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا صدقہ فطر کا پہلے رات فطر کے اور وکیل کرنا بعض کا واسطے نگہبانی اُسکی کے (فتح) **باب** اِذَا بَاعَ الْوَكِيلُ شَيْئًا فَاسِدًا فَبَيْعُهُ مَرْدُودٌ جب وکیل کوئی چیز بیچے اسحال مین کہ بیع فاسد ہو تو اسکی بیع مردود ہے اُسکا اعتبار نہین **حدثنا** اِسْحَاقُ اَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ ثَنَا مُعٰوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا قَالَ بِلَالٌ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَوَّهْ اَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ بلال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس عمدہ کہجور لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ یہ کہجورین کہان سے ہین بلال نے کہا کہ ہماری پاس ناقص کہجورین تہین سو بیچے اُس سے دو صاع کو ایک صاع کے بدلے بیچا ہے تا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہاوین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہائے ہائے یہ خاص بیاج ہے خاص بیاج ہے ایسا نہ کیا کرو لیکن جب تو خریدنا چاہے تو بیچ کہجور کو ساتہہ دوسری کے پہر اُسکے ساتہہ عمدہ کہجور خرید **ف** اس حدیث مین بیع کے پہیرنے کی ساتہہ تصریح نہین بلکہ اسمین اشعار ہے اور شاید کہ اُس نے اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث مین بعض طریقون مین یہ لفظ آچکا ہے چنانچہ مسلم مین اس قصے مین یہ لفظ زیادہ ہے کہ یہ بیاج ہے اسکو پہیر دے اور کتاب البیوع مین اسکی طرف اشارہ گذر چکا ہے اور اسمین قول ابن عبد البر کا ہے کہ یہ قصہ دو بار واقع ہوا ہے ایک بار بیاج کی حرمت کے جاننے سے پہلے تہا اسمین بیع کے پہیرنے کا حکم واقع نہین ہوا اور ایک بار بیاج کے حرام ہونے اور اُسکے جاننے کی بعد تہا اور اسمین بیع کے پہیرنے کا حکم واقع ہوا

ہے اور اسحدیث مین بحث کرنی ہے اسچیز سے کہ اسمین آدمی کو شک ہو یہان تک کہ اسکا مال کہلے اور اسمین
نص ہے سو پر حکم ہونے بیاج زیادتی کے اور اہتمام کرنے امام کے ساتھ کام دین کے اور تعلیم کرنا اسکا واسطے
اسکے کہ نہ جانے اسکو اور ارشاد کرنا اسکا طرف پہونچنے کی طرف مباحات کی اور یہ کہ بیاج کی بیع صحیح نہین (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْوَقْفِ وَنَفَقَتِهٖ وَأَنْ يُطْعِمَ صَدِيقًا لَهٗ وَيَأْكُلَ بِالْمَعْرُوفِ باب ہے بیچ بیان وکیل
کرنے کے وقف مال مین اور خرچ وکیل کے اور یہ کہ وکیل اپنے دوست کو کہلاوے اور کہاوے موافق دستور
کے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ فِي صَدَقَةِ عُمَرَ لَيْسَ عَلَى الْوَلِيِّ جُنَاحٌ
أَنْ يَّأْكُلَ وَيُؤْكِلَ صَدِيقًا لَهٗ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ يَلِي صَدَقَةَ عُمَرَ يُهْدِي
لِلنَّاسِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ ترجمہ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی نے وقف کے باب
مین فرمایا کہ نہین متولی وقف پر گناہ یہ کہ کہاوے اور اپنے یار کو کہلاوے اسحال مین کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو
اور تھے ابن عمر رض متولی ہوئے صدقہ عمر کے تحفہ بھیجتے تھے واسطے اہل مکہ کے جو انپر اترتے تھے ف ابن عمر جو
اُس سے تحفہ بھیجتے تھے تو شرط مذکور کے ساتھ پکڑ لیتے تھے اور وہ یہ ہے کہ اپنے یار کو کہلاوے اور احتمال ہے کہ
وہ اپنے حصے سے کہلاتے ہون اور مہلب نے کہا کہ عمر رضی نے یہ شرط وقف کی قرآن سے پکڑی ہے جس جگہ کہ خدا نے
ولی یتیم کے حق مین فرمایا کہ جو فقیر ہو تو چاہیے کہ کہاوے موافق دستور کے (فتح) اور متولی وقف اسکو کہتے ہین کہ
اسکی تدبیر کرے اور اسکے خاص مصارف مین پہونچاوے

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْحُدُودِ حدون کے قائم
کرنے مین وکیل کرنے کے بیان مین حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ
اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ
هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
انیس اسکی عورت پاس جا سو اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسکو سنگسار کر ف اسحدیث کی پوری شرح کتاب
الحدود مین آویگی انشاء اللہ تعالی (فتح) حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ
ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوِ ابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوا قَالَ فَكُنْتُ أَنَا فِيمَنْ ضَرَبَهٗ فَضَرَبْنَاهُ
بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ ترجمہ عقبہ بن حارث رض سے روایت ہے کہ نعیمان کو لایا گیا اسحال مین کہ اس نے شراب
پی تھی سو جو لوگ گھر مین تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم فرمایا کہ اسکو مارین سو مین بھی اسکے مارنے
والون سے تھا ہمنے اسکو جوتیون اور چھڑیون سے مارا ف اور مطابقت ترجمہ کا یہ قول ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکو جو گھر مین تھا یہ کہ اسکو مارین اسواسطے کہ جب امام خود متولی حد کا نہ ہو اور اپنے غیر کو متولی کرے

تو ہوتا ہے یہ بجای وکیل کرنے اُسکے اُسکو بیچ قائم کرنے حد کے اور اُس سے پکڑا جاتا ہے کہ شراب کی ہیدیز اُسکے افاقہ کی انتظار نہ کیجاوے جیساکہ حامل کی مدین جننے تک انتظار کیجاتی ہے (فتح) **بَابُ** الوکالۃ فِی الْبُدْنِ وَتَعَاهُدِهَا ہدی کے اونٹون کی وکالت اور انکی خبرگیری کرنے کا بیان **حَدَّثَنَا** اِسْمَاعِیلُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّھَا اَخْبَرَتْہُ قَالَتْ عَائِشَۃُ اَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ ھَدْیِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ ثُمَّ قَلَّدَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ ثُمَّ بَعَثَ بِھَا مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَمْ یَحْرُمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْءٌ اَحَلَّہُ اللّٰہُ لَہٗ حَتّٰی نُحِرَ الْھَدْیُ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے اونٹون کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اُنکے گلے مین ہار ڈالے پھر انکو ہدی کرکے صدیق اکبر کے ساتھ خانے کعبے مین بھیجا سو نہ حرام ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز جو خدا نے آپکے واسطے حلال کی تھی یہان تک کہ قربانی ذبح ہوئی یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر احکام احرام کے جاری نہ ہوئے یعنے جب نا نوین سال حج فرض ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو امیر حاجیون کا بنا کر بھیجا اور اُنکے ساتھ اونٹ ہدی کے بھیجے **ف** مناسبت حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اسواسطے کہ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی کے اونٹون مین وکیل کرنا درست ہے اور ایسا انکی خبرگیری کرنی سو شاید یہ اشارہ ہے طرف اُس چیز کی جسکو باب کی حدیث شامل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے اُنکے گلے مین ہار ڈالے اور ابو بکر کے نشان سے یہ بات ہے کہ جس بات کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشش کی اسکی وہ بھی کوشش کرین اور اسپر کلام حج مین گذر چکی ہے (فتح) **بَابُ** اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِوَکِیْلِہٖ ضَعْہُ حَیْثُ اَرَاکَ اللّٰہُ وَقَالَ الْوَکِیْلُ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ جب کوئی مرد اپنے وکیل سے کہے کہ رکھ مال کو جس جگہ تجھکو اللہ بہتر معلوم ہو اور وکیل کہے کہ سنے تیری بات سُنی **ف** یعنے اور رکھے اُسکو وکیل جس جگہ مناسب جانے تو جائز ہے **حَدَّثَنَا** یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی مَالِکٍ عَنْ اِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ ابْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ کَانَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اَکْثَرَ اَنْصَارِیٍّ بِالْمَدِیْنَۃِ مَالًا وَکَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِہٖ اِلَیْہِ بَیْرُحَاءُ وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَۃَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُھَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِیْھَا طَیِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِیْ اِلَیَّ بَیْرُحَاءُ وَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ لِلّٰہِ اَرْجُوْ بِرَّھَا وَذُخْرَھَا عِنْدَ اللّٰہِ فَضَعْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حَیْثُ شِئْتَ فَقَالَ بَخٍ ذٰلِکَ مَالٌ رَائِحٌ ذٰلِکَ مَالٌ رَائِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِیْھَا وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَھَا فِی

الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ تَابَعَهٗ اِسْمٰعِيْلُ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ مَالِكٍ رَابِحٌ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ ابو طلحہ مدینہ مین سب انصار سے زیادہ تر مالدار تھے اور سب قسم مال سے اسکو باغ بیرحا بہت پیارا تہا اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسمین داخل ہوتے تہے اور اسکا عمدہ پانی پیتے تہے تو اُس نے کہا کہ یا حضرت خدا فرماتا ہے کہ ہرگز نہ پہونچو گے نیکی کی حد کو جب تک کہ نہ خرچ کرو کچھ اُس چیز سے جس سے محبت رکہتے ہو تو ابو طلحہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا اپنی کتاب مین فرماتا ہے کہ نیکی نہ حاصل کر سکو گے جب تک اپنے محبوب مال کو خدا کے راہ مین خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال سے مجھکو بہت پیارا باغ بیرحا ہے اور مقرر مین نے اسکو خدا کے راہ مین دیا اور مین امید رکہتا ہون کہ مجھکو خدا کے نزدیک اسکا ثواب ملے اور آخرت مین ذخیرہ ہو سو یا حضرت جس جگہ چاہین وہان اُسکو رکہین یعنے جسکو مناسب دیکہین اسکو دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاباش یہ مال فائدہ دینے والا ہے مین نے تیری بات سنی اور مجھکو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اسکو اپنے قرابت والون مین تقسیم کر دے تو اُس نے کہا کہ یا حضرت مین اسی طرح کرونگا سو ابو طلحہ نے اسکو اپنے قرابتیون اور چچا کی اولاد مین تقسیم کیا **ف** اور مناسب باب کے اس حدیث مین یہ لفظ ہے کہ ابو طلحہ رض نے کہا کہ مین نے اسکو خدا کے راہ مین دیا سو یا حضرت جسکو مناسب دیکہین اسکو دیجیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر اس بات کا انکار نہ کیا اگرچہ خود اپنے ہاتھ سے وہ کسی کو نہ دیا بلکہ اسکو حکم فرمایا کہ اسکو قرابتیون مین تقسیم کر دے ولیکن حجت اسمین یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو برقرار رکہا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ وکالت تمام نہین ہوتی مگر ساتھ قبول کے یعنے جب تک وکیل اسکو قبول نہ کرے تب تک وہ تمام نہین ہوتی اسواسطے کہ ابو طلحہ نے کہا کہ یا حضرت جسکو مناسب دیکہو اُسکو دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو اُسپر رد کیا یعنے مین یہ وکالت قبول نہین کرتا ولیکن مین مناسب جانتا ہون کہ تو اسکو اپنے قرابتیون مین تقسیم کر دے (فتح) **بَابُ** وِكَالَةِ الْاَمِيْنِ فِي الْخِزَانَةِ وَنَحْوِهَا خزانہ وغیرہ مین امین کا وکیل ہونا یعنے خزانچی خزانہ وغیرہ مین وکیل ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُنْفِقُ وَرُبَّمَا قَالَ الَّذِيْ يُعْطِيْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُّوَفَّرًا طَيِّبًا نَفْسُهٗ اِلَى الَّذِيْ اُمِرَ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ ترجمہ ابو موسے رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار خزانچی جو خرچ کرے مالک کے حکم کے موافق پورا اپنا دل کہولکر خیرات کرنے والون مین کا ایک وہ بہی ہے **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ مین گذر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا

کہ خزانچی وکیل ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَبْوَابُ الْحَرْثِ

کتاب ہے زراعت اور کھیتی کے بیان میں

بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ اِذَا اُکِلَ مِنْہُ باب ہے بیان میں فضیلت کھیتی کرنے اور درخت لگانے کی جبکہ اُس سے کھایا جاوے وَقَوْلِ اللّٰہِ اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰہُ حُطَامًا یعنے اور خدا نے فرمایا کہ بھلا دیکھو تو جو بوتے ہو کیا تم اسکو کھیتی کرتے ہو یا ہم ہیں کھیتی کرنے والے اگر ہم چاہیں کر ڈالیں اسکو روندن **ف** اور نہیں شک ہے اسمیں کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر مباح ہونے کھیتی کے اس جہت سے کہ خدا نے اُسکے ساتھ احسان کیا اور حدیث دلالت کرتی ہے اسکی فضیلت پر ساتھ اُس قید کے کہ ذکر کیا ہے اُسکو بخاری نے اور ابن منیر نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف مباح ہونے کھیتی کے اور جو اُس سے ممنوع ہے جیسا کہ عمر رض سے مروی ہے تو اُسکا محل وہ ہے جبکہ کھیتی جہاد وغیرہ امور مطلوب سے باز رکھے اور اسی پر محمول ہوگی حدیث ابو امامہ کی جو اُسکے بعد باب میں مذکور ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَۃَ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَکِ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاْکُلُ مِنْہُ طَیْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَہِیْمَۃٌ اِلَّا کَانَ لَہٗ بِہٖ صَدَقَۃٌ وَقَالَ مُسْلِمٌ ثَنَا اَبَانُ ثَنَا قَتَادَۃُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو درخت بووے یا کھیتی کرے اور اُس سے کوئی جانور یا آدمی یا چارپایہ کھاوے مگر کہ وہ اسکے لیے خیرات ہوگی **ف** کافر اس حدیث سے خارج ہے اسواسطے کہ اسپر یہ مرتب ہے کہ جو اُس سے کھایا جاوے تو اُسکے واسطے خیرات ہوتی ہے اور مراد خیرات سے یہ ہے کہ آخرت میں اُسکو ثواب ملے اور یہ خاص ہے ساتھ مسلمان کے ہاں جو کافر کی کھیتی سے کھایا جاوے اُسکا بدلہ اسکو دنیا میں ملتا ہے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے اور اسپر جو یہ کہتا ہے کہ اُسکے بدلے کافر کو آخرت میں عذاب کی تخفیف ہوتی ہے تو وہ محتاج ہے طرف دلیل کی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درخت لگانے اور کھیتی لگانے کی بڑی فضیلت ہے اور اسمیں رغبت دلانا ہے اوپر آباد کرنے زمین کے اور استنباط کیا جاتا ہے اُس سے پکڑنا پانی اور زمین کا اور قیام کرنا اوپر اُسکے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو بعضے بناوٹی زاہد کہتے ہیں کہ یہ درست نہیں اُنکا قول فاسد ہے اور جو چیز اس سے نفرت کرانے کو باب میں آئی ہے وہ محمول ہے اسپر جبکہ دین کے کام سے باز رکھے اسمیں سے ایک تو ابن مسعود کی حدیث ہے کہ نہ پکڑو زمین کو پس رغبت کروگے تم دنیا میں قرطبی نے کہا کہ یہ محمول ہے اُسپر جبکہ دین کے کام سے باز رکھے اور حدیث باب کی محمول ہے اسپر جبکہ پکڑے اُسکو واسطے گذارہ کے بقدر ضرورت کے یا واسطے نفع مسلمانوں

کے ساتھ اُسکے اور حاصل کرنے ثواب اُسکے کے اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ مگر کہ وہ اُسکے واسطے قیامت
تک خیرات ہوگی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب اُسکو ہمیشہ ہوتا ہے جب تک کہ اُس کھیتی یا درخت سے کھایا
جاوے اگرچہ اُسکے بونے والا یا لگانے والا مر جاوے اور اگرچہ اُسکی ملک دوسرے کی طرف منتقل ہو جاوے
اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب صرف اُسکو ہوتا ہے جو کھیتی یا درخت کو ہاتھ سے لگا دے اگرچہ
وہ غیر کے ملک ہو اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو ام مبشر کی طرف نسبت کیا پھر اُس سے
لگانے والے کا پتہ پوچھا یعنے اُس حدیث مین جو مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ام مبشر
کا کھجور کا درخت دیکھا اور وہ ایک انصاری عورت تھی سو فرمایا کہ اس درخت کو کس نے لگایا ہے مسلمان نے
یا کافر نے لوگون نے کہا کہ مسلمان نے اور طیبی نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ جو مسلمان خواہ
آزاد ہو یا غلام تابعدار ہو یا گنہ گار کوئی مباح عمل کرے کہ اُسکے ساتھ کوئی جانور فائدہ اُٹھاوے تو اسکو اُسکا
ثواب ہوگا اور یہ کہ جائز ہے نسبت کھیتی کرنے کی طرف آدمی کی اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ یہ نسبت منع ہے
لیکن وہ حدیث ضعیف ہے (فتح) **بَابُ** مَا يُحَذَّرُ مِنْ عَوَاقِبِ الِاشْتِغَالِ بِآلَةِ الزَّرْعِ أَوْ جَاوَزَ
الْحَدَّ الَّذِي أُمِرَ بِهِ باب ہے بیان مین اُس چیز کے کہ ڈرایا جاتا ہے عاقبت مشغول ہونے کی سے ساتھ ہتھیار
کھیتی کے یا آگے بڑھے اُس حد سے کہ اُسکو اُسکا حکم ہوا ہے **ف** اور حد سے مراد وہ چیز ہے جو شرع
ہو عام ہے اُس سے کہ واجب ہو یا مستحب (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ
سَالِمٍ الْحِمْصِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ وَرَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا
مِنْ آلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ
إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الذُّلَّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاسْمُ أَبِي أُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ ترجمہ ابو امامہ رض سے روایت ہے
اور حالانکہ اُس نے ہل اور کچھ ہتھیار کھیتی کا دیکھا تو کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے
تھے کہ نہین داخل ہوتا یہ اسباب کھیتی کا کسی قوم کے گھر مین مگر کہ اُس قوم مین ذلت اور خواری پیدا کرتا ہے
ف اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ ذلت اُنسے قیامت تک نہ نکلے گی اور مراد ساتھ ذلت کے وہ چیز ہے کہ لازم
آتی ہے اُنکو حقوق زمین سے جو اُنسے حاکم طلب کرتے ہین اور زمین مین محنت کرنی اول اہل ذمہ مین شروع
ہوئی اور اصحاب اُسکو کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور ابن تین نے کہا کہ یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غیب کی
خبر دی اسواسطے کہ اکثر مشاہدہ مین یہی ہے کہ اکثر ظلم کھیتی والون پر ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ
ترجمہ کے طرف تطبیق کی درمیان حدیث ابو امامہ کے اور اُس حدیث کے جو درخت بونے کی فضیلت مین گذر چکی
ہے اور یہ تطبیق دو طرح سے ہے ایک یہ کہ مذمت کی حدیث اسکی عاقبت پر محمول ہے اور محل اُسکا وہ ہے

جو جبکہ مشغول ہو ساتھ اُسکے پس ضائع کرے اُسکے سبب سے وہ چیز جسکے نگاہ رکھنے کا حکم ہے اور یا محمول ہے
اُسپر جبکہ ضائع نہ کرے مگر حد سے بڑھ جاوے اور ظاہر یہ بات ہی کہ ابو امامہ کی حدیث محمول ہے اُسپر جو اسکو
اپنے ہاتھ سے کرے اور لیکن جسکے پاس نوکر ہوں جو اُسکے واسطے کھیتی کرتے ہوں اور کھیتی کا اسباب اسکے
گھر میں داخل کریں تاکہ وہ محفوظ رہیں تو وہ مراد نہیں اور ممکن ہے کہ اُسکو عموم پر حمل کیا جاوے اسواسطے
کہ ذلت شامل ہے ہر شخص کو جو داخل کرے اپنی جان پر اُس چیز کو جو مستلزم ہو مطالبہ دوسرے کے کو واسطے
اسکے خاصکر اسوقت جبکہ مطالبہ کرنے والا حاکم ہو اور داؤدی نے کہا کہ یہ اُس شخص کے واسطے ہی جو دشمن
کے قریب رہتا ہی اسواسطے کہ جب وہ کھیتی کے ساتھ مشغول ہوگا تو گھوڑے کی سواری کرنے سے باز رہے گا
پس غالب ہوگا اُسپر دشمن پس حق انکا یہ ہے کہ گھوڑے کی سواری کے ساتھ مشغول ہوں اور لازم ہے
اُنکے غیر پر مدد کریں اُنکی ساتھ اُس چیز کے جسکی اُنکو حاجت ہو (فتح) **بَابُ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ** کھیتی
کے واسطے کتا رکھنے کا بیان **ف** ابن منیر نے کہا کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ کھیتی کرنی درست ہی ساتھ اس
دلیل کے کہ کھیتی کے واسطے کتے کا رکھنا درست ہے حالانکہ اسکا رکھنا درست نہیں اور جبکہ کھیتی کے واسطے
ممنوع چیز کی اجازت ہوئی تو اسکا اقل درجہ یہ ہوگا کہ مباح ہو **حَدَّثَنَا** مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنَا هِشَامٌ
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ وَقَالَ ابْنُ
سِيرِينَ وَأَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ
صَيْدٍ وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ
ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کتا رکھے تو اُسکے نیک عمل ہر روز پانچ
جو کے برابر گھٹتے جاوینگے لیکن کھیتی اور گائی اور بکری کی نگہبانی کے واسطے کتا رکھنا درست ہی اور ایک روایت
میں ہے کہ شکار کے واسطے بھی کتا رکھنا درست ہی **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ رَجُلًا
مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ
قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ
ترجمہ سفیان بن ابی زہیرؓ سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو کتا رکھے کہ نہ دفع
کرے اُس سے کھیتی کو اور نہ گائی بکری کو تو اُسکے نیک عمل پانچ جو کے برابر گھٹتے جاوینگے میں نے سفیان سے

کہاکہ تونے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے تو سفیان نے کہا کہ ہان قسم ہے رب اس مسجد کی اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ اُسکے نیک عمل دو قیراط کے برابر گہٹائے جاتے ہین ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جائز ہے رکہنا کتے کا واسطے کہیتی کے اور شکار کے اور گائے بکری کے اور یہ کہ اُنکے سوائے اور کسی چیز
کے واسطے کتا رکہنا مکروہ ہے مگر یہ کہ داخل ہوتا ہے شکار وغیرہ کے معنے مین رکہنا اُسکا واسطے کہینچے
منافع کے اور دور کرنے ضرر کے بطور قیاس کے پس معلوم ہوا کہ کتے کا رکہنا مکروہ ..... تو صرف اُسوقت ہے
جبکہ کوئی حاجت نہ ہو اسواسطے کہ اسمین لوگون کا ڈرانا ہے اور منع ہونا دخول فرشتون کا ہے اُس گہر مین جس
مین کتا ہو اور یہ جو فرمایا کہ اُسکا عمل ہر روز گہٹتا جاتا ..... تو اسمین اشارہ ہے کہ کتے کا رکہنا حرام نہین اسواسطے
کہ جسکا رکہنا حرام ہو اسکا رکہنا ہر حال مین منع ہوتا ہے برابر ہے کہ اُسکا عمل کم ہو یا نہ ہو پس معلوم ہوا کہ کتے
کا رکہنا مکروہ ہے حرام نہین اور کہا کہ اس حدیث کی توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ جو معنے کتون مین مستعبد ہے
یعنے جس پر عمل کرنے کا حکم ہے مانند دہونے جوٹھے اُسکے کی سات بار تو کتے والا اُسکے ساتھ قائم نہین ہوتا
یعنے اُسپر عمل نہین کرتا اور اُسنے بچتا نہین تو اکثر اوقات اُسکے رکہنے میں داخل ہوتی ہے اُسپر وہ چیز جو
اسکے عمل کو گہٹا دے اور روایت ہے کہ منصور نے عمرو بن عُبید سے اس حدیث کا سبب پوچہا تو اُسنے کہا کہ
مجہکو معلوم نہین تو منصور نے کہا کہ اسواسطے کہ وہ مہمان کو بہونکتا ہے اور سائل کو ڈراتا ہے اور یہ جو دعوے
کیا ہے ابن عبدالبر نے کہ کتے کا رکہنا حرام نہین اور دلیل پکڑی ہے اُس نے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی
تو یہ لازم نہین بلکہ احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو عقوبت ساتھ نہ توفیق کے واسطے عمل کے ساتھ مقدار قیراط
کے اُسچیز سے کہ نیک عمل کیا کرتا تہا پہلے رکہنے کتے کی سے اور احتمال ہے کہ اُسکا رکہنا حرام ہو اور مراد ساتھ
کم ہونے عمل کے یہ ہے کہ جو گناہ اُسکے رکہنے سے حاصل ہوتا ہے وہ قیراط یا دو قیراط ثواب کے برابر ہے سو جسقدر
کتا رکہنے والے پر گناہ ہوتا ہے اُسقدر اُسکا نیک عمل گہٹایا جاتا ہے اور وہ قیراط ہے یا دو قیراط مین اور بعض
کہتے ہین کہ سبب نقصان کا یہ ہے کہ فرشتے اُسکے گہر مین داخل نہین ہوتے یا اسواسطے کہ راہ چلنے والون
کو اُس سے ایذا ہوتی ہے یا اسواسطے کہ بعض کتے شیطان ہین اور عقوبت ہے واسطے مخالفت نہی کے یا
واسطے منہ ڈالنے اسکے کے برتنون مین وقت غفلت مالک کے تو اکثر اوقات بعضے برتن انمین سے ناپاک
ہو جاتے ہین اور جب انکو عبادت مین استعمال کرتا ہے تو نہین واقع ہوتی عبادت جگہ پاک کی اور ابن تین نے
کہا کہ مراد یہ ہے کہ اگر کتا نہ رکہتا تو اسکا عمل کامل ہوتا سو جب اسنے اُسکو رکہا تو اُسکا عمل کم ہوتا جاویگا اور
نہین جائز ہے کہ گذرے ہوئے عمل کم ہون بلکہ مراد یہ ہے کہ کتے نہ رکہنے والے کو موافق اُسکا عمل کامل نہین
ہوتا اور یہ جو اُس نے دعوی کیا ہے کہ پہلے عمل کم نہین ہوتے تو اسمین تنازع کیا گیا ہے اسواسطے کہ روایت کی

بحر مین اختلاف حکایت کیا ہے سین کہ کیا اُسکے پہلے عمل کم ہوتے ہین یا پچھلے اور یہ کہ قیراطون کے کم ہونے کا محل کون
دن ہے یا رات سو بعضے کہتے ہین کہ ایک قیراط دن کے عمل سے کم ہوتی ہے اور ایک قیراط رات کے عمل سے
کم ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین ایک قیراط فرض سے اور ایک نفل سے اور نقصان کے سبب مین جیسا کہ گذرا
ہے اور ایک روایت مین ایک قیراط کا ذکر ہے اور ایک مین دو کا تو بعضے کہتے ہین کہ حکم زائد کے واسطے ہے
یعنے دو قیراط کے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ دو حالتون پر محمول ہین یعنے اگر کتا رکھنے مین ضرر کم ہو تو ایک قیراط
کے برابر عمل کم ہوتا ہے اور اگر ضرر بہت ہو تو دو قیراط کے برابر کم ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر مدینہ منورہ
مین کتا رکھے تو اُسکا عمل دو قیراط کے برابر گھٹتا ہے اور جو اُسکے سوای کسی اور جگہ مین رکھے اُسکا عمل ایک قیراط
کے برابر گھٹتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ لاحق ہین ساتھ مدینے کے تمام شہر اور گاؤن اور خاص ہے قیراط ساتھ جنگلون
کے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ دو قسم کے کتون مین ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ قیراطون مذکور کے کہ کیا وہ اُن
قیراطون کے طرح ہین جو جنازہ پڑھنے اور اُسکے ساتھ جانے سے حاصل ہوتے ہین یا نہین سو بعضے تو کہتے ہین
کہ برابر ہین اور بعضے کہتے ہین کہ جو جنازے کے باب مین مذکور ہین وہ خدا کے احسان کے باب سے ہین اور جو یہان
مذکور ہین وہ سزا کے باب سے ہین اور خدا کے فضل کا دروازہ فراخ ہے اور صحیح تر شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ دروازہ
کی نگہبانی کے واسطے کتا رکھنا جائز ہے کہ وہ بھی مقصودون کے معنے مین ہے اور اتفاق ہے اسپر کہ اُس کتے
کا پالنا جائز ہے جسکے قتل پر اتفاق نہین اور وہ کتا کاٹنے والا ہے اور جو کاٹنے والا نہین اسکے مار ڈالنے
مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اسکا مار ڈالنا جائز ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جائز نہین اور استدلال کیا
گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جائز ہے پالنا کتے کے چھوٹے بچے کا اس غرض سے کہ جب بڑا ہوگا تو اُس سے فائدہ
حاصل ہوگا اور اُسکا قصد منفعت موجودہ کے قائم مقام ہوگا جیسا کہ جائز ہے بیچنا اُس چیز کا جسکے ساتھ فی
الحال نفع حاصل نہین ہوتا اسواسطے کہ آیندہ اُس سے فائدہ ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ
جس کتے کے رکھنے کی اجازت ہے وہ کتا پاک ہے اسواسطے کہ اسکے مخالطت مین ساتھ پرہیز کرنے کی اُس سے
بہت مشقت ہے پس اسکے رکھنے کی اجازت دینی اجازت ہے بیچ کامل کرنے مقصود اُس کے جیسے کہ منع لوازم
اُسکے ہے مناسب ہے واسطے منع کے اُس سے اور یہ استدلال قوی ہے نہین معارض ہے اُسکو مگر عموم حدیث
کا جسمین حکم ہے کہ کتے کے جوٹھے کو سات بار دھو یا جاری بغیر تفصیل کے یعنے خواہ اُس کتے کا رکھنا درست ہو یا نہ
ہو اور عموم کی تخصیص کرنی ممکن نہین یعنے جائز ہے جبکہ جائز رکھے اُسکو دلیل اور اس حدیث مین رغبت دلاتی ہے
اوپر بہت کرنے نیک عملون کے اور ڈرانا اُس چیز سے جو عمل کو گھٹا دے اور تنبیہ اوپر اسباب نقصان یا دلی کے بیچ اُس کے
اور کمی کے اُس سے تاکہ پرہیز کرے یا اختیار کرے اور بیان ہے اسکی مہربانی کا ساتھ خلقت اپنی کے بیچ مباح

کرنے اسچیز کے کہ انکو اُسمین فائدہ ہے اور یہ ہو پہنچانا اُنکے بغیر کا انکو امور معاش انکے کی اور معاد انکے کی اور یہ جو مصلحت راجح ہو اُسکو مقدم رکہتا ہے واسطے مخصوص ہونے نفعوالی چیز کے اسچیز سے کہ اُسکا رکہنا اہم ہو (فتح) **باب** استعمال البقر للحراثة کہیتی کے واسطے گائی بیل سے کام لینا یعنے اُسپر سوار ہونا لائق نہین بلکہ لائق یہ ہے کہ اُس سے کہیتی کرے **حدثنا** محمد بن بشار ثنا غندر ثنا شعبة عن سعد ابن ابراهيم قال سمعت اباسلمة عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال بينما رجل راكب على بقرة التفتت اليه فقالت لم اخلق لهذا خلقت للحراثة قال امنت به انا وابوبكر وعمر واخذ الذئب شاة فتبعها الراعي فقال له الذئب من لها يوم السبع يوم لا راعي لها غيري قال امنت به انا وابوبكر وعمر قال ابوسلمة وما هما يومئذ في القوم ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ جس حالت مین کہ ایک مرد بیل پر سوار تہا بیل نے اُسکی طرف دیکہا تو کہا کہ مین اس سوار ہونے کے واسطے پیدا نہین ہوا مین تو کہیتی کے واسطے پیدا ہوا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مین اس بات کو سچ جانتا ہون اور ابوبکر رض اور عمر رض بہی سچ جانتے ہین اور جس حالت مین کہ ایک چرانے والا بکریان چراتا تہا کہ بہیڑیا انمین سے ایک بکری کو لے بہاگا اور چرانے والا اُسکے پیچہے لگا تو بہیڑیے نے اسکو کہا کہ قیامت کے دن کون بہیڑ بکریون کو بچاویگا جسدن اُنکا کوئی چرانے والا میرے سوا نہ ہوگا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین بے شبہ اس بات کو سچ جانتا ہون اور ابوبکر رض اور عمر رض بہی سچ جانتے ہین تو ابوسلمہ نے کہا کہ وہ دونو اُسدن مجلس مین موجود نہ تہے **ف** یہ حدیث پوری کتاب مناقب مین آویگی اور اسکی شرح بہی وہین بیان ہوگی ابن بطال نے کہا کہ اسحدیث مین حجت ہی اُس شخص پر جو کہتا ہے کہ گہوڑے کا کہانا منع ہے واسطے دلیل اس آیت کو کہ تاکہ تم اُسپر سوار ہو اسواسطے کہ اگر سوار ہونا اسپر دلالت کرتا کہ اُنکا کہانا درست نہین تو یہ حدیث دلالت کرتی کہ گائی بیل کا کہانا بہی درست نہین واسطے دلیل قول اُسکے کہ مین تو کہیتی کے واسطے پیدا ہوا ہون حالانکہ سب کا اتفاق ہے اسپر کہ گائی بیل کا کہانا حلال ہے پس معلوم ہوا کہ مراد ساتہ عموم کے جو لفظ لترکبوا اور انما سے سمجہا جاتا ہے عموم مخصوص ہے (فتح) **باب** اذا قال اكفني مؤنة النخل او غيره وتشركني في الثمر جبکہ کہجورون والا کہے یعنے دوسرے کو کہ کفایت کر مجہسے محنت کو کہجورون وغیرہ مین یعنے انگورین یعنے فقط تو ہی محنت کر مین نہین کرتا اور شریک ہو مجہکو میوے مین تو اُسکا کیا حکم ہے **حدثنا** الحكم بن نافع انا شعيب ثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة قال قالت الانصار للنبي صلى الله عليه وسلم اقسم بيننا وبين اخواننا النخيل قال لا فقالوا فتكفونا المؤنة ونشرككم في الثمرة قالوا سمعنا واطعنا ترجمہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے اور ہمارے بھائی مہاجرین کے درمیان
کھجور کے درخت تقسیم کر دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا سو تم ہمسے یعنے مہاجرین
سے محنت کو کفایت کرو یعنے فقط تم ہی محنت کرو ہم نہیں کرتے اور ہم تمکو میوے میں شریک ہونگے انصار نے
کہا کہ ہمنے سنا اور مانا **ف** جب مہاجرین ہجرت کرکے مدینے میں آئے اور اپنا مال مکے وغیرہ میں چھوڑ
آئے تو اسوقت انصار نے یہ بات عرض کی کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے درخت ہمارے اور ہمارے
بھائی مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے جواب میں فرمایا کہ میں درخت
تقسیم نہیں کرتا تم ہی انکی محافظت کرو اور پانی وغیرہ دینے کی محنت اپنے ذمہ رکھو اور مہلب نے کہا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اُنسے اسواسطے کہی کہ جب آپنے معلوم کیا کہ اپر شہر فتح ہونگے تو مکروہ جانا کہ انصار
کی زمین اُنکے تلے سے نکل جاوے سو جب انصار نے یہ بات سمجھی تو دونو مصلحتوں کو جمع کیا یعنے حکم کا ماننا اور
مہاجرین سے سلوک کرنا پس سوال کیا کہ وہ اُنکے ساتھ عمل میں شامل ہوں اور میوے میں شریک ہوں کہ یہ مساقات
ہے یعنے ایک کے درخت ہوں اور ایک کی محنت اور ابن تین نے کہا کہ مہاجرین انصار کی زمین اور مال کے کچھ
حصے کے مالک ہو گئے تھے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کی رات انصار سے شرط کی تھی کہ مہاجرین
کے ساتھ سلوک کریں پس اس سے کسی چیز میں مساقاۃ نہیں اور جو اُسنے دعوی کیا ہے وہ مردود ہے اُس نے
اسپر کوئی دلیل قائم نہیں کی اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے مہاجرین کے سلوک کے واسطے شرط
کر لی تھی تو اس سے زمین میں شریک ہونا لازم نہیں آتا اور اگر صرف اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی تو انکے
سوال اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے کوئی معنے نہ ہوتے اور یہ بات واضح ہے ساتھ حمد اللہ کے (فتح)

باب قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّخْلِ درخت اور کھجور کے درخت کاٹنے کا بیان **ف** یعنے جائز ہے واسطے
حاجت اور مصلحت کے جبکہ معین کرے راہ کو بیچ چور کرنے دشمن کے زخموں سے اور مانند اُسکے کی اور بعض اہل
علم کہتے ہیں کہ پھلدار درخت کا کاٹنا ہرگز درست نہیں اور کہتے ہیں کہ جو حدیثیں کاٹنے کی باب میں آئی ہیں
یا تو وہ محمول ہیں یعنے یا تو مراد اُنسے وہ درخت ہیں جو پھلدار نہ ہوں اور یا محمول ہیں اسپر کہ جو درخت بنی نضیر
کے قصبے میں کاٹے گئے تھے وہ اُسجگہ میں تھے جہاں لڑائی واقع ہوئی تھی اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث اور
ابو ثور کا (فتح) وَقَالَ اَنَسٌ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ یعنے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم فرمایا تو وہ کاٹے گئے **ف** یہ حدیث ابواب المساجد
میں گذر چکی ہے اور اسکی شرح آئندہ آویگی اور یہ شاہد ہے کہ اگر حاجت ہو تو درخت کا کاٹنا درست ہے
(فتح) **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اَنَّهٗ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ
لُؤَيٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر
کی کہجور کے درخت جلائے اور کاٹے اور وہ جگہ بویرہ ہے اور اسکے حق مین حسان نے شعر کہا ہے کہ آسان ہوا
بنی لوی کے سردارون پر جلانا بویرہ کا جو چوڑا تہا ف بنی نضیر نام ہے ایک قبیلہ کا یہود کے قبیلون سے
جب انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کا قصد کیا تو آپ کو
وحی سے معلوم ہوا سو آپنے انکو خیبر کی طرف نکالدیا اور انکی کہجورین جلائی گئین اور انکے گہر خراب کیے گئے
پس معلوم ہوا کہ کفار کے درختون کا کاٹنا اور جلانا درست ہی (ع) **باب** ف اس باب مین ترجمہ نہین گویا
یہ باب بجائے فصل کے ہی پہلے باب سے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يَحْيَى بْنُ
سَعِيْدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْاَنْصَارِيِّ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا اَكْثَرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مُزْدَرَعًا
كُنَّا نُكْرِي الْاَرْضَ بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسَمًّى لِسَيِّدِ الْاَرْضِ قَالَ فَمِمَّا يُصَابُ ذٰلِكَ وَتَسْلَمُ الْاَرْضُ وَمِمَّا
يُصَابُ الْاَرْضُ وَيَسْلَمُ ذٰلِكَ فَنُهِيْنَا وَاَمَّا الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ ترجمہ رافع بن
خدیج رض سے روایت ہی کہ ہم کہیتی مین سب اہل مدینہ سے زیادہ تہے اور ہم زمین کو کرایہ دیتے تہے اس شرط پر کہ
زمین کی ایک طرف معین زمین کے مالک کے واسطے ہو یعنے جو مثلاً نالی پر پیدا ہو وہ مالک کا ہوگا پس اکثر اوقات
اس قطعہ معین کو آفت پہونچتی تہی اور باقی زمین سلامت رہتی تہی اور کبہی زمین کو آفت پہونچتی تہی اور یہ قطعہ
سلامت رہتا تہا سو ہمکو اس سے منع ہوا اور لیکن چاندی سونا پس اسوقت نہ تہا یعنے چاندی سونے پر کرایہ
دینے کا رواج نہ تہا نہ یہ کہ موجود نہ تہا ف ابن منیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ غرض بخاری کی اشارہ کرنا ساتھ
اُسکے طرف اسکی کہ درختون کا کاٹنا اُسیوقت جائز ہے جبکہ کوئی مصلحت ہو مانند چور کرنے دشمن کی زمین
سے یا لکڑی وغیرہ کی ساتہہ نفع اٹہانا مقصود ہو اور منع وہ ہے جو بے فائدہ اور فساد کے واسطے ہو اور وجہ
اخذ کرنے اسکے کی رافع کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منفعت زمین کے ضایع کرنے سے
منع فرمایا اور جبکہ اُسکی منفعت کا ضائع کرنا منع ہی اور حالانکہ وہ نہ محقق ہے اور نہ معین تو ضایع کرنا ذات
اسکی کا ساتہہ کاٹنے درختون اُسکے کی بطریق اولے عبث ہوگا (فتح) **بَابُ** الْمُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهٖ آدہے
حصے وغیرہ پر کہیتی کرنے کا بیان ف مزارعت یہ ہی کہ کسی کو زمین دی کہ وہ اُس زمین مین کہیتی کرے جو
اُسمین پیدا ہو آپس مین بانٹ لین آدہون آدہ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِيْنَةِ
اَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ اِلَّا يَزْرَعُوْنَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ یعنے ابو جعفر رض نے کہا کہ نہ تہے مدینہ مین کوئی اہل بیت
ہجرت کی یعنے مہاجر مگر کہ تہائی اور چوتہائی پر کہیتی کرتے تہے وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ

ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَآلُ اَبِيْ بَكْرٍ وَآلُ عُمَرَ وَآلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ یعنے اور زراعت کی حضرت علیؓ اور سعد بن مالکؓ نے اور ابن مسعودؓ اور عمر بن عبد العزیز اور قاسم اور عروہ اور اولاد ابو بکرؓ اور اولاد عمرؓ اور اولاد علیؓ اور ابن سیرینؒ ف اور غرض بخاری کی ان اثرون سے اشارہ کرنا ہے طرف اسکی کہ اصحابؓ سے اُسکے جواز مین خلاف منقول نہین خاصکر اہل مدینہ سے سو جو اُسکا قائل ہے کہ اہل مدینہ کا عمل مرفوع حدیثون پر مقدم ہے تو اسکو لازم ہے کہ اپنے قاعدے کے موافق اُسکے جواز کا قائل ہو یعنے مزارعت کو جائز رکھے (فتح) وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ كُنْتُ اُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ فِي الزَّرْعِ یعنے اور عبد الرحمن بن اسود تابعی نے کہا کہ تہا مین شراکت کرتا عبد الرحمن بن یزید سے مزارعت مین وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰى اِنْ جَاءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَهُ الشَّطْرُ وَاِنْ جَاءُوْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا یعنے حضرت عمرؓ نے لوگون سے معاملہ کیا یعنے ساتہہ مزارعت کی اُس شرط پر کہ اگر عمر اپنے پاس سے بیج لاوے تو اُسکے واسطے آدہا حصہ ہے اور اگر لوگ بیج لاوین تو اُنکے واسطے اتنا ہے یعنے آدہا یا مانند اسکی ف بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب عمر خلیفہ ہوئے تو اہل نجران اور اہل فدک اور تیمار اور اہل خیبر کو وطن سے نکالدیا اور انکی زمینین اور انکے خرید لئے اور یعلے کو وہان کا عامل کیا تو سفید زمین کہیتی کرنے کے واسطے لوگون کو دی اس شرط پر کہ اگر بیج اور بیل اور لوہا عمر کی طرف سے ہو تو انکو ایک تہائی ملے گی اور عمرؓ کو دو تہائیان ملین گی اور اگر یہ سب چیزین لوگون کی طرف سے ہونگی تو آدہا انکو ملے گا اور آدہا عمرؓ کو اور عمرؓ کے اس فعل مین یہ شبہ آتا ہے کہ اسمین ایک عقد مین دو بیعون کا ہونا لازم آتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتہہ اسکے تنویع اور تخییر ہو پہلے عقد کی پہر واقع ہو عقد ایک دو امرون پر یا عمر انکو حبالہ اعتقاد کرتے ہتے پس نہ ضرر کریگا اسکو اور امام بخاری نے جو اس اثر کو یہان وارد کیا ہے تو یہ چاہتا ہے اسکو کہ اُسکے نزدیک مزارعت اور مخابرت کو ایک معنے ہین اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان دونو کے معنے جُدا جُدا ہین پس مزارعت یہ ہے کہ محنت کرو زمین مین ساتہہ بعض اس چیز کے کہ اُس سے پیدا ہو اور بیج مالک زمین کی طرف سے ہو اور مخابرت کے معنے بہی یہی ہین لیکن اسمین بیج محنت کرنے والون کی طرف سے ہوتا ہے اور تحقیق جائز رکہا ہے انکو احمد نے ایک روایت مین اور شافعیہ سے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور خطابی نے اور ابن سریج نے کہا ہے کہ جائز ہے مزارعت اور سکوت کیا اُس نے مخابرت سے اور عکس کیا ہے اُسکو جوزی نے شافعیہ سے اور یہی مشہور ہے احمد سے اور باقی کہتے ہین کہ نہین جائز ہے ایک اُن دونو مین سے وہ کہتے ہین کہ مراد ان اثرون سے مساقات ہے (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَاْسَ اَنْ تَكُوْنَ الْاَرْضُ لِاَحَدِهِمَا فَيُنْفِقَانِ جَمِيْعًا فَمَا خَرَجَ فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَرَاٰى ذٰلِكَ الزُّهْرِيُّ وَقَالَ

الحَسَنُ لَا بَأْسَ اَنْ يُجْتَنَى الْقُطْنُ عَلَى النِّصْفِ یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ نہین ڈر ہے یہ کہ زمین ایک کی ہو اور دونو اُسپر خرچ کرین اور جو پیدا ہو سو دونو کے درمیان آدھون آدھ ہو اور جائز رکھا ہے اُسکو زہری نے اور حسن نے کہا کہ نہین ڈر ہے کہ چنی جاوے کپاس آدھے حصے پر وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَالْحَكَمُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَتَادَةُ لَا بَأْسَ اَنْ يُعْطَى الثَّوْبُ بِالثُّلُثِ اَوِ الرُّبُعِ وَنَحْوِهِ یعنے اور ابراہیم اور ابن سیرین اور عطا اور حکم اور زہری اور قتادہ نے کہا کہ نہین ڈر ہے یہ کہ دیا جاوے کپڑا ساتھ تہائی یا پاؤ کے یا اسکی مانند کے یعنے جولاہے کو کپڑا بننے کے واسطے سوت دیا جاوے اس شرط پر کہ محنت کو بدلے تہائی چوتہائی کپڑا اسکو ملیگا اور باقی سوت والے کو یہ جائز ہے وَقَالَ مَعْمَرٌ لَا بَأْسَ اَنْ تُكْرَى الْمَاشِيَةُ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ اِلَى اَجَلٍ مُّسَمًّى یعنے اور معمر نے کہا کہ نہین ڈر ہے یہ کہ کرایہ دیا جاوے چارپایہ تہائی یا چوتہائی پر ایک مدت معین تک یعنے اپنا بیل یا گہوڑا وغیرہ کسی کو کرایے دے اس قرار پر کہ جو اُسکے ساتھ کماوے گا اُس سے تہائی یا چوتہائی جانور کی مالک کی ہوگی اور باقی کمانے والے کا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ زَرْعٍ اَوْ ثَمَرٍ وَكَانَ يُعْطِي اَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانُوْنَ وَسْقَ تَمْرٍ وَعِشْرُوْنَ وَسْقَ شَعِيْرٍ وَقَسَمَ عُمَرُ فَخَيَّرَ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقْطَعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَاءِ وَالْاَرْضِ اَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْاَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْاَرْضَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ معاملہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے ساتھ نصف اسچیز کے کہ پیدا ہو اُس سے کہیتی سے یا میوے سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بی بیون کو سو وسق دیتے تھے اسی وسق کہجورین دیتے تھے اور بیس وسق جو اور حضرت عمر رض نے اپنی خلافت مین خیبر کو تقسیم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کو اختیار دیا یہ کہ جاگیر دے انکو پانی اور زمین خیبر سے اور وہ خود کہیتی کرواوین یا جاری رکھے اُنکے واسطے اُنکے وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے واسطے مقرر کی تھی یعنے سو وسق سو اُنمین سے بعض بی بیون نے زمین اختیار کی اور بعض نے وسق اور حضرت عائشہ رض نے زمین اختیار کی تھی **ف** یہ حدیث عمدہ دلیل ہے واسطے اُس شخص کے جو مزارعت اور مخابرت کو جائز رکھتا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو برقرار رکہا اور حضرت ابوبکر رض کے زمانے مین بدستور جاری رہی یہان تک کہ حضرت عمر رض نے انکو جلاوطن کیا کما سیاتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُسکے اسپر کہ جائز ہے مساقات کہجور اور انگور کی درختون مین اور اسی طرح جائز ہے تمام درختون مین جنکی شان سے پہل لانا ہے ساتھ حصے معلوم کے کہ مقرر کیا جاوے واسطے محنت کرنے والے کو اور یہی قول ہے جمہور کا

کہ مزارعت جائز ہے اور خاص کیا ہے اسکو شافعیؒ نے جدید قول مین ساتھہ کھجور اور انگور کے اور خاص کیا ہے اُسکو
داؤد نے ساتھہ درخت کھجور کے اور ابو حنیفہؒ اور زفرؒ نے کہا کہ مزارعت کسی حال مین جائز نہین اسواسطے کہ وہ اجارہ
ہی ساتھہ میوی معدوم کے یا مجہول کے اور جو اُسکو جائز کہتا ہی وہ اُسکا یہ جواب دیتا ہے کہ وہ ایک عقد ہے مال مین
عمل کرنے پر ساتھہ بعض منافع اُسکے کی پس وہ مانند مضاربت کی ہے اسواسطے کہ مضارب محنت کرتا ہے مال مین
ساتھہ ایک حصے کے منافع اُسکے سی اور حالانکہ وہ معدوم اور مجہول ہی اور تحقیق صحیح ہے عقد اجارے کا باوجود یکہ
منافع معدوم ہین پس اسی طرح اسجگہ بھی درست ہے اور نص اور اجماع کے باطل کرنے مین قیاس کرنا مردود ہے
اور بعضون نے خیبر کے قصے سی یہ جواب دیا ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا تھا اور وہ برقرار رکھے گئے اسپر کہ زمین اُنکے ملک
ہی اس شرط پر کہ آدھا میوہ دیا کرین پس یہ بطور جزیہ کے لیا جاتا تھا پس یہ مساقات کی جواز پر دلالت نہین کرتی
اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ اکثر خیبر لڑائی سے فتح ہوا تھا جیسا کہ مغازی مین آویگا اور ساتھہ اسکے کہ اکثر
اُسکا مجاہدین کے درمیان تقسیم ہوا کما سیأتی یعنے پس اگر صلح سے فتح ہوتا تو مجاہدین مین تقسیم نہ کیا جاتا اور ساتھہ
اسکے کہ حضرت عمرؓ نے انکو جلاوطن کیا سو اگر زمین اُنکے ملک ہولی تو انکو جلاوطن نہ کرتے اور جو تمام درختون
کی پھلون مین اُسکو جائز کہتا ہے اُسکی دلیل یہ لفظ ہے جو حدیث کی بعض طریقون مین وارد ہوا ہے کہ معاملہ
کیا اُنسے ساتھ نصف اُس چیز کے جو پیدا ہو کھجور سے اور درخت سی یعنے اسمین مطلق شجر کا لفظ آیا ہے یعنی ہر
درخت مین اور یہ جو کہا کہ ساتھہ نصف اس چیز کے کہ پیدا ہو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھہ اسکے کہ جائز ہے مساقات
ساتھہ حصے معلوم کے نہ مجہول کے اور استدلال کیا گیا ساتھہ اسکے اسپر کہ جائز ہے نکالنا بیج کا محنت کرنے والے
یا مالک سے اسواسطے کہ حدیث مطلق ہے اُسمین کسی چیز کی قید نہین اور جو اسکو منع کرتا ہے اسکی دلیل یہ ہے
کہ محنت کرنے والا اسوقت گویا کہ اپنا بیج مالک زمین کے ہاتھہ بیچتا ہے ساتھہ اناج مجہول کے ساتھہ وعدے
کی اور یہ جائز نہین اور جو اسکو جائز کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ وہ مستثنی ہے نہی بیع اناج کی سے ساتھہ
اناج کے واسطے تطبیق کے درمیان دونو حدیثون کے اور تطبیق اولے ہی ایک کے باطل کرنے سی (فتح) **باب**
إِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السِّنِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ جب مزارعت مین زمین کا مالک عامل کے واسطے برسون کی شرط
نہ کرے یعنے اسمین سالون کو معین نہ کرے تو اسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ
مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ معاملہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے ساتھ
نصف اس چیز سے کہ پیدا ہو اُس سے میوی سے یا کھیتی سے **ف** ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق
نہین اسواسطے اس چیز کی کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھہ اُسکے اشارہ ہی طرف اسکی کہ اس حدیث کی کسی طریق میں معین

سالون کی قید واقع نہین ہوئی اور تحقیق باب باندھا ہے ساتھ اسکے بعد چار بابون کے کہ جب مالک زمین کا کہے کہ برقرار رکھون گا مین تجھکو جب تک کہ خدا تجھکو برقرار رکھے اور مدت معلوم کو ذکر نہ کرے تو وہ دونو اپنی رضامندی پر ہین اور بیان کیا حدیث کو اور اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ برقرار رکھین گے ہم تمکو جب تک کہ چاہین اور موافقت اسکی باب سے ظاہر ہے اور اسمین دلیل ہے اسپر کہ جائز ہے دینا کھجورون کا بطور مساقات کو اور دینا زمین کا بطور مزارعت کے بغیر ذکر کرنے سالون معلوم کے پس جائز ہوگا مالک کو یہ کہ نکالے عامل کو جب چاہے اور اتفاق ہے سب کا کہ نہین جائز ہے کرایہ دینا مگر ساتھ مدت معلوم کے اور وہ عقود لازمہ سے ہے (فتح) **باب** یہ باب بجای فصل کے ہے پہلے باب سے بخاری نے اسمین ابن عباس رض کی حدیث وارد کی ہے جو دلالت کرتی ہے اسپر کہ زمین کی اجرت لینی درست ہے اور وجہ داخل ہونے اسکے کی پہلے باب مین یہ ہے کہ جب مزارعت جائز ہے اسپر کہ عامل کے لیئے پیداوار کا حصہ معلوم ہو تو مزارعت پر اجرت معین لینی بطریق اولے جائز ہوگی (فتح) **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثنا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِطَاؤُسٍ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ قَالَ اَيْ عَمْرُو فَإِنِّيْ أُعْطِيْهِمْ وَاُغْنِيْهِمْ وَاِنَّ اَعْلَمَهُمْ اَخْبَرَنِيْ يَعْنِيْ ابْنَ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ اَنْ يَّمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَّعْلُوْمًا ترجمہ عمرو بن دینار نے کہا کہ مینے طاؤس سے کہا کہ اگر تو مزارعت کو چھوڑ دیتا تو بہتر ہوتا اسواسطے کہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع فرمایا طاؤس نے کہا کہ ای عمر مین لوگون کو دیتا ہون یعنے زمین کھیتی کرنے کے لیئے اور انکی مدد کرتا ہون اور اُنکے بڑے عالم یعنے ابن عباس رض نے مجھکو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع فرمایا یعنے دینے زمین کے سی ساتھ حصے اُس چیز کے کہ اُس سے پیدا ہو ولیکن فرمایا کہ مفت دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بھائی مسلمان کو بہتر ہے اُسکے حق مین اسپر معین اجرت لینی سے یعنے اگر احسان کرے اور بغیر کچھ لینے کے زمین بطریق عاریت کو کسی کو دی کہ لینے والا اُس سے فائدہ اٹھا دے تو یہ بہتر ہے اور داخل کرنا بخاری کا اسحدیث کو اس باب مین مشعر ہے ساتھ اسکے کہ اسکے نزدیک مزارعت اور مخابرت کو ایک معنی مین یعنے دینا زمین کا ساتھ حصے اُس چیز کے کہ اُس سے پیدا ہو اور ترمذی کی روایت مین مزارعت کا ذکر صریح آچکا ہے اور یہ جو عمرو نے طاؤس سے کہا کہ لوگ کہتے ہین تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف حدیث رافع بن خدیج کی جو اس باب مین وارد ہو چکی ہے اور مسلم اور نسائی نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے کہ تھا طاؤس برا جانتا یہ کہ کرایہ دے زمین اپنی کو ساتھ سونے اور چاندی کے اور کہتا تھا کہ تہائی اور چوتھائی پیداوار پر دینی درست ہے تو اسکو مجا.. نے کہا کہ تو رافع بن خدیج پاس جا اور اسکی حدیث کو سن تو طاؤس نے کہا کہ اگر مین جانتا کہ حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے تو مین اُسکو نہ کرتا ولیکن خبر دی مجھکو اُس نے جو اُس سے زیادہ تر عالم ہے یعنے ابن عباس رض نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع نہین فرمایا اور یہ جو ابن عباس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع نہین فرمایا تو ابن عباس رض کی مراد نہی کی حدیث سے مطلق نفی کرنی نہین بلکہ مراد یہ ہے کہ نہی اپنے حقیقی معنے پر نہین بلکہ مراد اُس سے اولویت ہی یعنے مراد اُس سے نہی تنزیہی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عقد صحیح سے منع نہین فرمایا بلکہ شرط فاسد سے منع فرمایا ہے ولیکن ترمذی کی روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت کو حرام نہین کیا اور یہ روایت میری تاویل کو قوی کرتی ہے (فتح) **باب** الْمُزَارَعَةِ مَعَ الْيَهُوْدِ یہود کے ساتھ مزارعت کرنے کا بیان **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ عَلٰى اَنْ يَّعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا خَرَجَ مِنْهَا ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہود کو دی اس شرط پر کہ اسمین محنت کرین اور کھیتی بووین اور انکو اسکی پیداوار کا نصف حصہ ملے گا **ف** حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے اور مراد ساتھ اُسکے اشارہ ہے طرف اسکی کہ مسلمانون اور اہل ذمہ دونو کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے اسمین کوئی فرق نہین (فتح) **باب** مَا يُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي الْمُزَارَعَةِ ان شرطون کا بیان جو مزارعت مین مکروہ ہین **حدثنا** صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا اَكْثَرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلًا وَكَانَ اَحَدُنَا يُكْرِي اَرْضَهٗ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِيْ وَهٰذِهٖ لَكَ فَرُبَّمَا اَخْرَجَتْ ذِهٖ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهٖ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ ترجمہ رافع رض سے روایت ہی کہ ہم کھیتی کرنے مین سب اہل مدینہ سے زیادہ تھے اور ہم مین سے کوئی اپنی زمین کو کرائے دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ٹکڑا اسمین میرے واسطے ہی یعنے جو کچھ اسمین پیدا ہوگا وہ میرے واسطے ہی اور یہ تیرے واسطے سو اکثر اوقات یہ قطعہ کھیتی کو نکالتا اور یہ نہ نکالتا یعنے دو زمین سے ایک قطعہ مین کھیتی ہوتی اور ایک مین نہ ہوتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع فرمایا **ف** اس حدیث کی پوری شرح پانچ بابون کے بعد آویگی اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس باب کی کہ رافع کی حدیث اسوقت پر محمول ہے جبکہ شامل ہو عقد شرط فاسد کو یا پہونچا دے طرف دہوکے اور فریب کی (فتح) **باب** اِذَا زَرَعَ بِمَالِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ صَلَاحٌ لَّهُمْ جب کہ کسی قوم کے مال سے اُنکے اذن کے بغیر کھیتی کرے اور اُنکے واسطے اسمین بہتری ہو یعنے نفع تو یہ درست ہی **حدثنا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ ثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ بَیْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ یَمْشُوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَاَوَوْا اِلٰی غَارٍ فِیْ جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَیْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهٗ یُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ قَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ لِیْ وَالِدَانِ شَیْخَانِ كَبِیْرَانِ وَلِیْ صِبْیَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰی عَلَیْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَیْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَاْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِیْهِمَا قَبْلَ بَنِیَّ وَاِنِّیْ اسْتَاْخَرْتُ ذَاتَ یَوْمٍ فَلَمْ اٰتِ حَتّٰی اَمْسَیْتُ فَوَجَدْتُّهُمَا نَائِمَیْنِ فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْقِیَ الصِّبْیَةَ وَالصِّبْیَةُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَیَّ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰی مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ فَرَاَوُا السَّمَاءَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنَّهَا كَانَتْ لِیْ بِنْتُ عَمٍّ اَحْبَبْتُهَا كَاَشَدِّ مَا یُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا فَاَبَتْ حَتّٰی اٰتَیْتُهَا بِمِائَةِ دِیْنَارٍ فَبَغَیْتُ حَتّٰی جَمَعْتُهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَیْنَ رِجْلَیْهَا قَالَتْ یَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً فَفَرَجَ وَقَالَ الثَّالِثُ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اسْتَاْجَرْتُ اَجِیْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰی عَمَلَهٗ قَالَ اَعْطِنِیْ حَقِّیْ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهٗ حَتّٰی جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرُعَاتَهَا فَجَاءَنِیْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلٰی ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرُعَاتِهَا فَخُذْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِیْ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ فَخُذْ فَاَخَذَهٗ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِیَ فَفَرَجَ اللّٰهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ فَسَعَیْتُ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ تین آدمی چلے جاتے تہے تو انکو مینہ نے لیا یعنے گہیر لیا تو وے پہاڑ کی ایک غار مین گہس گئے تو اُس پہاڑ سے ایک پتھر انکی غار کے مُنہ پر ڈہلک پڑا سو انکو اس نے بند کر لیا تو بعضون نے بعضون سے کہا کہ دیکھو اپنے نیک کامون کو جو خدا کے واسطے کیے ہون سو دعا مانگو اُنکے وسیلے سے شاید کہ خدا اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کہولدیوے تو انمین سے ایک نے کہا کہ الٰہی ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بڈہے تہے بڑی عمر والے اور میرے چہوٹے چہوٹے لڑکے تہے کہ مین اُنکے واسطے بکریان چرایا کرتا تہا پہر جب مین شام کے قریب چرا لاتا تو انکے واسطے انکا دودہ دوہتا تہا سو اول مین اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تہا سو انکو اپنے لڑکون سے پہلے پلاتا تہا اور ایک دن مینے دیر کی یعنے چارا بہت دور ملا سو مین گہر مین نہ آیا یہانتک کہ مجہکو شام ہوئی کہ مین نے ماں باپ کو سوتا پایا پہر مینے دودہ دوہا جسطرح دوہا کرتا تہا تو مین دودہ لا کر ماں باپ کے سر پاس کہڑا ہوا مجہکو برا لگتا کہ مین انکو نیند سے جگاؤن اور برا لگا کہ اُنسے پہلے لڑکون کو پلاؤن اور لڑکے بہوک کے مارے میرے

دونو قدمون پاس شور کرتے تہی یہان تک کہ صبح ہوئی سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ مینے ایسی محنت تیری رضامندی
کے واسطے کی تہی تو اس پتہر سے ایک روزن کہولدے کہ ہم اُس سے آسمان کو دیکہین سو خدا نے اس سے ایک
روزن کہولدی تو انہون نے اُس سے آسمان کو دیکہا اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی البتہ ماجرا تو یہ ہے کہ میرے
ایک چچا کی بیٹی تہی کہ مین اُس سے محبت رکہتا تہا جیسے کہ مرد عورتون سے نہایت محبت رکہتے ہین یعنے
مین اسپر کمال عاشق تہا سو مین نے اُس سے حرام کاری چاہی تو اُس نے نہ مانا یہانتک کہ مین اُسکو سو اشرفیان
دون یعنے سو اشرفیون پر راضی ہوئی سو مینے محنت کی یہان تک کہ سو اشرفیان جمع کین سو جب مین اُسکی
پاؤن کے اندر واقع ہوا تو اُس نے کہا اے بندہ اللہ کے خدا سے ڈر اور مہر کو نہ توڑ مگر جسطرح کہ اُسکا حق ہے سو
مین اُٹہہ کہڑا ہوا سو اگر تو جانتا ہے کہ مینے یہ کام تیری رضامندی کے واسطے کیا تہا تو کہولدے ہمارے واسطے
اس پتہر سے ایک روزن تو خدا نے اُنسے ایک روزن کہولدی اور تیسرے نے کہا کہ الٰہی مینے ایک مزدور
رکہا تہا بدلے مزدوری سولہ رطل چاول کے سو جب وہ اپنا کام تمام کر چکا تو اُس نے کہا کہ میرا حق مجہہ کو دے سو
مینے اُسکا حق اُسکے آگے کیا اور اُس نے اُسکی طرف سے مُنہ موڑا تو مین ہمیشہ اسکو بوتا رہا سو یہانتک برکت
ہوئی کہ مینے اُس مال سے گائی بیل اور غلام اُنکے چرانے والون کو جمع کیا پہر وہ مزدور میرے پاس آیا تو کہنے لگا
کہ خدا سے ڈر تو مینے کہا کہ جا ان گائی بیلون اور اُنکے چرانے والون کی طرف جا سو اُنکو لے تو اُس نے کہا کہ
خدا سے ڈر اور مجہہ سے مسخراپن نہ کر مینے کہا کہ مین تجہہ سے ٹہٹہا نہین کرتا انکو لے یعنے یہ سب سچ تیرا ہی مال ہے
سو اُس نے اُسکو لیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ مینے یہ کام تیری رضامندی کے واسطے کیا تہا تو کہولدے ہم سے
جسقدر پتہر باقی ہے سو خدا نے باقی پتہر کو کہولدیا **ف** اس حدیث کی پوری شرح احادیث الانبیاء مین آوے گی
اور مقصود اُس سے تیسرے آدمی کا قول ہے کہ مینے اُسکا حق اُسکے پیش کیا یعنے مزدور کے آگے رکہا تو اُس نے
اسکی طرف سے مُنہ موڑا سو مین ہمیشہ اسکو بوتا رہا یہانتک کہ مینے اس مال سے گائی بیل اور چرانے والے
جمع کیئے اسواسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ اُس نے اُسکے واسطے اجرت معین کی تہی سو جب اُس نے اُسکو چہوڑا اور بعد
کے اُسکے واسطے معین ہوئی پہر مزدور رکہنے والے نے اُسمین دست اندازی کی تو وہ اُسکی ضمانت مین آگئی
یعنے اگر تلف ہو تو لازم آویگا اسپر بدلہ اُسکا اور ابن منیر نے کہا کہ اُس نے اُسکے واسطے اجرت معین کی اور اُسکو
اُسپر قدرت دی اور اپنا ذمہ اُس سے پاک کیا سو جب اُس نے اپنی مزدوری چہوڑ دی تو مستاجر نے اُسپر نو اپنا
ہاتہہ اُسپر رکہا پہر اُسمین بطور اصلاح اور بہلائی کے دست اندازی کی نہ بطور ضائع کرنے کے پس یہ اسکو معاف
ہوا اور تعدی نہ گنی گئی اسی واسطے اُس نے اُسکے ساتہہ اللہ کی طرف وسیلہ پکڑا اور اسکو اپنے سب عملون سے
افضل ٹہیرایا اور اُسپر برقرار رکہا گیا اور اُسکے سبب سے اُسکی دعا قبول ہوئی اور باوجود اسکے اگر اُسکی اجرت

برباد ہو جاتی تو وہ اُسکا ضامن ہوتا اسواسطے کہ اُن نے اسکو اُسمین تصرف کرنے کی اجازت نہ دی تھی پس مقصود
باب کا یہ ہے کہ کھیتی کرنے والا اس نیت کی ساتھ گناہ سے خلاص ہے اور اُس سے ضمانت کا دور ہونا لازم
نہین آتا اور احتمال ہے کہ کہا جاوے کہ وسیلہ پکڑنا اُسکا ساتھ اُسکے تو صرف اسوجہ سے تھا کہ جو اُسپر حق لازم تھا
اسکو اُس نے دونا دیا تھا نہ ساتھ تصرف اُسکے کی جیساکہ عورت کی پاؤن مین بیٹھنا گناہ تھا لیکن وسیلہ
پکڑنا نہ تھا مگر ساتھ ترک کرنے حرام کاری کے اور سامحت کی ساتھ مال وغیرہ کے (فتح) **بَابُ** اَوْقَافِ
اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْضِ الْخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ باب ہے بیچ بیان وقفون
اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیان زمین خراجی کے اور مزارعت اصحاب کے اور معاملے اُنکے کی وَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ تَصَدَّقْ بِاَصْلِهِ لَا يُبَاعُ وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهٗ فَتَصَدَّقَ بِهٖ یعنے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رض سے فرمایا کہ اس زمین کے اصل کو صدقہ کر کہ نہ بیچی جاوے لیکن اُسکا میوہ
خدا کے راہ مین خرچ کیا جاوے تو عمر فاروق رض نے اسکو صدقہ کیا **حَدَّثَنَا** صَدَقَةُ اَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فُتِحَتْ قَرْيَةٌ اِلَّا
قَسَمْتُهَا بَيْنَ اَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ ترجمہ اسلم رض سے روایت ہے کہ عمر رض
فاروق نے کہا کہ اگر پچھلے مسلمانون کا خیال ہوتا تو کوئی گاؤن فتح نہ ہوتا مگر کہ مین اسکو مسلمانون مین بانٹ
دیتا جیساکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو بانٹ دیا تھا **ف** بیہقی نے اس قصے مین عمر رض کے قول کا یہ سبب بیان
کیا ہے کہ جب شام کا ملک فتح ہوا تو بلال رض عمر رض کی طرف کھڑا ہوا سو کہا کہ یا تو اسکو تقسیم کر دے نہین تو ہم آپسمین
تلوارین مارینگے تو اُسوقت عمر رض نے یہ بات کہی اور ابن تین نے کہا کہ حضرت عمر رض نے اس آیت کو تاویل کیا
کہ جو اُنکے بعد آوینگے تو عمر رض نے اعتقاد کیا کہ پچھلے پہلون کے برابر ہین سو عمر رض نے خوف کیا کہ اگر ہر ملک فتح ہوئی
کی زمین بانٹی جاوے تو پچھلون کے واسطے خراج مین کچھ حصہ نہ رہیگا اسواسطے کہ تقسیم کے بعد زمین مجاہدین
کے ملک ہو جاویگی پس پچھلون کا اُسمین کچھ حصہ نہ رہیگا تو اُس نے مناسب جانا کہ جو زمین لڑائی سے فتح ہووے
اسکو وقف کر دیوے اور اسپر محصول کو مقرر کر دیوے کہ اس سے ہمیشہ مسلمانون کو فائدہ پہونچتا ہے اور جو
زمین لڑائی سے فتح کیجاوے تو اسکی تقسیم کرنے مین کئی قول ہین اور مشہور انمین سے تین قول ہین امام مالک رح
سے روایت ہے کہ وہ زمین محض فتح سے وقف ہو جاتی ہے اور ابو حنیفہ اور ثوری رح سے روایت ہے کہ امام کو اختیار
ہے خواہ اسکو تقسیم کر دیوے یا وقف کر دے اور امام شافعی رح سے روایت ہے کہ امام کو لازم ہے کہ اسکو مجاہدین
مین تقسیم کر دیوے لیکن اگر مجاہدین وقف کی ساتھ راضی ہون تو درست ہے اور باقی کلام جہاد مین آویگی
اور بخاری رح نے پہلے مسئلے کو پہلی حدیث سے لیا ہے اور دوسری حدیث سے بھی لیا جاتا ہے اسواسطے کہ باقی

کلام محذوف ہی تقدیر اسکی یہ ہے کہ لیکن پچھلے مسلمانون کا لحاظ چاہتا ہے اسکو کہ مین اسکو تقسیم نہ کرون بلکہ
اسکو مسلمانون پر وقف کر ڈالون اور سواد کی زمین مین عمر رضہ نے یہ کام کیا تہا اور خراجی زمین کا حکم دوسری
حدیث سے پکڑا جاتا ہے اسواسطے کہ جب عمر فاروق رضہ نے سواد کو وقف کیا تو جو وہان اہل ذمہ اہتے تھے
اپنر محصول کو مقرر کیا تو انکے ساتہہ مزارعت کی اور معاملہ کیا اور ساتہہ اسکے ظاہر ہوتی ہے مناسبت ساتہہ
اس ترجمہ کے اور داخل ہونے اسکے کی مزارعت کے بابون مین اور ابن بطال نے کہا کہ معنے باب کے یہ ہین کہ
اصحاب تھے مزارعت کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقتون کو بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بنابر اسکے کہ اسکے ساتہہ یہود خیبر سے معاملہ کیا تہا (فتح) **باب** مَنْ اَحْيٰی اَرْضًا مَّوَاتًا مردہ یعنے خراب زمین
کو زندہ یعنے آباد کرنے کا بیان **ف** مراد مردہ زمین سے وہ زمین ہے جو آباد نہ ہو اور آباد کرنا اسکا یہ ہے
کہ قصد کرے ایک شخص طرف ایک زمین کی کہ اسکو معلوم ہو کہ یہ کسی کی ملک نہین پس آباد کرے اسکو ساتہہ
پانی پلانے کے یا کہیتی کرنے کے یا درخت لگانے کے یا ساتہہ مکان بنانے کے سو وہ زمین آباد کرنے سے اسکے
ملک ہو جاتی ہے برابر ہے کہ آبادی سے دور ہو یا نزدیک ہو اور برابر ہے کہ اسکو امام اسکی اجازت دے یا نہ دے اور
یہی ہے قول جمہور کا اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ ضرور ہے اجازت لینی امام سے مطلق یعنے زمین آبادی سے
نزدیک ہو یا دور اور امام مالک رح سے روایت ہے کہ اگر قریب ہو تو درست ہے نہین تو نہین اور ضابطہ نزدیکی کا وہ ہے
کہ آبادی والون کو اسکی حاجت ہو مانند چرانے مواشی کی اور مانند اسکی کی اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے
واسطے جمہور کے باوجود حدیث باب کے ساتہہ قیاس کے اوپر پانی دریا اور نہر کے اور اسچیز کے کہ شکار کی جاتی
ہے پرندون اور حیوانون مین اسواسطے کہ سب کا اتفاق ہے اسپر کہ جو اسکو پکڑے یا شکار کرے وہ اسکا مالک
ہو جاتا ہے برابر ہے کہ قریب ہو یا بعید اور برابر ہے کہ امام اذن دے یا نہ دے (فتح) وَرَاٰی ذٰلِکَ عَلِیٌّ
فِیْ اَرْضِ الْخَرَابِ بِالْکُوْفَۃِ یعنے اور حضرت علی رضہ نے کوفے کی خراب زمین مین یہ حکم کیا ہے وَقَالَ عُمَرُ
مَنْ اَحْيٰی اَرْضًا مَّيِّتَۃً فَهِیَ لَہٗ یعنے اور حضرت عمر رضہ نے کہا کہ جو خراب زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کے
ملک ہو جاتی ہے **ف** روایت ہے کہ لوگ زمین کو گہیر تے تہے تب حضرت عمر فاروق رضہ نے یہ کہا یعنے محض گہیرنے
سے زمین ملک نہین ہوتی یہان تک کہ اسکو آباد کرے وَيُرْوٰی عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِیْ غَيْرِ حَقِّ مُسْلِمٍ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ فِيْهِ حَقٌّ وَيُرْوٰی فِيْهِ عَنْ جَابِرٍ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ عمرو بن عوف رضہ سے روایت ہے اس نے روایت کی یہ حدیث حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنے یہ کہ جو آباد کرے مردہ زمین کو پس وہ اسی کے ملک ہو جاتی ہے اور فرمایا بغیر
حق مسلمان کے یعنے اسمین اتنی قید زیادہ ہے کہ وہ زمین کسی مسلمان کے ملک نہ ہو اور ظالم کی

رگ کے واسطے حق نہین یعنے جو کوئی کہیتی کرے یا درخت لگاوے کسی کی آبادکی ہوئی زمین مین تو وہ اسکی
سبب سے اُس زمین کا مالک نہین ہوتا اور اس باب مین جابرؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی
ہے ف اصل یہ حدیث اس طرح سے ہی کہ جو مردہ زمین کو آباد کرے جسمین کسی مسلمان کا حق نہ ہو تو وہ اسکی
مالک ہوجاتی ہے آخر تک اور ایک حدیث مین اتنا زیادہ ہے کہ دو آدمی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس
جھگڑتے آئے کہ ایک نے دوسرے کی زمین مین درخت لگایا تھا سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ
زمین کے واسطے مالک اُسکے کے اور درخت والے کو حکم کیا کہ اپنے درخت کو اُس سے اکھاڑ لیوے اور بعضے نے
کہا کہ ظالم کی رگ یا تو ظاہر ہوتی ہے اور یا باطن پس باطن یہ ہے کہ آدمی اُس مین کنوان کہودے اور اسکی
کانین نکالے اور ظاہر یہ ہے کہ اسمین درخت لگاوے یا مکان بناوے اور بعضے کہتے ہین کہ ظالم وہ ہے
جو درخت لگاوے یا کہیتی کرے یا مکان بناوے یا کنوان کہودے غیر کی زمین مین ناحق اور بغیر اسکے
اور جگہ کہا کہ اس باب مین جابر سے بہی روایت ہی تو موصول کیا ہے اُسکو احمد نے اور اُسکے لفظ یہ ہین
کہ جو آباد کرے زمین مردہ کو پس واسطے اُسکے اُسمین ثواب ہے اور جو اُس سے جانور کہاوین وہ اُس کے
واسطے صدقہ ہے اور ابن حبان نے اس زیادت سی یہ بات نکالی ہے کہ ذمی کافر مردہ زمین کے آباد
کرنے سی مالک نہین ہوتا اس دلیل سے کہ کافر کے واسطے اجر نہین اور محب طبری نے اُسکا تعاقب
کیا ہے کہ کافر اگر خیرات کرے تو اُسکا بدلہ اسکو دنیا مین ملتا ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہے پس حمل
کیا جاویگا اجر بیچ حق کافر کے اوپر ثواب دنیا کے اور مسلمان کے حق مین عام اس سے کہ دنیا کا ثواب ہو یا
آخرت کا اور جو اُس نے کہا ہے حدیث اسکا احتمال رکہتی ہے لیکن جو ابن حبان نے کہا وہ ظاہر حدیث
کے زیادہ تر موافق ہے اور نہین متبادر ہے طرف فہم کی اطلاق اجر سے مگر اجر اخروی (فتح) **حدثنا**
یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ
عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْمَرَ اَرْضًا لَیْسَتْ لِاَحَدٍ فَھُوَ اَحَقُّ
قَالَ عُرْوَۃُ فَقَضٰی بِہٖ عُمَرُ فِیْ خِلَافَتِہٖ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو آباد کرے زمین کو جسکا کوئی مالک نہین تو وہی مالکی کے لائق ہے یعنے پہر اُس زمین کا کوئی دعویٰ
نہین کرسکتا عروہ رض نے کہا کہ حکم کیا ساتھ اسکے عمر رض نے اپنی خلافت مین ف عمرو بن شعیب سے روایت ہے
کہ حضرت عمر رض نے کہا کہ جو بے کار رکھے زمین کو تین برس اور اُسکو آباد نہ کرے اور کوئی غیر اُسکو آباد
کرے تو وہ اُسی کے مالک ہوجاتی ہے اور شاید کہ مراد ساتھ تعطیل کے یہ ہو کہ اُسکو گہیر رکھے اور اُسکو مکان
وغیرہ کے ساتھ آباد نہ کرے (فتح) **باب** ف یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے **حدثنا** قتیبۃ

قتیبۃ حدثنا اسمعیل بن جعفر عن موسی بن عقبۃ عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اری وھو فی معرسہ بذی الحلیفۃ فی بطن الوادی فقیل
لہ انک ببطحاء مبارکۃ فقال موسی وقد اناخ بنا سالم بالمناخ الذی کان عبد اللہ ینیخ بہ
یتحری معرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو اسفل من المسجد الذی ببطن الوادی
بینہ وبین الطریق .. وسطا من ذلک ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو خواب مین دکھلایا گیا اور حالانکہ آپ اپنی معرس مین تھے یعنے جس جگہ پچھلی رات کو آرام کے لیے اترے تھے
ذی الحلیفہ مین نالے کے درمیان سو آپ کو کہا گیا کہ مقرر آپ میدان مبارک مین ہین سو موسے راوی نے
کہا کہ اونٹ بٹھایا ساتھ ہمارے سالم نے اسجگہ جہان عبد اللہ اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے اور قصد کرتے تھے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی جگہ کو اور وہ جگہ تلے ہے اس مسجد سے جو نالے کے درمیان ہے جو نالے اور راہ کے
درمیان ہے **حدثنا** اسحاق بن ابراہیم انا شعیب بن اسحاق عن الاوزاعی ثنی یحیی
عن عکرمۃ عن ابن عباس عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللیلۃ اتانی ات من
ربی وھو بالعقیق ان صل فی ھذا الوادی المبارک وقال عمرۃ فی حجۃ ترجمہ ابن عمر رض سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنیوالا میرے رب کی طرف سے اور حالانکہ آپ
عقیق نالے مین تھے تو اس نے کہا کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے مین اور کہہ عمرہ حج مین داخل ہوا یعنے حج اور عمرہ ساتھ ہی
ایک احرام سے ادا کر **ف** ابن منیر نے کہا کہ مراد بخاری کی تنبیہ کرنی ہے اسپر کہ تحقیق بطحا جسمین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پچھلی رات کو اترے تھے اور اسمین نماز پڑھنے کا حکم ہوا تھا نہین داخل ہوتی وہ زمین مردہ مین جو
آباد کیجاتی ہے اور ملک ہو جاتی ہے اسواسطے کہ نہین واقع ہوا اسمین مکان بنانا وغیرہ آباد کرنے کی وجہ
سے یا مراد یہ ہے کہ وہ لاحق ہوتی ہے ساتھ حکم آباد کرنے کے واسطے اسمین کے کہ ثابت ہوئی اسمین خصوصیت
تصرف کی بیچ اسکے ساتھ اسکے پس ہو گئی وہ گویا کہ چھوڑی گئی ہے واسطے مسلمانون کے مانند منا کی تو نہین
جائز ہے کسی کو یہ کہ اسمین مکان بنا دے اور اسکو گھیرے اسواسطے کہ عام مسلمانون کا حق اسکے متعلق ہے
اور حاصل اسکا یہ ہے کہ نالا مذکور اگرچہ مردہ زمین کی جنس سے ہے لیکن تعریس کی جگہ اس سے مستثنی ہے واسطے
ہونے اسکے حقوق عامہ سے پس نہین ہے جائز گھیرنا اسکا کسی کو اگرچہ عمل کرے اسمین ساتھ شرط آباد
کے اور یہ حکم اس جگہ کے ساتھ خاص نہین جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترے تھے بلکہ ہر وہ چیز جو پائی جاوے اثر
سے پس یہ اسکے معنی مین ہے (فتح) **باب** اذا قال رب الارض اقرک ما اقرک اللہ ولم یذکر
اجلا معلوما فھما علی تراضیھما جب زمین کا مالک کسی کو کہے کہ برقرار رکھون گا مین تجھکو جب تک کہ خدا

جھکو برقرار رکھے اور مدت معلوم کو ذکر نہ کرے تو دونو اپنی رضامندی پر ہے یعنے دونوین سے ہر ایک مختار ہے
جب چاہی چھوڑ دے یا چھوڑ الیوے حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا مُوْسٰى اَخْبَرَنِيْ
نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا ابْنُ
جُرَيْجٍ ثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى
مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ اَرَادَ اِخْرَاجَ
الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْاَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَاَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ
مِنْهَا فَسَاَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا عَلٰى اَنْ يَّكْفُوْا عَمَلَهَا وَ
لَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ وَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا
فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ عَلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءَ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ عمر فاروق رضنے
یہود اور نصاری کو حجاز کی زمین سے نکال دیا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر پر غالب ہوئے تھے تو ارادہ کیا
تہا کہ یہود کو اُس سے نکال دیوین اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسپر غالب ہوئے تو ہوگئی وہ زمین ملک واسطے
اللہ کے اور اُسکے رسول کے اور واسطے مسلمانون کے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ یہود کو اُس سے
نکال دین تو یہود نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اُنکو اُسی زمین دینی ٹہیرا دین اس شرط پر کہ اُسکی
محنت سے کفایت کرین یعنے محنت صرف وہی کرین اور اُنکو آدہا میوہ ملیگا اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا کہ ٹہیرا دینگے ہم تمکو اسمین جب تک کہ ہم چاہین پس ٹہیرائی گئی یہان
تک کہ جلاوطن کیا اُنکو عمر نے طرف تیما اور اریحا کی ف یہ دو نو جگہیں مشہور ہین نزدیک شہرون طے کے دریا
پر بیچ اول راہ شام کے مدینے سے اور زمین حجاز کی وہ ہے جو تہامہ اور نجد کے درمیان ہے اور ایک روایت مین ہے
کہ تہی زمین جبکہ غالب ہوئی اوپر اُسکے واسطے یہود کے اور واسطے رسول کے اور مسلمانون کے اور تطبیق دونو کی
درمیان یہ ہے کہ پہلی روایت اُس حال پر محمول ہے جو پیر اسنے صلح کے بعد قرار پایا اور دوسری روایت اس حال
پر محمول ہے جو صلح سے پہلے تہا اور یہ اسواسطے ہی کہ بعض خیبر کا صلح سے فتح ہوا تہا اور بعض غلبے سے سو جو غلبے سے فتح
ہوا تہا وہ تمام خدا اور اُسکے رسول اور مسلمانون کے واسطے تہا اور جو صلح سے فتح ہوا وہ یہود کے واسطے تہا پہر صلح
کے ساتھ مسلمانون کے واسطے ہوا (فتح) اور مطابقت حدیث کی ساتھ باب کے ظاہر ہے بَابُ مَا كَانَ
اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاسِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرِ باب ہی بیان مین اُسچیز
کے کہ تہے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلوک اور رفاقت کرتے بعض بعض سے کہیتی اور میوے مین ف
مواساۃ کے معنے شریک کرنا ہے مال مین بغیر عوض کے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

أنا الأوزاعي عن أبي النجاشي مولى رافع بن خديج قال سمعت رافع بن خديج بن رافع عن عمه
ظهير بن رافع قال ظهير لقد نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أمر كان بنا رافقا قلت
ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو حق قال دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال ما تصنعون بمحاقلكم قلت نؤاجرها على الربيع وعلى الأوسق من التمر والشعير قال
لا تفعلوا ازرعوها أو أزرعوها أو أمسكوها قال رافع قلت سمعا وطاعة ترجمہ ظہیر بن سے روایت
ہے کہ البتہ منع کیا ہمکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک امر سے کہ تھا ساتھ ہمارے صاحب رفاقت کا یعنے کہا کہ جو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو حق ہے اُس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو بلایا اور فرمایا کہ تم اپنے
کھیتون کے ساتھ کیا کرتے ہو میں نے کہا کہ کرایہ دیتے ہیں ہم زمین کو نالے کے یعنے شرط کرلیتے ہیں کہ جو نالے پر پیدا
ہوگا سو ہم لینگے اور کرایہ دیتے ہیں اسکو کھجور اور جو کے چند وسقون پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ... فرمایا کہ
ایسا نہ کیا کرو خود کھیتی کرو یا کسی سے کھیتی کرواؤ یا اسکو روک رکھو کہ خالی پڑی رہے رافع کہتا ہے میں نے
کہا کہ ہم نے سنا اور مانا اور محاقلت مزارعت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ بیچنا کھیتی کا ہے ساتھ گیہون کے

حدثنا عبيد الله بن موسى ثنا الأوزاعي عن عطاء عن جابر قال كانوا يزرعونها بالثلث
والربع والنصف فقال النبي صلى الله عليه وسلم من كانت له أرض فليزرعها أو ليمنحها
فإن لم يفعل فليمسك أرضه ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اصحاب رض
تہائی اور چوتھائی اور نصف پر کھیتی کیا کرتے تھے یعنے زمین بٹائی پر دیتے تھے تہائی یا چوتھائی وغیرہ ٹھیرا لیتے
تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے پاس زمین ہو تو چاہیئے کہ اسمین کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان
کو عاریت دے کہ وہ کھیتی کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو چاہیے کہ اپنی زمین کو روک رکھے **ف** اعتراض کیا گیا ہے اوپر
اس حدیث کے باین طور کہ زمین کے بے کار روک رکھنے میں بغیر کھیتی کرنے کے اُسکی منفعت کا باطل کرنا ہے پس یہ
مال ضائع کرنے کے قبیل سے ہوگا اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے نہی ضایع کرنے مال کے سے اور جواب یہ ہے کہ مراد
نہی سے ضائع کرنا ذات مال کا ہے یا ایسے منفعت کا کہ پیچھے نہ رہے اس واسطے کہ اگر زمین خالی بغیر کھیتی کے
چھوڑی جاوے تو اُسکی منفعت ضایع نہیں ہوتی اس واسطے کہ تحقیق وہ گھاس اور لکڑی وغیرہ کو اُگاتی ہے
جو چرانے وغیرہ میں فائدہ دے اور اگر بالفرض کچھ بھی نہ اُگاوے تو کبھی اسمین کھیتی نہ کرنے سے اسکی اصلاح
ہو جاتی ہے یعنے اگر اسمین ایک یا دو سال کھیتی نہ کیجاوے تو زمین کی قوت بہت بڑھ جاتی ہے اور آیندہ
سال کو اسمین اناج بہت پیدا ہوتا ہے اور یہ سب توجیہ اسوقت ہے جبکہ نہی کو عموم پر حمل کیا جاوے کہ زمین کو کسی
طرح کرایہ دینا درست نہیں نہ قطعہ معین پر اور نہ ساتھ جز شے کے کہ اس سے پیدا ہو اور اگر حمل کیا جاوے

کرائی کو اُس چیز پر کہ اُنمین ... مروج تہا کرائی دینے زمین کے سو ساتہہ خبر اُس چیز کے کہ اُس سے پیدا ہو خاصکر اس وقت
جبکہ وہ چیز معلوم نہو تو یہ اُسکو مستلزم نہین کہ اُس سے کہیتی مین کسی طرح نفع نہ ہو بلکہ کرایے دیو اُسکو ساتہ چاندی
یا سونے کی جیساکہ مقرر ہو چکا ہے واللہ اعلم اور یا مراد نہی سے نہی تنزیہی ہے جیساکہ ابن عباس رض سے اوپر گذرا
لیکن جمہور کے نزدیک مزارعت یعنی زمین تہائی یا چوتہائی پیداوار پر کرائی دینی درست ہے کما مر بیانہ سابقا (مترجم)
وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ اَبُو تَوْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَاِنْ اَبَى فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ
ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ اُسمین خود
کہیتی کرے یا اپنے بہائی مسلمان کو عاریت دیوے اور اگر یہ بات نہ کرے تو چاہیے کہ اپنی زمین کو روک رکھے
حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ ذَكَرْتُهُ لِطَاوُسٍ فَقَالَ يُزْرِعُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ اَنْ يَمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَاْخُذَ
شَيْئًا مَعْلُوْمًا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع نہین فرمایا یعنے
اُسکو حرام نہین کیا ولیکن فرمایا کہ منفعت دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بہائی مسلمان کو بہتر ہے اُسکے حق
مین اُس سے معین محصول لینے سے حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ
ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ
وَصَدْرًا مِنْ اِمَارَةِ مُعٰوِيَةَ ثُمَّ حُدِّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ اِلٰى رَافِعٍ وَذَهَبْتُ مَعَهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّا كُنَّا نُكْرِي مَزَارِعَنَا عَلٰى عَهْدِ
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلَى الْاَرْبِعَاءِ وَشَيْءٍ مِنَ التِّبْنِ ترجمہ نافع رض سے روایت ہے
کہ تہے ابن عمر کرایہ دیتے اپنی زمین کو بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر رض اور عمر اور عثمان رض کے اور
ابتدا خلافت معاویہ رض کے پہر کسی نے ابن عمر رض کو رافع بن خدیج رض سے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
زمین کے کرائی دینے سے منع فرمایا ہے سو ابن عمر رض رافع بن خدیج پاس گئے اور مین بھی اُنکے ساتھ گیا تو
ابن عمر رض نے اُس سے پوچھا تو رافع رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائی دینے سے منع فرمایا
ہے تو ابن عمر رض نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ ہم اپنی زمین کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نالیوں پر
کی پیداوار اور کچھ گہاس پر کرائے دیا کرتے تہے یعنے اصحاب کا فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین بھی
تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص اس صورت سے منع فرمایا مطلق کرائی دینے سے منع نہین فرمایا ف امام بخاری

نے مدلول ہے واسطے حدیث رافع کے ساتھ حدیث جابر اور ابوہریرہ کے واسطے رد کرنے کی اُس شخص پر
جو گمان کرتا ہے کہ رافع کی حدیث مضطرب ہی اور اشارہ کیا کہ اُسکی حدیث کی دو نو طریق صحیح ہین جو اُس نے
خود بلا واسطہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی وہ بھی صحیح ہے اور جو اُس نے اپنے چچا کے واسطہ سی
روایت کی وہ بہی صحیح ہے اور اشارہ کیا جو روایت اُسکی بے واسطہ ہی اُسمین مطلق کرلے زمین کے منع
ہونے کا ذکر ہے اور جو اُس نے اپنے چچا کے واسطہ سی روایت کی ہے وہ مفسر ہے واسطے مراد اسکی کے
اور وہ مراد وہ ہے جسکو ابن عباس نے اپنی روایت مین بیان کیا ہے کہ مراد اُس سے کہ اپنے بہائی مسلمان کے
ساتھ رفاقت کرے اور یہ کہ نہی اُس سے واسطے حرمت کی نہین (فتح) **حدثنا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَعْلَمُ
فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرَى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللهِ أَنْ يَكُونَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَحْدَثَ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلِمَهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ
ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ مین جانتا تہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین زمین کرای دیجاتی
ہے پہر عبد اللہ نے خوف کیا کہ ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب مین کوئی نیا حکم جاری
کیا ہو سو اُس نے زمین کو کرائے دینا چہوڑ دیا **ف** اس حدیث مین مطلق کرای دینے کا ذکر ہے لیکن مراد وہ
ہے جو نالیون کے کنارے پر ہو جیسا کہ پہلی روایت مین ہے (ت) **باب** كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ
وَالْفِضَّةِ سونے اور چاندی سے زمین کو کرائے دینا **ف** شاید مراد امام بخاری کی ساتھ اس باب کے
اشارہ کرنا ہے طرف اسکی کہ زمین کے کرای دینے سی جو نہی وارد ہوئی تو وہ محمول ہے اس حالت پر جبکہ مجہول
چیز پر کرای دیجادی یعنے معلوم نہ ہو کہ مثلاً تہائی یا چوتہائی اور یہی قول ہے جمہور کا اور ساتھ اسچیز کے کہ اس
سے پیدا ہو اگرچہ معلوم ہو اور یہ مراد نہین کہ زمین کو چاندی سونے کے ساتھ کرائی دینا منع ہے اور مبالغہ کیا ہی
ربیعہ نے سو کہا اُس نے کہ نہین جائز ہے کرائی دینا زمین کا مگر ساتھ سونے اور چاندی کے اور مخالفت کی
ہی اسمین طاوس اور ایک تہوڑی جماعت نے سو انہون نے کہا کہ زمین کو کرائی دینا مطلق درست نہین یعنی
یہی مذہب ہے ابن حزم کا اور قوی کیا اُسکو اور دلیل پکڑی گئی ہے واسطے اُسکے ساتھ حدیثون مطلقہ کے
جو اس باب مین وارد ہوئی ہین اور باب کی حدیث دلالت کرتی ہے جمہور کے مذہب پر اور تحقیق مطلق ذکر
کیا ابن منذر نے کہ اصحاب کا اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے کرائی دینا زمین کا ساتھ چاندی اور سونے کے
اور نقل کیا ابن بطال نے اتفاق فقہا شہرون کا اوپر اُسکے اور ابوداؤد نے سعد بن ابی وقاص سے روایت
کی ہے کہ تہے زمینون والے کرائی دیتے زمینون کو ساتھ اسچیز کے کہ ہو نالیون پر کہیتی سے سو لوگ اُس مین

جھگڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اسکے ساتھ کرائی دینے سے منع کیا اور فرمایا کہ چاندی اور سونے سے
کرائی دو اور اسکے راوی معتبر ہین اور ترمذی مین روایت ہو کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ زمین کو درہمون کے کرائی دینا
منع ہے لیکن یہ حدیث معلول ہے یعنے ضعیف ہے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ اَمْثَلَ مَا اَنْتُمْ صَانِعُوْنَ اَنْ
تَسْتَاجِرُوا الْاَرْضَ الْبَيْضَاءَ مِنَ السَّنَةِ اِلَى السَّنَةِ یعنے اور ابن عباس رض نے کہا کہ سب چیزون مین جو تم کرتے ہو بہتر یہ ہے
کہ کرائی لو تم زمین سفید کو (یعنے جسمین کوئی درخت نہو) سال سے سال تک حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدَّثَنِي عَمَّايَ
اَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْاَرْضَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْاَرْبِعَاءِ
اَوْ بِشَيْءٍ يَسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْاَرْضِ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ
فَكَيْفَ هِيَ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ فَقَالَ رَافِعٌ لَيْسَ بِهَا بَاْسٌ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَكَانَ الَّذِيْ
نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ مَا لَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذَوُو الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيْزُوْهُ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ هٰهُنَا قَوْلُ اللَّيْثِ وَكَانَ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ ترجمہ رافع رض سے روایت ہے
کہ میرے دو چچون نے مجھکو حدیث بیان کی کہ لوگ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین زمین کو کرائی دیا کرتے
تھے ساتھ اس چیز کے کہ نالیون کے کنارو پر پیدا ہو یا ساتھ اس چیز کے کہ مستثنے کرے اسکو مالک زمین کا واسطے
اپنی کہیتی سے یعنے کرائی دیتے تھے اس شرط پر کہ زراعت کرے عامل اور جو کچھ کہ نالیون کے کنارون پر اُگے گا
وہ مالک کے لیئے ہوگا اجرت اسکی زمین کی یا اس شرط پر کہ جو کچھ قطعہ معین مین پیدا ہوگا وہ مالک کے واسطے ہوگا
اور باقی عامل کے لیئے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس سے منع فرمایا سو مین نے رافع سے کہا کہ زمین
کو درہم اور دینار کے ساتھ کرائی دینے کا کیا حکم ہے تو رافع رض نے کہا کہ اسکو درہم اور دینار کے ساتھ کرایہ
دینے کا کچھ ڈر نہین اور گویا کہ جو چیز کہ منع کیا گیا ہے اس سے وہ چیز ہے کہ اگر حلال اور حرام کو سمجھنے والے اس
مین نظر کرین تو اسکو جائز نہ کہین اسواسطے کہ اسمین خطرہ ہے ہلاکت کا کہ ہووے یا نہ ہووے اور بخاری
نے کہا کہ کَانَ الَّذِیْ سے آخر تک لیث کا قول ہے یعنے یہ حدیث کا لفظ نہین **ف** یہ کلام لیث کی
موافق ہے واسطے مذہب جمہور کے کہ زمین کے کرایہ دینے کی نہی محمول ہے اُس وجہ پر کہ دہوکھے اور
جہالت کی طرف پہونچاوے مطلق کرایہ دینے سے نہی واقع نہین ہوئی یہان تک کہ چاندی اور سونے کے
ساتھ بھی منع ہو پھر جمہور کو اختلاف ہے اسمین کہ کیا جائز ہے کرایہ دینا زمین کا ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے
پیدا ہو یا نہین سو جو اسکو جائز رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ نہی کی حدیثین نہی تنزیہی پر محمول ہین اور اسپر
دلالت کرتا ہے قول ابن عباس کا جو پہلے باب مین گذر چکا ہے کہ لیکن ارادہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ کہ بعض بعض کے ساتھ سلوک کریں اور جو کہتا ہے کہ جو پیداوار کے ساتھ زمین کو کرایہ دینا درست نہیں تو
وہ کہتا ہے کہ نہی کرائی اسکے سی محمول ہے اُسپر جبکہ شرط کرے مالک زمین کا ایک طرف کو زمین سے یا یہ شرط کرے
کہ جو نہر کے کناری پر پیدا ہوگی وہ مالک کے لیے ہوگا اسواسطے کہ اس سبب میں دہوکہا اور جہالت ہی اور امام
مالک نے کہا کہ نہی محمول ہے اُسپر جبکہ واقع ہو کرایہ اُسکا ساتہ اناج اور کہجور کے تاکہ نہ ہووے بیع اناج کی
ساتھہ اناج کے ابن منذر نے کہا کہ لائق ہے یہ کہ حمل کیا جاوے قول مالک کا جبکہ اناج مکرے یہ اس
زمین کی پیداوار کی جنس ہو لیکن جبکہ کرائے دے اُسکو ساتھ اناج معلوم کے کہ کرایہ لینے والے کے ذمہ ہو یا ساتہ
اناج حاضر کے کہ قبض کرے اُسکو مالک تو نہیں ہے کوئی مانع جواز سے اور یہ جو رافع نے کہا کہ درہم اور دینار
کے ساتہہ زمین کو کرائے دینا درست ہی تو احتمال ہے کہ رافع نے یہ بات اپنے اجتہاد سے کہی ہو اور احتمال
ہے کہ معلوم کیا ہو اسکو بطور تنصیص کے اُسکے جواز پر یا معلوم کیا ہو کہ زمین کے کرائے دینے کی نہی مطلق
نہیں بلکہ مقید ہے ساتہہ اُسکے جبکہ ہو ساتہ کسی چیز مجہول کے اور مانند اسکی پس استنباط کیا اس سے کہ چاندی
سونے کے ساتہہ زمین کو کرائے دینا جائز ہے (فتح) **باب** اس باب میں ترجمہ نہیں اور یہ بجائے فصل کے ہے
پہلے باب سے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ثَنَا هِلَالٌ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
اَبُو عَامِرٍ ثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ
فَقَالَ لَهُ اَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ قَالَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَ
اسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ فَكَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهٗ لَا يُشْبِعُكَ
شَيْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهٗ اِلَّا قُرَشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا
بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ایک دن حدیث بیان کرتے تھے (اور آپکے پاس ایک گنوار تہا) کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کہیتی کرنے
کی اجازت مانگی تو خدا نے فرمایا کہ کیا تجھکو حاصل نہیں جو تیرا جی چاہتا ہے اُس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ
موجود ہے لیکن کہیتی ہی کرنا بہت بہاتا ہے سو اُس نے بیج بویا سو اُسکے اُگنے اور زور پکڑنے اور کٹنے نے
پلک مارنے سے بہی شتابی کی یعنے ہنوز پلک جہپکی ہی کہ یہ سب کام ہوگئے اور اُسکا ہر دانہ پہاڑ کی مانند تھا
سو خدا فرماویگا اسکو اے ای آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بہر سکے گی تو گنوار نے کہا . . . . .
کہ نہیں پاویگا تو اُسکو مگر قریشی یا انصاری اسواسطے کہ وہ اصحاب کہیتی کے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تبسم فرمایا **ف** اور مناسبت حدیث کی ساتہہ باب کے اُس گنوار کے اس قول میں ہے کہ وہ اصحاب کہیتی کے ہیں

اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ اُس نے تنبیہ کی ہے اسپر کہ کرائی زمین کے نہی کی حدیثین نہی تنزیہی پر محمول ہین نہ ایجاب پر یعنے نہ حرمت پر اسواسطے کہ عادت اُسچیز مین کہ حرص کرتا ہے اُسپر آدمی یہ ہے کہ دوست رکہتا ہے اسکو کہ اُسکے ساتہہ ہمیشہ فائدہ اٹہاتا رہے اور باقی رہنا حرص اس مرد کا کہیتی پر یہان تک کہ بہشت مین بہی دلیل ہے اُسکی کہ وہ اُسپر مرا تہا اور اگر اُسکو اُسکے حرام ہونیکا اعتقاد ہوتا تو اُسکی حرص نہ کرتا تا کہ اُسکے ذہن میں اسقدر ثبوت نہ ہوتا اور اس حدیث مین اور بہی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ بہشتیون کو بہشت مین دنیا کے جس کام کی خواہش ہوگی اُسکا ہونا اسمین ممکن ہے اور اسمین وصف ہے لوگون کی ساتہہ غالب عادتون اپنی کے اور یہ کہ نفس دنیا کی بہت جمع کرنے پر پیدا ہوئی ہین اور اسمین اشارہ ہے طرف فضیلت قناعت کی اور مذمت حرص کی اور یہ کہ خدا نے بہشتیون کو دنیا کی محنت سے بے پرواہ کیا ہے (فتح ق) **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَرْسِ** چیز کے بونے کا بیان **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تَأْخُذُ مِنْ أُصُولِ سِلْقٍ لَنَا كُنَّا نَغْرِسُهُ فِي أَرْبِعَائِنَا فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ لَهَا فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا فَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰى وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ ترجمہ سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ مقرر ہم جمعہ کے دن کو ساتہہ خوش ہوا کرتے تہے کہ ہماری ایک بڈہی عورت تہی وہ چقندر کی جڑ مین لیتی تہی جسکو ہم اپنی نالیون پر بوتے تہے پہر اُنکو اور کچہ جو کے دانے اپنی ہانڈی مین ڈالتی تہی نہین جانتا مگر کہ سعد نے کہا کہ اُس مین چربی اور چکنائی نہ تہی سو جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تہے تو اُسکی ملاقات کو جاتے تہے سو وہ چقندر کو ہمارے پاس لاتی تہی سو ہم اُس سبب سے جمعہ کے دن کے ساتہہ خوش ہوتے تہے اور نہ ہم کہانا کہاتے تہے اور نہ قیلولہ کرتے تہے مگر بعد جمعہ کے **ف** مراد اس جگہ اس حدیث سے یہ ہے کہ ہم اسکو اپنی نالیون مین بوتے تہے **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَقُولُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَيَقُولُونَ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا أَلْزَمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِي فَأَحْضُرُ حِينَ يَغِيبُونَ وَأَعِي حِينَ يَنْسَوْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ مِنْكُمْ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هٰذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَهُ إِلٰى صَدْرِهِ فَيَنْسٰى مِنْ مَقَالَتِي شَيْئًا أَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلٰى صَدْرِي فَوَالَّذِي بَعَثَهُ

بالحق مانسیت من مقالتہ تلک الی یومی ھذا واللہ لولا آیتان فی کتاب اللہ ما حدثتکم شیئا ابدا ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی الی الرحیم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہین کہ ابوہریرہ بہت حدیثین روایت کرتا ہے یعنے بدگمانی کرتے ہین کہ شاید جہوٹی حدیثین بیان کرتا ہے اور اللہ کے نزدیک ہے جگہ وعدے کی یعنے خدا قیامت کو دن خود حساب کریگا اگر مین جہوٹ کہتا ہون تو مجہکو سزا دیگا اور نہین تو جو میرے حق مین بدگمانی کرتے ہین انکو سزا دیگا اور کہتے ہین کہ کیا حال مہاجرین اور انصار کا کہ ابوہریرہؓ کی طرح حدیثین بیان نہین کرتے اور حال یہ ہے کہ میرے بہائی مہاجرین تو بازار مین خرید و فروخت مین مشغول رہتے تہے اور میرے بہائی انصاری اپنے مالون کے کام مین مصروف رہتے تہے اور مین محتاج آدمی تہا ہر وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود رہتا تہا اپنے پیٹ کی سوا مجہکو اور کچہہ فکر نہ تہا سو مین حاضر ہوتا تہا جب کہ وہ غائب ہوتے تہے اور یاد رکہتا تہا جبکہ بہول جاتے تہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ نہین پہیلائے رہیگا کوئی اپنا کپڑا جب تک کہ مین اپنی یہ بات تمام کرچکون پہر اپنے کپڑے کو سمیٹ لے اپنے سینے سے لگا لیوے تو میری بات سے کبہی کوئی چیز نہ بہولے گا سو مین نے اپنی چادر پہیلائی کہ اسکے سوا مجہپر کوئی کپڑا نہ تہا یہان تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات کو تمام کرچکے پہر مین نے اسکو اپنے سینے کی طرف سمیٹ لیا سو قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھہ بہیجا کہ مین اس دن سے آج کے دن تک آپکی اس کلام سے کوئی چیز نہین بہولا قسم ہے اللہ کی اگر قرآن مین دو آیتین نہ ہوتین تو مین تم کو کبہی کوئی حدیث نہ بتلاتا کہ جو لوگ چہپاتے ہین جو کچہہ ہمنے اتاری صاف حکم اور راہ کے نشان بعد اسکے کہ ہم انکو کہول چکے واسطے لوگون کے کتاب مین تو انکو لعنت دیتا ہے اللہ اور لعنت دیتے ہین سب لعنت دینے والے الرحیم تک ف اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے کہ میرے بہائی انصاری مالون کے عمل مین مشغول رہتے تہے اسواسطے کہ مراد ساتھہ عمل کے زمینون مین مشغول ہونا ہے ساتھہ کہیتی کرنے اور درخت بونے کے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کتاب المساقات پانی دینے کے بیان مین باب وفی الشرب

باب ہے پانی پلانے کے بیان مین ف عیاض نے کہا کہ مراد ساتھہ پانی کے تقسیم کرنے کا حکم ہے اور اصل مین مراد شرب سے پانی کا حصہ ہے (فتح) اور شریعت مین عبارت ہے اس سے کہ باری لگنے ساتھہ پانی سے فائدہ اٹہاوے یعنے باری کے ساتھہ اپنی کہیتی کو دیوے اور اپنے جانورون کو پلاوے وقول اللہ عز وجل وجعلنا من الماء کل شیء حی افلا یؤمنون یعنے اللہ اس آیت کا بیان کہ کی ہمنے پانی سے ہر چیز جو زندہ ہے کیا پس کیون نہین ایمان لاتے ف مراد حیوان ہے جو پانی کے ساتھہ جیتا ہے

اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اُس سے پانی نطفے کا ہے یعنے ہمنے ہر چیز منی سے پیدا کی اور بعضے کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ پڑہتے ہین اس صورت مین اُسمین جمادات یعنے بےجان چیزین بھی داخل ہوجاتی ہین مانند درخت اور پتھر وغیرہ کی اسواسطے کہ اسکی زندگی یعنے سبز ہونا نہین ہوتا ہے مگر ساتھ پانی کے (فتح) وَقَوۡلِهٖ اَفَرَاَیۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِیۡ تَشۡرَبُوۡنَ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ لَوۡ نَشَآءُ جَعَلۡنٰهُ اُجَاجًا فَلَوۡلَا تَشۡکُرُوۡنَ اور اِس آیت کا بیان کہ بہلا دیکہو تو پانی جو تم پیتے ہو کیا تم نے اسکو بادل سے اُتارا یا ہم ہین اُتارنے والے اگر ہم چاہین تو اسکو کہارا کردین پہر تم کیون نہین شکر کرتے اور ثجاجا (جو سورۂ عم مین ہے) کے معنے پانی گرایا گیا اور مزن کے معنے سحاب ہین یعنے بادل اور اجاج کے معنے مُر ہین یعنے کڑوا اور فراتا کے معنے جو سورۂ مرسلات مین عذبا ہین یعنے میٹھا پانی **بَابُ** مَنۡ رَاٰی صَدَقَةَ الۡمَآءِ وَهِبَتَهٗ وَوَصِیَّتَهٗ جَائِزَةً مَقۡسُوۡمًا کَانَ اَوۡ غَیۡرَ مَقۡسُوۡمٍ۔ باب ہی بیان مین اُس شخص کے جو اعتقاد کرتا ہے کہ پانی کا صدقہ کرنا ہبہ کرنا اور اُسکے ساتھ وصیت کرنی جائز ہے **ف** اور مراد بخاری کی ساتھ اس باب کے رد کرنا ہے اُس شخص پر جو کہتا ہے پانی ملک نہین ہوتا (فتح) وَقَالَ عُثۡمَانُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ بِئۡرَ رُوۡمَةَ فَیَکُوۡنُ دَلۡوُهٗ فِیۡهَا کَدِلَاءِ الۡمُسۡلِمِیۡنَ فَاشۡتَرَاهَا عُثۡمَانُ یعنے عثمان رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ رومہ کے کنوئین کو مول لیوی پہر اُسکا ڈول اُس کنوئین مین ایسا ہو جیسے اور مسلمانون کے ڈول یعنے اسکو مول لے کر خدا کے راہ مین وقف کردے اپنی ملکیت مین نہ رکھے سو حضرت عثمان رضی نے اُسکو خرید کر وقف کیا **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ پانی کو صدقہ کرنا درست ہے کہ حضرت عثمان رضی نے اسکو خرید کر خدا کے راہ مین وقف کیا اور معلوم ہوا کہ پانی ملک ہوجاتا ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور ابن بطال نے کہا کہ وقف کرنے والے کو اپنے وقف سی نفع اُٹہانا درست ہی جبکہ اُسکی شرط کر لیوی اور اگر کنوئین کو لوگون کے واسطے وقف کرے تو اُسکو خود بھی اُس سے پانی پینا جائز ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** سَعِیۡدُ بۡنُ اَبِیۡ مَرۡیَمَ ثَنَا اَبُوۡ غَسَّانَ ثَنِیۡ اَبُوۡ حَازِمٍ عَنۡ سَهۡلِ بۡنِ سَعۡدٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنۡهُ وَعَنۡ یَّمِیۡنِهٖ غُلَامٌ اَصۡغَرُ الۡقَوۡمِ وَالۡاَشۡیَاخُ عَنۡ یَّسَارِهٖ فَقَالَ یَا غُلَامُ اَتَاۡذَنُ لِیۡ اَنۡ اُعۡطِیَهُ الۡاَشۡیَاخَ قَالَ مَا کُنۡتُ لِاُوۡثِرَ بِفَضۡلِیۡ مِنۡکَ اَحَدًا یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ فَاَعۡطَاهُ اِیَّاهُ ترجمہ سہل رضی سے روایت ہے کہ کوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس ایک پیالہ لایا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ایک لڑکا تہا جو سب سے چھوٹا تہا اور بڈہے مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بائین تہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تو مجہکو اجازت دیتا ہے کہ مین پیالہ بڈہون کو دون تو اُس نے کہا کہ یا حضرت مین جوٹھے کے ساتھ کسی کو اپنے اوپر مقدم نہ کرون گا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اُس لڑکے کو

قوله المزن السحاب والاجاج المر فراتا عذبا

کو دیا **حدثنا** ابو الیمان انا شعیب عن الزہری نبی انس بن مالک انہا حلبت لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شاۃ داجن وہو فی دار انس بن مالک وشیب لبنہا بماء من البئر التی
فی دار انس بن مالک فاعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القدح فشرب منہ حتی اذا
نزع القدح من فیہ وعلی یسارہ ابو بکر وعن یمینہ اعرابی فقال عمر وخاف ان یعطیہ
الاعرابی اعط ابا بکر یا رسول اللہ عندک فاعطاہ الاعرابی الذی عن یمینہ ثم قال
الایمن فالایمن **ترجمہ** انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بکری گھر میں پلنے
والی دوہی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انس رض کے گھر مین تھے اور ملایا گیا دودہ اُسکا ساتہہ پانی اُس کوئین کے
جو انس رض کے گھر مین تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالہ دیا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پیا
یہانتک کہ جب پیالے کو اپنے منہ سے ہٹایا اور آپ کے بائین صدیق اکبر تھے اور دائین ایک گنوار تہا اور عمر فاروق
رض نے کہا اور حالانکہ اُس نے خوف کیا تہا اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ پیالہ گنوار کو دین) کہ یا حضرت
ابو بکر رض کو دیجیے کہ آپ کے نزدیک ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اُس گنوار کو دیا جو آپکی داہنی طرف
تہا پہر فرمایا کہ داہنی طرف کا آدمی مقدم ہے پس داہنی طرف کا آدمی مقدم ہے یعنے بائین والے پر اگرچہ بائین
والا داہنی طرف والے سے افضل ہو **ف** اور مناسبت دونو حدیثون کی ساتہہ باب کے قسمت پانی کے شروع
ہونے کی جہت سے ہی اسواسطے کہ پہلے داہنی طرف والے کو دینا اسپر دلالت کرتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد یہ ہے
کہ پانی ملک ہو جاتا ہے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض سے اذن چاہا جو اُنمین شریک تھے
اور مرتب کیا قسمت کو دائین اور بائین اور اگر اپنے اباحت پر باقی ہوتا تو اُس مین کسی کی ملک داخل ہوئی لیکن
سہل کی حدیث مین یہ بیان نہین کہ اُس پیالے مین پانی تہا بلکہ کتاب الاشربہ مین مفسر گذر چکا ہے کہ اُس مین دودہ
تہا اور اُسکا جواب یہ ہے کہ بخاری رح نے وارد کیا ہے اُسکو تاکہ بیان کرے کہ تحقیق امر جاری ..... ہوا ہے بیچ بانٹنے
پانی کے جس کے ساتہہ دودہ ملایا گیا تہا جیسا کہ انس رض کی حدیث مین ہے بیچ جگہ جاری ہونے خالص دودہ کے
جسکا بیان سہل کی حدیث مین ہے پس معلوم ہوا کہ نہین فرق ہے بیچ اسکے درمیان دودہ کے اور پانی کے
پس حاصل ہوگا ساتہہ اُسکے رد اُس شخص پر جو کہتا ہے کہ پانی کسی کا ملک نہین ہوتا (فتح) **باب**
من قال ان صاحب الماء احق بالماء حتی یروی لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یمنع
فضل الماء جو کہتا ہے کہ پانی والا لائق تر ہے ساتہہ پانی کے یہانتک کہ سیراب ہو جاوے واسطے فرمانے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ روکا جاوے زیادہ پانی **ف** ابن بطال نے کہا کہ نہین اختلاف ہے درمیان علماء
کے کہ پانی والا زیادہ تر حقدار ہے ساتہہ پانی کے یہانتک کہ سیراب ہو مین کہتا ہون کہ اتفاق تو اسپر ہے

کہ پانی ملک ہوجاتا ہے اور شاید کہ جن لوگون کا یہ مذہب ہے کہ پانی ملک ہوتا ہے وہ ہی ہین جنکو ہمین اختلاف
نہین اور وہ جمہور ہین (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ
عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِیُمْنَعَ بِہِ الْکَلَاُ
ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روکا جاوے زیادہ پانی تاکہ اسکے
حیلے سے زیادہ چارہ روکا جاوے حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ
ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِی سَلَمَةَ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا
فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوْا بِہِ فَضْلَ الْکَلَاِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ نہ روکو زیادہ پانی کو تاکہ اسکے حیلے سے زیادہ چارہ روکو ف یعنے اگر تمہارا کنوان یا تالاب یا حوض ہو
اور تم اس سے اپنا کام کر چکے ہو تو لوگون کو اسکے باقی پانی سے نہ روکو اور مراد زیادہ پانی سے وہ پانی
ہے جو حاجت سے زیادہ ہو اور وہ جمہور کے نزدیک محمول ہے اس کنوئین کے پانی پر جو مالک کی زمین مین کھودا
گیا ہو اور یہی حکم ہے اس کنوئین کا کہ ویران زمین مین ہو جبکہ نہ ہو ساتھ قصد مالک ہونے کے اور صحیح
نزدیک شافعیہ کے اور بعض کے اوپر شافعی نے قدیم مین اور حرملہ نے یہ ہے کہ کنوان کھودنے والا اسکے پانی کا
مالک ہوجاتا ہے اور اوپر جو کنوان کہ کھودا گیا ہو زمین ویران مین واسطے قصد سلوک اور رفاقت کی ساتھ
لوگون کے نہ واسطے مالک ہونے کو تو کھودنے والا اسکے پانی کا مالک نہین ہوتا بلکہ ہوتا ہے وہ زیادہ تر حقدار
ساتھ اسکے یہان تک کہ اس جگہ سے کوچ کرے اور دونو صورتون مین واجب ہے اسپر خرچ کرنا پانی کا جو حاجت سے
زیادہ ہو اور مراد حاجت سے حاجت نفس اپنے کی اور عیال اپنے کی اور کھیتی اپنی کی اور مواشی اپنے کی یہی ہے
صحیح نزدیک شافعیہ کے اور خاص کیا ہے مالکیہ نے اس حکم کو ساتھ مردہ زمین کے یعنے واجب ہے خرچ کرنا زیادہ
پانی کا اور کھیتی مین کہ جو کنوان اپنی مالک کی زمین مین ہو اسکے زیادہ پانی کا خرچ کرنا واجب نہین اور جو پانی
کہ برتن مین محفوظ ہو اسکے زیادہ کا خرچ کرنا غیر مضطر کے واسطے صحیح قول پر واجب نہین اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز
ہے بیچنا پانی کا اسواسطے کہ زیادہ پانی کا روکنا منع ہے نہ اصل کا اور اس سے معلوم ہوا کہ محل نہی کا وہ ہے
جبکہ نہ پاوے ماسور ساتھ خرچ کرنے کو واسطے اسکے سوای اس پانی کے اور مراد یہ ہے کہ مواشی والون کو
پانی پر قدرت دی کہ وہ اس سے مواشی کو پانی پلا دین اور نہین قائل ہے کوئی کہ واجب ہے پانی والے پر
پانی پلانا غیر کے مواشی کو اپنے ہاتھ سے باوجود قدرت مالک کے اور یہ جو فرمایا تاکہ روکے ساتھ اسکے گھانس
کو تو اسکے معنے یہ ہین کہ کنوئین کے گرد گھانس ہو اور اسکے سوای اسکے نزدیک اور پانی نہ ہو اور مواشی والے
لوگ اسکو چرا نہ سکین مگر جبکہ مواشی کو اس کنوئین سے پانی پلا سکین تاکہ چرنے کے بعد پیاس کے ساتھ ضرر

نہ پاوین پس پانی سے منع کرنے سے چارے سے منع کرنا لازم آویگا اور یہی تفسیر ہے نزدیک جمہور کے اور بنابر اسکے خاص ہوگا خرچ کرنا پانی کا ساتھ اُس شخص کے جس کے پاس مواشی ہون اور ملحق ہے ساتھ اُسکے چرواہی جبکہ پانی پلانے کی طرف محتاج ہوں اسواسطے کہ جب پانی پلانے سے منع کیئے جاوین تو اسجگہ چرلنے سے باز رہینگے اور احتمال ہے کہ کہا جاوے کہ ممکن ہے انکو اٹھانا پانی کا واسطے جانورون اپنے کے واسطے قلیل ہونے اُس چیز کے کہ محتاج ہین طرف اُسکی اُس سے بخلاف چارپایون کے تو اُنکے واسطے پانی کا خرچ کرنا لازم ہوگا اور صحیح پہلا قول ہے اور ملحق ہے ساتھ اُسکے کھیتی نزدیک مالک کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے اور یہی قول ہے حنفیہ کا کہ حکم خاص ہے ساتھ مواشی کے اور شافعی نے مواشی اور کھیتی کے درمیان فرق کیا ہے باین طور کہ مواشی جاندار ہین پیاس سے اُنکے مرجانے کا خوف ہے بخلاف کھیتی کے اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے نووی وغیرہ نے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے مالک کے ساتھ حدیث جابرؓ کے جو مسلم مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زیادہ پانی کے بیچنے سے منع فرمایا ہے لیکن وہ مطلق ہے پس محمول ہوگا مقید پر جو ابوہریرۃؓ کی حدیث مین ہے اور بنابر اسکے اگر وہان چرلنے کی گھاس نہ ہو تو منع کرنا منع نہین یعنے منع کرنا درست ہے واسطے دور ہونے علت کی خطابی نے کہا کہ نہی جمہور کے نزدیک واسطے تنزیہ کے ہے پس حاجت کی جاتی ہے طرف دلیل کی کہ واجب کرے پھیرنے اُسکے کو ظاہر سے اور نیز ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب ہے خرچ کرنا اُسکا مفت بغیر قیمت کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور بعضے کہتے ہین کہ جائز ہے مالک کو طلب کرنا قیمت کا محتاج الیہ سے جیسا کہ بیچ کھانے مضطر کے ہے اور تعاقب کیا گیا ہے باینطور کہ لازم آتا ہے اُس سے جواز منع کا وقت باز رہنے محتاج کے خرچ کرنے قیمت کے سے اور رد کیا گیا ساتھ منع کرنے ملازمہ کے یعنے یہ ایک دوسرے کو لازم نہین پس جائز ہے یہ کہ کہا جاوے کہ واجب ہے اُسپر خرچ کرنا اور مترتب ہوتی ہے واسطے اُسکے قیمت بیچ ذمہ مبذول لہ کے تاکہ جائز ہو اُسکو قیمت لینی اُس سے جیسا ممکن ہو ہان مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ زیادہ پانی نہ بیچا جاوے پس اگر واجب ہوتا واسطے اُسکے عوض تو البتہ جائز ہوتی واسطے اُس کے بیع اور استدلال کیا ہے ابن حبیب مالکی نے اسپر کہ کنوان جیسا دو مالکون کے درمیان مشترک ہو اور اُسمین پانی ہو اور اُنمین سے ایک اپنی باری مین بے پرواہ ہو جاوے تو جائز ہے دوسرے کو کہ اُس سے پانی پلا دے اسواسطے کہ وہ پانی ہے جو اسکے ساتھی کی حاجت سے زیادہ ہے اور عموم حدیث کا اُسکے واسطے گواہی دیتا ہے اگرچہ جمہور اُسکے مخالف ہین اور استدلال کیا ہے ساتھ اُسکے بعض مالکیہ نے واسطے سد ذرایع کے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی کے روکنے سے منع فرمایا ہے تاکہ اُسکے ذریعہ سے گھاس نہ روکی جاوے لیکن باب کی حدیثون سے بعض طریقون مین صریح آچکا ہے کہ گھاس کا روکنا منع ہے صحیح کہا ہے اُسکو ابن حبان نے

ابوہریرہ رض کی روایت ہی کہ نہ روکو زیادہ پانی کو اور نہ گہانس کو پس دبلا ہوگا مال اور ہوکا رہیگا عیال اور مراد ساتھ گہانس کے وہ ہے جو ویران زمین مین اُسگے اسواسطے کہ سب لوگ اُسمین برابر ہین اور ابن ماجہ مین ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ تین چیزین منع نکیجاوین پانی اور گہانس اور آگ اور اسکی اسناد صحیح ہے خطابی نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ گہانس ویران زمین مین اُگتا ہے اور جو پانی اُن جگہون مین بہتا ہے جو کسی کے ساتھہ خاص نہین اور مراد ساتھہ آگ کے وہ پتھر ہے جسکے ساتھہ آگ جلائی جاتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد ساتھہ آگ کے حقیقی آگ ہے اور مراد یہ ہے کہ نہ منع کیا جاوے جو اُس سے آگ جلاوے یا چراغ جلاوے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ جب جنگل کی مباح لکڑیون مین آگ جلاوے تو نہین جائز ہے اُسکو روکنا اُس شخص کا کہ اُس سے فائدہ اُٹہاوے بخلاف اسکے جبکہ اپنی ملکیت کی لکڑیون مین آگ جلاوے تو اسوقت اُسکو اُس سے روکنا درست ہی (فتح) **بَاب** مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِي مِلْكِهِ لَمْ يَضْمَنْ اگر کوئی زمین مین کنوان کہودے اور کوئی اُسمین گرکر مرجاوے تو وہ اُسکے خون کا ضامن نہین ہوتا **حَدَّثَنَا** مَحْمُودٌ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِي حَصِيْنٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی کان مین گرکر مرجاوے تو معاف ہے یعنے کان والے پر اُسکا بدلہ نہین اور اگر کوئی کنوئین مین گرکر مرجاوے تو کنوئین والے پر بدلہ نہین اور جانور کے مارنے کا بدلہ نہین یعنے اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اُسکے مالک پر ڈانڈ نہین اور گڑے مال پانی مین پانچوان حصہ بیت المال کا ہے **ف** ابن منیر نے کہا کہ حدیث مطلق ہے اور ترجمہ باب کا مقید ہے ساتھہ ملک کے اور وہ مطلق کی صورتون مین سے ایک ہے اور حاصل اُسکا یہ ہے کہ ضمان ساقط ہے اسواسطے کہ جب غیر ملک مین کنوان کہودنے مین بدلہ نہین تو جو اپنے ملک مین کہودے تو اُسمین بطریق اولے بدلہ نہین آویگا اور جمہور کہتے ہین کہ اپنے ملک اور غیر ملک مین کنوان کہودنے مین فرق ہے اور کوفیون نے اسمین اختلاف کیا ہے اور اسکی تفصیل کتاب الدیات مین آویگی انشاء اللہ تعالیٰ (فتح) **بَاب** اَلْخُصُوْمَةِ فِي الْبِئْرِ وَالْقَضَاءِ فِيْهَا کنوئین مین جہگڑنا اور اسمین حکم کرنا + **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ عَنْ اَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا الْاٰيَةَ فَجَاءَ الْاَشْعَثُ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيَّ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ

كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي فَقَالَ لِي شُهُودُكَ قُلْتُ مَا لِي شُهُودٌ قَالَ فَيَمِينُهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَنْ يَحْلِفَ فَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ذَلِكَ تَصْدِيقًا

ترجمہ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کہاوے کہ اُسکے ساتہہ کسی مسلمان کا مال چہین لیوے اور وہ اُس قسم مین جہوٹا ہو تو وہ خدا سے ملیگا اسحالت مین کہ خدا اُسپر نہایت غضبناک ہوگا سو خدا نے اُسکی تصدیق کے واسطے یہ آیت اُتاری یعنے جو لوگ اللہ کو درمیان دیکر اور جہوٹی قسمین کہا کر تہوڑا سا مال دنیا لیتے ہین اُن لوگون کو آخرت مین کچہہ حصہ نہین اور خدا اُنسے بات نہ کریگا اخیر آیت تک سو اشعث آیا اور کہا کہ جو حدیث کہ ابو عبدالرحمن یعنے عبداللہ بن مسعود تم سے بیان کرتا ہے یہ آیت میرے حق مین اُتری ہے اور اُسکا بیان یہ ہے کہ میرا ایک کنوان میرے ایک چچیرے بہائی کی زمین مین تہا یعنے اور وہ مجہکو نہ دیتا تہا تو ہم دونو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس جہگڑتے آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجہکو فرمایا کہ اپنے گواہ لا مینے کہا کہ میرے پاس گواہ نہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اُسکی قسم لے مین نے کہا کہ یا حضرت وہ اسوقت قسم کہا جاویگا تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی پہر اُسکی تصدیق کے واسطے خدا نے یہ آیت اُتاری **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کنوئین مین جہگڑا پڑے تو اس طور سے فیصلہ کرنا چاہیے **باب** إِثْمِ مَنْ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ مِنَ الْمَاءِ جو مسافر کو پانی سے منع کرے اسکو کیا گناہ ہے **ف** یعنے جو پانی کہ حاجت سے زیادہ ہو اور دلالت کرتا ہے اُسپر قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا باب کی حدیث مین کہ ایک تو وہ مرد ہے جسکو پاس راہ مین حاجت سے زیادہ پانی ہو اور مسافر کو اُس پانی سے روکے ابن بطال نے کہا کہ اسمین دلالت ہے اسپر کہ حاجت کے وقت کنوئین کا مالک مسافر سے اولے ہے اور جب وہ اپنی حاجت کے موافق اُس سے پانی لے لیوے تو نہین جائز ہے اُسکو منع کرنا مسافر کا باقی پانی سے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَاءٍ فِي الطَّرِيقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہین جنکی طرف خدا قیامت مین نہ دیکہے گا اور نہ انکو گناہ سے پاک کرے گا

اور اُنکے لیئے عذاب دردناک ہے ایک تو وہ مرد جس کے پاس راہ مین حاجت سے زیادہ پانی ہو اور وہ اُسکو مسافر سے روکے اور دوسرا وہ مرد ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اُسنے بیعت نہین کی مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے دنیا سے اُسکو کچھہ دیا تو اُس نے عہد پورا کیا اور اگر اُسنے اُسکو دنیا سے کچھہ نہ دیا تو اُس نے عہد پورا نہ کیا اور تیسرا وہ مرد ہے کہ اُس نے عصر کے بعد اپنے اسباب کو بازار مین کہڑا کیا پہر کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین کہ مینے اسکو اتنے اتنے کو لیا ہے یا مجھکو اُسکی اتنی اتنی قیمت ملتی تہی مین نے نہین دیا پس سچا جانا اُسکو کسی مرد نے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی کہ جو لوگ اللہ کو بیچ میان دیکر آخر تک یعنی ابہی اوپر گذری

باب سَكْرِ الْاَنْهَارِ نہرون کے بند کرنے کا حکم

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ اَحَدٌ يَذْكُرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِلَّا اللَّيْثُ فقط

ترجمہ عبداللہ بن زبیر رضہ سے روایت ہی کہ ایک انصاری مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پتہریلی زمین کی ایک نالی مین زبیر سے جہگڑا کیا جس سے لوگ کہجور کے درختون کو پانی پلاتے تہی سو انصاری نے کہا کہ پانی کو چہوڑ دے کہ گذر جے یعنی تاکہ پہلے مین اپنے درختون کو پانی دون سو زبیر نے اُسکا کہا نہ مانا سو وہ دونو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جہگڑتے آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زبیر تو اپنے درختون کو پانی دے لے پہر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چہوڑ دے سو انصاری غصے ہوا اور کہنے لگا کہ تم زبیر کو اسواسطے مجھپر مقدم کرنے کا حکم کرتے ہو کہ وہ تمہاری پہپہی کے بیٹے ہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا یعنے نہایت غصے ہوئے پہر فرمایا کہ اے زبیر اپنے درختون کو پانی سینچ لے پہر اُسکو روک رکہہ یعنے اُسکی طرف مین پانی کو مت چہوڑ یہان تک کہ پہونچے منڈیر تک یعنے جو مینڈ کے پانی روکنے کے واسطے کہجور کے درختون کے درمیان بنائی جاتی ہے سو زبیر نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی مین گمان کرتا ہون کہ یہ آیت اس قصے پر اتری سو قسم ہے تیرے رب کی انکو ایمان نہ ہوگا جب تک

نبھی کو منصف نہ جانیں اُس جھگڑے مین جو اُنکے درمیان واقع ہو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہر کو بند کرنا درست نہیں بلکہ جیسے اپنی کہیت یا درخت کو پانی دے لیوے تو باقی پانی کو نیچے کے کہیتوں کی طرف چھوڑ دیوے **بَابُ** شِرْبِ الْاَعْلٰی قَبْلَ الْاَسْفَلِ پانی پلانا اوپر والے کا پہلے نیچے والے کو یعنی جسکا کہیت یا درخت پانی کے قریب ہو وہ پہلے پانی دیوے پہر جو اُسکے پاس ہو وہ پانی دے **ف** علماء کہتے ہین کہ پانی دینا نہر یا نلے سے جو کسی کے ملک نہ ہو مقدم کیا جاوے اوپر والا پہر اوپر والا اور نہین حق ہے واسطے نیچے والے کی یہان تک کہ اوپر والے کو حاجت نہ رہے اور اُسکی حد یہ ہے کہ پانی زمین کو ڈہانک لیے یہان تک کہ نہ پیوے اُسکو اور منڈیر کی طرف پہرے پہر اُسکو چہوڑ دیوے (فتح) **حَدَّثَنَا**

عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ ثُمَّ اَرْسِلْ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ اِنَّهُ ابْنُ عَمَّتِكَ فَقَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ حَتّٰى يَبْلُغَ الْجَدْرَ ثُمَّ اَمْسِكْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ فَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ **ترجمہ** عروہ رض سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے زبیر سے جہگڑا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیر اپنے درختوں کو پانی دے پہر اسکو اپنے ہمسائے کی طرف چہوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ یہ آپ کی پہپہی کے بیٹے ہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زبیر پانی پلا اپنے درختوں کو یہان تک کہ منڈیر کو پہنچے پہر اسکو روک رکہہ زبیر نے کہا کہ مین گمان کرتا ہون کہ یہ آیت اس قصے مین اُتری فَلَا وَرَبِّكَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ آخر تک **ف** خطابی نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حالت غضب مین حکم کیا باوجود یکہ حاکم کو غضب کی حالت مین حکم کرنا منع ہے اسواسطے کہ نہی کی علت یہ ہے کہ مبادا حاکم سے حکم خطا اور غلطی نہ ہو جاوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطا سے معصوم ہین حالت غضب مین اُنسے خطا نہین ہو سکتی (فتح الباری)

بَابُ شِرْبِ الْاَعْلٰی اِلَی الْكَعْبَيْنِ اوپر والا ٹخنون تک پانی دیوے **ف** یہ اشارہ ہے طرف اُس چیز کی کہ اندازہ کیا ہے اُسکو زہری نے کما سیأتی فی آخر الباب (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ اَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ الْحَرَّانِيُّ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِيْ شِرَاجٍ مِّنَ الْحَرَّةِ يَسْقِيْ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ فَاَمَرَهُ بِالْمَعْرُوْفِ ثُمَّ اَرْسِلْ اِلٰى جَارِكَ قَالَ الْاَنْصَارِيُّ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمَاءُ اِلَى الْجَدْرِ وَاسْتَوْعٰى لَهُ حَقَّهُ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ

أُنْزِلَتْ فِي ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ لِي ابْنُ
شِهَابٍ فَقَدَّرَتِ الْأَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰى
يَرْجِعَ الْمَاءُ إِلَى الْجَدْرِ وَكَانَ ذٰلِكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ترجمہ ابن زبیر رض سے روایت ہے کہ ایک انصاری
مرد نے زبیر رض سے جھگڑا کیا بیچ نالی پتھریلی زمین کے جس سے کھجور کے درختوں کو پانی پلایا جاتا تھا سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زبیر اپنے درختوں کو پانی پلا سو حکم کیا اُسکو موافق دستور کے یعنے جسقدر پانی
دینے کا رواج ہے پہر اپنے ہمسائی کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ وہ آپکی پہپہی کی بیٹے ہین سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا پہر فرمایا کہ پانی دے پہر روک کہہ یہان تک کہ پانی منڈیر تک پہونچے تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گویا اپنا حق پورا دلوایا سو زبیر نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ آیت اس قصے مین
اُتری فلا وربک الخ تو ابن شہاب نے کہا کہ انصار اور سب لوگون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو انداز
کیا کہ پانی دے پہر اسکو روک کہہ یہان تک کہ منڈیر کو پہونچے سو اُس پانی کا اندازہ ٹخنون تک تھا ف
یعنے جبکہ انہون نے دیکھا کہ منڈیرین مختلف ہوتے ہین ساتھ درازی اور کمی کے یعنے کوئی اونچی ہوتی ہے
اور کوئی نیچی تو قیاس کیا انہون نے اُس زمین کو جسمین یہ قصہ واقع ہوا تھا تو اسکو ٹخنون تک پایا تو ٹھیرایا
اُنہون نے اسکو کسوٹی واسطے استحقاق کے پس مقدم ہوگا اول پہر اول ومراد ساتھ اول کے یہان
وہ ہے جسکی طرف سے پانی بہنا شروع ہوتا ہو اور بعض شافعیہ متاخرین کہتے ہین کہ مراد اول سے وہ ہے جس نے
پہلے زمین آباد کی ہو پہر وہ جس نے اُس کے بعد آباد کی ہو اور اسی طرح لگاتار اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ اول وہ ہے کہ پانی کے نالے سے قریب ہو اور یہ مراد نہین اور ابن تین نے کہا کہ جمہور اسی پر ہین کہ حکم یہ ہے کہ
پانی کو ٹخنون تک روکے اور خاص کیا ہے اسکو ابن کنانہ نے ساتھ کھجورون اور دوسرے درختون کے اور
اپر کہیتیان پس اسمین سب لوگ شریک ہین اور طبری نے کہا کہ زمینین مختلف ہین پس روکے واسطے ہر
ایک کے جو کفایت کرے اسکو اسواسطے کہ جو زبیر کے قصے مین واقع ہوا ہے وہ خاص ایک واقع کا ذکر ہے
اور مالک کے اصحاب کو اختلاف ہے کہ کیا چھوڑ دے پہلا بعد پورا لینے تمام پانی کے یا چھوڑے اُس سے
وہ چیز کہ زیادہ ہو ٹخنون پہ اور اول قول زیادہ تر ظاہر ہے اور محل اسکا وہ ہے جبکہ اُسکے واسطے حاجت
نہ رہے اور اس حدیث مین اور بہی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ جو پہلے پہونچے طرف کسی چیز کی پانی جنگل
اور سیل کے سے جو کسی کے ملک نہین پس وہ زیادہ تر حقدار ہے ساتھ اُسکے لیکن جب اُسکو حاجت نہ ہو تو
اُسکو جائز نہین کہ پانی کو اپنے پاس روک لے سو روکے اور یہ کہ جائز ہے واسطے حاکم کے یہ کہ اشارہ کرے
ساتھ صلح کے درمیان دو جھگڑنے والون کے اور حکم کرے ساتھ اُسکے اور داد کو کہاوے طرف اُس کی

اور نہ لازم کرے انکو ساتھ اُسکے مگر جبکہ راضی ہوں اور یہ کہ حاکم پڑا لے واسطے صاحب حق کے حق اُسکا
جبکہ دونو آپس میں راضی نہ ہوں اور یہ کہ حکم کرے ساتھ حق کے واسطے اُس شخص کے جو متوجہ ہو واسطے
اُسکے اگرچہ نہ سوال کرے اُس سے صاحب حق کا اور اسمین اکتفا ہے مخاصم سے ساتھ اُس چیز کے جو سمجھا
جاوے اُس سے مقصود اسکا بغیر مبالغہ کے بیچ تخصیص کے دعوی پر اور نہ تعین کرنے مدعی کے اور نہ
حصر کرنے اُسکے ساتھ تمام صفتوں اُسکی کے اور یہ کہ جائز ہے جبر کرنا اُس شخص کو جو ظلم کرے حاکم پر اور سزا
دینی اسکو اور ممکن ہے یہ کہ استدلال کیا جاوے ساتھ اُسکے اسپر کہ جائز ہے امام کو یہ کہ معاف کرے
تعزیر سے جو متعلق ہو ساتھ اُسکے لیکن محل اُسکا یہ ہے جبکہ حرمت شرع کی ہتک لازم نہ آوے اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اُسکو سزا نہ دی تو اسواسطے نہ دی کہ آپ کو تالیف قلوب بہت منظور تھی جیسا کہ
بہت منافقوں کے حق میں فرمایا کہ لوگ چرچا کرینگے کہ محمد اپنے یاروں کو قتل کرتا ہے سو اگر کسی سے
ایسی بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں صادر ہو یا بیچ حق شریعت آپکی کے تو اسکو زندیق کی طرح
قتل کیا جاوے اور نقل کیا ہے نووی نے مانند اسکی علما سے (فتح) **باب فضل سقی الماء**
پانی پلانے کی فضیلت کا بیان یعنے اُسکے واسطے جسکو حاجت ہو **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف
انا مالک عن سمی عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال بینما
رجل یمشی فاشتد علیہ العطش فنزل بئرا فشرب منہا ثم خرج فاذا ہو بکلب یلہث
یاکل الثری من العطش فقال لقد بلغ ہذا مثل الذی بلغ بی فنزل بئرا فملأ خفہ
ثم امسکہ بفیہ ثم رقی فسقی الکلب فشکر اللہ لہ فغفر لہ قالوا یا رسول اللہ و
ان لنا فی البہائم اجرا قال فی کل کبد رطبۃ اجر ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد چلا جاتا تھا تو اسکو سخت پیاس لگی تو وہ ایک
کنوئیں میں اُترا سو اُس سے پانی پیا پھر نکلا تو ناگہاں اُسنے دیکھا کہ ایک کُتّے نے زبان باہر نکالی ہے کہ
پیاس کے مارے کیچڑ کہاتا ہے تو اُسنے کہا کہ جسطرح کہ مجھکو پیاس پہونچی تھی اُسی طرح اُسکو پہونچی ہے سو وہ
کنوئیں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھر لیا پھر اُسکو اپنے منہ سے پکڑ رکھا پھر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا
سو خدا نے اُسکی محنت ٹھکانے لگائی پھر اسکو بخشدیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت کیا ہمارے واسطے جانوروں
کے احسان میں ثواب ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جگر تر کے پانی پلانے میں ثواب ہے ف
یعنے ہر جاندار کے احسان میں ثواب ہے اور وہ عام ہے سب جانوروں میں اور ابو عبد الملک نے کہا کہ
یہ حدیث بنی اسرائیل میں تھی اور اپر اسلام سو اسمین یہ حکم نہیں اسواسطے کہ اسمین کتوں کے مار ڈالنے کا

له اور تحقیق یہ ہے کہ جملہ اہل اسلام کو اس امر میں حضرت کی پیروی کرنی چاہیے ۱۲ غلام حسین

حکم ہوا ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہر جگر میں تو یہ مخصوص ہے ساتھ بعض چارپایوں کے جنہیں ضرر نہیں اسواسطے کہ جس
چیز کے مار ڈالنے کا حکم ہے مانند سور کی اُسکو قوت دینی جائز نہیں تاکہ اُسکا ضرر زیادہ نہ ہو اور اسی طرح کود
سنے کہا کہ عموم اُسکا مخصوص ہے ساتھ جانور تعظیم والے کی اور وہ جانور وہ ہے جسکے مارنے کا حکم نہیں سو اُسکے
پانی پلانے سے ثواب حاصل ہوگا اور ملحق ہے ساتھ اُسکے کھلانا اُسکا اور سوای اُسکے اور وجہوں احسان سے
اور ابن تین نے کہا کہ نہیں منع ہے جاری کرنا اُسکا اپنے عموم پر پس پہلے اُسکو پانی پلایا جاوے
پھر اُسکو مار ڈالا جاوے اسواسطے کہ ہمکو حکم ہوا کہ ہم اچھی طرح سے قتل کیا کریں اور ہمکو مثلہ سے منع ہوا اور
استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے اور اسکی بحث کتاب الطہارت میں گذر
چکی ہے اور اُس چیز سے کہ کہا گیا بیچ رد کے اُس شخص پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ اُسکے یہ ہے کہ وہ فعل
بعض لوگوں کا ہے اور نہیں معلوم ہے یہ کہ اُسکی پیروی کی جاتی ہے یا نہیں اور جواب یہ ہے کہ ہم محض فعل مذکور
سے حجت نہیں پکڑتے بلکہ جب ہم کہیں کہ پہلے نبیوں کی شرع ہماری واسطے شرع ہے پس تحقیق ہم نہیں
پکڑتے ساتھ ہر چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بلکہ جب بیان کریں اُسکو امام شرع ہماری کے مدح کی جگہ میں جب کہ
معلوم ہو اور نہ مقید کریں اُسکو ساتھ کسی قید کے تو صحیح ہوتا ہے استدلال ساتھ اُسکے اور اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ جائز ہے سفر کرنا تنہا اور بغیر خرچ کے اور محل اُسکا ہماری شرع میں اُسوقت ہے جبکہ اپنی جان کے ہلاک
ہونے کا خوف نہ کرے اور اسمیں رغبت دلانا ہے اوپر احسان کرنے کے ساتھ لوگوں کے اسواسطے کہ جب کتے
کے پانی پلانے سے مغفرت حاصل ہوئی تو مسلمان کے پانی پلانے میں زیادہ تر ثواب ہوگا اور استدلال کیا
گیا ہے ساتھ اسکے کہ جائز ہے دینا صدقہ نفلی کا واسطے مشرکین کے اور لائق ہے کہ ہو محل اُسکا جبکہ وہاں
مسلمان نہ پایا جاوے اور اسی طرح جبکہ دائر ہو امر درمیان چارپائے اور آدمی حرمت والے کی اور دونوں کی
حاجت برابر ہو تو آدمی زیادہ ترحقدار ہے (فتح) **حدثنا** ابن ابی مریم ثنا نافع بن عمر عن ابن
ابی ملیکة عن اسماء بنت ابی بکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوة الکسوف فقال
دنت منی النار حتی قلت ای رب وانا معہم فاذا امراة حسبت انہ قال تخدشہا ہرة
قال ما شان ہذہ قالوا حبستہا حتی ماتت جوعا ترجمہ اسماء ابوبکرؓ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز پڑہی سو فرمایا کہ مجہ سے دوزخ کی آگ قریب ہوئی یہانتک کہ مینے
کہا کہ ای میرے رب کیا میں بہی دوزخیوں کے ساتہ ہوں تو ناگہاں مینے ایک عورت دیکہی کہ بلی اُس کی
کہال کو ادہیڑتی تہی فرمایا کیا حال ہے اُس عورت کا تو فرشتوں نے کہا کہ اُس نے بلی کو باندہ رکہا تہا یہانتک کہ
بہوک سے مرگئی **حدثنا** اسمعیل ثنی مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ
قَالَ فَقَالَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِهَا وَلَا سَقَيْتِهَا حِينَ حَبَسْتِيهَا وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتِيهَا
فَأَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ عذاب ہوا ایک عورت کو بلی کے
مقدمے میں اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بھوک سے مر گئی تو وہ عورت اسکے سبب سے دوزخ میں
داخل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا خوب جانتا ہے کہ نہ تو نے اسکو کھلایا نہ پلایا جبکہ تو نے
اسکو باندھ رکھا تھا اور نہ تو نے اسکو چھوڑا کہ زمین کے کیڑے کھاتی ف اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ
باب کے یہ ہے کہ عورت کو عذاب ہوا اسپر کہ اس نے بلی کو پانی نہ پلایا تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اسکو پلاتی تو اسکو
عذاب نہ ہوتا ابن منیر نے کہا کہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ جس چیز کو پیاس سے مارنا درست نہیں اسکا قتل
کرنا حرام ہے اگرچہ بلی ہو اور باقی شرح اسکی بدء الخلق میں آویگی (فتح) **بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ صَاحِبَ
الْحَوْضِ وَالْقِرْبَةِ أَحَقُّ بِمَائِهِ** جو کہتا ہے کہ حوض والا اور مشک والا زیادہ ترحقدار ہے ساتھ پانی اپنے کی
اور مقدم ہے ساتھ خرچ کرنے اسکے کے اپنی حاجتوں میں حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي
حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِينِهِ
غُلَامٌ هُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا غُلَامُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ الْأَشْيَاخَ
فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأُوثِرَ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ترجمہ سہل رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور آپ کی داہنی طرف
ایک لڑکا تھا جو سب حاضرین سے چھوٹا تھا اور بڑے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں تھے تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تو مجھکو اجازت دیتا ہے کہ میں بڈھوں کو دوں تو لڑکے نے کہا کہ نہیں ہوں
میں کہ آپکے جوٹھے کے ساتھ کسی کو اپنے اوپر مقدم کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اسکو دیا ف
اور اسکی شرح پہلے گذر چکی ہے اور مناسبت اسکی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہے واسطے لاحق کرنے حوض اور مشک
کے ساتھ پیالے کو تو پیالے والا زیادہ ترحقدار ہے ساتھ تصرف کی بیچ اسکے از روے پینے کے اور پلانے کے
اور تحقیق پوشیدہ رہی یہ وجہ اوپر مہلب کے پس کہا کہ نہیں ہے حدیث میں مگر یہ کہ داہنی طرف والا زیادہ تر
حقدار ہے ساتھ پیالے کے اپنے غیر سے اور ابن منیر نے جواب دیا ہے بایں طور کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ جبکہ
داہنی طرف والا محض بیٹھنے کے سبب سے پیالے کا مستحق ہوا تو کس طرح نہ خاص ہوگا ساتھ اسکے صاحب ہاتھ کا
اور سبب بنانے والا بیچ تحصیل کرنے اسکے کے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي

بِيَدِهٖ لَاَذُوْدَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِيْ كَمَا تُذَادُ الْغَرِيْبَةُ مِنَ الْاِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ تَذُوْدَانِ تَمْنَعَانِ
ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُسکی جس کے قابو مین میری جان
ہی کہ البتہ مین ہانکون گا کچھہ مردون کو اپنے حوض کوثر سے جیسے کہ حوض سے غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہین
ف اور مناسبت اسکی باب سے ساتھہ اسطور کے ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ حوض والا غیر کے
اونٹ کو ہانکتا ہے اور آپنے اُسپر انکار نہ کیا تو معلوم ہوا کہ جائز ہے اور اسکی مناسبت کی وجہ بھی مہلب پر
پوشیدہ رہی سو کہا اُس نے کہ مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حوض کوثر کو اپنی طرف
نسبت کیا اور آپ زیادہ تر حقدار تھے ساتھہ اُسکے اور تعاقب کیا ہے اُسکا ابن منیر نے پس کہا کہ احکام
تکالیفیہ آخرت کو وقائع پر نہین اتاری جاتے اور بخاری نے تو اس لفظ سے استدلال کیا ہے کہ جیسے
غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہین پس حوض والے کو غیر کے اونٹ کا ہانکنا جائز نہین مگر اس وجہ سے کہ وہ
زیادہ تر حقدار ہے ساتھہ حوض لینے کے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ
الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ
جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ
زَمْزَمَ اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ عَيْنًا مَعِيْنًا وَاَقْبَلَ جُرْهُمُ فَقَالُوْا اَتَاْذَنِيْنَ اَنْ نَنْزِلَ
عِنْدَكِ قَالَتْ نَعَمْ وَلَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوْا نَعَمْ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا رحم کرے اسمٰعیل کی مان پر یعنے ہاجرہ پر اگر زمزم کو چھوڑ دیتی یا یون فرمایا کہ چلو نہ
بھرتی زمزم سے تو زمزم ایک چشمہ جاری ہو جاتا اور جرہم کا قبیلہ آیا اور انہون نے کہا کہ کیا تو اجازت دیتی ہے
کہ ہم تیرے پاس اُترین اور گھر بنا کر گاؤن آباد کرین تو اُس نے کہا کہ ہان اجازت ہی لیکن تمکو پانی مین حق نہین
انہون نے کہا ہان پانی مین ہمارا کچھ حق نہین ہوگا ف یہ حدیث پوری کتاب الانبیاء مین آوے گی اور مناسبت
اسکی ساتھہ باب کے اس وجہ سے ہی کہ ہاجرہؓ نے ان لوگون کو کہا جو اُسکے پاس اُترتے تھے کہ پانی مین تمہارا کچھ حق
نہ ہوگا تو انہون نے کہا کہ ہان اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو برقرار رکھا اور خطابی نے کہا کہ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جو جنگل مین پانی نکالے وہ اُسکا مالک ہو جاتا ہے اور کوئی غیر اُسکو اُسمین شریک نہین ہوتا
مگر اُسکی رضامندی سے مگر جب اُسکو حاجت نہ ہو تو زیادہ پانی سے نہ روکے اور ہاجرہ نے جو یہ شرط انپر اس
واسطے کی تھی کہ تا اُسکے مالک نہ ہو جاوین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو
عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَتِهٖ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اُعْطِيَ

وهو كاذب ورجل حلف على يمين كاذبة بعد العصر ليقتطع بها مال رجل مسلم و
رجل منع فضل مائه فيقول الله اليوم امنعك فضلي كما منعت فضل ماء لم تعمل
يداك قال علي ثنا سفين غير مرة عن عمرو سمع اباصالح يبلغ به النبي صلى الله
عليه وسلم ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہین کہ خدا ان
اُنسے قیامت کے دن نہ بولے گا اور نہ انکو دیکھے گا ایک وہ مرد جس نے اپنے اسباب پر قسم کہائی کہ البتہ دیا ہے
مین نے اکثر اس چیز سے کہ دیا تہا یعنے کم قیمت کو لیا تہا اور کہا کہ مینے زیادہ قیمت سے لیا ہے اور حالانکہ
وہ قسم مین جہوٹا ہے دوسرا وہ شخص جس نے جہوٹ بات پر قسم کہائی عصر کے بعد تاکہ چہین لیوے ساتہ اسکے
مال مرد مسلمان کا اور تیسرا وہ مرد ہے جس نے زیادہ پانی سے مسافر کو روکا تو خدا فرماویگا کہ مین آج کے دن
تجہکو اپنے زیادہ پانی سے روکونگا جیسا کہ تو نے زیادہ پانی کو روکا جسکے واسطے تیرے دونو ہاتہون
نے محنت نہ کی تہی یعنے اگرچہ آدمی محنت سے کنوان کہودتا ہے لیکن پانی محض اللہ ہی کی قدرت سے نکلتا ہے
اسواسطے کہ بعض وقت محنت سے بہی نہین نکلتا **ف** یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے اور مناسبت اُسکی
واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ سزا زیادہ پانی کے منع کرنے پر واقع ہوئی ہے پس معلوم ہوا کہ وہ
زیادہ ترحقدار ہے ساتہ اصل کے اور نیز آپکے قول ما لم تعمل يداك سے بھی پکڑی جاتی ہے اسواسطے کہ
مفہوم اُسکا یہ ہے کہ اگر اُسکو اپنی محنت سے نکالتا تو ہوتا زیادہ ترحقدار ساتہ اسکے غیر اپنے سے (فتح)

باب لا حمى الا لله ولرسوله نہین ہے روند یعنے راکہہ مگر واسطے اللہ کے اور اُسکے رسول کے

حدثنا يحيى بن بكير ثنا الليث عن يونس عن ابن شهاب
عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس ان
الصعب بن جثامة قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال لا حمى الا لله ولرسوله ترجمہ صعب بن جثامہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ نہین ہے راکہہ مگر واسطے اللہ کے اور اسکے رسول کے **ف** یعنے واسطے اُن گہوڑون کے
جن سے خدا کے راہ مین جہاد کیا جاتا ہے اور واسطے اُن اونٹون کے جنپر خدا کے راہ مین بوجہہ لادا یا
جاتا ہے **ف** امام شافعی رح نے کہا کہ اس حدیث کے دو معنے ہین ایک یہ کہ نہین جائز ہے کسی کو یہ کہ راکہہ
رکھے واسطے مسلمانون کے مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکہی اور دوسرے معنے یہ ہین کہ مگر اُس
طرح پر جسطرح پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راکہہ رکہی پس بنا بر پہلے معنے کے نہین جائز ہے واسطے
کسی کے حاکمون سے بعد آپکے یہ کہ راکہہ رکھے اور بنا بر دوسرے معنے کے خاص ہے راکہہ رکہنی ساتہ اس شخص کے

جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہو اور وہ خاص خلیفہ ہے اور حمی منع کرنا ہے مواشی چرلینے سے
بیچ زمین خاص کے مباحات کی پس ٹہیراوے اسکو امام خاص واسطے چرلینے جانوروں صدقہ کے مثلا اور اصل
حمی کی عرب کے نزدیک یہ ہے کہ انمین سے کوئی رئیس جب کسی جگہ گہانس کے اترتا تہا تو ایک بلند مکان پر اپنا کتا
بہونکاتا تہا تو اسکی ہر طرف سے جہان تک اسکی آواز پہونچتی تہی وہان تک راکہہ رکہتا تہا پس اسمین کسی
غیر کا جانور نہ چرتا تہا اور وہ اپنے غیروں کے ساتہہ راکہہ کے سوا اور جگہوں مین چراتا تہا اور وہ مکان
حمی ہے اور وہ خلاف مباح کے ہے اور راجح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ راکہہ خاص ہے ساتہہ خلیفے کے یعنے
صرف اسی کو راکہہ رکہنی جائز ہے اور کو نہیں اور بعضے کہتے ہین کہ ملکون کے حاکم بھی اسکے ساتہہ ملحق ہین
اور محل جواز مطلق کا یہ ہے کہ تمام مسلمانون کو اس سے ضرر نہ پہونچے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے
ساتہہ اسکے واسطے مذہب اپنے کے بیچ شرط ہونے اجازت امام کے ویران زمین کے زندہ کرنے مین اور
تعاقب کیا گیا ساتہہ فرق کے درمیان ان دونوں کے اسواسطے کہ راکہہ رکہنی خاص ہے آباد کرنے سے اور
جوزی نے شافعیہ سے کہا کہ نہیں دونو حدیثون مین تعارض پس راکہہ رکہنی منع وہ ہے کہ روکے کوئی وہ
زمین سے وہ چیز جسمین بہت گہانس ہو خاص واسطے نفس اپنے کے اور آباد کرنا جائز وہ ہے جسمین
مسلمانون کا فائدہ شامل نہ ہو (فتح) وَقَالَ بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيْعَ وَ
اَنَّ عُمَرَ حَمَى الشَّرَفَ وَالرَّبَذَةَ یعنے اور ... زہری نے کہا کہ پہونچی ہمکو یہ خبر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
نقیع کو راکہہ رکہا اور عمر رض نے شرف اور ربذہ کو راکہہ رکہا **ف** نقیع ایک جگہہ کا نام ہے بیس میل مدینے
سے اور شرف بہی ایک جگہہ ہے پاس مکے کے اور ربذہ ایک جگہہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے

بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ مِنَ الْاَنْهَارِ پانی پینا آدمیون کا اور چارپایون کا نہرون سے **ف**

مراد بخاری کی ساتہہ اس ترجمے کے یہ ہے کہ جو نہرین کہ راہون میں ہین انمین سے پانی پینا کسی کے ساتہہ خاص نہین
بلکہ سب لوگ اسمین شریک ہین (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ
ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَلْخَيْلُ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ
كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهُ انْقَطَعَ طِيَلُهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا
حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَسْقِيَ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهٗ
فَهِيَ لِذٰلِكَ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا

فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَ
سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ
الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
شَرًّا يَرَهُ ۔ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑا ایک مرد کے واسطے
تو ثواب ہے اور ایک مرد کے واسطے پردہ ہے یعنی باعزت رہا ذلت سی بچا اور ایک مرد پر وبال ہے سو جسکو
ثواب ہے تو وہ مرد ہے جس نے گھوڑی کو خدا کے راہ مین یعنے جہاد کے واسطے باندہ رکھا پہر اُسکو لمبی رسّی
مین باندہا کسی چراگاہ یا باغ مین سو وہ اپنی اُس رسی کے اندر چراگاہ یا باغ مین جہان تک کہ پہونچے اور جتنی
گہانس کہ چرے تو اس مرد کے واسطے اتنی نیکیان ہونگی اور اگر گہوڑی کی رسّی ٹوٹ گئی پہر اُس نے ایک بار
یا دو بار زقند ماری تو اس مرد کے واسطے اسکی ٹاپون کی مٹی اور اُسکی لید نیکیان ہونگی اور اگر وہ کسی دریا
پر گذری اور اُس سے پانی پیوے اگرچہ مالک نے اُسکے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو یہ بہی اُسکے واسطے نیکیان ہونگی
تو ایسا گہوڑا اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہے اور جس مرد نے کہ گہوڑی کو باندہا اس نیت سی کہ اسکی سوداگری
سے فائدہ اوٹہاوے اور بیگانی سواری کے مانگنے سی بچے پہر خدا کے حق کو جو گہوڑی کی گردن اور پیٹہ مین ہے
نہ بہولے یعنے اسکی زکوۃ ادا کیا کرے اور ضعیفون کو اسکی سواری سے نہ روکے تو ایسا گہوڑا اس مرد کے
واسطے پردہ ہے اور جو مرد کہ گہوڑے کو باندہے اترانے اور نام نمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور
عداوت کو واسطے یعنے کفر کی کمک کو تو ایسا گہوڑا اس مرد پر وبال ہے اور کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی
گدہون کا حکم پوچہا کہ اُنمین بہی زکوۃ ہے یا نہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین اتاری گئی
مجہپر اُنکے حق مین کوئی چیز خاص کر یہ آیت جو جامع ہے یعنے شامل ہے تمام چیزون کو اور یکتا ہے یعنی قلت
الفاظ مین اور کثرت معانی مین اور وہ آیت یہ ہے کہ جس نے ذرہ بہر بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اُسکو اور جس نے
ذرہ بہر برائی کی وہ اُسے دیکہہ لیگا **ف** اور مقصود یہان اس حدیث سی یہ قول ہے کہ اگر وہ کسی نہر پہ
گذرے اور اُس سے پانی پیوے اگرچہ مالک نے اُسکے پلانے کا قصد نہ کیا ہو پس تحقیق یہ مشعر ہے ساتہہ اس
بات کی کہ چارپایون کے شان سے پانی کا طلب کرنا ہے اور اُسکے مالک نے اُسکا ارادہ نہین کیا پس جب
بغیر قصد کے اسپر ثواب پایا جاتا ہے تو قصد کے ساتہہ بطریق اولے ثواب پایا جاویگا پس ثابت ہوا مقصود
اباحت مطلق سے (فتح) **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ
يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا

وَاِلَّا فَشَاْنُكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْاِبِلِ
قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا ترجمہ
زید بن خالد رض سے روایت ہی کہ ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا
تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکی ہتیلی اور سربند کو پہچان رکہہ پہر اُسکو ایک سال لوگون مین
مشہور کر سو اگر اسکا مالک آوے تو اسکو دے نہین تو اسکو اپنے خرچ مین لا تو اُس نے کہا کہ بکری گم ہوئی
کا کیا حکم ہے فرمایا وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے بہائی تیرے کے یا واسطے بہیڑیے کے پہر اُس نے کہا کہ پس گم
ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجہکو اُس سے کیا کام ہے یعنے اسکو چہوڑ دے
اور نہ لے کہ اُسکے لینے کی حاجت نہین وہ ضائع نہین ہوتا اور اُسکے ساتہہ مشک اُسکی ہے اور موزے اُس کے
وارد ہوتا ہے پانی پر اور کہاتا ہے درخت کو یہان تک کہ اُسکا مالک اُسکو ملے ف اور مقصود اس سے یہ قول ہے کہ
اُسکے ساتہہ مشک اسکی ہے اور موزے اُسکے پانی پر آتا ہے اور درخت کو کہاتا ہے (فتح) **باب** بَيْعِ الْحَطَبِ
وَالْكَلَاءِ لکڑی اور گہاس کا بیچنا ف اور موقع اس ترجمہ کا کتاب الشرب سے مشترک ہونا پانی اور لکڑی اور چراگاہ
کا ہے بیچ جائز ہونے انتفاع لوگون کے ساتہہ مباحات کی اُس سے ابن بطال نے کہا کہ اباحت لکڑی کاٹنے
کی مباحات مین اور زمین کے سبزون کے کاٹنے کی متفق علیہ ہے یہان تک کہ یہ مملوکہ زمین واقع ہو پس اباحت
دور ہوگی اور وجہ اُسکی یہ ہے کہ جب وہ لکڑی اور گہاس کاٹنے سے اُسکا مالک ہو جاتا ہے تو آباد کرنے سی بطریق
اولی مالک ہوگا (فتح) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ
ابْنِ الْعَوَّامِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلًا فَيَاْخُذَ حُزْمَةً
مِنْ حَطَبٍ فَيَبِيْعَ فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ وَجْهِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ اُعْطِيَ اَوْ مُنِعَ
ترجمہ زبیر بن عوام رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی رسیان لیوے سو اپنی پیٹہ
پر لکڑیون کا گٹہہ لاوے پہر اُسکو بیچے سو خدا اُسکے سبب سے اُسکی آبرو رکہے تو یہ اُسکے حق مین کسی کے سوال کرنے
سے بہتر ہے کہ اُسکو دیوے یا نہ دیوے حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّسْاَلَ
اَحَدًا فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم مین سے
کوئی اپنی پیٹہ پر لکڑیون کا گٹہا لاوے تو یہ اُسکے حق مین بہتر ہے کسی کے سوال کرنے سے کہ اسکو دیوے
یا نہ دیوے ف ان دونو حدیثون مین ترغیب ہے بیچ کسب کرنے کے ساتہہ لکڑیون لانے کے (فتح) حَدَّثَنَا

ابراہیم بن موسیٰ انا ہشام ان ابن جریج اخبرہم اخبرنی ابن شہاب عن علی بن
حسین عن ابیہ حسین بن علی عن علی بن ابی طالب انہ قال اصبت شارفا مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مغنم یوم بدر قال واعطانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم شارفا اخری فانختہما یوما عند باب رجل من الانصار وانا ارید ان احمل
علیہما اذخرا لابیعہ ومعی صائغ من بنی قینقاع فاستعین بہ علی ولیمۃ فاطمۃ و
حمزۃ بن عبد المطلب یشرب فی ذلک البیت معہ قینۃ فقالت الا یا حمز للشرف
النواء فثار الیہما حمزۃ بالسیف فجب اسنمتہما وبقر خواصرہما ثم اخذ
من اکبادہما قلت لابن شہاب ومن السنام قال قد جب اسنمتہما فذہب بہا
قال ابن شہاب قال علی فنظرت الی منظر افظعنی فاتیت نبی اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم وعندہ زید بن حارثۃ فاخبرتہ الخبر فخرج ومعہ زید فانطلقت معہ
فدخل علی حمزۃ فتغیظ علیہ فرفع حمزۃ بصرہ وقال ہل انتم الا عبید لآبائی
فرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقہقر حتی خرج عنہم وذلک قبل تحریم
الخمر ترجمہ حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر کے دن غنیمت
مین ایک جوان اونٹنی کو پہونچا یعنے غنیمت مین سے مجھکو ہاتھ آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو ایک
اور اونٹنی بھی دی تو مینے اُن دونو کو ایک دن ایک انصاری مرد کے دروازے پاس بٹھایا اور مین ارادہ
کرتا تھا کہ اپر اذخر کی گھانس لا دلاؤن تاکہ اُسکو بیچون اور میرے ساتھ بنی قینقاع کے قبیلے کا ایک سُنار تھا
سو مین اُسکے ساتھ فاطمہ بنت محمد کے ولیمہ پر مدد لون اور حمزہ بن عبد المطلب اس گھر مین شراب پیتا تھا اور
اسکے ساتھ ایک لونڈی گانے والی تھی تو اس لونڈی نے کہا کہ خبردار ہو اے حمزہ واسطے موٹی اونٹنیوں
کے یعنے اُس لونڈی نے اشعار پڑھے اور حمزہ کو اُنکے ذبح کرنے کی رغبت دلائی سو حمزہ اُنکی طرف کھڑا ہوا
اور اُنکی کوہانون کو کاٹا اور اُنکی کوکھون کو پھاڑ ڈالا پھر اُنکے جگر لیے مینے ابن شہاب سے کہا کہ کیا اُس نے کوہان
کاٹ ڈالی تھی اُسنے کہا کہ وہ اُنکی کوہان کاٹ کر لے گیا تو حضرت علی رضہ نے کہا کہ مینے ایک چیز کی طرف دیکھا
جس نے مجھکو ڈرایا یعنے واسطے ضرر پانے اُسکے کہ ساتھ تاخیر داخل ہونے کے فاطمہ پر بسبب فوت ہونے اُس
چیز کے کہ مدد لی ساتھ اُسکے سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپکے پاس زید بن حارثہ بیٹھا تھا سو مینے
آپ کو یہ خبر بتلائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپکے ساتھ زید تھا سو مین آپکے ساتھ چلا تو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ پاس گئے اور اسپر غصے ہوئے تو حمزہ رضہ نے اپنی آنکھ اوٹھائی اور کہا کہ نہیں تم مگر غلام میرے

پاؤن کے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پچھلے پاؤن پیچھے ہٹے یعنے بغیر اسکے کہ پیٹھ پھیرین یہان تک کہ اُنکے
پاس سے نکلے اور یہ واقعہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الجہاد
مین آویگی انشاء اللہ اس سے یہ قول ہے کہ مین ارادہ کرتا ہون کہ اپنے اذخر کی گھانس لاد کر لاؤن تاکہ اُسکو بیچون
اسواسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے ترجمہ باب پر کہ جائز ہے کاٹنا لکڑی کا اور گھانس کا (فتح) **بَابُ الْقَطَائِعِ**
جاگیر دینے کا بیان **ف** مراد قطائع سے وہ چیز ہے کہ خاص کرے ساتھ اُسکے امام بعض رعیت اپنی کو زمین
ویران سے یعنے ویران زمین سے کچھہ زمین کسی کو جاگیر دی پس خاص ہوجاتا ہے وہ ساتھہ اُسکے اور ہوتا ہے
زیادہ تر حقدار ساتھہ آباد کرنے اُسکے کی اُس شخص سے کہ نہین سبقت کی اُس نے طرف آباد کرنے اُسکے کی اور
خاص ہونا جاگیر کا ساتھہ ویران زمین کے متفق علیہ ہے یہہ کلام شافعیہ کے یعنے جاگیر آباد زمین سے نہ دیجاوے
اور عیاض نے کہا کہ قطائع یہ ہے کہ امام اللہ کے مال مین سے کوئی چیز کسی کو دے جسکو اُسکے لائق دیکھے
اور اُسکے اکثر استعمال زمین مین آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ نکالے زمین مین سے واسطے اُس شخص کے کہ دیکھے
اُسکو لائق وہ چیز کہ گھیرے اُسکو یا تو بایں طور کہ اُسکو اُسکا مالک کردے اور یا اُسکو ایک مدت تک اسکی پیداوار
دیدیوے اور سبکی نے کہا کہ دوسری وجہ یہی ہے جسکو ہمارے زمانے مین جاگیر کہا جاتا ہے اور ہمارے اصحاب
مین سے کسی نے اسکو ذکر نہین کیا اور ظاہر یہ ہے کہ جاگیر جاگیر دار کے ساتھہ خاص ہوجاتی ہے لیکن وہ
جاگیر دینے سے زمین کے اصل رقبے کا مالک نہین ہوتا اور ساتھہ اسی کے جزم کیا ہے محب طبری نے اور رد اسکو
کیا ہے اذرعی نے نفی خلاف کا یہہ جواز تخصیص امام کے بعض لشکر کو ساتھہ اناج زمین کے جبکہ اُسکا مستحق ہو
(فتح) **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا
قَالَ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّقْطِعَ لِاِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَ الَّذِيْ تُقْطِعُ
لَنَا قَالَ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ ارادہ کیا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ انصار کو ملک بحرین سے جاگیر دین تو انصار نے کہا کہ ہم جاگیر نہین لیتے یہان تک کہ
آپ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی ہمارے برابر جاگیر دین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ تم
میرے بعد اپنے اوپر اوروں کو مقدم دیکھو گے یعنے تمہارے سوای اور لوگون کو حکومت ملیگی سو تم صبر کرتے
رہیو اُسوقت تک کہ تم حوض کوثر پر مجھہ سے ملو یعنے قیامت تک **ف** یعنے اگر تم نہین لیتے ہو تو میرے بعد
بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا اور اسکی مراد مین اختلاف ہے خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ویران زمین ہو تاکہ آباد
کرنے سے وہ اُسکے مالک ہوجاوین اور احتمال ہے کہ مراد آباد زمین ہو لیکن اپنے حق مین پانچوین حصے سے اسواسطے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکی زمین کھلی چھوڑی ہوئی تھی اُسکو تقسیم نہین کیا تھا اور تعاقب کیا گیا ہے باین طور کہ

وہ صلح سے فتح ہوا تھا کہ ممکن تھا پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپنے ارادہ کیا ہو کہ انکو خاص کرین ساتھ لینے جزیہ اُسکے کو اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے اسمٰعیل قاضی نے اور ابن بطال نے اُسکی یہ وجہ بیان کی ہے کہ صلح کی زمین تقسیم نہیں ہوتی پس نہ ملک ہوگی اور ابن تین نے کہا کہ جاگیر اُسکو کہتے ہین جو زمین یا باغ سے دیجاوے اور سوائے اسکے نہین کرنے سے جاگیر دیجاتی ہے یعنے جو ملک کہ صلح سے فتح ہوا ہو اور نہین جاگیر دیجاتی حق مسلمان کے سوا اور نہ عہد والے کافر کے سوا اور جاگیر کبھی ملک ہو جاتی ہے اور کبھی نہین ہوتی اور ثانی وجہ پر محمول ہوگا جاگیر دینا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گھرون کو مدینے مین اور ظاہر یہ بات ہے کہ ارادہ کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ خاص کرین انصار کو ساتھ اُس چیز کے کہ حاصل ہو بحرین سے اور اُسپر حاضر اُس دن سو جزیہ تھا اسواسطے کہ بحرین کے لوگون نے جزیہ پر صلح کی ہوئی تھی اور اُسپر اُسکے بعد جب ملک فتح ہوئے تو زمین کا خراج بھی اور تحقیق واقع ہوا یہ معاملہ کئی زمینون مین بعد فتح ہونے ملکے کے اور پہلے فتح ہونے اُنکی کے اُنمین سے ایک تو جاگیر دینا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تمیم داری کو گھر ابراہیم کا پھر جب حضرت عمر رض کے زمانے مین ملک فتح ہوئے تو عمر رض نے اُسکو تمیم کے واسطے جاری رکھا اور وہ اُسکی اولاد کے ہاتھ مین ہمیشہ ہے اور اُنکے پاس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خط تھا اور اُسکا قصہ مشہور ہے اور اس حدیث مین نشانی ہے نبوت کی کہ جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسی کے مطابق واقع ہوا کہ قریش مین سے حاکم ہوئے کہ اپنے واسطے اُنھون نے انصار سے زیادہ مال جمع کیا اور عطا مین اورون کو انصار پر فضیلت دی (فتح)

باب کِتَابَۃِ الْقَطَائِعِ جاگیرون کے لکھنے کا بیان **ف** یعنے تاکہ جاگیردار کے واسطے وثیقہ اور سند ہو واسطے دور کرنے جھگڑے کے (فتح) وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيُقْطِعَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ فَعَلْتَ فَاكْتُبْ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي یعنے او انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ انکو ملک بحرین سے جاگیر دین تو انصار نے کہا کہ یا حضرت اگر آپ لکھتے ہین تو مہاجرین کو بھی اتنی جاگیر کا ہبہ کیجیے تو یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی یعنے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو بنی نضیر کی زمین جاگیر دی تھی یا یہ معنے کہ بحرین مین اور زمین نہ تھی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد اپنے سوای اورون کو مقدم دیکھوگے تو صبر کرتے رہیو یہان تک کہ تم مجھسے ملو **ف** اور اعتراض کیا گیا ہے بخاری پر ساتھ اسکے کہ لیث .... کی روایت مین جاگیر لکھنے کا ذکر نہین تو اُسکا جواب یہ ہے کہ وہ شق ثانی مین مذکور ہے یعنے مہاجرین کے

واسطے اور باین طور کہ بخاری نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کردیا ہے کہ اسکے بعض طریقوں مین لکھنے کا ذکر آچکا ہے اور اسحدیث مین فضیلت ظاہر ہے واسطے انصار کے واسطے توقف کرنے انکے مقدم ہونے سے ساتھ کسی چیز کے دنیا سے سوای مہاجرین کے اور تحقیق صفت کی ہے انکی خدا نے باین طور کہ مقدم کرتی ہین اپنی جانون پر اور انکو اگرچہ حاجت ہو تو انکو فضیلت کے تین درجے حاصل ہین ایک غیرون کو اپنے اوپر مقدم کرنا اور دوسرون سے سلوک کرنا اور طلب تقدیم کی اوپر اپنے اور باقی کلام کتاب الجزیہ مین آویگی (فتح) **بَاب** حَلَبِ الْاِبِلِ عَلَی الْمَآءِ پانی پر اونٹون کا دوہنا **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ هِلَالِ ابْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حَقِّ الْاِبِلِ اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَآءِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹون کے حق سے ہو یہ کہ پانی پر دوہے جاوین **ف** یعنے واسطے نفع محتاجون کے کہ وہان حاضر ہیون اور نیز اسواسطے کہ اُسمین اونٹون کا بھی فائدہ ہے **بَاب** الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهٗ مَمَرٌّ اَوْ شِرْبٌ فِيْ حَائِطٍ اَوْ فِيْ نَخْلٍ باب ہے اُس شخص کا کہ اسکو باغ مین حق گذرنے کا ہو یا کھجورون مین حصہ ہو **ف** اور اسکا حکم یہ ہے کہ اُسکو آنے سے منع نہین کرنا چاہیے وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ یعنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیچے درخت کھجور کا بعد پیوند ہونے کے تو اُسکا پھل بائع کی واسطے ہو وَلِلْبَائِعِ الْمَمَرُّ وَالسَّقْيُ حَتّٰى تُرْفَعَ وَكَذٰلِكَ رَبُّ الْعَرِيَّةِ یعنے اور بائع کو جائز ہے کہ وہان آوے اور اُسکو پانی پلاوے یہان تک کہ میوہ موقوف ہو اور اسی طرح عریہ والے کو بھی وہان آنا اور پانی پلانا جائز ہے **ف** یہ سب بخاری کا کلام ہے جسکو اُسنے باب کی حدیثون سے نکالا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ داخل ہونے اس ترجمہ کی فقہ مین تنبیہ ہے اوپر ممکن ہونے اجتماع حقوق کے ایک چیز مین کہ ایک کی ملک ہو اور دوسرے کو اُس سے فائدہ اٹھانا جائز ہو اور وہ ماخوذ ہے استحقاق بائع کے سے واسطے پہلے کے سوای اصل کے پس ہوگا واسطے اُسکے حق راہ لینے کا واسطے کاٹنے پھل کے بیچ زمین کے جو غیر کے ہی اور اسی طرح صاحب عریہ کا حکم ہے اور ہمارے نزدیک خلاف ہی اُسکے حق مین جو عریہ کو پانی دے کہ کیا پانی دینا بخشنے والے پر ہے یا اُسپر جسکو عریہ بخشی گئی اور اسی طرح پانی پلانا اُس میوے کا جو بیع مین مستثنی ہو بعضے کہتے ہین کہ بائع پر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ خریدار پر پس نہ مغرور ہو نقل ابن بطال کی اجماع کو اوپر اُسکے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا اللَّيْثُ ثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ

تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ اَبْتَاعَ عَبْدًا وَلَهٗ مَالٌ فَمَالُهٗ الَّذِيْ بَاعَهٗ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَعَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ فِي الْعَبْدِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جو خریدے درخت کھجور کا بعد پیوند ہونے کے تو اُسکا پھل بائع کے واسطے ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کرلے اور جو غلام خریدے اور اُسکے پاس مال ہو تو اُسکے مال کا مالک بائع ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کرلے **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے واسطے امام مالک کے اسپر کہ غلام اپنے مال کا مالک ہوتا ہے واسطے منسوب ہونے ملک کے طرف اُسکی ساتھ لام کے اور وہ ظاہر ہے ملک مین اور اُسکے غیر نے کہا کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جب مالک اپنے غلام کو اپنا کچھ مال ملک کردے تو غلام اُسکا مالک ہوجاتا ہے اور یہی قول ہے مالک کا اور یہی ہے قدیم قول شافعی رح کا لیکن اگر اُسکے بعد وہ اُسکو بیچ ڈالے تو اُسکا مال مالک کی طرف پھر آتا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کرلے اور ابو حنیفہ رح نے کہا کہ غلام بالکل کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اور یہی ہے جدید قول شافعی کا اور اضافت واسطے اختصاص کے ہے اور اُسکے مفہوم سے پکڑا جاتا ہے کہ جو غلام کو بیچے اور اُسکے پاس مال ہو اور خریدار اُسکی شرط کرلے تو بیع صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ بیاجی مال نہ ہو پس نہیں جائز ہے بیع غلام کی اور ساتھ اُسکے درہم ہون بدلے درہمون کے یہ قول شافعی رح کا ہے اور مالک سے روایت ہے کہ یہ منع نہیں یعنے اُسکی بیع ہر طرح سے جائز ہے اگرچہ اُسکے ساتھ بیاجی مال ہو واسطے مطلق ہونے حدیث کے اور عقد تو صرف غلام پر واقع ہوا ہے اور جو مال کہ اُسکے ساتھ ہے اسکو عقد مین کچھ دخل نہیں اور جب مال کپڑے ہون تو اسمین اختلاف ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ اُسکا حکم بھی مال کا حکم ہے اور بعضے کہتے ہین کہ کپڑے اُسمین داخل ہوتے ہین واسطے عمل کرنے کے رواج پر اور بعضے کہتے ہین کہ جو ستر کو ڈھانکے صرف وہی اُسمین داخل ہوتا ہے اور تاجی نے کہا کہ اگر اسکو مشتری غلام کے واسطے شرط کرے تو مطلق صحیح ہے اور اگر بعض کو شرط کرے یا اپنے واسطے شرط کرے تو اسمین دو روایتین ہین اور مازری نے کہا کہ اگر دور ہو ملک مالک کی غلام اپنے سو ساتھ بیع کے یا معاوضہ کے تو مال مالک کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کرلے اور بعض تابعین سے مانند حسن کی روایت ہے کہ وہ مال غلام کے تابع ہے اور حدیث حجت ہے اوپر اُسکے اور اگر دور ہو ملک اُسکی ساتھ آزاد کرنے کی اور مانند اُسکی کے تو مال غلام کا ہے مگر یہ کہ مالک شرط کرلیوے اور اگر ہبہ وغیرہ سے اُسکی ملک دور ہو تو اسمین دو قول ہین زیادہ تر راجح یہ ہے کہ ہبہ بیع کے ساتھ ملحق ہے اور اسی طرح اگر سپرد کرے اسکو کسی قصور مین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کرنا شرط کا جو عقد کے منافی نہ ہو اور یہی حال ہے کھیتی کا یعنے زمین بوئی ہوئی کا سو جو بوئی ہوئی زمین کو بیچے

اور اُسمین کہیتی ہو تو کہیتی واسطے بائع کے ہی اور اختلاف اسمین مانند اختلاف کی ہے کہجور کے درخت مین اور اسی سے پکڑا جاتا
ہے کہ جو زمین کو اجارے دے اور اُسمین اُسکی کہیتی ہو تو وہ کہیتی اجارہ دینے والیکے واسطے ہی نہ واسطے اجارہ لینے
والیکے اگر فرض کیجاوی صورت اجاری کی (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الْعَرَايَا
بِخَرْصِهَا تَمْرًا ترجمہ زید بن ثابت رض سے روایت ہی کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچی جاوین
عرایا یعنے پہل عرایا کے ساتہ اندازہ کرنے اُنکے کو حالت خشک ہونے مین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ
عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ
الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَأَنْ لَا يُبَاعَ
إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا ترجمہ جابر رض سے روایت ہی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرت سے
اور محاقلت سی اور مزابنت سی اور کچی پہل کے بیچنے سے اور یہ کہ نہ بیچا جاوی میوہ مگر ساتہ دینار اور درہم کے مگر عرایا کا میوہ خشک کہجور
کے بدلے بیچنا جائز ہے ف مخابرت اور محاقلت اور مزابنت کو معنے پہلے گذر چکے ہین حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
قَزَعَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَخَّصَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ
شَكَّ دَاوُدُ فِي ذٰلِكَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے پہلون کو بیچنے کی اجازت
دی ساتہ اندازہ کرنے اسکے کے خشک کہجورون سے بیچنے مین کہ پانچ وسق سے کم ہو یا پانچ وسق مین ف یہ حدیث بہی اپنے
باب مین گذر چکی ہے حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ أَخْبَرَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ
مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ
الْمُزَابَنَةِ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَصْحَابَ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ ثَنِي بُشَيْرٌ مِثْلَهُ ترجمہ رافع اور سہل سے
روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت یعنے خشک کہجور کے بدلے درخت پر کے میوہ کو بیچنے سے منع فرمایا مگر عرایا والون کو کہ انکو اجازت
دی ف ان تمام حدیثون کی شرح کتاب البیوع مین پہلے گذر چکی ہے رجوع کیا جاوے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابٌ
فِي الْاِسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُونِ وَالْحَجْرِ وَالتَّفْلِيسِ کتاب ہے بیچ بیان قرض لینے کی اور ادا کرنے دینون کے یعنے اس چیز کے
ذمہ مین ہے برابر ہے کہ قرض کے سبب سے ہو یا کسی اور سبب سے ذمہ مین واجب ہو مانند مہر وغیرہ کی اور تصرف سے روکنے کی اور
مفلس کرنے حاکم کی کسی کو کہ اسکے ذمہ مین مطالبہ ہے ف اور جمع کیا ہو امام بخاری ان تین امرون کو واسطے کم ہونے
حدیثون کے جو اس باب مین وارد ہین اور واسطے متعلق ہونے بعض کے ساتہ بعض کے (فتح) بَابٌ مَنِ اشْتَرَى
بِالدَّيْنِ وَلَيْسَ عِنْدَهُ ثَمَنُهُ أَوْ لَيْسَ بِحَضْرَتِهِ اگر کوئی کسی چیز کو ادہار خریدے اور اُسکا مول اُسکے پاس نہو یا

اُسکے پاس اُسوقت موجود نہو **ف** تو یہ جائز ہے اور شاید کہ اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اُس حدیث کی جو ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین خریدتا مین وہ چیز جسکا مول میرے پاس نہو اور اُسکے موصول ہونے اور مرسل ہونے مین اختلاف ہی (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ اَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ تَرَى بَعِيْرَكَ اَتَبِيْعُنِيْهِ قُلْتُ نَعَمْ فَبِعْتُهُ اِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ اِلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهُ ترجمہ جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی پلٹتے وقت کہ کیا حال ہے تیرے اونٹ کا کیا تو اُسکو میرے ہاتھ بیچتا ہے مین نے کہا ہان سو مین نے اُسکو آپکے ہاتھ بیچ ڈالا سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین آئے تو لگے دن مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس اونٹ لیگیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اُسکا مول دیا **ف** یہ حدیث ترجمے کے دوسرے رکن کے مطابق ہے کہ اسوقت مول وہان حاضر نہ تھا (فتح) **حَدَّثَنَا** مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ ثَنِي الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُوْدِيٍّ اِلَى اَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيْدٍ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مدت معلوم کے وعدے سے اناج خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اُسکے پاس رہن رکھی **ف** یہ حدیث ترجمے کے پہلے رکن کے مطابق ہے یعنی مول آپکے پاس بالکل نہ تھا نہ حاضر نہ غائب اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ دلالت کی اُس سے یہ ہے کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مول حاضر ہوتا تو اُسکو موخر نہ کرتے اور اسی طرح مول اناج کا اگر آپکے پاس حاضر ہوتا تو آپکے ذمہ مین قرض مرتب نہ ہوتا واسطے اسکے کہ آپکی عادت شریف سے معلوم ہے کہ جو چیز آپکے ذمہ لازم ہوتی تہی اُسکے ادا کرنے مین نہایت جلدی کرتے تھے اور جابر رضہ کی حدیث شروط مین آویگی (فتح) **بَاب** مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَهَا اَوْ اِتْلَافَهَا جو لوگون کے مال لیوے ادا کرنے کے ارادے پر یا برباد کرنے کے ارادے پر **ف** یعنی کیا بخاری نے جواب کو واسطے بے پرواہ ہونیکے ساتھ اُس چیز کے کہ حدیث مین واقع ہوئی ہی ابن منیر نے کہا کہ یہ ترجمہ مشعر ہے ساتھ اسکے کہ جو باب اس سے پہلا ہے وہ مقید ہو ساتھ اسکے کہ ادا کرنے کی قدرت کا علم ہو اسواسطے کہ جسکو معلوم ہو کہ مین ادا کرنے سے عاجز ہون تو اُسنے لیا نہ ادا کرنے کے ارادے پر مگر بطور تمنا اور آرزو کے اور تمنا خلاف ارادے کے ہے مین کہتا ہون کہ اسمین نظر ہے اسواسطے کہ واجب ادا کی نیت کرنی اس چیز سے کہ خدا اُسپر کشادگی کریگا تو تحقیق حدیث کلام کرنے والی ہے ساتھ اسکے کہ خدا

اُسکا قرضا دا کر دیگا یا تو دنیا مین اسپر کشادگی کر دیگا اور یا آخرت مین اُسکی طرف سے ضامن ہوگا پس نہین متعین ہوئے تقیید ساتھ قدرت کی حدیث مین اور اگر اُسکا قول مانا جاویگا تو اسجگہ ایک تیسری صورت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسکو نہ معلوم ہو کہ ادا کر سکیگا یا نہین (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاُوَيْسِيُّ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَهَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگون کے مال لیوے یعنی بطور قرض کے ادا کرنے کے ارادے پر تو خدا اُس سے ادا کر دیگا یعنے ادا کرنے کا سامان کر دیگا اور جو اُنکے مال کو تلف کرنے کے ارادے پر لیوے تو خدا اُسکو برباد کر ڈالیگا ف اور ابن ماجہ نے میمونہؓ سے روایت کی ہے کہ کوئی مسلمان نہین کہ قرض لیوے اس حال مین کہ خدا جانتا ہو کہ وہ ادا کا ارادہ کرتا ہے مگر کہ خدا اُس سے دنیا مین ادا کر دیتا ہے اور ظاہر اس حدیث کا محال ظاہر ہوتا ہے مسئلہ مشہور کو اُس شخص کے جو ادا کرنے سے پہلے مر جاوے بغیر اسکے کہ اسکی طرف سے کچھ قصور ہو جیسا کہ مثلاً تنگدست ہو جاوے یا ناگہان مر جاوے اور اُسکے پاس مال ہو پوشیدہ اور اسکی نیت ادا کی ہو اور اسکی طرف سے دنیا مین قرض ادا نہ ہو یعنے ابن ماجہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ممکن نہین اور ممکن ہے حمل کرنا حدیث میمونہؓ کا غالب پر یعنے اکثر اوقات تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ اُسکا قرض دنیا مین ادا ہو جاتا ہے اور کبھی نہین بھی ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ جو ایسا شخص ہو اسپر آخرت مین عذاب نہین اور حالانکہ حالت یہ ہو یا نہ یہ کہ قرضخواہ کے واسطے اُسکی نیکیاں لیجاوین بلکہ اللہ تعالیٰ قرضخواہ کے واسطے قرضدار کی طرف سے ضامن ہو جاوے جیسا کہ باب کی حدیث اشیر دلالت کرتی ہے اگرچہ مخالفت کی اسمین ابن عبد السلام نے اور یہ جو فرمایا کہ خدا اسکو برباد کر ڈالیگا تو ظاہر اُسکا یہ ہے کہ یہ بربادی اُسکے واسطے دنیا مین واقع ہوگی اور یا اسکی روزی مین واقع ہوگی یا جان مین اور یہ ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیون سے واسطے اسچیز کے کہ دیکھتے ہین ہم اسکو ساتھ مشاہدے کے اُس شخص سے جو دو نو امرون مین سے کسی چیز کے ساتھ لین دین کرتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد بربادی سے عذاب آخرت کا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اسمین رغبت دلانی ہے بیچ ترک کھانے مال لوگون کے اور ترغیب ہے اسمین کہ اچھی طرح انکی طرف ادا کرے اور یہ کہ جزا کبھی جنس عمل سے ہوتی ہے اور اس مین ترغیب ہے بیچ اچھی کرنے نیت کے اور ڈرانا ہے ضد اُسکی سے اور یہ کہ مدار اعمال کا نیت پر ہے اور اسمین رغبت دلانی ہے قرض لینے مین اُس شخص کو جسکی نیت ادا کرنے کی ہو اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ اسکے عبد اللہ بن جعفر نے بیچ اسچیز کے کہ روایت کی اس سے ابن ماجہ اور حاکم نے عبد اللہ بن جعفر سے کہ وہ قرض

لیتے ہین یعنے بلا حاجت تو کسی نے کہا کہ تم بلا حاجت قرض کیون لیتے ہو تو اس نے کہا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ خدا قرضدار کے ساتھ ہے یہان تک کہ قرض ادا کرے اور اسکی اسناد حسن ہے
یعنے مین بھی چاہتا ہون کہ خدا میرے ساتھ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی چیز کو ادھار خریدے
اور اسمین تصرف کرے اور اس نے ظاہر کیا کہ اسکے ادا کرنے پر قادر ہے پھر بعد اسکے برخلاف ظاہر ہو تو وہ
بیع رد نہین ہوتی یعنے پھر نہین سکتی بلکہ انتظار کیجاوے ساتھ اسکے وعدے کے آنے تک واسطے اقتصار
کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر بددعا کرنے کو اوپر اسکے اور نہ لازم کیا اسکو ساتھ پھیرنے بیع کے
(فتح) **باب** اَدَاءِ الدُّیُوْنِ وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی
اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ
کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔ باب ہے ادا قرضون کے بیان مین اور خدا نے فرمایا کہ اللہ تمکو حکم فرماتا ہے کہ پہونچاؤ
امانتین امانت والون کو اور جب لوگون کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو فیصلہ کرو انصاف سے اللہ اچھی
نصیحت کرتا ہے تمکو اللہ ہے سنتا دیکھتا **ف** ابن منیر نے کہا کہ داخل کیا بخاری نے دین کو امانت
مین واسطے ثابت ہونے حکم کے ساتھ ادا کرنے اسکے کے اسواسطے کہ آیت مین امانت سے مراد وہ چیز ہے
جو آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مین اس سے مراد ہے اور تفسیر کی گئی ہے اس جگہہ
امانت ساتھ رد امر اور نواہی کے پس داخل ہونگے اسمین تمام وہ چیزین جو ذمہ مین متعلق ہین اور جو متعلق
نہین ہین اور احتمال ہے کہ امانت سے مراد ظاہر معنے ہون یعنے جو چیز کسی کے پاس امانت رکھی جاوے
اور جبکہ خدا نے اسکے ادا کرنے کا حکم کیا اور اسکے فاعل کی مدح کی اور حالانکہ وہ ذمہ مین متعلق نہین تو جو
چیز کہ ذمہ مین ہو اسکا حال اولے ہے اور اکثر مفسرین اسپر ہین کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ دربان کعبے کے حق مین
اتری اور عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حاکمون کے حق مین اتری اور ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ سب امانتون
مین عام ہے (فتح) **حدثنا** اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ ثَنَا اَبُوْ شِھَابٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَھْبٍ عَنْ
اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَبْصَرَ یَعْنِیْ اُحُدًا قَالَ مَا اُحِبُّ اَنَّہٗ
یُحَوَّلُ لِیْ ذَھَبًا یَمْکُثُ عِنْدِیْ مِنْہُ دِیْنَارٌ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا دِیْنَارًا اُرْصِدُہٗ لِدَیْنٍ ثُمَّ قَالَ
اِنَّ الْاَکْثَرِیْنَ ھُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَاَشَارَ اَبُوْ شِھَابٍ بَیْنَ
یَدَیْہِ وَعَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَلِیْلٌ مَّا ھُمْ وَقَالَ مَکَانَکَ وَتَقَدَّمَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَسَمِعْتُ
صَوْتًا فَاَرَدْتُّ اَنْ اٰتِیَہٗ ثُمَّ ذَکَرْتُ قَوْلَہٗ مَکَانَکَ حَتّٰی اٰتِیَکَ فَلَمَّا جَآءَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ الَّذِیْ سَمِعْتُ اَوْ قَالَ الصَّوْتُ الَّذِیْ سَمِعْتُ قَالَ وَھَلْ سَمِعْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَتَانِیْ

جِبْرِيْلُ فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَمَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا قَالَ نَعَمْ ترجمہ ابو ذر رضہ سے روایت ہی کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہا سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو دیکہا سو فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ پہاڑ احد میرے واسطے بدلکر سونا ہو جاوے اور اسمین سے کوئی دینار میرے پاس تین دن سے زیادہ رہے مگر ایک دینار کہ مین اُسکو ادا قرض کے واسطے نگہہ رکہون پہر فرمایا کہ جو بہت مالدار ہین وہی قیامت مین ثواب سے مفلس ہین پر جس نے مال کو خرچ کیا اسطرح اور اسطرح اور اشارہ کیا ابو شہاب نے اپنے آگے اور اپنے داہنے اور بائین یعنے اپنے آگے اور داہنے اور بائین سب طرف خرچ کیا اور تہوڑے ہین ایسے لوگ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی جگہہ مین ٹہیرا رہ اور تہوڑا سا آگے چلے پہر مین نے ایک آواز سُنی سو مین نے چاہا کہ آپکے پاس جاؤن پہر مین نے آپ کا قول یاد کیا کہ اپنی جگہہ مین ٹہیرا رہ یہان تک کہ مین تیرے پاس آؤن سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مین نے کہا کہ کیا آواز تہی جو مین نے سنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے کوئی آواز سنی ہے مین نے کہا کہ ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل ؑ میرے پاس آیا تہا تو اس نے کہا کہ جو تیری امت سے مریگا اس طرح پر کہ خدا کے ساتہہ کسی کو ساجہی نہ جانتا ہو تو وہ بہشت مین داخل ہوگا مین نے کہا کہ جو ایسا ایسا کرے یعنے حرام کاری کرے فرمایا ہان اگرچہ ایسا ایسا کرے **ف** اور غرض اسجگہہ آپکے اس قول سے یہی کہ مگر ایک دینار جسکو مین ادای قرض کے واسطے رکہون **ف** اس حدیث مین اشارہ ہے اسطرف کہ بہت قرض . . . . . . نہ اٹہاوے بلکہ تہوڑے پر اقتصار کرے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی دینار کو ذکر کیا زیادہ کا نام نہ لیا اور اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مثلا سو دینار قرض ہوتے تو نہ نگاہ رکہتے واسطے ادا کرنے اسکے کو ایک دینار اور نہین پوشیدہ ہے جو اس استدلال مین بے شبہہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ ادا قرض مین بہت کوشش کرے اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہایت تارک الدنیا تہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا يَسُرُّنِيْ اَنْ لَا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلٰثٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا شَيْءٌ اُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ رَوَاهُ صَالِحٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجہکو خوش نہ لگتا یہ کہ تین دن مجہپر گذرین اور اسمین سے کچہہ میرے پاس باقی ہوتا مگر وہ چیز جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکہون **بَابُ** اِسْتِقْرَاضِ الْاِبِلِ یعنے اونٹ کے قرض لینے کے بیان مین **ف** یعنی جائز

ہونا اُسکا کہ پہیرے قرض لینے والا قرض خواہ کو مانند اُسکی یا بہتر اُس سے (فتح) **حدثنا** ابو الولید ثنا شعبۃ انا سلمۃ بن کہیل قال سمعت ابا سلمۃ بمنی یحدث عن ابی ھریرۃ ان رجلا تقاضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاغلظ لہ فھم بہ اصحابہ فقال دعوہ فان لصاحب الحق مقالا واشتروا لہ بعیرا فاعطوہ ایاہ قالوا لا نجد الا افضل من سنہ قال اشتروہ فاعطوہ ایاہ فان خیرکم احسنکم قضاء ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا یعنے اونٹ کا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے لیا تہا تو اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت کہا یعنے تقاضے مین بہت مبالغہ کیا یا آپکے حق مین بیجا کلام کیا تو اصحاب نے اُسکے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو چہوڑ دو اسواسطے کہ حقدار کو مطالبہ مین نہایت مبالغہ کرنا اور سختی کرنا جائز ہے اور اسکو اونٹ خرید دو تو اصحاب نے کہا ہم اونٹ نہین پاتے مگر زیادہ تر اسکی عمر سے یعنے وہ اونٹ چہوٹا تہا اور یہ بڑا ہے فرمایا اُسکو خرید دو اسواسطے کہ تم لوگون مین بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے مین بہتر ہو **ف** احتمال ہے کہ اغلاظ سے مراد مطالبہ مین سختی کرنی ہو اور احتمال ہے کہ بیجا کلام مراد ہو اور حقدار کافر ہو اسواسطے کہ کہتے ہین کہ وہ یہودی تہا اور پہلی وجہ اظہر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قرضخواہ کو طلب کرنا قرض کا جبکہ پہونچے وقت وعدے کا اور اسمین بیان ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق کا اور بڑا ہونا آپکے حلم اور تواضع کا اور انصاف کا اور یہ کہ جسپر قرض ہو اسکو قرضخواہ کی بے ادبی کرنی لائق نہین اور یہ کہ جو حاکم کی بے ادبی کرنی واجب ہے اُسپر تعزیر مناسب حال کے مگر یہ کہ صاحب حق کا معاف کردے اور یہ کہ جائز ہے قرض لینا اونٹ کا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور محق ہین ساتہہ اونٹ کے تمام حیوانات یعنی سب جانور کا یہی حکم ہے کہ انکا قرض لینا درست ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور ثوری اور حنفیہ کہتے ہین کہ جانور کا قرض لینا جائز نہین اور انکی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جانور کو جانور کے بدلے ادہار بیچنا منع ہے روایت کی یہ حدیث ابن حبان اور دارقطنی وغیرہ نے اور اُسکے راوی معتبر ہین لیکن حفاظ نے کہا راجح اسکا مرسل ہونا ہے اور روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے حسن کی حدیث سے اُس نے روایت کی سمرہ سے اور بیچ سماع حسن کے سمرہ سے اختلاف ہے اور نے الجملہ یہ حدیث حجت کی صلاحیت رکہتی ہے اور طحاوی نے دعوی کیا ہے کہ ابن عباس رض کی یہ حدیث باب کی حدیث کی ناسخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتہ اسکے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہین ہوتا اور تطبیق دونو حدیثون مین ممکن ہے پس تطبیق دی ہے درمیان ان دونو کے امام شافعی رح اور ایک جماعت نے ساتہ حمل کرنے نہی کے اسپر جبکہ دونو طرف سے ادہار ہو لونڈی غلام

پہر ناظرف اسکی اسواسطے کہ تطبیق دونو حدیثون مین اولی ہے ایک باطل کرنے سے ساتہہ اتفاق کے اور جب
حدیث سے یہ مراد ہوئی تو باقی رہی دلالت اُسکی اسپر کہ جائز ہے قرض لینا جانورکا اور بیع سلم کرنی بیچ اُس کے
اور دلیل بکہ بڑی ہے بابہ سے تباین طور کہ جانورون مین بہت اختلاف ہوتا ہے یہان تک کہ اسکی ہم مثل
ہونے کی حقیقت پر واقفی نہین ہوتی اور جواب دیاگیا ہے بانیطور کہ نہین ہے کوئی مانع احاطہ کرنے
سے ساتہہ اُسکے ساتہہ وصف کے ساتہہ اسچیز کے کہ دفع کرے تغائر کو اور تحقیق جائز رکہا ہے حنفیہ نے نکاح
کرنے کو اور کتابت کو اوپر غلام کے جو موصوف ہو ذمہ مین اور یہ کہ جائز ہے ادا کرنا اسچیز کا کہ وہ فضل ہے
مثل اسچیز سے کہ قرض کی گئی ہو جبکہ عقد بیع مین اسکی شرط واقع ہوئی ہو اسواسطے کہ اسوقت وہ بالاتفاق
حرام ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالکیہ کے نزدیک زیادتی مین تفصیل ہے اگر وہ گنتی زیادتی کے ساتہ
ہو تو یہ منع ہے اور اگر وصف کی ساتہہ ہو تو جائز ہے اور یہ کہ نیکی اور بندگی کے کام مین قرض لینا جائز ہے
اور اسی طرح سب مباح کامون مین اور یہ کہ جائز ہے امام کو یہ کہ قرض لے بیت المال پر واسطے بعض محتاجون
کے تاکہ ادا کرے اسکو مال صدقے سے اور استدلال کیا ہے ساتہہ اسکے شافعی نے اسپر کہ جائز ہے جلدی
کرنی ساتہہ زکوۃ کے اسی طرح حکایت کیا ہے ابن عبد البر نے اور نہین ظاہر ہوئی واسطے میرے توجیہ
اسکی مگر یہ کہ ہو مراد وہ چیز کہ کہی گئی ہے بیچ سبب قرض لینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کہ اُسکو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض محتاجون کے واسطے قرض لیا تہا جو صدقہ کے مستحق تہے سو جب صدقہ
آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقے سے وہ قرض ادا کر دیا اور نہین اعتراض کیا جاتا اسپر یہ کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو صدقے کے مال سے اپنے حق سے زیادہ دیا واسطے اس احتمال کے کہ شاید قرض
دینے والا بہی صدقہ کا مستحق ہو یا تو محتاجی کی وجہ سے اور یا الفت کی وجہ سے یا سوائے اسکے دونو جہتون
سے پس ہین ادا کرنے کی جہت اور استحقاق کی وجہ سے زائد مین اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکا قرض آپکے
ذمہ تہا سو جب وعدے کا وقت پہونچا اور ادا کرنے کو لیئے آپنے کچہہ نہ پایا تو ہوگئے آپ ضامن پس
جائز ہوا آپ کو ادا کرنا صدقہ سے اور احتمال ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اپنے نفس کے واسطے
قرض لیا ہو سو جب وعدے کا وقت داخل ہوا تو صدقے کے اونٹون سے ایک اونٹ خرید لیا اُس شخص سے جو
اُسکا مستحق تہا یا کسی اور سے اُسکو قرض لیا تہا یا صدقے کے مال سے لیا تہا تاکہ ادا کر دین اسکو بعد اُسکے اور اول
احتمال قوی تر ہے (فتح) **باب حُسْنِ التَّقَاضِي** یعنے مستحب ہے تقاضا کرنا ساتہہ اچہی طرح کے
یعنے مستحب ہے کہ نرمی کے ساتہہ تقاضا کرے سختی نہ کرے **حَدَّثَنَا** مُسْلِمٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يقول مات رجل فقيل له ما كنت تقول قال كنت أبايع الناس فأتجوز عن الموسر
وأخفف عن المعسر فغفر له قال أبو مسعود سمعته من النبي صلى الله عليه وسلم
ترجمہ حذیفہ رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ ایک شخص مر گیا تو اسکو
کہا گیا کہ تو کیا کہا کرتا تہا یعنے کیا عمل کرتا تہا تو اُس نے کہا کہ مین لوگون سے خرید و فروخت کرتا تہا سو مین
مالدار سے درگذر کرتا تہا یعنے اسکو مہلت دیتا تہا اور تنگدست سے تخفیف کرتا تہا یعنے اپنا کچھ مال چھوڑ
دیتا تہا تو خدا نے اُسکو بخشدیا ابو مسعود نے کہا کہ مینے اُسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ تقاضا اچھی طرح سے کرے یعنے نرمی کرے سختی نہ کرے **باب**
هل يعطى أكبر من سنه کیا قرضخواہ کو اپنے اونٹ سے بڑی عمر کا اونٹ دیجاوے یا نہین **حدثنا**
مسدد ثنا يحيى عن سفيان ثني سلمة بن كهيل عن أبي سلمة عن أبي هريرة أن رجلا
أتى النبي صلى الله عليه وسلم يتقاضاه بعيرا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
أعطوه فقالوا ما نجد إلا سنا أفضل من سنه قال الرجل أوفيتني أوفاك الله
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطوه فإن من خيار الناس أحسنهم قضاء
ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس اونٹ کا تقاضا کرتا آیا تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو اونٹ خرید دو تو انہون نے کہا ہم اونٹ نہین پاتے مگر زیادہ عمر اُسکی سے
یعنے اُسکے اونٹ کی برابر عمر کا اونٹ نہین ملتا بلکہ اُس سے زیادہ عمر کا ملتا ہے تو اس مرد نے کہا کہ تو نے میرا
حق پورا ادا کیا ہے خدا تجھکو تیرا حق پورا دے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو وہی اونٹ
خرید دو اسواسطے کہ تم لوگون مین بہتر وہی آدمی ہے جو قرض ادا کرنے مین بہتر ہو ف اس حدیث کی تشریح
پہلے باب مین گذر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کم عمر کا اونٹ کسی سے قرض لیوے تو اُسکے بدلے اُس سے
بڑی عمر کا اونٹ قرض خواہ کو دینا درست ہی **باب حسن القضاء** اچھی طرح سے قرض ادا کرنے کا
بیان یعنے مستحب ہے کہ قرض اچھی طرح سے ادا کرے **حدثنا** أبو نعيم ثنا سفيان عن سلمة
عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال كان لرجل على النبي صلى الله عليه وسلم سن من
الإبل فجاءه يتقاضاه قال أعطوه فطلبوا سنه فلم يجدوا له إلا سنا فوقها فقال
أعطوه فقال أوفيتني أوفى الله بك فقال النبي صلى الله عليه وسلم إن خياركم أحسنكم
قضاء ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ ایک مرد کا ایک اونٹ معین عمر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض
تہا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تقاضا کرتا آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو اونٹ دیدو

تو اصحاب نے اُسکے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ تلاش کیا تو اُنہوں نے اونٹ دیا پایا مگر زیادہ عمر اُسکی سے تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو وہی دیدو تو اس مرد نے کہا کہ تو نے میرا قرض پورا ادا کیا خدا تجھکو
تیرا حق پورا دے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگون مین بہتر وہی ہے جو قرض ادا کرنے مین اچھا ہو
ف یہ حدیث ترجمہ باب مین ظاہر ہے **حدثنا** خلاد بن یحیی ثنا مسعر ثنا محارب بن
دثار عن جابر بن عبد اللہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی المسجد قال مسعر
اُراہ قال ضحی فقال صل رکعتین وکان لی علیہ دین فقضانی وزادنی **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ
سے روایت ہے کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ مسجد مین تھے چاشت کے وقت تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو رکعتین پڑھ لے اور میرا آپ پر قرض تھا یعنے مول اس اونٹ کا جو جہاد سے پلٹتے وقت
راہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خریدا تھا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو قرض ادا کر دیا اور
کچھ زیادہ دیا **ف** یہ حدیث پہلے بھی کئی جگہ گذر چکی ہے اور بعض طریقون مین زیادتی کے مقدار کا بیان
آچکا ہے کہ وہ ایک قیراط تھی اور پوری شرح اسکی کتاب الشروط مین آویگی **باب** اذا قضی دون
حقہ اوحللہ فھو جائز جب قرضدار قرض خواہ کے حق سے کم ادا کرے یعنے پورا قرض ادا نکرے بلکہ
کچھ ادا کرے اور کچھ باقی رہے اور قرضخواہ اُسکو معاف کر دے تو یہ جائز ہے **ف** ابن بطال نے کہا کہ نہین
جائز ہے قرضدار کو کہنا قرض مین سے کچھ بغیر معاف کرانے کے اور اگر قرضخواہ اپنا سب قرض معاف کر دے
تو سب علماء کے نزدیک جائز ہے اور اسی طرح اگر قرض مین سے کچھ معاف کر دے تو بھی جائز ہے اور ابن
منیر نے اُسکی یہ توجیہ کی ہے کہ مراد یہ ہے کہ جب قرض خواہ کی رضامندی سے کچھ قرض ادا کرے اور کچھ ادا
نکرے اور پھر قرضخواہ اپنا سب حق معاف کر دے تو یہ جائز ہے پھر وارد کی بخاری نے اسمین حدیث جابر
کی بیچ بیان قرض باپ اُسکے کی اور اسمین یہ ہے کہ مین نے اُنسے سوال کیا کہ میرے باغ کی کھجورین قبول کرین اور
باقی میرے باپ کو معاف کر دین اور یہی قدر مراد ہے حدیث سے اس ترجمہ مین پس آئندہ باب مین آویگا
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے قرض خواہون سے یہ بات چاہی اور پوری یہ حدیث کتاب الہبہ مین آویگی
(عقد) **حدثنا** عبدان انا عبد اللہ انا یونس عن الزھری ثنی ابن کعب بن مالک ان
جابر بن عبد اللہ اخبرہ ان اباہ قتل یوم احد شہیدا وعلیہ دین فاشتد الغرماء
فی حقوقھم فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألھم ان یقبلوا ثمر حائطی ویحللوا
ابی فابوا فلم یعطھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حائطی وقال سنغدو علیک فغدا
علینا حین اصبح فطاف بالنخل ودعا فی ثمرھا بالبرکۃ فجددتھا فقضیتھم وبقی لنا من

مِنْ تَمْرِهَا ترجمہ جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہی کہ میرا باپ جنگ احد کے دن شہید ہوا اور اُسپر قرض تہا تو قرض خواہون نے اپنے قرض کے واسطے سختی کی سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنسے سوال کیا کہ اُسکے باغ کا میوہ قبول کرین یعنے جو کہ موجود ہے اور باقی قرض میرے باپ کو معاف کرین تو اُنہون نے نہ مانا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو میرا باغ نہ دیا اور فرمایا کہ مین کل صبح کو تیرے پاس آؤن گا سو صبح کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہجورون مین گہومے اور اُنکے میوہ مین برکت کی دعا کی پہر مینے میوہ کو کاٹا اور انکو سب قرض ادا کر دیا اور انکا کچہ میوہ ہمارے واسطے باقی رہا **بَابٌ** إِذَا قَاصَّ أَوْ جَازَفَهُ فِي الدَّيْنِ فَهُوَ جَائِزٌ تَمْرًا بِتَمْرٍ أَوْ غَيْرِهِ اگر بدل کرے یا قرضخواہ کو قرض مین اندازہ سے دے تو یہ جائز ہے کہجور کے بدلے کہجور ہو یا کچہ اور **ف** مہلب نے کہا کہ نہین جائز ہے نزدیک کسی کے علماء سے یہ کہ لیوے وہ شخص کہ اُسکے واسطے کہجورین قرض ہون قرضدار اپنے سے کہجورین بطور اندازہ کے بدلے قرض اپنے کے اسواسطے کہ اُسمین جہالت اور دہوکہ ہے بلکہ اسکو تو صرف یہ جائز ہے کہ لیوے اندازہ سے اپنے حق مین کمتر قرض اپنے سے جبکہ لینے والا اُسکو جانے اور اُسکے ساتہہ راضی ہووے اور گویا کہ مراد اُسکی بخاری کے ترجمہ پر اعتراض کرنا ہے اور مراد بخاری کی وہ ہے جسکو معترض نے ثابت کیا ہے نہ وہ چیز جسکی نفی کی ہے اور غرض بخاری کی بیان کرنا ہے اسکا کہ معاف کی جاتی ہے ادا کرنے مین وہ چیز جو نہین معاف ہوتی ابتدا مین اسواسطے کہ بیع تر کہجور کی ساتہہ خشک کہجور کے عرایا کے سوا اور جگہہ مین جائز نہین اور ادا کرنے کے وقت معاوضہ مین اسکا دینا جائز ہے اور یہ بات باب کی حدیث سے ظاہر ہے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے قرضخواہ سے سوال کیا کہ باغ کا میوہ لیوین اور اسکی مقدار معلوم نہ تہی بدلے اُن وسقون کے جو اُسکے واسطے تہے اور انکی مقدار معلوم تہی اور باغ کا میوہ قرض سے کم تہا جیسے کہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتہہ اُسکے بیچ کتاب الصلح کے اور طریق سے اور اسمین یہ ہے کہ اُنہون نے نہ مانا اور دیکہا کہ اُس سے تمام قرض ادا نہ ہو سکے گا (فتح) **حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا أَنَسٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبَى أَنْ يُّنْظِرَهُ فَكَلَّمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ فَجَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّتِيْ لَهُ فَأَبَى فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ فَمَشَى فِيْهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ جُدَّ لَهُ فَأَوْفِ لَهُ الَّذِيْ لَهُ فَجَدَّهُ بَعْدَ مَا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْفَاهُ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا وَفَضَلَتْ

لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِيْ كَانَ فَوَجَدَهُ
يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ فَقَالَ اَخْبِرْ ذٰلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ جَابِرٌ
اِلٰى عُمَرَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ عَلِمْتُ حِيْنَ مَشٰى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُبَارَكَنَّ فِيْهَا ترجمہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی کہ میرا باپ مر گیا اور ایک یہودی کی تیس
وسق کہجورین اپنے اوپر قرض چہوڑ گیا تا کہ آپ اُسکے واسطے یہودی کو سفارش کرین تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم یہودی کے پاس گئے اور اُس سے کلام کیا کہ اپنے قرض کے بدلے اُسکے باغ کا میوہ لیوے یہودی نے
نہ مانا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہجوروں مین داخل ہوئے اور اُسمین چلے پہر جابر رض سے فرمایا کہ میوے کو کاٹکر
اُسکا سب قرض ادا کردے تو اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہر آنے کے بعد میوہ کاٹا اور اُسکو تیس
وسق کہجورین ادا کردین اور اُسکے واسطے سترہ وسق کہجورین باقی بچین سو جابر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس
آیا تا کہ آپ کو اس معاملے سے خبر دی تو آپ کو عصر کی نماز پڑہتے پایا سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز
سے پہرے تو آپ کو برکت اور زیادتی کی خبر دی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر فاروق کو اُسکی
خبر دی سو جابر رض عمر رض پاس گیا اور اسکو اسحال سے خبر دی تو عمر رض نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہجوروں مین چلے تو مینے جان لیا تہا کہ البتہ اسمین برکت ہوگی **بَابُ** مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ
قرض سے پناہ مانگنے کا بیان **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ
حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ
الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ
فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تہا کہ نماز
مین یہ دعا کیا کرتے تہے کہ الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون گناہ اور قرض سے تو کسی کہنے والے نے آپ سے
کہا کہ یا حضرت آپ اکثر قرض سے پناہ مانگتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی قرضدار
ہوتا ہے تو بات کہتا ہے سو جہوٹ بولتا ہے اور قول قرار کرتا ہے پہر اُسکے خلاف کرتا ہے **ف** مہلب نے
کہا کہ اس حدیث سے وسیلون کا بند کرنا سمجہا جاتا ہے یعنے جو وسیلہ ناجائز امر کی طرف پہونچا دے وہ
جائز نہین اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرض سے پناہ مانگی اسواسطے کہ وہ اکثر اوقات جہوٹ
بولنے اور خلاف وعدہ کرنے کا ذریعہ ہے باوجود اسچیز کے کہ واسطے قرضخواہ کے ہے اوپر اُسکے کلام سے
اور احتمال ہے کہ قرض سے پناہ مانگنے سے اُسکی طرف محتاج ہونے سے پناہ مانگنی مراد ہو تا کہ ان ہلاکتون مین

نہ پڑے یا اسکے ادا کرنے پر نہ قادر ہونے سے پناہ مانگنی مراد ہو تاکہ اُسکا تقاضا باقی نہ رہے اور شاید کہ یہی
بہید ہے ترجمہ کے مطلق چھوڑنے مین پہر مینے ابن منیر کے حاشیے مین دیکھا کہ نہین تناقض ہے
درمیان پناہ مانگنے کے قرض سے اور جواز قرض لینے کے اسواسطے کہ پناہ تو اُسکی زیادتیون سے مانگی
گئی ہے اور جو قرض لیوے اور اس سے سلامت رہے تو خدا نے اسکو پناہ دی اور فعل جائز کو کیا
(فتح) **باب** الصَّلٰوةِ عَلٰى مَنْ تَرَكَ دَيْنًا قرضدار کے جنازہ پڑہنے کا بیان یعنے قرضدار کا جنازہ
پڑہنا جائز ہے یا نہین **ف** ابن منیر نے کہا کہ مراد اس ترجمے سے یہ ہے کہ قرض دین مین خلل نہین ڈالتا
اور یہ کہ اُس سے پناہ مانگنی اُسکی ذات کی وجہ سے نہین بلکہ اُسکی زیادتیون کے خوف سے ہے اور روایت
کی اُسمیں یہ حدیث کہ جو قرض چھوڑ جاوے تو چاہیئے کہ میرے پاس آوے اور اشارہ کیا طرف باقی حدیث
کی اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرضدار کا جنازہ نہ پڑہا کرتے تہے سو جب ملک فتح ہوئے اور غنیمتیں
ہاتھ لگین تو پہر قرضدار کا جنازہ پڑہنے لگے یعنے اُسکا قرض اپنے ذمے کر لیتے اور اُسکا جنازہ پڑہتے اور
یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ مین گذر چکی ہے (فتح) **حدثنا** ابو الولید ثنا شعبۃ عن عدی
ابن ثابت عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ترک
مالا فلورثتہ ومن ترک کلا فالینا **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو مال چھوڑ جاوے تو وہ اسکے وارثون کے لیئے ہے اور جو عیال چھوڑ جاوے تو وہ ہماری طرف
ہے یعنے اسکی پرورش ہمارے ذمہ ہے **حدثنا** عبد اللہ بن محمد ثنا ابو عامر ثنا فلیح عن
ھلال بن علی عن عبد الرحمن بن ابی عمرۃ عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ و
سلم قال ما من مؤمن الا وانا اولی بہ فی الدنیا والاخرۃ اقرؤا ان شئتم النبی اولی
بالمؤمنین من انفسھم فایما مؤمن مات وترک مالا فلیرثہ عصبتہ من کانوا ومن
ترک دینا او ضیاعا فلیاتنی فانا مولاہ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کوئی مسلمان نہین مگر کہ مین اُس سے قریب تر ہون دنیا مین اور آخرت مین اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑہو
کہ پیغمبر قریب تر ہے ساتھ مسلمانون کے اُنکی جانون سے یعنے ہر چیز مین امور دین و دنیا سے شفقت پیغمبر کی
اُنپر بہت ہے شفقت اُنکی سے اپنی جانون پر یعنے دستور ہے کہ آدمی کو اپنی جان سب چیز سے زیادہ پیاری
ہے اور اسکو اُسپر سب سے زیادہ شفقت ہے سو پیغمبر کی شفقت انپر اُس سے بھی زیادہ ہے سو جو مسلمان مرے اور
مال چھوڑ جاوے تو چاہیے کہ اُسکے عصبے اُسکے وارث ہون جو ہون اور جو قرض یا عیال چھوڑ جاوے تو چاہیئے
کہ میرے پاس آوے کہ مین اسکا کارساز ہون یعنے اُسکا قرض ادا کرونگا اور اُسکے عیال کی پرورش

پرورش کرون گا **بَابٌ** مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ مالدار کا تاخیر کرنا ظلم ہے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عن مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَخِيْ وَهْبِ ابْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا تاخیر کرنا ظلم ہے یعنے اگر مالدار ہو کر بھی قرض ادا نہ کرے تو بڑا ستم ہے **ف** یہ حدیث پوری کتاب الحوالہ مین گذر چکی ہے **بَابٌ** لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ حقدار کو سخت کلام کرنی جائز ہے وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهٗ يَقُوْلُ مَطَلَنِيْ وَعُقُوْبَتُهُ الْحَبْسُ ترجمہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مذکور ہے کہ آپنے فرمایا کہ تاخیر کرنا مالدار کا حلال کرتا ہے اُسکی بے آبروی کو اور سزا کو سفیان نے اسکی تفسیر مین کہا کہ اُسکی آبروریزی یہ ہے کہ کہے کہ تونے مجھسے میرے حق مین بہت دیر کی اور اسکی سزا قید کرنا ہی

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس تقاضا کرتا آیا اور آپکو سخت کہا تو اصحابؓ نے اُسکے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو اسواسطے کہ حقدار کو سخت کلام کرنی جائز ہے **ف** یہ حدیث ابوہریرہؓ کی عنقریب گذر چکی ہے اور وہ نص ہے ترجمہ باب مین اور معلق حدیث کو اسواسطے ذکر کیا کہ اسمین مقال کی تفسیر ہے اور اسحاق نے کہا کہ سفیان نے عرض کی یہ تفسیر کی ہے کہ اسکو زبان سے ایذا دے اور وکیع نے کہا کہ عرض اسکی شکایت اُسکی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جائز ہے قید کرنا قرضدار کا جبکہ ادا کرنے پر قادر ہو واسطے ادب دینے اسکے کو (فتح)

بَابٌ اِذَا وَجَدَ مَالَهٗ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدِيْعَةِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ جب پاوے کوئی مال اپنا نزدیک مفلس کے بیع مین یا قرض مین یا امانت مین تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اپنے غیر سے **ف** یعنے ایک شخص نے اپنا مال کسی کے ہاتھ بیچا اور مول اُسکا ابھی دیا نہ تھا کہ مول لینے والا مفلس اور قرضدار ہو گیا قیمت نہین دیسکتا یا کسی کو قرض دیا تھا اور قرضدار مفلس ہو گیا قرض ادا نہین کر سکتا یا کسی کے پاس امانت رکھی تھی اور وہ مفلس ہو گیا اور اسکا مال ہو بہو اسکے پاس ہے تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اور قرضداروں کا اسمین حق نہین اور مفلس شرع مین اُس شخص کو کہتے مین جب پاس مال موجود تھوڑا ہو اور اُسکا قرض زیادہ ہو اسکا نام مفلس اسواسطے رکھا گیا کہ وہ پہلے درہمون اور دینار کا مالک تھا پھر فلوس کا مالک ہوا یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ وہ نہین مالک ہے مگر ادنے اور حقیر مال کا اور وہ فلوس ہین یا اسواسطے اسکا نام مفلس رکھا گیا کہ وہ نہین مالک ہے تصرف کا مگر حقیر چیزین مانند فلوس کی اسواسطے کہ نہین معاملہ کرتے تھے وہ ساتھ اُنکے مگر حقیر چیزون مین یا

وعقوبتہ قال سفیان عرضہ

اسواسطے کہ وہ ایسی حالت کی طرف پہرا کہ اسمین ایک فلس کا مالک نہین بنا اسکے ہمزہ واسطے سلب کے ہی اسواسطے
کہ باب افعال کا ہمزہ کبہی سلب کے واسطے ہوتا ہے اور یہ کہ کہا کہ بیع تو یہ اشارہ ہے طرف اسجیز کی جو اسکے بعض
طریقون مین وارد ہوئی ہے اور یہ جو کہا کہ قرض تو وہ ساتہہ قیاس کے ہی اوپر بیع کے یعنے قرض کو بیع پر قیاس
کیا ہے اور یا اسواسطے کہ وہ حدیث کی عموم مین داخل ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور اور لوگون کا اور
مشہور مالکیہ سے یہ ہے کہ بیع اور قرض مین فرق ہے اور یہ جو کہا کہ امانت تو یہ بالاجماع ہے یعنے بالاجماع اسکا
بھی یہی حکم ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری نے ان تین حکمون کو اس باب مین داخل کیا اسواسطے
کہ حدیث مطلق ہے اور یا اس واسطے کہ حدیث بیع مین وارد ہے اور دونو حکم بطریق اولے اسمین داخل
ہین اسواسطے کہ ملک امانت کی منتقل نہین ہوتی اور جو قرض دینے کے ساتہہ بہلا کرے اسکے وفا پر محافظت
کرنی مطلوب ہے (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا اَفْلَسَ وَتَبَيَّنَ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ وَلَا بَيْعُهُ وَلَا شِرَاءُهُ اور حسن
بصری نے کہا کہ جب کوئی مفلس ہو اور اسکا مفلس ہونا ظاہر ہو جاوے تو نہین جائز ہے آزاد کرنا اسکا
غلام کو اور نہ بیچنا اسکا اور نہ خریدنا اسکا **ف** یہ جو کہا کہ اسکا افلاس ظاہر ہو جاوے تو یہ اشارہ ہے طرف اسکی
کہ وہ حاکم کے حکم سے پہلی تصرف سی منع نہین ہوتا اور جب اسکو حاکم تصرف سی منع کردے تو پہر اسکو مال
مین تصرف کرنا جائز نہین اور حاکم کے حکم کرنے سی پہلے وہ تصرف سی منع نہین ہوسکتا اگرچہ وہ مفلس
ہو جاوے اور اپنے آزاد کرنا اسکا پس محل اسکا وہ ہے جبکہ قرض اسکے مال کو احاطہ کرلیوے پس نہین جائز
ہے آزاد کرنا اسکا اور نہ ہبہ کرنا اسکا اور نہ تمام احسانات اسکے اور اپنے بیع اور شرا پس صحیح قول علمار سے یہ ہے
کہ اسکی بیع و شرا ابہی جاری نہین ہوتی مگر جب واقع ہو اس سے بیع واسطے پورا کرنے بیع کے اور بعضے کہتے ہین
کہ وہ موقوف رہیگی اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور اسکے اقرار مین اختلاف ہے یعنے کسی کے حق کو اپنے
اوپر ثابت کرے سو جمہور علما کہتے ہین کہ اسکا اقرار قبول ہے اور شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے
ساتہہ اثر حسن کے طرف معارضہ کرنے قول ابراہیم نخعی کی کہ مجبور کی بیع اور شرا جائز ہے (فتح) وَقَالَ سَعِيْدُ
بْنُ الْمُسَيَّبِ قَضٰى عُثْمَانُ مَنِ اقْتَضٰى مِنْ حَقِّهٖ قَبْلَ اَنْ يُّفْلِسَ فَهُوَ لَهٗ وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهٗ بِعَيْنِهٖ
فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ یعنے اور سعید بن مسیب نے کہا کہ حکم کیا عثمان رض نے ساتہہ اسکے کہ جو مفلس ہونے سی پہلے اپنا کچہ
حق قرضدار یا خریدار وغیرہ سے لیلیوے تو وہ چیز اسی کے واسطے ہی یعنے کسی کا اسمین حق نہین اور جو اپنا
مال ہوبہو پہچانے تو اسکا وہی زیادہ تر لائق ہے یعنے اسمین بہی کسی کا حق نہین حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ
يُوْنُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ
عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ

يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هٰذَا الْإِسْنَادُ كُلُّهُمْ كَانُوا عَلَى الْقَضَاءِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو هُرَيْرَةَ كَانُوا كُلُّهُمْ عَلَى الْمَدِينَةِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پاوے اپنا مال ہوبہو کسی مرد مفلس کے پاس تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اپنے غیر سے یعنے اُسمین اور کسی کا حق نہین **ف** استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُسکے اسپر کہ شرط استحقاق صاحب مال کے سوائے غیر اسکے کی یہ ہے کہ پاوے اپنا مال ہوبہو نہ متغیر ہوا ہو اور نہین تو اگر متغیر ہوئی ہو چیز اپنی ذات مین ساتھ نقص کے مثلاً یعنے اُسکی ذات مین کچھ نقصان ہو گیا ہو یا اُسکی صفت کم ہو گئی ہو تو وہ اور قرضخواہون کے برابر ہے اور زیادہ تر صریح اس سے وہ حدیث ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ جب پاوے اپنا مال اس پاس اور حالانکہ اُسنے اُسکو جدا جدا نہ کیا ہو یعنے اُسکو متغیر نہ کیا ہو اور ایک روایت مین ہے کہ جو مرد مال بیچے پھر خریدار مفلس ہو جاوے اور بایع نے قیمت سے کچھ نہ لیا ہو تو اس مال کا وہی زیادہ تر حقدار ہے پس مفہوم اسکا یہ ہے کہ اگر بایع نے کچھ مول لے لیا ہو تو وہ اور حقدارون کے برابر ہے اور ایک روایت مین ہے کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ زیادہ تر لائق ہے بہ نسبت اور حقدارون کی برابر ہے اور طرف اسی کی اشارت کی ہے بخاری رح نے واسطے شہادت لینے اُسکی کے ساتھ اثر عثمان رض کے جو مذکور ہوا ہے اور اسیطرح روایت کیا ہے اُسکو عبد الرزاق نے طاؤس اور عطا سے اور یہی قول ہے جمہور اہل علم کا جو باب کی حدیث کے عموم کو لیتے ہین مگر امام شافعی رح کا ایک قول جو اُسکے مذہب مین راجح ہے یہ ہے کہ نہین فرق ہے درمیان متغیر ہونے مال کے یا باقی رہنے اُسکے کی اور درمیان قبض کرنے بعض مول اُسکے کے اور نہ قبض کرنے کسی چیز کے اُس سے اور یہ جو کہا کہ اُس مال کا وہی زیادہ تر حقدار ہے تو یہی قول ہے جمہور اہل علم کا برابر ہے کہ وہ حقدار وارث ہو یا قرضخواہ اور حنفیہ کہتے ہین کہ بائع کو بیع کا فسخ کرنا اور اپنی چیز کا پھر لینا درست نہین وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہین کہ یہ خبر واحد اصول کے مخالف ہے اسواسطے کہ بیچنے سے خریدار کے ملک ہو گیا ہے اور اسکی ضمانت مین آ گیا ہے یعنے اگر وہ مال تلف ہو جاوے تو خریدار کا تلف ہوگا نہ بائع کا اور مستحق ہونا بائع کا اور لینا اُسکا اُسکے ملک کا توڑنا ہوتا ہے اور حمل کیا ہے اُسکو حنفیہ نے ایک صورت پر اور وہ صورت وہ ہے جبکہ مال امانت ہو یا عاریت ہو یا کرایہ اٹھایا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے اس طور کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ مفلس ہونے کے ساتھ قید نہ کیا جاتا اور نہ ٹھیرایا جاتا زیادہ تر حقدار ساتھ اسکی اسواسطے کہ اسم تفضیل اشتراک کو چاہتا ہے یعنے اصل مستحق ہونیکے دونو شریک ہین اور نیز یہ قول اُنکا

ف ورنہ بیہی ہوا ہو اور

ف قولہ یعنی اسکے ساتھ ... ہو تو وہ اور حقدارون

توڑا گیا ہے ساتھ شفعہ کے یعنے اسمین بھی مشتری کے ملک کا توڑنا لازم آتا ہے پھر وہان اسکو کیون
جائز رکھتے ہین اور نیز وارد ہو چکی ہے تنصیص بیچ حدیث باب کے اسپر کہ یہ حکم بیع کی صورت مین ہی اور یہ تنصیص
اُس حدیث مین ہے جسکو سفیان ثوری نے اپنی جامع مین روایت کیا ہے اور روایت کیا ہے ابن خزیمہ
اور ابن حبان وغیرہ نے طریق اُسکے سے یحیی بن سعید رض سے ساتھ اس اسناد کے اور اُسکے لفظ یہ ہین
کہ جب کوئی مرد اسباب مول لیوے پھر مفلس ہو جاوے اور وہ اسباب اسکے پاس ہو بہو موجود ہو تو وہ زیادہ
حقدار ہے ساتھ اوسکے اور حقدارون سے اور ابن حبان نے ابوہریرہ رض سے یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ روایت
کی ہے کہ مرد مفلس ہو جاوے اور بایع اپنا مال پاوے اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ جب اسکے پاس اسباب پاوے
تو وہ واسطے بیچنے والے کی ہے اور عبد الرزاق کی ایک روایت مین یہ ہے کہ جو اسباب کہ مرد کے ہاتھ بیچے اور
اسکا مول نہ لیا ہو پھر وہ مرد مفلس ہو جاوے اور پاوے اُسکو بایع ہو بہو تو چاہیے کہ لیوے اُسکو اور حقدارون
کے درمیان سے اور مالک کی روایت مرسل مین ہے کہ جو اسباب بیچے تو اس سے ظاہر ہوا کہ یہ حدیث بیع کی صورت
مین وارد ہوئی ہے اور قرض وغیرہ مذکورہ چیزین اسکے ساتھ بطریق اولے ملحق ہین اور نیز بعض حنفی کہتے
ہین کہ یہ حدیث محمول ہے اس حالت پر جبکہ مفلس ہو خریدار پہلے اس سے کہ قبض کرے اسباب کو بایع
سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جو باب کی حدیث مین مذکور ہی عندہ
یعنے پاس مرد کے اور ابن حبان رح کی روایت مین یہ لفظ آیا ہے ثم افلس وھی عندہ یعنے پھر وہ مفلس
ہو جاوے اور اسباب اسکے پاس ہو اور بیہقی کی روایت مین یہ لفظ ہے اذا افلس الرجل وعندہ متاع
سو اگر خریدار نے اسکو قبض نہ کیا ہوتا تو حدیث مین اسپر نص نہ ہوتی کہ وہ اُسکے پاس ہو اور یہ جو اُنہون نے
کہا کہ یہ خبر واحد ہے تو اسمین نظر ہے اسواسطے کہ وہ مشہور ہے سوای اس طریق کے روایت کیا ہی اسکو
ابن حبان رح نے ابن عمر رض کی حدیث سے اور اسکی اسناد صحیح ہے اور روایت کیا ہے اسکو احمد اور ابوداؤد
نے سمرہ کی حدیث سے اور اسکی اسناد حسن ہے اور حکم کیا ساتھ اسکے عثمان رض نے اور عمر بن عبد العزیز نے اور
بدون اسکے نکلتی ہے حدیث ہونے اسکے سے فرد غریب ابن منذر نے کہا کہ نہین جانتا مین واسطے عثمان
کے اس مسئلے مین کوئی مخالف اصحاب سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسچیز کے جو روایت کی ہی ابن ابی شیبہ
نے علی رض سے کہ وہ اور حقدارون کے برابر ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ علی رض سے اس باب
مین اختلاف منقول ہی اور قرطبی نے کہا کہ تعسف کیا ہے بعض حنفیہ نے اسحدیث کی تاویل مین ساتھ
تاویلون بے بنیاد کے اور نووی نے کہا کہ تاویل کیا ہے اسکو حنفیہ نے ساتھ تاویلون ضعیف اور مردود کے
اور جو لوگ اسحدیث کی قائل ہین انکو ایک صورت مین اختلاف ہے اور وہ یہ ہے جبکہ خریدار مر جاوے

اور مال موجود ہو تو امام شافعی رحمہ نے کہا کہ اسکا بھی یہی حکم ہے کہ وہ زیادہ تر حقدار ہے ساتھ اسکے غیر اپنے سے اور
امام مالک اور احمد نے کہا کہ وہ اور حقداروں کے برابر ہے اور انکی دلیل مالک کی یہ حدیث مرسل ہے کہ اگر خریدار
مر جاوے تو بایع اور قرضخواہوں کے برابر ہے اور فرق کیا ہے انہوں نے درمیان افلاس اور موت کی بایں طور
کہ مردے کا ذمہ خراب ہو گیا ہے پس نہیں ہے واسطے قرضخواہوں کے کوئی جگہ کہ اسکی طرف رجوع کریں تو سب
اسمین برابر ہونگے بخلاف مفلس ہو جانے کی اور شافعی رحمہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو اس نے ابن خلدہ کے
طریق سے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بایں طور کہ جو مرد مر جاوے یا مفلس
ہو جاوے تو اسباب کا مالک زیادہ تر حقدار ہے ساتھ اسکے جبکہ اسکو ہو بہو پاوے اور یہ حدیث حسن ہے ایسی
حدیث کی ساتھ حجت پکڑی جاتی ہے اور احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور حاکم
نے کہا کہ صحیح ہے اور بعضوں نے اسکے اخیر مین یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ مگر یہ کہ اسکا صاحب قرض ادا کرنے
کے موافق مال چھوڑ جاوے اور ترجیح دی ہے اسکو شافعی رحمہ نے مرسل پر یعنے اس مرسل پر جس سے مالک نے
دلیل پکڑی ہے اور کہا کہ احتمال ہے کہ اسکا اخیر کا لفظ ابی بکر بن عبد الرحمن کی رای سے ہو اسواسطے کہ جن لوگون
نے اسکو موصول کیا ہے انہوں نے موت کا قصہ ذکر نہین کیا یعنے یہ قصہ جو اوپر گذر چکا ہے اگر خریدار مر جاوے
تو بایع اور قرضخواہوں کے برابر ہے اور اسی طرح انکے سوای جن لوگون نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہے
انہوں نے بھی اسکو ذکر نہین کیا بلکہ تصریح کی ہے ابن خلدہ نے ابوہریرہؓ سے ساتھ برابری کرنے کی درمیان
افلاس اور موت کی یعنے دونو کا ایک حکم ہے پس متعین ہوگا پھیرنا طرف اسکی اسواسطے کہ وہ ثقہ کی زیادتی
ہے اور جزم کیا ہے ابن عربی مالکی نے ساتھ اسکے کہ جو مالک کے مرسل مین زیادتی ہے وہ راوی کے قول سے
ہے اور نیز امام شافعی رحمہ نے دونو حدیثوں کے درمیان تطبیق دی ہے ساتھ اس طور کے کہ ابن خلدہ کی حدیث
اس حالت پر محمول ہے جبکہ افلاس سے مرے اور ابی بکر رضہ کی حدیث اس حالت پر محمول ہے جبکہ مالداری کی
حالت مین مرے اور اللہ خوب جانتا ہے اور اس مسئلے کی فروع سے یہ بات ہے کہ اگر قرضخواہ یا وارث بایع کو
اسباب کا مول دینا چاہین تو امام مالک رحمہ نے کہا کہ لازم ہے اسکو قبول کرنا مول کا اور امام شافعی رحمہ اور احمد رحمہ نے کہا
کہ اسکو قبول کرنا لازم نہین اسواسطے کہ اسمین منت ہے اور اسواسطے کہ اکثر اوقات اور قرضخواہ ظاہر ہوگا پس
اسکا مزاحم ہوگا اس چیز مین جو اس نے لی اور عجب بات کہی ابن تین نے نہیں حکایت کی اس نے شافعی سے
یہ کہ اس نے کہا کہ جائز نہین یہ واسطے اسکے اور نہین ہے واسطے اسکے مگر اسباب اور ملحق ہے ساتھ بیع کے
وہ چیز جو اجارہ لی جاوے پس جو شخص کہ کرائے دینے والا چارپائی یا گھر کو طرف ہو بہو چارپائی اپنے اور
گھر اپنے کی مانند اسکی یہی ہے صحیح نزدیک شافعیہ اور مالکیہ کے اور دور کرنا اجارے کا اس حکم مین موقوف ہے

اسپر کہ منافع کو متاع یا مال کہا جاتا ہے یا کہا جاوے کہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ وہ ذات کا زیادہ ترحقدار ہے اور
منافع مین رجوع کرنا اسکو لازم ہے پس ثابت ہوا بطور لزوم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُسکے اوپر
موجود ہونے قرض کے جو ایک مدت کے وعدہ سے لیا ہو ساتھ مفلس ہونے کے یعنے ایک شخص نے ایک
مدت معین کے وعدہ سے قرض لیا تھا پھر وہ وعدہ کے آنے سے پہلے مفلس ہو جاوے اور قرضخواہ اپنی
چیز ہو بہو پاوے تو جائز ہے اسکو مطالبہ کرنا قرضدار سے بالفعل اگرچہ وعدہ کا وقت نہ پہونچا ہو اس
اعتبار سے کہ قرضخواہ نے اپنا مال ہو بہو پایا ہے پس وہ اسکا زیادہ حقدار ہوگا اور اسکو یہ بات لازم ہے
کہ جائز ہے اسکو مطالبہ ساتھ قرض مؤجل کے یعنے جو ایک مدت معین کے وعدہ کے ساتھ لیا گیا ہو اور
یہی ہے قول جمہور کا لیکن راجح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ مفلس ہونے سے مہلت والے قرض کا تقاضا
کرنا نہین پہونچتا اسواسطے کہ مہلت حق مقصود ہے واسطے اُسکے پس نہ فوت ہوگی اور استدلال کیا گیا
ہے ساتھ اُسکے اسپر کہ مال کے مالک کو اپنے مال کا لینا جائز ہے اور یہی صحیح ہے علما کے دو قولون سے
یعنے خود بخود دلیلیوے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ حاکم کے حکم پر موقوف ہے جیسا کہ افلاس کا ثبوت
حاکم کے حکم پر موقوف ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُسکے اوپر فسخ کرنے بیع کے جب کہ باز رہے خریدار
ادا کرنے مول کے سے باوجود قادر ہونے کے ساتھ تاخیر کرنے کے یا بھاگ جانیکے واسطے قیاس کرنے کو مفلس
ہونے پر ساتھ علت جامع دشوار ہونے وصول کی طرف مول کی بالفعل اور صحیح تر علما کا قول یہ ہے کہ اس
بیع فسخ نہین ہوتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ رجوع تو صرف عین مال مین واقع ہوتا
ہے سوا زوائد اُسکے کے جو اس سے جدا ہین اسواسطے کہ وہ مشتری کے ملک مین پیدا ہوئی ہین اور وہ بائع
کا اسباب نہین (فتح) **بَابُ** مَنْ أَخَّرَ الْغَرِيمَ إِلَى الْغَدِ أَوْ نَحْوِهِ وَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ مَطْلًا جو تاخیر کرے
قرضخواہ کو کل تک یا مانند اُسکی یعنے کہے قرضخواہ کو کہ مین تجھکو تیرا قرض کل تک یا دو روز یا تین روز تک ادا کردونگا
اور نہین دیکھتا اسکو مطل یعنے باوجود قدرت کے ادا مین تاخیر کرنی نہین ف حاصل یہ ہے کہ اگر قرضخواہ
سے ایک یا دو روز کا وعدہ کرے تو یہ مطل نہین گنا جاتا جو حدیث مطل الغنی ظلم مین منع ہے وَقَالَ جَابِرٌ
اشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ فِي دَيْنِ أَبِي فَسَأَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلُوا
ثَمَرَ حَائِطِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَائِطَ وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَقَالَ
سَأَغْدُو عَلَيْكَ غَدًا فَغَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَدَعَا فِي ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَضَيْتُهُمْ ترجمہ
یعنے اور جابر بن عبداللہ نے کہا کہ میرے باپ کے قرض خواہوں نے اپنے حق کے واسطے سختی کی یعنے سخت
تقاضا کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنسے سوال کیا کہ میرے باغ کا میوہ قبول کرین سو اُنہون نے

نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو باغ کا میوہ نہ دیا اور نہ اسکو اُنکے واسطے توڑا یعنے امین تقسیم نہ کیا اور فرمایا کہ مین کل صبح کو تمہاری پاس آؤنگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ہمارے پاس آئے اور اُسکے میوے مین برکت کی دعا کی سو مین نے ...... انکو سب قرض ادا کر دیا **ف** یہ حدیث عنقریب گذر چکی ہے اور استنباط کیا گیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ مین کل تمہاری پاس آؤنگا یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنا قسمت کو واسطے انتظار اُسچیز کے کہ اُسمین ہے مصلحت سو واسطے قرضدار کے اور یہ مطل نہین گنا جاتا (فتح) **باب** مَنْ بَاعَ مَالَ الْمُفْلِسِ اَوِ الْمُعْدِمِ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ اَوْ اَعْطَاهُ حَتّٰى يُنْفِقَ عَلٰى نَفْسِهِ جو بیچے مال مفلس کا یا فقیر کا پس تقسیم کرے اسکو درمیان قرضخواہون کے یا دے اسکو تاکہ خرچ کرے اسکو اپنی جان پر **ف** ابن بطال نے کہا کہ یہ جو بخاری نے ترجمہ مین کہا کہ پس تقسیم کری اسکو درمیان قرضخواہون کے تو یہ معنے حدیث باب سے ثابت نہین ہوتے اسواسطے کہ جس نے غلام کو مدبر کیا تہا اُسکے پاس اُسکے سوای اور کچھ مال نہ تہا اور نیز حدیث مین یہ بھی نہین کہ اُسپر قرض تہا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اسواسطے اسکو بیچا تہا کہ آپکی سنت ہے کہ مرد اپنا سب مال خیرات کرکے فقیر نہ ہو جاوے اسیواسطے فرمایا کہ بہتر وہ صدقہ ہے جو مالداری کے بعد ہو اور ابن منیر نے جواب دیا ہے باین طور کہ جبکہ احتمال ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس غلام کو خود اُسکے واسطے بیچا ہو جیسا کہ شارح نے ذکر کیا اور احتمال ہے کہ اسکو اسواسطے بیچا ہو کہ اُسپر قرض تہا اور قرضدار کے مال کو یا تو امام خود تقسیم کرتا ہے اور یا اسکو قرضدار کی سپرد کرتا ہے تاکہ وہ اسکو تقسیم کرے تو اسی واسطے دونو تقدیرون پر باب باندہا باوجودیکہ ایک امر دوسرے سے نکلتا ہے اسواسطے کہ جب اسکو خود اسکی جان کے واسطے بیچنا جائز ہے تو قرضخواہون کے حق کے واسطے اسکو بیچنا بطریق اولے جائز ہوگا اور مجہکو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ترجمہ مین لف اور نشر ہے اور تقدیر ترجمہ کی یہ ہے کہ جو بیچے مال مفلس کا پس تقسیم کرے اسکو درمیان قرضخواہون کے اور جو بیچے مال فقیر کا اور دے اسکو تاکہ خرچ کرے اسکو اپنی جان پر اور حرف اَوْ کا واسطے تنویع کے ہے دونو جگہون مین اور ایک دوسرے سے نکلتا ہے جیسا کہ ابن منیر نے کہا اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے بیچ بعض طریق حدیث جابر کے مدبر کے قصے مین کہ اُسپر قرض تہا روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس باب مین ابو سعید کی حدیث بھی آچکی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے اور اوسمین یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرضخواہون کو فرمایا کہ لے لو جو تمنے پایا اور تمکو اسکے سوا اور کچھ نہ ملے گا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جبکا مفلس ہونا ظاہر ہو جاوے تو واجب ہے حاکم پر یہ کہ روکے اسکو تصرف کرنے سے اپنے مال مین تاکہ اسکو بیچکر اسکے قرضخواہون کے درمیان تقسیم کرے موافق قرض اُنکے کے اور خلاف کیا ہے اسمین حنفیہ نے اور انکی دلیل جابر کا قصہ ہے کہ اُنہون نے اپنے باپ کے قرض مین کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو اُنکے

باغ کا میوہ نہ دیا اور نہ اسکو لینے کے واسطے تو ڑا اور نہیں ہے حجت بیچ اسکے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسمت کو تاخیر کیا تہا تا کہ آپ خود وہان حاضر ہون اور آپکے حضور سے میوی مین برکت حاصل ہو پس حاصل ہو بہلائی واسطے فریقین کے اور اسی طرح ہوا (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ ثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَأَخَذَ ثَمَنَهُ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ ہم مین سے ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص ہے کہ اسکو مجہ سے خریدی تو نعیم بن عبد اللہ نے اسکو خریدا اور اُسکا مول لیکر اسکو دیا **بَاب** إِذَا أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى أَوْ أَجَّلَهُ فِي الْبَيْعِ جب کوئی کسی کو ایک مدت معلوم کے وعدے سے قرض دے اور یا بیع مین مشتری مول دینے مین تاخیر کرے تو اُسکا کیا حکم ہے **ف** ایسے قرض دینا ایک مدت معین تک پس اسمین اختلاف ہے اور اکثر علماء کہتے ہین کہ جائز ہے ہر چیز مین اور منع کیا ہے اسکو شافعی رح نے اور ایسے بیع کرنا ایک مدت معلوم تک پس یہ بالاتفاق جائز ہے اور گویا کہ بخاری نے حجت پکڑی ہے اس سے کہ جب بیع ایک مدت معلوم تک جائز ہے تو قرض بھی ایک مدت معین تک جائز ہوگا باوجود اسکے کہ مدد لی ہے اُس نے ابن عمر رض کی اثر اور ابو ہریرہ رض کی حدیث سے (فتح) اور اگر قرض مین وعدہ نہ ہو تو یہ بالاتفاق درست ہے وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْقَرْضِ إِلَى أَجَلٍ لَا بَأْسَ بِهِ وَإِنْ أُعْطِيَ أَفْضَلَ مِنْ دَرَاهِمِهِ مَا لَمْ يَشْتَرِطْ یعنی اور ابن عمر رض نے کہا کہ ایک مدت معین تک قرض لینے کا کچہ ڈر نہیں اگرچہ اسکو اپنے درہمون سے افضل ملین جب تک کہ عقد مین شرط نہ کی ہو وَقَالَ عَطَاءٌ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ هُوَ إِلَى أَجَلِهِ فِي الْقَرْضِ یعنی اور عطا اور عمرو نے کہا کہ قرض دینے والا قرض مین اسکی مدت تک (یعنے جو دونون نے آپسمین مقرر کی ہے) دیر کرے یعنے اگر وہ وعدہ کے وقت سے پہلے اپنا قرض مانگے تو اسکو نہیں پہونچتا **ف** یہ مذہب امام مالک رح کا ہے اور باقی تینون اماسون کا یہ مذہب ہے کہ اُسکو تقاضا کرنا پہونچتا ہے وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَذَكَرَ الْحَدِيثَ **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کو ذکر کیا جس نے بعض بنی اسرائیل سے قرض مانگا تہا تو اُس نے اسکو ایک مدت معین کے وعدے سے قرض دیا **ف** یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ مین گذر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مدت معین کے وعدے سے قرض لینا درست ہے **بَاب** الشَّفَاعَةِ فِي وَضْعِ الدَّيْنِ قرض کے تخفیف کرنے مین سفارش کرنے کا بیان **حَدَّثَنَا** موسے

ثنی ابو عوانة عن مغیرة عن عامر عن جابر قال اصیب عبد الله وترک عیالا ودینا فطلبت
الی اصحاب الدین ان یضعوا بعضا فابوا فاتیت النبی صلی الله علیه وسلم فاستشفعت
به علیهم فابوا فقال صنف تمرک کل شیء منه علی حدة عذق بن زید علی حدة واللین
علی حدة والعجوة علی حدة ثم احضرهم حتی آتیک ففعلت ثم جاء فقعد علیه و
کان لکل رجل حتی استوفی وبقی التمر کما هو کانه لم یمس وغزوت مع النبی صلی الله
علیه وسلم علی ناضح لنا فازحف الجمل فتخلف علی فوکزه النبی صلی الله علیه وسلم
من خلفه قال بعنیه ولک ظهره الی المدینة فلما دنونا استاذنت قلت یا رسول الله
انی حدیث عهد بعرس قال فما تزوجت بکرا او ثیبا قلت ثیبا اصیب عبد الله و
ترک جواری صغارا فتزوجت ثیبا تعلمهن وتؤدبهن ثم قال ائت اهلک فقدمت
فاخبرت خالی ببیع الجمل فلامنی فاخبرته باعیاء الجمل وبالذی کان من النبی صلی
الله علیه وسلم ووکزه ایاه فلما قدم النبی صلی الله علیه وسلم غدوت الیه بالجمل
فاعطانی ثمن الجمل والجمل وسهمی مع القوم ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ عبد اللہ یعنے میرا
باپ شہید ہوا اور عیال و قرض چھوڑ گیا سو مین نے قرض خواہون سے درخواست کی کہ کچھ قرض معاف
کردین انہون نے نہ مانا پھر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے انپر سفارش کروائی سو انہون نے
پھر بھی نہ مانا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنی ہر قسم کی کھجورون کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کر عذق
زید بن علی کو علیحدہ اور لین کو علیحدہ اور عجوہ کو علیحدہ (یہ سب کھجورون کے قسمین ہین) پھر قرضخواہون کو
حاضر کر یہان تک کہ مین تیرے پاس آؤن سو مین نے ہر قسم کی کھجورون کے جدا جدا ڈھیر لگائے پھر حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے اور اسپر بیٹھے اور ہر مرد کو بانٹ بانٹ کر دینا شروع کیا یہان تک کہ ہر ایک کو پورا
دیا یعنے سب قرض ادا ہو گیا اور باقی رہین کھجورین جیسے کہ تھین یعنے وہ سب ڈھیر اسی طرح پر تھا گویا انمین
کچھ کمی نہین ہوئی جیسے کسی نے اسکو ہاتھ نہین لگایا اور مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے
ایک اونٹ پر جنگ کیا سو اونٹ تھک گیا اور ہمکو لوگون سے پیچھے ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکو پیچھے سے لکڑی ماری اور فرمایا کہ اسکو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور تجھکو مدینے تک اسکی سواری کی اجازت ہے
سو جب ہم مدینے کے قریب پہونچے تو مین نے آپ سے اجازت چاہی مین نے کہا کہ یا حضرت مین نے نئی
شادی کی ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کس سے نکاح کیا کواری یا شوہر دیدہ سے مین نے
کہا کہ شوہر دیدہ سے کہ عبد اللہ شہید ہوا اور چھوٹی لڑکیان چھوڑ گیا سو مین نے بیوہ عورت سے نکاح کیا جو انکو

پڑہا وے اور اوب کہادی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اہل پاس جا سو مین گہر مین آیا اور اپنے ماموں کو اونٹ کی بیچنے سے خبر دی تو اُس نے مجہکو ملامت کی یعنے تو نے اسکو کیون بیچا اپنا کام کیونکر چلیگا سو خبر دی مینے اسکو ساتھ تہک جانے اونٹ کے اور لکڑی مارنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تو اگلے دن مین آپ پاس اونٹ لایا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہکو اونٹ کا مول دیا اور اونٹ بہی پہیر دیا اور مجہکو لوگون کے ساتھ غنیمت سے بہی اپنا حصہ دیا **ف** مقصود اس سے یہ ہے کہ مین نے قرضخواہون سے درخواست کی کہ کچہہ قرض معاف کردین انہون نے نہ مانا پہر مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کروائی تو بہی ...... انہون نے نہ مانا اس سے معلوم ہوا کہ قرض کے معاف کرانے کی واسطے سفارش کرانی جائز ہے **بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ** مال کا ضایع کرنا منع ہے یعنے بیجا خرچ کرنا وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَلَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ یعنے اور خدا نے فرمایا کہ خدا نہین دوست رکہتا فساد کو اور خدا نہین سنوارتا مفسدون کے کام کو وَقَالَ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۤؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۤؤُا یعنے اور خدا نے فرمایا کہ کیا تیری نماز تجہکو حکم کرتی ہے یہ کہ چہوڑ دین جنکو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چہوڑ دین کرنا اپنے مالون مین جو چاہین **ف** مفسرین کہتے ہین کہ حضرت شعیب کافرون کو مال کے ضائع کرنے سے منع کرتے تہے تب کافرون نے یہ بات کہی یعنے اگر ہم چاہین تو اپنے مال کو رکہین اور اگر چاہین تو پہینکدین تم کو اس سے کیا مطلب (فتح) وَقَالَ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۤءَ اَمْوَالَكُمْ یعنے اور خدا نے فرمایا کہ مت پکڑ دو بے عقلون کو اُنکے مال **ف** کہا طبری نے بعد اسکے کہ مفسرین کے اقوال کو ذکر کیا کہ سفہا سے کیا مراد ہے کہ ٹہیک بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ آیت عام ہے بیچ حق ہر بے عقل کے یعنے ہر بے عقل کو شامل ہے بڑا ہو یا چہوٹا مرد ہو یا عورت اور سفیہ اسکو کہتے ہین کہ جو مال کو ضایع کرے اور اسکو اپنی بد تدبیر سے فاسد کر دے (فتح) وَالْحَجْرِ فِيْ ذٰلِكَ اور بیان ہے روکنے کا بیچ اُسکے **ف** یعنے بے عقلی مین اور حجر کے معنے لغت مین منع کرنے کے ہین اور شرع مین منع کرنا ہے تصرف کرنے سے مال مین سو کبہی تو روکنا محجور علیہ کی بہلائی کے واسطے ہوتا ہے اور کبہی محجور علیہ کے غیر کے حق کے واسطے ہوتا ہے اور جمہور کہتے ہین کہ بڑے آدمی کو بہی اپنے مال مین تصرف کرنے سے روکنا درست ہے اور ابو حنیفہ رح اور بعض ظاہریہ نے خلاف کیا ہے یعنے بڑے آدمی کو تصرف سے منع کرنا درست نہین اور ابو یوسف اور محمد رح نے کہا موافقت کی ہے اور طحاوی نے کہا کہ نہین دیکہتا مین کسی سے اصحاب مین سے منع کرنا بڑے کا تصرف سے اور نہ تابعین سے مگر ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے اور جمہور کے دلائل سے ایک دلیل ابن عباس رض کی حدیث ہے کہ اُس نے نجدہ کی طرف لکہا اور نجدہ نے میری طرف

لکہا اس حال مین کہ مجہہ سے پوچہتے تہے کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے پس البتہ قسم ہے مجہکو اپنی عمر کی کہ البتہ مرد
کو داڑہی اوگتی ہے اور حالانکہ وہ لین دین مین کمزور ہوتا ہے سو جب لوگون کی طرح صلاحیت کے طور سے اپنے
واسطے لیوے تو اس سے یتیمی دور ہوئی اور خود مختار ہوا اور یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن تحقیق وارد ہوئی ہے
وہ چیز جو اسکی تائید کرتی ہے جیسا کہ دو بابون کے بعد آویگا (فتح) وَمَا يُنْهَى عَنِ الْخِدَاعِ یعنے اور منع ہے
دہوکہا دینا ف یعنے اس شخص کو جو اپنے مال مین برے طور سے تصرف کرے اگرچہ اسکو تصرف سے روکا نہ گیا
ہو (فتح) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ
الرَّجُلُ يَقُولُهُ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ
مجہکو خرید و فروخت مین دہوکہا ہوتا ہے یعنے مین بہولا آدمی ہون بیع مین اکثر دہوکہا کہاتا ہون نقصان
ہوتا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو کچہ مول لیا کرے تو کہدیا کر کہ مجہکو دہوکہا نہ دینا
دغابازی نہ کرنا یعنے اگر دہوکہا دیگا تو چیز پہر جاویگی گویا مول لینا بشرط پسند ہوا سو وہ مرد اسکو کہہ لیا
کرتا تہا ف اس حدیث کی شرح کتاب البیوع مین گذر چکی ہے اور اسمین حجت ہے واسطے روکنے کے بڑے آدمی
کو اور اسمین رد ہے اسپر جو استدلال کرتا ہے ساتہہ اسکے اوپر منع حجر کے (فتح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ثَنَا
جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ
وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معزز غالب نے حرام کیا تمپر ماؤن کی نافرمانی کرنا اور زندہ بیٹیون کا قبرین گاڑنا
اور حق واجب کا منع کرنا یعنے زکوۃ وغیرہ کا نہ دینا اور حرام مال کا لینا اور مکروہ رکہا ہے واسطے تمہارے قیل قال
کو یعنے بے فائدہ باتین کرنا اور بے حاجت بہت سوال کرنا اور بے موقع مال کا ضائع کرنا جیسے ناچ رنگ آتشبازی
مین مال کا برباد کرنا ف اور مقصود اس حدیث سے یہان یہ قول ہے کہ مال کا ضائع کرنا اور جمہور کہتے مین کہ
مراد ساتہہ اسکے زیادہ خرچ کرنا ہے یعنے اگرچہ مباح کام مین ہو اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ مال کا حرام مین
خرچ کرنا ہے اور باقی شرح اسکی کتاب الادب مین آویگی اور ماؤن کو اسواسطے خاص کیا کہ اسکو باپ سے بہت جلدی
منع ہوتا ہے اور تاکہ تنبیہ ہو اسپر کہ مان کے ساتہہ بہلائی کرنی مقدم ہے باپ سے مہربانی اور شفقت وغیرہ مین (فتح)

بَاب الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَلَا يَعْمَلُ إِلَّا بِإِذْنِهِ غلام اپنے مالک کے مال مین حاکم ہے اور
نہ کام کرے مگر مالک کی اجازت سے حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي

سالم بن عبداللہ عن عبد اللہ بن عمر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کلکم راع
ومسئول عن رعیتہ فالامام راع وھو مسئول عن رعیتہ والرجل فی اھلہ راع وھو مسئول
عن رعیتہ والمرأۃ فی بیت زوجھا راعیۃ وھی مسئولۃ عن رعیتھا والخادم فی مال سیدہ
راع وھو مسئول عن رعیتہ قال وسمعت ھؤلاء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
احسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والرجل راع فی مال ابیہ وھو مسئول عن
رعیتہ فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگون مین ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جاویگا
سو بادشاہ سب پر حاکم ہے اور وہ اپنی رعیت کو حال سے پوچھا جاویگا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنی جورو
لڑکون پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جاویگا کہ اُسنے نیک کام سکھایا اور برے کام سے روکا ہے
یا نہین اور عورت اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جاویگی کہ اُسکی
اُس نے خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہین اور غلام اور نوکر اپنے مالک کے مال مین حاکم ہے تو وہ
بھی اپنی رعیت سے پوچھا جاویگا کہ اُس نے میان کی خیر خواہی کی یا نہین اور حکم کے موافق خرچ کیا یا زیادہ
ابن عمر رض نے کہا کہ مینے ان سب احکام کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور مین گمان کرتا ہون کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال مین حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جا
گا سو تم مین ہر ایک آدمی حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جاویگا **ف** اور ترجمہ کا لفظ نکاح
مین آویگا اور گویا کہ بخاری نے استنباط کیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے (کہ غلام
اپنی رعیت سے پوچھا جاویگا) یہ کہ نہ کام کرے مگر اُسکی اجازت سے اسواسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اُس سے
پوچھا جاویگا کہ کیا اُس نے حکم کے موافق خرچ کیا یا اُس سے زیادہ خرچ کیا (فتح) بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب فی الخصومات کتاب ہے جھگڑون کے بیان مین **باب** ما یذکر فی الاشخاص
والخصومۃ بین المسلم والیھودی باب ہے بیان مین اُس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے بیچ حاضر کرنے
قرضدار ایک جگہ سے دوسری جگہ مین اور بیان ہے جھگڑے کا درمیان مسلمان اور یہودی کے **ف**
مراد یہودی سے کافر ہے اور ایک روایت مین اس باب کو یہ لفظ زیادہ ہے والملازمۃ اور یہ مشتق ہے
لزوم سے اور مراد یہ ہے کہ منع کرے قرضخواہ قرضدار کو تصرف سے لپنے مال مین یہانتک کہ اُسکا حق اُسکو دے
(فتح) **حدثنا** ابو الولید ثنا شعبۃ قال عبد الملک بن میسرۃ اخبرنی قال سمعت
النزال بن سبرۃ سمعت عبد اللہ یقول سمعت رجلا قرأ آیۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَأَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ قَالَ شُعْبَةُ أَظُنُّهُ قَالَ لَا تَخْتَلِفُوا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہو کہ مین نے ایک مرد سے ایک آیت سُنی کہ وہ آیت مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طرح پرسنی تھی سو مین نے اُسکا ہاتھ پکڑا اور مین اُسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونو خوب پڑھتے ہو اور فرمایا کہ اختلاف نہ کیا کرو اسواسطے کہ جو لوگ تم سے آگے تھے انہون نے اختلاف کیا تو برباد اور ہلاک ہو گئے یعنے قرآن کی قرأت جسطرح ثابت ہو اُسکا انکار نہ کرو اس حدیث کی پوری شرح فضائل قرآن مین آویگی اور مقصود اس سے اسجگہ یہ قول عبد اللہ کا ہے کہ مین اُسکو پکڑ کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اسواسطے کہ مناسب باب کو یہی قول ہے (فتح) حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعٰلَمِينَ وَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسٰى عَلَى الْعٰلَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُّفِيقُ فَإِذَا مُوسٰى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي كَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ دو مرد آپسمین جھگڑے ایک مسلمان اور ایک یہودی سو مسلمان نے کہا کہ قسم ہے اُسکی جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان سے برگزیدہ کیا اور یہودی نے کہا کہ قسم ہے اُسکی جس نے موسے علیہ السلام کو ساری جہان سے برگزیدہ کیا یعنے مسلمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب پیغمبرون سے افضل کہتا تہا اور یہودی موسے علیہ السلام کو سب سے افضل کہتا تہا تو مسلمان نے اُسکے اس قول کے وقت اپنا ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کے مُنہ پر طمانچہ مارا سو یہودی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس گیا اور آپ کو اس حال سے خبر دی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو موسے سے بہتر نہ کہو اسواسطے کہ البتہ قیامت مین سب لوگ صور کی آواز سے بیہوش ہو جاوینگے اور مین بھی اُنکے ساتھ بیہوش ہو جاؤنگا تو مین اول ہوش مین آؤنگا تو ناگہان دیکھونگا کہ موسے عرش کا پایا پکڑے ہے سو مین نہین جانتا کہ موسے بھی سب لوگون کے ساتھ بیہوش ہو گئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش مین آگئے

یا اُن لوگون مین تھے جنکو خدا نے مستثنے کیا یعنے اس آیت مین فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ **حدثنا** مُوْسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثنا وُهَيْبٌ ثنا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ
عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَاءَ یَهُوْدِیٌّ
فَقَالَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِیْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِكَ فَقَالَ مَنْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ
قَالَ ادْعُوْهُ فَقَالَ اَضَرَبْتَهٗ فَقَالَ سَمِعْتُهٗ بِالسُّوْقِ یَحْلِفُ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْبَشَرِ
قُلْتُ اَیْ خَبِیْثُ عَلٰی مُحَمَّدٍ فَاَخَذَتْنِیْ غَضْبَةٌ فَضَرَبْتُ وَجْهَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ
تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ كَانَ فِیْمَنْ
صَعِقَ اَوْ حُوْسِبَ بِصَعْقَةِ الْاُوْلٰی ترجمہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہو کہ جس حالت مین کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے ایک یہودی آیا تو اُس نے کہا کہ ای ابو القاسم (یہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کی کنیت ہی) تمہاری یارون سے ایک مرد نے مجھکو طمانچہ مارا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اسکو بلاوی یعنے اور وہ آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اُسکو مارا ہے اُس نے کہا کہ مین
نے اُس سے سُنا کہ بازار مین اسطرح قسم کہاتا تہا کہ قسم ہے اُسکی جس نے موسٰے کو سب آدمیون سے برگزیدہ
کیا مین نے کہا کہ ای خبیث محمد سے بھی افضل کیا ہے سو مجھکو غصہ آیا سو مین نے اُسکے مُنہ پر طمانچہ مارا تو حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبرون مین سے ایک دوسرے کو بہتر نہ کہو اسواسطے کہ قیامت مین لوگ بیہوش
ہو جاوینگے سو میری قبر سب سے پہلے پہٹے گی تو ناگہان مین موسٰے کو دیکھونگا کہ عرش کا پایا پکڑے ہین سو
مین نہین جانتا کہ اور لوگون کے ساتہہ وہ بھی بیہوش ہو گئے تھے یا کوہ طور کی بیہوشی اُنکی محسوب اور
مجرا ہو گی **ف** ان دونو کی شرح احادیث الانبیا مین آویگی اور مطابقت انکی ترجمہ سے ظاہر ہے **حدثنا**
مُوْسٰی ثنا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ یَهُوْدِیًّا رَضَّ رَاْسَ جَارِیَةٍ بَیْنَ حَجَرَیْنِ فَقِیْلَ
مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكِ اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حَتّٰی سُمِّیَ الْیَهُوْدِیُّ فَاَوْمَاَتْ بِرَاْسِهَا فَاُخِذَ الْیَهُوْدِیُّ
فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَاْسُهٗ بَیْنَ حَجَرَیْنِ ترجمہ انس رض سے روایت
ہو کہ ایک یہودی نے ایک لڑکے کا سر دو پتھرون کے درمیان کچلا یعنے ایک پتھر سر کے نیچے رکھا اور
ایک اوپر سو اسکو کہا گیا کہ تیرا سر کس نے کچلا کیا فلانے نے یا فلانے نے یعنے جس جس پر گمان تہا اُسکا نام لیا
یہان تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا سو لڑکے نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہان اسی نے کچلا ہے سو یہودی
پکڑا گیا اور اس نے اقرار کیا کہ مین نے کچلا ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے سر کچلنے کا حکم فرمایا سو

اُسکا سر دو پتھرون کے درمیان کچلا گیا **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الدیات مین آویگی **باب** مَنْ رَدَّ اَمْرَ السَّفِيْهِ وَالضَّعِيْفِ الْعَقْلِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ حَجَرَ عَلَيْهِ الْاِمَامُ باب ہے بیان مین اُس شخص کے جو بے وقوف اور سست عقل کے کام کو پھیر تا ہے اور منظور نہین کرتا اگرچہ امام نے اسکو تصرف سے نہ روکا ہو۔ **ف** یعنے واسطے موافقت ابن قاسم کے اور بند کیا ہے اسکو مصنف نے اُس شخص پر جسکی بے عقلی ظاہر ہو۔ اور بعضے مالکیہ کہتے ہین کہ اُسکا کام مطلق نہ پھیرا جاوے مگر وہ چیز جسمین حجر کے بعد تصرف کرے اور یہی ہے قول شافعیہ وغیرہ کا اور ابن قاسم کی دلیل مدبر کا قصہ ہے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجر سے پہلے اُسکی بیع کو رد کیا اور اُسکے غیر نے اُس شخص کے قصے سے دلیل پکڑی ہے جسکو بیع مین دہوکہا ہوتا تھا اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو تصرف کرنے سے نہ روکا اور نہ اسکی پہلی بیعون کو فسخ کیا اور بخاری رح نے باب کی حدیثون کے ساتھ اشارہ کیا ہے طرف تفصیل کی کہ جس سے مال کا ضایع کرنا ظاہر ہو اُسکا تصرف رد کیا جاوے جب کہ ہو بہت چیزین یا مستغرق مین یعنے سب مال کو برباد کرے اور اسپر محمول ہے قصہ مدبر کا یعنے اُس نے بہت چیز کو ضایع کیا تہا اسواسطے اُسکے تصرف کو پھیر دیا اور جو تصرف اُسکا تہوڑی چیزین ہو یا اُسکے واسطے شرط کیجاوے کہ مال کے برباد کرنے سے امن ہو تو اُسکا تصرف نہ پھیرا جاوے اور اسی پر محمول ہے قصہ اُس شخص کا جسکو بیع مین دہوکہا ہوتا تہا یعنے وہ تہوڑی چیز کو برباد کرتا تہا اسواسطے اُسکو روکا گیا (فتح) وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ عَلَى الْمُتَصَدِّقِ قَبْلَ النَّهْيِ ثُمَّ نَهَاهُ یعنے اور جابر رض سے مذکور ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روکنے سے پہلے صدقہ کرنے والے پر صدقہ کو پھیر دیا پھر اُسکو تصرف سے روکا **ف** مراد بخاری رح کی ساتھ اسکے قصہ مدبر کا ہے اور بخاری رح نے اسکے ساتھ یقین نہین کیا اسواسطے کہ جسقدر حدیث کے ترجمہ مین حاجت تھی وہ اُسکی شرط پر نہین اور وہ حدیث اسطور سے ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا سو یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیا تیرے پاس اُسکے سوا کچھ اور مال بھی ہے اُس نے کہا نہین آخر حدیث تک اور اسمین یہ بھی ہے کہ پہلے اپنی جان پر خرچ کر پھر اگر کچھ باقی رہے تو اپنے گھر والون پر خرچ کر (فتح) وَقَالَ مَالِكٌ اِذَا كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَجُلٍ مَالٌ وَّلَهٗ عَبْدٌ لَا شَيْءَ لَهٗ غَيْرُهٗ فَاَعْتَقَهٗ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهٗ یعنے امام مالک رح نے کہا کہ جب کسی مرد کا کسی پر مال ہو یعنے دین اور اُسکے پاس غلام ہو کہ اُسکے سوای اُسکے پاس کچھ نہ ہو پھر وہ اُسکو آزاد کردے تو اُسکا آزاد کرنا درست نہین ہوتا **ف** یہ قول مالک رح کا اُنکے موطا مین ہے اور اُنکی دلیل مدبر کا قصہ ہے وَمَنْ بَاعَ عَلَى الضَّعِيْفِ وَنَحْوِهٖ وَدَفَعَ ثَمَنَهٗ اِلَيْهِ وَاَمَرَهٗ بِالْاِصْلَاحِ وَالْقِيَامِ بِشَاْنِهٖ فَاِنْ اَفْسَدَ بَعْدُ مَنَعَهٗ لِاَنَّ النَّبِيَّ

صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن اضاعۃ المال وقال للذی یخدع فی البیع اذا بایعت فقل لا خلابۃ
ولم یاخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مالہ یعنے اور بیان ہے اُسکا جو ضعیف عقل وغیرہ پر مال کو بیچے
یعنے اُسکے واسطے اور اُسکا مول اُسکو دے اور اُسکی اصلاح اور خبر گیری کا اُسکو حکم کرے پھر اُسکے بعد اگر مال کو
برباد کرے تو اسکو منع کرے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مال کو ضائع کرنے سے منع کیا ہے
اور جسکو بیع مین دہوکہا ہوتا تہا اُسکو فرمایا کہ جب تو کچہ خرید کرے تو کہا کر کہ مجھکو دہوکہا نہ دینا اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکے مال کو نہ لیا **ف** اسکی توجیہ پہلے گذر چکی ہے اور یہ کہ اسکو تصرف سے منع نہ کیا جاوے
مگر بعد ظاہر ہونے فساد کے اور مدبر کی حدیث کتاب العتق مین آویگی (فتح) **حدثنا** موسی بن
اسمعیل ثنا عبد العزیز بن مسلم ثنا عبد اللہ بن دینار قال سمعت ابن عمر قال کان رجل
یخدع فی البیع فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا بایعت فقل لا خلابۃ فکان یقول لہ
ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہو کہ ایک مرد بہولا تہا اُسکو بیع مین دہوکہا ہوتا تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُسکو فرمایا کہ جب تو کچہ مول لیا کرے تو کہدیا کر کہ مجھکو دہوکہا نہ دینا سو وہ مرد اُسکو کہدیا کرتا تہا **حدثنا**
عاصم بن علی ثنا ابن ابی ذئب عن محمد بن المنکدر عن جابر ان رجلا اعتق عبدا لہ لیس لہ
مال غیرہ فردہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فابتاعہ منہ نعیم بن النحام **ترجمہ** جابر رض سے
روایت ہو کہ ایک مرد نے اپنا غلام آزاد کیا کہ اُسکے سوا اسکے پاس اور کچہ مال نہ تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اُسکو پہیر دیا اور نعیم نے وہ غلام آپ سے خریدا **باب** کلام الخصوم بعضہم فی بعض کلام کرنا یعنے
جھگڑنے والون کا بعض کے حق مین **ف** یعنے وہ کلام جو نہ واجب کرے حد کو اور نہ تعزیر کو بس غیبت
حرام سے نہ ہوگی (فتح) **حدثنا** محمد انا ابو معاویۃ عن الاعمش عن شقیق عن عبد اللہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین وہو فیہا فاجر لیقتطع بہا
مال امرئ مسلم لقی اللہ وہو علیہ غضبان قال فقال الاشعث فی واللہ کان ذلک کان
بین رجل وبینی ارض فجحدنی فقدمتہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الک بینۃ قلت لا قال فقال للیہودی احلف قال قلت یا رسول
اللہ اذا یحلف ویذہب بمالی قال فانزل اللہ ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم
ثمنا قلیلا الی اخر الایۃ **ترجمہ** شقیق بن عبد اللہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جو کسی بات پر قسم کہاوے اور وہ اُسمین جھوٹا ہو تاکہ چہین لیوے ساتھ اُسکے مال کسی مرد مسلمان کا تو
سے ملیگا اسحال مین کہ وہ اُسپر نہایت غضبناک ہوگا عبد اللہ کہتا ہو کہ اشعث نے کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ

حدیث میرے حق مین صادر ہوئی کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک زمین مشترک تہی سو اس نے مجھ سے انکار کیا تو مین اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس لے گیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیری پاس گواہ ہین مینے کہا کہ نہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے فرمایا کہ قسم کہا مین نے کہا کہ یا حضرتؐ وہ اسوقت قسم کہا کر میرا مال لے جاویگا تو خدا نے یہ آیت اُتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دیکر اور جہوٹی قسمین کہا کر تہوڑا مال دنیا کا لیتے ہین اُن لوگون کو آخرت مین کچہ حصہ نہین آخر تک **ف** یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ مین نے کہا کہ وہ اسوقت قسم کہا کر میرا مال لیجاویگا اسواسطے کہ اُس نے اُسکو جہوٹی قسم کی طرف منسوب کیا اور اُسکا اُسپر مواخذہ نہوا اسواسطے کہ خبر دی اُس نے ساتہہ اُس چیز کے کہ وہ اُسکو اُس سے جانتا تہا بیچ ظلم کرنے کے اُس سے (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ مدعی اور مدعا علیہ کو ایک دوسرے کو حق مین کلام کرنا جائز ہے اور یہ غیبت نہین **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ثنا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ تَقَاضٰى ابْنَ اَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَاَوْمَاَ اِلَيْهِ اَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهٖ **ترجمہ** کعب بن مالک رضہ سے روایت ہے کہ اُس نے ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا کہ اُسپر تہا تقاضا کیا مسجد مین سو انکی آوازین بلند ہوئین یہانتک کہ انکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گہر مین تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی طرف نکلنے کا ارادہ کیا یہانتک کہ اپنے حجرے کا پردہ کہولا اور پکارا کہ ای کعب تو کعب نے کہا کہ یا حضرت مین حاضر ہون فرمایا کہ اپنے قرض سے یہ چہوڑ دے اور اسکی طرف اشارہ کیا یعنے آدہا تو اُس نے کہا کہ یا حضرتؐ مینے چہوڑ دیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد کو فرمایا کہ اُٹھہ کہڑا ہو اور باقی اُسکو ادا کر دے **ف** اس حدیث کی بعض طریقون مین آیا ہے کہ وہ دونو آپس مین جہگڑے اور پہلے گذر چکا ہے کہ یہی سبب تہا واسطے اُٹھہ جانے معرفت شب قدر کے پس معلوم ہوا کہ اُنکے درمیان جہگڑا ہوا تہا جو اُسکو چاہتا ہے اور اسی کے ساتھہ ترجمہ ثابت ہوتا ہے (فتح) **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ انا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَاَنِيْهَا وَكِدْتُ اَنْ اَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَمْهَلْتُهٗ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ فَجِئْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ

كلام الخصوم بعضهم في بعض

صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی سمعت ھذا یقرأ علی غیر ما اقرأتنیھا فقال لی ارسلہ ثم
قال لہ اقرأ فقرأ فقال ھکذا انزلت ثم قال لی اقرأ فقرأت فقال ھکذا انزلت ان
القرآن انزل علی سبعۃ احرف فاقرأوا ما تیسر منہ ترجمہ عمر فاروق رض سے روایت ہے
کہ مینے ہشام بن حکیم کو سُنا کہ سورہ فرقان کو پڑہتا تہا غیر اُس وجہ پر کہ مین اُسکو پڑہتا تہا یعنے وہ اُسکو
اور طرح سے پڑہتا تہا اور مجہکو اور طرح سے معلوم تھی اور وہ سورت مجہکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
پڑہائی تھی اور مین قریب تہا کہ اُسپر جلدی کرون ساتھ جہڑک کی پہر مینے اُسکو مہلت دی یہان تک کہ پہرا
پہر مینے اُسکے گلے مین چادر ڈال کر اُسکو کہینچا سو مین اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا سو مین نے
کہا کہ مینے اسکو سُنا ہے کہ قرآن پڑہتا تہا مخالف اُس قرات کی کہ آپنے مجہکو پڑہائی سو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجہکو فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے پہر اُسکو فرمایا کہ قرآن پڑہ سو اس نے پڑہا تو حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتری ہے پہر مجہکو فرمایا کہ تو پڑہ تو مینے پڑہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اسی طرح اتری ہے اس واسطے کہ قرآن سات حرفون پر اتارا گیا ہے یعنے عرب کی سات بولیون مین یا
سات قراتون مین سو پڑہو جو آسان ہو اُس سے **ف** یعنے قرآن کو سات قراتون سے پڑہنا درست
ہے اور اسمین انکار اُسکا ہے اوپر اُسکے ساتھ فعل کے باوجود انکار کرنے اُسکے کے اوپر اُسکے ساتھ قول
کے اور یہ بطور اجتہاد کے ہے اُس سے اسی واسطے اُسپر اُسکا مواخذہ نہ ہوا (فتح) **باب** اخراج اھل
المعاصی والخصوم من البیوت بعد المعرفۃ نکالنا گنہگارون اور جہگڑنے والون کا گہرون سے
بعد پہچاننے کے یعنے بعد معلوم کرنے کے ادب ہوگا یہ بطور ادب دینے کے واسطے اُنکے وقد اخرج
عمر اخت ابی بکر حین ناحت اور تحقیق نکالا عمر نے صدیق اکبر رض کی بہن کو جبکہ اُس نے نوحہ کیا
ف روایت ہے کہ جب صدیق اکبر فوت ہوئے تو عائشہ رض نے نوحہ کرنے والی عورتون کو کہڑا کیا اور یہ خبر
عمر رض کو پہونچی تو عمر رض نے اُنکو منع کیا انہون نے نہ مانا تو عمر رض نے ہشام کو کہا کہ ام فروہ کو درے مار سو اُسنے
اسکو درے مارے سو جب نوحہ کرنے والیون نے یہ بات سُنی تو سب بہاگ گئین (فتح) **حدثنا**
محمد بن بشار ثنا محمد بن ابی عدی عن شعبۃ عن سعد بن ابراھیم عن حمید بن عبد
الرحمن عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد ھممت ان امر بالصلوۃ
فتقام ثم اخالف الی منازل قوم لا یشھدون الصلوۃ فاحرق علیھم ترجمہ ابوہریرہ رض سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ مین نے ارادہ کیا کہ حکم کرون ساتھ قائم کرنے
نماز کے سو قائم کی جاوے پہر مین ان لوگون کے گہرون مین جاؤن جو نماز مین حاضر نہین ہوتے

سوین انکے گہر جلادون **ف** یہ حدیث نماز کے بیان مین گذر چکی ہے اور غرض اُس سے یہ ہی کہ جب
اُنکے گہر جلائے جاوین تو وہ گہرون سے جلدی کے ساتھ نکل جاوینگے تو معلوم ہوا کہ گنہ گارون کا نکالنا
بطریق اولے جائز ہے اور محل نکالنے جہگڑنے والون کا یہ ہے جبکہ اُنسے ایسا جہگڑا واقع ہو جو اُسکو
چاہیے (فتح) **باب** دَعْوَی الْوَصِیِّ لِلْمَیِّتِ دعوے وصی کا میت کی طرف سو **ف** یعنے بیچ لاحق
کرنے وغیرہ حقوق کے یعنے اگر مردہ کسی کو استلحاق وغیرہ حقوق کے وصیت کر جاوے تو وصی کو
اسکے بعد اُسکی طرف سو اُسکا دعوی کرنا جائز ہے ابن منیر نے کہا کہ دعوی وصی کا موصے علیہ سے
بالاجماع جائز ہے اسمین کسی کو نزاع نہین اور شاید کہ بخاری رح کی مراد بیان کرنا سند اجماع کا ہے یعنے اس
اجماع کی سند یہ حدیث ہی جو اس باب مین مذکور ہے (فتح) **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثنا سُفْیَانُ
عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ عَبْدَ بْنَ زَمْعَۃَ وَسَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ اِخْتَصَمَا اِلَی
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی ابْنِ اَمَۃِ زَمْعَۃَ فَقَالَ سَعْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصَانِیْ اَخِیْ
اِذَا قَدِمْتُ اَنْ اَنْظُرَ ابْنَ اَمَۃِ زَمْعَۃَ فَاَقْبِضْہُ فَاِنَّہٗ ابْنِیْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَۃَ اَخِیْ وَ
ابْنُ اَمَۃِ اَبِیْ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِ اَبِیْ فَرَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَبَھًا بَیِّنًا بِعُتْبَۃَ
فَقَالَ ھُوَ لَکَ یَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَۃَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِیْ مِنْہُ یَا سَوْدَۃُ **ترجمہ** عائشہ رض سے
روایت ہی کہ عبد بن زمعہ اور سعد ابن ابی وقاص دونو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جہگڑتے آئے
زمعہ کی لونڈی کے بیٹے مین سو سعد نے کہا کہ یا حضرت میرے بہائی نے مجہکو وصیت کی تہی کہ جب
تو مکے مین جاوے تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھ اور اسکو لے لے کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ
نے کہا کہ وہ میرا بہائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا سو
دیکھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشابہت ظاہر ساتھ عتبہ کے یعنے دیکھا کہ اسکی شکل عتبہ سے ملتی
ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لڑکا تیرا ہے واسطے ہی اے عبد بن زمعہ کہ لڑکا واسطے
صاحب بچھونے کے ہے اور پردہ کر اُس سے اے سودہ **ف** یہ حدیث کتاب البیوع کے اوائل مین گذر
چکی ہے **باب** التَّوَثُّقِ مِمَّنْ تُخْشٰی مَعَرَّتُہٗ باندہنا اُسکا جسکے فساد کا خوف ہو وَقَیَّدَ ابْنُ
عَبَّاسٍ عِکْرِمَۃَ عَلٰی تَعْلِیْمِ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَنِ وَالْفَرَائِضِ یعنے اور قید کیا ابن عباس رض نے عکرمہ کو واسطے
تعلیم قرآن کے اور سنن اور فرائض کے یعنے تا کہ اسکو سیکھے **حدثنا** قُتَیْبَۃُ ثنا اللَّیْثُ عَنْ سَعِیْدِ
ابْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْلًا قِبَلَ نَجْدٍ
فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِیْ حَنِیْفَۃَ یُقَالُ لَہٗ ثُمَامَۃُ بْنُ اُثَالٍ سَیِّدُ اَھْلِ الْیَمَامَۃِ فَرَبَطُوْہُ بِسَارِیَۃٍ

مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ عِنْدِي يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کچھ سوار نجد کے ملک کی طرف بھیجے سو وہ قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ لائے اسکا نام ثمامہ تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا تو انہوں نے اسکو مسجد کے ایک ستون مین باندہ دیا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکے پاس تشریف لائے تو فرمایا کہ ای ثمامہ تیرے پاس کیا ہے یعنے کس فکر اور کس خیال مین ہے ثمامہ نے کہا کہ اے محمد خیریت ہے پہر ساری حدیث بیان کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی مین آویگی اور موافق ترجمے کے یہ قول ہے کہ اسکو مسجد کے ایک ستون مین باندہ دیا

باب الرَّبْطِ وَالْحَبْسِ فِي الْحَرَمِ حرم مکے مین کسی کو باندہنا اور قید کرنا جائز ہے **ف** شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اسکے کہ طاوس سے مذکور ہے کہ وہ مکے مین قید خانے کو برا جانتا تھا اور کہتا تھا کہ رحمت کے گھر مین عذاب کا گھر ہونا لائق نہین پس ارادہ کیا بخاری نے معارضہ قول طاوس کا ساتھ اثر عمر اور ابن زبیر اور صفوان اور نافع کے اور یہ لوگ صحابہ مین سے ہین اور قوت دی اسکو ساتھ قصے ثمامہ کے اور وہ مدینے کی مسجد مین باندہا گیا تھا اور وہ بھی حرم ہے تو اسکے حرم ہونے نے اسمین باندہنے کو منع نہ کیا پس اسی طرح مکے مین بھی باندہنا درست ہوگا (فتح الباری) وَاشْتَرَى نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْحَارِثِ دَارًا لِلسِّجْنِ بِمَكَّةَ مِنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ عَلَى أَنَّ عُمَرَ إِنْ رَضِيَ بِالْبَيْعِ فَالْبَيْعُ بَيْعُهُ وَإِنْ لَمْ يَرْضَ عُمَرُ فَلِصَفْوَانَ أَرْبَعُ مِائَةِ دِينَارٍ یعنے اور نافع نے صفوان سے ایک گھر قید خانے کے واسطے مکے مین خریدا اس شرط پر کہ اگر عمر اس بیع کے ساتھ راضی ہوا تو یہ بیع جائز ہوگی اور اگر عمرؓ راضی نہ ہوا تو واسطے صفوان کے چارسو دینار ہے **ف** یہ جو اس نے کہا کہ اگر عمرؓ راضی ہوا تو بیع درست ہوگی نہین تو صفوان کے واسطے چارسو دینار ہے تو اس تردید پر شبہ کیا گیا ہے کہ یہ بیع درست نہین اور ابن منیر نے اسکی یہ توجیہ کی ہے کہ بیع کے مول مین ذمہ خریدار کا ہوتا ہے اگرچہ وہ کہے کہ مین کسی غیر کے واسطے خریدتا ہوں یعنے مول وہی ادا کریگا اسواسطے کہ عقد کا مباشر خود وہی ہے انتہے) اور گویا کہ ابن منیر کہڑا ہوا ہے ساتھ ظاہر لفظ معلق کے اور ساری حدیث نہین دیکھی پس گمان کیا اس نے کہ چارسو دینار ہی کل مول تھا جسکے بدلے نافع نے وہ گھر خریدا تھا اور حالانکہ یہ بات نہین بلکہ اسکا مول تو چار ہزار دینار تھا اور نافع عمرؓ کی طرف سے مکے پر عامل تھا یعنے نائب اسی واسطے اس نے عمرؓ کے واسطے خیار کی شرط کی بعد اسکے کہ واقع کیا عقد کو واسطے اسکے جیسا کہ موصول روایت مین اسکی تصریح آچکی ہے اور یہ جو نافع نے شرط کی کہ اگر عمر راضی نہ ہوا تو صفوان کو چارسو دینار دونگا تو احتمال ہے کہ ہو یہ مقابلہ نفع اٹھانے کے ساتھ اس گھر کی یہانتک

کہ عمر کے پاس سے جواب پہر آوی (فتح) وَسُجِنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ یعنے اور ابن زبیر نے گنہ گارون کو مکے
مین قید کیا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ مکے مین قید کرنا درست ہی **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا
اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِیْ حَنِیْفَۃَ یُقَالُ لَہٗ ثُمَامَۃُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْہُ
بِسَارِیَۃٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کچہ
سوار ملک نجد کی طرف بہیجے سو وہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ لائی جسکا نام ثمامہ بن اثال تہا تو انہون نے
اسکو مسجد کے ایک ستون مین باندہ دیا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ **بَابٌ** فِی الْمُلَازَمَۃِ باب ہی یہہ بیان
چمٹنے دو جہگڑنے والون کے آپس مین **حَدَّثَنَا** یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ جَعْفَرٍ وَقَالَ غَیْرُہٗ
ثَنِی اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ھُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَعْبِ بْنِ
مَالِکٍ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ کَانَ لَہٗ عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِیِّ دَیْنٌ فَلَقِیَہٗ
فَلَزِمَہٗ فَتَکَلَّمَا حَتّٰی ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُھُمَا فَمَرَّ بِھِمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا کَعْبُ
وَاَشَارَ بِیَدِہٖ کَاَنَّہٗ یَقُوْلُ النِّصْفَ فَاَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَیْہِ وَتَرَکَ نِصْفًا **ترجمہ** کعب بن مالک
سے روایت ہی کہ عبداللہ بن ابی حدرد پر اسکا قرض تہا سو وہ اُس سے ملا اور اسکو لپیٹ گیا سو دونو لڑنے
لگے یہان تک کہ انکی آوازین بلند ہوئین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس گذرے اور فرمایا کہ ای
کعب اور اپنے ہاتہہ سے اشارہ کیا گویا کہ آدہا قرض چہوڑ دے سو اُس نے آدہا قرض لیا اور آدہا چہوڑ
دیا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ لپٹنا درست ہی **بَابٌ** التَّقَاضِیْ باب ہی تقاضا کرنے کے بیان مین یعنے
اپنے حق کا مطالبہ کرنا **حَدَّثَنَا** اِسْحٰقُ ثَنَا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ اَنَا شُعْبَۃُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی
عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ کُنْتُ قَیْنًا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَکَانَ لِیْ عَلَی الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَرَاھِمُ
فَاَتَیْتُہٗ اَتَقَاضَاہُ فَقَالَ لَا اَقْضِیْکَ حَتّٰی تَکْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰہِ لَا اَکْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰی یُمِیْتَکَ
اللّٰہُ ثُمَّ یَبْعَثَکَ قَالَ فَدَعْنِیْ حَتّٰی اَمُوْتَ ثُمَّ اُبْعَثَ فَاُوْتٰی مَالًا وَّوَلَدًا ثُمَّ اَقْضِیَکَ فَنَزَلَتْ
اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا **ترجمہ** خباب رض سے روایت ہی کہ مین جاہلیت
کے زمانے مین لوہار تہا اور عاص بن وائل پر میرے کچہ درہم قرض تہے سو مین اُس کے پاس تقاضا کرتا آیا تو
اُس نے کہا کہ مین تیرا قرض ادا نہ کرونگا یہانتک کہ تو محمد کے ساتہہ کافر ہو دے تو مین نے کہا کہ قسم ہے
اللہ کی مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ کافر نہ ہونگا یہان تک کہ خدا تجہکو مارے پہر تجہکو اٹہاوے
تو اُس نے کہا کہ مجہکو چہوڑ یہان تک کہ مین مرون پہر اُٹہایا جاؤن اور دیا جاؤن مال اور اولاد پہر مین تیرا

قرض تجھکو ادا کر دونگا پس یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھکو
ملنا ہے مال اور اولاد **ف** اس سے معلوم ہوا کہ قرض کا مطالبہ کرنا درست ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب اللقطۃ کتاب ہے گری پڑی چیز کے اٹھانے کے بیان میں **ف** لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ
اٹھائی جاوے **باب** اذا اخبرہ رب اللقطۃ بالعلامۃ دفع الیہ جب گری ہوئی چیز کا مالک
اسکو نشانی بتلادے تو اسکو دیدیوے **حدثنا** آدم حدثنا شعبۃ ح وحدثنی محمد بن
بشار حدثنا غندر حدثنا شعبۃ عن سلمۃ قال سمعت سوید بن غفلۃ قال لقیت ابی بن کعب
فقال اخذت صرۃ فیھا مائۃ دینار فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عرفھا
حولا فعرفتھا فلم اجد من یعرفھا ثم اتیتہ فقال عرفھا حولا فعرفتھا فلم اجد ثم
اتیتہ ثالثا فقال احفظ وعاءھا وعددھا ووکاءھا فان جاء صاحبھا والا فاستمتع بھا
فاستمتعت فلقیتہ بعد بمکۃ قال لا ادری ثلثۃ احوال او حولا واحدا **ترجمہ** سوید بن غفلہ
سے روایت ہے کہ میں ابی بن کعب سے ملا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک ہمیانی لی جسمیں سو اشرفیاں تھیں سو
میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو ایک برس
شہرت دے سو میں نے اسکو ایک برس مشہور کیا سو میں نے اسکا پہچاننے والا کوئی نہ پایا پھر میں حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو ایک برس اور مشہور کر سو میں نے پھر بھی اسکا مالک نہ پایا
پھر تیسری بار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی تھیلی اور گنتی
اور تاگے یاد رکھ اور اگر اسکا مالک آوے تو اسکو دے نہیں تو اس سے فائدہ اٹھا یعنے اور اسکو اپنے خرچ میں
لا سو میں اسکو اپنے خرچ میں لایا شعبہ کہتا ہے کہ میں سلمہ سے اسحدیث کے بعد مکے میں ملا تو اس نے کہا کہ
میں نہیں جانتا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین سال فرمائے یا ایک سال فرمایا **ف** یہ حدیث
ترجمہ باب کے موافق نہیں اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ اسکے بعض طریقوں میں یہ لفظ آچکا ہے
کما سیأتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی تجھکو اسکی گنتی اور تھیلی اور تاگے کی خبر دے تو
اسکو وہ چیز دیدے روایت کی یہ زیادتی مسلم نے اور یہ زیادتی صحیح ہے اور جو اسکو ضعیف کہتا ہے
اسکا قول ٹھیک نہیں اور یہی قول ہے امام مالک اور احمد رح کا کہ اگر کوئی سب نشانیاں ٹھیک ٹھیک
بتلا دے تو اسکو وہ چیز دیدیوے یعنے اسکو دینا واجب ہے اور امام ابو حنیفہ اور شافعی رح نے کہا کہ اگر
اسکے دل میں یہ بات واقع ہو کہ یہ سچ کہتا ہے تو جائز ہے کہ اسکو دیدیوے اور نہ جبر کیا جاوے اسپر بلا ساتھ
گواہ کے اسواسطے کہ تحقیق وہ صفت ٹھیک بیان کرتا ہے اور خطابی نے کہا کہ اگر یہ لفظ صحیح ہو تو اسکی

مخالفت جائز نہین اور یہی ہے فائدہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کہ مشہور کر اسکی تھیلی کو آخر
تک نہین تو احتیاط ساتھ اُس شخص کے ہی جو نہین دیکھتا پھیر دینے کو مگر ساتھ گواہ کے اور آپکے قول
اعرف عفاصہا کی یہ تاویل ہے کہ آپنے اُسکو اسواسطے حکم کیا تاکہ وہ اسکے مال کے ساتھ مل نہ جاوے کہ تمیز
نہ ہو سکے جبکہ آوے مالک اُسکا یا اسواسطے کہ تاکہ اُسمین دعوی معلوم ہو اور نیز اُسکا یہ فائدہ ہے کہ تاکہ
معلوم ہو کہ مدعی سچا ہے یا جھوٹا اور یہ کہ اُسمین تنبیہ ہے اسکی تھیلی وغیرہ کی نگاہ رکھنے پر اور اسواسطے
کہ عادت جاری ہے کہ جب لوگ تھیلی مین سے چیز لے لیتے ہین تو تھیلی کو پھینک دیتے ہین اور جب
تھیلی کے نگاہ رکھنے پر تنبیہ ہوئی تو مال کے نگاہ رکھنے پر تنبیہ بطریق اولے ہوگی مین کہتا ہون کہ یہ زیادتی
صحیح ہو چکی ہے پس متعین ہے پھرنا طرف اُسکی اور بعض نے اسکی یہ علت بیان کی ہے کہ جب کوئی اسکی
صفت ٹھیک بیان کرے اور اٹھانے والا اُسکو وہ چیز دیدیوے پھر دوسرا شخص آوے اور اسکی صفت
ٹھیک بیان کرے تو یہ اس زیادتی مین طعن کو نہین چاہتا اسواسطے کہ ہوگا حکم اُسوقت جیساکہ وہ چیز اُسکو
گواہ کے ساتھ دیوے پھر دوسرا شخص آوے اور اور گواہ قائم کرے کہ وہ چیز میری ہے اور یہاں تفصیل
ہے واسطے مالکیہ وغیرہ کے اور بعض متاخرین شافعیہ کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ یہ حمل کیا جاوے وجوب دفع
کو واسطے اُس شخص کے کہ ٹھیک صفت بیان کرے اُسپر جبکہ ہو یہ پہلے مالک ہونے کو اسواسطے کہ وہ
اُس وقت مال ضائع ہے دوسرا حق اُسکے ساتھ متعلق نہین ہوا بخلاف بعد مالک ہونے کے اسواسطے
کہ اسوقت مدعی گواہ کا محتاج ہوگا واسطے عام ہونے اسحدیث کے کہ گواہ مدعی پر ہے پھر کہا کہ اگر یہ زیادتی صحیح
ہو تو پڑی چیز اُٹھانے والے کی صورت خاص ہوگی عموم اسحدیث سے کہ گواہ مدعی پر ہے اور اسحدیث مین تعریف
کے برسون مین اختلاف ہے اور آیندہ حدیث مین صرف ایک ہی برس کا ذکر ہے اُسمین کچھ اختلاف نہین
تو بعض کہتے ہین کہ ابی کی حدیث محمول ہے اوپر زیادتی ورع کے تصرف کرنے سے لقطہ مین اور حدیث زید کی
محمول ہے ضرورت پر یا اس واسطے کہ ابی کو اسکی حاجت نہ تھی اور اعرابی کو اسکی حاجت تھی اور منذری نے
کہا کہ فتوی کے اماموں سے کسی نے یہ بات نہین کہی کہ لقطہ کو تین برس تک مشہور کیا جاوے مگر ایک چیز
کہ عمر رض سے آئی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ایک سال کی روایت ٹھیک ہے اسواسطے کہ اُسمین شک نہین اور
صاحب ہدایہ نے حنیفہ سے ایک روایت حکایت کی ہے کہ مشہور کرنے کا امر چیز اٹھانے والے کے اختیار
مین ہے پس واجب ہے اُسپر یہ کہ شہرت دے اسکو یہانتک کہ اُسکو گمان غالب ہو کہ اُسکا مالک اُسکے بعد نہین
ڈھونڈھیگا (فتح) **باب** ضَالَّةِ الْإِبِلِ اونٹ گم ہوئے کا بیان **ف** یعنے کیا اُسکو اٹھایا جاوے یا نہین
(فتح) **حدثنا** عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

ربیعۃ حدثنی یزید مولی المنبعث عن زید بن خالد الجھنی قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فسالہ عما یلتقطہ فقال عرفھا سنۃ ثم اعرف عفاصھا ووکاءھا فان جاء
احد یخبرک بھا والا فاستنفقھا قال یا رسول اللہ فضالۃ الغنم قال لک او لاخیک او
للذئب فقال ضالۃ الابل فتمعر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالک ولھا معھا
حذاءھا وسقاءھا ترد الماء وتاکل الشجر ترجمہ زید بن خالد رضہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسنے پڑی ہوئی چیز کے اٹھانے کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اسکو ایک برس مشہور کر پھر پہچان رکھ اسکی تھیلی اور تاگے کو اور اگر کوئی تجھکو آکر اسکی خبر دے تو اسکو
دے نہیں تو اسکو اپنے خرچ میں لا پھر اس نے کہا کہ یا حضرت گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے بھائی تیرے کے یا واسطے بھیڑیے کے یعنے اگر تو نے لی
اور اسکا مالک آویگا تو وہ لے لیویگا نہیں تو بھیڑیا کھا جاویگا یعنے گم ہوئی بکری کا اٹھانا جائز ہے پھر اس نے
کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے
یعنے بیگانے اونٹ گم ہوئے بھٹکے سے تجھکو کیا کام ہے اسواسطے .... کہ اونٹ کے ساتھ اسکا جوتا اور
مشک موجود ہے کہ اپنے پاؤن سے چل کر پانی پی لیگا اور درخت کھاویگا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گم
ہوئے اونٹ کو نہ پکڑا جاوے اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اولے یہ ہے کہ اٹھایا جاوے
اور بعضے کہتے ہیں کہ اٹھانے کی نہی اس شخص پر محمول ہے جو اسکو مالک ہونے کے واسطے اٹھاوے نہ اسواسطے
کہ اسکو نگاہ رکھے پس اسکو یہ جائز ہے اور یہی ہے قول شافعیہ کا اور اسی طرح اگر گاؤن میں پایا جاوے تو جا
مالک ہونا نزدیک اُنکے اصح قول پر اور مالکیہ کے نزدیک بھی اختلاف ہے اور علماء کہتے ہیں کہ اونٹ کے معنے
میں ہے ہر وہ چیز کہ بچے ساتھ قوت اپنی کے چھوٹے درندوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معرفت
یعنے پہچاننا اسکے نشانیوں کا تعریف کرنے کے بعد ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تعریف معرفت
کے پیچھے ہے اور نووی نے کہا کہ دونو حالتوں میں پہچانے جب اسکو اٹھا دے تو اس وقت بھی پہچانے تاکہ جب
کوئی اسکی صفت بیان کرے تو اسکا جھوٹ سچ اسکو معلوم ہو پھر جب ایک برس کے بعد اسکا مالک ہونا چاہے تو پھر
دوسری بار بھی اسکو اچھی طرح سے پہچان رکھے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ لفظ ثم کا دونو روایتوں میں ساتھ
معنے واو کے ہو پس نہ تقاضا کریگا ترتیب کو اور نہ مخالفت کو تاکہ تطبیق کی حاجت ہو اور نہیں غرض ہے اس سے مگر یہ
کہ واقع ہو تعریف اور معرفت ساتھ قطع نظر کے اس سے کہ کون پہلے ہے اور علماء کو اس معرفت میں دو قول ہیں
ظاہر تو وجوب ہے واسطے ظاہر امر کے اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اٹھانے کے وقت واجب ہے

اور اسکے بعد مستحب ہے اور یہ فرمایا کہ پہچان رکھ ہتیلی اسکی تو غرض اس سے پہچاننا ان ہتھیارون کا ہے جو چیز کو نگاہ
رکھتے ہین اور ملحق ہے ساتھ اسکے نگاہ رکھنا جنس کا اور صفت کا اور قدر کا اور کیل کا کیلی چیزون اور وزن کا
وزنی چیزون مین اور میان کا ماپنے کی چیزون اور ایک جماعت شافعیہ کی کہتے ہین کہ مستحب ہے مقید کرنا اسکا ساتھ
لکھنے کے واسطے خوف بھول جانے کے اور اگر کوئی بعض صفتین پہچانے اور بعضی نہ پہچانے تو اسمین اختلاف
ہے بنا بر اس قول کے کہ واجب ہے دینا اس شخص کو جو اسکی صفت کو پہچانے ابن قاسم نے کہا کہ ضرور ہے کہ
تمام صفتین بیان کرے اور اسی طرح کہا ہے اصبغ نے لیکن اس نے کہا کہ معرفت عدد کی شرط نہین اور ابن
قاسم کا قول قوی تر ہے واسطے ثابت ہونے عدد کے دوسری روایت مین اور زیادتی حافظ کی حجت ہے
اور یہ جو فرمایا کہ اسکو تعریف کر تو علما کہتے ہین کہ محل اسکا وہ جگہین ہین جہان لوگ جمع ہوتے ہین مانند دروازے
مسجدون کی اور بازارون کی اور مانند اسکی اور تعریف کا طریقہ یہ ہے کہ کہتے ہین کہ کون ہے جسکی کوئی چیز
گم ہوئی ہے اور مانند اسکی عبارتون سے اور اسکی کوئی صفت بیان نہ کرے اور یہ کہا کہ ایک برس تو مراد برس
پے در پے ہے پس اگر متفرق طور سے ایک برس شہرت دی تو یہ کافی نہین جیسا کہ ہر سال ایک مہینہ شہرت دے
پس صادق آئیگا اسپر کہ اس نے ایک سال شہرت دی بارہ برس مین اور علما کہتے ہین کہ ہر دن مین
دو بار شہرت دے پھر ایک بار پھر ہر ہفتے مین پھر ہر مہینے مین اور یہ شرط نہین کہ خود تعریف کرے بلکہ اپنے وکیل
کے واسطہ سے بھی جائز ہے اور تعریف کرے اسکے گرنے کی جگہ مین اور اسکے غیر مین اور یہ جو کہا کہ اسکو اپنے خرچ
مین لا تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ پڑی چیز اٹھانے والا اسمین تصرف کرے برابر ہے کہ مالدار ہو یا فقیر
اور ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ اگر مالدار ہو تو اسکو خیرات کر دے پھر اگر اسکا مالک آوے تو اسکو اختیار ہے خواہ
خیرات کو جائز رکھے یا اسکو ڈانڈ لگا دے یعنی اسکا بدلہ اس سے پھیر لیوے اور یہ جو کہا کہ واسطے بھائی تیرے کے ہے
یا واسطے بھیڑیے کے تو اسمین اشارت ہے طرف اسکی کہ اسکا اٹھانا جائز ہے گویا کہ فرمایا کہ وہ ضعیف ہے واسطے عدم
استقلال کے اسکے ہلاک ہونے کا خوف ہے متردد ہے درمیان اسکے کہ اسکو تو لیوے یا تیرا بھائی اور مراد ساتھ
اسکے عام ہے مالک اسکی سے یا کسی اور اٹھانے والے سے ہو اور مراد ساتھ بھیڑیے کے جنس اس چیز کی ہے جو
کھاوے بکری کو درندے چارپایون سے اور اسمین ترغیب ہے اوپر پکڑنے اسکے کے اس واسطے کہ جب وہ جانیگا
کہ اگر مین نے اسکو نہ لیا تو اسکو بھیڑیا کھا جاویگا تو یہ بہت بلانے والا ہوگا اسکو طرف لینے کی اور ایک
روایت مین ہے جیسا کہ آیندہ آویگا کہ وہ تو صرف تیرے ہی واسطے ہے اور وہ صریح ہے بیچ حکم کے ساتھ
لینے اسکے کے پس اسمین دلیل ہے اوپر رد کرنے ایک قول احمد کے کہ بکری کو نہ اٹھاوے اور استدلال کیا ہے
ساتھ اسکے امام مالک رح نے اوپر کہ وہ لینے سے اسکا مالک ہو جاتا ہے اور نہین لازم آتا اسکو ڈانڈ اگرچہ اسکا مالک

جاوے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اُسکے ساتھ برابری کرنے کے درمیان بھیڑیے اور اُٹھانے والے کے
یعنے حدیث مین دونو کو برابر کیا ہے اور بھیڑیے پر ڈانڈ نہین پس اسی طرح اٹھانے والے پر ڈانڈ نہ ہوگا اور جواب
دیا گیا ہے ساتھ اُسکے کہ لام تملیک کو واسطے نہین اسواسطے کہ بھیڑیا مالک نہین ہوتا اور سوای اسکے نہین کہ
مالک ہوتا ہے اسکا اُٹھانے والا اور پر شرط ضمان اسکی کے اور اجماع ہے سب کا اسپر کہ اگر اُسکا مالک اُسکے
کہانے سے پہلے آتا تو اسکو لے لیتا پس معلوم ہوا کہ وہ اپنے مالک کی ملک مین باقی ہے اور نہین فرق ہے
درمیان قول آپکے کی بکری کے حق مین کہ وہ تیرے واسطے ہو یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیے کے واسطے
اور درمیان قول آپکے لقطہ مین کہ شان تیرا ہے ساتھ اُسکے یا لے اسکو بلکہ وہ زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ
مالک ہونیکے اسواسطے کہ نہین شریک کیا ساتھ اُسکے بھیڑیے کو اور نہ کسی اور کو اور باوجود اسکے پس کہتے
ہین کہ اگر خرچ کرے تو اُسکا ڈانڈ دیوے جبکہ اسمین تصرف کرے پھر اُسکا مالک آوے اور جمہور کہتے ہین کہ اسکا
مشہور کرنا واجب ہے پھر جب مشہور کرنے کی مدت گذر جاوے تو اسکو کہاوے اگر چاہے اور اُسکے مالک کو
اُسکا بدلہ دیوے مگر شافعی رح نے کہا کہ جب لقطہ جنگل مین پایا جاوے تو اُسکا مشہور کرنا لازم نہین اور اگر گاؤن
مین پایا جاوے تو واجب ہے تعریف اسکی اصح قول پر اور نووی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ہمارے اصحاب نے
ساتھ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسری روایت مین کہ اگر اُسکا مالک آوے تو اُسکو دیدو اور مالک
کی روایت سو اُنہون نے یہ جواب دیا ہے کہ اُس نے ڈانڈ کو نہ ذکر کیا ہے اور نہ اسکی نفی کی پس ثابت ہوا حکم
اُسکا ساتھ اور دلیل کے اور یہ جو کہا کہ اُسکے ساتھ مشک اسکی ہے تو مراد اس سے پیٹ ہے اور بعض کہتے ہین کہ
گردن اسکی ہے اور یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ اُسکے اُٹھانے اور نگاہ رکھنے کی کوئی حاجت نہین اسواسطے
کہ وہ کئی روز تک پیاس کا متحمل ہو سکتا ہے اور بے تکلف چارہ کہا سکتا ہے واسطے دراز ہونے گردن اُسکی کے
پس اُسکے اُٹھانے کی کچھ حاجت نہین (فتح) **باب** ضَالَّةِ الْغَنَمِ گم ہوئی بکری کا بیان **ف** شاید
بکری کے واسطے علیحدہ باب اسواسطے باندہا ہے کہ تا اشارہ کرے کہ اونٹ کا حکم اُس سے جدا ہے اور تحقیق
اکیلا ہوا ہے مالک ساتھ اُسکے کہ جائز ہے پکڑنا بکری کا اور نہین واجب ہے مشہور کرنا اسکا واسطے دلیل اس
قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ واسطے تیرے ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اُسکے کہ لام تملیک کے واسطے
نہین جیسا کہ فرمایا کہ وہ واسطے بھیڑیے کے ہو اور بھیڑیا بالاتفاق مالک نہین ہوتا اور اجماع ہے اسپر کہ اگر اُسکا
مالک آوے پہلے اس سے کہ کہاوے اُسکو پانے والا تو اُسکو اُس سے لے لیوے (فتح) **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ بْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ ... عَنْ يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ اَنَّهٗ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ
يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَزَعَمَ اَنَّهٗ قَالَ اَعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا

ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً يَقُولُ يَزِيدُ إِنْ لَمْ تُعْرَفْ اسْتَنْفَقَ بِهَا صَاحِبُهَا وَكَانَتْ وَدِيعَةً عِنْدَهُ قَالَ يَحْيَى فَهٰذَا الَّذِي لَا أَدْرِي أَفِي حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَمْ شَيْءٌ مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرَى فِي ضَالَّةِ الْغَنَمِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَزِيدُ وَهِيَ تُعَرَّفُ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرَى فِي ضَالَّةِ الْإِبِلِ قَالَ فَقَالَ دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا ترجمہ زید رض سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کا حکم پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہچان رکھہ اسکی تھیلی اور سر بند کو پھر مشہور کر اسکو ایک برس یزید کہتا ہے کہ اگر اسکو شہرت نہ دے تو اٹھانے والا اسکو اپنے خرچ مین لاوے اور وہ اُسکے نزدیک امانت ہوگی یحییٰ راوی نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ شرط اور جزا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین ہے یا وہ چیز اسکی اپنی راے سے ہے پھر سائل نے کہا کہ آپ گم ہوئی بکری کے حق مین کیا فرماتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو پکڑ لے پس وہ تو تیرے واسطے ہو یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیے کے واسطے یزید نے کہا کہ بکری بھی مشہور کیجاوے پھر سائل نے کہا کہ آپ گم ہوئی اونٹ مین کیا فرماتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے اسواسطے کہ اسکا موزہ اور مشک اسکی ساتھ موجود ہے پانی پر وارد ہوتا ہے اور درخت کہاتا ہے یہانتک کہ اسکا مالک اسکو پاوے **ف** یہ جو یحییٰ نے کہا کہ مجھکو شک ہے کہ یہ لفظ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین ہے یا نہین تو بخاری کے نزدیک راجح یہ بات ہے کہ وہ مرفوع ہے یعنے وہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام ہے راوی کا قول نہین جیسا کہ بخاری نے آئندہ ترجمہ باندھا ہے کہ وہ اُسکے پاس امانت ہوگی (فتح)

باب إِذَا لَمْ يُوجَدْ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ فَهِيَ لِمَنْ وَجَدَهَا جب ایک برس التعریف کرنے کے بعد لقطہ کا مالک نہ پایا جاوے تو وہ واسطے اُٹھانے والے کے ہے **ف** یعنے برابر ہے کہ مالدار ہو یا فقیر کما تقدم (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا ترجمہ زید رض سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے لقطہ کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہچان رکھہ اسکی تھیلی اور تاگے کو پس اسکو ایک برس مشہور کر پھر اگر اسکا مالک آوے تو اسکو

دیدے نہین تو لازم پکڑ حال اپنے کو ساتھ اُسکے یعنے تصرف کر اُسمین پہر اس نے کہا کہ گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیری واسطے ہے یا تیرے بہائی کے واسطے یا بہیڑیے کے واسطے پہر اُس نے کہا کہ گم ہوا اونٹ کا کیا حکم ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری واسطے کیا ہے اور اسکے واسطے کیا ہے یعنے تجہکو اس سے کیا کام ہے اُسکی مشک اور اُسکا جوتا اُسکے ساتھ موجود ہے پانی پر آتا ہے اور درخت کہاتا ہے یہانتک کہ اُسکا مالک اُس سے ملے **ف** استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اسپر کہ شہرت کی مدت کے گذرنے کے بعد اٹھانے والا اُسکا مالک ہوجاتا ہے اور یہی ہے ظاہر نص شافعی کی اسواسطے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ شان تیرا ہے ساتھ اُسکے سپرد کرنا ہے طرف اختیار اسکے کی اور یہ جو کہا کہ اُسکو اپنے خرچ مین لا تو یہ امر اباحت کی واسطے ہے یعنے اسکو خرچ مین لانا جائز ہے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ مالک ہونے کے واسطے زبان سے بولنا شرط ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نیت کافی ہے اور یہی راجح ہے دلیل کے اُس سے اور بعضے کہتے ہین کہ محض اٹہانے سے ملک مین آجاتی ہے اور علماء کو اسمین اختلاف ہے کہ اگر ایک برس تعریف کرنے کے بعد اُسمین تصرف کرے پہر اس کا مالک آوے تو کیا اُسکا بدلہ اُسپر آتا ہے یا نہین پس جمہور کہتے ہین کہ واجب ہے پہیر دینا اُسکا اگر وہ چیز بہو بہو موجود ہو یا اُسکا بدلہ اگر ہلاک ہوگئی ہو اور کرابیسی نے اسمین مخالفت کی ہے اور موافقت کی ہے اُسکی اسکے دو یاروں بخاری اور داؤد ظاہری نے لیکن داؤد اسمین جمہور کے موافق ہے جبکہ وہ چیز بہو بہو موجود ہو اور جمہور کی حجت یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے جو پہلے گذر چکا ہے کہ وہ اُسکے نزدیک امانت ہوگی اور نیز دلیل اُنکی یہ قول آپ کا ہے جو مسلم کی روایت مین ہے کہ پہچان رکہہ تہیلی اسکی اور سر بند اُسکا پہر کہا اُسکو پہر اگر اُسکا مالک آوے تو اسکو اسکی طرف ادا کر دے اسواسطے کہ تحقیق ظاہر قول آپکا پس اگر آوے مالک اُسکا آخر تک بعد قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ کہا اسکو تقاضا کرتا ہے اسکو کہ کہانے کے بعد اُسکا پہیر دینا واجب ہے پس محمول ہوگا اسپر کہ اُسکا بدلہ ادا کرے اور احتمال ہے کہ کلام مین حذف ہو دلالت کرتی ہین اُسپر باقی روایتین اور تقدیر یہ ہے کہ پس پہچان رکہہ تہیلی اُسکی اور تاگا اُسکا پہر کہا اس کو اگر نہ آوے مالک اُسکا پس اگر اُسکا مالک آوے تو اُسکو ادا کر دے اور اس سے زیادہ تر ابو داؤد کی روایت ہے کہ اگر اسکا مالک آوے تو اسکو ادا کر دے نہین تو پہچان رکہہ اُسکی تہیلی اور تاگے کو پہر کہا اسکو پہر اگر اُسکا مالک آوے تو اسکو اسکی طرف ادا کر دے سو حکم کیا ساتھ ادا کرنے اُسکے کے طرف اُسکی پہلے اذن کے کہانے مین اور بعد اُسکے اور یہ اقوی حجت ہے واسطے جمہور کے اور جب یہ بات مقرر ہو چکی تو ممکن ہے حمل کرنا بخاری رحمہ کے قول کا جو اُس نے ترجمہ مین کہا کہ وہ اُسکے واسطے ہے اسپر کہ اُسکو اسوقت اُسمین تصرف

کرنا درست ہو اور اسپر حکم ضمانت اسکی کا بعد اُسکے پس وہ ساکت ہو اُس سے اور امام نووی نے کہا کہ اگر اُسکا مالک آدے پہلے اس سے کہ اُٹھانے والا اُسکا مالک ہو تو لے اسکو ساتھ زوائد متصلہ اور منفصلہ کے اور اسپر بعد مالک ہونے کے پس اگر اُسکا مالک نہ آدے تو وہ واسطے پانے والے کی ہے اور نہین مطالبہ ہے اوپر اسکے آخرت مین اور اگر اُسکا مالک آدے اور وہ چیز موبہو موجود ہو تو مستحق ہوگا اُسکا ساتھ زوائد متصلہ کے اور اگر کوئی چیز اُس سے تلف ہو تو لازم آتا ہے اُٹھانے والے کو ڈانڈ واسطے مالک کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور بعض سلف کہتے ہین کہ اُسکا ڈانڈ اُسپر لازم نہین آتا اور یہی ہے مختار نزدیک بخاری رح کے (فتح) **بَابٌ** اِذَا وَجَدَ خَشَبَةً فِي الْبَحْرِ اَوْ سَوْطًا اَوْ نَحْوَهٗ جب پاوے لکڑی دریامین یا کوڑا یا مانند اسکی **ف** یعنے اُسکے ساتھ کیا کرے کیا اُسکو لے لیوے یا چہوڑ دیوے اور جب اُسکو لیوے تو کیا اُسکا مالک ہوجاتا ہے یا اُسکا حکم لقطہ کی طرح ہے اور علمار کو اسمین اختلاف ہو (فتح) وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ فَخَرَجَ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَآءَ بِمَالِهٖ فَاِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل سے ایک مرد کو ذکر کیا پہر تمام حدیث بیان کی سو وہ مرد دیکہتا ہوا نکلا کہ کیا کوئی جہاز اُسکا مال لایا ہے یا نہین تو ناگہان اُسنے ایک لکڑی دیکہی تو اُسکو اپنے گہر والون کو جلانے کے واسطے اٹہا لیا سو جب اُسکو چیرا تو اُسمین اپنا مال اور خط پایا **ف** پوری شرح اس حدیث کی کتاب الکفالہ مین گذر چکی ہے توجیہ استنباط ترجمہ کی اُس سے اور یہ کہ وہ اس جہت سے ثابت ہو کہ پہلون کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جبکہ ہماری شرع مین اسکی مخالفت کا حکم نہ آیا ہو خاصکر اُس وقت جبکہ بیان کرے شارع جگہہ ثنا کی اُسکے فاعل پر اور ساتھ اس تقدیر کے تمام ہوگی مراد جواز اخذ لکڑی کی دریا سے اور علما کو اسمین اختلاف ہو اور کوڑی وغیرہ کا ذکر اس حدیث مین نہین آیا لیکن استنباط کیا ہے اُسکو بطور الحاق کے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے ساتہ کوڑی کے طرف اُس اثر کی جو آیندہ آویگا ابی بن کعب کی حدیث مین یا اشارہ کیا طرف اس حدیث کی جو ابوداؤد نے جابر رض سے روایت کی کہ رخصت دی ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی اور کوڑے اور مانند انکی مین اسکو اٹہا کر اُسکے ساتہ فائدہ پاوے اور اسکی سند ضعیف ہو اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ نہین فرق ہے لقطہ مین درمیان قلیل اور کثیر کے تعریف وغیرہ مین اور ایک قول یہ ہے کہ تعریف مطلق واجب نہین اور بعضے کہتے ہین کہ ایک بار تعریف کی جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ تین دن تعریف کیجاوے اور بعضے کہتے ہین کہ اتنا زمانہ تعریف کرے کہ گمان کرے کہ مالک نے اُس سے مُنہ پہیرا اور یہ سب قلیل چیز مین ہے

جس کے واسطے قیمت ہو اور ایسی چیز جسکی قیمت نہ ہو مانند ایک دانہ کی تو جائز ہے نفع اٹھانا اس سے اصح قول یہ
اور کھجور کی حدیث جو آئندہ باب میں آتی ہے حجت ہے واسطے اسکے اور حنفیہ کے نزدیک یہ بات ہے کہ اگر ایسی چیز
ہو کہ معلوم ہو کہ اسکا مالک اسکو نہیں ڈھونڈھے گا مانند گٹھلی کے تو جائز ہے لینا اسکا اور فائدہ اٹھانا ساتھ اسکے بغیر
تعریف کی لیکن وہ اپنے مالک کے ملک میں رہتی ہے اور مالکیہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے لیکن اسکے مالک کے ملک
سے دور ہو جاتی ہے پس اگر اسکے واسطے قدر اور منفعت ہو تو اسکی تعریف واجب ہے اور تعریف کی مدت میں اختلاف
ہے اور اگر اس قسم سے ہو کہ جلدی بگڑ جاتی ہے ذخیرہ نہیں کہائی تو اسکا کہانا جائز ہے اصح مذہب پر اور اسکا بدلہ
نہیں آتا (فتح) **باب** اِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيْقِ اگر راہ میں کھجور پڑی پاوے **ف** یعنے جائز ہے
اٹھانا اسکا اور کہانا اسکا اور اسیطرح جو حقیر چیز ہو اسکا بھی یہی حکم ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک شافعیہ کی اور ابن ابی شیبہ
نے میمونہ رضہ سے روایت کی ہے کہ اس نے ایک کھجور پڑی پائی تو اسکو کہا لیا پھر کہا کہ خدا فساد کو دوست
نہیں رکھتا یعنے اگر نہ اٹہاکر کہائی جاتی تو بگڑ جاتی (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي
الطَّرِيْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم راہ میں ایک کھجور پر گذرے سو فرمایا کہ اگر مجھکو اسکا خوف نہ ہوتا کہ شاید یہ کھجور زکوۃ
کی ہو تو میں اسکو کہا لیتا **ف** یہ حدیث ظاہر ہے اسمیں کہ جائز ہے کہانا ہر چیز کا کہ پائی جاوے حقیر
چیزوں سے راہ میں اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ آپ اسکی کہانے سے باز نہیں رہے مگر واسطے پرہیزگاری کے
واسطے اس خوف کے کہ زکوۃ سے ہو جو آپ پر حرام ہے نہ اسواسطے کہ وہ راہ میں پہینکی گئی ہے فقط اور یہ واضح
ہوتا ہے حدیث باب سے کہ آپ نے فرمایا میرے بچہونے پر اسواسطے کہ وہ ظاہر ہے اسمیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پرہیزگاری
کی وجہ سے چہوڑا واسطے اس خوف کے کہ صدقہ سے ہو پس اگر اسکا خوف نہ ہوتا تو اسکو کہا لیتے اور آپنے تعریف ذکر نہیں
کی پس معلوم ہوا کہ ایسی چیز حقیر کے لینے سے آدمی مالک ہو جاتا ہے اسکی تعریف کی حاجت نہیں ہوتی لیکن کیا جائز ہے یہ
کہا جاوے کہ وہ لقطہ ہے اسکی تعریف کا ترک کرنیکی اجازت ہے یا وہ لقطہ نہیں اسواسطے کہ لقطہ کی شان یہ ہے کہ وہ ملک ہو جاتا
ہے سوا اس چیز کے کہ اسکی قیمت نہیں (فتح) وَقَالَ يَحْيٰى ثَنَا سُفْيَانُ ثَنِيْ مَنْصُوْرٌ ح وَقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ
عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ الْيَامِيِّ ثَنَا اَنَسٌ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ
مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَنْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً
عَلٰى فِرَاشِيْ فَاَرْفَعُهَا لِاٰكُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَاُلْقِيْهَا **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں اپنے گھر والوں پاس پلٹ جاتا ہوں تو کھجور کو اپنے بچھونے
پر گری ہوئی پاتا ہوں سو اسکو اٹہا لیتا ہوں کہ کہاؤں پھر ڈرتا ہوں کہ کہیں زکوۃ کی نہ ہو تو اسکو پہینکدیتا ہوں

ف زکوۃ کا مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ سب بنی ہاشم پر حرام تہا **باب** کَیْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ اَهْلِ مَکَّةَ مکے والون کے لقطہ کو کسطرح تعریف کیا جاوے **ف** شاید یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ حرم کی گری پڑی چیز اُٹھانی جائز ہے اسی واسطے اُس نے صرف اسکی کیفیت کا باب باندہا ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ جو حدیث آئی ہے کہ حاجیون کی پڑی چیز اُٹھانی منع ہے سو ضعیف ہی یا وہ مؤول ہے ساتھ اسکے کہ منع اُٹھانا اُسکا تو صرف مالک ہونے کے واسطے ہے نہ واسطے نگاہ رکہنے کو اور ایسی یہ حدیث پس صحیح کہا ہے اسکو مسلم نے پہر ابن عباسؓ اور ابوہریرہ رضؓ کی حدیث مین تعریف کی کیفیت کا ذکر نہین اور شاید کہ اشارہ کیا ہی بخاری نے طرف اسکی کہ یہ تعریف مختلف نہین (فتح) وَقَالَ طَاؤُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهَا اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا رَوْحٌ ثَنَا زَكَرِيَّا ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُعْضَدُ عِضَاهُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ ترجمہ یعنی اور ابن عباس رضؓ سے روایت ہی کہ نہ اُٹہاوے مکے کی گری ہوئی چیز کو مگر جو اُسکو مشہور کرے اور نیز ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ مکے کا درخت نہ کاٹا جاوے اور اُسکا شکار نہ ہانکا جاوے اور نہین حلال ہے اُٹہانا پڑی ہوئی چیز اُسکی کا مگر واسطے تعریف کرنے والے کو اور نہ کاٹی جاوے گہاس اسکی تو عباس نے کہا کہ یا حضرت اذخر کی گہاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہی **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ مُوْسَى ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَاِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُفْدٰى وَاِمَّا اَنْ يُقِيْدَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّا نَجْعَلُهٗ لِقُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَامَ اَبُوْ شَاهٍ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ قُلْتُ لِلْاَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهٗ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِيْ سَمِعَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ

جب خدا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکے کو فتح کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں مین کہڑے ہوئے
سو خدا کی حمد اور تعریف کی پہر فرمایا کہ مقرر خدا نے مکے کو قتل سے روکا تہا اور اپنے رسول اور مسلمانوں کو اس
پر غالب کیا اور مقرر مجہہ سے پہلے کسی کو مکے مین لڑنا حلال نہین ہوا صرف میرے واسطے دن کی ایک
ساعت بہر حلال ہوا اور بیشک میرے بعد قیامت تک کسی پر مکہ حلال نہ ہوگا سو اسکا شکاری جانور نہ ہانکا جاوے
اور اسکا درخت خار دار نہ کاٹا جاوے اور اسکی گری پڑی چیز کسی کو لینا درست نہین مگر اسکو جو مشہور کرے اور جسکا
کوئی آدمی مارا جاوے وہ دو باتوں سے ایک بات جو بہتر جانے سو اختیار کرلے یا قاتل سے خونبہا لیوے یا
خون کے بدلے خون لیوے تو عباس نے کہا کہ یا حضرت مگر اذخر کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اسواسطے کہ ہم
اسکو اپنی قبروں مین اور اپنے چہتوں پر ڈالتے ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست
ہے تو ایک مرد ابو شاہ نام یمن کا رہنے والا کہڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت مجہکو یہ سب حکم لکہوا دیجیے تو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو شاہ کو لکہہ دو مین نے اوزاعی سے کہا کہ اس نے کس چیز کو لکہوانا چاہا
تہا اس نے کہا کہ یہ خطبہ جسکو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تہا **ف** استدلال کیا گیا ہے ساتھ
حدیث ابن عباس اور ابوہریرہؓ کے جو باب مین مذکور ہین اسپر کہ مکے کی گری پڑی چیز نہ اٹہائی جاوے واسطے
مالک ہونے کے بلکہ خاص تعریف کے واسطے اٹہائی جاویگی اور یہی ہے قول جمہور کا اور سوای اسکے نہین کہ خاص
ہوا وہ ساتھ اسکے نزدیک انکے اسواسطے کہ اسکا مالک کو پہونچنا ممکن ہے اسواسطے کہ اگر وہ مالک مکی ہوگا تو پہنچنا
اسکا ظاہر ہے اور اگر آفاقی ہوگا تو اکثر اوقات ہر طرف سے مکے مین آدمی آتے ہین سو جب اسکو اٹہانے والا ہر
سال مین تعریف کریگا تو آسان ہوگا پہونچنا طرف معرفت مالک اسکی کی یہ ابن بطال نے کہا ہے اور اکثر مالکیہ
اور بعضے شافعیہ کہتے ہین کہ اس حکم مین مکہ اور شہروں کے برابر ہے مکہ تو صرف اس بات کی خاص ہے کہ
وہان تعریف مین مبالغہ کیا جاوے یعنے خوب تعریف کرے تاکہ سب لوگوں کو معلوم ہو جاوے اسواسطے کہ
حاجی اپنے شہر کی طرف پلٹ جاتا ہے اور کبہی پہر نہین آتا پس محتاج ہوا اٹہانے والا طرف مبالغہ کی تعریف
مین اور حجت پکڑی ہے ابن منیر نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ ظاہر استثنا کے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حلت کی نفی کی اور تعریف کرنے والے کو مستثنے کیا پس معلوم ہوا کہ تعریف کرنے والے کے واسطے حلت
ثابت ہے اسواسطے کہ استثنا نفی سے اثبات ہوتا ہے اور لازم آتا ہے اسپر کہ مکہ اور اسکے سوای اور جگہین برابر ہون
اور قیاس اسکی تخصیص کو چاہتا ہے اور جواب یہ ہے کہ تخصیص جب غالب کے موافق ہو تو اسکا کوئی مفہوم نہین ہوتا
اور غالب یہ ہے کہ مکے کی گری پڑی چیز اٹہانے والا اسکے مالک سے ناامید ہوتا ہے اور اسکا مالک اسکی پانے سے
ناامید ہوتا ہے واسطے جدا جدا ہونے خلقت کے دور دور کناروں مین سو اکثر اوقات اٹہانے والے کو دل مین

اسکے مالک ہونے کی حرص داخل ہوتی ہے ابتدا سے پس نہین تعریف کرتا اسکو تو شارع علیہ السلام نے اسکو
اس سے منع کیا اور حکم کیا کہ نہ اٹھا دے اسکو کوئی مگر جو اسکو مشہور کرے اور جدا ہے آیین لقطہ لشکر کا بیچ شہرون
دار الحرب کے بعد جدا جدا ہونے اُنکے کے اسواسطے کہ وہ نہین مشہور کیا جاتا انکے بغیر مین بالاتفاق برخلاف
لقطہ مکے کے کہ مشروع ہے مشہور کرنا اُسکا اسواسطے کہ لقطے کے مالک کی کناری کے لوگون کا مکے مین آنا ممکن
ہے پس حاصل ہوگا پہونچنا طرف معرفت مالک اسکی کی اور اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ الا لمنشد کے معنے یہ ہین
کہ جو ڈہونڈنے کسی تلاش کرنے والے سے کہ کہتا ہو کہ کسی نے میری ایسی چیز دیکھی ہے پس اُسوقت جائز ہے واسطے
پانے والے لقطے کے کہ اسکو مشہور کرے تا کہ اسکو اُسکے مالک کی طرف پہیر دے اور یہ قول جمہور کے قول سے
بہت تنگ ہے اسواسطے کہ مقید کیا ہے اُس نے معرف کو ساتھ ایک حالت کے سوا دوسری حالت کے اور استدلال کیا گیا ہے
ساتھ اسکے اسپر کہ لقطہ عرفات کا اور مدینہ منورہ کا تمام شہرون کی طرح ہے واسطے خاص ہونے مکے کے
ساتھ اُسکے اور ماوردی نے حاوی مین ایک وجہ حکایت کی ہے کہ عرفہ کا حکم بھی مکے کی طرح ہے
اسواسطے کہ مکے کی طرح اُسمین بھی حاجی جمع ہوتے ہین اور نہین ترجیح دی اُس نے کسی چیز کو اور نہین ہے
یہ وجہ مذکور روضہ مین اور نہ اسکے اصل مین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جائز ہے تعریف
کرنی گم ہوئی چیز کی مسجد حرام مین بخلاف اور مسجدون کے اور یہ اصح تر وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے (فتح)

بَابُ لَا تُحْلَبُ مَاشِيَةُ اَحَدٍ بِغَيْرِ اِذْنٍ نہ دوہا جاوے جانور کسی کا بدون اُسکی اجازت کے

ف امام بخاری نے ظاہر حدیث کی موافق ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے تو اسمین اشارت ہے طرف رد کرنے
قول اُس شخص کے جو اُسکو خاص کرتا ہے یا مقید کرتا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ
اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحْلُبَنَّ
اَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِءٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهٗ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَيُنْتَقَلَ
طَعَامُهٗ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ دوہے کوئی کسی کے جانور
کو بغیر اُسکی اجازت کے بھلا تم مین کوئی یہ چاہتا ہے کہ کوئی اُسکی کوٹہری مین آکے اُسکا خزانہ توڑ کے اُسکے
کہانے کا اناج نکال لے جاوے سو اُنکے جانورون کے تہن تو اُنکے کہانے کے دودہ کو حفاظت مین رکہتے
ہین یعنے تہن کوٹہری کی طرح ہین حفاظت کے واسطے سو ہرگز نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بدون اُسکی
اجازت کے **ف** ایک روایت مین رجل کا لفظ آیا ہے تو مانند مثال کی ہے نہین تو یہ حکم مردون کے ساتھ
خاص نہین بلکہ عورتون کا بھی یہی حکم ہے اور ذکر کیا ہے اُسکو بعض شارحین موطا نے ساتھ لفظ ماشیۃ اخیہ کے

یعنے اپنے بہائی کے جانور کو اور کہا کہ یہ واسطے غالب کے ہے اسواسطے کہ نہین فرق ہے اس حکم مین درمیان
مسلمان اور کافر کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ نہین وجود ہے واسطے اُسکے سو طا مین اور ساتھ
ثابت کرنے فرق کے نزدیک بہت اہل علم کے اور لفظ ماشیہ کا واقع ہوتا ہے اونٹ پر اور گائی پر اور بکری
پر لیکن اُسکی استعمال بکری مین اکثر ہے اور مراد طعام سے اسجگہہ دودہ ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ اس
حدیث مین نہی ہے اس سے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی چیز لے مگر اسکی اجازت سے اور دودہ کو فقط
اسواسطے ذکر کیا کہ لوگ اُسمین سستی کرتے ہین پس تنبیہ کے ساتھ اسکی اسچیز پر جو اول ہے اُس سے اور یہی قول
ہے جمہور کا لیکن برابر ہے کہ اذن خاص کے ساتھ ہو یا اذن عام سے اور مستثنا کیا ہے بہت سلف نے
اسکو جبکہ اُسکے مالک کی خوشی معلوم ہو اگرچہ واقع ہوا ہو اُس سے اذن خاص اور نہ عام اور بہت علما کا
یہ مذہب ہے کہ دودہ دوہنا مطلق جائز ہے کہانے مین اور پینے مین برابر ہے کہ اسکی خوشی معلوم ہو یا نہ
ہو اور دلیل اُنکی وہ حدیث ہے جو ابوداؤد وغیرہ نے سمرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب کوئی کسی کے مواشی پر آوے پس اگر اُنمین انکا مالک ہو تو چاہیے کہ تین بار آواز کرے پس اگر
جواب دے تو چاہیے کہ اُس سے اجازت مانگے پس وہ اگر اُسکو اجازت دے تو فبہا نہین تو چاہیے کہ دودہ
دوہ کر پی لیوے اور اپنے ساتھ نہ اٹھا وے اور اُسکا جواب یہ ہے کہ نہی کی حدیث اس سے زیادہ ترصحیح
ہے پس اولے ہے ساتھ عمل کرنے کے اور نیز یہ حدیث معارض ہے ساتھ قواعد قطعیہ کے بیچ حرام ہونے مال
مسلمان کے بدون اسکی اجازت کے پس نہ التفات کیا جاویگا طرف اُسکی اور بعضون نے دونو حدیثون
مین کئی طرح سے تطبیق دی ہے ایک وجہ یہ ہے کہ اذن اُسوقت ہے جبکہ اُسکے مالک کی خوشی معلوم ہو اور
منع اُسوقت ہے جبکہ اسکی خوشی معلوم نہو اور یا یہ کہ مسافر کو اجازت ہو اور دوسرے کو نہین یا مضطر کو اجازت
ہو دوسرے کو نہین اور بعضے کہتے ہین کہ حدیث نہی کی اُسوقت پر محمول ہے جبکہ مالک مسافر سے زیادہ تر
محتاج ہو اور بعضے کہتے ہین کہ حدیث اجازت کی اُسوقت پر محمول ہے جبکہ مواشی اہل ذمہ کے ہون اور منع
اُسوقت ہے جبکہ مسلمانون کے واسطے ہون اور بعضے کہتے ہین کہ اجازت منسوخ ہے کہ یہ حکم زکوۃ کے واجب
ہونے سے پہلے تہا اور کہتے ہین کہ اُسوقت ضیافت واجب تہی پہر زکوۃ کے فرض ہونے سے منسوخ ہوئی یہی
قول طحاوی کا ہے اور امام نووی نے کہا کہ اختلاف کیا ہے علما نے اُسکے حق مین جو کسی باغ یا کہیتی یا جانورون
مین گذرے جمہور کہتے ہین کہ نہین جائز ہے اُسکو یہ کہ لے اُس سے کوئی چیز مگر حالت ضرورت مین پس لیوے اور
اُسکا بدلہ دیوے نزدیک شافعی کے اور جمہور کے اور بعضے سلف کہتے ہین کہ اُسکو کوئی چیز لازم نہین
اور امام احمد نے کہا کہ اگر باغ کی دیوار نہو تو جائز ہے اسکو کہانا تر میوون سے صحیح روایت ہے اگرچہ اُسکی

واسطے محتاج نہو اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر محتاج ہو تو جائز ہے اور نہین ہے ضمانت اوپر اُسکے دونو
حالتون مین اور امام شافعی نے کہا کہ اگر حدیث صحت کو پہونچے تو مین اسکا قائل ہون اور بیہقی نے کہا
کہ مراد یہ حدیث ہے کہ جب کوئی کسی کے باغ مین گذرے تو چاہیئے کہ اُس سے کہا وے یعنے اُسکو کہانا جائز ہے
اور نہ لے جہولی مین روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور کہا کہ غریب ہے اور بیہقی نے کہا کہ صحیح نہین اور اسکی
کئی طریقے ہین جو قوی نہین مین کہتا ہون کہ اُسکا مجموعہ صحیح کے درجے سے کم نہین اور تحقیق حجت پکڑی
ہے اُنہون نے بہت احکام مین ساتھ اُس چیز کے کہ اس سے کم ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے
بیان کرنا مثال کا واسطے قریب کرنے کے طرف فہمون کی اور تمثیل دینی اس چیز کی جو کبھی پوشیدہ رہتی
ہے ساتھ اس چیز کے کہ وہ واضح تر ہے اُس سے اور استعمال کرنا قیاس کا نظیرون مین اور یہ کہ جائز ہے
ذکر کرنا حکم کا ساتھ علت اُسکی کے اور اعادہ کرنا اُسکا بعد ذکر علت کو واسطے تاکید کے اور یہ کہ نہین شرط
قیاس کا صحیح ہونے مین مساوی ہونا فرع کا واسطے اصل کے ساتھ ہر اعتبار کے بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہے
واسطے اصل کے مزیت کہ نہین ضرر کرتا ساقط ہونا اسکا فرع مین جبکہ مشارک ہون دونو اصل صفت مین
اسواسطے کہ تہن نہین مساوی ہے خزانے کو حفاظت مین جیسا کہ تہنون کو تہیلی چڑہانی نہین مساوی ہے
قفل کے اور باوجود اسکے پس لاحق کیا ہے شارع نے تہن غلاف چڑہے ہوئے کو حکم مین ساتھ خزانے قفل
والے کے اسمین کہ بدون اذن مالک کے دونو کا کہانا درست نہین اور یہ کہ جائز ہے جمع رکہنا اناج کا اور بند کہنا
اسکا حاجت کے وقت تک بخلاف غالی زاہدون کے جو اناج کے ذخیرہ رکہنے کو منع کرتے ہین اور یہ کہ دودہ
کو بھی اناج کہا جاتا ہے پس حانث ہوگا ساتھ اُسکے جو قسم کہاوے کہ مین کہانا نہ کہاؤن گا مگر یہ کہ اسکی نیت
دودہ کے علاوہ ہو اور یہ کہ بیچنا دودہ بکری کا بدلے بکری کے کہ اُسکے تہنون مین دودہ ہو باطل ہے اور
یہی قول ہے شافعی اور جمہور کا اور یہ کہ جب بکری کے واسطے دودہ ہو اور اُسکے دوہنے کی قدرت ہو تو مقابل
ہوتا ہے اسکو ایک حصہ مول سے اور یہ تائید کرتا ہے مصرات کی حدیث کو اور ثابت کرتا ہے حکم اُسکے کو بیچ
قیمت ٹہیلنے دودہ کے اور یہ کہ جو دودہ وہے تہن لونڈی یا غیر اُسکے سے تہیلی چڑہائی ہوئے محفوظ ہے بغیر
ضرورت کو اور بغیر تاویل کے وہ چیز کہ پہونچے قیمت اُسکی اُس مقدار کو کہ واجب ہوتا ہے اُسمین ہاتہ کاٹنا
تو واجب ہے کاٹنا ہاتہ اُسکے کا اگر نہ اجازت دے اُسکو مالک اُسکا بطور تعیین کے یا اجمال کے اسواسطے کہ حدیث
ظاہر ہے اسمین جانورون کے تہن طعام کے خزانے ہین اور حکایت کی قرطبی نے بعضون سے واجب ہونا
قطع کا اگرچہ بکریان حفاظت مین نہ ہون واسطے کفایت کرنے حفاظت تہنون کے دودہ کو اور یہی ہے
جسکو ظاہر حدیث کا چاہتا ہے (فتح) **بَابٌ** إِذَا جَاءَ صَاحِبُ اللُّقْطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ رَدَّهَا عَلَيْهِ

لِأَنَّهَا وَدِيعَةٌ عِنْدَهُ جب لقطہ کا مالک ایک برس کے بعد آوے تو اٹھانے والا اسکو پہیر دیوے اسواسطے کہ وہ اسکے پاس امانت ہے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِ احْمَرَّتْ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا ترجمہ زید رضہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کا حکم پوچہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہرت دے اسکو ایک سال پہر پہچان رکہہ اسکی تہیلی اور تاگے کو پہر اسکو اپنے خرچ مین لا پہر اگر اسکا مالک آوے تو اسکو اسکی طرف ادا کردے پہر اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو پکڑ لے وہ تو واسطے تیرے ہے یا واسطے بہائی تیرے کے یا واسطے بہیڑیئے کے پہر اس نے کہا کہ یا حضرت پس گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے یہانتک کہ آپ کا چہرہ سرخ ہوا پہر فرمایا کہ کیا ہے واسطے تیرے اور واسطے اسکے اسکے ساتھ اسکا جوتا اور مشک موجود ہے یہانتک کہ اسکا مالک اس سے ملے **ف** اس حدیث مین ودیعت یعنے امانت کا ذکر نہین تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ سلیمان بن بلال کی روایت کا جو پہلے مذکور ہو چکی ہے مرفوع ہونا راجح ہے اور ابن بطال نے کہا کہ بخاری کو شک مذکور مین شبہ ہوا پس ترجمہ باندہا اسکو ساتھ معنے کو اور ابن منیر نے کہا کہ لفظ سے اسکو ساقط کیا اور معنے سے اسکو ثابت کیا اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ اگر اسکا مالک آوے تو اسکو دیدے تو یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ مالک کی ملک باقی ہے بخلاف اسکے جو مباح کرتا ہے اسکے بعد برس کے بغیر ضمانت کے اور یہ جو کہا کہ وہ تیرے پاس امانت ہوگی تو احتمال ہے کہ ہو مراد بعد اسکے کہ خرچ مین لاوے اور یہی ہے ظاہر سیاق حدیث کا پس مجاز کیا ساتھ ذکر ودیعت کے وجوب بدل اسکے سے یعنے اس صورت مین واجب تو اسکے بدل کا دینا ہے پس ودیعت کو جو ذکر کیا تو بطور مجاز کے ہے اسواسطے کہ حقیقت ودیعت کی یہ ہے کہ اسکی ذات باقی رہے اور جامع واجب ہونا رد اس چیز کا ہے جو یا دی آدمی واسطے غیر اپنے کی ہنین تو جبکو خرچ کرنے کی اجازت ہو اسکی ذات باقی نہین رہتی اور احتمال ہے کہ ہو واو بیچ ولتکن کے ساتھ معنے او کے یعنے یا تو اسکو خرچ کرے اور اسکا بدلہ دیوے اور یا اسکو اپنے پاس بطور امانت کرکہے یہانتک کہ اسکا مالک آوے تو اسکو دیوے اور یہ جو اسکا نام امانت رکھا تو اس سے

سمجھا جاتا ہے کہ اگر وہ ضایع ہوجاوے تو اُسکا بدلہ اُسپر لازم نہین آتا اور یہی ہے مختار نزدیک بخاری کے واسطے
تابعداری ایک جماعت سلف کی اور ابن منیر نے کہا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اسکے واسطے ایک قول علماء
کی کہ جب تلف کرے اُسکو اٹھانے والا بعد تعریف کی اور گذرنے مدت اُسکی کے پھر اُسکا بدلہ نکالے پھر وہ ہلاک
ہو تو دوسری بار اُسپر ضمانت نہین اور جب دعوی کرے کہ اُس نے اُسکو کہا لیا تھا پس اُسکا بدلہ نکالا تھا پھر وہ ضایع
ہوا تو بھی اُسکا قول قبول کیا جاوے اور یہی راجح ہے سب اقوال سے (فتح) **بَابٌ** هَلْ يَأْخُذُ اللُّقْطَةَ
وَلَا يَدَعُهَا تَضِيعُ حَتّٰى لَا يَأْخُذَهَا مَنْ لَا يَسْتَحِقُّ کیا لیوی لقطہ کو اور نہ چھوڑے اُسکو اس حال مین کہ
ضایع ہووے اور نہ چھوڑی اُسکو تاکہ لیوے اُسکو وہ شخص کہ اُسکا مستحق نہین **ف** اشارہ کیا۔ بیچ بخاری نے
ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے کی اُسپر جو گری پڑی چیز کے اٹھانے کو برا جانتا ہے اور اُسکی دلیل یہ حدیث جارود
کی ہے کہ گم ہوئی چیز مسلمان کے سبب ہے آگ کا روایت کی یہ حدیث نسائی نے ساتھ سند صحیح کے اور جمہور
کہتے ہین کہ یہ حدیث محمول ہے اُسکے حق مین جو اُسکو شہرت نہ دے اور جمہور کی دلیل یہ حدیث مسلم کی ہے
کہ جو گم ہوئی چیز کو لیوی وہ گمراہ ہے جب تک کہ اُسکو شہرت نہ دے (فتح) **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ
ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ
وَزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ فِي غَزَاةٍ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَقَالَا لِي أَلْقِهِ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ إِنْ وَجَدْتُ صَاحِبَهَا
وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ فَلَمَّا رَجَعْنَا حَجَجْنَا فَمَرَرْتُ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقَالَ وَجَدْتُ
صُرَّةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ
فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اعْرِفْ عِدَّتَهَا وَوِكَاءَهَا وَوِعَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ
صَاحِبُهَا وَإِلَّا اسْتَمْتِعْ بِهَا ترجمہ سوید بن غفلہ رض سے روایت ہو کہ مین ایک جہاد مین سلیمان اور زید کی ساتھ
تھا سو مین نے ایک کوڑا گرا ہوا پایا تو اُن دونو نے کہا کہ اُسکو پھینکدے مین نے کہا کہ مین نہین پھینکتا و لیکن گر
مین اُسکے مالک کو پاؤنگا تو اُسکو دیدونگا نہین تو اُس سے فائدہ اٹھاؤنگا سو جب ہم جہاد سے پھرے تو ہم نے
حج کیا سو مین مدینے مین گذرا .... سو مینے ابی بن کعب سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ مین نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایک ہمیانی پائی تھی جسمین سو اشرفی تھی سو مین اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
پاس لایا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو ایک سال شہرت دی سو مین نے اُسکو ایک سال شہرت
کیا پھر مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو ایک برس اور شہرت
دی تو مین نے اسکو ایک برس اور شہرت دی پھر مین تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپنے فرمایا کہ

اسکو ایک برس اور شہرت دی پہر مین چوتھی بار آپکے پاس آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہچان رکھہ
اسکی گنتی کو اور تھیلی کو اور سر بند کو پس اگر اُسکا مالک آوے تو اسکو دیدے نہین تو اسکو اپنے کام مین لا **ف**
اور مناسبت حدیث کی ساتھہ باب کے اس جہت سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی پر پہچانی کے لینے
مین انکار نہ کیا پس معلوم ہوا کہ یہ بات شرع مین جائز ہے اور مستلزم ہے شامل ہونے اسکو مصلحت پر نہین
تو ہوگا تصرف بیچ ملک غیر کے اور یہ مصلحت ہوتی ہے ساتھہ نگہ رکھنے اسکے کے اور بچانے اسکے کے خیانت
سے اور تعریف کرنے اسکے کے تا کہ پہونچے طرف اصل مالک اپنے کی اور اسی واسطے ارجح مذہب علما کا یہ ہے کہ گری
پڑی چیز کا اٹھانا مختلف ہوتا ہے ساتھہ اختلاف اشخاص اور احوال کے سو جب اُسکا اٹھانا راجح ہو تو واجب
ہوتا ہے یا مستحب اور جب اسکا چھوڑ دینا راجح ہو تو حرام ہوتا ہے یا مکروہ نہین تو وہ جائز ہے اور یہ جو کہا کہ اس
مین تین اشرفی تھی تو استدلال کیا گیا ہے ساتھہ اسکے واسطے ابو حنیفہ رح کی بیچ فرق کرنے اسکے کے درمیان
قلیل لقطہ کے اور بہت کی کہ بہت کو ایک سال تعریف کرے اور تھوڑے کو چند روز اور حد قلیل کی نزدیک اسکے وہ چیز
ہے کہ ہاتھہ کاٹنے کو واجب کرے اور وہ دس سے کم مین ہے اور تحقیق ذکر کیا ہمنے اختلاف کو بیچ مدت تعریف
کی پہلے باب مین یعنے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ایک برس تعریف کرے اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ تعریف کرے اسکو
اس مدت تک کہ گمان غالب ہو کہ اسکا مالک اسکو بعد نہین آویگا (فتح) **حدثنا** عبدان اخبرنی
ابی عن شعبۃ عن سلمۃ بھذا قال فلقیتہ بعد بمکۃ فقال لا ادری ثلثۃ احوال او حولا
واحدا **ترجمہ** اور سلمہ سے روایت ہے کہا پہر مین اُنسے مکہ مین ملا اسکے بعد تو کہا مین نہین جانتا کہ تین سال کہا
یا ایک سال **باب** من عرف اللقطۃ ولم یدفعہا الی السلطان جو لقطہ کو شہرت دے اور اسکو
بادشاہ کی سپرد نہ کرے **ف** شاید یہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھہ اس ترجمہ کے طرف رد کرنے قول اوزاعی کی
بیچ فرق کرنے کے درمیان قلیل اور کثیر کے سو اُس نے کہا کہ اگر تھوڑا ہو تو اسکو شہرت دے اور اگر بہت مال ہو تو
اسکو بیت المال مین پہونچاوے اور جمہور اسکے برخلاف ہین ہان بعضون نے لقطہ اور گم ہوئی چیز کے درمیان
فرق کیا ہے اور بعض مالکیہ اور شافعیہ نے درمیان موتمن اور غیر اسکے کے پس کہا کہ جو موتمن ہو سو اسکی تعریف
کرے اور جو غیر موتمن ہو سو بادشاہ کو دیوے تا کہ وہ کسی امانت دار کو دیوے جو اسکو شہرت دے اور بعضے مالکیہ نے
کہا کہ اگر لقطہ امن والے لوگون کے درمیان ہو اور بادشاہ ظالم ہو تو افضل یہ ہے کہ اسکو نہ اٹھاوے اور اگر اسکو
اٹھاوے تو بادشاہ کو نہ دیوے اور اگر بادشاہ عادل ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اٹھانے والے کو اختیار ہے کہ
خواہ بادشاہ کو دے یا نہ دے اور اگر ایسے لوگون کے درمیان ہو جو امون نہین اور بادشاہ ظالم ہو تو اٹھانے
والے کو اختیار ہے اور عمل کرے ساتھہ اس چیز کے کہ اسکے نزدیک راجح ہے اور اگر عادل ہو تو بھی یہی حکم ہے (فتح)

حدثنا محمد بن یوسف ثنا سفین عن ربیعۃ عن یزید مولی المنبعث عن زید بن خالد ان اعرابیا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اللقطۃ فقال عرفہا سنۃ فان جاء احد یخبرک بعفاصہا ووکائہا والا فاستنفق بہا وسالہ عن ضالۃ الابل فتمعر وجہہ وقال مالک ولہا معہا سقاؤہا وحذاؤہا ترد الماء وتاکل الشجر دعہا حتی یجدہا ربہا وسالہ عن ضالۃ الغنم فقال ہی لک او لاخیک او للذئب ترجمہ زید رض سے روایت ہی کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو ایک سال شہرت دے پس اگر کوئی آکر تجھکو خبر دے ساتھ تھیلی اسکی کے اور سربند اسکے کے تو اسکو دے نہیں تو اسکو اپنے خرچ مین لا پہر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گم ہوئے اونٹ کا حکم پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے اور اسکے واسطے کہ اسکے ساتھ اسکا جوتا ہے اور مشک ہے پاؤن سے چل کر پانی پر جاتا ہے اور درخت کہاتا ہے چہوڑ دے اسکو یہان تک کہ اسکا مالک اسکو پاوے پہر اس نے آپ سے گم ہوئی بکری کا حکم پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے یا واسطے بہائی تیرے کے یا واسطے بہیڑیے کے (فتح)

باب حدثنا اسحاق بن ابراہیم انا النضر انا اسرائیل عن ابی اسحاق قال اخبرنی البراء عن ابی بکر ح وحدثنا عبد اللہ بن رجاء ثنا اسرائیل عن ابی اسحق عن البراء عن ابی بکر قال انطلقت فاذا انا براعی غنم یسوق غنمہ فقلت لمن انت قال لرجل من قریش فسماہ فعرفتہ فقلت ہل فی غنمک من لبن قال نعم فقلت فہل انت حالب لی قال نعم فامرتہ فاعتقل شاۃ من غنمہ ثم امرتہ ان ینفض ضرعہا من الغبار ثم امرتہ ان ینفض کفیہ فقال ہکذا ضرب احدی کفیہ بالاخری فحلب کثبۃ من لبن وقد جعلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اداوۃ علی فمہا خرقۃ فصببت علی اللبن حتی برد اسفلہ فانتہیت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت اشرب یا رسول اللہ فشرب حتی رضیت ترجمہ صدیق اکبر رض سے روایت ہی کہ مین چلا تو ناگہان مین نے ایک چرواہا دیکہا جو اپنی بکریان ہانکتا تہا تو مین نے کہا کہ تو کن لوگون مین سے ہے یعنے تو کس کا نوکر ہے اس نے کہا کہ ایک قریشی مرد کا سو اس نے اسکا نام لیا تو مینے اسکو پہچانا سو مین نے کہا کہ کیا تیری بکریون مین دودہ ہے اس نے کہا ہان صدیق اکبر نے کہا کہ کیا تو میرے واسطے دودہ دوہتا ہے یعنے کیا تجہہ کو اپنے مالک کی طرف سے مسافر کے واسطے دودہ دوہنے کی اجازت ہے اس نے کہا ہان سو مین نے اسکو حکم کیا سو وہ ایک بکری کے پیچہے بیٹہا پہر مینے اسکو حکم کیا کہ اسکے تہن گرد سے جہاڑ پہر مینے اسکو حکم کیا کہ اپنے دونو ہاتہہ جہاڑ دے پس کیا اسطرح کہ ایک ہاتہہ کو دوسرے پر مارا پہر اس نے بقدر ایک پیالے کے

یا تہوڑا سا دودہ دوہا اور مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پانی کا ایک برتن ساتہہ لیا ہوا جسکی
منہ پر کپڑے کا ایک ٹکڑا تہا سو مین نے پانی کو دودہ پر ڈالا یہانتک کہ اُسکا برتن ٹہنڈا ہوا پہر مین اسکو لیکر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو مینے کہا کہ یا حضرت اسکو پی لیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا یہانتک
تک کہ مین راضی ہوا **ف** یہ باب پہلے باب سے بجای فصل کے ہی اور غرض اس حدیث سی اسجگہ پینا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا اور ابو بکر کا ہے دودہ کو جو چرواہے کے ساتہہ تہا اور نہین اسمین مناسبت ظاہر واسطے حدیث
لقطے کے لیکن ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے بابون لقطے کے یہ ہے کہ یہ دودہ اس
جگہہ بیچ حکم ضائع کے ہی اسواسطے کہ بکریون کے ساتہہ جنگل مین سوای ایک چرواہے کی اور کوئی نہین پس
جو پینے سے زیادہ ہو وہ ہلاک ہونے والا ہے پس وہ مانند کوڑی کی ہے جسکا اٹہانا درست ہی اور اُسکا تکلف
پوشیدہ نہین (فتح) یعنے وہ مناسبت کی ٹہیک نہین بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ **اَبۡوَابُ الۡمَظَالِمِ**
وَالۡقِصَاصِ ابواب بیچ ظلمون اور قصاص کے بیان مین **ف** ظلم رکہنا چیز کا ہے بیچ غیر جگہ شرعی کے اور
غصب چہیننا مال غیر کا ہے ناحق **بَابٌ** فِی الۡمَظَالِمِ وَالۡغَصۡبِ باب ہی بیچ بیان ظلمون اور غصب کے وَقَوۡلِ
اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُہُمۡ لِیَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِیۡہِ الۡاَبۡصَارُ
مُہۡطِعِیۡنَ مُقۡنِعِیۡ رُءُوۡسِہِمۡ رَافِعِیۡ رُءُوۡسِہِمۡ وَالۡمُقۡنِعُ وَالۡمُقۡمِحُ وَاحِدٌ لَا یَرۡتَدُّ اِلَیۡہِمۡ طَرۡفُہُمۡ وَاَفۡئِدَتُہُمۡ
ہَوَآءٌ جُوۡفًا لَا عُقُوۡلَ لَہُمۡ وَاَنۡذِرِ النَّاسَ یَوۡمَ یَاۡتِیۡہِمُ الۡعَذَابُ فَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا رَبَّنَا
اَخِّرۡنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ نُّجِبۡ دَعۡوَتَکَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اِلٰی قَوۡلِہٖ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ وَقَالَ
مُجَاہِدٌ مُہۡطِعِیۡنَ مُدِیۡمِی النَّظَرِ وَیُقَالُ مُسۡرِعِیۡنَ یعنے اور بیان اس آیت کا اور مت خیال کر اللہ
کو بیخبر ان کامون سے جو کرتے ہین بے انصاف انکو تو چہوڑ رکہتا ہے اُس دن پر جس دن مین اوپر لگ جاوینگی
آنکہین یعنے دہشت سی کوئی آنکہہ نہ مار سکیگا دوڑتے ہونگے اوپر اٹہای اپنے سر اور مقنع اور مقمح کے ایک معنے ہین
انکی آنکہہ انکی طرف نہین پہریگی یعنے نیچے دیکہنے کی فرصت نہ ہوگی اور اُنکے دل خالی ہونگے یعنے خالی ہونگے
اُنکے واسطے عقل نہین ہوگی یعنے نہایت دہشت کی سبب سے اُنکے عقل دور ہوجاوینگے اور ڈرا دے لوگون کو
اُس دن سے کہ آویگا انکو عذاب بہت کہین گے بے انصاف ای رب ہمارے ہمکو فرصت دے تہوڑی مدت
کہ ہم مانین تیرا بلانا اور ساتہہ ہوں رسولون کے اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ تک اور مجاہد نے کہا کہ مہطعین کے
معنے یہ ہین کہ ہمیشہ دیکہتے ہونگے اور اُسکے غیر نے کہا کہ جلدی کرتے ہونگے **ف** اس آیت سے معلوم ہوا کہ
ظلم کرنے سے بہت بڑا عذاب ہے اور غصب بہی ایک قسم ہے ظلم سے **بَابٌ** قِصَاصِ الۡمَظَالِمِ ظلمون کے
بدلے کا بیان یعنے قیامت کے دن اُنکی کیا سزا ہے **حَدَّثَنَا** اِسۡحَاقُ بۡنُ اِبۡرَاہِیۡمَ ثَنَا مُعَاذُ بۡنُ

هِشَامٍ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوْا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ
فَيَتَقَاصُّوْنَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا نُقُّوْا وَهُذِّبُوْا اُذِنَ لَهُمْ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ
فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهٖ فِي الْجَنَّةِ اَدَلُّ بِمَسْكَنِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا وَقَالَ
يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَبُو الْمُتَوَكِّلِ ترجمہ ابو سعید خدری رضہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان یعنے بعض آگ سے خلاص ہونگے تو روکے جاوینگے
پل پر کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے پس بدلہ لیا جاویگا اُنسے ظلمون کا کہ تھے درمیان اُنکے دنیا مین
یعنے اُنکے ظلمون کو تلاش کرکے بعض کو بعض کے ساتھ ساقط کیا جاویگا یا تو ظالم سے بقدر ظلم کے
مظلوم کو نیکیان دلائی جاوینگی یا مظلوم کے گناہ اُسپر ڈالے جاوینگے یہانتک کہ جب گناہ سے صاف
ہو جاوینگے تو اُنکو بہشت مین آنے کی اجازت دی جاویگی پس قسم ہے اُسکی جسکے قابو مین محمدؐ کی جان
ہے کہ البتہ کوئی اُنمین سے ساتھ گھر اپنے کے بہشت مین البتہ زیادہ تر راہ پانے والا ہوگا ساتھ جگہ
اپنی کے کہ دنیا مین تھی یعنے جیسا کہ دنیا مین ہر کوئی اپنے گھر کو پہچانتا ہے بہشتی لوگ بہشت مین اپنے
گھر کو اُس سے زیادہ پہچانینگے اور جب پہلے پہلے بہشت مین داخل ہونگے تو خود بخود اپنے اپنے گھرون بغیر
چلے جاوینگے کسی کے بتلانے کی حاجت نہ ہوگی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ظلمون کا بدلہ لیا
جاویگا (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ یعنے بیان اس آیت کا کہ خبردار ہو
لعنت ہے اللہ کی ظالمون پر **حدثنا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنِي قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ
مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِيْ مَعَ ابْنِ عُمَرَ اٰخِذٌ بِيَدِهٖ اِذْ عَرَضَ رَجُلٌ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ وَيَسْتُرُهٗ فَيَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا
فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَيْ رَبِّ حَتّٰى قَرَّرَهٗ بِذُنُوْبِهٖ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي
الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيَقُوْلُ
الْاَشْهَادُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ترجمہ صفوان رضہ سے روایت
ہے کہ جس حالت مین کہ مین ابن عمر رضہ کا ہاتھ پکڑے اُسکے ساتھ چلتا تھا کہ ناگہان ایک مرد سامنے آیا تو اُسنے
کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے باب مین کسطرح سنا ہے یعنے جو سرگوشی کہ قیامت مین
بندوں اور خدا کے درمیان ہوگی تو ابن عمر نے کہا کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے

کہ خدا ایماندار کو نزدیک کریگا یعنے قیامت مین پھر اُسکو اپنی رحمت کی سایہ سے چھپالیگا اور فرماویگا کیا تو اپنا فلانا گناہ پہچانتا ہے سو مسلمان کہیگا ای میرے رب ہان یاد ہے یہانتک کہ اُسکے گناہ اُس سے قبول کراویگا اور وہ اپنے جی مین جانیگا کہ اب مین ہلاک ہوا خدا فرماویگا کہ تیرے گناہ ہمنے دنیا مین چھپائے ہم آج بھی انکو بخشتے ہین پھر نیکیون کا اعمالنامہ اُسکو دیا جاویگا اور کافر اور منافق جو فقط زبانی مسلمان ہے سو انکی گواہ یعنے پیغمبر اور فرشتے انکو کہینگے کہ یہ لوگ ہین جو خدا پر جھوٹ باندھتے تھے جان لو کہ خدا کی لعنت ہی ظالمونپر **ف** اور وجہ داخل ہونے اس حدیث کی ابواب الغصب مین اشارت ہی طرف اسکی کہ عموم قول خدا کا اسجگہ کہ ہم آج بھی انکو بخشتے ہین مخصوص ہے ساتھہ حدیث ابو سعیدؓ کے جو پہلے باب مین گذر چکی ہے یعنے ظلم نہین بخشا جاویگا (فتح) **بَابٌ** لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُسْلِمُهُ نہ ظلم کرے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر اور نہ ڈالے اسکو ہلاکی مین **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمًا اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا نہ اُسپر ظلم کرے اور نہ اسکو ہلاکی مین ڈالی اور جو اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی مین ہو خدا اُسکی مدد مین ہوتا ہے اور جو کسی مسلمان کی مشکل آسان کردے تو اللہ اُسکی مشکل آسان کردیگا قیامت کی مشکلون سی اور جو مسلمان کے عیب چھپاوے خدا اسکے عیب قیامت مین چھپاویگا **ف** یہ جو کہا کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا تو یہ برادری اسلام کی ہے اور مشترک ہی اُسمین آزاد اور غلام اور بالغ اور ممیز اور یہ جو کہا کہ اسکو ہلاکت مین نہ ڈالے تو یہ خبر ساتھہ معنے امر کے ہی اسواسطے کہ مسلمان کو مسلمان پر ظلم کرنا حرام ہے اور یہ جو کہا کہ اسکو ہلاکی مین نہ ڈالے تو اُسکے معنے یہ ہین کہ نہ چھوڑی اسکو ساتھہ اُسکے کہ اُسکو ایذا دے یا اُس چیز مین کہ اُسکو ایذا دے بلکہ اُسکی مدد کرے اور اُس سے ایذا دور کرے اور یہ خاص تر ترک ظلم سے ہی اور کبھی یہ واجب ہوتا ہی اور کبھی مستحب باعتبار اختلاف احوال کے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ نہ چھوڑے اسکو مصیبت مین کہ اسپر اترے اور نہ حقیر جانے اُسکو اور یہ جو کہا کہ جو کسی مسلمان کا عیب چھپاوے الخ تو اُسکے معنے یہ ہین کہ اگر اُسکو کسی بری کام پر دیکھے تو اُسکو لوگون مین ظاہر نہ کرے اور نہین ہے اُسمین وہ چیز کہ تقاضا کرے ترک انکار کو اوپر اُسکے بیچ اُس چیز کے کہ دونو کے درمیان ہے اور حمل کیا جاویگا امر بیچ جائز ہونے شہادت کے بعد اُسکے ساتھہ اُس حالت کی جبکہ اسپر انکار کرے اور اُسکو نصیحت کرے اور وہ اپنے بری کام سے باز نہ آوے

ای اپنا فلان گناہ پہچانتا ہے

پہر اسکو لوگون مین ظاہر کری جیسا کہ وہ مامور ہے ساتہہ ستر کرنے کے جبکہ واقع ہو اُس سے کوئی چیز اور اگر متوجہ ہو
طرف حاکم کی اور اقرار کرے تو ہم منع نہین اور مجہکو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ عیب چہپانے کی جگہ اُس گناہ مین
ہے جو گذر چکا ہو اور انکار کی جگہ اس گناہ مین ہے جسمین بالفعل مبتلا ہو پس واجب ہی انکار او پر اُسکے اور
نہین تو نے جاوی اسکو طرف حاکم کی اور یہ غیبت حرام مین سے نہین بلکہ خیر خواہی واجب سی ہے اور اس
مین اشارہ ہے طرف ترک غیبت کی اسواسطے کہ جو اپنے بہائی کی گناہ ظاہر کرے اُس نے اُسکا عیب نہ
چہپایا اور اس حدیث مین رغبت دلاتا ہے اوپر مدد کرنے کے آپسمین اور اچہا کرنے معاشرت اور الفت
کے اور یہ کہ سزاوار قع ہوتی ہے جنس طاعات سے اور یہ کہ جو قسم کہاوے کہ فلانا اُسکا بہائی ہے اور مراد اسلام
کی برادری ہو تو حانث نہین ہوتا (فتح) **بَابٌ** اَعِنْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا مدد کر اپنے بہائی مسلمان
کی ظالم ہو یا مظلوم **ف** ترجمہ مین اعانت کا لفظ ہے اور حدیث مین نصرت کا تو اشارہ ہے طرف اسکی
کہ اسکے بعض طریقون مین اُنْصُرْ کی جگہ اَعِنْ کا لفظ آچکا ہے جیسے کہ ابن عدی وغیرہ نے روایت کی
ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا هُشَيْمٌ اَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ وَحُمَيْدٌ
سَمِعَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا
ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بہائی مسلمان کی ظالم ہو یا
مظلوم **ف** ایک روایت مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا حضرتؐ اسکی مدد کرون گا
جبکہ وہ مظلوم ہوگا بہلا یہ تو بتلائیے کہ اگر وہ ظالم ہو تو اُسکی مدد کیونکر کرون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اُسکو ظلم سے روک یہی اُسکی مددگاری ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ حُمَيْدٍ
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَاْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ ترجمہ انس رضہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدد کر اپنی بہائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرتؐ
مین مدد کرون گا اُسکی حالت مظلوم ہونے مین پس کیونکر مدد کرون گا اُسکی اُس حال مین کہ ظالم ہو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اُسکے ہاتہہ کو پکڑے یعنے اُسکو فعل کے ساتہہ ظلم سے اول اگر نہ باز رہے قول
سے (فتح) **بَابٌ** نَصْرِ الْمَظْلُوْمِ مظلوم کی مدد کرنے کا بیان **ف** یہ فرض کفایہ ہے اور وہ عام ہے
سب مظلومون مین اور اسی طرح مدد کرنے والون مین بنا بر اسکے کہ فرض کفایہ کے ساتہ سب مخاطب ہین
اور یہی راجح ہے اور معین ہوتی ہے کبہی مدد کرنی اُس شخص پر جسکو اُسپر قدرت ہو تنہا جبکہ نہ مرتب ہو اُسکے
انکار پر عندہ زیادہ تر مفسدی منکر کے سے اور اگر جانے یا اُسکو غالب گمان ہو کہ انکار کچہ فائدہ نہ دیگا

تو وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور باقی رہتا ہے اصل استحباب ساتھ شرط مذکور کے اور اگر دو نو مفسدے برابر ہوں تو مختار ہے اور شرط ناصر کی یہ ہے کہ ہو عالم ساتھ ہونے فعل کے ظلم اور واقع ہو مدد ساتھ واقع ہونے ظلم کے اور وہ اسوقت حقیقت ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے مدد پہلے واقع ہونے ظلم کے مانند اس شخص کی جو چھوڑا دے ایک آدمی کو دوسرے آدمی کے ہاتھ سے مطالبہ کرے اس سے مال کا ساتھ ظلم کے اور چھڑا کے اسکو اگر نہ خرچ کرے مال کو اور کبھی اسکے بعد واقع ہوتی ہے اور وہ بہت ہے (فتح) **حدثنا** سعید بن الربیع ثنا شعبۃ عن الاشعث بن سلیم قال سمعت معویۃ بن سوید سمعت البراء بن عازب قال امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبع ونہانا عن سبع فذکر عیادۃ المریض واتباع الجنائز وتشمیت العاطس ورد السلام ونصر المظلوم واجابۃ الداعی وابرار المقسم ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو سات چیز کا حکم کیا اور سات چیز سے منع کیا پس ذکر کیا بیمار پرسی کو اور جنازے کے ساتھ جانے کو اور چھینکنے والے کے جواب دینے کو اور سلام جواب کو اور مظلوم کی مدد کرنے کو اور دعوت کے قبول کرنے کو اور قسم دینے والے کو قسم پورا کرنے کو یعنے اگر وہ کسی کو کسی مباح کام کے قسم دیوے تو چاہیے کہ اسکو پورا کرے **ف** اور مقصود اس حدیث سے اس جگہ یہ لفظ ہے کہ مظلوم کی مدد کرے (فتح) **حدثنا** محمد بن العلاء ثنا ابو اسامۃ عن برید عن ابی بردۃ عن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا وشبک بین اصابعہ ترجمہ ابو موسے رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اسکا ایک دوسرے کو مضبوط کیے رکھتا ہے اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا **باب الانتصار من الظالم** ظالم سے بدلہ لینے کا بیان لقولہ عز وجل لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم وکان اللہ سمیعا علیما یعنے واسطے دلیل اس آیت کے کہ اللہ کو خوش نہیں آتا بری بات کا پکارنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سنتا جانتا والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون یعنے اور وہ لوگ جب پہونچتی ہے انکو سرکشی یعنے ان پر ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لیتے ہیں **ف** پہلی آیت پس روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے الا من ظلم کی تفسیر میں یعنے مگر بدلہ لے ساتھ مثل اسکے جو کہ اس پر ظلم ہوا تو اسپر ملامت نہیں اور مجاہد سے روایت ہے الا من ظلم کی تفسیر میں کہ پس بدلہ لے کہ تحقیق جائز ہے اسکو یہ کہ بری بات کو پکار کہے اور نیز اس سے روایت ہے کہ یہ آیت ایک مرد کے حق میں اتری جو ایک قوم میں اترا سو انہوں نے اسکی ضیافت نہ کی تو اسکو اجازت ہوئی کہ انکی شکایت کرے میں کہتا ہوں کہ نازل ہونا اسکا ایک خاص معین واقع میں نہیں منع کرتا حمل کرنے

اسکے تو اُسکے عموم پر اور ابن عباس رضؓ سے روایت ہی کہ مراد ساتھ جہر من القول کے دعا ہے پس مظلوم کو اجازت ہی کہ ظالم پر بددعا کرے اور اسپر دوسری آیت سو وہ بھی طبری نے سدی کے طریق سے روایت کی ہے ہم ینتصرون کی تفسیر مین یعنے وہ بدلہ لیتے ہین اُن لوگون سے جنہون نے اُنپر ظلم کیا بغیر اُسکے کہ زیادتی کرین (فتح) وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ اَنْ يُّسْتَذَلُّوْا فَاِذَا قَدَرُوْا عَفَوْا یعنے اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ تھے مکروہ رکھتے اصحاب اس بات کو کہ ذلیل ہون یعنے کوئی انکو ذلیل کرے پس پھر جب بدلہ لینے پر قادر ہوتے تھے تو معاف کر دیتے تھے **ف** معلوم ہوا کہ معاف کرنا بہتر ہے **باب** عَفْوِ الْمَظْلُوْمِ باب ہی بیچ بیان معاف کرنے مظلوم کے ظالم کو لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا یعنے واسطے دلیل اس آیت کے کہ اگر تم کھلے کرو کچھ بھلائی یا اسکو چھپاؤ یا معاف کرو برائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا ہے مقدور رکھتا وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ یعنے اور بدلہ برائی کا برائی ہے مانند اسکی اور جو معاف کرے اور سنوارے تو اُسکا ثواب اللہ کے ذمہ ہے تحقیق اللہ نہین دوست رکھتا ظالمون کو سبیل تک **ف** گویا یہ اشارہ ہے طرف اُس چیز کی کہ روایت کی ہے طبری نے سدی سے بیچ تفسیر آیت اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ کے کہ مراد سوء سے ظلم ہے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے سدی سے بیچ تفسیر آیت جزاء سیئۃ سیئۃ کے کہ اگر کوئی تجھکو گالی دیوے تو تو گالی دے اسکو مانند اسکی بغیر اُسکے کہ تجاوز کرے لو اور جو معاف کرے تو اُسکا بدلہ اللہ پر ہے اور حسن سے روایت ہی کہ اگر کوئی کسی کو گالی دے تو اسکو اجازت ہی کہ اسکو گالی دیوے (فتح) **باب** اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ظلم سیاہیان ہونگی قیامت کے دن **حدثنا** اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم اور ستم سیاہیان ہونگی قیامت کے دن یعنے ظلم کے سبب سے ظالم کے آگے اندھیرے پر اندھیرا ہوگا **باب** الاتِّقَاءِ وَالْحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ مظلوم کی بددعا سے بچنا اور ڈرنا **حدثنا** يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ **ترجمہ** ابن عباس رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کا حاکم کرکے بھیجا سو فرمایا کہ ڈرا کیجو مظلوم کی بددعا سے سو بات

یون ہے کہ مظلوم کی دعا مین اور خدا مین کچھ آڑ نہین یعنے مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا **ف** اسحدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ مین گذر چکی ہے **باب** مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهٗ هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلِمَتَهٗ اگر کسی کے واسطے کسی کے پاس کچھ مظلمہ ہو اور وہ اسکو معاف کر دے تو کیا وہ اپنے ظلم کو بیان کرے یا نہین **ف** اسمین اشارہ ہے طرف اختلاف کی بیچ صحت معاف کرنے ظلم مجہول کے اور اطلاق حدیث کا قوی کرتا ہے اُس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مجہول چیز کا معاف کرنا درست ہے اور اسکی بعد باب باندھا ہے بخاری نے ساتھ اسکے کہ جب معاف کرے اسکو اور نہ بیان کرے کہ وہ کہتا ہے اور اسمین اشارت ہے کہ مجمل کا معاف کرنا بھی درست ہے اور گمان کیا ابن بطال نے کہ باب کی حدیث مین حجت ہے واسطے شرط ہونے یقین کے یعنے معاف کرنے کے وقت شرط ہے معین کرنا اُس چیز کا جسکو معاف کرتا ہے یعنے کہے کہ فلانا قصور یا اتنا قصور معاف کرتا ہون اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مظلمہ تقاضا کرتا ہے اسکو کہ اسکی مقدار معلوم ہو جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور نہین پوشیدہ ہے وہ چیز کہ اسمین ہے شبہ سے اور ابن منیر نے کہا کہ حدیث مین تو تقدیر واقع ہوئی ہے کہ بدلہ لیا جاوے گا ظالم سے واسطے مظلوم کے یہان تک کہ لیگا اُس سے بقدر حق اپنے کے اور اسپر سب کا اتفاق ہے اور اختلاف تو اسمین ہے جبکہ ساقط کرے مظلوم حق اپنا دنیا مین کہ کیا شرط ہے یہ کہ پہچانے مقدار اسکے یا نہین اور حدیث مطلق ہے اسمین کسی بات کی قید نہین ہان قائم ہوا ہے اجماع اوپر صحت معاف کرنے کے چیز معین اور معلوم سے پس اگر چیز موجود ہو تو صحیح ہے ہبہ اسکا سوای ابرا کے اُس سے (فتح) **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ ثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِیْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَكُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَیْهِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ اِنَّمَا سُمِّیَ الْمَقْبُرِیُّ لِاَنَّهٗ كَانَ یَنْزِلُ نَاحِیَةَ الْمَقَابِرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ هُوَ مَوْلٰی لِبَنِیْ لَیْثٍ وَهُوَ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاسْمُ اَبِیْ سَعِیْدٍ كَیْسَانُ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسپر کوئی مظلمہ ہو اپنے بھائی مسلمان کا خواہ اسکی آبرو کا ہو یا کسی اور چیز کا یعنے جان و مال کا تو چاہیے کہ آج اُس سے بخشا لیوے اُسدن سے پہلے کہ جسدن نہ اشرفی پاس ہوگی اور نہ روپیہ یعنے دن قیامت کو اگر ظالم کے کچھ نیک کام ہونگے تو بقدر ظلم کے اُس سے لے کر

مظلوم کو دلائے جاوینگے اور اگر ظالم کے نیک عمل کچھ بھی نہ ہونگے تو مظلوم کے گناہ لیکر ظالم پر لادی جاوینگے امام بخاری نے کہا کہ اسمعیل کا نام مقبری اسواسطے رکہا گیا کہ وہ قبرون کے کونے مین اُترا کرتا تہا **ف** اور مسلم نے اسحدیث کے معنے کو روایت کیا ہے اور اسکی چال اس سے زیادہ تر واضح ہے اور اسکی لفظ یہ ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے فرمایا البتہ میری امت سے حقیقت مین مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن آوے نماز اور روزہ اور زکوۃ لے کر اور حالانکہ اسکو گالی دی اور اسکو حرام کاری کا عیب لگایا اور اسکا مال کہایا اور اسکی خونریزی کی سو اسکی نیکیون سے اس مظلوم کو دلایا جاویگا سو اگر قصور ادا ہونے کے پہلے اسکی نیکیان ہو چکین گی تو ان مظلومون کے گناہ لیکر اس ظالم پر ڈالے جاوینگے پہر وہ دوزخ مین ڈالا جاویگا اور نہین تعارض ہے درمیان اسکے اور درمیان اس آیت کے کہ نہ اُٹھاویگا کوئی جی بوجھ دوسرے کا اسواسطے کہ وہ تو صرف اپنے ہی فعل اور ظلم کے سبب سے عذاب کیا جاویگا اور بدون اپنے گناہ کے عذاب کیا جاویگا بلکہ اپنے قصور سے پس مقابلہ کی گئین نیکیان ساتھ بدیون کے بنابر اسکے کہ خدا کا عدل اُسکو چاہتا ہے (فتح) **باب** اِذَا حَلَّلَهُ مِنْ ظُلْمِہٖ فَلَا رُجُوْعَ فِیْہِ جب مظلوم ظالم کو اپنے ظلم سے معاف کردے تو پہر اسمین رجوع نہین **ف** یعنے وہ ظلم کہ معلوم ہو نزدیک اُسکے جو اسکو شرط کرتا ہے یا مجہول ہو نزدیک اُسکے جو اسکو جائز رکہتا ہے اور وہ گذری ہوئے گناہون مین باتفاق جائز ہے اور آیندہ گناہون مین اختلاف ہے (فتح) **حدثنا** محمد انا عبد اللہ انا ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ فی ہذہ الایۃ وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِہَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا قالت الرجل یکون عندہ المرأۃ لیس بمستکثر منہا یرید ان یفارقہا فتقول اجعلک من شانی فی حل فنزلت ہذہ الایۃ فی ذلک **ترجمہ** عائشہؓ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر مین کہ اگر ایک عورت ڈری اپنے خاوند کے لڑنے یا منہ پہیرنے سے عائشہؓ نے کہا کہ ایک مرد کے پاس عورت ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ صحبت نہین کرتا یعنے واسطے بڈہی ہونے عورت کے یا بدخلقی وغیرہ کے ارادہ کرتا ہے یہ کہ اُس سے جدا ہووے تو عورت کہتی ہے کہ مین تجہکو اپنے حال سے حل مین کرتی ہون یعنے مین زوجیت کے سب حق تجہکو معاف کرتی ہون یا اپنی باری معاف کرتی ہون اور مجہکو طلاق نہ دی سو یہ آیت اس باب مین اُتری **ف** اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ خلع عقد لازم ہے پس نہین صحیح ہے رجوع کرنا بیچ اسکے اور ملحق ہوگا ساتھ اُسکے ہر عقد لازم اسی طرح کہا ہے کرمانی نے اور وہم کیا اُس نے اور مسود حدیث اور آیت کا تو اسکے حق مین بیچ جوابنا قسمت یعنی باری سے ساقط کرے یعنے خاوند کو کہے کہ مین نے اپنی باری تجہکو چہوڑدی اور نہین ہے خلع سے

کسی چیز مین یعنے اس آیت کو ظلم سے کچھ تعلق نہین پس اسی واسطے واقع ہوا شبہ پس کہا داؤدی نے
کہ حدیث باب کو مطابق نہین اور ابن منیر نے اسکی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ ترجمہ شامل ہے اسقاط حق کو قصور
گذشتہ سے اور آیت کا مضمون آیندہ حق کا معاف کرنا ہے تاکہ نہ ہووے عدم وفا ساتہ اُسکے ظلم واسطے ساقط
ہونے اسکے کو ابن منیر نے کہا کہ لیکن بخاری نے باریک مبنی کی ہے استدلال مین پس گویا کہ وہ کہتا ہے کہ
جب جاری ہوتا ہے ساقط کرنا حق متوقع مین یعنے آیندہ مین تو حق محقق یعنے ماضی مین بطریق اولے
جاری ہوگا (فتح) **باب** اِذَآ اَذِنَ لَہٗ اَوْحَلَّلَہٗ وَلَمْ یُبَیِّنْ کَمْ ھُوَ جب اُسکو اجازت دے یا معاف کرے
اور نہ بیان کرے کہ کتنا ہے یعنے معاف کی ہوئی چیز کا اندازہ بیان نہ کرے کہ کسقدر معاف کی **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِیْ حَازِمِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْہُ وَعَنْ یَّمِیْنِہٖ غُلَامٌ وَّعَنْ یَّسَارِہِ الْاَشْیَاخُ فَقَالَ
لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ ھٰٓؤُلَآءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَآ اُوْثِرُ بِنَصِیْبِیْ مِنْکَ
اَحَدًا قَالَ فَتَلَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِہٖ **ترجمہ** سہل رض سے روایت ہو کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پاس شربت لایا گیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پیا اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی داہنی طرف ایک لڑکا تہا اور آپکے بائین بڈہے لوگ تہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو
فرمایا کہ کیا تو مجہکو اجازت دیتا ہے کہ مین یہ پیالہ بڈہون کو دون لڑکے نے کہا کہ نہین قسم ہے اللہ کی یا حضرت
مین آپکے جوٹہے کو ساتہ کسی کو اپنے اوپر مقدم نہین کرون گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اُسکے
ہاتہہ مین دیا **ف** یہ حدیث کتاب الشرب مین پہلے گذر چکی ہے اور اسکی شرح اور مطابقت کتاب
الاشربہ مین آویگی اور ابن تین پر اسکی مطابقت کی وجہ پوشیدہ رہی پس وہ اس سے منکر ہوا **باب**
اِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَیْئًا مِّنَ الْاَرْضِ جو ظلم سے کسی کی زمین کو چہین لیوے اُسکے گناہ کا بیان **ف** گویا کہ اشارہ
ہے طرف توجیہ تصور غصب کے بیچ زمین کے برخلاف اُس شخص کے جو کہتا ہے کہ یہ ممکن نہین **ف** یعنے زمین کا چہیننا
ممکن ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ ثَنِیْ طَلْحَۃُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ
الرَّحْمٰنِ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَھْلٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ زَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْاَرْضِ شَیْئًا طُوِّقَہٗ مِنْ سَبْعِ اَرَضِیْنَ **ترجمہ** سعید بن زید
سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظلم سے کچھ زمین چہین لیگا تو اُسکے گلے مین سات
طبق زمین کا طوق ڈالا جاویگا **حَدَّثَنَا** اَبُوْ مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا حُسَیْنٌ عَنْ یَحْیَی
ابْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ ثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّ اَبَا سَلَمَۃَ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ کَانَتْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اُنَاسٍ

خُصُوْمَةٌ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا اَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْاَرْضَ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ ترجمہ ابو سلمہ رض سے روایت ہے کہ انکے اور کچھ لوگون کے درمیان جھگڑا تھا تو یہ جھگڑا عائشہ رض سے ذکر کیا گیا تو عائشہ رض نے کہا کہ اے ابو سلمہ بچ زمین سے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظلم سے بالشت بھر زمین کسی کی چھین لیگا تو اسکے گلے مین سات طبق زمین کا طوق ڈالا جاویگا **ف** اس حدیث مین بالشت بھر زمین کو ذکر کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ وعید مین تھوڑی اور بہت مین سب برابر ہے **ف** خطابی نے کہا کہ یہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکے گلو مین سات طبق زمین کا طوق ڈالا جاویگا تو اسکے معنے دو طور سے ہین ایک یہ کہ جسقدر زمین ظلم سے چھین لیگا قیامت کے دن اسکے اٹھانے کی اسکو تکلیف دیجاویگی کہ اسکو اٹھا کر میدان محشر مین لے جاوے اور ہوگی وہ زمین مانند طوق کی اسکے گلے مین نہ یہ کہ وہ حقیقۃ طوق ہوگا اور دوسرے یہ معنے ہین کہ وہ ظالم زمین مین ساتون طبق تک دھنسایا جاویگا تو اس حالت مین ہر زمین اسکے گلے مین مثل طوق کی ہوجاویگی اور تیسری حدیث باب کی اسکی تائید کرتی ہے اور بعض کہتے ہین کہ معنے اسکے مانند پہلی وجہ کے ہین لیکن بعد اسکے کہ سب کو اٹھاویگا وہ سب اسکے گلے مین طوق گردانی جاویگی اور اسکی گردن کی مقدار بڑی ہوجاویگی یہان تک کہ اسکو سما دے جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ کافر کا بدن بہت موٹا ہوجاویگا اور ابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بالشت بھر زمین کسی کے ظلم سے چھین لے گا تو خدا اسکو بزور حکم کریگا کہ اس زمین کو سات طبق تک کھودے پھر قیامت کے دن اسکے گلے مین اسکا ...... طوق ڈالا جاوے گا یہانتک کہ حساب سے فراغت ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اسکو تکلیف دیجاویگی کہ اسکو طوق بناوے اور وہ اسکو نہ بنا سکے گا پس عذاب کیا جاویگا ساتھ اسکے جیسے کہ آیا ہے کہ جو اپنی خواب مین جھوٹ بولے تو اسکو تکلیف دیجاویگی کہ دو جو کے درمیان گرہ دے اور یہ چوتھی وجہ ہے اور پانچوین وجہ یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد طوق سے گناہ کا طوق ہو اور مراد یہ ہے کہ ظلم مذکور اسکے گلے مین لازم ہے یعنے اسکا گناہ لازم ہے اور ساتھ پہلی وجہ کے جزم کیا ہے ابو الفتح قشیری نے اور بغوی نے کہا کہ صحیح ہے اور احتمال ہے کہ منقسم ہون یہ صفتین واسطے صاحب اس قصور کے یعنے ان سب قسمون کے ساتھ اسکو عذاب کیا جاویگا یا منقسم ہون اصحاب اس قصور کے پس بعضون کو کسی طرح سے عذاب کیا جاوے اور بعضون کو کسی طرح سے باعتبار قوت ظلم اور ضعف اسکے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظلم اور غصب حرام ہے اور اسکا بڑا عذاب ہے اور یہ کہ ممکن ہے چھیننا زمین کا اور یہ کہ وہ کبیرہ ہے یہ بات قرطبی نے کہی ہے اور گویا کہ اسنے تفریع کیا اسکو اسپر کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر

وعید وارد ہو اور یہ کہ جو زمین کا مالک ہو وہ مالک ہوتا ہے تلے اُسکے کا انتہا میں تک اور اُسکو جائز ہے کہ
منع کرے اُسکو جو اُسمین گڑھا یا کنوان کہودے بدون رضامندی اُسکی کے اور یہ کہ جو زمین کے ظاہر کا مالک
ہو وہ اُسکے اندر کا بھی مالک ہوتا ہے ساتھ اُسچیز کے کہ اُسمین ہے پتھرون ثابتہ اور مکانون اور کہانون وغیرہ
سے اور یہ کہ اُسکو جائز ہے کہ کہودے اُسکو جہانتک چاہے جب تک کہ اُسکے ہمسائی کو ضرر نہ ہو اور یہ کہ ساتون
زمین آپس مین جڑی ہوئی ہین ایک دوسری سے جدا نہین اسواسطے کہ اگر جدا جدا ہوتین تو البتہ کافی ہوتا چھیننے
والے کے حق مین طوق ڈالنا اُس زمین کا کہ اُس نے چھینی واسطے جدا ہونے اُسکے کے نیچے کی زمین سے
اور یہ کہ ساتون زمینین طبق ہین مانند آسمانون کی یعنے ایک دوسری کے اوپر نیچے ہین اور یہی ہے ظاہر اس
آیت سے وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یعنے پیدا کیا زمین سے مثل انکی برخلاف اُسکے جو کہتا ہے کہ مراد سات زمینون سے
ہفت اقلیم ہے اسواسطے کہ اگر اسی طرح ہوتا تو نہ طوق ڈالا جاتا غاصب کے گلے مین بالشت بہر اور اقلیم یعنے حالانکہ
حدیث مین ہے کہ ہر زمین سے بالشت بہر اُسکے گلے مین ڈالی جاویگی (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ
ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ
هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِخُرَاسَانَ فِيْ كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اِنَّمَا اَمْلٰى عَلَيْهِمْ بِالْبَصْرَةِ **ترجمہ** عبد اللہ بن
عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی کی کچھ زمین ناحق چھین لیگا تو قیامت
کے دن ساتون زمین تک دہنسایا جاویگا **بَابٌ** اِذَا اَذِنَ اِنْسَانٌ لِّاٰخَرَ شَيْئًا جَازَ جب کوئی آدمی
دوسرے کے واسطے کسی چیز کی اجازت دے تو جائز ہے **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ
قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ فَكَانَ
ابْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْاِقْرَانِ اِلَّا اَنْ يَّسْتَاْذِنَ
الرَّجُلُ مِنْكُمْ اَخَاهُ **ترجمہ** جبلہ رض سے روایت ہے کہ تھے ہم مدینے مین بیچ ایک گروہ اہل عراق کے سو ہمکو
قحط پہونچا اور عبد اللہ بن زبیر ہمکو کہانے کے لیے کہجورین دیتے تہے سو ابن عمر ہمارے پاس گذرتے تہے پس کہتے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو دو دو کہجورین جوڑ کر کہانے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ پروانگی چاہے مرد تم مین
سے اپنے بہائی سے **ف** مراد یہ ہے کہ اگر کئی آدمی اکٹھے کہاتے ہون تو دو دو کہجورون کو جوڑ کر نہ کہاوے
اور ہاں اگر ساتھی اُسکو اجازت دین تو جائز ہے اسواسطے کہ وہ اُنکا حق ہے پس جائز ہے واسطے اُنکے یہ کہ ساقط
کرین حق اپنا اور یہ قوی کرتا ہے اُس شخص کے مذہب کو جو مجہول چیز کے ہبہ کو جائز رکھتا ہے (فتح)
حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا

مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ شُعَيْبٍ كَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ شُعَيْبٍ اِصْنَعْ لِيْ طَعَامَ
خَمْسَةٍ لَعَلِّيْ اَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَّاَبْصَرَ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ لَّمْ يُدْعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ
هٰذَا قَدِ اتَّبَعَنَا اَتَأْذَنُ لَهٗ فَقَالَ نَعَمْ **ترجمہ** ابو مسعودؓ سے روایت ہو کہ ایک انصاری مرد کو ابو شعیب کہا
جاتا تہا اُسکا ایک غلام قصاب تہا تو ابو شعیب نے اُسکو کہا کہ میرے واسطے پانچ آدمی کا کہانا تیار کر شاید کہ
مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرون اسحال مین کہ پانچوین پانچ کے ہون یعنے چار آدمی ہون
اور پانچوین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے مین بہوکہہ
دیکہی تہی سو اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو اُنکے ساتہ ایک آدمی اور ہو لیا جسکی دعوت
نہین ہوئی تہی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتہ چلا آیا ہے کہا تو اسکو اجازت
دیتا ہے اُس نے کہا کہ ہان **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دوسرے کسی کی اجازت دیو تو جائز ہے

باب قَوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ باب ہو اس آیت کی تفسیر مین کہ وہ سخت تر جہگڑالو ہے **ف**
الالد شدید کو کہتے ہین اور لد کے معنے لڑائی کے ہین یعنے سخت لڑاکا مشتق ہے لدیدین سے اور وہ گردن
کی دونو طرفین ہین او معنے اُسکے یہ ہین کہ وہ جس طرف سے پکڑا جاتا ہے جہگڑے مین قوی ہوتا ہے اور بعضے
اُسکے کچہہ اور معنے کرتے ہین (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ
عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ **ترجمہ**
عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب لوگون مین زیادہ تر دشمن لڑاکا
جہگڑالو ہے **باب** اِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَّهُوَ يَعْلَمُهٗ گناہ اُس شخص کا جو جہوٹ اور ناحق مین
جہگڑے اور حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جہوٹ ہو یعنے وہ جانتا ہے کہ مین ناحق پر ہون **حَدَّثَنَا** عَبْدُ
الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ
اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّهٗ يَاْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّهٗ قَدْ
صَدَقَ وَاَقْضِيْ لَهٗ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَاْخُذْهَا
اَوْ فَلْيَتْرُكْهَا **ترجمہ** ام سلمہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر
جہگڑا اسنا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف نکلے سو فرمایا کہ مین تو بندہ ہون اور مقرر میرے پاس جہگڑنے والا

آتا ہے اور شاید کہ تم میں بعض آدمی بعض سے خوب تقریر کرتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے سو میں اسکے
حق میں مقدمہ کو فیصل کرتا ہوں سو جسکے واسطے میں کسی مسلمان کی حق کا حکم کروں تو سوا اسکے کچھ نہیں
کہ وہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے سو خواہ اسکو لے یا چھوڑ دیوے **ف** یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور اسکی
پوری شرح کتاب الاحکام میں آویگی (فتح) **باب** اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ جب جھگڑا کرے تو برا کہے **ف**
یعنے باب ہے بیان میں مذمت اور گناہ اس شخص کے جو جھگڑنے کے وقت برا کہے اور گالی دے (فتح)
حدثنا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ
مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ
كَانَ مُنَافِقًا اَوْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْ اَرْبَعٍ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا
حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ **ترجمہ** ابن عمرو رض سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ جسمیں وہ چاروں ہونگی وہ نرا منافق ہوگا اور جسمیں ایک
خصلت ان چاروں سے ہوگی تو اسمیں ایک ہی نفاق کی خو ہے یہانتک کہ اسکو چھوڑ دے ایک تو یہ کہ
جب بات کہے جھوٹ بولے اور دوسری یہ کہ جب وعدہ کرے تو خلاف کرے تیسری یہ کہ جب قول قرار کرے تو
دغابازی کرے اور جب جھگڑا کرے تو برا کہے **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الایمان میں
گذر چکی ہے **باب** قِصَاصِ الْمَظْلُوْمِ اِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهٖ بدلہ لینا مظلوم کا جسکا مال چھینا گیا ہے
جبکہ پاوے مال ظالم اپنے کا یعنے کیا مظلوم کو بقدر حق اپنے کے ظالم کا مال لینا درست ہے اگرچہ حاکم
کا حکم نہ ہو اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے ظفر کے اور بخاری نے اسکے اختیار کی طرف میل کی ہے اسیواسطے
وارد کیا اثر ابن سیرین کا موافق عادت اپنی کے بیچ ترجیح دینے کے ساتھ آثار کے (فتح) وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ
يُقَاصُّهٗ وَقَرَأَ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ یعنے اور ابن سیرین نے کہا کہ بدلہ لیوے
اس سے اور اس نے یہ آیت پڑھی کہ اگر تم بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر جتنی تمکو تکلیف پہنچی **ف** اور ایک
روایت میں ہے کہ اگر کوئی تجھ سے کچھ چھین لیوے تو اسکی مثل لے لے (فتح) **حدثنا** ابو الیمان انا
شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثنی عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ
فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا
فَقَالَ لَا حَرَجَ عَلَيْكِ اَنْ تُطْعِمِيْهِمْ بِالْمَعْرُوْفِ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت مقرر ابو سفیان یعنے اسکا خاوند بخیل مرد ہے یعنی اسقدر
خرچ نہیں دیتا کہ مجھکو اور میری اولاد کو کفایت کرے تو کیا مجھپر گناہ ہے کہ اسکے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤں

یعنے بدون اسکے کہ اُسکو معلوم ہو تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجہپر گناہ نہین یہ کہ کہلاوے تو انکو موافق
دستور کے یعنے اوسط درجہ کا **ف** اسحدیث مین اجازت ہے واسطے اُسکے ساتہ لینے کے اپنے خاوند کے مال سے
بقدر حاجت اپنی کے اور اسکی پوری شرح کتاب النفقات مین آویگی ابن بطال نے کہا کہ ہند کی حدیث
دلالت کرتی ہے اسپر کہ جائز ہے حقدار کو یہ کہ لے بقدر حق اپنے کے اُس شخص کے مال سے جو نہ پورا دے
اُسکو حق اُسکا یا انکار کرے اُس سے (فتح) **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي
يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُونَنَا فَمَا تَرَى فِيهِ فَقَالَ لَنَا إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأُمِرَ لَكُمْ
بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ **ترجمہ** عقبہ بن عامر رض سے
روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمکو بہیجتے ہین سو ہم ایک قوم پاس اُترتے
ہین جو ہماری مہمانی نہین کرتے تو آپ اسمین کیا فرماتے ہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم
کسی قوم پاس اترا کرو اور حکم ہو واسطے تمہارے اسچیز کا کہ مہمان کو لائق ہے یعنے دستور کے موافق تمہاری
مہمانی کرین تو قبول کیا کرو اور اگر ایسا نہ کرین تو لے لیا کرو اُنسے حق مہمان کا **ف** یعنے بقدر مہمانی کے
انکے مال سے لو بدون انکی اجازت کے اور ظاہر اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کی ضیافت واجب ہے
اور منزول علیہ اگر ضیافت نہ کرے تو اس سے زور اور قہر کے ساتہ لی جاوے اور یہی قول ہے لیث کا مطلق
اور خاص کیا ہے اسکو احمد نے ساتہ جنگلیون کے سوای گاؤن کے اور جمہور کہتے ہین کہ ضیافت سنت مؤکدہ
ہے اور باب کی حدیث کے انہون نے کئی جواب دیے ہین ایک کہ وہ مضطر پر محمول ہے پہر انکو اختلاف ہے
کہ کیا مضطر کو عوض لازم آتا ہے یا نہین اور تحقیق گذر چکا ہے بیان اسکا آخر بیان لقطہ مین اور ترمذی نے اشارہ
کیا ہے کہ یہ محمول ہے اُسپر جو حاجت کو وقت کہانا خریدنا چاہے اور کہانے والا نہ دیوے تو جائز ہے اسکو یہ کہ
لیوے اُس سے ساتہ زور کے اور اسکی مانند بعض حدیثون مین مفسر آچکا ہے دوسرا یہ کہ اول اسلام مین یہ حکم تہا
اُسوقت سلوک واجب تہا پہر جب ملک فتح ہوئے تو یہ حکم منسوخ ہوا اور دلالت کرتی ہے اسکی منسوخ ہونے پر
یہ حدیث مسلم کی بیچ حق مہمان کے کہ اسکی تکلیف کی ضیافت ایک دن رات ہے اور تکلیف کی ضیافت بطور
احسان کے ہے واجب نہین اور یہ جواب ضعیف ہے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ مراد احسان سے پورا کرنا دن
رات کا ہو نہ اصل ضیافت اور ایک حدیث مین ہے کہ جو مرد کسی قوم کا مہمان ہو اور وہ صبح تک بہوکا رہے
تو واجب ہے مدد اسکی ہر مسلمان پر یہانتک کہ لے ضیافت اپنی رات کی اسکی کہیتی اور اسکے مال سے
روایت کی یہ حدیث ابوداؤد نے اور یہ محمول ہے اُسپر جبکہ کوئی چیز نہ پاوے تیسرا یہ کہ یہ حکم ان لوگون کے

واسطے خاص ہے جو زکوۃ تحصیل کرنے کے واسطے امام کی طرف سے عامل بھیجے جاتے تھے سو جنکی طرف بھیجے جاتے
تھے لازم تھا اوپر اُنکے اُتارنا اُنکا بیچ مقابلے عمل اُنکے کے جس کے وہ متولی تھے اسواسطے کہ نہین تھا قیام
واسطے اُنکے مگر ساتھ اُسکے حکایت کیا اسکو خطابی نے کہا اور یہ اُس زمانے مین تھا جبکہ مسلمانون کو واسطے
بیت المال نہ تھا اور ابیر آجکے دن پس روزی عاملون کی بیت المال سے ہے چوتھا یہ کہ وہ خاص ہے ساتھ
اہل ذمہ کے اور تحقیق شرط کی عمر نے جبکہ مقرر کیا جزیہ شام کے نصاری پر کہ جو مسلمان تمہارے پاس آوے
اُسکی ضیافت کرنا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ تخصیص محتاج ہے طرف دلیل خاص کی اور عمر کی
فعل مین حجت نہین اسواسطے کہ وہ متاخر ہے زمانے سوال عقبہ کے سے اشارہ کیا ہے طرف اسکی نووی نے
پانچوان یہ کہ مراد اِن تَاْخُذُوْا سے یہ ہے کہ زبانون سے اُنکے عزت اتارو اور لوگون مین انکا عیب بیان
کرو اور تعاقب کیا ہے اسکا مازری نے ساتھ اُسکے کہ عزت اُتارنی اور عیب ذکر کرنا مستحب شرع مین ترک
کرنا اُسکا ہے نہ کرنا اُسکا اور سب جوابون سے قوی تر پہلا جواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُسکے اوپر
مسئلے ظفر کے اور یہی قول ہے امام شافعی رح کا پس جزم کیا ہے اُس نے ساتھ جواز لینے کے اُس چیز مین کہ
نہ ممکن ہو حاصل کرنا حق کا ساتھ حاکم کے جیسے کہ اُسکا حقدار منکر ہو یا نہ ہو گواہ واسطے اُسکے وقت موجود
ہونے جنس کے پس جائز ہے نزدیک اُسکو لینا اُسکا اگر ظفر یاب ہو ساتھ اُسکے اور لینا غیر اُسکے کا بقدر اُسکو
اگر نہ پاوے اُسکو اور کوشش کرے قیمت ڈالنے مین اور نہ ظلم کرے اور اگر ممکن ہو حاصل کرنا حق کا ساتھ
ذریعہ حاکم کے تو اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ تو بھی لینا جائز ہے اور مالکیہ کے نزدیک خلاف ہے
اور جائز رکھا ہے اُنکو حنفیہ نے مثلی چیزون مین سوائے قیمت والی چیزون کے اسواسطے کہ اُسمین ظلم کا خوف
ہے اور اتفاق ہے اسپر کہ محل جواز کا اموال مین ہے نہ عقوبات بدنیہ مین واسطے بہت ہونے زیادتیون
کے بیچ اُسکے اور مالون مین بھی محل جواز کا اُسوقت ہے جبکہ مامون ہو زیادتی سے مانند نسبت اُسکی کی طرف
چوری کی اور مانند اُسکی (فتح) **باب** مَا جَاءَ فِی السَّقَائِفِ سقیفون کا بیان **ف** سقیفہ سائبان دار
مکان کو کہتے ہین مانند مسافر خانے اور بیٹھک کی پاس گھر کی اور گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اُسکی کہ عام آمد
و رفت کی جگہ مین بیٹھنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے گھر والے کو کہ بناوے مسافر خانہ یا سائبان دار مکان جب کہ
راہ چلنے والون کو ضرر نہ کرے (فتح) وَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ فِی سَقِیْفَۃِ
بَنِیْ سَاعِدَۃَ یعنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب بنی ساعدہ کی بیٹھک مین بیٹھے **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹھک یعنے عام لوگون کی آمد و رفت کی جگہ مین بیٹھنا درست ہے **حَدَّثَنَا** یَحْیٰی
ابْنُ سُلَیْمَانَ اَخْبَرَنِی ابْنُ وَھْبٍ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ح وَاَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَخْبَرَنِیْ

عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَہٗ عَنْ عُمَرَ قَالَ حِیْنَ تَوَفَّی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ اجْتَمَعُوْا فِیْ سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَۃَ فَقُلْتُ لِاَبِیْ بَکْرٍ انْطَلِقْ بِنَا
فَجِئْنَاھُمْ فِیْ سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَۃَ ترجمہ عمر فاروق رض سے روایت ہو کہ خدا نے اپنے نبی کی روح قبض
کی تو انصار بنی ساعدہ کی بیٹھک مین جمع ہوئے سو مینے ابو بکر رض سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل سو ہم اُنکے پاس
بنی ساعدہ کی بیٹھک مین آئے **ف** اور غرض اُس سے یہ ہے کہ اصحاب بدستور بیٹھک مذکور مین بیٹھے رہے
اور کرمانی نے کہا کہ مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ عام جگہون مین بیٹھنا ظلم نہین (فتح)

باب لَا یَمْنَعُ جَارٌ جَارَہٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَۃً فِیْ جِدَارِہٖ نہ روکے ہمسایہ اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار
مین لکڑی گاڑنے سے یعنے اگر ہمسایہ اُسکی دیوار مین کڑیان رکھنا چاہے یا لکڑی کی مینخ گاڑنی چاہے تو
اسکو نہ روکے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ
اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمْنَعُ جَارٌ جَارَہٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَۃً فِیْ
جِدَارِہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ مَالِیْ اَرَاکُمْ عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ وَاللّٰہِ لَاَرْمِیَنَّ بِھَا بَیْنَ اَکْتَافِکُمْ
ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ منع کرے ہمسایہ اپنے ہمسائے کو اپنی
دیوار مین لکڑی گاڑنے سے تو لوگون نے سر نیچے ڈالے پھر ابوہریرہ رض کہتا ہے کہ کیا ہے مجھکو کہ مین تم کو
اس سنت یا اس بات سے منہ پھیرنے والے دیکھتا ہون قسم ہے اللہ کی کہ البتہ مین اس حدیث کو تمہارے
مونڈھون کے درمیان پھینکون گا یعنے اسکو تم مین پھیلاؤن گا تاکہ تم غفلت سے جاگو اگر تم اس حکم کو قبول
کروگے تو لکڑی کو تمہارے مونڈھون کے درمیان پھینکون گا **ف** استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اگر ایک
کی دیوار ہو اور اُسکا کوئی ہمسایہ ہو اور وہ اپنا شہتیر اُسپر رکھے تو جائز ہے برابر ہے کہ مالک اجازت دے یا نہ دے
اور اگر باز رہے تو جبر کیا جاوے اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق وغیرہ اہل حدیث کا اور ابن حبیب مالکی کا
اور شافعیؒ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور اُسکے جدید دو قول ہین مشہور یہ ہے کہ مالک سے اجازت لینی شرط ہے
اور اگر نہ مانے تو اُسپر جبر نہ کیا جاوے اور یہی قول حنفیہ کا ہے اور حمل کیا ہے انہون نے امر کو استحباب پر
اور نہی کو تنزیہ پر واسطے تطبیق دینے کے درمیان اُسکے اور درمیان اُن حدیثون کے جو دلالت کرتی ہین اس پر
کہ مسلمان کا مال حرام ہے مگر اُسکی رضامندی سے وفیہ نظر کما سیأتی اور جزم کیا ہے ترمذی اور ابن عبد البر نے
ساتھ قدیم قول شافعی رح کے اور یہی اُسکی نص ہے بویطی مین اور بیہقی نے کہا کہ نہین پایا مین سنن صحیحہ مین
جو اس حکم کے معارض ہو مگر عمومات کہ نہین مستنکر کہ اُسکو خاص کرے اور تحقیق حمل کیا ہے اسکو راوی نے اوپر
اور وہ زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ اُس حدیث کے کہ روایت کی یہ اشارہ ہے طرف قول ابوہریرہ رض کی

کہ کیا ہے مجھکو کہ مین تمکو اُس سے منہ پہیرنے والے دیکھتا ہون اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتہ اس قول
ابوہریرہؓ کے ساتہ اسکے کہ ابوہریرہ رض کے زمانے مین عمل برخلاف مذہب ابوہریرہؓ کے تہا اسواسطے کہ اگر
واجب ہوتا تو اصحاب اسکی تاویل سے ناواقف نہ ہوتے اور ابوہریرہؓ سے منہ نہ پہیرتے پس اگر نہ ہوتی یہ
بات کہ حکم اسکے برخلاف قرار پاچکا تہا تو البتہ نہ جائز ہوتا اپر نہ واقف ہونا اس حکم سے پس معلوم ہوا
کہ انہون نے امر کو اس باب مین استحباب پر حمل کیا اور مین نہین جانتا کہ اسکو کہان سے معلوم ہوا کہ منہ
پہیرنے والے اصحاب تہے اور کیونکہ وہ ایسے تہے کہ انکی مثل حکم سے جاہل نہین ہو سکتے اور کیون جائز نہین کہ
ابوہریرہؓ کے مخاطب غیر فقہا ہون بلکہ یہی بات مقرر ہے نہین تو اگر اصحاب یا فقہا ہوتے تو انکو ایسا خطاب
نہ کرتے اور تحقیق قوی کیا ہے شافعی نے قدیم قول مین وجوب کی ساتہ اُسکے کہ عمر فاروق رض نے اُسکے
ساتہ حکم کیا یعنے ایک شخص پر جبر کیا کہ ہمسائے کو اپنے گہر سے فائدہ اٹہانے سے منع نہ کرے اور نہ مخالفت
کی اسکی کسی نے اُسکے ہم زمانون سے پس ہوگا یہ اتفاق اُنکے اوپر اُسکے اور دعوی الاتفاق کا اس جگہ
اس سے بہتر ہے مہلب کے دعوی سے اسواسطے کہ اکثر ہم عصر اُسکے اصحاب تہے اور اکثر احکام اُسکے پہیل گئے تہے واسطے
دراز ہونے خلافت اُنکی کے اور یہ جو مہلب نے دعوی کیا کہ عمل اُسکے برخلاف ہے تو اس دعوی مین شبہ ہے اسواسطے
کہ بیہقی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ بنی مغیرہ کے دو ہمسایون مین اسبات کا جہگڑا ہوا کہ انصار کے بہت لوگون
نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی ہے تو اسی حدیث کے موافق
اُنمین فیصلہ ہوا اور اسی طرح بیہقی نے یحیے بن جعدہ تابعی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص پر اُسپر جبر کیا گیا
اور بعضون نے قید کیا ہے وجوب کو ساتہ اسچیز کے جب کہ پہلے ہمسائے سے اذن لے لیا ہو جیسا کہ بعض
طریقون مین اسکا ذکر آچکا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جدارہ کا ضمیر صاحب شہتیر پر محمول ہے یعنے نہ روکے اسکو
یہ کہ رکہے شہتیر اپنا خود اپنی دیوار پر اگرچہ اُسکو اُس سے ضرر ہو واسطے منع ہونے روشنی کے مثلا اور نہین پوشیدہ بعد اُسکا
اور محل وجوب کا نزدیک قائل اُسکے کے یہ ہے کہ ہمسائے کو اُسکی حاجت ہو اور نہ رکہے اُسپر وہ چیز کہ ضرر
پاوے ساتہ اُسکے مالک اور نہ مقدم کیا جاوے مالک کی حاجت پر اور نہین فرق ہے درمیان اُسکے کہ
محتاج ہووے شہتیر کے رکہنے مین طرف سوراخ کرنے کی دیوار مین یا نہ ہووے اسواسطے کہ شہتیر کا سر بند کرتا
ہے سوراخ کو اور قوی کرتا ہے دیوار کو (فتح) **بَاب** صَبُّ الْخَمْرِ فِي الطَّرِيقِ راہ مین شراب گرانے
کا بیان **ف** یعنے راہ مشترکہ مین جبکہ یہ معین کرے راہ کو طرف دور کرنے مفسدی کے کہ قویتر ہو اُس
مفسدی سے جو حاصل ہے اُسکے گرانے سے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ اَبُوْ يَحْيٰى ثَنَا
عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِيْ مَنْزِلِ اَبِيْ طَلْحَةَ وَ

کان خمرھم یومئذ الفضیخ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منادیا ینادی الا ان الخمر
قد حرمت فقال لی ابو طلحۃ اخرج فاھرقھا فخرجت فھرقتھا قال فجرت فی سکک
المدینۃ فقال بعض القوم قد قتل قوم وھی فی بطونھم فانزل اللہ لیس علی الذین امنوا
وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا الآیۃ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ مین ابو طلحہ کی جگہ مین ایک گروہ کو شراب
پلایا تھا اور تھا شراب انکا اس دن فضیخ یعنے جو کچی کھجورون سے بناتے ہین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک پکارنے والے کو حکم کیا کہ پکار دے کہ خبردار ہو کہ تحقیق شراب حرام ہوئی تو ابو طلحہ نے مجھکو کہا کہ نکل
اور اسکو پھینکدے سو مین نے نکلکر اسکو پھینکدیا سو وہ مدینے کو کوچون مین جاری ہوئی تو بعض لوگون نے
کہا کہ ایک گروہ مقتول ہوا اور حالانکہ شراب انکی پیٹون مین تھی تو خدا نے یہ آیت اتاری کہ نہین ان لوگون پر جو
ایمان لائے اور کام نیک کیے گناہ اس چیز مین کہ پہلے کھا چکے یعنے جو حرام ہونے سے پہلے کھا چکے وہ معاف ہے
جبکہ اسکے بعد تقوی اختیار کیا **ف** اس حدیث کی پوری شرح تفسیر سورہ مائدہ مین آ چکی اور مہلب نے
کہا کہ سوائے اسکے نہین کہ ڈالی گئی شراب راہ مین واسطے ظاہر کرنے کے ساتھ چھوڑنے اسکے کے اور تاکہ مشہور
ہو چھوڑنا اسکا اور یہ راجح تر ہے مصلحت مین ایذا پانے سے ساتھ گرانے اسکے کی راہ مین (فتح) **باب**
افنیۃ الدور والجلوس فیھا والجلوس علی الصعدات گھرون کے صحن اور انہین بیٹھنا اور راہون
پر بیٹھنا **ف** یہ ترجمہ عقد کیا گیا ہے واسطے جواز گھیرنے اسکے کے ساتھ بنا کے اور اسپر جاری ہوا ہے عمل
بیچ بنانے ڈیوڑھی کے گھرون کے دروازون پر (فتح) وقالت عائشۃ فابتنی ابو بکر مسجدا بفناء
دارہ یصلی فیہ ویقرأ القرآن فیتقصف علیہ نساء المشرکین وابناءھم یعجبون منہ
والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ بمکۃ یعنے اور عائشہ رض نے کہا کہ ابو بکر رض نے اپنے گھر کے
صحن مین مسجد بنائی اسمین نماز ادا کرتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے سو مشرکین کی عورتین اور لڑکے ان پر ازدحام
کرتے اس حال مین کہ اس سے خوش ہوتے تھے **ف** یہ حدیث ابواب المساجد مین گذر چکی ہے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ گھر کا صحن رکھنا درست ہے **حدثنا** معاذ بن فضالۃ ثنا ابو عمر حفص بن میسرۃ
عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال ایاکم والجلوس علی الطرقات فقالوا ما لنا بد انما ھی مجالسنا نتحدث فیھا
قال فاذا ابیتم الا المجالس فاعطوا الطریق حقھا قالوا وما حق الطریق قال غض
البصر وکف الاذی ورد السلام وامر بالمعروف ونھی عن المنکر ترجمہ ابو سعید خدری رض
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو راہون کے بیٹھنے سے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت

ہمکو تو راہوں کے بیٹھنے سے کچھ چارہ نہیں سوا اسکے کوئی بات نہیں کہ وہی ہماری بیٹھنے کی جگہیں ہیں کہ
ہم وہاں آپسمیں بات چیت کرتے ہیں سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم وہاں کی نشست
کے بغیر نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کیا کرو اصحاب نے کہا کہ راہ کا حق کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اجنبی عورت اور لوگوں کے عیبوں سے آنکھ کو نیچے جھکانا اور لوگوں کی تکلیف دینے والی
چیز کو راہ سے دور کرنا یعنے اینٹ پتھر اور کانٹا دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور نیک بات سکھلانا اور
بد کام سے روکنا **ف** اور تحقیق ظاہر ہوا سیاق حدیث سے کہ نہی اس سے واسطے تنزیہ کے ہے تا کہ نہ ضعیف
ہووے بیٹھنے والا ادا حق سے کہ اوپر اُسکے ہے اور اشارہ کیا ساتھ آنکھ جھکانے کے ساتھ ہونے سے واسطے
فتنے کے ساتھ اُس شخص کے کہ گذرے ساتھ اُسکے عورتوں وغیرہ سے اور اشارہ کیا ساتھ دور کرنے تکلیف والی
چیز کے طرف سلامت رہنے کی طرف حقیر جاننے اور غیبت وغیرہ کی اور ساتھ جواب سلام کے طرف تعظیم
گذرنے والے کے اور ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے استعمال کرنا تمام ان چیزوں کا کہ مشروع ہیں
اور ترک کرنا ان تمام چیزوں کا کہ مشروع نہیں اور اسمیں حجت ہے واسطے اُس شخص کے جو کہتا ہے کہ بند کرنا وسیلوں
کا الطریق اولے ہے واجب نہیں اس واسطے کہ منع کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنے سے واسطے اکھاڑنے
مادے کے تعجب اصحاب نے کہا کہ ہمکو اُس سے کچھ چارہ نہیں تو ذکر کیا واسطے اُنکے مقاصد اصلیہ کو واسطے منع کے
پس معلوم ہوا کہ پہلی نہی واسطے ارشاد کے ہے طرف اصلح کی اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ دور کرنا مفسدہ کا اولے
ہے کھینچنے مصلحت کے سے واسطے مذب کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اول طرف ترک جلوس کی باوجود
اُس چیز کے کہ اسمیں ہے اجر سے واسطے اُسکے جو عمل کرے ساتھ حق راہ کے اور یہ اس واسطے ہے کہ احتیاط
واسطے طلب کرنے سلامتی کے زیادہ تر موکد ہے طمع سے زیادتی میں اور باقی شرح اسکی کتاب الاستیذان
میں آویگی (فتح) **باب** الآبَارِ عَلَى الطَّرِيقِ إِذَا لَمْ يُتَأَذَّ بِهَا راہ میں کنواں کھودنا جبکہ اُس سے کسی کو
ایذا نہ ہو **ف** یعنے جائز ہے کھودنا کنوئیں کا مسلمانوں کے راہ میں واسطے عام ہونے نفع کے ساتھ اُسکے
جبکہ نہ حاصل ہو ساتھ اُسکے ایذا واسطے کسی کے ایک میں سے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا
فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ
هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً فَسَقَى
الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا قَالَ فِي

كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس
حالت مین کہ ایک مرد راہ مین چلا جاتا تہا کہ اُسکو سخت پیاس لگی تو اُس نے ایک کنوان پایا وہ اُسمین اُترا
پہر نکلا تو ناگہان دیکہا کہ ایک کتا زبان باہر نکالے ہوئے پیاس سے کیچڑ کہاتا ہے تو اس مرد نے کہا کہ
البتہ پہونچا ہے یہ کتا پیاس سے مثل اُس چیز کو کہ مین پہونچا تہا سو وہ کنوئین مین اترا اور اپنا موزہ پانی
سے بہرا اور کتے کو پلایا سو خدا نے اُسکی محنت ٹہکانے لگائی سو اُسکو بخشدیا تو اصحابؓ نے کہا کہ
یا حضرتؐ کیا ہمارے واسطے چارپایون کی احسان مین ثواب ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
ہر جگر تر کے پانی پلانے مین ثواب ہے یعنے ہر جاندار کے احسان مین ثواب ہے **ف** اس حدیث کی
پوری شرح کتاب الشرب مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس مرد نے راہ مین کنوان پایا
پس معلوم ہوا کہ راہ مین کنوان کہودنا جائز ہے تاکہ عام لوگون کو اُس سے فائدہ ہو **باب** اِمَاطَةِ
الْاَذٰى تکلیف دینے والی چیز کو راہ سے دور کرنا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا صدقہ ہے یعنے اُسمین صدقہ کا ثواب ملتا ہے **ف**
اور اماطت کو صدقہ ہونے کے معنے یہ ہین کہ وہ سبب ہے طرف سلامت رہنے اُس شخص کی جو گذرے
ساتہ اُسکے ایذا سے تو گویا کہ صدقہ کیا اُس نے اوپر اُسکے ساتہ اُسکے پس حاصل ہوا واسطے اُسکے ثواب
صدقہ کا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدی سے باز رہنا اپنی جان پر صدقہ ہے (فتح) **باب**
الْغُرْفَةِ وَالْعُلِّيَّةِ الْمُشْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمُشْرِفَةِ فِي السُّطُوْحِ وَغَيْرِهَا بالاخانہ بنانا بلند اور غیر بلند
چہتون وغیرہ مین **ف** یہ جمع کرنے سے چار قسم ہوتے ہے بنسبت بلند اور نہ بلند ہونے اُسکے کی اور
بنسبت ہونے اُسکے کے چہتون مین اور غیر اُنکے مین اور حکم بالاخانہ بلند کا جواز ہے جبکہ امن ہو جہانکنے
سے اوپر ستروان گہرون لوگون کے اور اگر امن نہ ہو تو نہ جبر کیا جاوے اوپر بند کرنے اُسکے کی بلکہ حکم کیا
جاوے ساتہ نہ جہانکنے کے اور جو اُس سے تلے ہو اُسکو حکم کیا جاوے کہ اُس سے حفاظت اور پردہ کرے
(فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ
اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ
قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ ترجمہ اسامہ بن زیدؓ سے
روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی بلندیون سے ایک بلندی سے جہانکا پہر فرمایا کہ کیا تم
دیکہتے ہو جو مین دیکہتا ہون تمہارے گہرون کے درمیان فتنو فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنیکے مقامات معلوم ہوتے ہین **ف** اس حدیث

معلوم ہوا کہ بالاخانہ بلند بنانا درست ہے (فتح) حدثنا یحیی بن بکیر ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب
اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی ثور عن عبد اللہ بن عباس قال لم ازل حریصا علی ان
اسال عمر عن المراتین من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللتین قال اللہ لھما ان تتوبا
الی اللہ فقد صغت قلوبکما فحججت معہ فعدل وعدلت معہ بالاداوۃ فتبرز ثم
جاء فسکبت علی یدیہ من الاداوۃ فتوضا فقلت یا امیر المومنین من المراتان من
ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللتان قال اللہ عزوجل لھما ان تتوبا الی اللہ فقد صغت
قلوبکما فقال واعجبا لک یا ابن عباس عائشۃ وحفصۃ ثم استقبل عمر الحدیث یسوقہ
فقال انی کنت وجار لی من الانصار فی بنی امیۃ بن زید وھی من عوالی المدینۃ و
کنا نتناوب النزول علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فینزل یوما وانزل یوما فاذا نزلت جئتہ
من خبر ذلک الیوم من الامر وغیرہ واذا نزل فعل مثلہ وکنا معشر قریش نغلب
النساء فلما قدمنا علی الانصار اذا ھم قوم تغلبھم نساؤھم فطفق نساؤنا یاخذن من ادب
نساء الانصار فصحت علی امراتی فراجعتنی فانکرت ان تراجعنی فقالت ولم تنکر ان
اراجعک فواللہ ان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیراجعنہ وان احداھن لتھجرہ
الیوم حتی اللیل فافزعنی فقلت خابت من فعل منھن بعظیم ثم جمعت علی ثیابی
فدخلت علی حفصۃ فقلت ای حفصۃ اتغاضب احداکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الیوم حتی اللیل فقالت نعم فقلت خابت وخسرت افتامن ان یغضب اللہ
لغضب رسولہ فتھلکین لا تستکثری علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تراجعیہ
فی شیء ولا تھجریہ وسلینی ما بدالک ولا یغرنک ان کانت جارتک ھی اوضا منک و
احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرید عائشۃ وکنا تحدثنا ان غسان تنعل
النعال لغزونا فنزل صاحبی یوم نوبتہ فرجع عشاء فضرب بابی ضربا شدیدا وقال
انائم ھو ففزعت فخرجت الیہ وقال حدث امر عظیم فقلت ما ھو اجاءت غسان
قال لا بل اعظم منہ واطول طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ فقال قد
خابت حفصۃ وخسرت کنت اظن ان ھذا یوشک ان یکون فجمعت علی ثیابی
فصلیت صلوۃ الفجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل مشربۃ لہ فاعتزل فیھا فدخلت
علی حفصۃ فاذا ھی تبکی قلت ما یبکیک اولم اکن حذرتک اطلقکن رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم قالت لا ادری هو ذا في المشربة فخرجت فجئت المنبر فاذا حوله رهط يبكي بعضهم فجلست معهم قليلا ثم غلبني ما اجد فجئت المشربة التي هو فيها فقلت لغلام له اسود استاذن لعمر فدخل فكلم النبي صلى الله عليه وسلم ثم خرج فقال ذكرتك له فصمت فانصرفت حتى جلست مع الرهط الذين عند المنبر ثم غلبني ما اجد فجئت فقلت للغلام فذكر مثله فجلست مع الرهط الذين عند المنبر ثم غلبني ما اجد فجئت الغلام فقلت استاذن لعمر فذكر مثله فلما وليت منصرفا فاذا الغلام يدعوني قال اذن لك رسول الله صلى الله عليه وسلم فدخلت عليه فاذا هو مضطجع على رمال حصير ليس بينه وبينه فراش قد اثر الرمال بجنبه متكئ على وسادة من ادم حشوها ليف فسلمت عليه ثم قلت وانا قائم طلقت نساءك فرفع بصره الى فقال لا ثم قلت وانا قائم استانس يا رسول الله لو رايتني وكنا معشر قريش نغلب النساء فلما قدمنا على قوم تغلبهم نساؤهم فذكره فتبسم النبي صلى الله عليه وسلم ثم قلت لو رايتني ودخلت على حفصة فقلت لا يغرنك ان كانت جارتك هي اوضا منك واحب الى النبي صلى الله عليه وسلم يريد عائشة فتبسم اخرى فجلست حين رايته تبسم ثم رفعت بصرى في بيته فوالله ما رايت فيه شيئا يرد البصر غير اهبة ثلاثة فقلت ادع الله فليوسع على امتك فان فارس والروم وسع عليهم واعطوا الدنيا وهم لا يعبدون الله وكان متكئا فقال اوفي شك انت يا ابن الخطاب اولئك قوم عجلت لهم طيباتهم في الحيوة الدنيا فقلت يا رسول الله استغفر لي فاعتزل النبي صلى الله عليه وسلم من اجل ذلك الحديث حين افشته حفصة الى عائشة وكان قد قال ما انا بداخل عليهن شهرا من شدة موجدته عليهن حين عاتبه الله فلما مضت تسع وعشرون دخل على عائشة فبدا بها فقالت له عائشة انك اقسمت ان لا تدخل علينا شهرا وانا اصبحنا بتسع وعشرين ليلة اعدها عدا فقال النبي صلى الله عليه وسلم الشهر تسع وعشرون وكان ذلك الشهر تسعا وعشرين قالت عائشة فانزلت اية التخيير فبدا بي اول امراة فقال اني ذاكر لك امرا ولا عليك ان لا تعجلي حتى تستامري ابويك قالت قد علم ان ابوي لم يكونا يامراني بفراقك ثم قال ان الله تعالى قال يا ايها النبي قل

لِاَزْوَاجِكَ اِلٰى عَزِيْمَا قُلْتُ اَفِيْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ
ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهٗ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ ترجمہ عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہی کہ مجھکو اسکی ہمیشہ
حرص تہی کہ مین عمر فاروق رض سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُن دو بی بیون کا حال پوچہون جنکے حق
مین خدا نے فرمایا کہ اگر تم دونون توبہ کرتین تو خدا خوش ہوتا البتہ ٹیڑہے ہوئی ہین دل تمہارے سو مین نے
اُنکے ساتہ حج کیا سو وہ راہ سے پہرے تو مین بہی پانی کا برتن لیکر اُنکے ساتہ پہرا سو وہ پائخانے بیٹہے پہر
آئے تو مین نے اُنکے ہاتہون سے باسن پر سے پانی ڈالا سو اُنہون نے وضو کیا تو مین نے کہا کہ اے
امیر المومنین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیون سے وہ دو نو عورتین کون ہین جنکے حق مین خدا نے
فرمایا کہ اگر تم دونون توبہ کرو تو خدا راضی ہوگا پس تحقیق ٹیڑہے ہوئی ہین دل تمہارے تو عمر رض نے کہا کہ اے
عجب ہے تجہکو ای ابن عباس رض وہ عائشہ اور حفصہ ہے (بعض کہتے ہین کہ حضرت عمر رض نے ابن عباس رض پر
تعجب اس سے کیا کہ یہ حال اُنپر کسطرح پوشیدہ رہا باوجود مشہور ہونے اُسکے کے نزدیک اُنکی ساتہ تفسیر کے
اور یا تعجب کیا حرص اُنکی سے اوپر حاصل کرنے تفسیر کے ساتہ تمام طریقون کے یہان تک کہ پہنچا نام پہنچی
اُس شخص کے جو مبہم کیا گیا ہے بیچ اسکے) پہر عمر رض نے حدیث کی ابتدا کی اسحال مین کہ اسکو بیان
کرنے تہے یعنے پہر حدیث کو بیان کرنا شروع کیا تو کہا کہ مین اور میرا ایک ہمسایہ انصاری دونون بنی امیہ کے
قبیلے مین رہتے تہے اور اُنکے گہر اُن گاؤن مین تہے جو مدینے کی اونچی طرف مین واقع ہین سو ہم حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری سے جایا کرتے تہے سو ایک دن وہ جاتا تہا اور ایک دن مین سو جب
مین جاتا تہا تو اس دن کی خبر امر وغیرہ سے اس کے پاس لاتا تہا یعنے جو حکم شرع کا نیا جاری ہوتا یا کوئی اور
واقع ہوتا تو اسکو لا سُناتا تہا اور جب وہ جاتا تہا تو وہ بہی اسی طرح کرتا تہا اور ہم قریشی گروہ تہے ہمارا
دستور تہا کہ ہم عورتون پر غالب ہوتے تہے سو جب ہم مدینے مین انصار پاس آئے تو اچانک ہم نے دیکہا کہ وہ
ایک گروہ ہے کہ اُنکی عورتین اُنپر غالب ہوتی ہین تو ہماری عورتین بہی انصار کی عورتون کا طریقہ سیکہنے لگین سو مینے
ایک دن اپنی عورت پر آواز بلند کی یعنے مینے اُسکو گہر کا تو اُس نے مجہہ سے پہر کر کلام کیا تو مجہکو برا معلوم
ہوا کہ وہ مجہہ سے پہر کر جواب کرے تو اُس نے کہا کہ تو کیون برا مانتا ہے کہ مین تجہہ سے پہر کر جواب کرون پس قسم
ہے اللہ کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیان تو البتہ آپ سے پہر کر جواب کرتی ہین اور البتہ کوئی اُن
مین سے تمام دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا رہتی ہے سو مین اُسکی کلام سے غمناک ہوا سو مینے
کہا کہ نا امید ہوئی جس نے یہ کام کیا ساتہ گناہ بڑے کے پہر مینے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ یعنے اپنی بیٹی پاس
آیا تو مینے اُسکو کہا کہ اے حفصہ کیا تم مین سے کوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتی ہے تمام دن

رات تک اُس نے کہا ہان تو مین نے کہا کہ وہ نا امید ہوئی اور ٹوٹے مین پڑی کیا وہ بے خوف ہی اس سے کہ
غضبناک ہو خدا واسطے غضبناک ہونے رسول اپنے کے پس ہلاک ہووے تو نہ تو تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بہت خرچ مانگا کر اور نہ آپ سے کسی بات مین پہر کر جواب کیا کر اور نہ آپ سے جدا ہوا کر اور جس
چیز کی تجہکو حاجت ہو مجہسے مانگ لیا کر اور نہ مغرور کرے تجہکو یہ کہ تیری سوکن تجہسے بہت خوبصورت
ہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پیاری ہے مراد اُنکی حضرت عائشہ رضہ ہے یعنے تو عائشہ رضہ
کے حال کے ساتہ مغرور نہ ہو کہ اگر وہ ناز کے راہ سے کوئی بات کرین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکو اُٹہا
لیوین تو تو بہی ایسا کرے شاید کہ تیری بات سے ناراض ہون اور ہم آپس مین چرچا کرتے تہے کہ قبیلہ غسان
ہماری لڑائی کے واسطے اپنے چارپایون کو نعلین چڑہاتا ہے سو میرا ساتہی اپنی باری کے دن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عشا کو پہرا سو اُس نے میرے دروازے کو سخت چوٹ ماری اور کہا کہ کیا
وہ سوتا ہے سو مین گہبرایا کہ کیا معاملہ ہے سو مین اُسکی طرف نکلا تو اُس نے کہا کہ ایک بڑا امر پیدا ہوا
مینے کہا کہ وہ کیا ہے کیا غسان آیا ہے اُس نے کہا کہ نہین بلکہ اُس سے بہی بہت بڑا اور دراز تر ہے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون کو طلاق دی عمر رضہ نے کہا کہ محروم ہوئی حفصہ اور ٹوٹے مین پڑی مجہکو گمان
تہا کہ عنقریب ہی کہ یہ امر واقع ہوگا سو مین نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ
پڑہی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بالا خانہ مین داخل ہوئے اور اُسمین گوشہ پکڑا سو مین حفصہ پاس گیا
تو ناگاہ کیا دیکہتا ہون کہ وہ روتی ہے تو مینے کہا کہ کس چیز نے تجہکو رولایا ہے کیا مین نے تجہکو ڈرایا نہین
تہا کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمکو طلاق دی ہے حفصہ رضہ نے کہا کہ مجہکو معلوم نہین حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم یہ بالا خانے مین ہین سو مین وہان سے نکل کر منبر کے پاس آیا تو ناگہان مینے دیکہا کہ کچہہ لوگ اُسکے گرد
بیٹہے ہین کہ بعض اُنمین سے روتے ہین سو مین اُنکے ساتہ تہوڑا سا بیٹہا پہر رنج اور قلق مجہپر غالب ہوا تو مینے
آپکے غلام سے کہا کہ عمر کے واسطے پروانگی مانگ سو وہ اندر گیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا
پہر باہر آیا تو اُس نے کہا کہ مین نے تجہکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تہا تو آپ چپ ہی رہے یعنے
آپ نے کچہہ جواب نہین دیا سو مین وہان سے پہرا یہانتک کہ مین منبر کے پاس والے لوگون کے ساتہ بیٹہا پہر مجہپر
غم اور قلق غالب ہوا سو مین آیا اور غلام سے پروانگی مانگنے کے واسطے کہا تو ذکر کیا اُس نے مثل پہلی بار کی
پہر مین منبر کے پاس والون کے ساتہ آ بیٹہا پہر غم مجہپر غالب ہوا تو مینے آکر غلام سے کہا کہ عمر کے واسطے پروانگی
مانگ تو اُس نے پہلی بار کی طرح ذکر کیا یعنے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچہ جواب نہین دیا سو جب مین
پیٹہہ دیکر چلا تو ناگہان دیکہا کہ غلام مجہکو بلاتا ہے اُس نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تجہکو پروانگی

دی سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوا تو ناگہان مین نے دیکھا کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہین اور چٹائی پر کوئی بچھونا نہ تہا تحقیق اثر کیا تہا چٹائی نے آپکے پہلو مین تکیہ کرنے والے تہے اوپر تکیہ چمڑے کے بہرا ہوا اُس کا پوست کہجور کا تہا یعنے بجای روئی کے اُسمین کہجور کا پوست بہرا ہوا تہا سو مینے آپکو سلام کیا پہر مینے کہا اور حالانکہ مین کہڑا تہا کہ آپنے اپنی بی بیون کو طلاق دی ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکہہ میری طرف اُٹہائی اور فرمایا کہ مین نے طلاق نہین دی پہر مینے کہا اور حالانکہ مین کہڑا انس چاہتا تہا یعنے مین دیکہتا تہا کہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا غصہ دور ہوا ہے یا مین سوچتا تہا کہ ایسی بات کہون جس سے معلوم ہو کہ آپ مجہ سے خوش ہین یا نہین یا ایسی بات کہون کہ آپ کا غصہ دور ہو جائے اور دل خوش ہو یا حضرت اگر آپ توجہ فرماوین تو مین ایک بات کہتا ہون اور وہ یہ ہے کہ ہم قریش گروہ تہے ہمارا دستور تہا کہ ہم عورتون پر غالب ہوتے تہے پہر جب ہم انصار کی قوم کے پاس آئے جنکی عورتین مردون پر غالب ہوتی تہین پہر باقی قول کو ذکر کیا یعنے جیسا کہ اوپر گذرا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا پہر مینے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بات کہون اور مین حفصہؓ پاس آیا تو مینے کہا کہ نہ مغرور کرے تجہکو یہ کہ تیری ہمسائی یعنے سوکن بہت خوبصورت ہی تجہ سے اور بہت پیاری ہے نزدیک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے عائشہؓ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار پہر تبسم فرمایا سو جب مینے دیکہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے تو مین بیٹہ گیا پہر مین نے آپکے گہر مین نظر کی سو قسم ہے خدا کی کہ نہین دیکہی مین نے آپکے گہر مین کوئی چیز کہ رد کرے نظر کو یعنے نظر مین آوے سوای تین کچی کہالون کے سو مینے کہا کہ آپ دعا کیجیے کہ خدا آپکی اُمت پر رزق کی فراخی کرے پس تحقیق فارس اور روم پر رزق کی بہت فراخی ہوئی ہے اور اُنکو دنیا کا بہت مال ملا ہے اور وہ خدا کو نہین پوجتے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تہے تو فرمایا کہ کیا تجہکو شک ہے اے بیٹے خطاب کے یہ لوگ ہین کہ جلدی دی گئین انکو ستہری چیزین اُنکی دنیا کی زندگی مین تو مینے کہا کہ یا حضرت آپ میرے واسطے مغفرت کی دعا کیجیے پس گوشہ پکڑا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس حدیث کے جبکہ ظاہر کیا اسکو حفصہؓ نے طرف عائشہ رض کی یعنے اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنی لونڈی ماریہ سے حفصہؓ کے گہر مین صحبت کی اور وہ دن عائشہ رض کی باری کا تہا تو حفصہؓ نے آپکو صحبت کرتے دیکہہ لیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کو فرمایا کہ اس بات کو چہپانا اور عائشہ رض سے نہ کہنا تو حفصہؓ نے اسکو عائشہ سے ظاہر کیا اور عائشہ رض کو اس سے بہت رنج ہوا جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حفصہؓ نے وہ بات عائشہ رض سے ظاہر کردی ہے تو بہت غصہ ناک ہوئے اور قسم کہائی کہ ایک مہینہ اپنی بی بیون کے پاس نہ جاوینگے نہایت غضبناک ہونے سے اوپر اُنکے جبکہ خدا نے آپ کو عتاب کیا

سو جب انتیس دن گذری تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ کے پاس گئے اور پہلے اُس سے باری شروع کی تو
عائشہ رضہ نے آپ سے کہا کہ یا حضرت آپ نے قسم کہائی تہی کہ آپ ایک مہینہ ہماری پاس نہ آوینگے اور ہم نے
صبح کی ہے ساتہ انتیس راتون کے کہ گنتے ہین ہم انکو گنتا یعنے ابہی انتیس دن ہوئے ہین مہینہ پورا نہین
ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ کبہی انتیس دن کا ہوتا ہے اور وہ مہینا اتفاقا انتیس دن کا تہا
عائشہ رضہ نے کہا سو تخییر کی آیت نازل ہوئی یعنے جو سورۂ احزاب کے چوتھے رکوع مین ہے کہ اے نبی
کہدے اپنی عورتون کو کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور یہان کی زینت تو آؤ کچہ فائدہ دون تمکو اور رخصت
کرون تمکو اچہی طرح سے اور اگر تم چاہتی ہو خدا اور رسول اور پچھلے گہر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تیار کر رکہا ہے واسطے
نیک عورتون کے ثواب بڑا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب عورتون سے پہلے مجہ سے تخییر شروع
کی سو فرمایا کہ مین تجہ سے ایک بات کہتا ہون سو تجہکو اُسکے جواب مین جلدی مناسب نہین یہانتک کہ تو
اپنے مان باپ سے صلاح لے عائشہ رضہ نے کہا کہ آپ کو معلوم تہا کہ میرے مان باپ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے جدا ہونے کا حکم نہ کرینگے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ
لِّاَزْوَاجِكَ عَظِیْمًا تک یعنی جسکے معنے ابہی گذر چکے ہین مینے کہا کہ کیا مین اس کام مین مان باپ سے
صلاح لون یعنے اسمین مان باپ کی صلاح کی کچہ حاجت نہین مین اللہ اور رسول اور آخرت کو
چاہتی ہون پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام بی بیون کو اختیار دیا تو انہون نے بہی عائشہ رضہ کی طرح
کہا یعنے سب نے اللہ اور رسول کو اختیار کیا **ف** اور مراد ساتہ مشربہ کے اس حدیث مین غرفہ عالیہ ہے یعنے
بالا خانہ بلند پس مراد بخاری کی ساتہ لانے حدیث انس کے یہ ہے کہ وہ بالا خانہ بلند تہا اور جب بلند بالا خانہ
کا بنانا درست ہوا تو بیت بالا خانے کا بنانا بطریق اولے جائز ہوگا اور اس حدیث کی پوری شرح
کتاب النکاح مین آویگی **حَدَّثَنَا** ابْنُ سَلَامٍ اَنَا الْفَزَارِیُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ
اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا وَكَانَتِ انْفَكَّتْ قَدَمُهٗ فَجَلَسَ فِيْ عُلِّيَّةٍ
لَّهٗ فَجَآءَ عُمَرُ فَقَالَ اَطَلَّقْتَ نِسَآءَكَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اٰلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ
ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتون
سے ایک مہینہ ایلا کیا اور آپ کا پاؤن لوٹ گیا تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بالا خانے مین
جا بیٹھے سو عمر فاروق آیا تو اُس نے کہا کہ کیا آپنے اپنی بی بیون کو طلاق دی ہے حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا نہین و لیکن مینے انسے ایک مہینہ ایلا کیا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہان انتیس
دن ٹہیرے پہر اُترے اور اپنی بی بیون کے پاس گئے **بَابُ** مَنْ عَقَلَ بَعِیْرَهٗ عَلَى الْبَلَاطِ اَوْ بَابِ

الْمَسْجِدِ جو اپنے اونٹ کو بلاط یا مسجد کے دروازے پر باندہے **ف** بلاط وہ پتھر ہین جو مسجد کے دروازے کے
پاس بچہائے ہوئے ہوتے ہین اور یہ جو کہا کہ او باب المسجد تو یہ اس سے استنباط کیا ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ
اسکے طرف اسی تمیز کی جو اسکے بعض طریقون مین آچکی ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُسْلِمٌ ثَنَا اَبُو عُقَيْلٍ ثَنَا اَبُو الْمُتَوَكِّلِ
النَّاجِيُّ قَالَ اَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْتُ
اِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ هٰذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيْفُ بِالْجَمَلِ قَالَ
الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل
ہوئے اور مین بھی آپکے پاس داخل ہوا اور مین نے اونٹ کو بلاط کے ایک کنارے مین باندہا تو مینے کہا کہ
یہ ہے اونٹ آپکا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اونٹ کی گرد گہومنے لگے اور فرمایا کہ مول اور اونٹ تیری واسطے
ہی **ف** اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ مین نے اونٹ کو بلاط کے کنارے مین باندہا اسواسطے کہ اس سے
سمجہا جاتا ہے کہ یہ جائز ہے جبکہ اُس سے ضرر حاصل نہ ہو اور پوری شرح اسکی کتاب الشروط مین آوے گی
(فتح) **بَابُ** الْوُقُوْفِ وَالْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ کسی قوم کی روڑی پر کہڑا ہونا اور پیشاب کرنا
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ
لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ لَقَدْ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ
قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ترجمہ حذیفہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی روڑی پر آئے
سو کہڑے ہو کر پیشاب کیا **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت مین گذر چکی ہے اور جائز ہے
پیشاب کرنا روڑی پر اگرچہ کسی خاص قوم کی ہو اسواسطے کہ وہ تیار کی گئی ہے واسطے ڈالنے نجاستون
اور گندگیون کے **بَابُ** مَنْ اَخَذَ الْغُصْنَ وَمَا يُؤْذِي النَّاسَ فِي الطَّرِيْقِ فَرَمٰى بِهٖ جو کوئی
اٹہاوے کانٹے کی شاخ اور وہ چیز کہ ایذا دے لوگون کو راہ مین اور اسکو راہ سے پہینکدے **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ
لَهُ فَغَفَرَ لَهُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ
ایک مرد راہ مین چلا جاتا تہا تو اُس نے کانٹے کی شاخ راہ مین پائی سو اُس نے اسکو راہ سے علیحدہ کر دیا
تو خدا نے اسکی قدر دانی کی سو اسکو بخشدیا **ف** معلوم ہوا کہ بندگان خدا کو رحمت رسانی خدا کو نہایت
پسند ہے اور ثابت ہوا کہ ادنے نیک کام بہی خالص نیت سے ہو گا تو گناہ ہے مغفرت کا سبب ہے اور نظر کیا ہے
اس ترجمہ مین اور جو پہلے نین باب گذر چکا ہے اور وہ اماطۃ الاذے ہی اور وہ عام تر ہے اس باب واسطے

نہ مقید ہونے اُسکے کے ساتھ راہ کے اگرچہ مساوی ہین بیچ فضیلت عموم دور کی گئی چیز کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تھوڑی نیکی سے بہت ثواب حاصل ہوتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری نے یہ باب سو اسطے باندہا ہے کہ تا خیال نہ کیا جائے کہ پھینکنا کانٹے کی شاخ وغیرہ موذی چیزون کا غیر کے ملک مین دست اندازی ہے بدون اُسکی اجازت کی پس منع ہوگا پس مراد بخاری کی یہ ہے کہ یہ منع نہین بلکہ مستحب ہے (فتح) **باب** اِذَا اخْتَلَفُوْا فِی الطَّرِیْقِ الْمِیْتَاءِ وَهِیَ الرَّحْبَۃُ تَکُوْنُ بَیْنَ الطَّرِیْقِ ثُمَّ یُرِیْدُ اَهْلُهَا الْبُنْیَانَ فَتُرِكَ مِنْهَا الطَّرِیْقُ سَبْعَۃَ اَذْرُعٍ جب اختلاف کرین راہ میتا مین ..... اور وہ فراخی ہے جو راہ کے درمیان ہو پھر اُسکے مالک اسمین عمارت بنانی چاہین تو اُس سے راہ کے واسطے سات ہاتھ چوڑی زمین چھوڑی جاوے **ف** میتا بہت بڑی چوڑے راہ کو کہتے ہین جسمین لوگون کی آمد و رفت بہت ہو اور بعضے کہتے ہین کہ وہ فراخ راہ ہو اور یہ پھرنا ہے بخاری سے طرف خاص ہونے اس حکم کی ساتھ اس صورت کی کہ اسکو ذکر کیا اور تحقیق موافقت کی ہے اسکی طحاوی نے اوپر اُسکے پس کہا کہ نہین پاتے ہم واسطے اس حدیث کے کوئی معنے اول حمل کرنے اُسکے سے اوپر اس راہ کے کہ ارادہ کیا جاوے ابتدا اُسکے کی یعنے پہلو وہان راہ نہ ہو بلکہ از سر نو وہان راہ بنانے کا ارادہ ہو جبکہ اُسکی ابتدا کرنے والی اسکی مقدار مین مختلف ہون مانند اُس شہر کی کہ اُسکو مسلمان فتح کرین اور اُسمین عام آمد و رفت کی راہ نہ ہو اور مثل زمین ویران کی کہ امام وہ زمین کسی کو آباد کرنے کے واسطے دی جبکہ ارادہ کرے وہ کہ اُسمین آمد و رفت کی واسطے راہ ٹھیراوے اور مانند اسکی اور بعضے کہتے ہین کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ جب راہ کے مالک آپسمین کسی چیز پر راضی ہون تو جائز ہے واسطے اُنکے یہ اور اگر جھگڑین تو سات ہاتھ چوڑا ٹھیرایا جاوے اور اسی طرح وہ زمین جو کھیتی کی جاتی ہو کہ جب اسکے مالک اُسمین راہ بنانی چاہین تو اُنکو اُسکے مقدار مین اختیار ہے اور اسیطرح اُنکی زمین جسمین آمد و رفت بہت کم ہو رجوع کیا بیچ اندازے اسکے کے طرف اُس چیز کی کہ راضی ہون اسپر ہمسائی (فتح)

حَدَّثَنَا مُوْسَی ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ خِرِّیْتٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَۃَ قَالَ قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَشَاجَرُوْا فِی الطَّرِیْقِ بِسَبْعَۃِ اَذْرُعٍ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبکہ جھگڑا کرین راہ مین ساتھ چوڑائی سات ہاتھ کے **ف** اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ ہاتھ کے ہاتھ آدمی کا ہے پس اعتبار کیا جاویگا یہ ساتھ معتدل کے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد ساتھ ہاتھ کے عمارت کا ہاتھ ہے جو معروف ہے اور طبری نے کہا کہ معنے اُسکے یہ ہین کہ راہ مشترک کی مقدار سات ہاتھ ٹھیرائی جاوے پھر اُسکے بعد باقی رکھی جاوے زمین واسطے ہر ایک کے شریکون سے بقدر اسکے کہ فائدہ اٹھاوے ساتھ اُسکے اور نہ ضرر کرے غیر کو اور حکمت

سات ہاتھ راہ رکھنے میں یہ ہے کہ اسمیں سواریاں اور بوجھ یعنے اونٹ گاڑی وغیرہ بخوبی آجا سکیں اور سمائیں اُس چیز کو کہ نہ چارہ ہو انکو ڈالنے لٹکے سے نزدیک دروازوں کے اور ملحق ہے ساتھ عمارت والوں کے وہ شخص کہ خرید و فروخت کی واسطے راہ کے کنارے بیٹھے کہ اگر راہ سات ہاتھ سے زیادہ ہو تو نہ منع کیا جاوے اسکو بیٹھنے سے زیادہ راہ میں اور اگر کم ہو تو منع کیا جاوے تا کہ راہ آنے جانے والوں پر تنگ نہ ہو (فتح)

باب النُّهبٰی بِغَیْرِ اِذْنِ صَاحِبِہٖ لوٹنا بغیر اجازت مالک کے **ف** نہیں یہ ہے کہ غیر کا مال ظاہر ابیود بغیر چوری سے اور غیر کا مال لوٹنا جائز نہیں اور مفہوم ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر مالک کی اجازت ہو تو جائز ہے اور محل اسکا مشترک چیز میں ہے مانند کہانے کی کہ کسی قوم کے آگے رکہا جاوے تو اُنمیں سے ہر ایک کو جائز ہے کہ اپنے آگے سے لیوے اور غیر کے آگے سے نہ کہینچے مگر اسکی رضامندی سے اور ساتھ اسی طرح کے تفسیر کیا ہے اسکو نخعی وغیرہ نے اور امام مالک اور ایک جماعت نے کہا کہ جو چیز دلہن دولہا پر نثار کرتے ہیں اُسکا لوٹنا مکروہ ہے اسواسطے کہ وہ یا تو اُسپر محمول ہے کہ اسکے مالک نے حاضرین کو اُسکے لینے کی اجازت دی ہے پس ظاہر اسکا چاہتا ہے کہ اسمیں سب کا حصہ برابر ہے اور لوٹ چاہتی ہے برابری کے خلاف کو اور یا اسپر محمول ہے کہ اُس نے معلق کیا ہے تملیک کو اوپر اُس چیز کے کہ حاصل ہو واسطے ہر ایک کی اور اسکی صحیح ہونے میں اختلاف ہے اور اسکا زیادہ بیان کتاب الشرکہ میں آویگا (فتح) **وَقَالَ عُبَادَۃُ بَایَعْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا نَنْتَہِبَ** یعنے اور عبادہ نے کہا کہ ہم نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اسپر کہ نہ لوٹیں مال کسی کا یعنے جیسے کہ جاہلیت میں رسم تہی کہ ایک دوسرے کا مال لوٹ لیتے تھے (فتح)

حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا شُعْبَۃُ ثَنَا عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیَّ وَھُوَ جَدُّہٗ اَبُوْ اُمِّہٖ قَالَ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّھْبٰی وَالْمُثْلَۃِ ترجمہ عبداللہ بن یزید رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوٹنے سے اور مثلہ کرنے سے **ف** مثلہ کہتے ہیں کسی کا ناک کان وغیرہ کاٹنا یہ دونو امر حرام ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کسی کا مال لوٹے وہ ہم میں سے نہیں یعنے ہمارے طریقے پر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ لوٹنا حلال نہیں (فتح)

حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ ثَنَا عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَنْتَہِبُ نُہْبَۃً یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْہِ فِیْہَا اَبْصَارَھُمْ حِیْنَ یَنْتَہِبُہَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَعَنْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ اِلَّا النُّہْبَۃَ

قَالَ الْفِرَبْرِیُّ وَجَدْتُ بِخَطِّ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَفْسِیْرُہٗ اَنْ یُّنْزَعَ مِنْہُ نُوْرُ الْاِیْمَانِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین زنا کرتا کوئی جبکہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہین پیتا شراب کو جبکہ پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہین چوری کرتا جبکہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہین لوٹتا کوئی چیز کہ اسمین لوگ اسکی طرف آنکھین اٹھاوین جبکہ وہ اسکو لوٹتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو یعنے اسمین زنا اور شراب خواری اور چوری اور لوٹنے کی حالت مین ایمان نہین ہوتا اور ابن عباس رض نے اسکی تفسیر مین کہا کہ کھینچا جاتا ہے اس سے نور ایمان کا **ف** اور سمجھی جاتی ہے اس حدیث سے تقیید اسکی ساتھ اجازت کے جیسا کہ اسکو ترجمہ مین معین کیا اسواسطے کہ اٹھانا آنکھہ کا طرف لوٹنے والے کی عادت مین نہین ہوتا ہے مگر وقت نہ ہونے اجازت کے اور پوری شرح اسکی کتاب الحدود مین آویگی (فتح) **بَابُ** کَسْرِ الصَّلِیْبِ وَقَتْلِ الْخِنْزِیْرِ توڑنا چلیپا کا اور قتل کرنا خنزیر کا **حَدَّثَنَا** عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا سُفْیٰنُ ثَنَا الزُّھْرِیُّ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُّقْسِطًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعَ الْجِزْیَۃَ وَیَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ اُترے تم مین عیسےٰ مریم کا بیٹا حاکم عادل ہوکر سو توڑے گا چلیپا کو اور قتل کریگا سور کو اور موقوف کریگا جزیہ کو اور کثرت سے پھیل پڑے گا مال یہانتک کہ کوئی اسکو قبول نہ کرے گا **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء مین آویگی اور کتاب البیوع مین گذر چکی ہے اور اسکے یہان لانے مین اشارت ہی طرف اسکی کہ جو سور کو مار ڈالے یا چلیپا کو توڑ ڈالے تو وہ اسکا ضامن نہین ہوتا یعنے اسکا بدلہ اسپر نہین آتا اسواسطے کہ اسنے ماموریہ کام کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ عنقریب ہی کہ عیسے علیہ السلام اسکو کرینگے اور جب اُترینگے تو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کو برقرار رکھینگے جیسے کہ اسکی تقریر آیندہ آویگی اگر چاہا اللہ نے اور نہین پوشیدہ ہی کہ چلیپا کا توڑنا اس وقت جائز ہے جبکہ ہو ساتھ مثل اہل کافرون کے یا ذمی کافر کے (یعنے جو کافر مطیع اسلام ہوکر جزیہ دینا قبول کرے اور امام اسکو پناہ دے) جبکہ تجاوز کرے اس حد سے جسپر عہد واقع ہوا اور جب تجاوز کرے اور مسلمان اسکو توڑ ڈالے تو ہوگا تعدی کرنے والا اسواسطے کہ وہ اسی واسطے جزیہ ادا کرتے ہین کہ انکو اسپر برقرار رکھا جاوے اور نہین ہے اسمین ہیچ توڑنے عیسے علیہ السلام کے سبب چلیپا کو اسواسطے کہ وہ جزیہ کو قبول نہ کرینگے اور یہ عیسے علیہ السلام کی طرف سے ہماری شرع کے واسطے نسخ نہین بلکہ ناسخ ہماری ہی شرع ہے اور پر زبان نبی

ہمارے کو واسطے خبر دینی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ اُسکے اور برقرار رکھنے اُسکے کے (فتح) اور چلیپا سولیکی صورت کو کہتے ہین اور وہ یہ ہے نصاری اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہین اسواسطے کہ اُن کے گمان مین حضرت عیسے علیہ السلام سولی پر مارے گئے ہرچند ابھی نصاری کسے جزیہ لینا درست ہو لیکن حضرت عیسے علیہ السلام اپنے وقت مین نصاری سے جزیہ قبول نہ کرینگے اگر وہ ایمان نہ لا دینگے تو انکو قتل کرینگے

باب هَلْ تُكْسَرُ الدِّنَانُ الَّتِي فِيهَا الْخَمْرُ وَتُخَرَّقُ الزِّقَاقُ کیا توڑے جاوین باسن شراب کے اور پہاڑی جاوین مشکین **ف** امام بخاری نے اسکا کچہ حکم بیان نہین کیا اسواسطے کہ معتبر اسمین تفصیل ہے پس اگر باسن اس قسم کے ہون کہ انمین سے شراب بہیلکا جا سکتا ہو اور دہونے سے پاک ہو سکتے ہون اور کام مین آسکتے ہون تو انکا تلف کرنا درست نہین اور گویا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتہ توڑنے باسنون کے طرف اُس حدیث کی جو ترمذی نے ابوطلحہ سے روایت کی ہے کہ یا حضرت خریدی تہی مینے شراب واسطے یتیمون کے جو میری پرورش مین ہین فرمایا پہینکدے شراب کو اور توڑدے شراب کے باسن کو اور اشارہ کیا ساتہ پہاڑنے مشکون کے طرف اُس حدیث کی جو احمد نے ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چہری لی اور اسکے ساتہ بازار کی طرف نکلے اور اسمین شراب کی مشکین تہین جو شام سے لائی گئی تہین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس چہری سے سب مشکین پہاڑ ڈالین پس اشارہ کیا بخاری نے کہ اگر یہ دونو حدیثین ثابت ہون تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو شراب کی باسن توڑنے اور مشکین پہاڑنے کا اسواسطے حکم کیا تہا کہ اُنکے مالکون کو سزا ہو نہین تو پاک کرنے کے بعد انکو کام مین لانا ممکن ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث سلمہ کی جو پہلی حدیث باب کی ہے (فتح) فَإِنْ كَسَرَ صَنَمًا أَوْ صَلِيبًا أَوْ طُنْبُورًا أَوْ مَا لَا يُنْتَفَعُ بِخَشَبِهِ پس اگر توڑے بت کو یا چلیپا کو یا طنبور کو یا اس چیز کو کہ اسکی لکڑی کام مین نہین آتی **ف** یعنے تو کیا توڑنے والا اسکا ضامن ہوتا ہے یا نہین یعنے اسکا بدلہ اُسپر آتا ہے یا نہین اور طنبور ایک آلہ معروف ہے ناچ رنگ کے آلاتون سے (فتح) وَأُتِيَ شُرَيْحٌ فِي طُنْبُورٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ یعنے ایک مرد نے دوسرے کا طنبور توڑ ڈالا تو وہ اسکو شریح قاضی کے پاس پکڑ لایا تو نہ حکم کیا اُس نے بیچ اسکے ساتہ کسی چیز کے یعنے اسکو اسکا بدلہ کچہ نہ دلایا **حدثنا** أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نِيرَانًا تُوقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ عَلَى مَا تُوقَدُ هَذِهِ النِّيرَانُ قَالُوا عَلَى الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ اكْسِرُوهَا وَأَهْرِقُوهَا قَالُوا أَلَا نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اغْسِلُوا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كَانَ ابْنُ

قَالَ الْفِرَبْرِيُّ وَجَدْتُ بِخَطِّ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَفْسِيْرُهُ اَنْ يُنْزَعَ
مِنْهُ نُوْرُ الْاِيْمَانِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین زنا کرتا کوئی جبکہ
زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہین پیتا شراب کو جبکہ پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہین
چوری کرتا جبکہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہین لوٹتا کوئی چیز کہ اسمین لوگ اُسکی طرف آنکھین
اٹھاوین جبکہ وہ اُسکو لوٹتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو یعنے اُسمین زنا اور شراب خواری اور چوری اور
لوٹنے کی حالت مین ایمان نہین ہوتا اور ابن عباس رض نے اُسکی تفسیر مین کہا کہ کھینچا جاتا ہے اُس سے
نور ایمان کا **ف** اور سمجھی جاتی ہے اس حدیث سے تقیید اسکی ساتھ اجازت کی جیسا کہ اُسکو ترجمہ مین مقید
کیا اسواسطے کہ اٹھانا آنکھ کا طرف لوٹنے والے کی عادت مین نہین ہوتا ہے مگر وقت نہ ہونے اجازت
کے اور پوری شرح اسکی کتاب الحدود مین آویگی (فتح) **بَابُ** كَسْرِ الصَّلِيْبِ وَقَتْلِ الْخِنْزِيْرِ توڑنا
چلیپا کا اور قتل کرنا خنزیر کا **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ
بْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ
حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ
الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ اُترے تم مین عیسے مریم کا بیٹا حاکم عادل
ہو کر سو توڑے گا چلیپا کو اور قتل کریگا سور کو اور موقوف کریگا جزیہ کو اور کثرت سے پھیل پڑے گا مال
یہانتک کہ کوئی اسکو قبول نہ کرے گا **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء مین آویگی اور کتاب البیوع مین
گذر چکی ہے اور اسکے یہان لانے مین اشارت ہے طرف اسکی کہ جو سور کو مار ڈالے یا چلیپا کو توڑ ڈالے تو وہ
اُسکا ضامن نہین ہوتا یعنے اُسکا بدلہ اُسپر نہین آتا اسواسطے کہ اُسنے ماموریہ کام کیا اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے خبر دی کہ عنقریب ہی کہ عیسے علیہ السلام اسکو کرینگے اور جب اُترینگے تو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی شرع کو برقرار رکھینگے جیسے کہ اُسکی تقریر آئندہ آویگی اگرچہ چاہا اللہ نے اور نہین پوشیدہ ہے کہ چلیپا کا توڑنا اُس
وقت جائز ہے جبکہ ہو ساتھ حربی کافرون کی یا ذمی کافر کے (یعنے جو کافر مطیع اسلام ہو کر جزیہ دینا قبول کرے اور
امام اُسکو پناہ دے) جبکہ تجاوز کرے اُس حد سے جسپر عہد واقع ہوا اور جب تجاوز کرے اور مسلمان اُسکو
توڑ ڈالے تو ہوگا تعدی کرنے والا اسواسطے کہ وہ اسی واسطے جزیہ ادا کرتے ہین کہ اُنکو اُسپر برقرار رکھا جاوے
اور نہین ہے اسمین ہیچ توڑنے عیسے علیہ السلام کے سبب چلیپا کو اسواسطے کہ وہ جزیہ کو قبول نہ کرینگے اور
یہ عیسے علیہ السلام کی طرف سے ہماری شرع کے واسطے نسخ نہین بلکہ ناسخ ہماری ہی شرع ہے اور پر زبان نبی

ہمارے کو واسطے خبر دینی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُنکے اور برقرار رہنے اُسکے کے (فتح) اور چلیپا
سولی کی صورت کو کہتے ہین اور وہ یہ ہے نصاری اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہین اسواسطے کہ اُن کے
گمان مین حضرت عیسے علیہ السلام سولی پر مارے گئے ہرچند ابہی نصاری سے جزیہ لینا درست ہے لیکن حضرت
عیسے علیہ السلام اپنے وقت مین نصاری سے جزیہ قبول نہ کرینگے اگر وہ ایمان نہ لاوینگے تو انکو قتل کرینگے

باب هَلْ تُكْسَرُ الدِّنَانُ الَّتِي فِيهَا الْخَمْرُ وَتُخَرَّقُ الزِّقَاقُ کیا توڑے جاوین باسن شراب
کے اور پہاڑی جاوین مشکین **ف** امام بخاری نے اسکا کچہ حکم بیان نہین کیا اسواسطے کہ معتبر اسمین
تفصیل ہے پس اگر باسن اس قسم کے ہون کہ انمین سے شراب پہیلکا جا سکتا ہو اور دہونے سے پاک
ہو سکتے ہون اور کام مین آ سکتے ہون تو انکا تلف کرنا درست نہین اور گویا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے
ساتھ توڑنے باسنون کے طرف اُس حدیث کی جو ترمذی نے ابوطلحہ سے روایت کی ہے کہ یا حضرت
خریدی تہی مینے شراب واسطے یتیمون کے جو میری پرورش مین ہین فرمایا پہینکدے شراب کو اور توڑدے
شراب کے باسن کو اور اشارہ کیا ساتھ پہاڑنے مشکون کے طرف اُس حدیث کی جو احمد نے ابن عمر سے
روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چہری لی اور لسکے ساتھ بازار کی طرف نکلے اور اسمین
شراب کی مشکین تہین جو شام سے لائی گئی تہین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس چہری سے سب
مشکین پہاڑ ڈالین پس اشارہ کیا بخاری نے کہ اگر یہ دونو حدیثین ثابت ہون تو حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے تو شراب کی باسن توڑنے اور مشکین پہاڑنے کا اسواسطے حکم کیا تہا کہ اُنکے مالکون کو سزا ہو
نہین تو پاک کرنے کے بعد انکو کام مین لانا ممکن ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث سلمہ
کی جو پہلی حدیث باب کی ہے (فتح) فَإِنْ كَسَرَ صَنَمًا أَوْ صَلِيبًا أَوْ طُنْبُورًا أَوْ مَا لَا يُنْتَفَعُ بِخَشَبِهِ
پس اگر توڑے بت کو یا چلیپا کو یا طنبور کو یا اس چیز کو کہ اُسکی لکڑی کام مین نہین آتی **ف** یعنے تو
کیا توڑنے والا اُسکا ضامن ہوتا ہے یا نہین یعنے اُسکا بدلہ اُسپر آتا ہے یا نہین اور طنبور ایک آلہ معروف
ہے ناچ رنگ کے آلاتون سے (فتح) وَأُتِيَ شُرَيْحٌ فِي طُنْبُورٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ یعنے ایک مرد
نے دوسرے کا طنبور توڑ ڈالا تو وہ اُسکو شریح قاضی کے پاس پکڑ لایا تو نہ حکم کیا اُس نے بیچ اُسکے ساتھ
کسی چیز کے یعنے اُسکو اُسکا بدلہ کچہ نہ دلایا **حَدَّثَنَا** أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ يَزِيدَ
ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نِيرَانًا تُوقَدُ يَوْمَ
خَيْبَرَ فَقَالَ عَلَى مَا تُوقَدُ هٰذِهِ النِّيرَانُ قَالُوا عَلَى الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ اكْسِرُوهَا
وَأَهْرِقُوهَا قَالُوا أَلَا نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اغْسِلُوا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ كَانَ ابْنُ

حالت پر محمول ہے اور اُسپر اختلاف اور جدائی کی حالت مین پس اُسمین کسی سے نہ لڑے اور رد کرتی ہے
اوپر اُسکے جو مسلم مین ابوہریرہؓ کی حدیث مین واقع ہے اس لفظ سے کہ بھلا تبلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد آکر
میرے مال کے چھیننے کا ارادہ کرے تو مین کیا کرون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو نہ دے
اُس نے کہا کہ بھلا تبلاؤ تو کہ اگر وہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا کرون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اسکو مار ڈال اُس نے کہا کہ بھلا تبلاؤ تو کہ اگر وہ مجھکو مار ڈالے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تو شہید ہوگا اور اگر تو اُسکو مار ڈالے تو وہ دوزخ مین ہوگا ابن بطال نے کہا کہ بخاری نے تو اس
ترجمہ کو ان بابون مین اسواسطے داخل کیا ہے کہ تا بیان کرے کہ جائز ہے واسطے انسان کے یہ کہ
دفع کرے اپنی جان سے اور مال سے اور نہین ہے کوئی چیز اوپر اُسکے اسواسطے کہ جب وہ اُسمین
مارا جاوے تو شہید ہوگا اور جبکہ اُسکو مار ڈالے تو نہ اسپر قصاص ہے اور نہ دیت (فتح) **بَابٌ**
إِذَا كَسَرَ قَصْعَةً أَوْ شَيْئًا لِغَيْرِهِ جب کسی کی رکابی یا کوئی چیز توڑے **ف** یعنے تو اُسکی مثل
کا ضامن ہوتا ہے یا قیمت کا یعنے رکابی کی مانند رکابی دینی آتی ہے یا اُسکی قیمت (فتح) **حَدَّثَنَا**
مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ
بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ
بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيهَا الطَّعَامَ وَقَالَ كُلُوا وَحَبَسَ الرَّسُولَ
وَالْقَصْعَةَ حَتَّى فَرَغُوا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُورَةَ ترجمہ انسؓ سے روایت
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بعضی بی بی کے پاس تھے یعنے عائشہ پاس تو بی بیون سے ایک نے
یعنے زینب نے خادم کے ہاتھ کھانے کی ایک رکابی بھیجی تو عائشہ رضہ نے خادم کے ہاتھ کو ہاتھ مارا اور
رکابی کو توڑ ڈالا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو جوڑا اور اُسمین کھانے کو اکٹھا کیا اور فرمایا
کہ کھاؤ تمہاری مان کو غیرت آئی اور روک رکھا خادم کو اور رکابی کو یہانتک کہ کھانے سے فارغ ہوکر
تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رکابی اُسکو دی اور ٹوٹی ہوئی رکھہ لی **ف** اور ایک روایت
مین اتنا زیادہ ہے کہ برتن مانند برتن کی اور کھانا مانند کھانے کی ابن بطال نے کہا کہ حجت پکڑی ہے
ساتھ اسکے شافعی نے اور کوفیون نے اُس شخص کے حق مین جو کسی کا اسباب یا حیوان ہلاک کر ڈالے
پس واجب ہے اوپر اُسکے مثل اُس چیز کی کہ اُس نے ہلاک کی کہتے ہین کہ نہ حکم کیا جاوے ساتھ قیمت کے
مگر وقت نہ مثل ہونے کے اور یہی ہے مشہور نزدیک اُنکے اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے
اُسپر قیمت مطلق یعنے خواہ اُسکی مثل موجود ہو یا نہ ہو اور ایک روایت اُس سے مثل اول کی ہے

وقال ابن ابی مریم اخبرنا یحیی بن ایوب حدثنا حمید ثنا انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور ایک روایت یہ ہے کہ جسکو آدمی بناوے پس مثل ہے اور اوپر حیوان پس قیمت ہے اور ایک روایت یہ ہے
کہ اگر ماپنے یا تولنے کی چیز ہو تو واجب ہے قیمت نہین تو واجب ہے مثل اور یہی ہے نزدیک اُنکو اور ابن
بطال نے جو شافعی رح کے قول کو مطلق بیان کیا ہے تو اسمین نظر ہے اسواسطے کہ وہ تو صرف مثل کا
اُس وقت حکم کرتا ہے جبکہ چیز کے سب اجزا مشابہ ہون اور اوپر رکابی پس وہ قیمت والی چیزون سے ہے
واسطے مختلف ہونے جزون اُسکی کے اور جواب اس استدلال کا یہ ہے جو حکایت کی ہے بیہقی نے
کہ وہ دونوں کا بیان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تہین دونوں بی بیون کے گہر مین پس سزادی حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے توڑنے والی کو ساتہ اس طور کے کہ ٹوٹی ہوئی رکابی کو اُسکے گہر مین رکہا اور ثابت
رکابی اُسکی صاحبہ کو دی اور نہ تہی یہ تضمین یعنے یہ بدلہ نہین تہا اور بر تقدیر اسکے کہ وہ دونوں کا بیان دونو
بی بیون کی تہین تو احتمال ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو دونوں کے درمیان اصلاح اور درستی کو
دیکہا ہو پس وہ دونو اُسکے ساتہ راضی ہوئین اور احتمال ہے کہ یہ حکم اُسوقت تہا جبکہ مال کے ساتہ بدلہ لیا
جاتا تہا جیسا کہ پہلے گذرا پس توڑنے والی کو سزا دی ساتہ اسکے کہ اُسکی رکابی دوسری کو دی مین کہتا ہون
کہ بعید کرتی ہے اس توجیہ کو تصریح ساتہ اس قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ برتن مانند برتن کی اور
پہلی توجیہ پس رد کرتا ہے اسکو یہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابن ابی حاتم کی روایت مین کہ جو کوئی
چیز توڑے تو وہ واسطے اُسکے ہے اور اوپر اُسکے ہے مانند اُسکی اور دارقطنی کی روایت مین اتنا زیادہ
ہے پس یہ فیصلہ ہوا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہو یہ حکم عام واسطے ہر شخص کے کہ اُسکو ایسا معاملہ واقع ہو
اور باقی رہے گا دعوی اُسکا جو اُسکے ساتہ قائل ہونے کا یہ عذر بیان کرتا ہے کہ وہ ایک معین واقع ہے
اُسکے واسطے عموم نہین لیکن محل اُسکا وہ ہے جبکہ ٹوٹے ہوئے کو فاسد کر ڈالے اور اوپر جبکہ ٹوٹنا خفیف
ہو کہ اُسکا درست ہونا ممکن ہو تو قصد کرنے والے پر دیت اُسکی ہے اور اوپر مسالہ کہانے کا پس وہ محتمل ہے
کہ ہو باب معونت اور اصلاح سے سوای پکا کرنے حکم کے ساتہ وجوب مثل کے بیچ اُسکے یعنے کہانے کے
اسواسطے کہ اُسکی کوئی مثل معلوم نہین اور حدیث کے طریقون سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کہانے مختلف
تھے واللہ اعلم اور حجت پکڑی ہے ساتہ اُسکے حنفیہ نے واسطے قول اپنے کے کہ جب چیز مغصوبہ کی ذات
متغیر ہو جاوے ساتہ فعل غاصب کے یہان تک کہ اُسکا نام دور ہو جاوے اور اُسکا نفع بڑا ہو تو اصلی
مالک کے ملک اُس سے دور ہو جاتی ہے اور غاصب اسکا مالک ہو جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے اسپر بدلہ
اُسکا اور اس استدلال مین شبہ ہے (فتح) **باب** اِذَا هَدَمَ حَائِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهٗ جب کسی کی
دیوار ڈہاوے تو چاہیئے کہ اُسکی مانند بناوے **ف** یعنے برخلاف اسکے جو مالکیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ

السَّاحِلِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ وَأَنَا فِيهِمْ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ
الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذَلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذَلِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ
تَمْرٍ وَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَ فَلَمْ تَكُنْ تُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ
وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا
حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ ذَلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ
بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا

ترجمہ جابر بن عبداللہ رضہ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے کنارے کی طرف ایک لشکر بہیجا
اور ابو عبیدہ رضہ کو انپر سردار کیا اور وہ تین سو آدمی تہے اور مین بہی انمین تہا سو ہم نکلے یہانتک کہ جب ہم کچہ
راہ مین پہونچے تو خرچ سفر کم ہوا تو ابو عبیدہؓ نے لشکر کے خرچ جمع کرنے کا حکم کیا تو سب خرچ جمع کیا گیا
پس تہا مزود کہجور کا اور ہمکو قوت دیتے ہمکو ہر دن تہوڑا تہوڑا یہانتک کہ خرچ تمام ہوا سو نہ پہونچتی
تہی ہمکو مگر ایک ایک کہجور مینے کہا کہ ایک کہجور تمکو کیا کام آتی ہوگی اُس نے کہا کہ جب خرچ تمام ہوا
تو ہمنے اسکو بہی نہ پایا پہر ہم سمندر کے پاس پہونچے تو ناگہان ہمنے دیکہی کہ ایک مچہلی ہے مثل ظرب کے
سو اُس لشکر نے اُس سے اٹہارہ دن کہایا پہر ابو عبیدہؓ نے اسکی دو پسلیون کے کہڑا کرنے کا حکم کیا سو وہ
کہڑی کی گئین پہر ایک سواری کے تیار کرنے کا حکم کیا سو تیار کی گئی پہر وہ انکے تلے سے گذر گئے اور انکو
نہ پہونچے **ف** اور موافق باب کے یہ قول اُسکا ہے کہ حکم کیا ابو عبیدہ نے ساتہ جمع کرنے خرچ لشکر کے
پس جمع کیا گیا اور داؤدی نے کہا کہ نہ تو ابو عبیدہؓ کی حدیث مین اندازہ کرنے کا ذکر ہے اور نہ اُس سے
پچہلے مین اسواسطے کہ نہین ارادہ کیا تہا اُنہون نے آپسمین بیع کرنے کا اور نہ بدل کرنے کا اور سوائے
اسکے نہین کہ فاضل ہوتا ہے بعض انکا بعض سے اگر لے امام ایک سے واسطے دوسرے کے اور جواب دیا ہے
ابن تین نے بایں طور کہ مراد یہ ہے کہ خرچ جمع کرنے کو بعد کے حق اُسمین مساوی ہوگئے تہے لیکن لیا انہون نے
اسکو بطور اندازی کے جیسے کہ عادت جاری ہے (فتح) **حدثنا** بشر بن مرحوم ثنا حاتم بن
اسمعیل عن یزید بن ابی عبید عن سلمۃ بن الاکوع قال خفت ازواد القوم واملقوا
فاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نحر ابلہم فاذن لہم فلقیہم عمر فاخبروہ
فقال ما بقاؤکم بعد ابلکم فدخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ
ما بقاؤہم بعد ابلہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناد فی الناس یاتون
بفضل ازوادہم فبسط لذلک نطع وجعلوہ علی النطع فقام رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ترجمہ سلمہ بن اکوع رض سے روایت ہے کہ ایک سفر مین لوگون کے خرچ تمام ہوئے اور محتاج ہوئے تو اُنہون نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے اُونٹون کے ذبح کرنے کی اجازت مانگی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اجازت دی تو اُن کو عمر فاروق رض ملے سو اُنہون نے اسکو خبر دی تو عمر رض نے کہا کہ نہین ہے زندگی تمہاری بعد اپنے اونٹون کے یعنے اگر اونٹ کہائے گئے تو اُنکے بعد تم نہ بچوگے تو عمر فاروق رض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو عرض کیا کہ یا حضرت م نہین ہے زندگی اُنکی بعد اُونٹون اُنکے کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون مین پکارو کہ اپنے باقی خرچ لاوین تو اُسکے واسطے چمڑے کا ایک دسترخوان بچہایا گیا اور اسکو دسترخوان پر ڈالا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے اور اُس پر برکت کی دعا کی پہر اُنکو فرمایا کہ اپنے باسن لے آؤ تو لوگون نے دونو ہاتہ سے لینا شروع کیا یہان تک کہ فارغ ہوئے پہر حضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون اسکی کہ نہین کوئی لائق بندگی کے سوائے خدا کے اور بیشک مین خدا کا رسول ہون **ف** اور مطابقت اس باب کی اس حدیث مین یہ لفظ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کا خرچ جمع کیا اور اُسمین برکت کی دعا کی اور مطابقت اسکی باب سے ظاہر ہے اسواسطے کہ لوگون کا اُس خرچ سے لینا بغیر قیمت مساوی کے تہا اور پوری شرح اسکی کتاب الجہاد مین آوے گی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَنَنْحَرُ جَزُورًا فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ ترجمہ رافع بن خدیج رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ عصر کی نماز پڑہتے تہے پہر ہم اونٹ ذبح کرتے تہے پہر دس حصون پر بانٹا جاتا تہا پہر کہاتے تہے ہم گوشت پکا ہوا پہلے غروب ہونے سورج کے **ف** اور غرض اس سے یہان یہ قول ہے کہ ہم اونٹ ذبح کرتے تہے پہر دس حصون پر بانٹا جاتا تہا ابن تین نے کہا کہ رافع کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور شرکت اصل مین اور جمع ہونا حصون کا قسمت مین اور ذبح کرنا اونٹ کا غنیمت سے اور حجت ہے اُسپر جو گمان کرتا ہے کہ اول وقت عصر کا وہ ہے جبکہ سایہ ہر چیز کا دوگنا ہو (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَشْعَرِیِّیْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِی الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِیَالِھِمْ بِالْمَدِیْنَۃِ جَمَعُوْا مَا کَانَ عِنْدَھُمْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْا بَیْنَھُمْ فِیْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِیَّۃِ فَھُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْھُمْ ترجمہ ابو موسے اشعری رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اشعری لوگ جب لڑائی مین محتاج ہوتے ہین یا مدینے مین انکے جورولڑکون کا کہانا کم ہو جاتا ہے تو جو انکے پاس ہوتا ہے اسکو ایک کپڑے مین جمع کرتے ہین پہر ایک برتن سے آپس مین برابر بانٹتے ہین سو وہ میرے طریقے پر ہین مین انسے راضی ہون ف یعنے اختیار کیا انہون نے میرے فعل کو اس ہوا ساتہ اور سلوک مین نووی نے کہا کہ معنے اسکے مبالغہ کرنا ہے بیچ متحد ہونے طریقے دونوکے اور خرچ کرنے ان دونو کے بیچ بندگی خدا کے اور اس حدیث مین بڑی فضیلت ہی واسطے اشعری لوگون کے جو ابو موسے اشعری کی قوم ہے اور حدیث بیان کرنا مرد کا ہے ساتہ مناقب اپنے کے اور جائز ہونا ہبہ مجہول چیز کا اور فضیلت مقدم کرنے کی غیر کو اوپر اپنے اور سلوک کرنا اور استحباب ملانا خرچ کا سفر مین اور وطن مین (فتح) **باب** مَا کَانَ مِنْ خَلِیْطَیْنِ فَاِنَّھُمَا یَتَرَاجَعَانِ بَیْنَھُمَا بِالسَّوِیَّۃِ فِی الصَّدَقَۃِ جو چیز کہ دو شریکون مین ہو تو وہ آپسمین رجوع کرین ساتہ برابری کے صدقہ مین حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثُمَامَۃُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَہٗ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ کَتَبَ لَہٗ فَرِیْضَۃَ الصَّدَقَۃِ الَّتِیْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَا کَانَ مِنْ خَلِیْطَیْنِ فَاِنَّھُمَا یَتَرَاجَعَانِ بَیْنَھُمَا بِالسَّوِیَّۃِ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رض نے انکے لیے زکوۃ کا حکم نامہ لکہا جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون پر فرض کیا تہا کہا اور جو نصاب کہ دو شریکون کے درمیان ہو تو وہ رجوع کرین آپسمین ساتہ برابری کے یعنے کمتی بڑہتی کا آپسمین حساب کرلین ف یہ حدیث پوری کتاب الزکوۃ مین گذر چکی ہے اور مقید کیا ہے اسکو بخاری نے ترجمہ مین ساتہ صدقہ کے واسطے وارد ہونے اسکی کے بیچ اسکے اسواسطے کہ رجوع کرنا نہین صحیح ہے درمیان دو شریکون کے گردنون مین ابن بطال نے کہا کہ فقہ اس باب کی یہ ہے کہ دو شریک جبکہ اپنا راس المال آپسمین ملالیوین تو مشترک ہوگا نفع درمیان ان دونوکے پس جو خرچ کرے شرکت کی مال سے زیادہ تر اس چیز سے کہ خرچ کیا ہے اس کے ساتہی نے تو آپس مین رجوع کرین وقت بانٹنے کے بقدر اسکے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بکریون مین دو شریکون کو ساتہ رجوع کرنے کے آپس مین اور حالانکہ

دونو شریک ہین پس معلوم ہوا کہ جس قسم کے دو شریک ہون سب کا یہی حکم ہے اور تعاقب کیا ہے
اسکا ابن منیر نے باین طور کہ جو رجوع کرنا کہ بکریون کے دو شریکون کے درمیان واقع ہوا ہے وہ تقسیم
نفع کے قبیل سے نہین بلکہ وہ ہلاک کی ہوئی چیز کا ڈانڈ ہے اس واسطے کہ ہم فرض کرتے ہین
کہ جس نے نہین دیا اُس نے ہلاک کیا مال اُس شخص کا جس نے دیا جبکہ دیا اُس نے حق کے
بدلے جو اُسکے غیر پر واجب تہا اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکو تلف کرنے والا فرض کیا جاوے اور
استدلال کیا گیا ہے ساتہ اُسکے اسپر کہ جو غیر کی طرف سے حق واجب ادا کرے تو جائز ہے اُسکو رجوع
کرنا غیر پر اگرچہ اُس غیر نے اُسکو ادا کرنے کی اجازت نہ دی ہو یہ بات بھی ابن منیر نے کہی ہے اور
اس مین نظر ہے اسواسطے کہ صحت اسکی موقوف ہے اوپر نہ ہونے اجازت کے اور یہ اسجگہ محتمل ہے
پس نہ تمام ہوگا استدلال ساتہ قائم ہونے احتمال کے (فتح) **بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ** باب ہے
بیان مین بانٹنے بکریون کے یعنے ساتہ گنتی کے **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَا
أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ
عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ
جُوْعٌ فَأَصَابُوا إِبِلًا وَّغَنَمًا قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ
الْقَوْمِ فَعَجِلُوْا وَذَبَحُوْا وَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ
ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ
وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَأَهْوَى رَجُلٌ مِّنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ ثُمَّ
قَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِّنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ
هٰكَذَا فَقَالَ جَدِّيْ إِنَّا نَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى
أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْهُ لَيْسَ السِّنَّ
وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ
ترجمہ رافع بن خدیج رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ ذو الحلیفہ مین تہے
تو لوگون کو بہوکہ پہونچی یعنے بہوکہ لگی سو وہ اونٹون اور بکریون کو پہونچے اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پچہلے لوگون مین تہے سو انہون نے جلدی کی اور انکو ذبح کیا اور دیگین چڑہائین تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے دیگون کے الٹانے کا حکم کیا سو الٹائی گئین پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے غنیمت بانٹی سو دس بکریان ایک اونٹ کے برابر کین تو انمین سے ایک اونٹ بہاگا سو لوگ

اُسکے پکڑنے کو واسطے پیچھے دوڑے سو اُس نے انکو تھکایا اور لوگون مین گھوڑے کم تھے تو ایک مرد نے اسکو تیر مارا سو اسکو خدا نے روکا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واسطے ان چارپایون کے تفرقہ رکھنے والے ہین آدمیون سے مانند قوت رکھنے والے جنگلی جانورون کی سو جب کوئی اونٹ انمین سے تمپر غالب ہو تو اُسکے ساتھ اسی طرح کرو تو رافع رضہ نے کہا کہ یا حضرت ہم امید رکھتے ہین یا ڈرتے ہین دشمن سے کل کو یعنے شاید کل کو کفار سے مقابلہ ہوگا اور نہین ہین ساتھ ہمارے چھریان کیا ہم کھپاچ سے ذبح کرلین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز کہ خون کو بہاوے یعنے خواہ لوہا ہو یا کچھ اور اور اُسپر اللہ کا نام لیا جاوے تو اُسکو کھاؤ سوای دانت اور ناخن کے اور بیان کرون مین تم سے حال ہر ایک کا ایپر دانت پس ہڈی ہے اور ایپر ناخن پس چھریان ہین حبشیون کی **ف** اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ بکریون کو ایک اونٹ کے برابر کیا اور اسکی پوری شرح کتاب الذبایح مین آویگی (فتح) **بَابُ** اَلْقِرَانِ فِي التَّمْرِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ جوڑنا کھجورون کا درمیان دو شریکون کے یہان تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے **حَدَّثَنَا** خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ جَمِيْعًا حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ جوڑے آدمی دو کھجورون کو یعنے دو دو کھجورین اکھٹی کھاوے یہان تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَاَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ لَا تَقْرِنُوْا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْاِقْرَانِ اِلَّا اَنْ يَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ اَخَاهُ **ترجمہ** جبلہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم مدینہ مین تھے سو ہمکو قحط پہونچا تو ابن زبیر ہمکو کھانے کی واسطے کھجورین دیا کرتے تھے اور ابن عمر رضہ ہمارے پاس گذرتے تھے پس کہتے تھے کہ دو دو کھجورین جوڑ کر نہ کھایا کرو اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کھجورین اکھٹی کھانے سے منع فرمایا ہے **ف** اس حدیث کی پوری شرح اطعمہ مین آویگی ابن بطال نے کہا کہ نہی قران سے حسن ادب ہے کھانے مین نزدیک جمہور کے یعنے اچھا طریقہ ہے حرام نہین جیسا کہ اہل ظاہر کہتے ہین اسواسطے کہ جو کھانے کی واسطے رکھا جاتا ہے طریقہ اُسکا طریقہ تعظیم کا ہے نہ جھگڑا واسطے مختلف ہونے کے کھانے مین لیکن اگر بعض بعض سے زیادہ اختیار کرین تو یہ جائز نہین (فتح الباری)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ نہم صحیح بخاری کا ختم ہوا خدا تعالے اس سے عام مسلمانون کو فائدہ پہونچاوے آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

فہرست کتاب مستطاب فیض الباری ترجمہ اردو صحیح البخاری پارہ نہم ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اما بعد عرض کرتا ہے خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ کہ عنایت الٰہی سے پارۂ دہم اس کتاب کا شروع ہوا اہل حدیث کہ اہل رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہین انکی خدمت مین التماس ہے کہ دعا کرین کہ اللہ تعالےٰ اس کار خیر کو جلد باتمام پہونچادے اور اس عاجز مہتمم اور مترجم کا اللہ جل جلالہ خاتمہ بخیر کرے آمین یا رب العلمین یہ شروع ہے بیچ ترجمہ پارہ دہم صحیح بخاری کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق **بَابُ** تَقْوِیْمِ الْاَشْیَاءِ بَیْنَ الشُّرَکَاءِ بِقِیْمَۃِ عَدْلٍ یہ باب ہے بیچ بیان قیمت کرنے چیزون کے درمیان شریکون کے ساتھ قیمت انصاف کے یعنے برابر بغیر کمی زیادتی کے **ف** ابن بطال نے کہا کہ نہین خلاف ہے درمیان علماء کے اسمین کہ بانٹنا عروض اور تمام اسبابون کا قیمت کرنے کے بعد جائز ہے یعنے اگر کچھ اسباب کئی شریکون کے درمیان مشترک ہو اور وہ اُسکو آپسمین بانٹنا چاہین تو اسکو قیمت کرکے بانٹین اور اگر بغیر قیمت کرنے کے اُسکو بانٹین تو اسمین اختلاف ہے سو اکثر علماء تو اسکو جائز رکھتے ہین جبکہ آپسکی رضامندی سے ہو اور امام شافعی کہتے ہین کہ منع ہے اور دلیل انکی حدیث ابن عمر رض کی ہے کہ اُس شخص کے حق مین جو مشترک غلام سے اپنا حصہ آزاد کرے پس وہ حدیث نص ہے غلام مین اور اس نے باقی کو اُسکے ساتھ لاحق کیا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَۃَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ ـــــ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا لَّہٗ مِنْ عَبْدٍ اَوْ شِرْکًا اَوْ قَالَ نَصِیْبًا وَّکَانَ لَہٗ مَا یَبْلُغُ ثَمَنَہٗ بِقِیْمَۃِ الْعَدْلِ فَھُوَ عَتِیْقٌ وَّاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ قَالَ لَا اَدْرِیْ قَوْلُہٗ عَتَقَ مِنْہُ قَوْلٌ مِّنْ نَّافِعٍ اَوْ فِی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور آزاد کرنیوالیکے

واسطے مال ہو کہ غلام کے مول کو پہونچتا ہو یعنے اسکی باقی قیمت کو ساتہ قیمت انصاف کی یعنے برابر بغیر کمی اور
زیادتی کے تو وہ غلام آزاد ہے یعنے اور شریکون کے حصے اپنے مال سے آزاد کردے یعنے سارا غلام اسی کے
مال سے آزاد ہوگا اور شریک کا کچھ نہ جاویگا اور اگر اُسکے پاس اسقدر مال نہ ہو تو تحقیق آزاد ہوا اُسسے جو کہ آزاد ہوا
یعنے اور شریکون کے حصے آزاد نہوینگے وہ بدستور غلام رہین گے **حدثنا** بشر بن محمد انا عبد الله
ثنا سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن النضر بن انس عن بشیر بن نہیک عن ابی ہریرۃ عن
النبی صلی الله علیہ وسلم قال من اعتق شقیصا من مملوکہ فعلیہ خلاصہ فی مالہ
فان لم یکن لہ مال قوم المملوک قیمۃ عدل ثم استسعی غیر مشقوق علیہ **ترجمہ**
ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد
کرے تو اسپر واجب ہے اپنے مال سے اسکو بالکل آزاد کردینا یعنے جبکہ ہو اس پاس مال بقدر قیمت اُسکی کے اور
اگر آزاد کرنیوالیکے پاس مال نہو تو اُس غلام کے انصاف کی قیمت ٹہیرائی جاوے پہر بقدر حصے اور شریکون کے
غلام سے محنت مزدوری کروائی جاوے لیکن اُسپر مشقت نہ ڈالیجاوے یعنے نہ تکلیف دی جاوے اسکو ساتہ
اُسچیز کے کہ دشوار ہو اسپر **ف** ان حدیثون کی پوری شرح کتاب العتق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ اگر ساجھی کے غلام کو بانٹا جاوے تو اُسکو قیمت کرکے بانٹا جاوے اور یہ حدیث حجت ہے واسطے امام
شافعی کے کہ مشترک چیز کو بدون قیمت کرنے کے بانٹنا درست نہین لیکن ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ غلام کا بانٹنا
بدون قیمت کے ممکن نہین بخلاف اور اسبابون کے کہ انکا بانٹنا بدون قیمت کے ممکن ہے پس اور سب قسم
کے اسباب اُسکے ساتہ ملحق ہونگے **باب** هل یقرع فی القسمۃ والاستہام فیہ قسمت مین قرعہ ڈالنے
کا بیان **ف** اور بیان اسکا حصون کا ہے قسمت کو اور ضمیر فیہ کی طرف پہرتا ہے ساتہ دلالت قسمت کو پس
ذکر کیا قسمت کو اسواسطے کہ دونو کے معنے ایک ہین (فتح) **حدثنا** ابو نعیم ثنا زکریا قال سمعت
عامرا یقول سمعت النعمان بن بشیر عن النبی صلی الله علیہ وسلم قال مثل القائم علی حدود
الله عز وجل والواقع فیہا کمثل قوم استہموا علی سفینۃ فاصاب بعضہم اعلاہا وبعضہم
اسفلہا فکان الذی فی اسفلہا اذا استقوا من الماء مروا علی من فوقہم فقالوا لو انا
خرقنا فی نصیبنا خرقا ولم نؤذ من فوقنا فان یترکوہم وما ارادوا ہلکوا جمیعا وان
اخذوا علی ایدیہم نجوا ونجوا جمیعا **ترجمہ** نعمان بن بشیر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی مثل جو خدا کی حدون پر کہڑا ہے یعنے گناہ نہین کرتا اور جو انین گرا یعنے گناہون
مین ڈوبا اُس قوم کی مثل ہے جنہون نے قرعہ ڈالکے جہاز مین اپنا اپنا مکان ٹہیرایا سو بعضون نے اُسکی

اوپر کا مکان پایا اور بعضوں نے تلے کا مکان پایا سو جو لوگ اسکے تلے رہے جب انہوں نے پانی چاہا تو اپنے
اوپر والوں پر گذرے تو تلے والوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے حصے کی مکان کو پانی کے واسطے پھاڑ لیویں اور
اپنے اوپر والوں کو آمد و رفت کی تکلیف سے بچاویں تو اچھی بات ہو سو اگر اوپر والوں نے تلے والوں کو انکی خواہش
پر چھوڑا یعنے جہاز توڑنے سے منع نہ کیا تو اوپر اور تلے کے سب ہلاک ہوئے یعنے ڈوبے اور اگر انکے ہاتھ پکڑ لیے
تو اوپر والے خود بھی بچے اور تلے والے بھی سب بچے **ف** یعنے جو لوگ کہ ایک شہر یا ایک گھر میں رہتے
ہوں بعضے انمیں سے گناہوں اور خلاف شرع کاموں سے بچتے ہوں اور بعضے گناہوں میں مشغول
ہوں اور متقی لوگ باوجود قدرت کی گناہگاروں کو بد کاموں سے نہ روکیں تو آخرت کی عذاب میں دونو شریک
ہیں اگر دنیا میں عذاب آویگا تو سب برباد ہونگے خواہ متقی لوگ بد کاموں سے راضی ہوں یا ناراض جیسے
کہ کشتی اگرچہ اکثر مضبوط ہو لیکن ایک سوراخ سے ڈوبتی ہے اسحدیث سے معلوم ہوا کہ بانٹنے کے وقت
حصوں میں قرعہ ڈالنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور اسحدیث کی پوری شرح کتاب الشہادات میں آویگی

باب شَرِكَةِ الْيَتِيْمِ وَاَهْلِ الْمِيْرَاثِ باب ہے بیان میں شرکت یتیم کے ساتھ اہل میراث کی **ف**
واو ساتھ معنے مع کے ہے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے اسپر کہ نہیں جائز ہے شریک ہونا یتیم کے مال
میں مگر یہ کہ ہو واسطے یتیم کے اسمیں مصلحت راجح (فتح) **حدثنا** الاويسي ثنا ابراهيم بن سعد
عن صالح عن ابن شهاب اخبرني عروة بن الزبير انه سال عائشة ح وقال الليث ثني
يونس عن ابن شهاب اخبرني عروة بن الزبير انه سال عائشة عن قول الله عز وجل وان
خفتم الا تقسطوا في اليتمى فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث وربع قالت يا ابن
اختي هي اليتيمة تكون في حجر وليها تشاركه في ماله فيعجبه مالها وجمالها فيريد
وليها ان يتزوجها بغير ان يقسط في صداقها فيعطيها مثل ما يعطيها غيره فنهوا ان
ينكحوهن الا ان يقسطوا لهن ويبلغوا بهن اعلى سنتهن من الصداق وامروا ان ينكحوا
ما طاب لهم من النساء سواهن قال عروة قالت عائشة ثم ان الناس استفتوا رسول
الله صلى الله عليه وسلم بعد هذه الاية فانزل الله عز وجل ويستفتونك في النساء
قل الله يفتيكم فيهن وما يتلى عليكم في الكتب في يتمى النساء الى قوله وترغبون ان
تنكحوهن والذي ذكر الله انه يتلى عليكم في الكتاب الاية الاولى التي قال الله فيها
ان خفتم الا تقسطوا في اليتمى فانكحوا ما طاب لكم من النساء قالت عائشة وقول الله
في الاية الاخرى وترغبون ان تنكحوهن هي رغبة احدكم ليتيمته التي تكون في

حجرہ حین تکون قلیلة المال والجمال فنهوا ان ینکحوا ما رغبوا فی مالها وجمالها من
یتامی النساء الا بالقسط من اجل رغبتهم عنهن **ترجمہ** عروہ بن زبیر رض سے روایت ہے کہ اُس نے
عائشہ رض سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیون کے حق مین تو نکاح
کرو جو تمکو خوش آوین عورتون سے دو دو تین تین چار چار عائشہ رض نے کہا کہ ای میرے بھتیجے مراد اس سے
یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش مین ہوتی ہے یعنے جیسے کہ چچیرا بھائی ہو شریک ہو وہ ولی کو اُسکے
مال مین کہ دونو کو ایک مورث سی مشترک پہونچا ہے سو خوش آتا ہے ولی کو مال اُسکا اور خوبصورتی اسکی
سو اسکا ولی چاہتا ہے کہ اُس سے نکاح کرے بغیر اسکے کہ اسکے مہر مین انصاف کرے پس دی اُسکو مہر مین
مثل اسچیز کی کہ دی اُسکو غیر اُسکا سو انکو اُنسے نکاح کرنا منع ہوا مگر یہ کہ انکے واسطے انصاف کرین اور پہونچاوین
انکو اپنے طریقہ پر مہر سے یعنے انکو پورا مہر دین اور انکو حکم ہوا یہ کہ نکاح کرین اُس سے جو خوش آوے انکو
عورتون سے سوای اُنکے عائشہ رض نے کہا کہ پھر لوگون نے اس آیت کی اترنے کی بعد حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے رخصت مانگی یعنے دیکھا کہ بعض جگہ لڑکی کے حق مین بہتر ہے کہ اُسکا والی اسکو نکاح مین
لاوے جو وہ اسکی خاطر کریگا غیر نہ کریگا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رخصت مانگی اُسکے نکاح کی تو خدا
نے یہ آیت اتاری کہ تجھ سے رخصت مانگتے ہین عورتون کی تو کہہ اللہ تمکو رخصت دیتا ہے انکی یعنے ان سے
نکاح کرنا درست ہے اور جو پڑھا جاتا ہے تمپر کتاب مین سو یتیم عورتون کا حکم ہے جنکو تم نہین دیتے جو اُنکے واسطے
مقرر ہے اور چاہتے ہو کہ اُنسے نکاح کرو اور جو چیز کہ خدا نے ذکر کی کہ تمپر پڑھی جاتی ہے کتاب مین وہ پہلی
آیت ہی یعنے اور وہ یہ ہے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیون کے حق مین تو نکاح کرو جو خوش
آوین تمکو عورتون سے عائشہ رض نے کہا اور یہ جو خدا نے دوسری آیت مین فرمایا وترغبون ان تنکحوهن
تو وہ منہ پھیرنا ایک تمہارے کا ہے یتیم لڑکی سے جو اپنے ولی کی پرورش مین ہو جبکہ مال اور خوبصورتی
مین کم ہوتی ہے تو انکو منع ہوا یہ کہ نکاح کرین اس عورت سی جسکے مال اور جمال مین رغبت کرین یتیم عورتون
سے مگر ساتھ انصاف کی واسطے منہ پھیرنے اُنکے کی اُنسے یعنے وقت کم ہونے مال اور جمال کے یعنے جب
تم مال اور جمال کم ہونے کی وقت یتیم لڑکیون سے نکاح نہین کرتے تو پھر اُنکے مال اور جمال بہت ہونے
کے وقت بھی اُنسے نکاح نہ کرو نہین تو مناسب ہے کہ دونو کا نکاح عدل مین برابر ہو **ف** اس حدیث
کی پوری شرح تفسیر سورہ نسا مین آویگی انشاء اللہ تعالی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جائز ہے شریک ہونا
یتیم کو مال میراث مین اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر یتیم عورتین خوب صورت ہوتی تھین تو اُنکے نکاح مین
رغبت کرتے تھے اور اُنکے مال کھا جاتے تھے نہین تو اُنکے مال کے طمع سے انکو روک رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا

کر جائز ہے ولی کو یہ کہ نکاح کرے اُس عورت سے جو اسکی پرورش مین ہو لیکن نکاح پڑہنے والا کوئی غیر ہو (فتح) **باب** الشَّرِكَةِ فِي الْأَرَضِيْنَ وَغَيْرِهَا زمینون وغیرہ مین شریک ہونے کا بیان **حدثنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثنا هِشَامٌ انا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ سوای اسکے کچہ نہین کہ ٹہیرایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کو ہر چیز مین کہ نہ بانٹی گئی ہو یعنے غیر منقول مین کہ شراکت مین ہو پہر جبکہ حدین واقعہ ہون یعنے ملک مشترک تقسیم کیجاوے اور راہین پہیری جاوین یعنے ہر ایک کے حصہ کی راہ جدی ہو جاوے تو نہین شفعہ **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الشفعہ مین گذر چکی ہے اور مراد اسجگہ اشارت ہے طرف اسکی کہ جائز ہے بانٹنا زمین اور گہر کا اور یہی ہے مذہب جمہور کا برابر ہے کہ گہر بڑا ہو یا چہوٹا اور مستثنے کیا ہے بعضون نے اُس گہر کو جو نہ فائدہ اٹہایا جاوے ساتہ اس کے اگر تقسیم کیا جاوے تو اسکا بانٹنا منع ہے (فتح) **باب** إِذَا اقْتَسَمَ الشُّرَكَاءُ الدُّوْرَ وَغَيْرَهَا فَلَيْسَ لَهُمْ رُجُوْعٌ وَلَا شُفْعَةٌ جب تقسیم کرلین آپسمین شریک گہرون وغیرہ کو تو نہین ہے واسطے اُنکے رجوع اور نہ شفعہ **حدثنا** مُسَدَّدٌ ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثنا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتہ شفعہ کے ہر چیز مین کہ نہ بانٹی گئی ہو پہر جب حدین واقع ہون اور راہین پہیری جاوین تو نہین ہے شفعہ **ف** ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ باندہا ہے بخاری نے ساتہ لازم ہونے قسمت کو اور نہین ہے حدیث مین مگر نفی شفعہ کی لیکن یہ اسواسطے ہے کہ شفعہ کی نفی سے رجوع کی نفی لازم آتی ہے اسواسطے کہ اگر شریک کو رجوع کرنا جائز ہوتا تو البتہ پہر آتی شرکت پہر پہرتا شفعہ (فتح) **باب** الْاِشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَا يَكُوْنُ فِيْهِ الصَّرْفُ جائز ہے شریک ہونا سونے اور چاندی مین اور اُس چیز مین کہ اُسمین بیع صرف ہوتی ہے اور وہ درہم اور اشرفیان ہین **ف** ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے اسپر کہ شرکت صحیحہ یہ ہے کہ نکالے ہر ایک مثل اُس چیز کی کہ نکالے ساتہی اُسکا پہر دونو چیزون کو آپسمین ملاوین یہان تک کہ اُنکی تمیز نہ ہو سکے پہر دونو اکٹہے اُسمین تصرف کرین مگر یہ کہ ہر ایک اُن دونو مین سے دوسرے کو اپنے قائم مقام کردے اور نیز اجماع ہے اسپر کہ شرکت ساتہ درہمون اور اشرفیون کے جائز ہے لیکن اگر ایک کی طرف اشرفیان

ہون اور ایک کی طرف سے درہم یا پیسے ہون تو اسمین اختلاف ہے پس منع کیا ہے اسکو شافعی اور مالک نے مشہور قول مین اور کوفیون نے مگر ثوری نے کہا کہ جائز ہے اور زیادہ کی ہے شافعی رح نے یہ شرط کہ دونو صفت مین بھی مختلف نہ ہون مانند درست اور ٹوٹے ہوئے درہمون کی اور مطلق چھوڑنا بخاری کا ترجمہ کو مشعر ہے ساتھ میل کرنے اُسکے طرف قول ثوری کی اور یہ کہا کہ مایکون فیہ الصرف تو مراد اُس سے مانند درہمون مغشوشہ اور ڈلی سونے چاندی وغیرہ کی ہے اور اسمین بھی علماء کو اختلاف ہے اکثر کہتے ہین کہ صحیح ہے ہر مثلی چیز مین اور یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعی رح کے اور بعضے کہتے ہین کہ خاص ہے ساتھ نقد سکے والے کے یعنے مانند روپیون اور اشرفیون وغیرہ کی (فتح) **حدثنا** عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ يَعْنِي بْنَ الْأَسْوَدِ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ عَنِ الصَّرْفِ يَدًا بِيَدٍ فَقَالَ اشْتَرَيْتُ أَنَا وَشَرِيكٌ لِي شَيْئًا يَدًا بِيَدٍ وَنَسِيئَةً فَجَاءَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ فَعَلْتُ أَنَا وَشَرِيكِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَسَأَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَخُذُوهُ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَرُدُّوهُ

ترجمہ سلیمان رض سے روایت ہے کہ مینے ابو منہال سے پوچھا کہ چاندی سونے کو آپسمین ہاتھون ہاتھ بیچنے کا کیا حکم ہے تو اُسنے کہا کہ مینے اور میرے ایک شریک نے ہاتھون ہاتھ اور ادہار ایک چیز خریدی یعنے نقد دسے پہر ہمارے پاس براء بن عازب آئے سو ہمنے انکو پوچھا تو اُس نے کہا کہ مینے اور میرے شریک زید بن ارقم نے کہا اسی طرح کیا تہا اور ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا حکم پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہاتھون ہاتھ ہو اسکو لے لو اور جو وعدے کے ساتھ ہو اسکو پہیر دو **ف** بیع صرف یہ ہے کہ سونے کو سونے سے بیچے اور چاندی کو چاندی سے بیچے یا ایک کو دوسری کے ساتھ بیچے اور تحقیق گذر چکی ہے بیچ باب بیع الورق بالذہب نسیئۃ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جائز ہے تفریق صفقہ کی یعنے جمع کرنا دو بیعون کا ایک عقد مین پس جو بیع صحیح ہوگی وہ صحیح ہو جاویگی اور جو صحیح نہ ہوگی وہ باطل ہو جاویگی اور اس استدلال مین نظر ہے اسواسطے کہ اُس نے دو مختلف عقدون کی طرف اشارہ کیا ہو اور تائید کرتی ہے اس احتمال کی وہ چیز جو ہجرت کے بیان آویگی کہ میرے ایک شریک نے موسم کے دعوی پر کچھ درہم ادہار بیچے اور اسمین یہ بھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے اور ہم یہ بیع کرتے تہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہاتھون ہاتھ ہو اُسکا کچھ ڈر نہین اور جو ادہار ہو تو وہ صحیح نہین بنابر اسکے پس معنے ماکان یدا بید فخذوہ کے یہ ہین کہ جس بیع مین مجلس مین تعارض واقع ہو وہ صحیح ہے اور اسکو جائز رکہو اور جسمین تقابض فی

المجلس واقع نہ ہو وہ صحیح نہیں پس اسکو چھوڑ دو اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ دونو ایک عقد میں ہوں
(فتح) **باب** مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ جائز ہے مسلمان کو شریک ہونا ساتہ ذمی اور
مشرکین کے زراعت میں **حدثنا** مُوسَى ابْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَ
يَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ دی حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے زمین خیبر کے یہود کو اس شرط پر کہ وہ اسمین محنت کریں اور کھیتی بوئیں اور ہو واسطے یہود کے آدھا
اوس چیز کا کہ پیدا ہوا اوس سے **ف** یہ حدیث مزارعت میں پہلے گذر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ذمی میں یعنے
جائز ہے مسلمان کو شریک ہونا ساتہ ذمی کے اور مشرک اسکی ساتہ ملحق کیا گیا ہے اسواسطے کہ جب مشرک کو
امام سے امان لیوے تو وہ بھی ذمی کے معنے میں ہوتا ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف مخالفت اُس شخص کی جو اسکو
جائز نہیں کہتا مانند ثوری اور لیث اور احمد اور اسحاق کی اور یہی قول ہے امام مالک رح کا لیکن جائز رکہا ہے
اُس نے اسکو جبکہ ہو تصرف کرنا سامنے مسلمان کے اور دلیل انکی یہ ہے کہ خوف ہے کہ داخل ہووے مسلمان کے
مال میں وہ چیز کہ نہیں حلال ہے مانند بیاج کی اور مول شراب اور سور کی اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر سے معاملہ کیا اور جب کہ مزارعت میں معاملہ کرنا جائز ہے تو اُسکے غیر میں بھی جائز ہوگا
اور اسکے جائز ہونے کے سبب سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنسے جزیہ لیا باوجودیکہ اُنکے مال میں ہے
جو کچہ کہ ہے یعنے حرام مال سے مانند بیاج اور مول شراب اور سور کی (فتح) **باب** قِسْمَةِ الْغَنَمِ وَالْعَدْلِ
فِيهَا بکریوں کا بانٹنا اور اسمیں انصاف کرنا یعنے برابری کرنا بغیر کمی زیادتی کے **حدثنا** قُتَيْبَةُ
ابْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ
لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهِ أَنْتَ **ترجمہ** عقبہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے اسکو بکریاں دیں کہ وہ انکو قربانی کے واسطے آپکے اصحاب پر تقسیم کرے تو بکری کا
ایک بچہ یعنے سال سے کم کا باقی رہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اسکو قربانی کر لے **ف** اور
گذر چکی ہے توجیہ وارد کرنے اس حدیث کی شرکت میں ابتدا وکالت میں اور باقی شرح اسکی قربانی کے باب
میں آویگی (فتح) **باب** الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ اناج وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان **ف**
یعنے ہم مثل چیزوں میں سے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صحیح ہے شرکت ہر چیز میں کہ ملک ہو اور صحیح تر نزدیک
شافعیہ کے خاص ہونا شرکت کا ہے ساتہ ہم مثل چیزوں کے اور سبیل اُس شخص کی جو ارادہ کرے شرکت

ساتھ عروض یعنے متاع اسباب سوائے چاندی اور سونے کی نزدیک انکی یہ ہے کہ جو بیچے بعض اسباب یا جو معلوم
ہے ساتھ بعض اسباب دوسرے مرد کے جو معلوم ہے اور اجازت دی اسکو تصرف مین اور ایک وجہ
مین نہین صحیح ہے مگر نقد مضروب مین کما تقدم اور مالکیہ سے ہے کہ مکروہ ہے شریک ہونا کہانے مین اور
راجح انکے نزدیک جواز ہے (فتح) وَیُذْکَرُ اَنَّ رَجُلًا سَاوَمَ شَیْئًا فَغَمَزَہٗ اٰخَرُ فَرَاٰی عُمَرُ اَنَّ
لَہٗ شِرْکَۃً یعنے اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک مرد نے ایک چیز کی قیمت چکائی اور دوسرے نے اسکو آنکھ یا ہاتھ
سے اشارہ کیا یعنے اور اُسنے اسکو خریدا تو عمر نے دیکھا کہ اس دوسرے کو بیع مین شرکت ہے یعنے وہ بھی اس
چیز مین شریک ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رض شرکت کے واسطے کوئی صیغہ شرط نہ کرتے
تھے اور کنایت کرتے تھے اسمین ساتھ اشارت کے جبکہ ظاہر قرینہ ہو اور یہی ہے قول مالک کا اور نیز امام
مالک رح نے کہا کہ اگر کوئی اسباب بیع کے واسطے پیش کیا جاتا ہو اور کہڑے ہون وہ شخص جو خریدتے ہین
اسکو واسطے تجارت کے سو جب لے انمین سے ایک خریدے اور دوسرا اسمین شریک ہونا چاہے تو لازم ہے
اسکو یہ کہ اسکو اسمین شریک کر لیوے اسواسطے کہ اُس نے فائدہ اٹھایا ہے ساتھ ترک کرنے زیادتی کے
اوپر اُسکے اور ایک روایت مین یہان آثار زیادہ ہے کہ امام بخاری نے کہا کہ جب ایک مرد دوسرے مرد سے
کہے کہ مجھکو اپنے ساتھ شریک کرلیں جب چپ رہے تو ہوگا شریک اُسکا نصف مین (فتح) **حَدَّثَنَا**
اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَہْبٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدٌ عَنْ زُہْرَۃَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ
جَدِّہٖ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ ہِشَامٍ وَکَانَ قَدْ اَدْرَکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَہَبَتْ بِہٖ اُمُّہٗ
زَیْنَبُ بِنْتُ حُمَیْدٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَایِعْہُ فَقَالَ ہُوَ
صَغِیْرٌ فَمَسَحَ رَاْسَہٗ وَدَعَا لَہٗ وَعَنْ زُہْرَۃَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّہٗ کَانَ یَخْرُجُ بِہٖ جَدُّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ
ہِشَامٍ اِلَی السُّوْقِ فَیَشْتَرِی الطَّعَامَ فَیَلْقَاہُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَیْرِ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ اَشْرِکْنَا
فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَکَ بِالْبَرَکَۃِ فَیُشْرِکُہُمْ فَرُبَّمَا اَصَابَ الرَّاحِلَۃَ
کَمَا ہِیَ فَیَبْعَثُ بِہَا اِلَی الْمَنْزِلِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ اَشْرِکْنِیْ فَاِذَا
سَکَتَ فَیَکُوْنُ شَرِیْکَہٗ بِالنِّصْفِ ترجمہ عبد اللہ بن ہشام رض سے روایت ہے کہ اسکی مان زینب اسکو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس لے گئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ؐ اس سے اسلام کی بیعت لیجیے تو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چھوٹا ہے بیعت کے لائق نہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے سر پر
ہاتھ پھیرا اور اُسکے واسطے برکت کی دعا کی اور زہرہ بن معبد سے روایت ہے کہ اسکا دادا عبد اللہ بن ہشام
اسکو بازار کی طرف لیجاتا تھا اور اناج خریدتا تھا اور ابن زبیر اور ابن عمر اُس سے ملتے تھے تو اسکو کہتے تھے

کہ ہمکو اسمین شریک کرلے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرے واسطے برکت کی دعا کی ہو
تو وہ انکو شریک کرلیتا تہا اور اکثر اوقات ایسا ہوتا تہا کہ پوری سواری کو پہونچتا تہا یعنے اسکو بقدر بوجہ
اونٹ کی فائدہ ہوتا تہا پہر اسکو بہی گہر کی طرف بہیجتا تہا **ف** اور موافق ترجمہ کے اس حدیث سے یہ لفظ ہو
کہ وہ دونو کہتے ہو کہ ہمکو اپنے سات شریک کرے اور وہ انکو شریک کرلیتا تہا اور وہ اصحاب مین تھے
اور نہین منقول ہے انکے غیر سے وہ چیز جو اُسکے مخالف ہو پس یہ حجت ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ جائز ہے ہاتہ پہیرنا چہوٹے لڑکے کو سر پر اور ترک کرنا بیعت کا اُس شخص سے کہ بالغ نہ ہو اور داخل
ہونا بازار مین واسطے طلب معاش کے اور طلب کرنا برکت کا جسجگہ کہ ہو اور اسمین رد ہے اُسپر جو گمان
کرتا ہے کہ فراخی حلال مال سے مذموم ہے اور اسمین ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیون سے واسطے قبول
ہونے دُعا آپکی کے بیچ حق عبداللہ بن ہشام کے (فتح) **بَابُ** الشِّرْكَةِ فِي الرَّقِيْقِ غلام مین شریک
ہونے کا بیان یعنے جائز ہے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوْكٍ وَجَبَ عَلَيْهِ اَنْ يُعْتِقَ
كُلَّهُ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ قَدْرُ ثَمَنِهِ يُقَامُ قِيْمَةَ عَدْلٍ وَيُعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَّتَهُمْ وَيُخَلَّى سَبِيْلُ الْمُعْتَقِ
ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہو کہ جو اپنا حصہ غلام مشترک سے آزاد کردے تو واجب ہے اسپر آزاد کردینا تمام
غلام کا اگر اُسکے مول کے برابر اسکے پاس مال ہو قیمت کیا جاوے قیمت انصاف کی اور اور شریکونکو انکے حصے
کا مول دیا جاوے اور غلام کی راہ چہوڑ دیجاوے یعنے وہ آزاد ہوگیا اُسکے سات کسی کا تعلق نہین **حَدَّثَنَا**
اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا فِي عَبْدٍ اُعْتِقَ
كُلُّهُ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَاِلَّا يُسْتَسْعَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہو کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجہی کے غلام سے آزاد کردے تو تمام غلام آزاد ہوا اگر
اُسکے پاس مال ہو نہین تو غلام سے مزدوری کرائی جاوے مگر اسپر مشقت حد نہ ڈالیجاوے **ف**
اور مطابقت ان دونو حدیثون کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اسواسطے کہ صحت عتق کی فرع ہے صحت
ملک کی (فتح) **بَابُ** الْاِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ وَالْبُدْنِ شریک ہونا ہدی اور قربانی کے اونٹون
مین وَاِذَا اَشْرَكَ الرَّجُلُ رَجُلًا فِي هَدْيِهِ بَعْدَ مَا اَهْدٰى اور جیسے شریک کرے ایک مرد
دوسرے کو قربانی مین بعد اُسکے کہ مکے کی طرف بہیجے **ف** یعنے کیا جائز ہے **حَدَّثَنَا**
اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ اَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ طَاؤُسٍ عَنْ

ابن عباس قالا قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ صبح رابعۃ من ذی الحجۃ مھلون بالحج لا یخلطہم شیء فلما قدمنا امرنا فجعلناھا عمرۃ وان نحل الی نسائنا ففشت فی ذلک القالۃ قال عطاء قال جابر فیروح احدنا الی منی وذکرہ یقطر منیا فقال جابر بکفہ فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام خطیبا فقال بلغنی ان اقوا ما یقولون کذا وکذا واللہ لانا ابر واتقی للہ عزوجل منھم ولو انی استقبلت من امری ما استدبرت ما اھدیت ولولا ان معی الھدی لاحللت فقام سراقۃ بن مالک بن جعشم فقال یا رسول اللہ ھی لنا او للابد فقال لا بل للابد قال وجاء علی بن ابی طالب فقال احدھما یقول لبیک بما اھل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال الآخر لبیک بحجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقیم علی احرامہ واشرکہ فی الھدی **ترجمہ** جابر اور ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ ذیحجہ کی چوتہی صبح کو مکے میں آئے اس حال میں کہ حج کے احرام باندہی تہی نہیں مخلوط ہوتی تہی اُن سے کوئی چیز یعنے سراحج کا احرام باندہی تہی سو جب ہم مکے میں آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا یعنے ساتھ فسخ کرنے حج کے ساتہ عمرہ کے سو ہمنے اسکو عمرہ کردانا یعنے عمرہ کرکے حج کا احرام اوتار ڈالا اور حکم کیا ہمکو یہ کہ احرام اوتار کر اپنی بی بیون سے صحبت کریں تو ہمیں گفتگو پہیلی یعنے لوگون میں اُسکا بہت چرچا ہوا گویا انکو احرام اُتارنا ناگوار معلوم ہوا یعنے اور پس کہنے لگے کہ ہم میں سے کوئی منا کی طرف جاویگا اور حالانکہ اسکی آلت سے منی ٹپکتی ہوگی اور جابرؓ نے اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا سو یہ خبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبے کو کہڑے ہوئے سو فرمایا کہ مجہکو یہ خبر پہونچی کہ بعضے لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ میں زیادہ تر نیک اور زیادہ تر ڈرنے والا ہوں اللہ سے اور اگر میں اپنا حال پہلے سے جانتا جو مجہکو پیچہے معلوم ہوا تو میں قربانی کو اپنے ساتہ نہ لاتا اور اگر میرے ساتہ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کرکے حج کا احرام اتار ڈالتا تو سراقہ بن مالک اٹہہ کہڑا ہوا سو اُسنے کہا یا حضرتؐ کیا یہ حکم فسخ کرنے حج کا ساتہ عمرہ کے صرف ہمارے واسطے ہے یا ہمیشہ کے واسطے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کو واسطے اور حضرت علی رضہ یمن سے آئے تو اُن دونو سے یعنے جابر اور ابن عباسؓ سے ایک یعنے جابرؓ نے کہا کہ حضرت علی رضہ اس طرح لبیک کہتے تھے کہ احرام باندہا میں نے ساتہ اُس چیز کے کہ احرام باندہا ساتہ اُس کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور دوسرے یعنے ابن عباسؓ نے کہا کہ اس طرح کہتے تھے کہ احرام باندہا یعنی ساتہ احرام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو حکم کیا کہ اپنے احرام پر قائم رہے

اور اسکو قربانی مین شریک کیا **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج مین گذر چکی ہے اور اسمین بیان
ہو کہ واقع ہوئی تہی شرکت بعد اسکے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے اونٹون کو مدینے سے ہانکا
تہا اور وہ ترسیٹہ اونٹ تہے اور حضرت علی رض یمن سے آئے اور انکے ساتہ سینتیس اونٹ تہے تو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے کل اونٹ سو ہوئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رض کو انمین اپنے ساتہہ
شریک کر لیا اور یہ اشتراک محمول ہے اسپر کہ آپنے علی رض کو قربانی کے ثواب مین شریک کیا نہ یہ کہ آپنے
انکو ہدی گردانے کے بعد مالک کیا اور احتمال ہے کہ جب حضرت علی رض نے اپنے ساتہ والے اونٹ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے حاضر کیے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکہا تو علی مرتضے رض کو آدہے کا
مالک کیا تو علی مرتضے اسمین شریک ہو گئے اور سب کو ہدی گردانا تو اسمین دونو شریک ہوئے نہ انمین جنکو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہانکا تہا (فتح) **باب** مَنْ عَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِجَزُوْرٍ
فِي الْقَسْمِ جو قسمت مین دس بکریون کو ایک اونٹ کے برابر کرتا ہے **حدثنا** مُحَمَّدٌ انا وَكِيعٌ
عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَاَصَبْنَا غَنَمًا اَوْ اِبِلًا فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَاَغْلَوْا بِهَا
الْقُدُوْرَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهَا فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ عَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ
الْغَنَمِ بِجَزُوْرٍ ثُمَّ اِنَّ بَعِيْرًا نَدَّ وَلَيْسَ فِي الْقَوْمِ اِلَّا خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بِسَهْمٍ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ
مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا قَالَ قَالَ جَدِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْجُوْ وَنَخَافُ اَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا
وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ اَعْجِلْ اَوْ اَرِنْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
فَكُلُوْا لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ
ترجمہ رافع بن خدیج رض سے روایت ہو کہ ہم ذو الحلیفہ مین تہے جو تہامہ سے ہو سو ہمنے غنیمت مین سے بکریان یا اونٹ
پائے سو لوگون نے جلدی کی سو انسے ہانڈیان پکائین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور حکم کیا ساتہ اٹہانے
انکے سو اٹہائی گئین پہر قیمت مین دس بکریون کو ایک اونٹ کے برابر کیا پہر انمین سے ایک اونٹ
بہاگا اور نہ تہے لوگون مین مگر گہوڑے تہوڑے سو ایک مرد نے اسکو تیر مارا سو اسکو بند کیا یعنے اسکو
تیر سے مار ڈالا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر واسطے ان چارپایون کے یعنے درمیان
انکے نفرت رکہنے والے جنگلی چارپایون کے اور جب کوئی انمین سے تمپر غالب ہو تو اسکے ساتہ اسی طرح
کیا کرو تو میرے دادا نے کہا کہ یا حضرت ہم امید رکہتے ہین یا ڈرتے ہین یہ کہ ہم کل دشمنون سے ملین

یعنے کفار سے اور نہین ساتہ ہماری چہریان کیا پس ہم کہیا نہہ سے ذبح کرلین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جلدی کر جو چیز کہ خون کو بہا دے اور اُسپر اللہ کا نام لیا جاوے تو کہاؤ یعنے اُسکا کہانا جائز ہے
سوائے دانت اور ناخن کے اور بین تم سے ہر ایک کا حال بیان کرتا ہون اسپر دانت پس ہڈی ہے اور
اسپر ناخن پس حبشیون کی چہریان ہین **ف** یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے اور اسکی شرح کتاب الذبائح
مین آویگی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ **بَابُ** الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنْ كُنْتُمْ
عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوْضَةٌ باب ہے بیچ بیان گرد کرنے کے وطن مین اور بیان
اس آیت کا کہ اگر تم سفر مین ہو اور نہ پاؤ لکہنے والا تو گرد ہاتہ مین رکہنی ہے **ف** یہ جو کہا کہ حضر مین تو
یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ آیت مین سفر کی قید باعتبار غالب کے ہے یعنے اکثر اوقات کی اور اسکا
کوئی مفہوم نہین واسطے دلالت حدیث کی اوپر مشروع ہونے اُسکے کی حضر مین جیسا کہ ہم اسکو ذکر کرینگے
اور یہی ہے قول جمہور کا اور دلیل پکڑی ہے انہون نے واسطے اسکے باعتبار معنے کی بایطور کہ رہن
مشروع ہوا ہے واسطے وثیقہ بنانے کی قرض پر واسطے دلیل اس آیت کی پس اگر اعتبار کری ایک
دوسرے کا اسواسطے کہ یہ اشارت کرتی ہے طرف اسکی کہ مراد ساتہ رہن کے وثیقہ طلب کرنا ہے اور
سوای اسکے نہین کہ مقید کیا اسکو ساتہ سفر کے اسواسطے کہ اُسمین لکہنے والیکے نہ ہونے کا گمان ہے پس نکالا
اسکو باعتبار غالب کی اور مخالفت کی ہے اسمین مجاہد اور ضحاک نے پس انہون کہا کہ نہین جائز ہے گرو
رکہنا سفر مین جسجگہ کہ کاتب پایا جاوے اور یہی قول ہے داؤد اور اہل ظاہر کا اور ابن حزم نے کہا کہ
اگر مرتہن حضر مین رہن رکہنے کی شرط کرے تو یہ اسکو جائز نہین اور اگر احسان کرے ساتہ اُسکے راہن
تو جائز ہے اور حمل کیا حدیث باب کو اوپر اُسکے اور تحقیق اشارت کی ہے بخاری نے طرف اسیچیز کی
کہ اُسکے بعض طریقون مین وارد ہوئی ہے مانند عادت اپنی کی اور یہ حدیث ابتدا بیوع مین پہلے گذر چکی
ہے اس طریق سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو رکہی اور
معلوم ہوا ساتہ اسکے رد اسپر جو اعتراض کرتا ہے کہ آیت اور حدیث مین رہن فے الحضر کا ذکر نہین ہے

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا هِشَامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهُ بِشَعِيْرٍ وَّمَشَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّ
اِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَا اَصْبَحَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ اِلَّا صَاعٌ وَّلَا اَمْسٰى وَاِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ
اَبْيَاتٍ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ جو کے بدلے گرو رکہی اور مین
جو کی روٹی اور چربی بودار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس لے گیا اور مین نے آپ سے سنا فرماتے تہے کہ نہین

صبح کے واسطے گہر والوں محمدؐ کے مگر ایک صاع اناج اور حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل نو گہر تہے
یعنے آپ کی بی بیاں نو تہیں **ف** اور مناسبت ذکر انسؓ کی واسطے اسقدر کے ساتھ اسچیز کے
کہ پہلے اُس سے ہی اشارت ہے طرف سبب فرمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو اور یہ کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بطور فریاد اور شکایت کی نہیں کہی پناہ ہے خدا کی اس سے اور سوائے
اسکے کچھ نہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو واسطے عذر بیان کرنے کی کہا قبول کرنے دعوت
یہودی کی سے اور واسطے رہن رکھنے زرہ اپنی کے نزدیک اسکی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے
معاملہ کرنا ساتھ کافروں کے اُس چیز میں کہ نہیں ثابت ہوئی حرمت ذات متعامل فیہ کی یعنے جس چیز
میں کہ معاملہ ہوا اور نہ اعتبار کرنا ساتھ فساد عقیدے اُنکے کو اور معاملہ اُنکے کو درمیان اپنے اور استنباط
کیا گیا ہے اس سے جائز ہونا معاملے کا اُس شخص سے جسکا اکثر مال حرام ہو اور یہ کہ جائز ہے بیچنا ہتھیاروں
کا اور رہن رکہنا انکا اور اجارے دینا انکا کافر سے جب تک کہ حربی نہ ہو اور یہ کہ اہل ذمہ اپنے مال کے
مالک ہیں اور یہ کہ جائز ہے خریدنا ساتھ مول مؤجل کے یعنے ساتھ وعدے کے اور یہ کہ جائز ہے بنانا زرہوں
وغیرہ ہتھیاروں لڑائی کا اور یہ کہ وہ توکل میں قادح نہیں اور یہ کہ اکثر قوت اس زمانے کی لوگوں کی جو
تہی اور یہ کہ معتبر قول مرتہن کا ہے ساتھ قسم اسکی کے اور اس حدیث میں بیان ہے اُس چیز کا کہ تہی
اُسپر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تواضع سے اور ترک دنیا سے اور کم لینے اُسکے کو باوجود قدرت کی اوپر
اسکے اور بخشش کے جو پہونچا یا اسنے طرف نہ ذخیرہ کرنے کی یہانتک کہ محتاج ہوئے طرف گرو رکہنے
زرہ کے اور صبر کرنے کی تنگی گذران پر اور قناعت کرنے کے تہوڑی چیز پر اور اسمیں فضیلت ہے واسطے
آپکی بی بیوں کے واسطے صبر کرنے اُنکے کی ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوپر اُسکے اور اسمیں اور
بھی فائدے ہیں جو اوپر ہو چکے ہیں اور علماء نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے معاملہ کیا
اور مالدار اصحاب سے نہ کیا تو حکمت اسمیں یا تو بیان کرنا جواز کا ہے یعنے جائز ہے اور یا اسواسطے کہ اُس
وقت اُنکے پاس اپنی حاجت سے زیادہ اناج نہ تہا اور یا آپ ڈرے کہ اصحاب آپ سے مول نہ لینگے پس ارادہ
کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تنگی کرنے کا اوپر اُنکے (فتح) **باب** مَنْ رَهَنَ دِرْعَهُ زرہ
کے گرو رکہنے کا بیان **حدثنا** مُسَدَّدٌ ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثنا الْاَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ
اِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ وَالْقَبِيلَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ اِبْرَاهِيمُ ثنا الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا اِلَى اَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ **ترجمہ** اعمش رضؓ سے
روایت ہے کہ ہمنے آپسمیں ابراہیم کے پاس بیع میں گرو رکھنے اور ضامن لینے کا ذکر کیا تو ابراہیم نے

کہا کہ حدیث بیان کی مجہ سے اسود نے اُس نے روایت کی عائشہ رضہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج اودہار خریدا اور اپنی زرہ اس پاس گرو رکہی **ف** استدلال کیا گیا ہے ساتہ اس کے اسپر کہ جائز ہے بیچنا ہتہیار کا کافر کے ہاتہ مین اور اسمین دلیل ہے اسپر کہ مراد ساتہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ابوہریرہ کی حدیث مین کہ ایماندار کی روح لٹکائی جاتی ہے بدلے قرض اپنے کی یہانتک کہ اُسکا قرض ادا کیا جاویگا بعضے کہتے ہین کہ محل اُسکا غیر نفس پیغمبرون مین ہے اسواسطے کہ پیغمبرون کی روحین قرض کے بدلے نہین لٹکائی جاتی ہین پس یہ خصوصیت ہو اور جو کہتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی مین زرہ چہوڑالی تہی تو اُسکا قول معارض ہے ساتہ حدیث عائشہ رضہ کے (فتح الباری)

باب رَهْنِ السِّلَاحِ ہتہیارون کے گرو رکہنے کا بیان **ف** ابن منیر نے کہا کہ سوائے اسکے نہین کہ باب باندہا بخاری نے واسطے گرو رکہنے ہتہیارون کے بعد گرو رکہنے زرہ کے اسواسطے کہ زرہ درحقیقت ہتہیار نہین بلکہ وہ تو صرف ایک آلہ ہے جسکے ساتہ ہتہیارون سے بچا کیا جاتا ہے اور اسی واسطے بعضے کہتے ہین کہ نہین جائز ہے زینت کرنی اُسکی ساتہ چاندی سونے کے اگرچہ ہم قائل ہین کہ ہتہیارون کی زینت کرنی درست ہو مانند تلوار کی (فتح) **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا فَأَتَاهُ فَقَالَ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ قَالَ ارْهَنُوْنِيْ نِسَاءَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُوْنِيْ أَبْنَاءَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ

ترجمہ جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے بیشک اُسنے بہت رنج دیا ہے اللہ کو اور اُسکے رسول کو تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مین اُسکو مارونگا سو محمد بن مسلمہ اُسکے پاس گیا اور کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ تو ایک یا دو وسق اناج ہمارے ہاتہ بیچے تو کعب نے کہا کہ تم اپنی عورتین میرے پاس گرو رکہو تو محمد بن مسلمہ اور اُسکے ساتہیون نے کہا کہ ہم تیرے پاس اپنی عورتین کسطرح گرو رکہین اور حالانکہ تو سب عرب مین زیادہ تر خوبصورت ہو یعنے ہم ڈرتے ہین کہ ہماری عورتین تجہ پر عاشق ہو جاوین تو پہر اُسنے کہا کہ تم اپنے لڑکے بالے میرے پاس گرو رکہو تو انہون نے کہا کہ ہم اپنے لڑکے تیرے پاس کسطرح گرو رکہین پس گالی دیا جاویگا ایک انکا پس کہا جاویگا کہ یہ ایک یا

دو دوستی سے گرو ہوا تھا یہ پھر عار ہے ولیکن ہم تیرے پاس ہتھیار گرو رکھتے ہین سو محمد بن مسلمہ نے وعدہ
کیا کہ اسکے پاس آوین پھر انہون نے اسکو مار ڈالا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی
ف اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی مین آویگی ابن بطال نے کہا کہ یہ جو اس نے کہا کہ ہم تیرے
پاس ہتھیار گرو رکھتے ہین تو نہین ہے اسمین دلالت اوپر جائز ہونے رہن ہتھیارون کے مگر یہ کلام
تو معاریض مباح سے ہو عرب وغیرہ مین اور ابن تین نے کہا کہ نہین ہے یہ حدیث مطابق باب کے اس
واسطے کہ نہین قصد کیا تھا انہون نے مگر دغابازی کا اور سوای اسکے کچھ نہین ...
ہتھیارون کا پہلی حدیث سے اور سوای اسکے نہین کہ جائز ہے بیچنا اور گرو رکھنا اسکا نزدیک ...
کہ اسکے واسطے ذمہ ہو یا عہد ساتھ اتفاق کے اور کعب کے ساتھ عہد تھا کہ حضرت ...
پر کسی کو مدد نہ کریگا ولیکن اُسنے اپنا عہد توڑ ڈالا تھا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اُسکے کہ ...
نزدیک انکے گرو رکھنا ہتھیارون کا پاس اہل عہد کے تو انکو اُسکے آگے پیش نہ کرتے اسواسطے کہ ...
پیش کرتے آگے اُسکے وہ چیز جسکے ساتھ اُنکی عادت جاری نہ تھی تو البتہ اسکو اُنکے ساتھ شک پیدا
ہوتا اور فوت ہوتی اُنسے وہ چیز جسکا انہون نے ارادہ کیا تھا دغابازی سے ساتھ اُسکے اور چونکہ وہ ...
فریب دینے کی درپے تھے تو انہون نے اسکو وہم دلایا ساتھ اُسکے کہ وہ کرینگے وہ چیز جو جائز ہے نزدیک ...
اسکے فعل اُسکا اور موافقت کی اُسنے اُنکی اوپر اُسکے اسواسطے کہ اسکو معلوم تھا کہ یہ لوگ سچے ہین پس ...
ہوی دغابازی ساتھ اُسکے اور رہا یہ جو کہا کہ اُس نے عہد توڑ ڈالا تھا تو یہ درحقیقت ایسا ہی ہے ولیکن
نہ اس نے انکو معلوم کروایا اور نہ انہون نے اسکو معلوم کروایا اور سوای اسکے نہین کہ واقع ہوا محاورہ
درمیان اُنکے بنا بر اُسکے کہ اسکو ظاہر حال چاہتا ہے اور یہی کافی ہے واسطے مطابقت کے اور اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مار ڈالنا اُس شخص کا جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اگرچہ عہد والا ہو
ابو حنیفہ رح کے (فتح) **باب** اَلرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ جو چیز گرو ہو جائز ہے سواری کرنی اُسکی
اور دودھ دوہنا اُسکا وَقَالَ الْمُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ تُرْكَبُ الضَّالَّةُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَتُحْلَبُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا
وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ یعنے اور مغیرہ نے ابراہیم سے روایت کی ہے کہ سواری کی جاوے گم ہوئی چیز کی بقدر
(مول) گھانس اسکے کی اور دودھ دوہا جاوے اُسکا بقدر مول گھانس اسکے کی اور گرو کی چیز بھی اسکی
مثل ہے یعنے اسکا بھی یہی حکم ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ وَيُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ اِذَا كَانَ
مَرْهُونًا **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرو کی جانور کی سواری

کی جاوے اسکو دلانے گہاس کے بدلے اور دودہ والا جانور کا دودہ پیا جاوے جبکہ ہو گرو **حدثنا** محمد بن مقاتل انا عبد اللہ انا زکریاء عن الشعبی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر یرکب بنفقتہ اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرہونا وعلی الذی یرکب ویشرب النفقۃ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری کے جانور کی سواری کیجاوے بدلے خرچ کرنے اسکی کے جبکہ ہو گرو اور جو سواری کرے اور دودہ پیوے اسپر ہے خرچ **ف** یعنے خواہ کوئی ہو راہن یا مرتہن یہی ہے ظاہر حدیث کا اور اس حدیث مین دلیل ہے واسطے اُس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے مرتہن کو فائدہ اٹہانا رہن سے جبکہ قائم ہو ساتہ مصلحت اُسکی کے اگرچہ مالک نے اسکو اجازت نہ دی ہو اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق اور ایک جماعت کا کہتے ہین کہ فائدہ اٹہاوے مرتہن رہن سے یعنے گروی چیز سے ساتہ سواری کرنے کی اور دودہ دوہنے کی بقدر خرچ کرنے کی اور نہ فائدہ اوٹہاوے ساتہ غیر اُن دونون کے واسطے مفہوم حدیث کی یعنے مفہوم حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن دونو کی سواری اور کسی چیز سے فائدہ اُٹہانا درست نہین اور اسپر دعوے اجمال کا بیچ اُسکے پس تحقیق دلالت کرتی ہے حدیث ساتہ منطوق اپنے کے اوپر مباح ہونے فائدہ کے بیچ مقابلے خرچ کرنے کی اور یہ خاص ہے ساتہ مرتہن کے اسواسطے کہ حدیث اگرچہ مجمل ہے لیکن وہ خاص ہے ساتہ مرتہن کے اسواسطے کہ فائدہ اٹہانا رہن کا ساتہ مرہون کے اسواسطے ہو کہ وہ اسکی گردن کا مالک ہے نہ اسواسطے کہ وہ اسپر خرچ کرتا ہے بخلاف مرتہن کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہ فائدہ اٹہاوے مرتہن گروی چیز سے ساتہ کسی طرح کے اور انہون نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث قیاس کے برخلاف وارد ہوئی ہے دو وجہ سے ایک جائز رکہنا ہے واسطے غیر مالک کے یہ کہ سواری کرے اور دودہ پیوے بغیر اجازت مالک کے دوسرے ضامن ٹہیرانا اُسکا بدلے اُسکے ساتہ خرچ کرنے کی نہ ساتہ قیمت کی یعنے سوار کرنے اور دودہ پینے کا بدلہ خرچ کو ٹہیرایا ہے اسکا بدلہ قیمت نہین ٹہیرائی ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث نزدیک جمہور علما کے رد کرتی ہین اسکو اصول مجمع علیہا اور آثار ثابتہ جنکی صحت مین اختلاف نہین اور دلالت کرتی ہے اُسکے منسوخ ہونے پہ حدیث ابن عمر کی جو ابواب مظالم مین گذر چکی ہے کہ نہ دوہا جاوے جانور کسی مرد کا بغیر اسکی اجازت کے اور امام شافعی نے کہا کہ مراد اس حدیث مین راہن ہے اور طحاوی نے اسپر اعتراض کیا ہے کہ ایک روایت مین صریح آچکا ہے کہ جب کوئی جانور گروی ہو تو مرتہن پر ہے گہاس اُسکی پس مقرر ہوئی یہ بات کہ مراد مرتہن ہے راہن نہین پہر جواب دیا ہے طحاوی نے باین طور کہ یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ یہ حکم بیاج کے ہونے سے پہلے تہا پہر جب بیاج حرام ہوا تو جو اسکی مانند تہا وہ بہی حرام ہوا مانند بیچنے دودہ کی تہنون مین اور ہر قرض کی کہ کہینچے نفع کو وہ بیاج ہے پس وہ رد ہوا ساتہ حرام کرنے بیاج کے جو کہ کہ اس مرتہن کو مباح تہا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتہ

اسطواسطے کہ نہین ثابت ہوتا ہے نسخ ساتھ احتمال کے اور تاریخ کا معلوم ہونا ہمین مشکل ہے اور تطبیق حدیثون
مین ممکن ہے اور اوزاعی اور لیث اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ جب راہن گروی چیز پر خرچ کرنے سے باز رہے
تو اسوقت جائز ہے مرتہن کو خرچ کرنا جانور پر واسطے نگاہ رکھنے زندگی اسکی کے اور باقی رکھنے مالیت اسکی کے
اور موفق نے مغنے مین دلیل پکڑی ہے یعنے واسطے قول امام احمد کے بانیطور کہ خرچ جانور کا واجب ہے اور واسطے
مرتہن کے اسمین حق ہے اور ممکن ہے پورا لینا حق اپنے کا گروی چیز کی منفعت سے اور نائب ہونا مالک کی طرف
سے اس چیز مین کہ واجب ہے اوپر اسکے اور پورا لینا اسکا اسکی منفعت سے پس جائز ہوگا یہ اسکو جیسا کہ جائز ہے عورت
کو لینا خرچ اپنے کا خاوند کے مال سے وقت باز رہنے اسکے کی بغیر اجازت اسکی کے اور نائب ہونا اسکی طرف سے
بیچ خرچ کرنے کی اوپر اپنے (فتح) مترجم کہتا ہے کہ امام ترمذی نے اپنی جامع مین نقل کیا ہے کہ امام احمد اور اسحاق
وغیرہ بعض اہل علم کے نزدیک مرتہن کو گروی چیز سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اور امام ترمذی مستقدم ناقل ہے
سو اُسنے مطلق فائدہ اٹھانے کا جواز اُسنے نقل کیا ہے کوئی قید ذکر نہین کی کہ فائدہ بقدر خرچ کے ہو یا کم
وبیش اور یہی معلوم ہوتا ہے اطلاق حدیث سے اسواسطے کہ یہ بات معلوم ہے کہ فائدہ اور خرچ دونو مساوی نہین
ہوتے کبھی خرچ زیادہ ہوتا ہے اور فائدہ کم ہوتا ہے اسواسطے کہ کبھی گائے بھینس وغیرہ چار یا آٹھ آنہ کا مثلاً ہر دن
چارہ کہاتی ہے اور دودہ دو آنہ کا بھی نہین دیتی اور نیز پھر جب دودہ دینے کی مدت ختم ہو جاتی ہے اور
گائے بھینس دودہ سے سوکھہ جاتی ہے تو پہر ایک مدت دراز تک مفت چارہ کہلانا پڑتا ہے دو یا چار آنے کا
مثلاً ہر دن چارہ کہا جاتی ہے اور منفعت بالکل ندارد پس یہ نقصان کہان سے پورا ہوگا اور اسی طرح سواری
کے جانور کو خیال کرنا چاہیے کہ چارہ تو ہر دن کہلانا پڑتا ہے اور سواری کی کبھی کبھی ضرورت ہوتی ہے اور اسی
طرح کبھی خرچ کم ہوتا ہے اور فائدہ زیادہ کہ کبھی مثلاً دو آنے کا ہر دن چارہ کہلانا پڑتا ہے اور چار یا آٹھ آنے کا
دودہ دیتی ہے پس امام احمد کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ وہ بقدر خرچ کے فائدہ اُٹھانے کو جائز رکھتے
ہین ٹھیک نہین اور یہ جو ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث اصول کے مخالف ہے الخ تو اسکا جواب یہ ہے کہ فتح الباری
صفحہ تین سو بہتر مین مذکور ہے کہ حدیث صحیح بسر خود اصل ہے پس کسطرح جائز ہے یہ کہ کہا جاوے کہ اصل خود اپنے تئین
مخالف ہے اور نیز صفحہ چہ سو چار مین ہے کہ جب وارد ہو سنت ساتھ برقرار رکھنے ایک حکم کے تو وہ حدیث بسر خود
اصل ہوتی ہے اسکو دوسرے اصل کی مخالفت ضرر نہین کرتی اور چونکہ یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے تو اصول کی مخالفت
اسکو ضرر نہ کریگی اور نیز احتمال ہے کہ اسکا محل اصول سے مخصوص اور مختص اور مستثنے ہو اور نواب صدیق حسن
مرحوم نے بدور الاہلہ مین لکھا ہے کہ گروی چیز کے سب منافع مرتہن کے واسطے ہین بعدہ یہ کہا کہ دو چیزین تو حدیث
مین منصوص ہین اور باقی سب چیزین قیاس سے اُنکے ساتھ

ملحق ہین اور مولانا خرم علی مرحوم نے در مختار کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ مرتہن کو فائدہ اٹھانا جائز ہے اور ترک اولی
ہے اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے اپنے رسالہ الفلک المشحون مین لکھا ہے کہ جمہور سلف اور خلف کا یہ مذہب ہے
کہ اگر مالک اجازت دے تو مرتہن کو گروی چیز سے فائدہ اٹھانا درست ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک مطلق درست ہے
خواہ مالک اجازت دے یا نہ دے پس اگر بنا بر مذہب جمہور کے مالک کی اجازت سے کوئی گروی چیز سے فائدہ اٹھاوے
تو ملام اور مطعون نہ ہوگا واللہ اعلم بالصواب **بَابُ** الرَّهْنِ عِنْدَ الْيَهُوْدِ وَغَيْرِهِمْ یہود وغیرہم کے نزدیک
گرو رکھنے کا بیان **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَؓ
قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا وَرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ ترجمہ عائشہؓ
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج خریدا اور اپنی زرہ اسکے پاس گرو رکھی **ف**
اور غرض اس سے یہ ہے کہ کافرون سے معاملہ کرنا جائز ہے اور اسکی بحث پہلے بھی گذر چکی ہے **بَابُ** اِذَا
اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ وَنَحْوُهٗ فَالْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ جب مختلف ہون
راہن اور مرتہن اور مانند اسکی یعنے مانند اختلاف بائع اور مشتری کے تو گواہ مدعی پر ہے اور قسم مدعا علیہ پر **ف**
اختلاف یا تو اصل گروی چیز مین ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے فلانی چیز میرے پاس گرو رکھی تھی اور وہ انکار کرے اور
یا اسکے مقدار مین ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے میرے پاس زمین گرو رکھی تھی ساتھ درختون اسکے کے اور راہن کہے کہ نہینے
تو صرف زمین ہی گرو رکھی ہے اور یا اسکی تعیین مین جیسا کہ کہے کہ تو نے میرے پاس غلام گرو رکھا تھا اور راہن
کہے کہ نہین بلکہ کپڑا رکھا تھا اور یا اسکی قیمت مین اختلاف ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے بیس روپیہ کو گرو رکھا تھا اور وہ
کہے کہ بلکہ دس کو رکھا تھا (ق) مدعی اور مدعا علیہ کی تعریف کتاب الشہادت مین آوے گی اور ملخص یہ ہے کہ مدعی
اسکو کہتے ہین کہ اگر دعوے چھوڑ دے تو چھوڑا جاوے اور مدعا علیہ اسکے برخلاف ہے (فتح) **حَدَّثَنَا**
خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ اِلَيَّ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ ترجمہ ابن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے
کہ مین نے ابن عباسؓ کو خط لکھا اور اسمین دو عورتون کے مقدمہ مین پوچھا جو آپس مین جھگڑتی تھین تو ابن عباسؓ
نے میری طرف لکھا کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ قسم مدعا علیہ پر ہے **ف** مراد بخاری کی اس سے
یہ ہے کہ یہ حدیث اپنی عموم پر محمول ہے یعنے یہ حدیث عام ہے اسکا حکم سب کو شامل ہے خواہ راہن اور مرتہن
ہو یا کوئی برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ رہن مین معتبر قول مرتہن کا ہے جبکہ نہ تجاوز کرے قدر رہن سے
اسواسطے کہ گروی چیز مانند گواہ کے ہے واسطے مرتہن کے ابن تین نے کہا کہ میل بخاری کی اسطرف ہے کہ گرو چیز
شاہد نہین ہوتی (فتح) **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ
ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَقَرَأَ اِلٰى
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ثُمَّ اِنَّ اَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ اِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَحَدَّثْنَاهُ
قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَفِيَّ اُنْزِلَتْ كَانَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِيْ بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهُ قُلْتُ اِذَنْ
يَحْلِفُ وَلَا يُبَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا
وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هٰذِهِ
الْاٰيَةَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى قَوْلِهٖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قسم کہاوے کسی چیز کی کہ اسکے سبب سے کسی مال کا مستحق ہو اور وہ
اس قسم کہانے مین جہوٹا ہو تو ملیگا اللہ سے اس حال مین کہ وہ اسپر نہایت غضبناک ہوگا پہر خدا نے اس حکم کے
سچ کرنے کی یہ آیت اوتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دیکر اور جہوٹی قسمین کہاکر تہوڑا سا مال دنیا لیتے ہین سو انہون
نے عذاب الیم تک یہ آیت پڑہی پہر اشعث بن قیس ہماری طرف نکلا اور کہا کہ کیا حدیث بیان کرتا ہے
تم سے ابو عبد الرحمن یعنے عبد اللہ بن مسعود نے سو ہمنے اسکو حدیث بتلائی تو اوس نے کہا کہ ابن مسعود سچا ہے البتہ
یہ آیت میرے حق مین اتری کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک کنوئین مین جہگڑا تہا تو دونو ہم حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس جہگڑتے آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ تیرے دو گواہ ہون یا اسکی
قسم ہو مین نے کہا کہ اب یہ قسم کہاویگا اور پرواہ نہ کریگا یعنے یہ جہوٹ سے کچہ پرواہ نہین کرتا تو خدا نے اسکی تصدیق
کے واسطے یہ آیت اتاری اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الخ **فت** یہ حدیث کتاب الشرب مین گذر چکی ہے اور مراد
یہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ تیرے دو گواہ ہون یا اسکی قسم ہو اسواسطے کہ اسمین دلیل ہے
واسطے ترجمہ باب کی کہ گواہ مدعی پر ہے اور شاید کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اسکی کہ اسکے بعض طریقون
مین باب کا لفظ آچکا ہے اور وہ بیہقی وغیرہ مین ہے جیسا کہ آیندہ آویگا اور شاید کہ جب کہ وہ اسکی شرط پر نہ تہا
تو اوسکے ساتہ باب باندہا اور وارد کی وہ چیز جو اسپر دلالت کرے اس چیز سے کہ اسکی شرط پر ثابت ہوئی (فتح)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابُ الْعِتْقِ

کتاب ہے بیچ بیان آزاد کرنے غلام کے **ف** عتق کے معنے دور کرنا ملک کا ہے **بَابُ** **فِي الْعِتْقِ وَفَضْلِهٖ** باب ہے بیچ بیان آزاد کرنے کے اور ثواب اسکی
کے وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اور بیان اس آیت
کا کہ چہڑانا گردن کا یا کہلانا بہوک کے دن مین بن باپ کے لڑکے کو جو ناتے دار ہے **ف** اور مراد ساتہ فک

رقبہ کے چھوڑانا غلے کا ہر غلامی سے یہ نام رکہا چیز کا ہے ساتھ نام بعض اسکے کے اور معنی اسکے نہین کہ خاص کی
گئی ہے ساتھ ذکر کے واسطے اشارت کرنیکے طرف اسکی کہ حکم سید کا اوپر لڑکے مانند پہانسی کی ہے اسکے گلے مین
پس جب آزاد ہوا تو پہانسی اسکی گردن سے ٹوٹ گئی اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ گردن کا چھوڑانا خاص ہے
ساتھ اس شخص کے جو مدد کرے اسکی گردن مین یہان تک کہ آزاد ہو روایت کی یہ حدیث احمد اور ابن حبان
وغیرہ نے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزاد کر جان کو اور چھوڑ گردن کو کسی
کہا کہ یا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیا یہ دونو ایک نہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین جان کا آزاد
کرنا یہ ہے کہ تو اسکو آزاد کرنے کی ساتھ تنہا ہووے اور گردن کا چھوڑانا یہ ہے کہ تو اسکے آزاد کرنے مین مدد کرے
یعنے اسکے مول مین اور جب کہ ثابت ہوئی فضیلت بیچ مدد کرنیکے آزادی پر تو ثابت ہوئی فضیلت بیچ تنہا ہونے
کی ساتھ آزاد کرنیکے بطریق اولے (فتح) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ وَاقِدُ بْنُ
مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ قَالَ لِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ قَالَ
سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَعَمَدَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اِلٰى عَبْدٍ لَهٗ
قَدْ اَعْطَاهُ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ اَوْ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَاَعْتَقَهٗ ترجمہ ابوہریرہؓ
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرد کہ آزاد کرے مسلمان مرد کو تو چھوڑا دیگا اللہ اسکے ہر
ایک جوڑ کے بدلے اسکا ہر ایک جوڑ دوزخ سے تو سعیدؓ نے کہا کہ مین اس حدیث کو علی بن حسین یعنے امام
زین العابدین پاس لیگیا سو امام زین العابدین نے اپنے ایک غلام کی طرف قصد کیا کہ انکو اسکے بدلے
عبد اللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دیتا تہا سو اسکو آزاد کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
غلام آزاد کرنے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ مرد کا آزاد کرنا اولی ہے عورت کی آزاد کرنے سے برخلاف اس شخص کے
جو کہتا ہے کہ عورت کا آزاد کرنا افضل ہے اس دلیل سے کہ وہ چاہتا ہے کہ اسکی اولاد آزاد ہو برابر ہے کہ
اسکے سے غلام نکاح کرے یا آزاد بخلاف مرد کے کہ یہ بات اسمین پائی نہین جاتی ہے اور اسکے مقابلے مین یہ
دلیل ہے کہ آزاد کرنا عورت کا اکثر اوقات لازم پکڑتا ہے ضائع ہونے اسکے کو اور نیز اسواسطے کہ مرد کی آزاد
کرنے مین عام معنے پائے جاتے ہین جو کہ عورت مین نہین پائے جاتے مانند لائق ہونے اسکی کی واسطے حکومت
اور قضا وغیرہ کے جو مردون کے لائق ہے سوای عورتون کے اور یہ جو فرمایا کہ خدا اسکے ہر ایک جوڑ کے بدلے
آزاد کرنے والے کا ہر ایک جوڑ دوزخ سے چھوڑا دیگا بیچ یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ نہین لائق ہے گردن مین
نقصان تاکہ حاصل ہووے تمام ثواب لعد اشارت کی ہے خطابی نے طرف اسکی کہ معاف کیا جاتا ہے

نقص جو منفعت سے جبر اور پورا کیا گیا ہو مانند خصی کی مثلاً جبکہ اُسکے ساتھ فائدہ اوٹھایا جاتا ہو اُس چیز مین کہ نر کے
ساتھ فائدہ نہین ہوتا اور یہ قول اُسکا مقام منع مین ہے اور منکر جانا ہے اُسکو نووی وغیرہ نے اور کہا کہ نہین شک
ہے اسمین کہ خصی اور ہر ناقص کے آزاد کرنے مین فضیلت ہو ولیکن کامل اولی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ اسمین اشارت
ہے طرف اسکی کہ لائق ہے کہ جو گردن کفارہ مین آزاد کیجاوے وہ ایماندار ہو اسواسطے کہ کفارہ آگ سے چھڑانے والا
ہے پس لائق ہے یہ کہ نہ واقع ہو کفارہ مگر ساتھ چھوڑائے گئے کی آگ سے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ شرمگاہ
بدلے شرمگاہ کے تو ابن عربی نے کہا کہ یہ مشکل ہے بایں طور کہ نہین متعلق ہوتا ساتھ شرمگاہ کے کوئی گناہ جو واجب
کرے واسطے اُسکے آگ کو سوای زنا کے پس اگر حمل کیا جاوے اُسپر جسکو لوگ کرتے ہین صغیرے گناہ
ہونے سے مانند لگانے زانو کی آپسمین تو نہین مشکل ہے آزاد ہونا اُسکا آگ سے نہین تو زنا کبیرہ گناہ ہے
نہین اترتا ہے مگر ساتھ توبہ کے پھر کہا کہ احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ آزاد کرنا راجح اور بھاری ہوتا ہے نزدیک تولنے
کے ساتھ اسطور کے کہ ہو ترجیح دینے والا واسطے نیکیوں آزاد کرنے والیکے ایسی ترجیح کہ زنا کے گناہ کے برابر
ہو اور نہین اختصاص ہے واسطے اُسکے ساتھ شرمگاہ کے بلکہ آتا ہے بیچ غیر اُسکے کی اعضا سے اُس چیز سے کہ
اختیار کیا ہے اُس نے اُسکو بیچ اُسکے مانند ہاتھ کی غصب مین مثلاً (فتح) **باب** اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ آزاد
کرنیکے واسطے کون غلام بہتر ہے **حَدَّثَنَا** عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ
عَنْ اَبِیْ مُرَاوِحٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ
بِاللّٰہِ وَجِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِہٖ قُلْتُ فَاَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَعْلَاھَا ثَمَنًا وَّاَنْفَسُھَا عِنْدَ اَھْلِھَا قُلْتُ
فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِیْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ
فَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ تَصَدَّقُ بِھَا عَلٰی نَفْسِکَ **ترجمہ** ابوذر رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اُسکے راہ مین جہاد
کرنا مین نے کہا کہ کونسا غلام بہتر ہے یعنے آزاد کرنے کو واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مول مین بہت
مہنگا ہو اور اپنے مالکون کے نزدیک بہت نفیس اور عمدہ ہو مینے کہا کہ اگر مین نہ کر سکون حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدد کر کاریگر کی یا کام کر واسطے عاجز کے مینے کہا کہ اگر مین یہ بھی نہ کر سکون فرمایا کہ چھوڑ لوگون
کو بدی سے یعنے اُنکے ساتھ بدی نہ کر کہ تحقیق یہ صدقہ ہے کہ تو اُسکو اپنی جان پر صدقہ کرتا ہے **ف** امام
نووی نے کہا کہ خدا خوب جانتا ہے کہ محل اُسکا اُس شخص کے حق مین ہے جو ایک غلام آزاد کرنا چاہے پس
اگر کسی شخص کے پاس مثلاً ہزار درہم ہون اور اُنکے ساتھ غلام خرید کر آزاد کرنا چاہے پس پاوے ایک غلام بہت
عمدہ یا دو غلام عمدہ تو دو غلام افضل ہین بہ نسبت ایک کی اور یہ حکم قربانی کے برخلاف ہے اسواسطے کہ اُسمین

ایک قربانی خوب فربہ اور موٹی افضل ہے اسواسطے کہ مطلوب اسجگہ گردن کا چھوڑنا ہے اور وہان عمدہ ہونا
گوشت کا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم مختلف ہے باعتبار اختلاف اشخاص کے پس بہت وقت ایسا ہوتا ہے کہ
ایک غلام کے آزاد کرنے مین اسقدر ثواب حاصل ہوتا ہے جو کئی غلامون کے آزاد کرنے مین حاصل نہین ہوتا
اور اسی طرح بہت وقت گوشت کے زیادہ ہونے کی حاجت ہوتی ہے واسطے متفرق ہونے اسکے کے اوپر
محتاجون کے جو اسکے ساتھ فائدہ اٹھاتے ہین اکثر اوس چیز سے کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ عمدہ ہونے گوشت
اسکے کی پس ضابطہ یہ ہے کہ جسمین زیادہ فائدہ ہو وہی بہتر ہے برابر ہے کہ تھوڑا ہو یا بہت اور حجت پکڑی
گئی ہے ساتھ اسکے واسطے امام مالک رح کی کہ کافر غلام کا آزاد کرنا جب کہ مول مین بہت مہنگا ہو بہتر ہے مسلمان
غلام سے اور مخالفت کی ہے انکی اصبغ وغیرہ نے کہتے ہین کہ مراد ساتھ اسکے مسلمان غلام ہے اور تحقیق گذر
چکی ہے تقیید اسکی پہلی حدیث مین اور اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ بدی سے باز رہنا آدمی کے فعل اور کسب
مین داخل ہے یہان تک کہ اسپر ثواب دیا جاتا ہے اور عذاب کیا جاتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ ثواب نہین
حاصل ہوتا ساتھ باز رہنے کے مگر ساتھ نیّت اور قصد کے نہ ساتھ غفلت کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد افضل
ہے سب عملون سے بعد ایمان کے اور پہلے گذر چکی ہے کلام بیچ اسکے بطور تطبیق کے درمیان مختلف ہونے
روایتون کے اسمین کہ سب عملون سے افضل کون ہے اور بعض کہتے ہین کہ جوڑا گیا ہے جہاد ساتھ ایمان کے
اسجگہ اس واسطے کہ وہ اُس وقت سب عملون سے بہتر تھا اور قرطبی نے کہا کہ جہاد کا افضل ہونا اُس وقت ہے
جبکہ وہ متعین ہو اور فضیلت نیکی کی ساتھ والدین کے واسطے اُس شخص کے ہے جسکے واسطے مان باپ ہون
پس نہ جہاد کرے مگر ساتھ اجازت انکی کے اور حاصل یہ ہے کہ مختلف ہونا جوابون کا باعتبار اختلاف سائلون کے
ہے اور اس حدیث مین حسن مراجعت ہے سوال مین اور صبر کرنا مفتی اور معلم کا اپنے شاگرد پر اور نرمی ساتھ اسکے اور
ابن حبان وغیرہ نے یہ حدیث بہت لمبی نقل کی ہے اوسمین سوال و جواب بہت ہین جو شامل ہین بہت فائدہ
پر انمین سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اس نے سوال کیا کہ مسلمانون مین کون بہت کامل ہے اور کون بہت اسلم ہے
اور کون ہجرت اور جہاد اور صدقہ اور نماز افضل ہے اور نیز اوسمین ذکر ہے پیغمبرون کا اور انکی گنتی کا اور انکی
کتابون کا اور بہت آداب ہین اور امر و نواہی وغیرہ سے ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث مین اشارت ہے طرف
اسکی کہ اعانت کاریگر کی افضل ہے اعانت غیر کاریگر سے اسواسطے کہ جو غیر کاریگر ہو وہ جگہ گمان اعانت کی ہے
پس ہر ایک اسکو مدد کرتا ہے بخلاف کاریگر کے اسواسطے کہ وہ بسبب مشہور ہونے اسکے کے ساتھ کاریگری اپنی
کی غفلت ہوتی ہے مدد اسکی سے پس وہ جنس صدقہ کرنے کی سے ہے ستور پر انتہےٰ (فتح) **باب مَا يُسْتَحَبُّ**
مِنَ الْعَتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ وَالْآيَاتِ مستحب ہے آزاد کرنا غلام کا بیچ وقت سورج گہن کے اور دوسری نشانیون کے

حدثنا موسیٰ بن مسعود ثنا زائدۃ بن قدامۃ عن ہشام بن عروۃ عن فاطمۃ بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر قالت امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالعتاقۃ فی کسوف الشمس تابعہ علی عن الدراوردی عن ہشام **ترجمہ** اسماء بنت ابی بکر رضہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ آزاد کرنے کو بیچ وقت سورج گہن کے **حدثنا** محمد بن ابی بکر ثنا عثام ثنا ہشام عن فاطمۃ بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر قالت کنا نؤمر عند الکسوف بالعتاقۃ **ترجمہ** اسماء رضہ سے روایت ہے کہ سورج گہن کے وقت ہمکو غلام آزاد کرنے کا حکم ہوتا تھا **ف** باب کی حدیث مین گہن کے سوا اور کسی نشانی کا ذکر نہین اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اُس چیز کی جو اُسکے بعض طریقون مین وارد ہوا کہ سورج اور چاند دونو نشانیان ہین خدا کی نشانیون سے خدا اُنکے ساتھ اپنے بندون کو ڈراتا ہے اور اکثر ڈرانا آگ کے ساتھ ہوتا ہے پس مناسب ہوا واقع ہونا آزادی کا جو آگ سے آزاد کر دیتی ہے لیکن خاص ہوتا ہے گہن ساتھ نماز مشروعہ کے بخلاف باقی نشانیون کے (فتح) **باب** اذا اعتق عبدا بین اثنین او امۃ بین الشرکاء جبکہ آزاد کرے غلام کو جو مشترک ہو درمیان دو آدمیون کے یا لونڈی کو جو مشترک ہو درمیان کئی شریکون کے **ف** ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ غلام مانند لونڈی کی ہے واسطے مشترک ہونے اُن دونون کے بیچ غلام ہونیکے اور تحقیق بیان کیا گیا ہے بیچ حدیث ابن عمر کے آخر باب مین کہ وہ تھے فتوی دیتے اُن دونون مین ساتھ اُسکے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف رد قول اسحق بن راہویہ کی کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ نرون کے عورتون کو یہ حکم شامل نہین اور جمہور اُسکے مخالف ہین کہتے ہین کہ حکم مین مرد اور عورت کے درمیان کچھ فرق نہین یا تو اس وجہ سے ہے کہ مراد ساتھ لفظ عبد کے جنس ہے مانند قول اللہ تعالیٰ کے الا اتی الرحمن عبدا اسواسطے کہ یہ شامل ہے مرد اور عورت دونو کو قطعا اور یا بطور الحاق کے واسطے نہ فارق ہونے کو اور ابن عمر سے روایت ہے کہ تھے وہ فتوے دیتے بیچ غلام اور لونڈی کے کہ ہو درمیان شریکون کے اور حدیث کے آخیر مین ہے کہ وہ اُسکے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتے تھے پس ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث سب مرفوع ہے اور دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے حصہ ہو غلام یا لونڈی مین اور یہ حدیث اس باب مین نہایت صریح تر ہے اور امام الحرمین نے کہا کہ ادراک ہونا لونڈی کا اس حکم مین مانند غلام کی حاصل ہے واسطے سامع کے پہلو سمجھنے سے واسطے وجہ جمع اور فرق کے مین کہتا ہون کہ تحقیق فرق کیا ہے درمیان اُن دونو کے عثمان لیثی نے ساتھ اوسکے کہ دوسرے نے لیا سو اُسنے کہا کہ جاری ہوتا ہے آزاد کرنا شریک کا اُسکے تمام مین اور نہین ہے واسطے اُسکے شریک پر کچھ مگر یہ کہ لونڈی خوب صورت ہو کہ ارادہ کیا جاوے واسطے صحبت کو پس ضامن ہوگا اُس چیز کا کہ داخل کیا اوس نے

اپنے شریک پر ضرر سے اور نووی نے کہا کہ اسحاق کا قول مخالف ہے اور عثمان لیثی کا قول فاسد ہے (فتح)
حدثنا علی بن عبد اللہ ثنا سفین عن عمرو عن سالم عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اعتق عبدا بین اثنین فان کان موسرا قوم علیہ ثم یعتق ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آزاد کرے غلام کو جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو پس اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو تو اُس پر غلام کی قیمت کیجاوے پھر آزاد ہو جاتا ہے **ف** ظاہر اس حدیث کا عموم ہے یعنے یہ حدیث عام ہے خواہ کوئی آزاد کرے لیکن وہ بالاتفاق مخصوص ہے پس نہیں صحیح ہے آزاد کرنا دیوانے سے اور نہ اُس سے جسکو تصرف سے منع کیا گیا ہو واسطے بے عقل ہونے کی اور جو مفلس ہونے کے سبب تصرف سے روکا گیا اور غلام اور مرض الموت کا بیمار اور کافر ہو تو اُنکے آزاد کرنے میں اختلاف ہے اور نہیں جاری ہوتا آزاد کرنا مرض الموت میں نزدیک شافعیہ کے مگر جبکہ تہائی اُسکی گنجایش رکھے اور بیماری میں مطلق جاری نہیں ہوتا اور کافر کے آزاد کرنے کی بحث عنقریب آتی ہے اور یہ جو کہا کہ جو آزاد کرے تو اُس سے نکل جاتا ہے جو آزاد ہوا اور اُسکے ساتھ اسطور کے کہ وارث ہو بعض اُس شخص کا جو آزاد ہوتا ہے اور اُسکے ساتھ قرابت کی پس نہیں سرایت کرتا یہ آزاد کرنا نزدیک جمہور کے یعنے اس عتق کے سبب سے تمام غلام اُسپر آزاد نہ ہوگا اور نہ اسپر باقی شریکوں کے حصے کی قیمت دینی آویگی اور ایک روایت امام احمد رحمہ اللہ سے بھی یہی ہے اور اسی طرح اگر عاجز ہو مکاتب بعد اسکے کہ خریدے ایک حصہ جو اُسکے مالک پر آزاد ہوتا ہے پس تحقیق مالک اور عتق حاصل ہوتے ہیں بغیر فعل مالک اُسکے پس وہ مانند وارث ہونے کی ہے اور داخل ہوتا ہے اختیار میں جبکہ اکراہ کیا جاوے ساتھ حق کے اور اگر وصیت کرے ساتھ آزاد کرنے حصے اپنے کے ساجھی کے غلام سے یا ساتھ آزاد کرنے ایک حصے کے اپنے کل غلام سے تو یہ بھی جمہور کے نزدیک سرایت نہیں کرتا اسواسطے کہ مال وارث کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور مردہ تنگدست ہو جاتا ہے اور مالکیہ سے ایک روایت ہے اور جمہور کی دلیل با وجود مفہوم حدیث کے یہ ہے کہ سرایت خلاف قیاس کے ہے پس خاص ہوگی ساتھ مورد نص کے اور نیز اسواسطے کہ قیمت ٹہیرا لینے کی راہ تلف شدہ چیزوں کے ڈانڈ کی راہ ہے پس تقاضا کرتی ہے تخصیص کو ساتھ صادر ہونے امر کے کہ ٹہیرایا جاوے تلف اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسی وقت عتق واقع ہو جاتا ہے یعنے غلام فی الحال اُسی وقت آزاد ہو جاتا ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ جو عتق کسی صفت کے ساتھ معلق ہو جب وہ صفت پائی جاوے تو وہ بھی اُسی وقت آزاد ہو جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ دو کے درمیان ہو تو یہ بطور مثال کے ہے نہیں تو نہیں فرق ہے میان دو کے یا زیادہ کے اور اس حدیث کی ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر غلام کا یہی حکم ہے لیکن ائمہ سے جنایت کرنی والا اور رہن مستثنے

ہے پس انمین خلاف ہوا اور صحیح تر یہ ہے کہ رہن اور جنایت مین آزادی سرایت نہین کرتی اسواسطے کہ اسمین باطل کرنا حق مرتہن اور مجنی علیہ کا ہے پس اگر آزاد کرے ساجھی کے غلام کو بعد اسکے کہ دونو اسکو مکاتب کرین پس اگر عبد کا لفظ مکاتب کو شامل ہوگا تو آزادی سرایت کریگی نہین تو نہین اور نہ کافی ہوگا ثبوت احکام غلامی کا اوپر اُسکے پس تحقیق ثابت ہوتے ہین احکام اور نہین لازم پکڑتے ہین استعمال لفظ عبد کو اوپر اُسکے جبکہ دونو اسکو مدبر کرین لیکن شامل ہونا لفظ مدبر کا عبد کو قوی تر ہے مکاتب سے پس سرایت کریگی آزادی اسجگہ اصح قول پر پس اگر آزاد کرے لونڈی سے یعنے حصہ اپنا کہ ثابت ہونا اسکا ام ولد واسطے شریک اُسکے کی تو نہین سرایت کریگی اسواسطے کہ وہ لازم پکڑتی ہے نقل ہونے کو ایک مالک سے طرف دوسرے مالک کی اور ام ولد اس بات کو قبول نہین کرتی نزدیک اُسکی جو اسکے بیچنے کو جائز نہین کہتا اور یہی صحیح ہے علماء کے دو قول سے اور یہ جو کہا کہ مالدار ہو تو ظاہر اُسکا معتبر ہونا اُسکا ہے وقت آزاد کرنے کی یہان تک کہ اگر اس وقت تنگدست ہو پھر اُسکے بعد مالدار ہو جاوے تو نہ معتبر ہوگا حکم یعنے اُسکی قیمت نہ ٹھہرائی جاویگی اور باقی شریکون کے حصے دیے جاوینگے اور مفہوم اُسکا یہ ہے کہ اگر تنگدست ہو تو اسکی قیمت نہ کی جاوے اور اتفاق ہے اُس شخص کا جو کہتا ہے علماء سے اسپر کہ بیچا جاوے اُسپر بیچ حصے شریک اُسکے کی تمام وہ چیز کہ بیچی جاتی ہے اُسپر قرض مین بنابر اختلاف کو کہ انکو اسمین ہے اور اگر ہو اُسپر قرض بقدر اُس چیز کے کہ وہ اُسکا مالک ہے تو ہوگا بیچ حکم مالدار کے اصح قول پر علماء کے دو قول سے اور وہ مانند اختلاف کی ہے اسمین کہ دین کیا زکوۃ کو منع کرتا ہے یا نہین (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهٗ فِيْ عَبْدٍ فَكَانَ لَهٗ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ فَاَعْطٰى شُرَكَاءَهٗ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ ترجمہ عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اُس پر مال ہو جو غلام کی قیمت کو پہونچتا ہو یعنے اُسکی باقی قیمت کو تو قیمت کیا جاوے غلام اوپر اُسکے قیمت انصاف کی یعنے برابر بغیر کمی زیادتی کے پھر اُسکے شریکون کو اُنکے حصے دیے جاوین اور غلام اُسپر آزاد ہوا اور اگر اُسکے پاس مال نہ ہو تو تحقیق آزاد ہوا اُس سے جو کہ آزاد ہوا یعنے اور شریکون کے حصے غلام رہینگے **ف** یہ جو کہا کہ ہو اسکے پاس مال جو اُسکی قیمت کو پہونچے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اُسکے پاس اتنا مال نہ ہو بلکہ اُس سے کم ہو تو اُسکا یہ حکم نہین اور ظاہر اُسکا یہ ہے کہ اس صورت مین اسکی قیمت مطلق نہ کیجاوے لیکن اصح شافعیہ کے نزدیک اور یہی مذہب ہے امام مالک رح کا کہ آزادی سرایت کرتی ہے طرف اُس قدر کی کہ وہ مالدار ہے ساتھ اُسکے واسطے جاری

کرنے عتق کے باعتبار امکان کے اور یہ جو کہا کہ پہر انکے شریکون کو انکے حصے دیے جاوین تو مراد یہ ہے کہ انکے
حصے کی قیمت انکو دیجاوے یعنے اگر اُسکے واسطے کئی شریک ہون اور اگر اُسکے واسطے فقط ایک ہی شریک ہو
تو باقی سب حصون کی قیمت اُسکو دیجاوے اور اسمین خلاف نہین اور اگر غلام تین آدمیون کے درمیان ساجہی
ہو اور انمین سے ایک اپنا حصہ آزاد کردے اور وہ تہائی ہو اور دوسرا بھی اپنا حصہ آزاد کردے اور وہ چھٹا
حصہ ہو تو کیا قیمت کیجاوے اوپر اون دونو کے حصہ صاحب نصف کا ساتھ برابری کے یا بقدر حصون کے
جمہور علما کا تو یہ مذہب ہے کہ بقدر حصون کے قیمت کیجاوے یعنے تہائی قیمت تہائی حصہ والا دے اور چھٹا حصہ
چھٹے حصہ والا دے اور نزدیک مالکیہ اور حنابلہ کے خلاف ہے مانند خلاف کی شفعہ مین جبکہ ہو وہ واسطے دو کے
کہ کیا دونو برابر لین یا بقدر ملک کے (فتح) **حدثنا** عبيد بن اسمعيل عن ابی اسامة عن عبيد الله
عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اعتق شركا له فی مملوك
فعليه عتقه كله ان كان له مال يبلغ ثمنه فان لم يكن له مال يقوم عليه قيمة عدل على المعتق
فاعتق منه ما اعتق ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ
ساجہی کے غلام سے آزاد کرے تو ضرور ہے اُسپر آزاد کرنا تمام غلام کا اگر اس کے پاس مال ہو جو اُسکی باقی قیمت
کو پہونچتا ہو اور اگر اُسکے پاس مال نہ ہو تو قیمت کیا جاوے غلام اُسپر قیمت انصاف کی پس آزاد ہوا اس سے
جو کہ آزاد ہوا **ف** ظاہر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیمت ٹہیرانی مشروع اُسکے حق مین ہے جس کے
پاس مال نہو اور حالانکہ اسطرح نہین بلکہ اُسکا تقوم شرط کا جواب نہین بلکہ وہ اُسکی صفت ہے جسکے پاس مال ہو
اور معنے یہ ہین کہ جسکے پاس مال نہو بایںطور کہ اُسپر قیمت ٹہیرانے کا اسم واقع ہو تو پس تحقیق آزادی واقع ہوئی ہے
خاص اُسکے حصے مین اور شرط کا جواب یہ ہے کہ پس آزاد ہوا اُس سے جو کہ آزاد ہوا اور تقدیر یہ ہے فقد عتق
منه ما عتق اور ایک روایت مین یہ لفظ ہے کہ اگر اُسکے پاس مال نہ ہو کہ قیمت ٹہیرائی جاوے اُسپر قیمت
عدل کی تو آزاد ہوا اُس سے جو کہ آزاد ہوا (فتح) **حدثنا** مسدد ثنا بشر بن المفضل عن عبيد الله
اختصره ح وثنا ابو النعمان ثنا حماد عن ايوب عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلى الله عليه
وسلم قال من اعتق نصيبا له فی مملوك او شركا له فی عبد فكان له من المال ما يبلغ قيمته
بقيمة العدل فهو عتيق قال نافع والا فقد عتق منه ما عتق قال ايوب لا ادری اشیء قاله
نافع او شیء فی الحديث ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ
ساجہی کے غلام سے آزاد کرے اور ہو واسطے اُسکے مال ہے وہ چیز کہ پہونچے قیمت اُسکی کو ساتھ قیمت انصاف کے
تو وہ آزاد بھی ہے نہین تو آزاد ہوا اُس سے جو کہ آزاد ہوا **حدثنا** احمد بن المقدام ثنا فضيل بن سليمان

ثنا موسی بن عقبة اخبرني نافع عن ابن عمر انه كان يفتي في العبد والامة يكون بين
شركاء فيعتق احدهم نصيبه منه يقول قد وجب عليه عتقه كله اذا كان للذي عتق
من المال ما يبلغ يقوم من ماله قيمة العدل ويدفع الى الشركاء انصباءهم ويخلى سبيل
المعتق يخبر بذلك ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم ورواه الليث وابن ابي ذئب
وابن اسحق وجويرية ويحيى بن سعيد واسمعيل بن امية عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله
عليه وسلم مختصرا ترجمہ نافع رض سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر فتوے دیتے بیچ حق غلام یا لونڈی کے جو
کہ شریکوں کے درمیان ساجھی ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کردے ابن عمر رض کہتے تھے کہ واجب ہے
اُس پر آزاد کرنا تمام غلام کا جبکہ آزاد کرنے والے کے پاس مال ہو جو اسکی قیمت کو پہونچے قیمت کیا جاوے
غلام اُسکے مال سے قیمت انصاف کے اور شریکوں کو اُنکے حصے دیے جاوین اور غلام کی راہ خالی کیجاوے
کہ جہاں اسکا جی چاہے چلا جاوے یعنی وہ آزاد ہو جاتا ہے اسکے ساتھ کسی کا دعوے دخل باقی نہیں رہتا
خبر دیتے تھے اسکے ساتھ ابن عمر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یعنی کہتے تھے کہ یہ حدیث حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمائی ہے مین نے اپنی راے سے نہین کہی اور روایت کی ہے یہ حدیث لیث اور ابن ابی ذئب اور ابن
اسحاق اور جویریہ اور یحیے بن سعید اور اسمعیل بن امیہ نے نافع سے اُس نے ابن عمر سے اُس نے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم سے بطور اختصار کے یعنے نہین ذکر کیا انہون نے جملے اخیر کو بیچ حق معسر کے اور وہ یہ ہے
فقد عتق منه ما عتق **ف** یہ جو کہا کہ تھے ابن عمر فتوے دیتے ساتھ اُسکے الخ تو مراد بخاری کی اشارہ کرنا
ہے طرف اسکی کہ ابن عمر حدیث کے راوی نے ظاہر حدیث کے موافق فتوی دیا بیچ حق موسر کے تاکہ رد کرے ساتھ اُسکے
اُس پر جو اسکا قائل نہین اور نہین اکیلا ہوا موسے بن عقبہ نافع سے ساتھ اس اسناد کے بلکہ موافقت کی
ہے اسکی صخر بن جویریہ نے نافع سے اور اس حدیث مین دلیل ہے اس پر کہ اگر مالدار اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے
آزاد کردے تو تمام غلام آزاد ہو جاتا ہے ابن عبد البر نے کہا کہ نہین اختلاف بیچ اسکے کہ قیمت نہین کیجاتی
ہے مگر مالدار پر پھر علماء کو آزاد ہونے کے وقت مین اختلاف ہے پس کہا جمہور نے اور شافعی نے اصح قول مین
اور بعض مالکیہ نے کہ وہ فی الحال یعنے اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے جبکہ آزاد کرے اور بعض شافعیہ کہتے ہین
کہ اگر آزاد کرے شریک حصہ اپنا ساتھ قیمت کرنے کے تو یہ لغو ہوگا اور ڈاند دیگا آزاد کرنے والا حصہ اسکا ساتھ
قیمت کرنیکے یعنے وہ تو سب پہلے ہی آزاد ہو چکا ہے پس اب دوسرے شریک کا اپنے حصہ کو آزاد کرنا لغو ہوگا
اور حجت انکی حدیث ایوب کی ہے جو باب مین ہے کہ جو آزاد کرے اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے اور اس کا
مال ہو جو اسکی قیمت کو پہونچے تو وہ آزاد ہے اور زیادہ تر واضح اس سے نسائی وغیرہ کی روایت ہے

کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اُسکے پاس اس قدر مال ہو کہ اُس سے کہ اس سے باقی شریکون
کے حصے ادا ہو سکیں تو وہ آزاد ہے اور وہ اور شریکون کے حصے کا ضامن ہوگا اور طحاوی کی روایت مین ہے
کہ وہ غلام تمام آزاد ہے یہانتک کہ اگر آزاد کرنے والا مالدار اُسکے بعد تنگدست ہو جاوے تو عتق بدستور قائم
رہیگا اور یہ اُسکے ذمہ دین باقی رہے گا اور اگر مر جاوے تو اُسکے ترکہ سے لیا جاویگا اور اگر اُسکے پیچھے کوئی چیز
نہ رہے تو شریک کے واسطے کوئی چیز نہ ہوگی اور عتق بدستور قائم رہیگا اور مشہور مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ آزاد نہین
ہوتا مگر ساتھ ادا کرنے قیمت کے باقی شریکون کو اور اگر آزاد کرے شریک پہلے لینے قیمت کے تو جاری ہوگا عتق اسکا
اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور دلیل اُنکی روایت سالم کی اول باب مین ہے جسجگہ کہا کہ اگر مالدار ہو تو اُسکی
قیمت لیجاوے پھر آزاد ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ نہین لازم آتا ترتیب عتق سے قیمت کرنے پر مترتب ہونا
اُسکا اور قیمت پر اسواسطے کہ قیمت کرنے سے اسکی قیمت کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اپر ادا کرنا قیمت کا بس
بہ قدر زائد ہے اوپر اُسکے اور اسحدیث مین حجت ہے ابن سیرین پر جسجگہ کہ اس نے کہا کہ غلام تمام آزاد ہو جاتا ہے
اور باقی شریکون کے حصے بیت المال سے ادا کیے جاوین اسواسطے کہ حدیث مین تصریح ہے ساتھ اُسکے کہ آزاد
کرنے والے سے باقی شریکون کے حصے کی قیمت لیجاوے اور نیز یہ حدیث حجت ہے ربیعہ پر جسجگہ کہ اس نے کہا ہے
کہ نہین جاری ہوتی آزادی ایک جز کی مالدار سے اور نہ مفلس سے اور شاید کہ یہ حدیث اسکے نزدیک ثابت
نہین ہوئی اور نیز یہ حدیث حجت ہے بکیر بن اشج پر جسجگہ کہ اُسنے کہا ہے کہ قیمت کرنی آزاد سے عتق کے وقت
ہوتی ہے نہ بعد صادر ہونے عتق کے اور نیز یہ حدیث حجت ہے ابو حنیفہ رح پر جسجگہ کہ اُس نے کہا ہے کہ شریک کو
اختیار ہے کہ یا تو اپنے حصے کی قیمت آزاد کرنے والے سے لیجے اور یا اپنا حصہ آزاد کردے یا غلام سے اپنے حصے کی موافق
محنت کروائے اور بعضے کہتے ہین کہ اُس سے پہلے یہ بات کسی نے نہ کہی اور نہ کسی نے اُسپر اسکی تابعداری کی ہے
بلکہ اُسکے دونو صاحبون نے بھی اُسکی تابعداری نہین کی اور موافق ہے قول اسکا بیچ اُسکے اُسیجز مین کہ اگر
کوئی اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کرے تو جمہور کہتے ہین کہ تمام غلام آزاد ہو جاتا ہے اور ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ
محنت کروائی جاوے غلام سے بیچ باقی قیمت جان اپنی کے واسطے مالک اپنے کے یعنے محنت کرکے باقی حصے
کی قیمت اپنے مالک کو ادا کرے اور مستثنی کیا ہے ابو حنیفہ رح نے جبکہ اجازت دی شریک پس کہا اپنے
شریک کو کہ تو اپنا حصہ آزاد کردے کہتے ہین کہ اُسپر ضمان نہین یعنے آزاد کرنے والے پر اُسکا بدلہ نہین آتا
اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُسکے کہ جو جاندار سے کوئی چیز تلف کرے تو اُسپر اسکی قیمت آتی ہے مثل نہین
آتی اور ملحق ہے ساتھ اُسکے وہ چیز کہ نہ پائی جاتی ہے اور نہ تولی جاتی ہے نزدیک جمہور کے اور حکمت تقویم کی
موسر پر یہ ہے کہ تا کامل ہووے چھوڑانا معتق کا آگ سے (رفتیا) باب اِذَا اَعْتَقَ نَصِیْبًا فِیْ عَبْدٍ

وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ اُسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ عَلٰى نَحْوِ الْكِتَابَةِ جب کوئی اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اس کے پاس مال نہ ہو یعنے جو غلام کی باقی قیمت کو پہونچے تو غلام سے محنت کروائی جاوے یعنے بقدر حصے اور شریکون کے لیکن اوسپر مشقت نہ ڈالی جاوے مانند کتابت کی یعنے جیسا کہ مکاتب کو چھوڑ دیتے ہین اور تکلیف خدمت کی نہین دیتے ویسا ہی اس غلام کو بھی تکلیف خدمت کی نہ دیجاوے ف امام بخاری رح نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے کہ مراد ساتھ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ابن عمر رض کی حدیث مین وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ یہ ہے کہ یعنے اگر آزاد کرنے والے کی پاس اسقدر مال نہ ہو کہ غلام کی باقی قیمت کو پہونچے تو آزاد ہو جاتی ہے بالفعل وہ جز جسکا وہ مالک تہا اور اسکے شریک کا حصہ بدستور غلام رہتا ہے جیسا کہ پہلے تہا یہانتک کہ محنت کروائی جاوے غلام سے بیچ حاصل کرنے اسقدر مال کے کہ خلاص ہو ساتھ اسکی باقی حصہ اسکا غلامی سے اگر محنت کی قوت رکہتا ہو اور اگر وہ محنت کرنے سی عاجز ہو تو شریک کا حصہ بدستور موقوف رہتا ہے اور یہ پہرنا ہے بخاری سے طرف اسکی کہ دونو حدیثین صحیح ہین اور دونو زیادتیان مرفوع ہین اور وہ دونو زیادتیان یہ ہین ایک یہ ہے کہ والا فقد عتق منہ ما عتق اور دوسری یہ ہے استسعاء العبد غیر مشقوق علیہ اور اسماعیلی نے کہا کہ ان دونو مین تطبیق ممکن نہین اور دونو صحیح نہین اور اسکے غیر نے ان دونو مین کئی وجہ سے تطبیق دی ہے جسکا بیان آیندہ آویگا حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ قَتَادَةَ ثَنِی النَّضْرُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ بَشِیْرِ بْنِ نَهِیْكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شَقِیْصًا مِنْ عَبْدٍ ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ ثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِیْرِ بْنِ نَهِیْكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ نَصِیْبًا اَوْ شَقِیْصًا فِیْ مَمْلُوْكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَیْهِ فِیْ مَالِهٖ اِنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ وَاِلَّا قُوِّمَ عَلَیْهِ فَاسْتُسْعِیَ بِهٖ غَیْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَیْهِ تَابَعَهٗ حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ وَاَبَانُ وَمُوْسَی بْنُ خَلَفٍ عَنْ قَتَادَةَ اِخْتَصَرَهٗ شُعْبَةُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو ضرور ہے اوسپر اپنے مال سے اسکو بالکل خلاص کروا دینا یعنے اور شریکون کے حصے اپنے مال سے ادا کرے اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو اور اگر وہ مالدار نہ ہو تو قیمت کیا جاوے غلام اوپر اس کے پس محنت کروائی جاوے ساتھ اسکے غلام سے اس حالت مین کہ نہ مشقت ڈالی جاوی ف یعنے اسکا مول ٹہینگا نہ کیا جاوی اور بعضے کہتے ہین کہ معنے اسکے یہ ہین کہ مکاتب نہ ہو اور یہ محض بعید ہے اور بیچ ثابت ہونے استسعا کی حجت ہے ابن سیرین پر اسواسطے کہ اس نے کہا ہے کہ شریک کا حصہ جو آزاد نہین ہوا بیت المال

سے آزاد کیا جاوے اور یہ جو کہا کہ متابعت کی اُسکی حجاج نے الخ تو مراد بخاری کی ساتھ اُسکے رد کرنا ہے اُس
شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ آزاد کرنے والے کی پاس مال نہونے کی وقت غلام سے محنت کروانیکا ذکر اس حدیث
مین نہین ہے اور سعید بن ابی عروبہ اکیلا نہین ہے ساتھ اُسکے سو مددلی بخاری نے ساتھ روایت جریر بن حازم کے ساتھ
موافقت اُسکی کے پھر ذکر کیا تین راویون کو جنہون نے محنت کی ذکر کرنے پر اُسکی متابعت کی ہے اور مبالغہ
کیا ہے ابن عربی نے پس کہا کہ اتفاق ہے سب کا اسپر کہ محنت کروانیکا ذکر حضرت صلے اللہ کا قول نہین
وہ تو صرف قتادہ کا قول ہے اور نقل کیا ہے غلال نے احمد سے علل مین کہ ضعیف کہا ہے اُس نے سعید رض
کی روایت کو جسمین محنت کروانے کا ذکر ہے اور نیز ضعیف کہا ہے اسکو اثرم نے سلیمان بن حرب سے
اور سند پکڑی ہے اُنسے ساتھ اسطور کے کہ فائدہ محنت کروانے کا یہ ہے کہ شریک پر ضرر داخل نہووے
کہا پس اگر غلام سے محنت کروانا مشروع ہوتا تو البتہ لازم آتی یہ بات کہ اگر وہ اسکو ہر مہینے مین مثلاً دو درم
دیتا تو یہ جائز ہوتا اور اسمین نہایت ضرر ہے شریک پر الخ اور ساتھ مثل اس دلیل کے نہین رد کی جاتی ہین
حدیثین صحیحہ اور نسائی نے کہا کہ پہونچی ہے مجھکو یہ بات کہ روایت کیا ہے اسکو ہمام نے پس گردانا استسعا
کو قتادہ کے قول سے اور اسماعیلی نے کہا کہ محنت کروانے کا ذکر حدیث مین مسند نہین بلکہ وہ تو صرف
قول قتادہ کا ہے مدرج ہے حدیث مین اور ابن منذر اور خطابی نے کہا کہ محنت کروانے کا ذکر قتادہ کا فتوے
ہے یہ لفظ متن حدیث مین نہین ہے اور اسی طرح کہا ہے بیہقی اور دارقطنی اور حاکم نے یقین کیا ہے ان
سب لوگون نے کہ یہ لفظ مدرج ہے حدیث مین اور اور لوگ کہتے ہین کہ یہ لفظ مرفوع ہے انہین مین سے
ہین امام بخاری اور مسلم اور یہی ہے جسکو ترجیح دی ہے ابن دقیق العید اور ایک جماعت نے اس واسطے
کہ سعید بن عروبہ اعرف ہی ساتھ حدیث قتادہ کے واسطے کثرت ملازمت اسکی کے ساتھ اُسکے اور کثرت
علم سیکھنے کی اُس سے بہ نسبت ہمام وغیرہ کے اور ہشام اور شعبہ اگرچہ ہمام سے زیادہ تر حافظ ہین لیکن انکی روایت
اسکی روایت کی منافی نہین بلکہ اس نے بعض حدیث پر اختصار کیا اور مجلس ایک نہین تاکہ زیادتی مین
توقف کیا جاوے اسواسطے کہ ملازمت سعید کی واسطے قتادہ کے اکثر تھی اُن دونو سے پس سنی اوسنے
اُس سے وہ چیز جو اُسکے غیر نے نہین سنی اور یہ سب اُس وقت ہے جبکہ تسلیم کیا جاوے کہ وہ منفرد ہے اور حالانکہ
وہ اکیلا نہین ہوا اور عجب ہے اُس شخص سے جو طعن کرتا ہے بیچ مرفوع ہونے استسعا کی اس وجہ سے کہ ہمام نے
اسکو قتادہ کا قول ٹھیرایا ہے اور نہین طعن کرتا اُس چیز مین جو دلالت کرتی ہے ترک استسعا پر اور وہ قول
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے ابن عمرؓ کی حدیث مین جو پہلے گذر چکی ہے وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا
عَتَقَ کس وجہ سے کہ اسی طرح ایوب نے بھی اسکو نافع کا قول ٹھیرایا ہے کما تقدم شرحہ اور ظاہر یہ بات ہے

کہ دونو حدیثین صحیح ہین واسطے موافقت عمل بخاری اور مسلم کی اور ابن دقیق العید نے کہا کہ کافی ہے تجھکو وہ چیز اتفاق کیا ہے شیخان یعنے بخاری اور مسلم نے اسواسطے کہ وہ اعلے درجہ صحیح کا ہے اور جو محنت کروانے کے قائل نہین وہ اُسکے ضعف مین وہ علتین بیان کرتے ہین کہ نہین ممکن ہے انکو وفا کرنا ساتہ مثل اون علتون کے ان جگہون مین کہ محتاج ہین وہا نین طرف استدلال کی ساتہ حدیثون کے کہ رد کیا جاتا ہی انپر ساتہ مثل ان علتون کے اور شاید کہ بخاری نے خوف کیا طعن کا سعید بن ابی عروبہ کی روایت مین پس اشارہ کیا طرف ثابت ہونے اُسکی کی ساتہ اشارون پوشیدہ کی موافق عادت اپنی کے پس تحقیق نکالا ہے اسنے اسکو یزید بن زریع کی روایت سے اُس سے اور وہ سب لوگون سے زیادہ تر ثابت ہی بیچ اُسکے اور سُنا ہے اُس نے اُس سے پہلے اختلاط سے پہر مدد چاہی اُس نے واسطے اُسکے ساتہ روایت جریر بن حازم کے ساتہ متابعت اسکی کے تاکہ دور ہو اُس سے اکیلا ہونا پہر اشارہ کیا کہ اُن دونو کے غیر نے انکی متابعت کی ہے پہر کہا کہ اختصار کیا ہے اُسکو شعبہ نے اور شاید کہ یہ جواب ہے سوال مقدر کا اور وہ یہ ہے کہ شعبہ سب لوگون سے زیادہ تر حافظ ہے واسطے حدیث قتادہ کے پس کسطرح نہ ذکر کیا اُس نے محنت کروانے کو پس جواب دیا بخاری نے کہ یہ نہین پیدا کرتا اسمین ضعف کو اسواسطے کہ اُس نے اُسکو مختصر وارد کیا ہے اور اُسکے غیر نے اسکو کامل اور پورے طور سے روایت کیا ہے اور عدد کثیر اولے ہے ساتہ یاد رکھنے کے ایک سے واللہ اعلم اور ابو ہریرہ رض کی حدیث کی سوا اور حدیث مین بہی محنت کروانے کا ذکر آچکا ہے روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے جابر کی حدیث سے اور بیہقی نے ایک مرد بنی عذرہ کی سے اور جو محنت کروانے کی حدیث کو ضعیف کہتا ہے عمدہ دلیل اسکی ابن عمرؓ کا قول ہے وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ اور پہلے گذر چکا ہے کہ وہ مفلس کے حق مین ہے اور مفہوم اُس سے یہ ہی کہ شریک کا حصہ پہلے حکم پر باقی ہے یعنے آزاد نہین ہوا اور نہین ہے اسمین تصریح کہ وہ ہمیشہ غلام رہیگا اور نہ اسمین یہ تصریح ہے کہ وہ سب آزاد ہو جاتا ہے اور تحقیق حجت پکڑی ہے بعض اُس شخص نے جو استسعا کے مرفوع ہونے کو ضعیف کہتا ہے ساتہ زیادتی کے جو دارقطنی وغیرہ مین واقع ہوئی ہے کہ باقی غلام رہتا ہے اور اسکی سند مین اسمٰعیل ہے اور وہ یحیےٰ کے مشہور نہین اور اُسکے حفظ مین اُسنے کوئی چیز ہے اور بر تقدیر صحت اسمین یہ نہین کہ وہ ہمیشہ غلام رہتا ہی بلکہ وہ مقتضی مفہوم کا ہے اُسکے غیر کی روایت سے اور استسعا کی حدیث مین بیان حکم کا ہے بعد اُسکے پس جو اُسکے مرفوع ہونے کو صحیح کہتا ہے جائز ہے اُسکو یہ کہ کہے کہ معنے دونو حدیثون کے یہ ہین کہ تنگدست جب اپنا حصہ آزاد کرے تو وہ آزادی اُسکے شریک کے حصے مین سرایت نہین کرتی بلکہ وہ بحال خود باقی رہتا ہے اور وہ غلامی سے پہر محنت کروائی جاوے باقی حصے کی آزاد کرنے مین اور حاصل کرکے شریک کا حصہ ادا کرے

اور آزاد ہووے اور ٹہرا ایسا ہے علماء نے اُنکو اسمین مانند مکاتب کی اور یہی ہے جسکو ساتھ یقین کیا ہی
بخاری نے اور ظاہر یہ بات ہی کہ وہ اسمین مختار ہے واسطے دلیل قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ
اُسپر مشقت نہ ڈالیجاوے پس اگر یہ بطور لازم ہونے کی ہو ساتھ اس طور کے کہ تکلیف دیا جاوے
غلام ساتھ کمانے کی اور ڈہونڈنے کی یہانتک کہ یہ حاصل کرے تو البتہ حاصل ہوتی ساتھ اُسکے نہایت مشقت
اور وہ لازم نہین کیا جاتا کتابت مین ساتھ اسکے نزدیک جمہور کے اس واسطے کہ وہ واجب نہین پس یہ مثل
اسکی ہے اور طرف اس تطبیق کی میل کی ہے بیہقی نے اور کہا کہ حدیثون مین بالکل معارضہ نہین رہتا
اور وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اُس نے کہا لیکن اُس سے لازم آتا ہے کہ شریک کا حصہ غلام رہے
جبکہ نہ اختیار کرے غلام محنت کرنے کو پس معارض ہو گی اسکے حدیث ابی ملیح کی جو اُس نے اپنے باپ سے
روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کیا تو کسی نے یہ قصہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا کوئی شریک نہین اور ایک روایت میں ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا آزاد ہونا جائز رکھا روایت کی یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے ساتھ
سند قوی کے اور روایت کیا ہے اُسکو احمد نے ساتھ سند حسن کے سمرہ کی حدیث سے کہ ایک مرد نے اپنا حصہ
غلام سے آزاد کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کل آزاد ہے پس اللہ کا کوئی شریک نہین اور
ممکن ہے حمل کرنا اُسکا اُس صورت پر جبکہ آزاد کرنے والا مالدار ہو یا اس صورت پر جبکہ کل غلام اُسی کے
ملک ہوا سمین اور کسی کا حصہ نہو پہر اُسمین سے کچھ آزاد کرے پس تحقیق روایت کی ہی ابو داؤد نے کہ ایک
مرد نے اپنا حصہ غلام مشترک سے آزاد کیا پس نہ ضامن ٹہیرایا اُسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یعنے
اُسکے شریک کے حصے کا اور اسکی اسناد حسن ہے اور وہ محمول ہے تنگدست پر اور نہین تو دونو معارض
ہونگی اور بعضون نے اور طرح سے تطبیق دی ہے پس کہا ابو عبد الملک نے کہ مراد ساتھ استسعاء کی یہ ہے
کہ غلام حصے مین آزاد نہین ہوا اسمین بدستور غلام رہتا ہے پس کوشش کرے بیچ خدمت اُسکی کے
بقدر اُس چیز کے کہ اسمین ہے غلامی سے کہتے ہین کہ معنے غیر مشقوق علیہ کے یہ ہین کہ اُسکا مالک اُسکو اُسکی
غلامی کے حصے سے زیادہ خدمت کی تکلیف نہ دے لیکن رد کرتا ہے اس تطبیق کو قول حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا پہلی روایت مین اور محنت کروائی جاوے غلام سے بیچ قیمت اپنی کے واسطے مالک اپنے کے اور جو
استسعاء کو باطل کرتا ہے یعنے غلام سے محنت کروانے کو جائز نہین کہتا اسکی دلیل یہ حدیث ہی جو مسلم نے
عمران بن حصین سے روایت کی ہی کہ ایک مرد نے اپنے چھ غلام اپنے مرنے کے وقت آزاد کیے اور حالانکہ اُسکے
پاس اُنکے سوا اور کچھ مال نہ تہا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکو بلایا پہر اُنکو تین حصے کیے پہر اُنکے درمیان

قرعہ ڈالا سود وکو آزاد کیا اور چار کو غلام رکہا اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ اگر محنت کروانا جائز ہوتا
تو اینین سے ہر ایک سے تیسرا حصہ بالفعل آزاد ہو جاتا اور حکم کرتے اسکو ساتہ محنت کروانے کی اپنی باقی
قیمت مین واسطے وارثون میت کی اور جو محنت کروانے کو ثابت کرتا ہے اس نے جواب دیا ہے کہ وہ
ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس احتمال ہے کہ ہو پہلے شروع ہونے استسعا کے اور احتمال ہے کہ محنت
کروانا شروع ہو مگر اس صورت مین اور وہ یہ ہے جبکہ آزاد کری تمام رہ چیز کہ نہین جائز ہے واسطے اسکے
یہ کہ آزاد کرے اسکو اور تحقیق روایت کی ہے عبدالرزاق نے ساتہ اسناد کے جسکے راوی ثقہ ہین ابی قلابہ سے
اس نے روایت کی ہے ایک مرد بنی عذرہ سے کہ ایک مرد نے اپنین سے اپنا غلام مرنے کے وقت آزاد
کیا اور حالانکہ اسکے پاس اسکے سوا اور کچہ مال نہ تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی تہائی آزاد کی اور حکم
کیا اسکو یہ کہ محنت کرے دو تہائیون مین اور یہ حدیث عمران کی حدیث کو معارض ہے اور تطبیق ان دونو
مین ممکن ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہون نے ساتہ اس حدیث کی کہ نسائی نے ابن عمر سے روایت
کی ہے ساتہ اس لفظ کے کہ جو غلام کو آزاد کرے اور اسکے واسطے اسمین شریک ہون اور اس پاس اسقدر
مال ہو کہ باقی شریکون کے حصے ادا ہو سکین تو وہ غلام آزاد ہے اور ضامن ہوگا شریکون کے حصے کا
ساتہ قیمت اسکی کے واسطے اسچیز کے کہ برا کیا اس نے مشارکت اسکی سے اور نہین ہے غلام پر کچہ اور
جواب مع تسلیم صحت اسکی کے یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتہ صورت مالدار ہونے کی واسطے قول حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے کہ اسکے پاس وفا ہو اور محنت کروانی تو صرف تنگدستی کے حالت مین ہے جیسا کہ پہلے
گذرا پس نہین حجت ہے بیچ اسکے اور ابو حنیفہ رح کا یہ مذہب ہے کہ اگر آزاد کرنے والا مفلس ہو تو غلام سے محنت
کروائی جائے اور یہی مذہب ہے ابو یوسف اور محمد اور اوزاعی اور ثوری اور اسحاق اور احمد کا ایک روایت
مین اور اور لوگون کا پہر اختلاف کیا ہے انہون نے سو اکثر علماء کہتے ہین کہ سب غلام فی الحال آزاد ہو جاتا
ہے اور محنت کروای جاوے غلام سے بیچ حاصل کرنے قیمت حصے شریک کے اور ابن ابی لیلے نے زیادہ کیا ہے
پس کہا کہ پہر رجوع کرے غلام پہلے آزاد کرنے والے پر ساتہ اسچیز کے کہ ادا کیا ہے اسکو واسطے شریک کے
اور ابو حنیفہ رح نے تنہا کہا ہے کہ مختار ہے شریک درمیان محنت کروانے کی اور درمیان آزاد کرنے حصے
اپنے کی اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ نہین آزاد ہوتا ہے نزدیک اسکے ابتدا مگر حصہ پہلا فقط اور وہ موافق
ہے واسطے قول بخاری کے کہ وہ ہوتا ہے مانند مکاتب کی اور اسکی توجیہ پہلے گذر چکی ہے اور عطاء سے
روایت ہے کہ مختار ہے شریک درمیان اسکے اور درمیان باقی رکہنے حصے اپنے کے غلامی مین اور زفر نے سب کی
مخالفت کی ہے پس کہا کہ وہ سب آزاد ہو جاتا ہے اور شریک کے حصے کی قیمت کی جاوے پس اگر آزاد کرنے والا

مالدار ہو تو اُس سے لیجاوے اور اگر وہ مفلس ہو تو اسکے ذمہ مین رہتی ہے (فتح) **بَابُ** الْخَطَاءِ وَ
النِّسْيَانِ فِي الْعَتَاقَةِ وَالطَّلَاقِ وَنَحْوِهٖ بھول چوک آزاد کرنے مین اور طلاق دینے مین اور مانند ہر
ایک کے مین **ف** یعنے تعلیقات سے جو بلا قصد زبان سے نکلے نہین واقع ہوتی اُنسے کوئی چیز مگر ساتھ قصد
کی اور شاید کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری نے طرف رد کرنے اسچیز کی جو امام مالک سے مروی ہے کہ تحقیق واقع
ہوتی ہے طلاق اور آزادی جان بوجھ کر ہو یا چوک سے یاد کرنے والا ہو یا بھول سے اور تحقیق انکار کیا ہے اس
بہت لوگوں نے اسکے اہل مذہب سے اور داؤدی نے کہا کہ طلاق اور عتاق مین جو کنایہ ہے کہ اُن دونو کے
سوا کسی اور لفظ کے بولنے کا ارادہ کرے پس سبقت کرے زبان طرف اُن دونو کی یعنے جیسا کہ اپنے غلام کو کہے
کہ تو آزاد ہے اور اپنی عورت کو کہے کہ تجھکو طلاق ہے اور ایسے بھولنا پس اسچیز مین ہے جبکہ قسم کھاوے
اور بھول جاوے (فتح) وَلَا عَتَاقَةَ إِلَّا لِوَجْهِ اللّٰهِ یعنے اور نہین ہے آزاد کرنا مگر واسطے رضامندی اللہ کے
ف اسکے معنی حضرت علی رضہ سے منقول ہین کما سیاتی فی الطلاق اور مراد بخاری کی ساتھ اسکے ثابت
کرنا اعتبار نیت کا ہے اسواسطے کہ نہین ظاہر ہوتا ہونا اُسکا واسطے اللہ کے مگر ساتھ قصد کے اور اشارہ
کیا طرف رد کی اُسپر جو کہتا ہے یعنے مانند حنفیہ کی کہ جو آزاد کرے غلام اپنا واسطے اللہ کے یا واسطے تعظیم کے
یا واسطے بت کی تو آزاد ہو جاتا ہے واسطے وجود رکن آزادی کے اور زیادتی اوپر اُسکے نہین مخل ہے
ساتھ آزادی کے (فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى یعنے اور حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مرد کے واسطے وہی ہے جو اُس نے نیت کی **ف** یہ حدیث ابتدا کتاب مین گذر چکی ہے
وَلَا نِيَّةَ لِلنَّاسِي وَالْمُخْطِئِ اور نہین کوئی نیت واسطے بھولنے اور چوکنے والے کے **ف** اشارہ
کیا ہے امام بخاری نے ساتھ اس استنباط کے طرف بیان یعنے ترجمہ کے حدیث الاعمال بالنیات سے
اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ ترجمہ باب کے طرف اُس چیز کی کہ اُسکے بعض طریقون مین وارد ہے
موافق عادت اپنی کے اور وہ حدیث وہ ہے جسکو اہل فقہ اور اصول بہت ذکر کرتے ہین کہ دور کیا ہے
اللہ نے میری امت سے خطا اور نسیان کو اور وہ چیز جسپر جبر کیے جاوین روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے
اور بعضے علما نے کہا کہ لائق ہے کہ یہ حدیث آدھا اسلام شمار کی جاوے سو اسطے کہ فعل یا تو قصد اور
اختیار سے ہوتا ہے یا نہین دوسرا وہ ہے جو واقع ہو بھول چوک اور اکراہ سے پس یہ قسم بالاتفاق معاف
ہے اور اختلاف تو علما کو صرف اسمین ہے کہ کیا معاف گناہ ہے یا حکم یا دونو اکٹھے اور ظاہر حدیث کا
اخیر ہے یعنے دونو اکٹھے اور جو چیز کہ اس سے نکلی ہے مانند قتل کی پس واسطے اُسکے دلیل جدا ہے
وسیاتی بسط القول فی ذلک فی کتاب الایمان و النذور انشاء اللہ تعالے (فتح) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ

ثنا سفیٰن ثنا مسعر عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوز لی عن امتی ما وسوست بہ صدورھا ما لم تعمل او تکلم **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک خدا نے معاف کیا ہے میرے واسطے میری امت سے جو خیال کہ انکے دلوں میں گذرے جب تک کہ اسپر عمل کرے یا نہ بولے **ف** اور مراد نفی حرج کی ہے یعنے گناہ نہیں اُس خطرے سے جو دل میں واقع ہو یہاں تک کہ واقع ہو عمل ساتھ ہاتھ پاؤن کے یا بولنے کو ساتھ زبان کے موافق اُسکے اور مراد ساتھ وسوسے کے متردد ہونا ایک چیز کا ہے دل میں بغیر اسکے کہ اُسکے ساتھ اطمینان پکڑے اور اُسکی طرف قرار پکڑے اسی واسطے فرق کیا ہے علماء نے درمیان ہم اور عزم کے اور اسی جگہ سے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ باب کی اسواسطے کہ نہیں اعتبار ہے واسطے وسوسے کی نزدیک قرار پکڑنے کی پس اسی طرح مخطی اور ناسی نہیں قرار ہے واسطے اُنکے اور احتمال ہے کہ کہا جاوے کہ مشغول ہونا دل کا ساتھ بات نفس کے پیدا ہوتا ہے اُس سے خطا اور نسیان اسی واسطے مرتب کیا اُسپر جو نماز میں اپنے نفس سے بات نکرے مغفرت کو (فتح) **حدثنا** محمد بن کثیر عن سفیٰن ثنا یحیی بن سعید عن محمد بن ابرٰھیم التیمی عن علقمۃ بن وقاص اللیثی قال سمعت عمر بن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الاعمال بالنیات ولامرئ ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ **ترجمہ** عمر فاروق رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر مرد کے واسطے وہی ہے جو اُسنے نیت کی یعنے کوئی عمل بدون نیت کے ٹہیک اور لائق ثواب کے نہیں سو جسکی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہوئی تو اسکی ہجرت خدا اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنے اُسکا ثواب پاوے گا اور جسکی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اسکو پاوے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اسکی ہجرت اُسی کے واسطے ہوئی جسکی طرف اُس نے ہجرت کی یعنے دنیا اور عورت **ف** موافقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ مدار سب عملوں کی نیت پر ہے (فتح)

باب اذا قال لعبدہ ھو للہ ونوی العتق جب کوئی مرد اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے واسطے ہے اور آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح ہے والاشھاد فی العتق یعنے اور باب ہے گواہ کرنے کا آزاد کرنے میں **ف** مہلب نے کہا کہ نہیں خلاف ہے درمیان علماء کے اسمیں کہ جب کوئی مرد اپنے غلام کو کہے کہ وہ واسطے اللہ کے ہے اور آزاد

کرنے کی نیت کرے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے اور اوپر آزاد کرنے مین گواہ کرنا تو یہ آزاد کرنے کے حقوق سے
ہی نہین تو پس تمام ہو جاتا ہے آزاد کرنا اگرچہ نہ گواہ کرے مین کہتا ہون کہ شاید بخاری نے اشارہ
کیا ہے طرف قید کرنے اس چیز کی جو ہشیم نے مغیرہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو کہا
کہ تو اللہ کے واسطے ہی سو شعبی اور ابراہیم وغیرہ اس مسئلے سے پوچھے گئے تو انہون نے کہا کہ وہ آزاد ہے
روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے پس گویا کہ امام بخاری نے کہا کہ محل اسکا وہ ہے کہ آزاد کرنے کی
نیت ہو نہین تو اگر قصد کرے کہ وہ اللہ کے واسطے ہی ساتھ معنے غیر عتق کے یعنے آزاد کرنے کے سوائے
کچھ اور مراد ہو تو نہین آزاد ہوتا (فتح) **حدثنا** محمد بن عبد اللہ بن نمیر عن محمد بن
بشر عن اسمعیل عن قیس عن ابی ہریرۃ انہ لما اقبل یرید الاسلام ومعہ غلامہ
ضل کل واحد منہما من صاحبہ فاقبل بعد ذلک وابو ہریرۃ جالس مع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ہریرۃ ہذا غلامک
قد اتاک فقال اما انی اشہدک انہ حر قال فہو حین یقول یا لیلۃ من طولہا
وعنائہا علی انہا من دارۃ الکفر نجت **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب وہ
اسلام کی نیت سے مدینے کو چلا اور اسکے ساتھ اسکا غلام تھا تو ہر ایک ان دونون سے اپنے ساتھی
سے گم ہوا پھر اسکے بعد وہ غلام سامنے آیا اور ابو ہریرہؓ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا تھا
تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ یہ تیرا غلام تیرے پاس آیا ہے تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ
خبردار ہو کہ مین آپ کو گواہ کرتا ہون کہ بے شک وہ آزاد ہے پس ابو ہریرہؓ مدینے مین پہونچنے کے وقت
یا غلام کے پہونچنے کے وقت کہتے تھے اے رات کہ تکلیف پائی مینے اسکی درازی اور رنج سے مین اسکو چاہتا
ہون کہ یا مین اس سے خوش ہون اسپر کہ اس نے مجھکو کفر کے گھر سے نجات دی **ف** بعضے کہتے ہین
کہ یہ شعر مرثد غنوی کا ہے کہ ابو ہریرہ رض نے بیچ ظاہر کرنے تکلیف اور مشقت کہ سفر مین کھینچی تھی اور
شکر پہونچنے کی دار الاسلام مین پڑھا تھا **ف** اس حدیث عتق مین گواہ کرنا معلوم ہوا **حدثنا**
عبید اللہ بن سعید ثنا ابو اسامۃ ثنا اسمعیل عن قیس عن ابی ہریرۃ قال لما قدمت
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلت فی الطریق یا لیلۃ من طولہا وعنائہا علی انہا
من دارۃ الکفر نجت قال وابق منی غلام فی الطریق فلما قدمت علی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فبایعتہ فبینا انا عندہ اذ طلع الغلام فقال لی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یا ابا ہریرۃ ہذا غلامک فقلت ہو حر لوجہ اللہ فاعتقتہ قال

اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ لَمْ یَقُلْ اَبُوْکُرَیْبٍ عَنْ اَبِیْ اُسَامَۃَ حُرٌّ ترجمہ ابوہریرۃ سے روایت ہی کہ جب مین (اپنے ملک سے) حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف چلا یعنے مدینے مین مسلمان ہونیکو تو مین نے راہ مین شعر کہا کہ اے رات کہ ایذا پائی مینے اسکی درازی اور تکلیف سے خوش ہون مین اسپر اس سے اسپر کہ اُسنے مجھکو کفر کے گہر سے نجات دی اور ابوہریرۃؓ نے کہا کہ راہ مین مجھہ سے غلام بہاگا سو جب مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوا تو مینے آپ سی اسلام پر بیعت کی پس جس حالت مین کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا تو اچانک غلام ہمیر ظاہر ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ اے ابوہریرۃ یہ ہے غلام تیرا تو مین نے کہا کہ وہ اللہ کی ذات کے واسطے آزاد ہے سو مین نے اسکو آزاد کیا حَدَّثَنَا شِہَابُ بْنُ عَبَّادٍ ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِیِّ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ قَالَ لَمَّا اَقْبَلَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَمَعَہٗ غُلَامُہٗ وَھُوَ یَطْلُبُ الْاِسْلَامَ فَضَلَّ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ بِھٰذَا وَقَالَ اَمَا اِنِّیْ اُشْھِدُکَ اَنَّہٗ لِلّٰہِ ترجمہ قیس رضؓ سے روایت ہی کہ جب ابوہریرۃؓ مدینے کی طرف متوجہ ہوا اور اسکا غلام اُسکے ساتہ تہا اور وہ مسلمان ہونے کا ارادہ رکہتا تہا تو دونو مین سے ایک اپنے ساتہی سے گم ہوا ساتہ اس لفظ کے حدیث کی ہے شہاب بن عباد نے اور ابوہریرہ رضؓ نے کہا کہ خبردار ہو کہ مقرر مین آپ کو گواہ کرتا ہون کہ وہ اللہ کے واسطے ہی **ف** اور اس حدیث مین مستحب ہوتا عتق کا ہے وقت حاصل ہونے غرض اور مطلب کے اور نجات پانے کی خوف کی جگہ سے اور کیہ جائز ہے کہنا شعر کا اور پیدا کرنا ہکا اور ایذا پانا دکہہ مشقت اور بیداری وغیرہ سے (فتح) **بَابُ** اُمِّ الْوَلَدِ باب ہے ام الولد کا یعنے جو لونڈی کہ اپنے مالک کے نطفے سے بچہ جنے **ف** یعنے کیا حکم کیا جاوے ساتہ آزاد ہونے اُسکے کہ یا نہین وارد کین بخاری نے اسمین دو حدیثین اور نہین ہے دونوں مین وہ چیز کہ ظاہر کرے ساتہ حکم کے نزدیک اُسکے یعنے معلوم نہین ہوتا کہ بخاری کی اس مسئلے مین کیا رائے ہے اور مین گمان کرتا ہون کہ یہ ظاہر نہ کرنا حکم کا واسطے قوی ہونے خلاف کے ہے مسئلے مین درمیان سلف کے اگرچہ امر قرار پا چکا ہے نزدیک خلف کے اوپر منع کے یہانتک کہ موافق ہوا ہے اسمین ابن حزم اور تابعدار اسکے اہل ظاہر سے اور نہ جائز ہونے بیع انکی کے اور نہین باقی رہا مگر شاذ اور کم (فتح) وَقَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَہَا یعنے ابوہریرۃؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانی ایک یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے یعنے لونڈیان مالکون کے نطفے سے جنین گی تو انکی اولاد بہی اپنے باپ کی طرح انپر حکم کرے گی **ف** یہ حدیث پوری ساتہ پوری شرح کے کتاب الایمان مین گذر چکی ہے اور یہ کہ مراد ساتہ رب کو سردار ہے یا مالک اور پہلے گذر چکا ہے کہ نہین دلیل ہے اسمین

ص پر عبارت انجیل نقل ہو چکی [illegible]

ام ولد کے بیع کے جائز ہونے پر اور نہ اسکے ناجائز ہونے پر نووی نے کہاکہ استدلال کیا ہے ساتھ اسکے دو
بڑے اماموں نے ایک نے ام ولد کی بیع کے جائز ہونے پر اور ایک نے اسکے نہ جائز ہونے پر سو جس نے اسکے جواز
پر دلیل پکڑی ہے پس اُس نے کہاکہ ظاہر قول اُسکے ربتہا کا یہ ہے کہ مراد ساتھ سردار کے سردار اسکا ہے اسواسطے
کہ بچہ اُسکا اسکے سردار سے بجای سردار اسکے ہے واسطے ہونے مال آدمی کے طرف اولاد اُسکی کی اکثر اوقات
اور ایسے جس نے منع پر دلیل پکڑی ہے پس اس نے کہاکہ نہیں شک ہے اسمین کہ لونڈیون کی اولاد حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور اصحابؓ کے زمانے مین بہت موجود تھی اور یہ حدیث مانگی گئی
ہے واسطے بیان کرنے نشانیون کے جو قیامت کو قریب ہونگی پس دلالت کی اُس نے اوپر پیدا ہونے
قدر زائد کے مجرد لونڈی پکڑنے پر کہاکہ مراد یہ ہے کہ اخیر زمانے مین جہل غالب ہوگا یہانتک کہ اولاد کی
مائین بیچی جاوینگے پس بہت ہوگا پھرنا لونڈیون کا ہاتہون مین یہان تک کہ اُسکا بچہ اسکو
خریدیگا اور اسکو معلوم نہ ہوگا کہ یہ میری مان ہے پس ہوگی اسمین اشارت طرف اسکی کہ ام ولد کا
بیچنا حرام ہے اور نہین پوشیدہ ہے تکلف استدلال کا طرفین سے (فتح) **حدثنا** ابو الیمان
اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَهِدَ
اِلٰی اَخِیْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنْ یَّقْبِضَ اِلَیْهِ ابْنَ وَلِیْدَةِ زَمْعَةَ قَالَ عُتْبَةُ اِنَّهٗ
ابْنِیْ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْفَتْحِ اَخَذَ سَعْدٌ ابْنَ وَلِیْدَةِ زَمْعَةَ
فَاَقْبَلَ بِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَقْبَلَ مَعَهٗ بِعَبْدِ بْنِ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِهٖ
فَقَالَ سَعْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا ابْنُ اَخِیْ عَهِدَ اِلَیَّ اَنَّهُ ابْنُهٗ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ
هٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخِیْ ابْنُ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اِلَی ابْنِ وَلِیْدَةِ زَمْعَةَ فَاِذَا هُوَ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ هُوَ لَکَ یَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهٗ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِ اَبِیْهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِیْ مِنْهُ یَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ لِمَا رَاٰی مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ
وَکَانَتْ سَوْدَةُ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی
وقاص نے اپنے بہائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی تہی یہ کہ لے لیوی طرف اپنے بیٹا زمعہ کی لونڈی کا
عتبہ نے کہاکہ وہ میرا بیٹا ہے سو جب فتح مکہ کے سال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سعد زمعہ کی
لونڈی کے بیٹے کو لیکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوا اور اُسکے ساتھ عبد بن زمعہ پاس آیا تو سعد
نے کہاکہ یا حضرتؐ یہ میرا بہتیجا ہے میرے بہائی نے مجھکو وصیت کی تہی کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ

نے کہا کہ یا حضرت میرا بہائی ہے زمعہ کا بیٹا ہے اُسکے بچہونے پر پیدا ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کی طرف نظر کی پس ناگہان وہ زیادہ تر مشابہ تہا سب لوگون سے ساتہ عتبہ
کے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہی اے عبد بن زمعہ اس سبب سے کہ وہ اُسکے
بچہونے پر پیدا ہوا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پردہ کر تو اُس سے اے سودہ بنت زمعہ بسبب
اُس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اُسکی ساتہ عتبہ کے اور سودہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی تہی
ف اس حدیث کی شرح کتاب الفرائض مین آویگی اور موافق باب کے قول عبد بن زمعہ کا ہے کہ وہ
میرا بہائی ہے میرے باپ کے بچہونے پر پیدا ہوا اور حکم کرنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا واسطے ابن زمعہ کے
کہ وہ اُسکا بہائی ہے پس تحقیق اسمین ثبوت ہی ام ولد کے لونڈی ہونے کا و لیکن نہین ہے اسمین تعرض
واسطے آزاد ہونے اُسکے کو اور نہ غلام ہونے اسکے کو لیکن ابن منیر نے جواب دیا ہے ساتہ اسکے کہ اسمین
اشارہ ہے طرف آزاد ہونے ام ولد کی اسواسطے کہ ٹہیرایا اُسکو فراش پس برابری کی اسمین درمیان اُسکے
اور درمیان بی بی کے اور افادہ کیا ہے کرمانی نے یہ کہ اُسنے دیکہا بعض نسخون مین بیچ اخیر اس باب کے
چیز کہ نص اُسکی یہ ہے کہ پس نام رکہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ام ولد زمعہ کو لونڈی پس معلوم ہوا
کہ وہ آزاد نہ تہی لیکن تہے پس بنا بر اسکے پس یہ دلیل ہے بخاری سے طرف اسکی کہ ام ولد مالک کی موت
سے آزاد نہین ہوتی اور شاید کہ اُس نے اختیار کیا ہے ایک دو تاویلون کو جو پہلی حدیث مین ہین اور
تحقیق گذر چکا ہے جو اسمین ہے اور کرمانی نے کہا کہ باقی کلام اُسکی یہ ہے کہ نہ تہی وہ آزاد اس حدیث
کی دلیل سے ہی و لیکن جو حجت پکڑتا ہے ساتہ آزاد ہونے اُسکے کے اس آیت مین اِلَّا مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ ہوگی واسطے اُسکے یہ حجت کرمانی نے کہا کہ شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اسکی کہ برقرار
رکہنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عبد بن زمعہ کو اُسکے اس قول پر کہ وہ میرے باپ کی لونڈی ہے
یہ بجائے قول کے ہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور وجہ دلالت کی اُس چیز سے کہ کہا یہ ہے کہ خطاب
آیت مین مومنون کے واسطے ہی اور زمعہ مسلمان نہ تہا پس نہ ہوگی واسطے اُسکے ملک ہاتہ کی پس
ہوگی وہ چیز کہ اُسکے ہاتہ مین ہے بیچ حکم آزادون کے کہا اور شاید غرض بخاری کی یہ ہے کہ بعض حنفیہ
نہین کہتے ہین کہ ولد لونڈی مین واسطے صاحب فراش کے ہی پس نہین لاحق کرتی اسکو ساتہ مالک کے مگر یہ
کہ اقرار کرے ساتہ اُسکے اور خاص کرتی ہے فراش کو ساتہ آزاد کے پس جب حجت پکڑی جاوے اُن پر
ساتہ اس چیز کے کہ اس حدیث مین ہے کہ بچہ واسطے صاحب فراش کے ہی تو کہتے ہین کہ وہ لونڈی نہ تہی
بلکہ آزاد تہی پس اشارہ کیا بخاری نے طرف رد کرنے حجت اُنکی کے ساتہ اس چیز کے کہ ذکر کی اور آزاد ہونا

نے دلیل پکڑی ہے ساتھ کئی حدیثون کے اُنمین سے زیادہ ترصیح دو حدیثین ہین اُن مین سے ایک
ابو سعید کی حدیث ہے یہہ سوال کرنے اصحاب کی عزل سے جیساکہ بیان اسکا کتاب النکاح مین آویگا
اور جنہون نے اُسکے ساتھ دلیل پکڑی ہے اُنمین سے ایک نسائی ہے اپنی سنن مین پس کہا اُس نے
کہ یہ باب ہے اُس چیز کا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اسکے ام ولد کی بیع کے منع ہونے پر پس بیان
کی حدیث ابو سعید کی عزل کے بیان مین پھر بیان کی حدیث عمرو بن حارث کی کہ نہین چھوڑا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے کوئی غلام اور نہ لونڈی اور وجہ دلالت کی ابو سعید کی حدیث سے یہ ہے
کہ اصحاب رض نے کہا کہ ہم قیدیون کو پہونچتے ہین پس دوست رکھتے ہین ہم مول کو یعنے بیچنے کو سو آپ
عزل مین کیا فرماتے ہین یہ لفظ بخاری کا ہے بیہقی نے کہا کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ بچہ طلب کرنا نقل ملک
کو منع کرتا ہے نہین تو نہ ہوتا واسطے عزل انکے کے واسطے محبت مول کے فائدہ اور ایک روایت مین
ابو سعید سے ہے کہ بعضے ہم سے چاہتے تھے کہ اہل ٹھہراوین اور بعضے چاہتے تھے بیع کو پس رجوع کیا ہم نے
عزل مین اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ ہم پر مجبر در رہنا دراز ہوا سو ہم نے ارادہ کیا کہ فائدہ اٹھاوین
اور عزل کرین اور اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنے مین نظر ہے اسواسطے کہ نہین لزوم ہے درمیان
حمل انکے کے اور درمیان استمرار منع ہونے بیع کے پس شاید کہ انہون نے دوست رکھا ہو تعجیل
فدا کو اور مول لینے کو پس اگر بندی کی عورت حاملہ ہو تو البتہ متاخر ہوگی بیع اُسکی وضع حمل تک اور وجہ
دلالت کی عمرو کی حدیث سے یہ ہے کہ ماریہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹے ابراہیم کی مان حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہی تھی پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ غلامی کی وصف سے نکالی گئی تھی تو نہ
صحیح ہوتا قول اُسکا کہ آپنے اپنے پیچھے کوئی لونڈی نہین چھوڑی اور بیع صحیح ہونے استدلال کے ساتھ
اسکے توقف ہے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ انجاز کیا ہو آزادی اُسکی کو اور اسپر باقی حدیثین باب کی سو
ضعیف ہین اور معارض ہے انکو حدیث جابر کی کہ ہم ام ولد لونڈیون کو بیچا کرتے تھے اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اُسکے ساتھ کچھ ڈر نہ دیکھتے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ تھے ہم بیچتے ام ولدون
کو بیچ زمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر رض کے پھر جب عمر رض خلیفہ ہوئے تو انہون نے ہمکو
منع کیا سو ہم بیچنے سے باز رہے اور قول صحابی کا کہ تھے ہم کرتے محمول ہے رفع پر یعنے یہ حدیث مرفوع
کے حکم مین ہے صحیح قول پر اور اسپر جاری ہوا ہے عمل شیخین کا اپنی دونو صحیحون مین اور نہین سند بیان
کی امام شافعی رح نے بیچ قول کے ساتھ منع ہونے بیع ام ولد کے مگر طرف عمر رض کی پس کہا کہ مین نے یہ قول
عمر رض کی تقلید سے کہا ہے اور اُسکے بعض اصحاب نے کہا کہ اسواسطے کہ جب عمر فاروق رض نے اُس سے

منع کیا اور لوگ اُس سے باز رہے تو یہ اجماع ہوا یعنے پس نہین اعتبار ہے ساتہ کم ہونے مخالف کے بعد کو
اور نہین متعین ہے پہچاننا سند اجماع کا (فتح) **باب** بَیْعِ الْمُدَبَّرِ باب ہے غلام مدبر کے بیچنے کے
بیان مین **ف** یعنے جواز اُسکا یا حکم اُسکا اور یہ ترجمہ ہوبہو کتاب البیوع مین پہلے بہی گذر چکا ہے اور
مدبر وہ غلام ہے کہ مالک اسکو کہے کہ یہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ بْنُ
اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَعْتَقَ رَجُلٌ
مِّنَّا عَبْدًا لَّهٗ عَنْ دُبُرٍ فَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ فَبَاعَهٗ قَالَ جَابِرٌ مَاتَ الْغُلَامُ
عَامَ اَوَّلٍ **ترجمہ** جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ہم مین سے اپنا غلام اپنے مرنے سے
پیچہے آزاد کیا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو بلایا پہر اسکو بیچا **ف** اس حدیث کی پوری شرح
کتاب البیوع مین گذر چکی ہے اور گذر چکا ہے نقل کرنا مذاہب فقہا کا بیچ بیچنے غلام مدبر کے اور یہ کہ امام
شافعی رح اور اہل حدیث کے نزدیک اسکا بیچنا مطلق جائز ہے اور تحقیق نقل کیا ہے اسکو بیہقی نے معرفہ
مین اکثر فقہا سے اور حکایت کیا ہے نووی نے جمہور سے مقابل اسکے اور حنفیہ اور مالکیہ سے بہی تخصیص
منع کی ساتہ اُس شخص کے جو مدبر مطلق کرے اور اپر اگر اسکو مقید کرے مانند اسکی کہ کہے کہ اگر مین اس
بیماری مین مر گیا تو فلانا غلام آزاد ہے تو تحقیق جائز ہے بیچنا اُسکا اسواسطے کہ وہ مانند وصیت کی ہے
پس جائز ہے رجوع کرنا بیچ اُسکے اور امام احمد سے روایت ہے کہ منع ہے بیچنا مدبر عورت کا سوائے مدبر مرد کے
اور لیث سے روایت ہے کہ جائز ہے بیچنا اُسکا اگر شرط کرے خریدار پر یہ آزاد کرنا اسکا اور ابن سیرین سے روایت
ہے کہ نہین جائز ہے بیچنا اُسکا مگر اسکی جان سے اور میل کی ہے ابن دقیق العید نے طرف قید کرنے
جواز کی ساتہ حاجت کی یعنے حاجت ہو تو جائز ہے نہین تو نہین پس کہا کہ جو مدبر کا بیچنا مطلق منع کرتا ہے
اسپر یہ حدیث حجت ہوگی اسواسطے کہ منع کلی مناقض ہے اسکو جواز جزئی اور جو اُسکو بعض صورتون
مین جائز رکہتا ہے پس جائز ہے واسطے اُسکے یہ کہ کہے کہ قائل ہون مین ساتہ حدیث کے اس صورت مین
جسمین حدیث وارد ہوئی پس نہین لازم ہے اسکو قائل ہونا ساتہ اُسکے بیچ غیر اس صورت کے اور جو اسکو
مطلق جائز رکہتا ہے جواب دیتا ہے کہ قول اُسکا کہ وہ محتاج تہا نہین دخل ہے واسطے اُسکے حکم مین اور سوائے
اسکے نہین کہ ذکر کیا واسطے بیان کرنے سبب کے بیچ جلدی کرنے کے واسطے بیچنے اُسکے کے تاکہ ظاہر ہو واسطے
مالک کے جائز ہونا بیع کا اور اگر حاجت نہ ہوتی تو نہ بیچنا اوسے تہا اور اپر جو دعوے کرتا ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اُسکی خدمت کو بیچا تہا تو اسکا جواب پہلے گذر چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ دونو
حدیثون مین تعارض نہین اور بایطور کہ مخالفین نہین قائل ہین ساتہ جواز بیع خدمت مدبر کے (فتح)

باب بَیْعِ الْوَلَاءِ وَھِبَتِہٖ باب آنے بیچ بیان بیچنے ولا کے اور ہبہ کرنے اُسکے کی **ف** یعنے حکم اسکے کی اور ولا حق میراث آزاد کرنے والے کا ہے آزاد کیے گئے پر یعنے اگر غلام آزاد شدہ مرجاوے تو جو مال اسکا بچے اُسکا مالک اُسکا آزاد کرنے والا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِیْدِ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِیْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْوَلَاءِ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیچنے ولا کے سے اور ہبہ کرنے اسکے سے **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الفرائض مین آوے گی اگر چاہا اللہ تعالےٰ نے اور توجیہ صحیح ہونے بیع اُسکی کے دلالت نہی مذکور سے (فتح) **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَیْتُ بَرِیْرَةَ فَاشْتَرَطَ اَھْلُھَا وَلَاءَھَا فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْتِقِیْھَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْطَی الْوَرِقَ فَاَعْتَقْتُھَا فَدَعَاھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَیَّرَھَا مِنْ زَوْجِھَا فَقَالَتْ لَوْ اَعْطَانِیْ کَذَا وَکَذَا مَا ثَبَتُّ عِنْدَہٗ فَاخْتَارَتْ نَفْسَھَا **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ مین نے بریرہ لونڈی خریدی تو اُسکے مالکون نے ولا کی شرط کی کہ اُسکا ولا ہمارے واسطے ہوگا تو مینے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو آزاد کر دے اسواسطے کہ ولا اُسکے واسطے ہے جو چاندی دے یعنی خرید کر آزاد کرے سو مینے اسکو آزاد کیا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو بلایا اور اسکو اُسکے خاوند سے اختیار دیا کہ خواہ اُسکے پاس رہے یا کسی اور سے نکاح کرے تو اُس نے کہا کہ اگر مجھکو ایسا ایسا مال دے تو مین اُس پاس نہ رہون گی سو اُسنے اپنی جان کو اختیار کیا **ف** یہ حدیث عائشہ رض کی آیندہ آویگی اور وجہ داخل ہونے اُسکے کی ترجمہ مین قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سے ہے اصل حدیث مین کہ ولا تو صرف آزاد کرنے والے کے واسطے ہے اور یہ لفظ اگرچہ اس جگہ مین مذکور نہین پس گویا کہ اُس نے اشارہ کیا ہے طرف اُسکی موافق عادت اپنی کے اور وجہ دلالت کی اُس سے بند کرنا اُسکا ہے آزاد کرنیوالے مین پس ہوگی واسطے غیر اُسکے کے ساتھ اُسکے اُس سے کوئی چیز خطابی نے کہا کہ چونکہ تھا ولا مانند نسب کی تو جو آزاد کرے اُسکے واسطے ولا ثابت ہوگا جیسا کہ اگر کسی کے واسطے لڑکا پیدا ہو تو ثابت ہوتی ہے اُسکے واسطے نسب اُسکی پس اگر نسبت کیا جاوے طرف غیر اپنے کی تو نہین منتقل ہوگی نسب اُسکی باپ اُسکے سے ولا اسی طرح اگر ارادہ کرے ولا کی نقل کرنے کا اپنے محل سے تو نہین منتقل ہوتا (فتح) **باب** اِذَا اُسِرَ اَخُو الرَّجُلِ اَوْ عَمُّہٗ ھَلْ یُفَادٰی اِذَا کَانَ مُشْرِکًا جب قید کیا جاوے مرد کا بھائی یا چچا اُسکا یعنے بھائی اپنے بھائی کو قید کرلے یا اپنے چچا کو قید کرے تو کیا قیدی اپنی جان کے بدلے مال دیکر اپنے تئین چھوڑا سکتا ہے

جبکہ وہ بہائی یا چچا مشرک ہو یعنے یا آزاد ہو جاتا ہے واسطے مالک ہونے بہائی کے بہائی کو اور چچا کو ف
بعضے کہتے ہین کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتہ اس ترجمہ کے طرف ضعیف کرنے حدیث کی جو وارد ہوئی
ہے کہ جو اپنے ناتے دار کا مالک ہو پس وہ آزاد ہے روایت کی ہے یہ حدیث اصحاب سنن نے سمرہ سے
اور ابن مدینی نے کہا کہ یہ منکر ہے اور ترجیح دی ہے ترمذی نے اُسکے مرسل ہونے کو اور بخاری نے کہا کہ
صحیح نہین اور ابو داؤد نے کہا کہ تنہا ہوا ہے ساتہ اُسکے حماد اور حاکم اور ابن حزم اور ابن قطان نے
کہا کہ صحیح ہے اور تحقیق لیا ہے اُسکے عموم کو حنفیہ اور ثوری اور لیث نے اور داؤد نے کہا کہ نہین آزاد ہوتا
کوئی کسی پر اور امام شافعی رح کا یہ مذہب ہے کہ نہین آزاد ہوتا مرد پر مگر اصول و فروع اُسکے نہ واسطے اس دلیل
کی بلکہ واسطے دوسری دلیلون کے اور یہی ہے مذہب مالک کا اور زیادہ کیا برادری کو یہانتک کہ بان نے سلے
گمان کیا ابن بطال نے کہ باب کی حدیث مین اُسپر حجت ہے اور اسمین نظر ہے جیسا کہ ہم ذکر کرینگے (فتح)
وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلاً
اور انس رض نے کہا کہ عباس رض نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ بدلہ دیا مین نے اپنی جان کا اور بدلہ دیا عقیل
کا یعنے مال دیکر اپنے تئین اور عقیل کو چہوڑایا ف یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے اول اُسکا یہ ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پاس بحرین سے مال آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو مسجد مین کہنڈا دو اور
کتاب الصلوۃ مین پہلے گذر چکی ہے وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ لَهُ نَصِيبٌ فِي تِلْكَ الْغَنِيمَةِ الَّتِي
اَصَابَ مِنْ اَخِيهِ عَقِيلٍ وَعَمِّهِ عَبَّاسٍ یعنے اور تہا واسطے علی مرتضے کو حصہ اس غنیمت مین کہ پہنچی
اُسکو اپنے بہائی عقیل اور اپنے چچا عباس رض سے ف یہ کلام بخاری کا ہے بیان کیا ہے اسکو واسطے
استدلال کرنے کی ساتہ اُسکے اسپر کہ وہ اُسکے ساتہ آزاد نہین ہوتا یعنے پس اگر بہائی اور مانند اُسکی مجرد
مالک ہونے سے آزاد ہو جاتا تو البتہ آزاد ہو جاتے حضرت عباس رض اور عقیل رض علی رض پر بیچ حصے اُنکے کے
غنیمت سے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے بایں طور کہ کافر نہین ملک ہوتا ساتہ غنیمت کی ابتدا مین بلکہ مختار
ہے امام درمیان قتل کے یا غلام بنانے کے یا بدلہ لینے کے یا احسان کرنے کے پس غنیمت سبب ہے طرف ملک
کی ساتہ شرط اختیار کرنے غلام بنانے کے پس نہ لازم آویگا آزاد کرنا ساتہ مجرد غنیمت کی اور شاید یہی نکتہ
ہے بیچ مطلق چہوڑنے بخاری کے ترجمہ کو اور شاید اُسکا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ قیدی مسلمان ہو تو آزاد ہو جاتا
ہے اور اگر مشرک ہو تو آزاد نہین ہوتا واسطے ٹہہرنے کی نزدیک اُسکے جو کہ وارد ہوئی ہے ساتہ اُسکے خبر (فتح)
حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رِجَالاً مِّنَ الْاَنْصَارِ اِسْتَاْذَنُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالُوا ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ فَقَالَ لَا تَدَعُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا ترجمہ انس
بن مالک رضی سے روایت ہو کہ کچھ انصاری مردوں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پروانگی چاہی
سو انہوں نے کہا کہ آپ اجازت دیجیے پس چھوڑ دین ہم واسطے بہانجے اپنے عباس کے بدلہ اسکا تو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس سے ایک درہم نہ چھوڑو **ف** مراد انکی یہ ہے کہ عباس کے باپ عبد المطلب کی
ماں انہیں میں سے تہی پس وہ عبد المطلب کے ماموں تھے اور سوا اسکے نہیں کہ بازرہے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم انکی اجابت سے تاکہ دین میں کسی قسم کا لحاظ نہ رہے اور مراد بخاری کی ساتھ وارد کرنے اسکے کو
اس جگہ اشارت ہے طرف اسکی کہ حکم قرابت کا ذوے الارحام سے بیچ اسکے نہیں مختلف ہے حکم قرابت
عصبات سے (فتح) **بَابُ** عِتْقِ الْمُشْرِكِ باب ہے بیچ بیان آزاد کرنے کافر کے غلام کو **ف** احتمال
ہے کہ ہو عتق مضاف طرف فاعل کی یا مفعول کی اور دوسرے احتمال پر جاری ہولے ہے ابن بطال
پس کہا کہ نہیں خلاف ہے بیچ جائز ہونے آزاد کرنے غلام مشرک کے بطور نفل کے اور اختلاف تو صرف
اسمیں ہے کہ کفارے سے اسکا آزاد کرنا درست ہے یا نہیں اور حدیث باب کی بیچ قصے حکیم بن حزام کے
حجت ہے اول احتمال میں اسواسطے کہ حکیم نے جب آزاد کیا اور حالانکہ وہ کافر تہا تو نہ حاصل ہوا اسکو ثواب
مگر ساتھ مسلمان ہونے اسکے کی سو جو اسلام کی حالت میں آزاد کرے تو وہ اس سے کم نہ ہوگا بلکہ اس
سے اولی ہوگا انتہی اور ابن منیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ اگر کافر مسلمان کو آزاد
کرے تو اسکا آزاد کرنا جاری ہوتا ہے اور اسی طرح ہے جبکہ آزاد کرے کافر کو پہر اسلام لاوے غلام اور یہ
جو فرمایا کہ اسلمت علے ما سلف لك من خير تو اس سے یہ مراد نہیں کہ کفر کی حالت میں اس سے تقرب
صحیح ہے اور سوا اسکے نہیں کہ تاویل اسکی یہ ہے کہ جب کافر نیک کام کرے اور پہر مسلمان ہوجاوے
تو اسلام کی حالت میں اسکے ساتھ فائدہ پاتا ہے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے اسکو تجربے نیکی کے
کام پر پس نہیں محتاج ہو طرف کوشش جدید کی پس ثواب پاتا ہے ساتھ فضل اللہ کے اس چیز سے کہ
پہلے گذری ساتھ واسطے فائدہ مند ہونے اسکے کے ساتھ اسکے بعد اسلام اپنے کی اور تحقیق گذر چکی ہے بیچ
کتاب الزکوۃ میں (فتح) **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي
أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ وَأَعْتَقَ مِائَةَ
رَقَبَةٍ قَالَ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ
كُنْتُ أَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا يَعْنِي أَتَبَرَّرُ بِهَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ ترجمہ عروہ بن زبیر رضہ سے روایت ہے کہ حکیم بن

حزام نے کفر کی حالت مین سو غلام آزاد کیا اور سو اونٹ پر سوار کیا یعنے سواری کے واسطے لوگون کو
دیا پہر جب مسلمان ہوا تو سو اونٹ پر سوار کیا اور سو غلام آزاد کیا حکیم نے کہا کہ پہر مین نے یہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے پوچہا سو مین نے کہا کہ یا حضرت خبر دو مجہکو ان چیزون سے جنکو مین کفر کی حالت مین
کیا کرتا تہا کہ مین اُنکے ساتہ عبادت کیا کرتا تہا یعنے اُنکے ساتہ خدا سے تقرب ڈہونڈہتا تہا تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجہ سے پہلے ہوئی **باب** مَنْ مَلَكَ
مِنَ الْعَرَبِ رَقِيْقًا فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدٰى وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ باب ہے بیان مین اُس شخص
کے جو مالک ہو عرب سے غلام کو پس ہبہ کرے اور بیچے اور جماع کرے ساتہ اُسکے اور بدلہ لے اور قید کرے
بال بچون کو یعنے یہ سب تصرفات جائز ہین اسمین کچہ ڈر نہین **ف** یہ باب معقود ہے واسطے بیان کرنے
خلاف کے بیچ غلام بنانے عربی لوگون کے یعنے عربی لوگون کو غلام بنانا جائز ہے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اور جمہور
اسپر ہین کہ جب عربی قید ہو جاوے تو اُسکو غلام بنانا جائز ہے اور جب نکاح کرے عربی کسی لونڈی سے
ساتہ شرط اُسکی کے تو اسکی اولاد غلام ہوگی اور اوزاعی اور ثوری اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ لازم ہے لونڈی
کے مالک پر قیمت کرنی اولاد کی اور لازم ہے اُسکے باپ پر ادا کرنا اُسکی قیمت کا اور اولاد ہرگز غلام نہین
ہوگی اور تحقیق میل کی ہے بخاری نے طرف جواز کی اور وارد کیا حدیثون کو جو اسپر دلالت کرتی ہین (فتح)
وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا
حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنے اور باب
ہے بیچ بیان اس آیت کے کہ اللہ نے بیان کی ایک مثال ایک بندہ پرایا مال نہین مقدور رکہتا کسی چیز پر اور
ایک اور ایک جسکو ہمنے روزی دی اپنی طرف سے خاص روزی سو وہ خرچ کرتا ہے اسمین سے چہپے اور
کہلے کہین برابر ہوتے ہین سب تعریف اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ نہین جانتے **ف** ابن منیر نے کہا
کہ مناسبت آیت کی واسطے باب کے اس جہت سے ہے کہ خدا نے عبد مملوک مطلق بیان فرمایا ہے اور نہین قید
کیا اُسکو ساتہ ہونے اُسکے عجمی یعنے غیر عربی پس دلالت کی اُس نے اسپر کہ نہین فرق ہے اسمین درمیان
عربی اور عجمی کے اور ابن بطال نے کہا کہ استدلال کیا ہے بعض لوگون نے اس آیت سے کہ غلام مالک
نہین ہوتا اور اس استدلال مین شبہ ہے اسواسطے کہ وہ نکرہ ہے اثبات کے سیاق مین واقع ہوا ہے پس
نہین عموم ہے واسطے اُسکے اور قتادہ نے ذکر کیا ہے کہ مراد ساتہ اُسکے خاص کافر ہے ہان جمہور کا یہ
مذہب ہے کہ وہ کسی چیز کا مالک نہین ہوتا اور حجت پکڑی ہے انہون نے ساتہ حدیث ابن عمرؓ کے جسکا ذکر شرب
وغیرہ مین گذر چکا ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ وہ مالک ہوتا ہے یہ قول عمر وغیرہ سے مروی ہے اور

مالک کا قول مختلف ہے پس کہا اُس نے کہ جو غلام بیچے اور اُسکے واسطے مال ہو تو اسکا مال بائع کے واسطے ہی مگر ساتھ شرط کے اور کہا اُس نے اسکے حق مین جو آزاد کرے غلام کو اور اسکے واسطے مال ہو پس تحقیق مال غلام کے واسطے ہی مگر ساتھ شرط کے اور دلیل اسکی بیع مین حدیث اسکی نافع سے ہی جو مذکور ہے اور وہ اسمین نص ہے اور دلیل اسکی عتق مین وہ حدیث ہی جو ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ جو غلام آزاد کرے تو غلام کا مال اسکے واسطے ہی مگر یہ کہ اسکا مالک اسکو خاص کرے مین کہتا ہون کہ یہ حدیث اصحاب سنن نے روایت کی ہی ساتھ اسناد صحیح کے اور فرق کیا ہے بعض اصحاب مالک نے ساتھ اسکے کہ اصل یہ ہے کہ وہ مالک نہین ہوتا لیکن چونکہ تہا آزاد کرنا صورت احسان کی تو مناسب ہوا یہ کہ نہ کہینچی جاوے اُس سے وہ چیز کہ اُسکے ہاتھ مین ہے واسطے کامل کرنے احسان کے اور اسی واسطے مشروع ہوئی مکاتبت اور جائز ہوا اسکو یہ کہ کما دے اور اپنے مالک کی طرف ادا کرے اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ عتق کی صورت میں اپنے مال کا مالک ہے تو نہ بے پرواہ کرتا یہ اُس سے کسی چیز کو واللہ اعلم (فتح) **حدثنا** ابن ابی مریم انا اللیث حدثنی عقیل عن ابن شہاب ذکر عروۃ ان مروان والمسور بن مخرمۃ اخبراہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام حین جاءہ وفد ھوازن فسألوہ ان یرد الیھم اموالھم وسبیھم فقال ان معی من ترون واحب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما المال واما السبی وقد کنت استانیت بھم وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتظرھم بضع عشرۃ لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لھم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر راد الیھم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم قد جاؤنا تائبین وانی رایت ان ارد الیھم سبیھم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ومن احب ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیء اللہ علینا فلیفعل فقال الناس طیبنا لک قال انا لا ندری من اذن منکم ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاءکم فرجع الناس فکلمھم عرفاؤھم ثم رجعوا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبروہ انھم طیبوہ واذنوا فھذا الذی بلغنا عن سبی ھوازن وقال انس قال عباس للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فادیت نفسی وفادیت عقیلا **ترجمہ** مروان اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہی کہ جب قوم ہوازن کے ایلچی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس مسلمان ہو کر آئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمارا مال اور قیدی ہمکو پہیر دیجیے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے یعنے خطبہ پڑہا سو فرمایا کہ میرے

ساتھ وہ شخص ہین جو تم دیکھتے ہو یعنے اصحاب کا حق انکے ساتھ متعلق ہوا ہے اور بہت پیاری میرے نزدیک وہ
بات ہے جو بہت سچی ہو سو ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال یعنے دو نو چیزین تمکو نہین ملین گی اور تحقیق
تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ اوپر دس راتین انکی انتظار کی تھی جبکہ طائف سے
پلٹے سو جب انکو ظاہر ہوا کہ تحقیق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہین پھیرنے والے ہین طرف انکی مگر ایک دو
چیزون کی تو انہون نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگون مین کھڑے
ہوئے پس تعریف کی اللہ کی ساتھ اس چیز کے کہ اسکو لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد و صلوٰۃ کے بعد بات یہ ہے کہ
تمہارے بھائی آئے توبہ کرکے یعنے مسلمان ہوئے ہین اور البتہ مین نے مناسب جانا ہے کہ انکے جورو لڑکے
جو قیدی ہین انکو پھیر دین سو جو شخص تم سے چاہے کہ خوشی سے پھیرے تو چاہئے کہ پھیر عمل کرے یعنی اپنے
حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم مین سے چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہانتک کہ ہم اسکو
بدلہ دین اس مال سے جو اول خدا ہمکو عنایت کرے تو چاہیے کہ کرے یعنے اپنا حصہ خوشی سے دیوے تو بہتر
ہے اور اگر دینا منظور نہ ہو تو ہمکو بطور قرض کے دیوے ہم اسکو اور جگہ سے بدلہ دیوینگے سو لوگون نے کہا
کہ ہم خوش ہوئے ساتھ اسکے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ تم لوگون مین سے
کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہین دی سو تم پلٹ جاؤ تاکہ تمہارے چودھری تمہارا حال ہم سے
ظاہر کرین سو لوگ پلٹ گئے سو انکے چودھریون نے انسے کلام کیا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر کر
آئے اور آپ کو خبر دی کہ تحقیق وہ راضی ہوئے ہین ساتھ اسکے اور اجازت دی قیدیون کے پھیر دینے
کی پس یہ ہے جو کہ پہونچا ہمکو ہوازن کے قیدیون کے حال سے اور انس رضہ نے کہا کہ عباس رضہ نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہا کہ مین نے اپنی جان کا بدلہ دیا اور عقیل کا بدلہ دیا **ف** قصہ ہوازن کی پوری شرح
کتاب المغازی مین آوے گی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدیون کا غلام بنانا اور انکا ہبہ کرنا درست ہے
وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِیْقٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ
کَتَبْتُ اِلٰی نَافِعٍ فَکَتَبَ اِلَیَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَغَارَ عَلٰی بَنِی الْمُصْطَلِقِ وَھُمْ
غَارُّوْنَ وَاَنْعَامُھُمْ تُسْقٰی عَلَی الْمَآءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَھُمْ وَسَبٰی ذَرَارِیَّھُمْ وَاَصَابَ یَوْمَئِذٍ
جُوَیْرِیَۃَ حَدَّثَنِیْ بِہٖ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَکَانَ فِیْ ذٰلِکَ الْجَیْشِ **ترجمہ** نافع رضہ سے روایت ہے کہ لوٹ
کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی مصطلق پر اور حالانکہ وہ غافل تھے اور انکے چارپائے جو پانی پلائے جاتے
تھے پانی پر سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے لڑنے والون کو قتل کیا یعنے بالغ مردون کو اور انکے جورو
لڑکون کو قید کیا اور پہونچے اس دن جویریہ کو حدیث بیان کی مجھ سے ابن عمر نے ساتھ اسکے اور وہ اس لشکر

میں تعیبے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عربی لوگون کی اولاد کو قید کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

حدثنا عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن ربیعۃ بن ابی عبد الرحمن عن محمد بن یحیی بن حبان عن ابن محیریز قال رأیت ابا سعید فسألتہ فقال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ بنی مصطلق فاصبنا سبیا من سبی العرب فاشتہینا النساء فاشتدت علینا العزبۃ فاحببنا العزل فسألنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما علیکم الا تفعلوا ما من نسمۃ کائنۃ الی یوم القیمۃ الا وہی کائنۃ **ترجمہ** ابو سعید سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی مصطلق کے جنگ مین نکلے پس پائے ہمنے قیدی عرب کے قیدیون سے یعنے لونڈی غلام پکڑ لائے پس خواہش کی ہمنے عورتون کی اور دشوار ہوا ہمپر مجرد رہنا اور چاہا ہمنے عزل کو یعنے لونڈیون سے بخوف حمل رہنے کے تو ہم نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین نقصان تمکو یہ کہ نہ کرو عزل کو کوئی جان پیدا ہونے والی قیامت تک نہین مگر کہ وہ اس جہان مین پیدا ہونے والی ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدی لونڈی سے صحبت کرنی جائز ہے اور فدیہ بھی ثابت ہوا

حدثنا زہیر بن حرب ثنا جریر عن عمارۃ بن القعقاع عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ قال لا ازال احب بنی تمیم **ح** وحدثنی ابن سلام انا جریر بن عبد الحمید عن المغیرۃ عن الحارث عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ وعن عمارۃ بن القعقاع عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ قال ما زلت احب بنی تمیم منذ ثلث سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فیہم سمعتہ یقول ہم اشد امتی علی الدجال قال وجاءت صدقاتہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ صدقات قومنا وکانت سبیۃ منہم عند عائشۃ فقال اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہمیشہ تہا مین دوست رکھتا بنی تمیم کو جب سے کہ مین نے تین چیزین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی کہ انکے حق مین فرماتے تھے مین نے آپ سے سنا فرماتے تھے کہ میری امت مین وے نہایت سخت ہین دجال پر یعنے جب دجال نکلے گا تو بنی تمیم کی قوم پر اسکا قابو نہ چلے گا اور انکے صدقے آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صدقے ہماری قوم کے ہین اور عائشہ رضہ کے پاس انمین سے ایک قیدی تھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو آزاد کر دے کہ وہ اسماعیلؑ کی اولاد سے ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدیون کو بیچنا جائز ہے اسواسطے کہ اسکے بعض طریقون مین آچکا ہے کہ اسکو خرید کر آزاد کر دے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی تمیم کو اپنی قوم اسواسطے

فرمایا کہ وے مضر کی اولاد ہین اور مضر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد ہین اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو خرید کر آزاد کر دے تو اسمین دلیل ہے واسطے جمہور کے بیچ صحیح ہونے ملک عربی کے یعنے عربی پر مالک ہونا صحیح ہے اگرچہ فضل آزاد کرنا اسکا ہے جو غلام بنایا جاوے اسمین سے اور اسی واسطے کہا عمر رضہ نے کہ عار کی بات ہے یہ کہ مالک ہووے مرد اپنی پھوپھی کی بیٹی اور بیٹے کا اور ابن منیر نے کہا کہ ضرور ہے اس مسئلہ مین تفصیل کرنی پس اگر ہو عربی مثلا حضرت فاطمہ رض کی اولاد سے اور نکاح کرے لونڈی سے ساتھ شرط اُسکی کے تو البتہ بعید جانتے ہین ہم غلام بنانا اولاد اُسکی کا اور اس حدیث مین فضیلت ظاہر ہے واسطے بنی تمیم کے اور کفر کی حالت مین انمین ایک جماعت سرداروں اور رئیسون کی تھی اور نیز اسمین خبر دینا ہے اُس چیز سے کہ آیندہ آویگی ان حالات سے جو اخیر زمانے مین ہونے والی ہین (فتح) **باب** فَضْلِ مَنْ أَدَّبَ جَارِيَتَهُ وَعَلَّمَهَا باب ہے بیان مین فضیلت اُس شخص کے جو اپنی لونڈی کو ادب سکھاوے اور علم پڑھاوے **حدثنا** اسحاق بن ابراہیم سمع محمد بن فضيل عن مطرف عن الشعبي عن ابي بردة عن ابي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كانت له جارية فعالها واحسن اليها ثم اعتقها وتزوجها كان له اجران ترجمہ ابو موسے رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے پاس لونڈی ہو پس خرچ کرے اُسپر اور نیکی کرے ساتھ اُسکے پھر آزاد کرے اُسکو اور نکاح کرے تو اُسکو دو ثواب ہے **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح مین آویگی **باب** قول النبي صلى الله عليه وسلم العبيد اخوانكم فاطعموهم مما تاكلون باب ہے بیان مین قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ غلام تمہارے بھائی ہین سو کھلاؤ انکو اس چیز سے کہ تم کھاتے ہو **ف** اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ پہناؤ اُنکو اس چیز سے کہ تم پہنتے ہو وقول الله تعالى واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا وبذي القربى واليتامى والمساكين الى قوله مختالا فخورا یعنے اور بیان اس آیت کا کہ بندگی کرو اللہ کی اور مت ملاؤ اُسکے ساتھ کسی کو اور ماں باپ سے نیکی کرو اور قرابت والے سے اور یتیمون سے اور فقیرون سے اور ہمسائے قریب سے اور ہمسائے اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے اور اپنی لونڈی غلامون سے اللہ کو خوش نہین آتا جو کوئی ہو اترانا بڑائی کرتا امام بخاری نے کہا کہ ذے القربے کے معنے قرابت والا ہے یعنے قرابت والا اور جنب کے معنے غریب ہین اور جار الجنب کے معنے سفر کا ساتھی ہے **ف** اور مراد ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے اس جگہ یہ قول ہے اور احسان کرنا اپنی لونڈی غلامون سے پس داخل ہوئے ان لوگون

کے ساتہ احسان کرنیکا حکم ہوا (فتح) **حدثنا** آدمُ بنُ اَبی اِیَاسٍ ثنا شعبةُ ثنا واصلُ الاحدبُ قال سمعتُ المعرورَ بنَ سُوَیدٍ قال رأیتُ اَبَا ذرٍ الغفاریَّ وعلیہِ حُلَّةٌ وَ علی غلامِہِ حُلَّةٌ فسألناہُ عن ذلِکَ فقال اِنّی سابَبتُ رجلًا فشکانی اِلی النبیِّ صلی اللّٰہ علیہِ وسلَّم اَعَیَّرتَہُ بِاُمِّہِ ثُمَّ قال اِنَّ اِخوانکم خَوَلُکم جعلَہم اللّٰہُ تحتَ اَیدیکم فمن کان اَخوہُ تحتَ یدِہِ فلیُطعِمہُ مِمَّا یَأکُلُ ولیُلبِسہُ مِمَّا یَلبَسُ ولا تُکلِّفوہم ما یَغلِبُہم فاِن کلَّفتُموہم ما یَغلِبُہم فاَعِینوہم **ترجمہ** معرور بن سوید سے روایت ہی کہ مینے ابوذر غفاری کو دیکھا اور انپر حلہ تہا یعنے چادر اور تہ بند اور اُسکے غلام پر بہی حلہ تہا سو ہم نے اُن سے اسکا سبب پوچہا تو ابوذر نے کہا کہ مینے ایک مرد کو گالی دی تہی تو اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس میری شکایت کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجہکو فرمایا کہ کیا تونے اسکو مان کی گالی دی پہر فرمایا کہ مقرر تمہارے غلام تمہارے بہائی ہین یعنے آدمؑ کی اولاد ہین خدا نے انکو تمہارے ہاتہ کے نیچے ڈالا ہے یعنی انکا مالک کیا ہے سو جسکا بہائی جسکا غلام ہو تو چاہیے کہ کہلاوے اسکو جو آپ کہاتا ہو اور پہناوے اسکو جو آپ پہنتا ہو اور نہ تکلیف دو انکو اُس چیز کی کہ انپر غالب آوے پس اگر تکلیف دو انکو اُسچیز کی کہ انپر غالب آوے یعنے بہارے کام تبلاؤ تو خود بہی انکی مدد کرو **ف** یہ جو فرمایا کہ پس کہلاوے اسکو جو آپ کہاتا ہو تو مراد جنس اُس چیز کی ہے جو کہاتا ہے واسطے تبعیض کے جیسے مِن دلالت کرتا ہے اور تائید کرتی ہے اسکو حدیث ابوہریرہؓ کی جو دو بابون کے بعد آتی ہے کہ اگر اسکو اپنے ساتہ نہ بٹہاوے تو چاہیے کہ اسکو ایک لقمہ دے پس مراد سلوک کرنا ہے نہ برابری کرنا ہر طرح سے لیکن جو اس کام کو لے مثل ابوذر کی تو برابری کرے اور یہ افضل ہے پس نہ مقدم کرے مرد اپنے عیال پر اس سے اگرچہ جائز ہے اور مسلم مین ابوہریرہؓ سے مرفوع روایت ہی کہ غلام کے واسطے کہانا کپڑا ہے موافق دستور کے اور نہ تکلیف دیا جاوے بہارے کام کی جسکی طاقت نہ رکہتا ہو اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے رد کو بیچ اُسکے طرف رواج کی اور جو اُسپر زیادہ کرے تو وہ مستحب ہے اور یہ جو فرمایا کہ نہ تکلیف دو انکو اس کام کی جو انپر غالب ہو یعنے وہ کام کہ اُسکے کرنے سے عاجز ہون واسطے بڑے ہونے اُسکے یا دشوار ہونے اُسکے کی اور تکلیف اٹہانا نفس کا ہے ایک چیز کو کہ اُسکے ساتہ مشقت ہو اور بعضے کہتے ہین وہ حکم کرنا اس چیز کا ہے جو مشکل ہو پس اگر تکلیف دو انکو تو مراد یہ ہے کہ تکلیف دیا جاوے غلام ساتہ جنس اُسچیز کے کہ قدرت پائی جاتی ہے اُسپر پس اگر تنہا اسکی طاقت رکہی نہین تو مدد دے اسمین اپنے غیر سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منع ہے گالی دینا غلام کو اور عیب لگانا انکو ساتہ مان باپ کے اور

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اسمین رغبت دلانا ہے انکے ساتھ احسان کرنے پر اور ملحق ہے ساتھ غلام کے جو اسکے معنے مین ہو مانند مزدور وغیرہ کی اور اسمین عدم ترفع ہے مسلمان پر اور نہ حقارت کرنی واسطے اسکے اور اسمین محافظت ہے نیک بات تبلانے پر اور بُرے کام سے روکنے پر اور بولنا اخ کا غلام پر پس اگر مراد قرابت ہو تو یہ بطور مجاز کے ہو واسطے منسوب ہونے کل کے طرف آدم علیہ السلام کی یا مراد اخوت اسلام کی ہے اور ہوگا غلام کافر بطریق تبع کے یا خاص ہے حکم ساتھ مسلمان کے (فتح) **باب** العبد اذا احسن عبادۃ ربہ عزوجل ونصح سیدہ غلام جب اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مالک کی خیرخواہی کرے **ف** یعنے بیان فضیلت اسکی کا یا ثواب اسکا (فتح) **حدثنا** عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العبد اذا نصح سیدہ واحسن عبادۃ ربہ عزوجل کان لہ اجرہ مرتین **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلام جب اپنے مالک کی خیرخواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے تو اسکو دوہرا ثواب ہے **ف** یہ حدیث صریح ہے اسمین کہ جو یہ کام کرے اسکو دوہرا ثواب ہے **حدثنا** محمد بن کثیر انا سفیان عن صالح عن الشعبی عن ابی بردۃ عن ابی موسی الاشعری قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل کانت لہ جاریۃ ادبہا فاحسن تعلیمہا واعتقہا و زوجہا فلہ اجران وایما عبد ادی حق اللہ وحق موالیہ فلہ اجران **ترجمہ** ابو موسے رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مرد کے پاس لونڈی ہو کہ اسکو ادب سکہاوے پس اچھی طرح اسکو ادب سکہاوے اور اسکو آزاد کرے پھر اسکے بعد اس سے نکاح کرے تو اسکو دوہرا ثواب ہے اور جو غلام کہ خدا کا حق اور اپنے مالکون کا حق ادا کرے تو اسکو بھی دوہرا ثواب ہے **ف** یہ حدیث کتاب الایمان مین اس لفظ کے ساتھ گذر چکی ہے کہ تین آدمی ہین کہ انکو دوہرا ثواب ملیگا سو اسمین ایماندار اہل کتاب کو بھی ذکر کیا **حدثنا** بشر بن محمد انا عبد اللہ انا یونس عن الزہری سمعت سعید بن المسیب یقول قال ابو ہریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعبد المملوک الصالح اجران والذی نفسی بیدہ لولا الجہاد فی سبیل اللہ والحج وبر امی لاحببت ان اموت وانا مملوک **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلام مملوک نیک بخت کو واسطے دوہرا ثواب ہے قسم ہے اس ذات کی جسکے قابو مین میری جان ہے کہ اگر خدا کے راہ مین جہاد کرنا اور حج کرنا اور مان کے ساتھ بھلائی کرنا نہ ہوتا تو مین دوست رکھتا اس بات کو کہ مرون مین اس حال مین کہ غلام ہون **ف** اسم صلاح کا

شامل ہے پہلے دو شرطون کو اور وہ اچھی طرح عبادت کرنا ہے اور مالک کی خیر خواہی کرنا ہے اور مالک کی
خیر خواہی شامل ہے ادا کرنے حق اسکے کو خدمت وغیرہ سے اور ظاہر اس سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
جملے آخر تک مرفوع ہین اور اسی پر جاری ہوا ہے خطابی یعنے یہ سب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے
پس کہا اس نے کہ جائز ہے واسطے اللہ کے یہ کہ امتحان کرے اپنے پیغمبرون کو اور برگزیدون کو ساتھ
غلامی کے جیسا کہ امتحان کیا یوسف کو اور جزم کیا ہے داؤدی اور ابن بطال وغیرہ نے کہ یہ کلام حدیث
مین مدرج ہے یعنے ابوہریرہ رض کا قول ہے اور دلالت کرتا ہے من حیث المعنے قول اسکا و بر امی اس
واسطے کہ اس وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مان نہ تھی کہ اسکے ساتھ بھلائی کرتے اور توجیہ کی ہے
اسکی کرمانی نے باین طور کہ مراد ساتھ اسکے تعلیم امت کی ہے اور وارد کیا ہے اسکو ساتھ فرض کرنے حیاتی
اسکی کے یا مراد وہ مان ہے جس نے آپ کو دودہ پلایا تہا اور نوبت ہوئی کرمانی سے تنصیص یعنے تنصیص
اسکو نہ ملی اور تحقیق سے تفصیل کی ہے اسکی اسماعیلی نے ساتھ اس لفظ کے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے
قابو مین ابوہریرہ کی جان ہے اور اسی طرح روایت کیا ہے اسکو مسلم اور بخاری وغیرہ نے اور مسلم کی
ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ پہونچی ہمکو یہ بات کہ ابوہریرہ رض حج نہ کرتے تھے یہان تک کہ انکی مان مرگئی
واسطے صحبت اسکی کے اور ایک روایت مین ہے کہ ابوہریرہ رض کہتے تھے کہ اگر دو امر نہ ہوتے تو مین دوست
رکھتا یہ کہ مرون غلام ہو کر پس معلوم ہوا کہ یہ کلام ابوہریرہ رض کے اجتہاد سے ہی پہر استدلال کیا اس نے واسطے
اسکے ساتھ مرفوع کے اور سوای اسکے نہین کہ خاص کیا ابوہریرہ رض نے ان چیزون کو اس واسطے کہ جہاد اور
حج بہن مالک کی اجازت شرط ہے اور اسی طرح نیکی کرے ساتھ مان کے پس کبہی حاجت پڑتی ہے اس
مین طرف اجازت سردار کی بعض وجوہ مین بخلاف باقی عبادتون بدنیہ کے اور نہین تعرض کیا واسطے
عبادات مالیہ کے یا تو اسواسطے کہ اس وقت اسکے پاس مال نہ تہا اور یا اسواسطے کہ وہ دیکہتے تھے کہ جائز
ہے واسطے غلام کے یہ کہ تصرف کرے اپنے مال مین بغیر اجازت اپنے مالک کے ابن عبد البر نے کہا کہ معنے اس
حدیث کے میرے نزدیک یہ ہین کہ جب غلام پر دو امر واجب جمع ہوئے طاعت رب اپنے کی عبادت مین اور
طاعت مالک اپنے کی معروف مین پس ہر دونوں کے ساتھ قائم ہوا تو اسکو دوگنا ثواب ہوگا ثواب مطیع کا
واسطے طاعت اپنی کے اسواسطے کہ تحقیق برابری کی اسکو اللہ کی عبادت مین اور فضیلت دیا گیا اس
پر ساتھ طاعت اس شخص کے کہ حکم کیا اسکو اللہ نے ساتھ اسکے اور مین اسجگہ سے کہتا ہون کہ جسپر دو فرض
ہون پس ادا کرے انکو تو افضل ہے اس شخص سے جس پر صرف ایک فرض ہے پس ادا کیا اسکو مانند
اس شخص کی کہ واجب ہوا اسپر نماز اور زکوۃ پس قائم ہو ساتھ دونوں کے تو وہ افضل ہے اس شخص سے جس پر

فقط نماز فرض ہے اور مقتضی اسکا یہ ہے کہ جب بہت فرض جمع ہون اور انمین کسی فرض کو ادا نہ کرے
تو اسکا گناہ اکثر ہے گناہ اُس شخص کے سے کہ نہین واجب ہے اسپر مگر بعض فرض (انتہی ملخصا) اور ظاہر یہ ہے کہ
زیادہ فضیلت واسطے غلام موصوف بالصفۃ کے واسطے اس چیز کے ہے کہ داخل ہوتی ہے اسپر مشقت
غلامی سے نہین تو اگر دوگنا ثواب بسبب اختلاف عمل کے ہوتا تو نہ خاص ہوتا غلام ساتھ اُسکے اور
ابن تین نے کہا کہ ہر عمل کہ وہ اسکو کرتا ہے اسکے واسطے دوگنا کیا جاتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سبب
دوگنے ہونے ثواب کا یہ ہے کہ اُس نے اپنے مالک کے واسطے زیادہ خیر خواہی کی اور اپنے رب کی عبادت
مین احسان پس ہوگا واسطے اُسکے ثواب دو واجبون کا اور ثواب زیادتی کا اُن دونو پر اور ظاہر اسکے
خلاف ہے اور اُس نے بیان کیا اسکو تاکہ نہ گمان کرے گمان کرنے والا کہ اسکو عبادت پر ثواب نہین اور
جو دعوے کیا ہے اُس نے کہ یہ ظاہر ہے نہین منافی ہے اسکو جسکو نقل کیا ہے اس سے پہلے پس اگر کہا جاوے
کہ لازم آتا ہے اس سے یہ کہ غلامون کا ثواب سردارون سے زیادہ ہے تو جواب دیا ہے کرمانی نے باین
طور کہ اس مین کوئی ڈر نہین یا ہوگا ثواب اُسکا دوگنا اس جہت سے اور کبھی ہوتی ہین واسطے سردار کے
اور جہتین کہ مستحق ہوتا ہے ساتھ اُنکے کئی گنا زیادہ ثواب کو غلام سے یا مراد یہ ہے کہ جو غلام دونو حق
ادا کرے اسکو ترجیح ہے اُسپر جو فقط ایک حق ادا کرے اور احتمال ہے کہ ہو دوگنا ہونا ثواب کا خاص
ساتھ اُس عمل کے کہ متحد ہے اُسمین طاعت اللہ کی اور طاعت مالک کی پس ایک عمل کرتا ہے اور دو
اعتبار سے اُسپر دوہرا ثواب دیا جاتا ہے اور اسپر جو عمل کہ اُسکی جہت مختلف ہو پس نہین اختصاص ہے
واسطے اُسکے ساتھ دوگنے ہونے ثواب کے بیچ اُسکے اپنے غیر پر آزاد لوگون سے واللہ اعلم یعنے بلکہ اُن
مین سب لوگون کو دوگنا ثواب ملتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُسکے اسپر کہ غلام پر نہ جہاد ہے
اور نہ حج ہے فی حال غلامی کے اگرچہ یہ اُس سے صحیح ہے (فتح) **حدثنا** اسحاق بن نصر ثنا ابو
اسامۃ عن الاعمش ثنا ابو صالح عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نعم
ما لاحدہم یحسن عبادۃ ربہ وینصح لسیدہ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر چیز ہے واسطے ایک کے غلامون مین سے کہ اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے اور
اپنے مالک کی خیر خواہی کرے **ف** اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ بہتر واسطے غلام کے یہ ہے
کہ مرے اس حال مین کہ اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو اور اسمین اشارت ہے کہ عمل خاتمون کے ساتھ ہین
(فتح) **باب** کراھیۃ التطاول علی الرقیق اپنے تئین اپنے غلام پر بہت بڑا جاننا مکروہ ہے **ف**
اور مراد اس سے حد سے بڑھ جانا ہے اور مراد کراہت سے کراہت تنزیہی ہے (فتح) اور احتمال ہے۔

مثلاً ول سے درازدستی ہو خدمات شاقہ پر یہانتک کہ اُس سے خدا کا حق بھی آسانی سے ادا نہ ہوسکے (ف)
وَقَوْلِهِ عَبْدِي وَاَمَتِي یعنے اور مکروہ ہونا اس قول کا کہ مالک کہے کہ غلام میرا اور لونڈی میری ف
یعنے بغیر تحریم کے یعنے مالک کو یہ کہنا مکروہ ہے حرام نہین اسی واسطے شہادت کی اُس نے واسطے
جواز کے ساتھ اس آیت کی اور نیکوکارون کو اپنے غلامون سے اور لونڈیون سے اور ساتھ غیر اسکے
کے آیتون اور حدیثون سے جو دلالت کرتی ہین جائز ہونے پر پھر اُنکے پیچھے وہ حدیث لایا جو نہی
پر دلالت کرتی ہے اور اتفاق کیا ہے علما نے اسپر کہ جو نہی اس باب مین وارد ہوئی ہے وہ نہی
تنزیہی ہے یہان تک کہ اہل ظاہر بھی اُسکے ساتھ قائل ہین مگر جو ذکر کرینگے ہم اُسکو ابن بطال سے
بیچ لفظ مین (فتح) وَقَوْلِ اللهِ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَاۤئِكُمْ یعنے اور خدا تعالے نے
فرمایا کہ اور بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہاری غلام اور لونڈیان سے وَقَالَ عَبْدًا
مَمْلُوْكًا یعنے اور سورہ نحل مین فرمایا کہ غلام پرایا وَاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ یعنے اور سورہ یوسف
مین فرمایا کہ دونون نے عورت کی خاوند کو دروازے کے پاس پایا وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ
یعنے خدا تعالے نے فرمایا کہ اپنی لونڈیون مسلمانون سے وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ یعنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُٹھ کھڑے ہو اپنے سردار کی
طرف وَاذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ يَعْنِيْ عِنْدَ سَيِّدِكَ یعنے اور یوسف علیہ السلام فرمایا کہ یاد کر
مجھکو اپنے رب پاس یعنے اپنے سردار پاس ف اس سے معلوم ہوا کہ جب آزاد کے واسطے اپنی
آقا کو سید کہنا درست ہو تو غلام کے واسطے اپنے مالک کو سید کہنا بطریق اولے درست ہوگا۔
اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ مخلوق کو سید کہنا منع ہے اور ممکن ہے کہ حمل کیا جاوے غیر مالک
پر یعنے مالک کو سید کہنا درست ہے اور غیر مالک کو سید کہنا منع ہے اور بعضے اکابر علما اس تطبیق
کو لیتے تھے اور برا جانتے تھے کہ خطاب کیا جاوے کسی کو ساتھ لفظ اپنے کے یا لکھنے اپنے کے ساتھ سید
کے اور جب مخاطب متقی نہ ہو تو یہ زیادہ تر مؤکد ہے (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهٗ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ
مَرَّتَيْنِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غلام اپنے مالک
کی خیرخواہی کرے اور اپنے خدا کی اچھی عبادت کرے تو اسکو دوہرا ثواب ہوگا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ
حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الْمَمْلُوْكُ الَّذِيْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَيُؤَدِّيْ اِلٰى سَيِّدِهِ الَّذِيْ لَهٗ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيْحَةِ

وَالطَّاعَةِ اَجْرَانِ ترجمہ ابوموسے سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غلام کہ اپنے رب
کی اچھی عبادت کرے اور ادا کرے طرف سردار اپنے کی جو اسپر ہے حق سے اور خیرخواہی سے اور کہا مانے
اسے تو اسکو دوہرا ثواب ہے ف اور غرض ان دونو حدیثون سے یہ لفظ ہے کہ جب اپنے سید کی خیرخواہی کرے
اور اپنی سید کی طرف اسکا حق ادا کرے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ اپنے مالک کو سیّد کہنا درست ہے (فتح) حَدَّثَنَا
مُحَمَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ اِسْقِ رَبَّكَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَ
مَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ عَبْدِي اَمَتِي وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلَامِي ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت
ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کہے کوئی کہ اپنے رب کو کہانا کہلا اپنے رب کو وضو کرا اپنے رب
کو پانی پلا اور چاہیے کہ کہے سیدی ومولائی یعنے میرا سردار اور میرا آقا اور نہ کہے کوئی عبدی وامتی یعنے بندہ
میرا اور لونڈی میری اور چاہیے کہ کہے جوان مرد میرا اور جوان عورت میری اور غلام میرا ف اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ منع ہے واسطے غلام کے یہ کہ کہے اپنے مالک کو رب میرا اور اسی طرح اسکے غیر کو بھی منع ہے
بس نہ کہے کوئی رب تیرا اور داخل ہے اسمین یہ کہ کہے اسکو سردار نفس اپنے سے بس تحقیق وہ کبھی کہتا ہے کہ
اپنے رب کو پانی پلا بس رکہتا ہے ظاہر کو جگہ ضمیر کی بطور تعظیم کی واسطے نفس اپنے کی اور سبب نہی کا یہ ہے کہ
حقیقت ربوبیت کی واسطے اللہ تعالے کی ہے اسواسطے کہ رب وہی مالک ہے اور قائم ساتھ شئے کی بس پائی جائیگی
حقیقت اسکی مگر واسطے اللہ تعالے کے خطابی نے کہا کہ سبب منع کا یہ ہے کہ انسان پالا گیا ہی متعبد ہے ساتھ اخلاص
توحید کے واسطے اللہ تعالے کی اور ترک کرنے شرک کے ساتھ اسکے پس مکروہ ہے اسکو مشابہت کرنی اسم مین تاکہ
نہ داخل ہووے بیچ معنے شرک کے اور نہین فرق ہے اسمین درمیان آزاد اور غلام کے اور اوپر جس چیز پر عبادت
کرنی لازم نہین مانند باقی حیوانون کی اور بے جان چیزون کی تو نہین مکروہ ہے بولنا اسکا اسپر وقت نسبت
کرنے کی مانند قول اسکے کی رب ہی گھر کا اور رب ہے کپڑے کا یعنے اس طرح کہنا درست ہی اور ابن بطال نے
کہا کہ اللہ تعالے کی سوا کسی کو رب کہنا درست نہین جیسا کہ کسی کو اللہ کہنا درست نہین لیکن اور جو چیز کہ اللہ
کے ساتھ خاص ہے بولنا رب کا سے بغیر نسبت کرنے کی پس جائز ہے بولنا اسکا جیسا کہ خدا تعالے کی قول
مین ہے بطور حکایت کی یوسف سے اُذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ اور قول اسکا اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ اور قول
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیچ نشانیون قیامت کی اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا پس دلالت کی اس نے کہ نہی اس
مین محمول ہے اطلاق پر اور احتمال ہے کہ ہو نہی واسطے تنزیہ کے اور جو وارد ہوا ہے اس سے پس واسطے بیان
جواز کے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ مخصوص ہے ساتھ غیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے نبی کو اسطرح کہنا منع نہین

اللہ نہین وارد ہوتا جو کچھ کہ قرآن مین ہے یا مراد یہ ہے کہ اسکی کثرت نہ کرے اللہ اس لفظ کی عادت نہ ٹہیرا دے
اور یہ مراد نہین کہ کبھی کبھی ذکر کرنا بھی منع ہے اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ کہے سیدی و مولائی تو اس سے معلوم ہوا کہ
جائز ہے واسطے غلام کے یہ کہ اپنے مالک کو کہے سید قرطبی وغیرہ نے کہا کہ سوا اسکی نہین کہ فرق کیا گیا ہے
درمیان رب اور سید کے اسواسطے کہ رب کا لفظ بالاتفاق اللہ کے نامون مین سے ہے اور سید مین اختلاف ہے
اور قرآن مین وارد نہین ہوا کہ وہ اللہ کے نامون سے ہے پس اگر ہم کہین کہ وہ خدا کے نامون مین سے نہین تو
فرق ظاہر ہے اور کوئی التباس نہین اور اگر ہم کہین کہ وہ خدا کے نامون سے ہے تو نہین ہے شہرت
اور استعمال مین مانند لفظ رب کے پس اسکی ساتھ ہی فرق حاصل ہوگا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ سید اللہ ہے اور خطابی نے کہا کہ اسکو مطلق تو اسواسطے چھوڑا کہ مرجع سیادت کا طرف معنے
زیادت کی ہے اُس شخص پر جو اسکے ہاتھ کے نیچے ہے اور سیاست کے واسطے اسکی اور نیک تدبیر کرنے کے واسطے
اسکے اسی واسطے نام رکھا گیا ہے خاوند کا سید اور لیکن لفظ مولا کا پس کثیر التصرف ہے مختلف وجہون
مین ولی اور ناصر وغیرہ سے ولیکن نہین کہا جاتا سید اور مولا مطلق بغیر نسبت کرنے کے مگر اللہ تعالے
کی صفت مین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مولا کا بولنا بھی بندے پر جائز ہے اور مسلم کی ایک روایت مین ہے
کہ نہ کہے کوئی میرا مولا اسواسطے کہ تمہارا مولا اللہ ہے ولیکن چاہیے کہ کہے سیدی سو مسلم نے کہا کہ اسمین اعمش
راوی پر اختلاف ہے انہین سے بعضون نے اس زیادت کو ذکر کیا ہے اور بعضون نے ذکر نہین کیا عیاض نے
کہا کہ اصح حذف اسکا ہے اور قرطبی نے کہا کہ مشہور حذف ہونا اسکا ہے کہا کہ ہمنے ترجیح کی طرف اسواسطے
رجوع کیا ہے کہ دونو مین تعارض ہے اور تطبیق ممکن نہین اور تاریخ معلوم نہین اور مقتضی اس زیادت
کا یہ ہے کہ بولنا سید کا اسہل ہے اطلاق مولا سے اور وہ خلاف ہے مشہور بات کا اسواسطے کہ مولا بولا جاتا
ہے کئی وجہون پر بعضے انمین سے اسفل مین اور بعضے اعلے اور سید نہین بولا جاتا مگر اعلے پر پس ہوگا
اطلاق مولا کا اسہل اور اقرب طرف عدم کراہت کی اور احتمال ہے کہ مراد نہی اطلاق سے ہے یعنے لفظ
مطلق بغیر اضافت کے بولنا منع ہے کما تقدم من کلام الخطابی اور تائید کرتی ہے اسکی کلام کو حدیث ابن شخیر
کی جو مذکور ہوئی اور مالک سے روایت ہے کہ کراہت خاص ہے ساتھ ندا اور پکارنے کے پس مکروہ ہے یہ کہ کہے یا
سیدی اور غیر ندا مین مکروہ نہین اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ تم سب خدا کے بندے ہو اور تمہاری سب
عورتین خدا کی لونڈیاں ہین پس ارشاد کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طرف علت کی بیچ اسکے اس
واسطے کہ حقیقت عبودیت کا تو صرف خدا ہی مستحق ہے اور نیز اسواسطے کہ اسمین تعظیم ہے کہ نہین لائق ہے
ساتھ مخلوق کے استعمال کرنا اسکا واسطے جان اپنی کے خطابی نے کہا کہ معنے بیچ اس تمام کے راجع ہین طرف

برارۃ کی تکبر سے اور ملازم پکڑے ذلت اور عاجزی کے واسطے اللہ تعالےٰ کے اور یہی ہے جو لائق ہے ساتھ پرورش پائی ہوئے کے اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا کہے میری جاریہ پس رستا دکیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف اُس چیز کی جو ادا کرے معنے کو ساتھ سلامتی کے بڑائی سے اسواسطے کہ لفظ فتیٰ اور غلام کا نہیں دلالت کرتا ہے محض ملک پر مانند دلالت عبد کی پس تحقیق بہت ہی استعمال لفظ فتیٰ کا آزادین اور اسی طرح غلام اور جاریہ بھی نووی نے کہا کہ مراد ساتھ نہی کے وہ شخص ہے جو استعمال کرے اسکو بطور بڑائی کے نہ وہ جو تعریف کا ارادہ کرے لئیے اور اسکا محل وہ ہے جبکہ نہ حاصل ہو تعریف بدون اسکے بطور استعمال کے واسطے ادب کی لفظین جیسا کہ دلالت کرتی ہے اُسپر حدیث (فتح) **حدثنا** ابو النعمان ثنا جریر بن حازم عن نافع عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اعتق نصیبا لہ من العبد وکان لہ من المال ما یبلغ قیمتہ یقوم علیہ قیمۃ عدل و اعتق من مالہ والا فقد عتق منہ ما عتق ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور آزاد کرنے والے کے پاس اس قدر مال ہو کہ اسکی باقی قیمت کو پہونچے تو قیمت کیا جاوے غلام اُسپر قیمت انصاف کی اور آزاد کیا جاوے تمام غلام اسکے مال سے اور اگر اُسکے پاس مال نہ ہو تو پس تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنے اور شریکون کے حصے غلام رہینگے **ف** اور مراد یہان اُس سے اطلاق لفظ عبد کا ہے اور مناسبت اسکی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ اگر معتق کے مالدار ہونے کی حالت مین تمام غلام کے آزاد ہونے کے ساتھ حکم نہ کیا جاتا تو البتہ ہوتا وہ ساتھ اسکے اپنی تئین بڑا جاننے والا اُسپر (فتح) **حدثنا** مسدد ثنا یحییٰ عن عبید اللہ حدثنی نافع عن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کلکم راع و مسئول عن رعیتہ فالامیر الذی علی الناس راع علیہم و ہو مسئول عنہم والرجل راع علی اہل بیتہ وہو مسئول عنہم والمرأۃ راعیۃ علی بیت بعلہا وولدہ وہی مسئولۃ عنہم والعبد راع علی مال سیدہ وہو مسئول عنہ الا فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ ترجمہ عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگون مین ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جاویگا پس بادشاہ حاکم ہے سب لوگون پر تو وہ اُنسے پوچھا جاوے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے گہر اور جورو پر حاکم ہے تو وہ بھی اُنسے پوچھا جاویگا کہ اُس نے انکو نیک کام سکہایا اور برے کام سے روکا یا نہین اور عورت اپنے خاوند کے گہر اور اولاد کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جاوے گی کہ اُس نے اسکی خیر خواہی اور اُسکے مال کی حفاظت کی یا نہین اسی طرح غلام بھی اپنے آقا کے مال مین حاکم ہے اور وہ بھی پوچھا جاویگا کہ اُس نے اپنے آقا کے مال کی حفاظت

کی یا نہین خبردار ہو پس ہر ایک شخص تم مین حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جاویگا **ف** اور
غرض اس حدیث سے اس جگہ یہ قول اُسکا ہے کہ غلام اپنے آقا کے مال مین حاکم ہے پس تحقیق وہ اگر ہوگا
خیرخواہی کرنے والا واسطے اُسکے اسکی خدمت مین ادا کرنے والا واسطے اُسکے امانت کو تو مناسب ہے کہ
مدد کرے اسکی اور نہ بڑا جانے اپنے تئین اُسپر (فتح) **حدثنا** مالك بن اسمعيل ثنا سفين عن الزهري
ثني عبيد الله سمعت ابا هريرة وزيد بن خالد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا زنت
الامة فاجلدوها ثم اذا زنت فاجلدوها في الثالثة او الرابعة فبيعوها ولو بضفير **ترجمہ**
ابوہریرہؓ اور زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حرام کاری
کرے تو اسکو کوڑے مارو پھر اگر دوسری بار حرام کرے تو دوسری بار بھی اسکو کوڑے مارو پھر اگر تیسری بار بھی
حرام کرے تو تیسری بار یا چوتھی بار بھی اُسکو کوڑے مارو پھر بیچ ڈالو اُسکو اگرچہ بال کی رسی اُسکی قیمت ملے
ف اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود مین آویگی انشاء اللہ تعالےٰ اور غرض اس سے اس جگہ ذکر ادب کا
ہے یعنے لونڈی کا ادب یہ کہ اگر وہ نافرمانی کرے تو اسکو ادب دیا جاوے اور اگر باز آوے تو نہا نہین تو بیچی
جاوے اور یہ سب مباح ہے واسطے بڑے ہونے کے اُسپر (فتح) **باب** اذا اتاه خادمه بطعامه
جب کسی کے پاس اُسکا خدمتگار کھانا لاوے **ف** یعنے تو چاہیے کہ اُسکو بھی کھانے کے واسطے اپنے ساتھ
بٹھلا لیوے (فتح) **حدثنا** حجاج بن منهال ثنا شعبة اخبرني محمد بن زياد قال سمعت
ابا هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم اذا اتى احدكم خادمه بطعامه فان لم يجلسه معه
فليناوله لقمة او لقمتين او اكلة او اكلتين فانه ولي علاجه **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کا خدمتگار اُسکے پاس اسکا کھانا لاوے یعنے تو چاہیے
کہ اُسکو کھانے کے واسطے اپنے ساتھ بٹھلا لیوے اور اگر اُسکو اپنے ساتھ نہ بٹھلاوے تو چاہیے کہ اسکو ایک یا
دو لقمے دیوے اسواسطے کہ خدمتگار کھانا پکانے کے طرار ہا ہے یعنے محنت سے اسکو پکایا ہے **ف**
اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ اسکو اپنے ساتھ نہ بٹھلانا مباح ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُسکے
اس پر کہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابوذر کی حدیث مین جو پہلے گذر چکی ہے کہ کھلاؤ اُنکو اُس چیز سے
کہ تم کھاتے ہو وجوب پر نہین (فتح) **باب** العبد راع في مال سيده ونسب النبي صلى الله
عليه وسلم المال الى السيد غلام حاکم ہے اپنے آقا کے مال مین یعنے لازم ہے اسکو حفاظت اُسکی
اور نہ عمل کرے مگر اُسکی اجازت سے اور نسبت کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مال کو طرف آقا کی
ف شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابن عمرؓ کی کہ جو غلام بیچے اور اُس پاس مال ہو تو اسکا مال

واسطے مالک کے ہو اور اسکی طرف اشارہ کتاب البیوع مین گذر چکا ہے اور ابن بطال کی کلام اشارہ کرتی ہے طرف اسکی کہ یہ مستفاد ہے آپکے اس قول سے اَلعَبدُ رَاعٍ فِی مَالِ سَیِّدِہٖ اس واسطے کہ اُس نے حدیث باب کی شرح مین کہا کہ اسمین حجت ہو واسطے اُس شخص کے کہ کہتا ہے بندہ مالک نہین ہوتا اور تعاقب کیا ہے اسکا ابن منیر نے باین طور کہ نہین لازم آتا حاکم ہونے اُسکے سے اپنے آقا کے مال مین یہ کہ اسکے واسطے مال نہ ہو پس اگر کہا جاوے کہ پس مشغول ہونا اُسکا ساتھ حفاظت مال اپنے آقا کے سب احوال کو تمام پکڑتا ہے یعنے پس اُسکو کبھی فرصت نہ ہو گی کہ اپنے واسطے مال کماوے تو اسکا جواب یہ ہے کہ مطلق عموم کا فائدہ نہین دیتا خاصکر اس وقت جبکہ مانگا جاوے واسطے غیر بقصد عموم کے اور باب کی حدیث تو صرف مانگی گئی ہے واسطے ڈرانے کے خیانت سے اور خوف دلانے کے ساتھ ہونے اسکے مسئول اور محاسب پس نہین تعلق ہے واسطے اُسکے ساتھ ہونے اسکے کہ مالک ہوتا ہے یا مالک نہین ہوتا (فتح)

حدثنا ابُو الیَمَانِ اَنَا شُعَیبٌ عَنِ الزُّہرِیِّ اَخبَرَنِی سَالِمُ بنُ عَبدِاللّٰہِ عَن عَبدِاللّٰہِ بنِ عُمَرَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ کُلُّکُم رَاعٍ وَّمَسئُولٌ عَن رَّعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ فِی اَہلِہٖ رَاعٍ وَّہُوَ مَسئُولٌ عَن رَّعِیَّتِہٖ وَالمَرأَۃُ فِی بَیتِ زَوجِہَا رَاعِیَۃٌ وَّہِیَ مَسئُولَۃٌ عَن رَّعِیَّتِہَا وَالخَادِمُ فِی مَالِ سَیِّدِہٖ رَاعٍ وَّہُوَ مَسئُولٌ عَن رَّعِیَّتِہٖ قَالَ فَسَمِعتُ ہٰؤُلَاءِ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاَحسِبُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ فِی مَالِ اَبِیہِ رَاعٍ وَّمَسئُولٌ عَن رَّعِیَّتِہٖ فَکُلُّکُم رَاعٍ وَّکُلُّکُم مَّسئُولٌ عَن رَّعِیَّتِہٖ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک شخص اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جاویگا پس بادشاہ سب ملک کا حاکم ہے تو وہ اپنی رعیت کو پوچھا جاویگا اور مرد اپنی جورو بال بچون مین حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جاویگا اور عورت اپنے خاوند کے گھر مین حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جاویگی اور خادم اپنے آقا کے مال مین حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جاویگا ابن عمرؓ نے کہا کہ مین نے ان لوگون کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور مین گمان کرتا ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال مین حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جاویگا پس ہر ایک شخص تم مین حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جاویگا **ف** اور سوا اسکے نہین کہ قید کیا غوث کی حکومت کو ساتھ گھر کے اس واسطے کہ وہ نہین پہونچتی ہے طرف ماسوا اسکے کی مگر ساتھ اجازت خاص کے اور اسکا پورا بیان کتاب الاحکام مین آوے گا (فتح)

باب اِذَا ضَرَبَ العَبدَ فَلیَجتَنِبِ الوَجہَ جب غلام کو مارے تو چاہیے کہ منہ کو بچاوے **ف** ذکر غلام کا قید نہین بلکہ وہ جملہ افراد سے ہے جو داخل

ہونے والے ہین امین اور سوای اسکے نہین کہ خاص کیا گیا غلام کو ساتہ ذکر کے ہو واسطے کہ مقصود اسجگہ بیان
حکم غلام کا ہے اور مین گمان کرتا ہون کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اسچیز کی کہ روایت کی ہے ادب
مفرد مین ساتہ اس لفظ کے کہ جب کوئی اپنے خادم کو مارے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ
ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنِي مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِي ابْنُ فُلَانٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ
اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ
الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَاتَلَ
اَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ قَالَ اَبُو اِسْحَاقَ قَالَ ابْنُ حَرْبٍ الَّذِي قَالَ ابْنُ فُلَانٍ هُوَ قَوْلُ ابْنِ
وَهْبٍ وَهُوَ ابْنُ سَمْعَانَ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی لڑے تو چاہیے کہ منہ کو بچاوے
ف قاتل مفاعلہ سے ہے لیکن معنے اسکے قتل کے ہین اور مفاعلہ اسجگہ اپنے معنے مین نہین اور احتمال ہے
کہ اپنے معنے مین ہو تاکہ شامل ہو اُس چیز کو جو واقع ہوتی ہے نزدیک دفع کرنے حملہ کرنے والے کے مثلا پس
دفع کرنے والے کو بھی منع ہے کہ اُسکے منہ کو مارے اور داخل ہوگا نہی مین ہر وہ شخص کہ مارے حدین یا
تعزیر مین یا تادیب مین اور ساتھ ابوبکرہؓ وغیرہ کی حدیث مین واقع ہوا ہے اُس عورت کے قصے مین جس نے
زنا کیا تہا پس حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتہ سنگسار کرنے اسکے اور فرمایا کہ اُسکے منہ کو
بچاؤ اور جبکہ ہوا یہ حال اُس شخص کے حق مین جسکا ہلاک کرنا متعین ہے تو جو اُس سے کم ہو وہ بطریق اولی ہے
نووی نے کہا کہ علما نے کہا ہے کہ منہ کے مارنے سے اسواسطے منع ہوا ہے کہ وہ جامع ہے سب خوبیون
کو اور اکثر واقع ہوتا ہے ادراک ساتہ اعضا اُسکے کے پس خوف ہے کہ مارنے سے اُسکے اعضا باطل ہو جاوین
یا عیبناک ہون کل یا بعض اور عیب انمین فاحش ہے واسطے ظاہر ہونے اُنکے کی بلکہ نہین سلامت رہتا
جبکہ مارے اسکو اکثر اوقات عیب سے اور تعلیل مذکور خوب ہے لیکن مسلم مین اتنا زیادہ ہے کہ خدا نے پیدا کیا
آدم کو اپنی صورت پر اور اسمین اختلاف ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ مین صورتہ کی ضمیر کسطرف
پہرتا ہے پس اکثر کہتے ہین کہ جسکو مار پڑے اُسکی طرف پہرتا ہے واسطے اُسکے کہ گذر چکا ہے امر ساتہ تعظیم
کرنے منہ کے اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ کی طرف پہرتی ہے اسواسطے کہ بعض طریقون مین آچکا ہے فَاِنَّ
صُوْرَةَ وَجْهِ الْاِنْسَانِ عَلٰى صُوْرَةِ وَجْهِ الرَّحْمٰنِ پس متعین ہوا جاری کرنا اُسکا بیچ اُسکے اُس چیز پر جو
اہل سنت کے درمیان مقرر ہو چکا ہے گذارنے اُسکے سے جسطرح کہ وارد ہو یعنے اُسکے ظاہر معنے پر ایمان لاوے
بغیر اعتقاد تشبیہ کے یا تاویل کرنے اُسکے سے اُس پر کہ لائق ہے ساتہ رحمان جل جلالہ کے اور بعضے کہتے ہین
کہ اُسکی ضمیر آدم کی طرف پہرتی ہے یعنے اُسکی صفت پر یعنے پیدا کیا اسکو اس حال مین کہ موصوف تہا ساتہ

علم کے کہ تفضیلت دیا گیا ہے ساتھ اُسکے حیوان سے اور یہ بھی محتمل ہے اور ابن قتیبہ نے غلطی کی پس جاری
کیا حدیث کو اپنے ظاہر پر اور کہا کہ صورت نہ مانند صورتون کی اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے روایت
ہے کہ ایک مرد نے میرے باپ کو کہا کہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اُسکی صورت پر یعنے مرد کی صورت پر تو امام
احمد رح نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے یہ جہمیہ کا قول ہے اور یہی واسطے تحریم کے ہے یعنے منہ کو مارنا حرام ہے
اور تائید کرتی ہے اُسکی حدیث سوید صحابی کی کہ اُس نے ایک مرد کو دیکھا کہ اُس نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا
تو سوید نے کہا کہ کیا تو نہین جانتا کہ صورت تعظیم کے لائق ہے (فتح) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمُكَاتَبِ کتاب ہے مکاتب کے بیان مین **ف** مکاتب اس غلام کو کہتے ہین
کہ مالک اسکو کہدے کہ جب تو اسقدر روپیہ ادا کرے گا تو تو آزاد ہے اور مکاتب وہ شخص ہے کہ واقع
ہو واسطے اُسکے کتابت اور رویانی نے کہا کہ کتابت اسلام مین جاری ہوئی اور جاہلیت مین کوئی
اُسکو نہ جانتا تھا اور اُسکے غیر کی کلام اُس سے انکار کرتی ہے اور اُسکے قبیل سے ہے قول ابن تین کا
کہ کتابت اسلام سے پہلے معروف تھی پس برقرار رکھا اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ابن خزیمہ
نے کہا کہ کہتے ہین کہ بریرہ اول مکاتب ہے اسلام مین اور رہتے مکاتبت کرتے کفر کی حالت مین مدینے
مین اور کتابت کی تعریف مین اختلاف ہے اور بہت عمدہ تعریف ہو کہ وہ معلق کرنا آزادی کا ہے
ساتھ صفت کے معاوضہ مخصوص پر اور کتابت خارج ہے قیاس سے نزدیک اُس شخص کے جو کہتا ہے
کہ غلام مالک نہین ہوتا اور وہ لازم ہے مالک کی طرف سے یعنے مالک اُسمین رجوع نہین کر سکتا
مگر یہ کہ غلام بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو اور جائز ہے بنا بر راجح قول کے علماء کے اقوال
بیچ اُسکے (فتح) **بَابُ الْمُكَاتَبِ وَنُجُوْمِهٖ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ نَجْمٌ** باب ہے بیان مین مکاتب کے اور
اُسکی قسطوں کے اور ہر سال مین ایک قسط ہو وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتَاكُمْ یعنے اور بیان
مین اس آیت کے کہ جو لوگ کہ چاہتے ہین کتابت کو تمہارے لونڈی غلامون سے پس مکاتبت کرو اُنسے
اگر جانو تم اُنمین بہتری اور دو اُنکو اُس مال سے جو تمکو اللہ نے دیا ہے **ف** اور قسط کتابت وہ ایک
قدر معین ہے جسکو مکاتب معین وقت مین ادا کرے اور اُسکی اصل یہ ہے کہ تھے عرب بنا کرتے اپنے کامون
معاملہ مین ستارہ کے چڑھنے پر اس واسطے کہ وہ حساب نہ جانتے تھے پس ایک اُنمین سے کہتا تھا کہ
جب فلانا ستارہ چڑھے گا تو مین تیرا حق ادا کر دون گا پھر وقتون کا نام نجوم رکھا گیا پھر جو لینے وقت
مین ادا کیا جاوے اسکا نام نجوم رکھا گیا یعنے قسط اور پہچانا گیا ترجمہ سے شرط ہونا مہلت کا کتابت

ین اور یہ قول شافعی رح کا ہے واسطے وقوف کی ساتھ نام رکھنے اُسکے کی بنا بر اُسکے کہ کتابت متفق ہی
ضم سے اور وہ جوڑنا بعض قسطون کا ہے طرف بعض کی اور ادنے درجہ اس چیز کا کہ حاصل ہوساتھ
اُسکے ضم دو قسطان ہین اور باین طور کہ ممکن تر ہے واسطے تحصیل قدرت کی ادا پر اور مالکیہ اور حنفیہ
کا یہ مذہب ہے کہ کتابت حالی یعنے بدل کتابت بالفعل لے لینا بھی جائز ہے اور اختیار کیا ہے اسکو
بعض شافعیہ نے مانند رویانی کی اور ابن تین نے کہا کہ مالک کی اسمین کوئی نص نہین لیکن اسکے
محقق اصحاب نے تشبیہ دی اسکو ساتھ بیچنے غلام کے اسکی جان سے اور اختیار کیا ہے مالک کے بعض اصحاب
نے کہ دو قسطون سے کم نہو مانند قول شافعی رح کی اور طحاوی وغیرہ نے حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے
کہ مہلت تو ٹہرائی گیی ہے واسطے نرمی کرنے کی ساتھ مکاتبت کے نہ ساتھ مالک کے پس جب غلام اسپر قادر ہو
یعنے کل بدل کتابت بالفعل ادا کر سکے تو نہ منع کیا جاوے اُس سے اور یہ قول لیث کا ہے اور باینطور
کہ سلمان نے مکاتبت کی ساتھ امر حضرت علیہ اللہ علیہ وسلم کے اور نہین ذکر کیا مہلت کو اور اسکی حدیث
پہلے گذر چکی ہے اور باینطور کہ عاجز ہونا مکاتب کا قدر حال سے نہین منع کرتا صحت کتابت کو مانند بیع
کرنے کی مجلس مین مانند اسکی جو خریدے وہ چیز کہ ایک درہم کے مساوی ہو ساتھ دس درہم کے بالفعل اور
وہ نہین قادر ہے اس وقت مگر ایک درہم پر تو جاری ہوگی بیع باوجود عاجز ہونے اسکے کی اکثر ثمن سے
اور باین طور کہ شافعیہ نے جائز رکھا ہے سلم حال کو اور نہین کہڑے ہوئے ساتھ نام رکھنے کی باوجود سے کہ
وہ متعذر ہے ساتھ مہلت کی اور اپر قول مصنف کا کہ ہر سال مین ایک قسط ہے تو لیا ہے اسکو صورت
خبر سے جو اسمین وارد ہے بریرہ کے قصے مین جیسا کہ اُسکے ساتھ تصریح آوے گی اور مصنف یعنی بخاری رح
کی یہ مراد نہین کہ یہ اسمین شرط ہے اسواسطے کہ علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ اگر مہینون کے ساتھ قسطین
واقع ہون تو یہ بھی جائز ہے (فتح) وَقَالَ رَوْحٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَوَاجِبٌ عَلَيَّ إِذَا عَلِمْتُ لَهُ مَالًا
أَنْ أُكَاتِبَهُ قَالَ مَا أُرَاهُ إِلَّا وَاجِبًا یعنی روح نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ مین نے عطا سے کہا کہ جب مین غلام
کے پاس مال جانون تو کیا مین اُس سے مکاتبت کرون تو مجھ اُس نے کہا کہ مین اسکو نہین دیکھتا مگر واجب وَ
قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ تَأْثُرُهُ عَنْ أَحَدٍ قَالَ لَا ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنَّ مُوسَى بْنَ أَنَسٍ أَخْبَرَهُ
أَنَّ سِيرِينَ سَأَلَ أَنَسًا الْمُكَاتَبَةَ وَكَانَ كَثِيرَ الْمَالِ فَأَبَى فَانْطَلَقَ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ كَاتِبْهُ فَأَبَى
فَضَرَبَهُ بِالدِّرَّةِ وَيَتْلُو عُمَرُ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا فَكَاتَبَهُ یعنے اور عمرو بن دینار نے
کہا کہ مین نے عطا سے کہا کہ کیا تو اس وجوب کو کسی سے روایت کرتا ہے اُس نے کہا کہ نہین پھر اسنے
مجھکو خبر دی کہ مقرر موسے بن انس نے خبر دی اُسکو کہ سیرین نے انس سے مکاتبت طلب کی یعنے چاہا کہ

اسکو مکاتب کر دے اور سیرین بہت مالدار تہا تو انس نے نہ مانا تو وہ عمر فاروق رض کے پاس گیا یعنے انکی شکایت
کی تو عمر رض نے کہا کہ اسکو مکاتب کر تو بہی اس نے نہ مانا تو عمر رض نے انس کو درّے سے مارا اسحال مین کہ یہ آیت
پڑہتے تہے پس مکاتب کر دو انکو اگر جانو تم انمین بہتری ف اور حاصل یہ ہے کہ ابن جریج نے نقل کیا عطا سے
تردد کو وجوب مین اور عمرو بن دینار سے جزم کیا ساتہ اسکے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ ابن سیرین نے
کہا کہ کتابت کی انس نے باپ میرے سے چالیس ہزار درہم پر اور ایک روایت مین ہے کہ عبید اللہ بن ابی بکر
بن انس نے کہا کہ یہ مکاتبت انس کی ہے نزدیک ہمارے ہذا ما کاتب انس غلامہ سیرین الخ یعنے یہ
وہ چیز ہے کہ کتابت کی انس نے اپنے غلام سیرین سے اتنے اتنے ہزار پر اور دو غلامون پر کہ اسکے برابر
کام کرین اور استدلال کیا گیا ہے ساتہ فعل عمر کے کہ وہ کتابت کو واجب جانتے تہے جبکہ سوال کرے
اس سے اسواسطے کہ جب عمر رض نے انس کو باز رہنے پر مارا تو اس نے اسپر دلالت کی اور یہ اس سے لازم
نہین آتا اسواسطے کہ احتمال ہے کہ ادب دیا ہو اس نے اسکو مستحب موکد کے ترک کرنے پر

اور اسی طرح وہ چیز جو روایت کی ہے عبد الرزاق نے کہ حضرت عثمان رض نے کہا کہ اگر قرآن کی آیت
نہوتی تو مین کتابت نہ کرتا پس یہ بہی دلالت نہین کرتا کہ وہ وجوب دیکہتے تہے اور ابن حزم نے اسکے
وجوب کو مسروق سے اور ضحاک سے اور قرطبی نے کہا کہ عکرمہ سے بہی یہی روایت آئی ہے اور اسحاق بن
راہویہ سے روایت ہے کہ جب غلام طلب کرے تو اسکی مکاتبت واجب ہے ولیکن حاکم مالک کو اسپر جبر
کرے اور شافعی رح کا ایک قول وجوب ہی اور یہی قول ہے ظاہریہ کا اور اختیار کیا ہے اسکو ابن جریر نے
ابن قصار نے کہا کہ عمر فاروق رض نے تو انس رض کو درے بطور خیر خواہی کے مارے تہے اور اگر کتابت لازم ہوتی
تو انس انکار نہ کرتے اور سوائے اسکے نہین کہ ہدایت کی اسکو طرف افضل کی اور قرطبی نے کہا کہ جب
ثابت ہوا کہ غلام کی گردن اور اسکی کمائی مالک کے ملک ہے تو معلوم ہوا کہ کتابت واجب نہین اسواسطے
کہ قول اسکا کہ میری کمائی لے اور مجہکو آزاد کر دے بجائے اس قول کے ہے کہ مجہکو مفت آزاد کر دے
اور یہ بالاتفاق واجب نہین اور محل وجوب کا نزدیک انکے جو اسکا قائل ہے یہ ہے کہ غلام اسپر قادر ہو
اور راضی ہو مالک ساتہ اس قدر کے کہ واقع ہوتی ہے ساتہ اسکے کتابت اور ابو سعید اصطخری نے کہا کہ
قرینہ پہیرنے والا امر کو وجوب سے اسجگہ مین شرط ہے اس آیت مین کہ اگر جانو تم انمین بہتری
اسواسطے کہ سپرد کیا اجتہاد کو اسمین طرف مالک کی اور مقتضی اسکا یہ ہے کہ جب اسکو آزاد کرنا مناسب
معلوم نہو تو اسپر جبر نہ کیا جاوے پس دلالت کی اس نے کہ یہ واجب نہین اور انکے غیر نے کہا کہ کتابت
دہوکا اور فریب کی گرہ ہے اور اصل یہ تہا کہ جائز نہ ہوتی سو جب اسکی اجازت ہوئی تو ہوگا امر بعد منع کے

اور امر بعد منع کے واسطے اباحت کے ہے اور نہین وارد ہوتا اُسپر ہونا اُسکا مستحب اسواسطے کہ استحباب اسکا
دوسری دلیلون سے ثابت ہوا ہے (فتح) وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ
عَائِشَةُ اَنَّ بَرِيرَةَ دَخَلَتْ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَعَلَيْهَا خَمْسُ اَوَاقٍ نُجِّمَتْ عَلَيْهَا فِي خَمْسِ سِنِيْنَ
فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَنَفِسَتْ فِيهَا اَرَاَيْتِ اِنْ عَدَدْتُ لَهُمْ عِدَّةً وَاحِدَةً اَيَبِيعُكِ اَهْلُكِ
فَاُعْتِقَكِ فَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ اِلَى اَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا
لَا اِلَّا اَنْ يَكُونَ لَنَا الْوَلَاءُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَاَعْتِقِيهَا
فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ
يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ
بَاطِلٌ شَرْطُ اللهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہو کہ بریرہ آئی اسحال مین کہ مدد چاہتی تہی
اُس سے اپنی کتابت مین اور اسپر پانچ اوقیہ تہے جو بانٹے گئے تہے پانچ سالون پر یعنے ہر سال مین ایک اوقیہ ادا
کیا جاوے گا سو عائشہ رضہ نے اس سے کہا اور حالانکہ اُس نے اُسکے آزاد کرنے مین رغبت کی تہی بہلا بتلا تو
کہ اگر مین تیرے مالکون کو سب اوقیہ ایک بار گن دون یعنے کل کتابت یک مشت دیدون تو کیا تیرے
مالک تجہکو بیچین گے پس مین تجہکو آزاد کرون اور تیری آزادی کا حق میرے واسطے ہو سو بریرہ اپنے
مالکون کی طرف گئی اور عائشہ رضہ کا کلام اُنکے پیش کیا تو انہون نے کہا کہ ہم نہین بیچتے مگر یہ کہ ہو حق آزادی
کا ہمارے لیے عائشہ رضہ نے کہا سو مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور مین نے یہ قصہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو خرید کر آزاد کر دے پس سوای اسکے
کچہ نہین کہ آزادی کا حق تو صرف اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے
یعنے خطبہ فرمایا پس کہا کہ کیا حال ہے ان لوگون کا کہ ایسی شرطین کرتے ہین جو کتاب اللہ مین نہین یعنے
نامشروع ہین جو ایسی شرط کرے جو کتاب اللہ مین نہو تو وہ باطل ہے شرط اللہ کے لائق تر ہے ساتہ عمل
کے اور مضبوط تر ہے اُسمین کوئی خلل نہین **ف** اور وہ شرط یہ ہے کہ حق آزادی کا اسی کا ہے جسنے
آزاد کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو مکاتب کرنا درست ہے اور اسکا بیچنا بہی جائز ہے اور یہ کہ کتابت
مین دوسرے سے مدد لینی درست ہے اور یہ کہ بدل کتابت کی قسطین کرنی درست ہین (ق ت) **بَابُ**
مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ وَمَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ باب ہے
بیان مین اُس چیز کے کہ ظاہر ہے مکاتب کی شرطون سے اور جو شرط کرے کہ کتاب اللہ مین نہو **ف** امام بخاری

نے اس مسئلے مین دو حکم بیان کیے ہین اور گویا کہ تغییر کیا پہلے کو ساتھ دوسرے کے اور یہ کہ ضابطہ جواز کا وہ
ہے جو کتاب اللہ مین ہو اور شروط مین آویگا کہ مراد ساتھ اُس چیز کے کہ نہین کتاب اللہ مین وہ چیز ہے کہ
کتاب اللہ کے مخالف ہو ابن بطال نے کہا کہ مراد ساتھ کتاب اللہ کے اسجگہ حکم اسکا ہے اُسکی کتاب سے
یا اُسکے رسولؐ کی سنت سے یا اجماع امت سے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یعنے نہین اللہ
کے حکم مین جواز اُسکا یا وجوب اُسکا نہ یہ معنے کہ ہر وہ شخص کہ شرط کرے کہ کتاب اللہ اسکے ساتھ ناطق
نہ ہو تو وہ باطل ہے اسواسطے کہ کبھی شرط کیا جاتا ہے بیع مین کفیل پس نہین باطل ہوتی شرط اور مقرر
کیجاتی ہین ثمن مین کئی شرطین اُسکی اوصاف سے یا قسطون سے اور مانند اُسکی پس نہین شرط باطل ہے
اور نووی نے کہا کہ علما نے کہا ہے کہ بیع مین شرط کرنی کئی قسم سے ہوتی ہے ایک وہ ہے کہ تقاضا کرے
اسکو اطلاق عقد کا مانند شرط سپرد کرنے اسکے کی دوسری یہ شرط ہے کہ اُسمین مصلحت ہو مانند رہن کی
اور یہ دونو شرطین بالاتفاق جائز ہین تیسری شرط آزاد کرنے کی شرط ہے غلام مین یعنے یہ شرط کرنی
کہ مین اس شرط سے غلام بیچتا ہون کہ تو اسکو آزاد کردے اور یہ جائز ہے نزدیک جمہور کے واسطے
حدیث عائشہؓ اور قصے بریرہؓ کے اور چوتھی وہ شرط ہے کہ مقتضی عقد پر زیادہ ہو اور اُسمین مشتری کی واسطے
مصلحت نہ ہو مانند استثنا کرنے منفعت کی پس وہ باطل ہے اور قرطبی نے کہا کہ لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ کے
معنے یہ ہین کہ نہین ہے مشروع کتاب اللہ مین نہ بطور اصل کے اور نہ بطور تفصیل کے اور معنے اسکے یہ ہین
کہ بعضے احکام ایسے ہین کہ اُسکی تفصیل کتاب اللہ سے لیجاتی ہے مانند وضو کی اور بعضے ایسے ہین کہ
پکڑی جاتی ہے اصل اُنکی کتاب اللہ سے سوائے تفصیل اُسکی کے مانند نماز کی اور بعضے ایسے ہین کہ انکا
اصل اصل ٹہیرایا گیا ہے مانند دلالت کتاب کی سنت اور اجماع کے اصل ہونے پر اور اسی طرح قیاس
صحیح پس ہر وہ چیز کہ قیاس کیجاوے ان اصلون سے بطور تفصیل کے تو وہ ماخوذ ہے کتاب اللہ سے بطور
اصل کے (فتح) فِیْہِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ یعنے اس باب مین حضرت عمرؓ سے روایت ہے **ف** گویا کہ یہ اشارہ
ہے طرف حدیث ابن عمرؓ کی جو آیندہ باب مین آتی ہے اور تحقیق گذر چکی ہے پہلے ساتھ لفظ اشتراط
کے بیع یا باب بیع وشرا کے ساتھ عورتون کے (فتح) **حَدَّثَنَا** قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ
عَنْ عُرْوَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ بَرِیْرَۃَ جَاءَتْ تَسْتَعِیْنُھَا فِیْ کِتَابَتِھَا وَلَمْ تَکُنْ قَضَتْ مِنْ
کِتَابَتِھَا شَیْئًا قَالَتْ لَھَا عَائِشَۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی اَھْلِکِ فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ اَقْضِیَ عَنْکِ کِتَابَتَکِ وَ
یَکُوْنَ وَلَاءُکِ لِیْ فَعَلْتُ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ بَرِیْرَۃُ لِاَھْلِھَا فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَاءَتْ اَنْ
تَحْتَسِبَ عَلَیْکِ فَلْتَفْعَلْ وَیَکُوْنَ لَنَا وَلَاءُکِ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وسلم فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم ابتاعي فاعتقي فانما الولاء لمن اعتق
قال ثم قام رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما بال اناس يشترطون شروطا ليس
في كتاب الله من اشترط شرطا ليس في كتاب الله فليس له وان شرط مائة مرة شرط
الله احق واوثق ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ بریرہ آئی اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی
عائشہ رض سے اپنی کتابت میں اور اس نے اپنے بدل کتابت سے کوئی چیز ادا نہ کی تھی عائشہ رض نے
اسکو کہا کہ اپنے مالکون کی طرف پلٹ جا پس اگر وہ چاہیں کہ میں تیری طرف سے بدل کتابت ادا کردوں
اور تیری آزادی کا حق میرے واسطے ہو تو میں اسکو کردوں سو بریرہ رض نے یہ بات اپنے مالکون سے
ذکر کی تو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ اگر عائشہ چاہے کہ تجھ پر احسان کرے یعنی ثواب کی نیت سے خرید کر
آزاد کرے تو چاہیے کہ کرے اور ہوگا حق آزادی تیری کا واسطے ہمارے تو عائشہ رض نے یہ قصہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ اسکو خرید کر آزاد کر دے
پس سوای اسکے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں
جو ایسی شرط کرے کہ کتاب اللہ میں نہو تو وہ شرط اسکے واسطے نہیں اگرچہ سو شرط کرے اللہ کی
شرط لائق تر اور مضبوط تر ہے **ف** اور سو شرط کا کہنا واسطے تقیید کے نہیں بلکہ مراد اس سے تعدد
ہی یعنی شرطیں غیر مشروعہ باطل ہیں اگرچہ بہت ہوں اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ شرطیں مشروعہ صحیح
ہیں اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مشتری کو مکاتب کی حقیقی ولا کی شرط کرنی درست ہے (فتح) **حدثنا**
عبد الله بن يوسف انا مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر قال ارادت عائشة ام
المؤمنين ان تشتري جارية لتعتقها فقال اهلها على ان ولاءها لنا قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لا يمنعك ذلك فانما الولاء لمن اعتق ترجمہ عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ
ارادہ کیا عائشہ رض نے یہ کہ خریدے ایک لونڈی کو تا کہ آزاد کرے اسکو تو اسکے مالکوں نے کہا کہ ہم
شرط پر بیچتے ہیں کہ اسکی آزادی کا حق ہمارے واسطے ہو تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہیں
روکتا تجھکو یہ شرط کرنا اسکا پس ولا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا **باب** استعانة المكاتب و
سؤاله الناس مدد لینی مکاتب کی اور سوال کرنا اسکا لوگوں سے **ف** یہ عطف خاص کا ہے عام پر اس
واسطے کہ استعانت واقع ہوتی ہے ساتھ سوال کے اور بغیر اسکے کی اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف جواز سوال
اسکے کی اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا بریرہ کو اسکے سوال کرنے پر عائشہ رض سے

بیع اعانت کرنے اسکے کی اپنی کتابت مین اور ایک روایت مین آیت اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا کی تفسیر مین آیا ہے یعنے کسب اور پیشیہ کو اور نہ چہوڑو انکو بوجہہ لوگون پر پس یہ حدیث مرسل ہے اور معضل ہے پس نہین حجت ہے اسمین اسکے منع ہونے پر (فتح) **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ فَقَالَتْ إِنِّي كَاتَبْتُ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ فَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَذَهَبَتْ إِلٰى أَهْلِهَا فَأَبَوْا ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْوَلَاءُ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ خُذِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَأَيُّمَا شَرْطٍ كَانَ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ فَقَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ مَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمْ أَعْتِقْ يَا فُلَانُ وَلِيَ الْوَلَاءُ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ بریرہ لونڈی آئی تو اُس نے کہا کہ مین نے نو اوقیہ پر کتابت کی ہے ہر سال مین ایک اوقیہ دونگی سو تو میری مدد کر تو عائشہ رض نے کہا کہ اگر تیرے مالک چاہین کہ مین انکو ایک بارسب اوقیہ گن دون اور تجہکو آزاد کر دون تو مین یہ کام کر دون اور تیرا ولا میرے لیے ہوگا سو بریرہ اپنے مالکون کے پاس گئی تو انہون نے اسکا اسپر انکار کیا یعنے یہ نہ مانا تو بریرہ نے کہا کہ مین نے یہ بات اُنکے پیش کی تہی تو انہون نے نہ مانا مگر یہ کہ ولا اُنکے لیے ہو سو یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنی اور مجہ سے پوچہا سو مین نے آپکو خبر دی یعنے اس گفتگو سے تو فرمایا کہ اُسکو لیکر آزاد کر دے اور اُنکے لیے ولا کی شرط کر پس سوائے اسکے کچہ نہین کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگون مین کہڑے ہوئے اور خدا کی حمد اور تعریف کی پہر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد پس کیا حال ہے ان لوگون کا تم مین سے کہ شرطین کرتے ہین جو کتاب اللہ مین نہین پس جو شرط کہ کتاب اللہ مین نہ ہو تو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط ہو پس خدا کا حکم لائق تر ہے اور مضبوط تر ہے کیا حال ہے ان لوگون کا تم مین سے کہ ایک انکا کہتا ہے کہ آزاد کر دے اے فلانے اور حق آزادی کا میرے واسطے ہو سوائے اسکے کچہ نہین کہ آزادی کا حق تو اُسی کا ہے جس نے آزاد کیا **ف** اور یہان ایک اشکال اور شبہ وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیع مین باطل شرط کا کیون اذن دیا جو سو علماء نے اسمین اختلاف

کیا ہے سو اُنمین سے بعضون نے تو انکار کیا ہے اس سے کہ حدیث مین شرط کا لفظ صحیح نہین پس
روایت کی خطابی نے معالم مین یحیی بن اکثم سے کہ اُس نے اس سے انکار کیا ہے اور شافعی سے ام
مین اشارہ ہی طرف اسکی کہ ہشام کی روایت جسمین شرط کا ذکر ہے ضعیف ہی اسواسطے کہ وہ منفرد
ہوا ہے ساتھ اُسکے اور مصاحبون باپ اپنے کے اور دوسرے لوگ کہتے ہین کہ ہشام ثقہ اور حافظ ہی
اور حدیث کی صحیح ہونے پر اتفاق کیا گیا ہے پس نہین ہے کوئی وجہ واسطے رد کرنے اُسکے کی پھر اختلاف
کیا ہے انہون نے اسکی توجیہ مین پس گمان کیا طحاوی نے کہ تحقیق مزنی نے حدیث بیان کی ہے
شافعی سے ساتھ لفظ اشترطی کے بغیر ت کی پھر اسکی یہ توجیہ کی کہ اُسکے معنے یہ ہین کہ ظاہر کرو واسطے انکی
حکم ولا کا اور اشتراط کے معنے ظاہر کرنے کی ہین اور اسکے غیر نے اس روایت سے انکار کیا ہے اور جو
چیز کہ مختصر مزنی اور ام وغیرہ مین شافعی سے ہی مانند روایت جمہور کے ہی یعنے واشترطی ساتھ ت کی
اور نیز طحاوی نے حکایت کی ہے تاویل اس روایت کی جوت کی ساتھ ہے کہ لام بیچ قول حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے واشترطی لہم ساتھ معنے علے کی ہے اور نووی نے کہا کہ تاویل لام کے ساتھ معنے
علے کے ضعیف ہی اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شرط کرنے سے انکار کیا اور اگر لام ساتھ
معنے علے کے ہوتا تو انکار نہ کرتے اور اور لوگ کہتے ہین کہ امر بیچ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
واشترطی واسطے اباحت کی ہے اور وہ بطور تنبیہ کے ہی اس بات پر کہ یہ انکو فائدہ نہین دیتا پس
اسکا وجود اور عدم برابر ہے تو گویا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرط کر یا نہ شرط کر پس وہ
انکو فائدہ نہین دیتا اور تائید کرتی ہے اسکی روایت ایمن کی کہ خرید اُسکو اور چھوڑ انکو کہ شرط
کرین جو چاہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو بتا دیا تھا کہ شرط کرنا بیچ
ولا کو باطل ہے اور یہ بات مشہور تھی یہانتک کہ بریرہ کے مالک بھی اسکو جانتے تھے سو جب انہون
نے ارادہ کیا شرط کرنے کا باوجودیکہ انکو پہلے سے معلوم تھا کہ یہ شرط باطل ہے تو مطلق چھوڑا امر کو اس
حال مین کہ مراد آپکی تہدید تھی حال کی عاقبت پر مانند اس آیت کی وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ
عَمَلَكُمْ اور بعضے کہتے ہین کہ امر اسمین ساتھ معنے وعید کے ہی کہ ظاہر اُسکا امر ہے اور باطن اُسکا
نہی ہے مانند اس آیت کی اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ اور بعضون نے کچھ اور تاویلین کی ہین لیکن کوئی
تاویل انمین سے ٹھیک نہین اور نووی نے کہا کہ یہ حکم عائشہ رض کے ساتھ خاص ہے اور یہ بھی جواب
ٹھیک نہین اسواسطے کہ نہین ثابت ہوتی تخصیص مگر ساتھ دلیل کے اور خطابی نے کہا کہ جبکہ تھا ولا مانند
لحمہ نسب کی اور جب انسان کے واسطے لڑکا پیدا ہو تو اسکی نسب اُس سے ثابت ہوتی ہے اور اسکی

نسب اُس سے ثابت منتقل نہین ہوتی اگرچہ اسکے غیر کی طرف منسوب ہو پس اسی طرح جب کوئی غلام آزاد
کرے تو اُسکا ولا اُسکے واسطے ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ اُس سے ولا کا نقل کرنا چاہے یا اُسکے نقل کی
اجازت دی تو حق آزادی کا منتقل نہین ہوتا پس نہ اعتبار کیا جاوے ساتھ شرط کرنے اُنکے کو ولا کو اور
بعض کہتے ہین کہ شرط کرا دے چھوڑ دے اُنکو کہ شرط کرین جو چاہین اور مانند اسکی اسواسطے کہ یہ نہین قادح
ہے عقدین بلکہ بجائے لغو کلام کے ہے اور تاخیر کیا خبر دینے اُنکے کو ساتھ اُسکے تاکہ ہو رد اور ابطال اسکا قول
مشہور کہ خطبہ کیا جاوے ساتھ اُسکے منبر پر ظاہر اسواسطے کہ وہ بلیغ تر ہے انکار مین اور مؤکد تر ہے تعبیر
اور وہ پہرتا ہے طرف اُسکی کہ امر اُسمین ساتھ اباحت کے ہے کما تقدم اور یہ جو کہا کہ اللہ کا حکم لائق تر ہے
یعنی ساتھ اتباع کے شرطون مخالف سے واسطے اُسکے اور شرط اللہ کی مضبوط تر ہے یعنی ساتھ اتباع حدود
اُسکی کے کہ معین کیا اُنکو اور نہین ہے مفاعلہ اپنی حقیقت پر اسواسطے کہ نہین مشارکت ہے درمیان حق
اور باطل کے اور یہ جو کہا کہ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ کلمہ انما کا واسطے حصر کے ہے اور وہ
ثابت کرنا حکم کا ہے واسطے مذکور کے اور نفی کرنے اسکے اور اگر یہ حصر نہ ہوتا تو نہ لازم آتا اثبات ولا کے
واسطے آزاد کرنے والے کے نفی اسکی غیر اسکے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مفہوم اُسکے کی اسپر کہ
نہین ہے ولا واسطے اُسکے جسکے ہاتھ پر کوئی مرد اسلام لاوے یا اُسکے اور اُسکے درمیان قسم واقع
ہو برخلاف حنفیہ کے اور نہ واسطے اٹھانے والے کے برخلاف اسحاق کے اور اُسکا مفصل بیان کتاب
الفرائض مین آویگا انشاء اللہ تعالے اور سمجھا جاتا ہے اُسکے منطوق سے اثبات ولا کا واسطے اُسکے
جو آزاد کرے برخلاف اُسکے جو کہتا ہے کہ اُسکا ولا مسلمانون کے واسطے ہوتا ہے اور داخل ہوتا ہے
آزاد کرنے والے مین آزاد کرنا مسلمان کا مسلمان کو اور کافر کو اور بالعکس ثابت ہونا ولا کا واسطے معتق
کے اور ابو ہریرہؓ کی اس حدیث مین کئی فائدے ہین سوای اسکے جو گذر چکے ہین اور سوای اسکے جو نکاح مین
آوینگے جائز ہونا کتابت لونڈی کا مانند غلام کی اور جواز کتابت لونڈ نکاح کی ہوئی کا اگرچہ خاوند اسکو
اجازت نہ دے اور یہ کہ نہین ہے واسطے خاوند کے منع کرنا اسکا کتابت سے اگرچہ پہنچاوے وہ کتابت اسکو
طرف جدائی اُسکی کی جیسا کہ نہین ہے واسطے غلام نکاح کرنے والے کے منع کرنا مالک کا آزاد کرنے
لونڈی کے سے جو اُسکے نیچے ہے اگرچہ پہنچاوے یہ طرف باطل ہونے نکاح اُسکے کی اور استنباط کیا جاتا
ہے قدرت دینے لونڈی کے کو سعی سے مال کتابت مین یہ کہ نہین واجب ہے لونڈی پر خدمت اُسکی اور یہ کہ
جائز ہے سعی مکاتبہ کی اور سوال کرنا اُسکا اور کمانا اُسکا اور قدرت دینا مالک کا واسطے اُسکے اُس سے
اور نہین پوشیدہ ہے یہ کہ محل جواز کا اُس وقت ہے جبکہ پہچانی جاوے جہت حلال ہونے کسب کی اور

اس حدیث مین بیان ہے ساتھ اُسکے کہ جو نہی کہ وارد ہے کسب لونڈی کی سے وہ محمول ہے اسپر جو نہ پہچانی
وجہ کسب اُسکی گویا محمول ہے غیر مکاتبہ پر اور اسمین یہ ہے کہ جائز ہے مکاتب کو یہ کہ سوال کرے وقت
کتابت سے اور نہین شرط ہے اسمین عاجز ہونا اسکا برخلاف اُسکے جو اُسکو شرط کرتا ہے اور اسمین جائز
ہونا سوال کا ہے واسطے اُس شخص کے جو محتاج ہو طرف اسکی دین یا ڈانڈ سے یا مانند اُسکی سے
اور اسمین یہ ہے کہ نہین ہے ساتھ تعجیل مال کتابت کی اور اسمین جواز نرخ کرنے کا بیع مین اور تشدید
صاحب اسباب کی بیچ اُسکے اور یہ کہ عورت ہوشیار تصرف کرے بیع وغیرہ مین واسطے نفس اپنے
کی اگرچہ نکاح کی ہوئی ہو برخلاف اُسکے جو اُس سے انکار کرتا ہے اور یہ کہ جو اپنے نفس سے تصرف کری پس
جائز ہے اسکو یہ کہ کھڑا کرے اپنے غیر کو اپنی جگہ مین اور یہ کہ غلام جب اجازت دے اسکو مالک تجارت مین
تو اُسکا تصرف جائز ہے اور اس حدیث مین جواز بلند کرنا آواز کا ہے نزدیک انکار منکر چیز کے اور یہ کہ نہین
ڈر ہے واسطے اُس شخص کے جو ارادہ کرے یہ کہ خریدی واسطے آزاد کرنے کے یہ کہ ظاہر کرے اُسکو واسطے
مالکون گردن کے تا کہ نرمی کرین واسطے اُسکے مول مین اور یہ ریا نہین گنا جاتا اور اسمین انکار کرنا قول
کا ہے جو شرع کے موافق نہ ہو اور جہر کرنا رسول کا بیچ اُسکے اور اسمین یہ ہے کہ جب کوئی چیز نقد سے
بیچی جاوے اور ادہار اور یہ کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ ادا کیا جاوے اُس سے قرض اُسکا ساتھ رضا
اُسکی کے اور اسمین جائز ہونا شرا کا ہے ساتھ ادہار کے اور یہ کہ مکاتب اگر جلدی کرے بعض کتابت اپنی اور
اسکا مالک باقی کے معاف کرنے سے باز رہے تو مالک کو اسپر جبر نہ کیا جاوے اور جواز کتابت کا بقدر
قیمت غلام کے اور کم کے اُس سے اور زیادہ کے اس واسطے کہ نقد اور ادہار کے درمیان فرق ہے
اور باوجود اسکے پس بذل کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے موجل کو تاخیر یعنے جس مول کے ادا کرنے مین مہلت مقرر تھی
اسکو بالفعل ادا کیا پس دلالت کی اُس نے کہ تحقیق قیمت اُسکی تھی ساتھ مہلت کے اکثر اُس چیز سے کہ کتابت
کی گئی ساتھ اسکے اور اُسکے مالکون نے اُسکو اُسکے ساتھ بیچا تھا اور اسمین یہ ہے کہ مراد ساتھ خیر کے بیچ آیت اِنْ
عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا قوت ہے کمانے پر اور وفا کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اُسپر کتابت واقع ہوئی اور اُسکے ساتھ مال مراد
نہین اور تائید کرتی ہے اُسکی کہ تحقیق جو مال کہ مکاتب کے ہاتھ مین ہے وہ واسطے مالک اُسکے کے ہے پس کس
طرح کتابت کریگا اسکو ساتھ مال اپنے کے لیکن جو کہتا ہے کہ غلام مالک ہوتا ہے اُسپر یہ اعتراض وارد نہین
ہوتا اور تحقیق نقل کیا گیا ہے ابن عباس سے کہ مراد ساتھ خیر کے مال ہے باوجودیکہ وہ کہتا ہے کہ غلام مالک
نہین ہوتا پس نسبت کیا گیا طرف تناقض کی اور ظاہر یہ ہے کہ اُس سے کوئی دونوں امرون کا صحیح نہین
اور اسکے غیر نے حجت پکڑی ہے ساتھ اُسکے کہ غلام اپنے مالک کا مال ہے اور جو مال کہ اُسکے ساتھ ہے

وہ بھی اسکے مالک کا ہے پس کس طرح مکاتب کرے گا اسکو ساتھ مال اپنے کے اور دوسرے لوگ کہتے ہین کہ
نہین صحیح ہے تفسیر خیر کی ساتھ مال کے آیت مین اسواسطے کہ نہین کہا جاتا کہ فلانا نہین مال ہے: بیچ
اسکے اور سوای اسکے نہین کہ کہا جاتا ہے کہ نہین ہے مال واسطے اسکے یا نہین ہے مال پاس اسکے پس
اسی طرح کہا جاتا ہے کہ اسمین وفا ہے اور اسمین امانت ہے اور اسمین حسن معاملہ ہے اور مانند اسکی اور بیچ
حدیث مین جواز کتابت اسکا ہے جسکا کوی کسب نہین واسطے موافقت جمہور کے اور امام احمد اور مالک سے
اختلاف ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ بریرہ آئی اسحال مین کہ مدد چاہتی تھی اپنی کتابت پر اور نہین دے اس سے
کوئی چیز ادا انکی ہوئی تھی پس اگر اسکے واسطے کچھ مال یا کسب ہوتا تو مدد دینے کی محتاج نہوتی اس واسطے
کہ کتابت اسکی حالہ نہتی یعنے اسمین بالفعل مول ادا کرنا شرط نہتا اور اسمین جواز ہے لینا کتابت کا
لوگون کے سوال سے اور رد ہے اسپر جو اسکو برا جانتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ لوگون کا میل ہے
اور اسمین مشروع ہونا مدد مکاتبہ کا ہے ساتھ صدقہ کے اور مالکیہ کے نزدیک روایت ہے کہ وہ نہین کافی
ہے فرض سے اور اسمین جائز ہونا کتابت کا ہے ساتھ تھوڑے مال کے اور بہت کی اور جائز ہے وقت
معین کرنا قسطون مین ہر مہینے مین مثلا اتنا بغیر بیان اول اسکے کی یا وسط اسکے کی اور نہین ہوتا مجہول اس
واسطے کہ ظاہر ہوتا ہے ساتھ گذرنے مہینے کی حلول یعنے پہونچنا وقت وعدہ کا اسی طرح کہا ہے ابن
عبدالبر نے اور اسمین نظر ہے واسطے اس احتمال کے کہ ہو قول ابو ہریرہ کا کہ ہر سال مین ایک اوقیہ یعنے بیچ
غرہ اسکے کی مثلا اور بر تقدیر تسلیم کے پس ہوگا تفرقہ درمیان کتابت اور دیون کے پس تحقیق مکاتب اگر عاجز
ہو تو حلال ہوتا ہے واسطے مالک اسکے کے جو لیا اس سے بخلاف اجنبی کے اور ابن بطال نے کہا کہ نہین فرق
ہے درمیان دیون کے اور غیر اسکے کی اور قصہ بریرہ کا محمول ہے اسپر کہ راوی نے قصر کیا ہے بیچ بیان
تعیین وقت کی نہین تو ہوگی مدت مجہول اور منع کیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیع سلم سے مگر
مدت معلوم تک اور اسمین یہ ہے کہ گننا دراہم صحاح مین جنکا وزن معلوم ہو کفایت کرتا ہے وزن سے
اور یہ کہ اس وقت مین تہا ساتھ اوقیون کے اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے کما تقدم فی الزکوۃ
اور گمان کیا محب طبری نے کہ اہل مدینہ معاملہ کرتے ساتھ گننے کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
تشریف لانے تک پھر حکم کیے گئی ساتھ تولنے کے اور اسمین نظر ہے اسواسطے کہ قصہ بریرہ کا متاخر ہے
مقدم اسکے سے بقدر آٹھ برس کے لیکن احتمال رکھتا ہے قول عائشہ رض کا اعدھا لھم عدۃ
واحدۃ یعنے دون مین انکو واسطے انکے یعنے انکو دینا مراد ہے اور حقیقت مین گننا مراد نہین اور تائید
کرتا ہے اسکو قول اسکا کہ ڈالون مین واسطے اسکے مول تیرا ایک بار اور اسحدیث مین جواز بیع کا ہے شرط

عتق پر بخلاف ہبہ کے اس شرط سے کہ نہ بیچے اُسکو واسطے غیر اُسکے کی اور نہ ہبہ کرے اُسکو مثلاً اور یہ کہ بعض
شرطین بیع مین ایسی ہین کہ باطل نہین اور نہین ضرر کرتی ہین بیع کو اور اسمین جائز ہونا بیع مکاتب کا ہے
جبکہ راضی ہو اگرچہ قسط کے ادا کرنے سے عاجز نہ ہو جس نے اسپر حلول کیا اسواسطے کہ بریرہ نے نہین کہا کہ وہ
عاجز ہے اور نہ تفصیل پوچھی اُس سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور اُسکا مفصل بیان آئندہ باب مین
آوے گا اور اسمین جواز سرگوشی عورت کا ہے سواے خاوند اپنے کی پوشیدہ جبکہ سرگوشی کرنے والے سے
امن ہو اور یہ کہ جب دیکھے مرد شاہد حال کو کہ تقاضا کرتا ہو سوال کو اُس سے تو سوال کرے اور مدد دیوے اور یہ
کہ نہین ڈر ہے واسطے حاکم کے کہ حکم کرے واسطے بیوی اپنے کی اور شاہد ہووے اور اسمین قبول کرنا خبر عورت
کا ہے اگرچہ لونڈی ہو اور پکڑا جاتا ہے اُس سے حکم غلام کا بطریق اولے اور اسمین یہ ہے کہ عقد کتابت کا
پہلے ادا کے نہین لازم پکڑتا آزاد کرنے کو اور یہ کہ بیچنا لونڈی خاوند والی کا طلاق نہین اور اسمین ابتدا
کرنا ہے خطبہ کا ساتھ حمد اور ثنا کے اور کہنا اما بعد کا بیچ اُسکے اور کھڑا ہونا بیچ اُسکے اور جواز تعدد شرط کا ہے
واسطے قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جو شرط ہے اور یہ کہ دینا حکم کیا گیا ہے ساتھ اُسکے مالک ساقط
ہے اُس سے جبکہ بیچے مکاتبہ کو واسطے آزاد کرنے کی اور یہ کہ نہین کراہت ہے سجع مین بیچ کلام کے جبکہ نہ ہو قصد
سے اور نہ تکلف سے اور اسمین یہ ہے کہ واسطے مکاتب کی ایک حالت ہے کہ جدا ہوا ہے ساتھ اُسکے آزادون
اور غلامون سے اور اس حدیث مین یہ ہے کہ تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر کرتے امور مہمہ کو دین کے
امر و نہی اور خطبہ پڑھتے ساتھ اُسکے منبر پر واسطے پھیلانے اُسکے کی اور باوجود اُسکے اصحاب کے دلون کی رعایت
کرتے تھے اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کے مالکون کو معین نہین کیا بلکہ فرمایا کہ کیا حال ہے
لوگون کا اور اسواسطے کہ پکڑا جاتا ہے برقرار رکھنا شرع عام کا واسطے مذکورین وغیرہم کے صورت مذکورہ
وغیرہ مین اور یہ برخلاف قصے علی کے ہے بیچ پیغام کرنے اُنکے کی نکاح کا ابوجہل کی بیٹی کو پس تحقیق وہ خاص
تھا ساتھ فاطمہ رض کے پس اسی واسطے معین کیا اسکو اور اسمین حکایت وقائع کی ہے واسطے تعریف احکام کے
اور یہ کہ کمانا مکاتب کا واسطے اپنے ہے نہ واسطے مالک اپنے کے اور جائز ہونا تصرف عورت ہوشیار کا اپنے
مال مین بغیر اجازت اپنے خاوند کے اور مراسلت کرنے اُسکی کے بیگانون کو بیچ امر بیع اور شرا کے اسی طرح
اور جواز شرا اسباب کا واسطے رغبت کرنے والے کے بیچ خریدنے اُسکے کے ساتھ اکثر قیمت مول مثل اُسکے سے اسواسطے
کہ عائشہ رض نے خرچ کیا جو ادا کا مقرر ہوا تھا اور یہ جہت نقد کے باوجود اختلاف قیمت کی درمیان نقد اور
ادھار کے اور اسمین جواز قرض لینے کا ہے اُنکو جنکے پاس مال ہو وقت حاجت اُسکی کے طرف اُسکی
ابن بطال نے کہا کہ لوگون نے اس حدیث سے بہت فائدے نکالے ہین یہان تک کہ پہونچے

ہین ساتہ اُسکے سو وجہ کو اور بہت مسئلے اس سے کتاب النکاح مین آوینگے اور نووی نے کہا کہ تصنیف کی ہے اسمین ابن خزیمہ اور ابن جریر نے بڑی دو کتابین اُنمین انہون نے اس حدیث سے بہت فائدے نکالے ہین دفتح

باب بَیْعِ الْمُکَاتَبِ اِذَا رَضِیَ بیچنا مکاتب کا جبکہ راضی ہو **ف** اور یہ اختیار کرنا ہے اُس سے واسطے ایک قول کے اقوال سے بیچ مسئلے بیع مکاتب کی جبکہ راضی ہو ساتہ اُسکے اگرچہ اپنے نفس سے عاجز نہ ہو اور یہ قول احمد اور ربیعہ اور اوزاعی اور لیث اور ابی ثور اور ایک قول شافعی اور مالک کا ہے اور اختیار کیا ہے اسکو ابن منذر اور ابن جریر وغیرہ نے بنا بر تفصیل کے کہ انکو اس مسئلے مین ہے اور منع کیا ہے اُسکو ابو حنیفہ اور شافعی نے اصح قول پر اور بعضے مالکیہ نے اور جواب دیا ہے انہون نے بریرہ کے قصے سے باینطور کہ اُس نے اپنی جان کو عاجز پایا تہا اور استدلال کیا ہے انہون نے ساتہ مدد لینے بریرہ کے عائشہ رض سے بیچ اُسکے اور نہین ہے استعانت مین وہ چیز کہ لازم پکڑے عاجز ہونے اُسکے کو اور خاص کر ساتہ قول کے ساتہ جواز کتابت اُس شخص کے جسکے پاس مال نہ ہو اور نہ کسب ہو واسطے اُسکے ابن عبد البر نے کہا کہ بریرہ کی حدیث کی کسی طریق مین وارد نہین ہوا کہ وہ قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو گئے تہی اور نہ اُس نے خبر دی باینطور کہ حلول کیا ہے اُسپر کسی چیز نے اور نہین وارد ہوا بیچ کسی چیز کے اُسکے طریقون سے تفصیل پوچہنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی واسطے اُسکے کسی چیز سے اُس سے اور انمین سے بعضون نے تاویل کیا ہے قول بریرہ کو اِنِّیْ کَاتَبْتُ اَھْلِیْ پس کہا کہ اُسکے معنے یہ ہین کہ مین نے اُنسے خواہش کی اور اتفاق کیا مین نے ساتہ اُن کے اس قدر پر اور ابہی عقد واقع نہین ہوا تہا اور اسی واسطے بیچی گئی پس نہین حجت ہے بیچ اُسکے مکاتب کی بیچنے پر مطلق اور یہ تاویل ظاہر سیاق حدیث کی مخالف ہے یہ بات قرطبی نے کہی ہے اور نیز جواز کو قوی کرتا ہے یہ کہ کتابت عتق ہے ساتہ صفت کی پس واجب ہے یہ کہ نہ آزاد ہووے مگر بعد اور تمام قسطون کے جیسا کہ اگر کہا کہ اگر تو گہر مین داخل ہو گا تو آزاد ہے پس نہین آزاد ہوتا مگر بعد تمام داخل ہونے اُسکے کے!

اور جائز ہے اُسکے مالک کو بیچنا اُسکا پہلے داخل ہونے اُسکے کے اور مالکیہ سے بعضون نے گمان کیا ہے کہ جسکو عائشہ رض نے خریدا تہا وہ کتابت بریرہ کی تہی نہ گردن اُسکی اور بعضے کہتے ہین کہ انہون نے بریرہ کو آزاد کرنے کی شرط سے بیچا تہا اور جب واقع ہو بیع ساتہ شرط آزاد کرنے کے تو صحیح ہے اصح قولین پر نزدیک شافعیہ اور مالکیہ کے اور حنفیہ سے ہے کہ بیع باطل ہو جاتی ہے (فتح) وَقَالَتْ عَائِشَۃُ ھُوَ عَبْدٌ مَا بَقِیَ عَلَیْہِ دِرْھَمٌ یعنے اور حضرت عائشہ رض نے کہا کہ مکاتب غلام ہے جب تک باقی رہے بدل کتابت اُسکی سے ایک درہم **ف** یہ روایت پوری اس طور سے ہے کہ سلیمان بن یسار نے کہا کہ مین نے عائشہ کے پاس جانے کے لیے پروانگی چاہی تو عائشہ رض نے کہا کہ سلیمان ہے مین نے کہا کہ ہان تو اُس نے کہا

ادا کیا تو ادا کر چکا ہے وہ چیز کہ باقی تھی تجھ پر کتابت تیری سے مین نے کہا کہ ہان مگر کچھ تھوڑا سا باقی ہے تو عائشہ رضہ نے کہا کہ داخل ہو کہ مقرر تو غلام ہے جب تک کہ باقی رہے بدل کتابت تیری سے ایک درہم یعنے مثلاً (فتح) وَقَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَقِیَ عَلَیْہِ دِرْھَمٌ یعنے اور زید بن ثابت نے کہا کہ وہ غلام ہے جب تک کہ باقی رہے اسپر ایک درہم وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ ھُوَ عَبْدٌ اِنْ عَاشَ وَاِنْ مَاتَ وَاِنْ جَنٰی مَا بَقِیَ عَلَیْہِ شَیْءٌ یعنے اور ابن عمر رضہ نے کہا کہ مکاتب غلام ہے اگر زندہ رہے اور اگر مرجاوے اور اگر قصور کرے جب تک کہ باقی رہے اسپر کوئی چیز بدل کتابت سے **ف** اور یہی قول جمہور کا اور تائید کرتا ہے اسکو قصہ بریرہ کا لیکن سوائے اسکے نہین کہ تمام ہوتی ہے اس سے دلالت جبکہ بریرہ نے اپنی بدل کتابت سے کچھ ادا کیا ہو پس تحقیق تصریح کی ہے بعضے کہ اس نے کچھ ادا نہ کیا ہوا تھا اور تھا اسمین خلاف سلف کا پس علی رضہ سے روایت ہے کہ جب آدھا ادا کرے تو وہ قرضدار ہے اور نیز اس سے روایت ہے کہ وہ آزاد ہوتا ہے اس سے بقدر اس چیز کے کہ ادا کرے اور ابن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ اگر کتابت کرے اس سے دوسو پر اور اسکی قیمت ایک سو ہو پس ادا کرے سو کو تو آزاد ہو جاتا ہے اور عطا سے روایت ہے کہ جب اپنی کتابت کی تین چوتھایان ادا کر دے تو آزاد ہو جاتا ہے اور ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ آزاد ہوتا ہے بقدر اس چیز کے کہ ادا کرے اور راوی اسکے معتبر ہین لیکن اسکے موصول اور مرسل ہونے مین اختلاف ہے اور جمہور کی دلیل عائشہ رضہ کی حدیث ہے اور وہ قوی تر ہے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ مقرر بریرہ بیچی گئی بعد اسکے کہ اس نے کتابت کی اور اگر مکاتب محض کتابت سے آزاد ہو جاتا تو البتہ اسکی بیع منع ہوتی (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ یَحْیٰی ابْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ بَرِیْرَۃَ جَاءَتْ تَسْتَعِیْنُ عَائِشَۃَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَتْ لَھَا اِنْ اَحَبَّ اَھْلُکِ اَنْ اَصُبَّ لَھُمْ ثَمَنَکِ صَبَّۃً وَّاحِدَۃً فَاُعْتِقَکِ فَعَلْتُ فَذَکَرَتْ بَرِیْرَۃُ ذٰلِکَ لِاَھْلِھَا فَقَالُوْا لَا اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ وَلَاءُکِ لَنَا قَالَ مَالِکٌ قَالَ یَحْیٰی فَزَعَمَتْ عَمْرَۃُ اَنَّ عَائِشَۃَ ذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِیْھَا وَاَعْتِقِیْھَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ترجمہ عمرہ رضہ سے روایت ہے کہ بریرہ آئی استعانت کرتی تھی یعنی کہ عائشہ رضہ سے مدد چاہتی تھی تو عائشہ رضہ نے اسکو کہا کہ اگر تیرے مالک چاہین یہ کہ بہاؤن مین واسطے انکے مول تیرا بہا دینا ایک بار پس آزاد کرون مین تجھکو تو کرون مین تو بریرہ نے یہ کلام اپنے مالکون سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہین بیچتے مگر یہ کہ ہو ولا تیرا ہمارے لیے پس گمان کیا عمرہ نے کہ عائشہ رضہ نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اسکے

کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اُسی کا ہے جس نے آزاد کیا **باب** اِذَا قَالَ الْمُكَاتَبُ اشْتَرِنِي وَ
أَعْتِقْنِي فَاشْتَرَاهُ لِذَلِكَ جب مکاتب کہے کہ مجھکو خرید کر آزاد کر دے پس خریدے اُسکو واسطے اُسکے
یعنے آزاد کرنے کے **ف** یعنے تو جائز ہے **حدثنا** ابو نعیم ثنا عبد الواحد بن ایمن ثنی
(عن ابیہ)
ابی ایمن قال دخلت علی عائشۃ فقلت کنت غلاما لعتبۃ بن ابی لھب ومات وورثنی
بنوہ وانھم باعونی من ابن ابی عمرو المخزومی فاعتقنی ابن ابی عمرو واشترط بنو عتبۃ
الولاء فقالت دخلت بریرۃ وھی مکاتبۃ فقالت اشترینی واعتقینی قالت نعم
قالت لا یبیعونی حتی یشترطوا ولائی فقالت لھا لا حاجۃ لی بذلک فسمع بذلک
النبی صلی اللہ علیہ وسلم او بلغہ فذکر لعائشۃ فذکرت عائشۃ ما قالت لھا فقال
اشتریھا واعتقیھا ودعیھم یشترطوا ما شاؤا فاشترتھا عائشۃ فاعتقتھا واشترط
اھلھا الولاء فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الولاء لمن اعتق وان اشترطوا مائۃ
شرط **ترجمہ** ابو ایمن رض سے روایت ہے کہ میں عائشہ رض پاس داخل ہوا سو میں نے کہا کہ میں عتبہ بن ابی لہب
کا غلام تھا اور وہ مر گیا اور اسکی بیٹے میری وارث ہوئے اور یہ کہ انہوں نے مجھکو ابن ابی عمرو مخزومی کے
ہاتھ بیچا تو ابن ابی عمرو نے مجھکو آزاد کیا اور عتبہ کے بیٹوں نے ولا کی شرط کی تو عائشہ رض نے کہا کہ
بریرہ آئی اس حال میں کہ وہ مکاتبہ تھی تو اُس نے کہا کہ مجھکو خرید کر آزاد کر دے عائشہ رض نے کہا کہ
ہاں تو بریرہ کہا کہ وہ مجھکو نہیں بیچتے یہاں تک کہ شرط کریں میرے ولا کی تو عائشہ رض نے کہا کہ مجھکو اسکی
کچھ حاجت نہیں سو یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنی یا آپ کو پہونچی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے عائشہ رض سے کہا کہ کیا یہ بات واقع ہے سو جو بریرہ نے عائشہ رض سے کہا تھا سو عائشہ رض نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو خرید کر آزاد کر دے اور چھوڑ
انکو کہ شرط کریں جو چاہیں تو عائشہ رض نے اسکو خرید کر آزاد کیا اور اُسکے مالکوں نے ولا کی شرط کی تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اگرچہ سو شرط کریں۔
ف اور اسمیں دلالت ہے اسپر کہ عقد کتابت کا جو اُسکے مالکوں نے عقد کیا تھا وہ فسخ ہو گیا تھا ساتھ
خریدنے عائشہ رض کے واسطے اُسکے اور اسمیں رد ہے اُس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ عائشہ رض نے اُسکے
ولا کو خریدا تھا اور استدلال کیا ہے ساتھ اُسکے اوزاعی نے اسپر کہ مکاتب نہ بیچا جاوےگا مگر واسطے آزاد کرنے
کے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا اور اختلاف علماء کا اسمیں پہلے گذر چکا ہے (فتح) بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الھبۃ وفضلھا والتحریض علیھا کتاب ہے ہبہ کے بیان میں اور اسکی فضیلت کی

اور اُنہیں رغبت دلانے کے **ف** ہبہ ساتھ زیرہ کے اطلاق کیا جاتا ہے ساتھ معنے عام کے ایک بار ہے
اور وہ ہبہ قرض کا ہے اُس شخص سے کہ وہ اُسیر ہے اور ایک صدقہ ہے اور وہ ہبہ کرنا اُس چیز کا ہے کہ اُسکے
ساتھ محض ثواب آخرت کا طلب کیا جاتا ہے اور ایک ہدیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ تعظیم کیا جاتا ہے ساتھ اُسکے
موہوب اور جس نے خاص کیا ہے ہبہ کو ساتھ زندگی کے نکالا ہے اُس سے وصیت کو اور وہ بھی تین قسم ہوتی
ہے اور بولا جاتا ہے ساتھ معنے اخص کی اُس چیز پر کہ نہین قصد کیا جاتا واسطے اُسکے بدلہ اور اسپر منطبق ہونا
ہی قول اُس شخص کا جو تعریف کرتا ہے ہبہ کو بایں طور کہ وہ مالک کرنا ہے بغیر عوض کے اور فعل بخاری کا محمول
ہی عام معنے پر اسواسطے کہ داخل کیا اُس نے اسمین ہدایا کو (فتح) **حَدَّثَنَا** عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ
اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا
نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو نہ ناچیز جانے ہمسائی اپنی ہمسائی کے تحفے کو اگرچہ تحفہ بکری
کا کُھر یا کُھر کے درمیان کا گوشت ہو **ف** فرسن کم گوشت والی ہڈی کو کہتے ہین اور اشارہ کیا گیا ہے ساتھ
اُسکے طرف مبالغہ کی بیچ تحفہ بھیجنے قلیل چیز کے اور قبول کرنے اُسکے کی اور حقیقت کھر کی مراد نہین اسواسطے
کہ اُسکے ہدیہ دینے کی ساتھ عادت جاری نہین ہوی یعنے اُسکا رواج نہین بلکہ مراد اُس سے رغبت دلانا ہے
تحفہ دینے مین اگرچہ نہایت قلیل چیز ہو یعنے نہ روکے ہمسائی ہدیہ سے واسطے ہمسائی اپنی کے اُس چیز کو
کہ موجود ہو نزدیک اُسکی واسطے مستقل ہونے اُسکے کی بلکہ سزاوار ہے یہ کہ بخشش کرے واسطے اُسکے جو میسر
ہو اگرچہ تھوڑا ہو پس وہ بہتر ہے نہ ہونے سے اور ذکر کھر کا بطور مبالغہ کے ہی اور احتمال ہے کہ نہی صرف مہدی الیہ
کے واسطے ہو یعنے جسکی طرف تحفہ بھیجا جاوے اور یہ کہ وہ نہ حقیر جانے اُس چیز کو کہ ہدیہ بھیجا جاوے طرف اُسکی
اگرچہ تھوڑا ہو اور حمل کرنا اُسکا عام پر اس سے اولی ہے اور عائشہ رض کی حدیث مذکور مین ہے کہ اے مسلمان عورتو
آپس مین ہدیہ دیا کرو اگرچہ کھر بکری کا ہو اسواسطے کہ وہ پیدا کرتا ہے دوستی کو اور دور کرتا ہے کینہ کو اور
اس حدیث مین رغبت دلانا ہے آپس مین تحفہ دینے پر اگرچہ تھوڑی چیز کے ساتھ ہو اسواسطے کہ بہت چیز
ہر وقت میسر نہین ہوتی اور جب تھوڑا آپس مین ملیگا تو بہت ہو جائے گا اور اسمین استحباب دوستی
کا ہے اور ساقط کرنا تکلف کا (فتح) **حدثنا** عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاُوَيْسِيُّ ثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ
حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ بْنَ اُخْتِيْ اِنْ
كُنَّا لَنَنْظُرُ اِلَى الْهِلَالِ ثَلٰثَةَ اَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ وَمَا اُوْقِدَتْ فِيْ اَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَا خَالَةُ مَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ قَالَتِ الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ اِلَّا اَنَّهُ

قد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم جيران من الأنصار كانت لهم منائح وكانوا يمنحون
رسول الله صلى الله عليه وسلم من ألبانهم فيسقيناه ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ اسنے
عروہ کو کہا کہ اے میری بہن کے بیٹے کہ تحقیق ہم ایک چاند کو دیکھتے تھے پھر دوسرے چاند کو اسی طرح دو مہینوں
مین تین چاند کو دیکھتے تھے یعنے دو مہینے کامل گذر جاتے تھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھرون مین
آگ نہ جلائی جاتی تھی یعنے بسبب تنگی رزق کے تو مینے کہا ای خالہ تم کس چیز سے جیتے تھے عائشہ رض نے کہا
دو سیاہ چیزون سے کھجور اور پانی سے گذارہ کرتے تھے مگر یہ کہ کچھ انصار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے
تھے انکے پاس دودھار بکریان تھین اور وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انکا دودھ عطا کیا کرتے تھے تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہ دودھ ہمکو پلاتے تھے **ف** یہ جو کہا کہ دو سیاہ چیزین تو یہ باعتبار تغلیب کے
ہے اور نہین تو پانی کا کوئی رنگ نہین اسی واسطے کہتے ہین کہ دو سفید چیزین دودھ اور پانی اور سوا اسکے
نہین کہ کھجور کو سیاہ کہا اس واسطے کہ مدینے کی کھجورین اکثر سیاہ ہوتی ہین اور استدلال کیا گیا ہے بایں
طور کہ ہونا کھجور اور پانی کا تقاضا کرتا ہے وصف ہونے انکے کو ساتھ فراخی کے اور حدیث کی چال چاہتی
ہے اسکو کہ وہ تنگدست تھے اور گویا کہ عائشہ نے مبالغہ کیا بیچ وصف کرنے حال انکے کی ساتھ شدت تنگی
کے اور اس حدیث مین بیان ہے اسچیز کا کہ تھے اسمین اصحاب قلیل ہونے دنیا کے سے اول امر مین اور اسمین
فضیلت ہے ترک دنیا کی اور مقدم کرنا واحد کا واسطے فقیر کے اور شریک ہونا اس چیز مین کہ ہاتھون مین ہے
اور اسمین جواز ذکر مرد کا ہے اسچیز کو کہ تھا اسمین تنگی سے بعد اسکے کہ فراخی کی اللہ نے اسپر واسطے یاد کرنے
نعمت اسکی کے اور تا کہ پیروی کرے ساتھ اسکے غیر اسکا (فتح) **باب** القليل من الهبة تھوڑے
ہبہ کا بیان **حدثنا** محمد بن بشار ثنا ابن أبي عدي عن شعبة عن سليمان عن أبي حازم
عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو دعيت إلى ذراع أو كراع لأجبت
ولو أهدي إلي ذراع أو كراع لقبلت ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اگر مین دعوت مین بکری کے ہاتھ پاؤن کی طرف بلایا جاؤن تو البتہ دعوت قبول کرون اور اگر بکری
کا ہاتھ پاؤن مجھکو تحفہ دیا جاوے تو قبول کرون **ف** اس حدیث کی شرح کتاب النکاح مین آویگی اور مناسبت
اسکے واسطے ترجمہ کے بطریق اولے کے ہے اسواسطے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسقدر تھوڑی چیز پر دعوت
کو قبول کرتے تھے تو قبول کرنا آپ کا اس شخص سے کہ حاضر کرے اسکو پاس آپکے اولے ہے **ف** اور خاص
کیا گیا ہے ہاتھ اور پاؤن ساتھ ذکر کے تا کہ جمع کیا جاوے درمیان حقیر اور خطیر کے اسواسطے کہ ہاتھ آپ کو
بہت پیارا تھا اور پاؤن کی کچھ قیمت نہین اور ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا حضرت علیہ السلام نے ساتھ

کراع اور فرسن کی طرف ترغیب کی ہدیہ کے قبول کرنے پر اگرچہ کم ہو تاکہ نہ باز رہے باعث ہدیہ کے واسطے حقیر ہونے چیز کے پس اسکی ترغیب دی کہ اسمین الفت ہی (فتح) **بَابُ** مَنِ اسْتَوْهَبَ مِنْ أَصْحَابِهِ شَيْئًا باب ہے بیان مین اُس شخص کے جو اپنے یارون سے کوئی چیز ہبہ چاہے **ف** یعنے برابر ہے کہ کوئی چیز ہو یا منفعت ہو جائز ہے بغیر کراہت کی بیچ اسکے جبکہ جانے کہ وہ اپنے دلون سے راضی ہین (فتح) وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا یعنے اور ابو سعید رضہ نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھ میرا حصہ ٹہیراؤ **ف** یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث کتاب الاجارہ مین گذر چکی ہے **حَدَّثَنَا** ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَكَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ قَالَ لَهَا مُرِي عَبْدَكِ فَلْيَعْمَلْ لَنَا أَعْوَادَ الْمِنْبَرِ فَأَمَرَتْ عَبْدَهَا فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَاءِ فَصَنَعَ لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا قَضَاهُ أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ قَضَاهُ قَالَ أَرْسِلِي بِهِ إِلَيَّ فَجَاءُوا بِهِ فَاحْتَمَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ حَيْثُ تَرَوْنَ **ترجمہ** سہل رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ایک مہاجر عورت کے پاس بہیجا اور اسکا ایک غلام تہا جو بڑہیی کا کام کرتا تہا اسکو فرمایا کہ اپنے غلام سے کہدے کہ ہماری واسطے لکڑیون کا منبر بنا دے تو اُس نے اپنے غلام کو حکم کیا سو وہ گیا او ہگز کے درخت سی لکڑی کاٹ لایا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے منبر بنایا سو جب اُس نے اُسکو تمام کیا تو اُس عورت نے کسی کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس بہیجا کہ وہ اُسکو تمام کر چکا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو میرے پاس بہیجدے تو لوگ اسکو لائے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اٹہا کر رکہا جس جگہ کہ تم دیکہتے ہو **ف** یہ حدیث پوری کتاب الجمعہ مین گذر چکی ہے اور اسمین ہبہ طلب کرنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے عورت سی اُسکی غلام کے منفعت کا (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَأَبْصَرُوا حِمَارًا وَحْشِيًّا وَأَنَا مَشْغُولٌ أَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُونِي بِهِ وَأَحَبُّوا لَوْ أَنِّي أَبْصَرْتُهُ فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُونِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوا لَا وَاللهِ لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ

یعنے جہاؤ کے درخت کا

ثُمَّ جِئْتُ بِهٖ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِيْهِ يَأْكُلُوْنَهٗ ثُمَّ اِنَّهُمْ شَكُّوْا فِيْ اَكْلِهِمْ اِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِيَ فَاَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَاَكَلَهَا حَتّٰى نَفِدَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ **ترجمہ** ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ مین مکے کو راہ مین ایک دن ایک منزل مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض کے ساتھ بیٹھا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آگے اترے تھے اور لوگ احرام باندہے تہے اور مین غیر محرم تہا یعنے سال حدیبیہ کے کو لوگون نے گورخر دیکہا اور مین مشغول تہا اپنا جوتا سیتا تہا سو انہون نے مجھکو خبر نہ کی اور انہون نے چاہا کہ کاش کہ مین اُسکو دیکہا ہوتا سو مینے پہر نظر کی تو مین نے اسکو دیکہا سو مین گہوڑی کی طرف اٹھہ کھڑا ہوا سو مینے اُسپر زین باندہی پہر مین سوار ہوا اور کوڑا اور نیزہ بہول گیا تو مین نے اُنسے کہا کہ مجھکو کوڑا اور نیزہ دو تو انہون نے کہا کہ قسم ہے خدا کی ہم تجھکو اُسپر کسی چیز سے مدد نہ کرینگے سو مین انپر غصے ہوا سو مینے اتر کر انکو لیا پہر مین سوار ہوا پہر مینے گورخر کو ڈانٹا یعنے اُسپر حملہ کیا سو مین نے اسکو قتل کیا پہر مین اسکو لایا اور حالانکہ وہ مرگیا تہا تو لوگ اُسمین پڑے اس حال مین کہ اسکو کہاتے تہے پہر انہون نے شکایت کی اپنے کہانے مین اسکو اور حالانکہ وہ احرام باندہتے تہے یعنے انکو اس سے تردد ہوا سو ہم چلے اور مینے اسکا ایک بازو اپنے ساتھ چھپا رکہا سو ہم نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پایا اور آپ سے اسکا حکم پوچہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اُس سے کچھ ہے سو مین نے کہا کہ ہان سو مینے آپ کو بازو دیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کہایا یہان تک کہ اُسکو تمام کیا اور حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم احرام سے تہے **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج مین گذر چکی ہے اور اسمین یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ ہے اور تحقیق مین نے اُسجگہ ذکر کیا ہے کہ ایک روایت مین آتا زیادہ ہے کہ کہاؤ اور مجھکو کہلاؤ اور شاید کہ بخاری نے اُسکی طرف اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہا کہ دوست سے ہبہ مانگنا بہتر ہے جبکہ معلوم ہو کہ اسکا دل اُس سے خوش ہوگا اور سوائے اسکے نہین کہ طلب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سعید سے اور اسی طرح قتادہ وغیرہ سے تاکہ الفت دین انکو ساتھ اُسکے اور دور کرین لئے شبہ کو بیچ توقف کرنے اُنکے کی اُسکے جواز مین (فتح)

بَابٌ مَنِ اسْتَسْقٰى

باب ہے بیان مین اُس شخص کے جو پینے کی چیز مانگے **ف** یعنے پانی یا دودہ وغیرہ مانگے اُس چیز سے کہ خوش ہو ساتھ اُسکے نفس اسکا جس سے پانی وغیرہ مانگا وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْقِنِيْ یعنے اور سہل نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو پانی پلا **ف** یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے **حَدَّثَنَا** خَالِدُ بْنُ

مَخْلَدٍ ثنا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ثنی اَبُوْ طُوَالَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ دَارِنَا ھٰذِہٖ فَاسْتَسْقٰی فَحَلَبْنَا شَاۃً لَنَا ثُمَّ شُبْتُہٗ مِنْ مَّاءِ بِئْرِنَا ھٰذِہٖ فَاَعْطَیْتُہٗ وَاَبُوْ بَکْرٍ عَنْ یَّسَارِہٖ وَعُمَرُ تُجَاھَہٗ وَاَعْرَابِیٌّ عَنْ یَّمِیْنِہٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ ھٰذَا اَبُوْ بَکْرٍ فَاَعْطَی الْاَعْرَابِیَّ فَضْلَہٗ ثُمَّ قَالَ الْاَیْمَنُوْنَ الْاَیْمَنُوْنَ اَلَا فَیَمِّنُوْا قَالَ اَنَسٌ فَھِیَ سُنَّۃٌ فَھِیَ سُنَّۃٌ فَھِیَ سُنَّۃٌ

ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ہمارے اس گھر مین آئے سو آپنے دودہ مانگا سو ہم نے اپنی ایک بکری دوہی پہر پینے اوسمین اپنے اس کوئین کا پانی ملایا پہر مینے آپ کو دیا اور ابو بکر رضہ آپکی داہنی طرف تہے اور عمر فاروق رضہ آپکے سامنے تہے اور ایک گنوار آپ کی بائین طرف تہا سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پینے سے فارغ ہوئے تو عمر رضہ نے کہا کہ یہ ابو بکر ہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا جوٹہا گنوار کو دیا پہر فرمایا کہ داہنی طرف کے لوگ مقدم ہین خبردار پس داہنی طرف سے شروع کیا کرو انس رضہ نے کہا کہ پس یہ سنت ہے پس یہ سنت ہے پس یہ سنت ہے **ف** یہ حدیث شرب مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دودہ مانگا اور مفعول کے حذف کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب چیزون کا یہی حکم ہے واسطے قول عائشہ رضہ کے کہ تہا خوش لگتا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو داہنی طرف سے شروع کرنا ہر کام مین اور اسمین جواز طلب کرنا لے علے کا ہے اوسلئے سو وہ چیز کہ ارادہ کرے اوسکا کہانے کی چیز اور پینے کی چیز سے جبکہ مطلوب منہ کا جی اوس سے خوش ہو اور نہین شمار کیا جاتا یہ سوال مذموم سے یعنی جسکی شرع مین مذمت آچکی ہے (فتح)

باب قَبُوْلِ ھَدِیَّۃِ الصَّیْدِ باب ہے بیان مین قبول کرنے ہدیہ شکار کے وَقَبِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَضُدَ الصَّیْدِ یعنے قبول کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ سے بازو شکار کا **ف** اسکی حدیث پہلے گذر چکی ہے

حدثنا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثنا شُعْبَۃُ عَنْ ھِشَامِ بْنِ زَیْدِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّھْرَانِ فَسَعَی الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا فَاَدْرَکْتُھَا فَاَخَذْتُھَا فَاَتَیْتُ بِھَا اَبَا طَلْحَۃَ فَذَبَحَھَا وَبَعَثَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَرِکِھَا اَوْ فَخِذَیْھَا قَالَ فَخِذَیْھَا لَا شَکَّ فِیْہِ فَقَبِلَہٗ قُلْتُ وَاَکَلَ مِنْہُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ قَبِلَہٗ

ترجمہ انس بن مالک رضہ سے روایت ہے کہ ہمنے مر الظہران مین ایک خرگوش بہگایا اور لوگ اسکے پیچہے دوڑے پس تہک گئے سو مینے اسکو پایا تو مین اسکو پکڑ کر ابو طلحہ پاس لایا تو ابو طلحہ رضہ نے اسکو ذبح کیا اور اسکا ایک کولا یا دونو رانین حضرت صلعم کے پاس بہیجین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو قبول کیا مینے کہا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہایا تہا اس نے کہا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہایا تہا پہر اسکے بعد انس رضہ نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو قبول کیا تہا

نسخہ باب قبول الہدیۃ

یعنے پہلے کہا کہایا تہا پہر کہا کہ اُسکو قبول کیا تہا پس کہانے مین شک کیا اور قبول کرنے مین جزم کیا **ف**
مر الظہران نام ہے ایک نالے معروف کا جو پانچ میل سے مکے کے طرف مدینے کی اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ شکار کا ہدیہ قبول کرنا درست ہے **حدثنا** اسمٰعیل ثنی مالک عن ابن شہاب عن عبید اللہ
ابن عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود عن عبد اللہ عن عباس عن الصعب بن جثامۃ انہ اھدی
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمارا وحشیا وھو بالابواء او بودان فرد علیہ فلما
رای ما فی وجہہ قال اما انا لم نردہ علیک الا انا حرم **ترجمہ** صعب بن جثامہ رض سے روایت ہے
کہ اس نے ایک گورخر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تحفہ بہیجا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابواء
یا ودان مین تھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اُسپر پہیر دیا سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اسکے چہرے مین ملال دیکہا تو فرمایا کہ خبردار ہو ہم نے نہین پہیرا اسکو تجہ پر مگر اسواسطے کہ ہم احرام باندہے ہین
اور شاید ترجمہ کا اُس سے مفہوم قول اسکے کا ہے کہ نہین پہیرا ہمنے اُسکو تجہ پر مگر اسواسطے کہ ہم احرام باندہے
ہین پس مفہوم اسکا یہ ہے کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم محرم نہوتے تو اسکو قبول کرتے اور تحقیق
گذر چکی ہے شرح اسکی حج مین اور اسمین یہ ہے کہ نہین جائز ہے قبول کرنا اسچیز کا کہ نہین حلال ہے ہدیے
(فتح) **باب** قبول الھدیۃ باب ہے بیان مین قبول کرنے ہدیے کے **ف** اور یہ ترجمہ بہ نسبت ترجمہ
قبول ہدیہ شکار کے عام ہے بعد خاص کے **حدثنا** ابراھیم بن موسی ثنا عبدۃ ثنا ھشام
عن ابیہ عن عائشۃ ان الناس کانوا یتحرون بھدایاھم یوم عائشۃ یبتغون او یبتغون
بذلک مرضاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ تحقیق تہے لوگ
قصد کرتے ساتہ ہدیون اپنے کے دن باری عائشہ رض کا چاہتے تہے ساتہ اسکے رضامندی رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی یعنے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رض سے بہت محبت تہی **ف** اس
حدیث کی پوری شرح آئندہ باب مین آویگی **حدثنا** آدم بن ابی ایاس ثنا شعبۃ ثنا جعفر
ابن ایاس قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال اھدت ام حفید خالۃ
ابن عباس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقطا وسمنا واضبا فاکل النبی صلی اللہ علیہ
وسلم من الاقط والسمن وترک الاضب تقذرا قال ابن عباس فاکل علی مائدۃ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان حراما ما اکل علی مائدۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ام حفیدہ ابن عباس رض کی خالہ نے پنیر اور روغن زیتون کا اور کئی گوہین
بہنی ہوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ بہیجین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور روغن سے

کھایا اور گوہ ہون کو نہ کھایا واسطے کراہت کی ابن عباس رض نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی اور اگر حرام ہوتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی **ف** ابن عباس رض کا استدلال صحیح ہے تقریر کی جہت سے یعنے اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو

حدثنا ابراهيم بن المنذر ثنا معن ثني ابراهيم بن طهمان عن محمد بن زياد عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتي بطعام سال عنه اهدية ام صدقة فان قيل صدقة قال لاصحابه كلوا ولم ياكل وان قيل هدية ضرب بيده فاكل معهم **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی کھانا آتا تھا تو اس سے پوچھتے تھے کہ کیا ہدیہ ہے یا صدقہ ہے پس اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو اپنے اصحاب رض سے کہتے کہ کھاؤ اور آپ نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھانے مین جلدی شروع کرتے اور انکے ساتھ کھاتے **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہدیہ کا قبول کرنا درست ہے **حدثنا** محمد بن بشار ثنا غندر ثنا شعبة عن قتادة عن انس بن مالك قال اتي النبي صلى الله عليه وسلم بلحم فقيل تصدق على بريرة فقال هو لها صدقة ولنا هدية **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو کہا گیا کہ یہ بریرہ پر صدقہ ہوا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت اسکے حق مین صدقہ ہے اور ہمارے واسطے تحفہ ہے **ف** اور شاہد ترجمہ کا اس سے یہ قول ہے هو لها صدقة ولنا هدية پس پکڑا جاتا ہے اس سے کہ حرمت تو فقط صفت پر ہے نہ ذات پر اور باقی شرح اسکی کتاب النکاح مین آوے گی (فتح) **حدثنا** محمد بن بشار ثنا غندر ثنا شعبة عن عبد الرحمن بن القاسم قال سمعته منه عن القسم عن عائشة انها ارادت ان تشتري بريرة وانهم اشترطوا ولاءها فذكر للنبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم اشتريها فاعتقيها فانما الولاء لمن اعتق واهدي لها لحم فقيل للنبي صلى الله عليه وسلم هذا تصدق به على بريرة فقال النبي صلى الله عليه وسلم هو لها صدقة ولنا هدية وخيرت قال عبد الرحمن زوجها حر او عبد قال شعبة ثم سالت عبد الرحمن عن زوجها قال لا ادري حر او عبد **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ اس نے بریرہ رض کے خریدنے کا ارادہ کیا اور یہ کہ انہوں نے اسکے ولا کی شرط کی تو کسی نے یہ قصہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو خرید کر آزاد کر دے پس سوای اسکے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا

اور بریرہ کے واسطے گوشت تحفہ بہیجا گیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ بریرہ کو صدقہ ملا ہی
تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اُسکے حق مین صدقہ ہے اور ہمارے واسطے تحفہ ہے اور
اختیار دیا گیا اسکو سابق نکاح مین کہ خواہ رکھے خواہ فسخ کردے **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو
الْحَسَنِ اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ
قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ اَعِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا
شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهٖ اُمُّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتَ اِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ اِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ
مَحِلَّهَا **ترجمہ** ام عطیہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ رضہ پر داخل ہوئے تو فرمایا کہ
کیا تمہارے پاس کوئی کہانے کی چیز ہے عائشہ رضہ نے کہا کہ کچہ نہین مگر کچہ کہانا جسکو ام عطیہ نے بہیجا
اُس بکری سے جو آپنے اسکو صدقہ سے بہیجی تہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر وہ بکری اپنے
مقام کو پہونچ چکی یعنے دور ہوا اُس سے حکم صدقہ حرام کا مجہ پر اور میرے واسطے حلال ہوئی **ف** ابن بطال
نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم صدقہ کا مال اسواسطے نہ کہاتے تہے کہ وہ لوگون کا میل ہے اور یہ برخلاف
ہدیہ کے ہے اسواسطے کہ عادت جاری ہے ساتھ بدلہ دینے کی اُسپر اور اسی طرح تہا شان اُسکا اور یہ جو فرمایا
کہ اپنے مقام کو پہونچ چکی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ مین جائز ہے تصرف فقیر کا جسکو ملا ساتہ بیع
اور ہدیہ وغیرہ کے اور اسمین اشارت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیون پر صدقہ حرام نہین جیسا کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے اسواسطے کہ عائشہ رضہ نے بریرہ اور ام عطیہ کا ہدیہ قبول کیا باوجود علم
اُسکے کی کہ وہ تہا صدقہ اُن دونو پر اور گمان کیا عائشہ رضہ نے ہمیشہ رہنا حکم کا ساتھ اُسکے اُسپر اسی واسطے
اُسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے نہ کیا واسطے جاننے عائشہ رضہ کے کہ صدقہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم پر حلال نہین اور برقرار رکہا اُسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فہم پر ولیکن بیان کیا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے عائشہ رضہ کے کہ حکم صدقہ کا اُس سے پہر گیا ہے پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
واسطے بہی حلال ہوا اور استنباط کیا جاتا ہے اس قصے سے جواز رجوع کرنا صاحب دین کا فقیر سے اُس چیز
مین کہ دی ہے اسکو زکوۃ سے ہو بہو اور یہ کہ جائز ہے عورت کو یہ کہ دے زکوۃ اپنے خاوند کو اگرچہ وہ خرچ
کرتا اُسپر اُس سے اور یہ سب اسمین ہے جسمین کوئی شرط نہ ہو **تنبیہ** یہان شبہ وارد ہوتا ہے اور وہ جمع کرنا
قصے عائشہ رضہ کا ہے بیچ حدیث عطیہ کے ساتھ حدیث اُسکی کے بریرہ کے قصے مین اسواسطے کہ دونو کا
شان ایک ہے اور تحقیق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضہ کو معلوم کروایا ہر ایک مین دونو سے
ساتھ اُس چیز کے کہ حاصل اُسکا یہ ہے کہ تحقیق صدقہ جب قبض کرے اُسکو وہ شخص جسکو اسکا لینا حلال

ہے پہر اسمین تصرف کرے تو اُس سے حکم صدقہ کا دور ہو جاتا ہے اور جائز ہوتا ہے اُسکو جسپر وہ حرام ہوا یہ
کہ لے اُس سے جبکہ ہدیہ دیا جاوے اسکو یا بیچا جاوے پس اگر ایک دوسرے سے مقدم ہوتا تو البتہ بے پروا
کرتا یہ اعادہ ذکر حکم کے سے (فتح) **باب** مَنْ اَهْدٰى اِلٰى صَاحِبِهٖ وَتَحَرّٰى بَعْضَ نِسَآئِهٖ دُوْنَ
بَعْضٍ باب ہے بیان مین جائز ہونے فعل اُس شخص کے جو اپنے یار کی طرف تحفہ بہیجے اور قصد کرے باری بعضی
بی بیون اُسکی کی سوا بعض کے یعنے بعضی کو معین کر رکہے باین طور کہ جسدن وہ یار اُن کے پاس ہو اُسی
دن اپنے یار کے پاس تحفہ بہیجے جسدن وہ یار اُنکے سوا کسی اپنے اور بی بی کے پاس ہو تو اس دن اُسکو
پاس تحفہ نہ بہیجے **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمِيْ وَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِنَّ صَوَاحِبِيْ
اجْتَمَعْنَ فَذَكَرَتْ لَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهَا **ترجمہ** عائشہؓ سے روایت ہو کہ تھے لوگ قصد کرتے ساتہ ہدیون
اپنے کو میری باری کے دن کو یعنے جسدن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہوتے تہے اُسی دن لوگ آپکے
پاس تحفہ بہیجا کرتے تہے ام سلمہؓ نے کہا کہ میری مصاحبین جمع ہوئین سو مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
ذکر کیا یعنے قول اُنکا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منہ پہیرا یعنے اُنکے قول کی طرف التفات نہ
کیا **ف** یہ روایت پوری اس طور سے ہو کہ تہے لوگ قصد کرتے ساتہ ہدیون اپنے کی عائشہ کی باری کے
دن یعنے اُنکی باری کے دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ بہیجا کرتے تہے سو میری مصاحبین
ام سلمہ پاس جمع ہوئین تو اسکو کہا کہ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہدے کہ لوگون کو فرماوین یہ کہ تحفے
بہیجا کرین واسطے آپکے جس جگہ کہ آپ ہون سو ام سلمہ نے یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہی تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مجہہ سے منہ پہیرا سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس پہر تو مین نے پہر
آپسے کہا تو پہر بہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجہہ سے منہ پہیر لیا (فتح) **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ اَخِيْ
عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ
وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ عَلِمُوْا حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ فَاِذَا كَانَتْ عِنْدَ اَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيْدُ اَنْ يُّهْدِيَهَا اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَّرَهَا حَتّٰى اِذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ
بَيْتِ عَائِشَةَ بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ بِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ
فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ

من اراد ان یہدی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیۃ فلیہدہا الیہ حیث کان
من نسائہ فکلمتہ ام سلمۃ بما قلن فلم یقل لہا شیئا فسألنہا فقالت ما قال لی شیئا
فقلن لہا کلمیہ قالت فکلمتہ حین دار الیہا فلم یقل لہا شیئا فسألنہا فقالت ما قال
لی شیئا فقلن لہا کلمیہ حتی یکلمک فدار الیہا فکلمتہ فقال لہا لا تؤذینی فی
عائشۃ فان الوحی لم یأتنی وانا فی ثوب امرأۃ الا عائشۃ قالت فقالت اتوب الی اللہ
عز وجل من اذاک یا رسول اللہ ثم انہن دعون فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فارسلن الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقول ان نساءک ینشدنک
اللہ العدل فی بنت ابی بکر فکلمتہ فقال یا بنیۃ الا تحبین ما احب فقالت بلی فرجعت
الیہن فاخبرتہن فقلن ارجعی الیہ فابت ان ترجع فارسلن زینب بنت جحش فاتتہ
فاغلظت فقالت ان نساءک ینشدنک اللہ العدل فی بنت ابن ابی قحافۃ فرفعت
صوتہا حتی تناولت عائشۃ وہی قاعدۃ فسبتہا حتی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لینظر الی عائشۃ ہل تکلم قال فتکلمت عائشۃ ترد علی زینب حتی اسکتتہا
قالت فنظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی عائشۃ وقال انہا بنت ابی بکر وقال
ابو مروان الغسانی عن ہشام عن عروۃ کان الناس یتحرون بہدایاہم یوم عائشۃ
وعن ہشام عن رجل من قریش ورجل من الموالی عن الزہری عن محمد بن عبد
الرحمن بن الحارث بن ہشام قالت عائشۃ کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاستاذنت فاطمۃ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں دو گروہ
تہیں سو ایک گروہ میں عائشہ اور حفصہ اور صفیہ اور سودہ تہیں اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ اور باقی
بی بیاں تہیں اور لوگ جانتے تہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رض سے بہت محبت ہے سو جب
کسی کے پاس کوئی چیز ہوتی تہی کہ اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تحفہ بہیجنا چاہتا تہا تو اسمین
تاخیر کرتا تہا یہاں تک کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رض کے گہر میں ہوتے تہے تو ہدیہ والا اسکو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عائشہ رض کے گہر میں بہیجتا تہا سو ام سلمہ کے گروہ نے کلام کیا اور
ام سلمہ کو کہا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کر کہ لوگوں سے کہدیں کہ جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف تحفہ بہیجنا چاہے تو چاہیے کہ آپ کی طرف تحفہ بہیجا کرے جس جگہ کہ آپ ہوں اپنی
عورتوں سے یعنے جس بی بی کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں لوگ وہیں تحفہ بہیجا کریں عائشہ

کی تخصیص نہ کرین سو ام سلمہ رض نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا جو کچھ کہ انہون نے کہا تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا تو بی بیون نے اُس سے پوچھا تو ام سلمہ رض نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے مجھکو تمہاری بات کا کچھ جواب نہین دیا تو بی بیون نے کہا کہ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہہ سو جب
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے پاس پھر آئے تو اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر کہا تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اُسکو کچھ جواب نہ دیا بی بیون نے اُس سے پوچھا تو ام سلمہ رض نے کہا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے مجھکو کچھ جواب نہین دیا تو انہون نے ام سلمہ کو کہا کہ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
کہہ یہان تک کہ تجھ سے کلام کرین سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پھر اسکے پاس آئے تو اس نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر کہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ مجھکو ایذا نہ دے عائشہ رض کے حق
مین اسواسطے کہ تحقیق میرے پاس کبھی وحی نہین آئی اور حالانکہ مین کسی عورت کے کپڑے مین ہون مگر
عائشہ کے سوا کسی بی بی کے پاس سوتے ہوئے میرے پاس وحی نہین آئی تو ام سلمہ نے کہا کہ یا حضرت
مین آپ کی ایذا سے اللہ کی طرف توبہ کرتی ہون پھر بی بیون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی
فاطمہ رض کو بلایا اور انکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اس حال مین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے کہو کہ آپکی بی بیان آپ سے عائشہ رض کے حق مین عدل چاہتی ہین سو فاطمہ رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کلام کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بیٹی کیا تو نہین چاہتی جو مین چاہتا ہون فاطمہ رض
نے کہا کہ کیون نہین سو فاطمہ رض انکی طرف پھر آئین اور انکو خبر دی تو بی بیون نے کہا کہ تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس پھر جا تو فاطمہ رض نے پھر جانے سے انکار کیا پھر بی بیون نے زینب کو جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی
بی بی تھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور انہون نے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت سخت باتین کین اور کہا کہ آپ کی بیبیان عائشہ رض کے مقدمے مین آپسے
عدل اور انصاف چاہتی ہین تو زینب نے اپنی آواز بلند کی یہان تک کہ عائشہ رض کو چھیڑا اور عائشہ رض بیٹھی
تھین سو انکو برا کہا یہان تک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ رض کی طرف دیکھتے تھے کہ کیا کلام کرتی ہے
یا نہین پھر عائشہ رض نے کلام کیا یعنے زینب کو جواب دینا شروع کیا اس حال مین کہ زینب پر رد کرتی تھین
یہان تک کہ زینب کو چپ کرایا یعنے جواب مین بند کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رض کی طرف
نظر کی اور فرمایا کہ مقرر عائشہ ابو بکر رض کی بیٹی ہے یعنے ایسی ویسی نہین جو ایک کی جواب دہی نہ کر سکے یعنے جیسے
اُسکا باپ دانا اور خوش تقریر ہے ویسے ہی وہ بھی دانا اور خوش تقریر ہے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ
ہے کہ عائشہ رض نے کہا کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی کہ حضرت فاطمہ رض نے اندر آنے کی پروانگی چاہی

ف اسحدیث مین فضیلت ظاہرہ ہے واسطے عائشہ رضہ کے اور یہ کہ نہین حرج ہے مرد پر بیچ مقدم کرنے بعض بی بیون کے ساتھ تحفے کے اور صرف لازم تو عدل ات رہنے اور نفقہ مین اور مانند انکی مین ہے امور لازم مین اسی طرح تقریر کی ہے اُسکی ابن بطال نے اور تعاقب کیا ہے اُسکا ابن منیر نے ساتھ اُسکے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود یہ کام نہین کیا بلکہ یہ کام تو اُن لوگون نے کیا تھا جو اُنکے پاس تحفے بھیجا کرتے تھے اور وہ اسمین مختار تھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو انکو اسواسطے منع نہ کیا کہ نہین ہے کمال اخلاق سے یہ کہ تعرض کرے مرد طرف لوگون کے ساتھ مثل اسچیز کی واسطے اُس چیز کے کہ اسمین ہے تعرض کرنے کی واسطے ہدیہ کے اور نیز جو شخص کہ تحفہ بھیجتا تھا واسطے سبب عائشہ رضہ کے تو گویا کہ مالک کیا اُسنے ہدیہ کو ساتھ شرط کے اور مالک کرنا پیروی کی جاتی ہے اُسمین تحجیر مالک کی باوجودیکہ جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تحفہ مین سب بی بیون کو شریک کرتے تھے اور سوائے اسکے نہین کہ واقع ہوئی تھی رغبت کرنی واسطے ہونے تحفہ کے کہ پہنچتا تھا طرف انکی عائشہ رضہ کے گھر سے اور اسحدیث مین قصد کرنا لوگون کا ہے ساتھ ہدیون کے خوشی کے وقتون کو اور اُسکی جگہون کو تاکہ اُس سے مہدی الیہ کی خوشی زیادہ ہو اور اسمین جواز شکایت کا اور توسل کا ہے بیچ اسکے اور بیان ہے اسچیز کا کہ تھین اُسپر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیان خوف کرنے سے اور حیا سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہان تک کہ پیغام بھیجا انہون نے آپ کو ساتھ زیادہ تر عزت والی کے لوگون مین نزدیک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے فاطمہ رضہ کے اور اسمین تیزی فہم لڑکے کی ہے اور پھرنا انکا ہے طرف حق کی اور کھڑا ہونا انکا نزدیک اُسکے اور اسمین جرات کرنی زینب کی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اس واسطے کہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھی اور سوائے اسکے نہین کہ خاص کیا گیا زینب کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ حضرت فاطمہ رضہ پیغام لانے والی تھین بخلاف زینب کی کہ وہ انکی شریک تھین بیچ لے کے بلکہ اُنکی سردار تھین اسواسطے کہ فاطمہ رضہ کو اول اسی نے بھیجا تھا پھر خود آئین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قسم یعنے باری ٹھیرانی واجب تھی اور یہ بحث کتاب النکاح مین آوے گی (فتح) **باب** مالا یرد من الھدیۃ بیان ہے اسچیز کا کہ نہین رد کی جاتی ہدیہ سے **ف** شاید یہ اشارہ ہے طرف اسچیز کی کہ ترمذی نے ابن عمر رضہ سے روایت کی کہ تین چیزین ہین کہ نہ پھیری جاوین تکیہ اور تیل اور دودھ اور ترمذی نے کہا کہ مراد تیل سے خوشبو ہے ابن بطال نے کہا کہ خوشبو اس سبب سے نہین پھیری جاتی کہ وہ ملازم ہے واسطے مناجات فرشتون کے اسی واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لسن وغیرہ نہ کھاتے تھے مین کہتا ہون کہ اگر اسمین یہی سبب ہوتا تو یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہوتا اور حالانکہ اسطرح نہین بیس تحقیق

انس رض نے پیروی کی ساتھ اسکے بیچ اسکے اور تحقیق وارد ہوئی ہے نہی پھیرنے اسکے سے مقرون ساتھ بیان
حکمت کی بیچ اسکے چنانچہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ جسکے سامنے خوشبو کی جاوے وہ اسکو نہ پھیرے
اسواسطے کہ اسکا بوجھ ہلکا ہے اور اسکی خوشبو عمدہ ہے (فتح) **حدثنا** ابو معمر ثنا عبد الوارث
ثنا عزرة بن ثابت الانصاري ثني ثمامة بن عبد الله قال دخلت عليه فناولني طيبا قال
كان انس لا يرد الطيب قال وزعم انس ان النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يرد
الطيب **ترجمہ** عزرہ رض سے روایت ہے کہ میں ثمامہ پاس آیا تو اس نے مجھکو خوشبو دی کہا اس نے کہ تھے
انس رض نہ پھیرتے خوشبو کو اور انس رض نے گمان کیا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ پھیرتے خوشبو کو **باب**
من رأى الهبة الغائبة جائزة جو ہبہ غائب کو جائز کہتا ہے **حدثنا** سعيد بن ابي
مريم ثنا الليث ثني عقيل عن ابن شهاب قال ذكر عروة ان المسور بن مخرمة ومروان
اخبراه ان النبي صلى الله عليه وسلم حين جاءه وفد هوازن قام في الناس فاثنى
على الله بما هو اهله ثم قال اما بعد فان اخوانكم جاؤنا تائبين واني رأيت ان ارد
اليهم سبيهم فمن احب منكم ان يطيب ذلك فليفعل ومن احب ان يكون على
حظه حتى نعطيه اياه من اول ما يفيء الله علينا فقال الناس طيبنا لك **ترجمہ** مروان اور مسور رض
سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس قوم ہوازن کے ایلچی آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے پس تعریف کی اللہ کی جو اسکے لائق ہے پھر فرمایا اوپر حمد اور صلوۃ کے بعد پس
تحقیق تمہارے بھائی آئے مسلمان ہو کر اور میں نے مناسب جانا کہ انکے قیدی انکو پھیر دوں پس جو تم میں
سے چاہے کہ خوشی سے قیدی پھیر دے تو چاہیے کہ کرے اور جو چاہے کہ اپنے حصے پر رہے یہاں
تک کہ دیں ہم اسکو عوض اسکا اول اس چیز سے کہ انعام کرے اللہ اوپر ہمارے غنیمت سے تو چاہیے کہ کرے تو لوگوں
نے کہا کہ تحقیق خوشی ہوئے ہم ساتھ اسکے یعنے پھیر دینے قیدیوں کے **ف** اور مراد یہاں آپ کا یہ کلام
ہے کہ میں نے مناسب جانا کہ انکے قیدی انکو پھیر دوں سو جو تم میں سے چاہے کہ خوشی سے قیدی پھیر دے
تو چاہیے کہ پھیر دے پس تحقیق اخیر حدیث میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم اسکے ساتھ راضی ہوئے پس میں
کہ انہوں نے ہبہ کیا اس چیز کو کہ غنیمت لائے تھے قیدیوں سے پہلے تقسیم کرنے کی اور یہ غائب کے معنے میں
ہے (فتح) **باب** المكافاة في الهبة ہبہ کا بدلہ دینا **ف** اور مراد ساتھ ہبہ کے عام معنے ہے
جیسے کہ میں نے پہلے اسکے تقریر کی ہے **حدثنا** مسدد ثنا عيسى بن يونس عن هشام
عن ابيه عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل الهدية و

يُثِيبُ عَلَيْهَا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ وَكِيْعٌ وَمُحَاضِرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول کرتے تھے اور اُسکا بدلہ دیتے تھے **ف**
اور استدلال کیا ہے بعض مالکیہ نے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ ہدیہ کا بدلہ دینا واجب ہے جبکہ مطلق چھوڑے
بخشنے والا اور ہو اُس شخص سے کہ طلب کرتا ہے مانند اسکی ثواب کو مانند فقیر کی واسطے مالدار کے بخلاف
اسچیز کے کہ بخشے اُسکو اعلے واسطے ادنے کے اور وجہ دلالت کی اُس سے مواظبت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی ہے اور معنے کے اعتبار سے کہ جو ہدیہ دیتا ہے وہ قصد کرتا ہے یہ کہ اُسکو اُس سے زیادہ ہدیہ ملے پس
نہیں اقل ہے اس سے کہ اپنے ہدیہ کی مانند دیا جاوے اور یہی قدیم قول ہے شافعی کا اور جدید قول اُسکا
مانند حنفیہ کے ہے کہ ہبہ ثواب کے واسطے باطل ہے منعقد نہیں ہوتا اسواسطے کہ وہ بیع ہے ساتھ مول مجہول
کے اور نیز اسواسطے کہ موضوع ہبہ کا احسان ہے پس اگر ہم اُسکو باطل کریں تو ہوگا بیع معنے معاوضہ کے
اور تحقیق فرق کیا ہے شارع اور عرف نے درمیان بیع اور ہبہ کے پس جو عوض کے مستحق ہے وہ بیع ہے
بخلاف ہبہ کے اور بعضے مالکیہ نے جواب دیا ہے ساتھ اسکے کہ اگر ہبہ نہ تقاضا کرتا ثواب کو ہرگز تو البتہ ہوتا
صدقہ کے معنے میں اور حالانکہ اسطرح نہیں پس تحقیق اکثر حال اُس شخص کے سے جو ہدیہ دیتا ہے یہ ہے کہ وہ بدلہ
چاہتا ہے خاصکر جبکہ فقیر ہو واللہ اعلم (فتح) **بَابُ الْهِبَةِ لِلْوَلَدِ** باب ہے بیان میں ہبہ کرنے
کے واسطے اولاد اپنی کے وَاِذَا اَعْطٰى بَعْضَ وَلَدِهٖ شَيْئًا لَمْ يَجُزْ حَتّٰى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطِيَ الْآخَرِيْنَ
مِثْلَهٗ وَلَا يُشْهَدُ عَلَيْهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ
اور جب اپنی بعضی اولاد کو کچھ چیز بطور ہبہ کے دے تو نہیں جائز ہے یہانتک کہ اُنکے درمیان برابری
کرے اور دوسرون کو اسکے برابر دے اور نہ کوئی اُسپر گواہ ہووے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو وَهَلْ لِلْوَالِدِ اَنْ يَّرْجِعَ فِيْ عَطِيَّتِهٖ اور کیا باپ کو جائز ہے
کہ اپنے ہبہ میں رجوع کرے وَمَا يَاْكُلُ مِنْ مَّالِ وَلَدِهٖ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا يَتَعَدّٰى بعضے اور باب ہے
بیان میں اسچیز سے کہ کھاوے اپنی اولاد کے مال سے موافق دستور کے اور نہ حد سے بڑھے **ف**
یہ باب چار حکمون پر شامل ہے اول ہبہ واسطے اولاد کے اور سوا اسکے نہیں کہ باپ باندھا ہے ساتھ
اسکے تاکہ دور ہووے اشکال اُس شخص کا جو حدیث مشہور کے ظاہر کو لیتا ہے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ
کا ہے اسواسطے کہ جب اولاد کا مال اپنے باپ کا ہوا تو پس اگر باپ اپنی اولاد کے واسطے کوئی چیز
ہبہ کرے تو ہوگا گویا کہ اُس نے اپنی جان کو ہبہ کیا پس ترجمہ باب میں اشارت ہے طرف ضعیف ہونے
حدیث مذکور کی یا طرف تاویل اُسکی کی اور یہ حدیث بوجہ کثرت طرق کے قوت پائی ہے اور جائز ہے

استدلال کرنا ساتھ اسکے پس متعین ہے تاویل اُسکی اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ مین
برابری کرو اور یہ مسئلہ مختلف فیہ مسلون سے ہے کما سیاتی اور حدیث باب کی نعمان سے صحیح ہے واسطے اسکی جو
برابری کرنے کو واجب کہتا ہے تیسرا حکم رجوع کرنا والد کا ہے اُس چیز مین کہ ہبہ کرے اپنی اولاد کو اور یہ مسئلہ
بھی مختلف فیہ ہے اور بعضون نے صدقہ اور ہبہ مین فرق کیا ہے پس نہ رجوع کرے صدقہ مین اسواسطے
کہ مقصود اُس سے ثواب آخرت کا ہے اور باب کی حدیث ظاہر ہے بیچ جواز مین کما سیاتی ایضا اور گویا کہ بیچ
اشارہ ہے طرف حدیث کی کہ نہین حلال ہے واسطے کسی مرد کے کہ کوئی چیز دے یا کچھ ہبہ کرے پھر اس مین رجوع
کرے مگر باپ اُس چیز مین کہ اپنی اولاد کو دی روایت کی یہ حدیث ابو داؤد وغیرہ نے اور اسکے راوی معتبر
ہین چوتھا حکم کھانا باپ کا ہے اپنی اولاد کے مال سے موافق دستور کے ابن منیر نے کہا کہ بیچ نکالنے اس
مسئلے کی حدیث باب کی سے خفا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جب باپ کو بالاتفاق جائز ہے یہ کہ اپنی اولاد
کے مال سے کھا دے جبکہ محتاج ہووے طرف اسکی تو رجوع کرنا اسکا اُس چیز مین کہ اپنی اولاد کو ہبہ کرے
بطریق اولے جائز ہوگا (فتح) وَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُمَرَ بَعِيرًا ثُمَّ أَعْطَاهُ
ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ اصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ یعنے اور خریدا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے اونٹ
پھر وہ ابن عمر رض کو دیا اور فرمایا کہ کر ساتھ اسکے جو چاہے **ف** پوری یہ حدیث کتاب البیوع مین گذر چکی
ہے اور ابن بطال نے کہا کہ مناسبت حدیث ابن عمر رض کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم عمر فاروق رض کو فرماتے کہ اپنے بیٹے عبد اللہ کے واسطے اونٹ کو ہبہ کرے تو البتہ عمر فاروق رض اُسکی
طرف جلدی کرتے لیکن اگر وہ کرتے تو نہ ہوتا عدل درمیان اولاد عمر رض کے پس اسی واسطے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو عمر رض سے خریدا پھر وہ عبد اللہ کو ہبہ کیا اور مہلب نے کہا کہ اسمین دلالت ہے اسپر
کہ نہین لازم ہے برابری کرنی اُس چیز مین کہ ہبہ کرے اُسکو غیر باپ کا غیر کی اولاد کو (فتح) **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ
ابْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهٖ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ
ترجمہ نعمان بن بشیر رض سے روایت ہے کہ اسکا باپ اُسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس لایا اور کہا کہ
تحقیق مین نے اپنے اس بیٹے کو غلام بخشا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اپنی سب
اولاد کو اسکے برابر دیا ہے اس نے کہا کہ نہین فرمایا کہ پس اسکو پھیر لے **ف** اس روایت مین ہے کہ
نعمان کو اُسکے باپ نے غلام بخشا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ باغ بخشا تھا تو ابن حبان نے اس مین

یہ تطبیق صحیح ہے کہ یہ دو واقعہ کا ذکر ہے ایک تو نعمان کے پیدا ہونے کے وقت تہا اور اُسوقت ہبہ باغ تہا اور دوسرا
نعمان کے بڑے ہونے کے بعد تہا اور اُس وقت ہبہ غلام تہا اور اس تطبیق مین کچھ ڈر نہین لیکن اسپر یہ شبہ
آتا ہے کہ بعید ہے کہ بہول جاوے بشیر باوجود جلالت اپنی کے حکم کو اس مسئلہ مین تا کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی طرف پہر آوے اور آپ کو دوسرے ہبہ پر گواہ کرے بعد اسکے کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے پہلی بار فرمایا کہ مین ناحق پر گواہ نہین ہوتا اور جائز کہا ہے ابن حبان نے کہ بشیر نے پہلے حکم
کے منسوخ ہونے کا گمان کیا ہو اور احتمال ہے کہ پہلے امر کو کراہت تنزیہ پر محمول کیا ہو یا گمان کیا ہو کہ نہین
لازم آتا باغ مین منع ہونے سے منع ہونا غلام مین اسواسطے کہ باغ کا مول اکثر اوقات زیادہ ہوتا ہے غلام کے
مول سے پہر ظاہر ہوئی واسطے میرے تطبیق اور جو سلامت رہتی ہے اس خوشی سے اور نہین محتاج
ہو لی طرف جواب کی اور وہ یہ ہے کہ تحقیق عمرہ نعمان کی ماں جب باز رہی پرورش اُسکی سے مگر یہ کہ
اُسکے خاصکر کوئی چیز ہبہ کرے تو بشیر نے اُسکو باغ ہبہ کیا واسطے خوش کرنے دل اُسکے کے پہر اُسکو ظاہر ہوا
تو اُس نے اُسمین رجوع کیا اسواسطے کہ نہین قبض کیا تہا اُسکو اُس سے کسی غیر نے تو عمرہ نے پہر ہبہ چاہا
تو بشیر نے اُسکو ایک دو سال تک تاخیر دی پہر اُسکا جی خوش ہوا کہ باغ کے بدلے اُسکو غلام بخشے اور
عمرہ اُسکے ساتہ راضی ہوئی لیکن اُس نے خوف کیا کہ پہلے کی طرح اُسکو بہی نہ پہیرے تو عمرہ نے کہا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو اسپر گواہ کر ارادہ کرتے تہے ساتہ اُسکے ثابت کرنا ہبہ کا اور یہ کہ امن مین ہو اُسمین رجوع
کرنے سے اور یہ ہو گا آنا طرف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک بار اور وہ پہلی بار ہے اور غایت یہ ہے کہ
بعض راویون نے اسکو یاد رکہا اور بعض کو یاد نہ رہا اور ایک روایت مین ہے کہ مین ناحق پر گواہ نہین ہوتا
اور ایک روایت مین ہے کہ کیا تجہکو خوش لگتا ہے کہ سب فرزند تجہ سے سلوک کرین اور ایک روایت
مین ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان بخشش مین برابری کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ فرزند تمہارے ساتہ نیکی مین
برابری کرین اور ایک روایت مین ہے کہ میرے غیر کو اسپر گواہ کر اور ایک روایت مین ہے کہ مگر یہ کہ تو اُنہین
برابری کرے اور ایک روایت مین ہے کہ نہین گواہ ہوتا مین ناحق پر اور ان سب مختلف لفظون کا مطلب ایک
ہے اور تحقیق تمسک کیا ہے ساتہ اسکے اُس شخص نے کہ واجب کرتا ہے برابری کو اولاد مین اور ساتہ اسکے تصریح
کی ہے بخاری نے اور یہی ہے قول طاؤس اور ثوری اور احمد اور اسحاق کا اور قائل ہین ساتہ اُس کے
بعض مالکیہ پہر مشہور اُن لوگون سے یہ ہے کہ یہ ہبہ باطل ہے اور احمد سے روایت ہے کہ صحیح ہے اور واجب ہے
کہ اُس سے پہر جائے اور اُس سے ہے کہ جائز ہے کم و بیش دینا اگر ہو واسطے اسکے کوئی سبب مانند اُسکی کہ محتاج
ہووے بیٹا واسطے ضیافت اپنی کے اور قرض دینے کی یا مانند اُسکی سوای باقی اولاد کے اور ابو یوسف نے

کہاکہ واجب ہی برابری کرنی اگر قصد کرے ساتھ تفضیل کے ضرر دینے کا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اولاد کے
درمیان ہبہ مین برابری کرنی مستحب ہے اور اگر بعضون کو زیادہ دے تو صحیح ہے لیکن مکروہ ہی اور مستحب ہے
جلدی کرنی طرف برابری کرنے کو یا رجوع کے سو جمہور نے امر کو استحباب پر حمل کیا ہے اور نہی کو تنزیہ پر
اور جو اسکو واجب کہتا ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ وہ مقدمہ واجب کا ہے اسواسطے کہ رحم کا توڑنا اور نافرمانی
کرنا دونو حرام ہین پس جو انکی طرف پہونچاوے وہ بھی حرام ہوگا اور بعضون کا زیادہ دینا انکی طرف
پہونچاتا ہے پھر برابری کی صفت مین اختلاف ہے پس کہا محمد بن حسن اور احمد اور اسحاق اور بعض شافعیہ
اور مالکیہ نے کہ برابری یہ ہے کہ مرد کو دوہرا حصہ دے اور عورت کو ایک حصہ دے مانند میراث کی اور حجت پکڑی
ہی انہون نے ساتھ اسکے کہ یہی حصہ اُسکا ہے اس مال سے اگر باقی چھوڑتا اسکو ہبہ کرنے والا اپنے ہاتھ مین یہان
تک کہ مرجاتا اور اُنکے سوای اور لوگ کہتے ہین کہ نہین فرق ہے درمیان مرد اور عورت کی اور ظاہر امر برابری
کرنے کا شاہد ہے واسطے اُنکے اور دلیل پکڑی ہے انہون نے ساتھ حدیث ابن عباسؓ کے کہ اپنی اولاد
کے درمیان ہبہ مین برابری کرو پس اگر مین کسی کو فضیلت دیتا تو البتہ عورتون کو فضیلت دیتا روایت
کی یہ حدیث بیہقی وغیرہ نے اور اسکی سند حسن ہے اور جو برابری کے امر کو استحباب پر حمل کرتا ہے اُسنے
نعمان کی حدیث سے کئی جواب دئے ہین ایک یہ کہ بشیر نے اپنے بیٹے نعمان کو اپنا سب مال بخشدیا تھا اسی واسطے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو منع کیا پس نہین ہے اسمین حجت زیادہ دینے کی ممانعت پر حکایت
کیا ہے ابن عبد البر نے مالک سے اور تعاقب کیا اُسکا ساتھ اسکے کہ نعمان کی حدیث کے بہت طریقے تصریح کرتے
ہین ساتھ اسکے کہ کچھ مال بخشتا تھا اور قرطبی نے کہا کہ سب تاویلون سے بعید تر یہ تاویل ہے کہ نہی تو صرف اُس
شخص کو شامل ہے کہ جو اپنا سارا مال اپنی بعض اولاد کو ہبہ کر دے جیسا کہ سحنون کا مذہب ہے اور شاید کہ
اُس نے نہین سنا نص حدیث مین کہ موہوب غلام تھا اور یہ کہ اُس نے اسکو ہبہ کیا تھا جب کہ اُسکی ماں نے
اُسکے بعض مال سے ہبہ چاہا اور یہ یقینًا معلوم ہے کہ اسکے پاس اسکے سوای اور مال تھا دوم یہ کہ ہبہ مذکورہ ابھی
جاری نہین ہوا تھا اور سوای اسکے نہین کہ بشیر تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرنے کو آیا تھا تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ ایسا نہ کر حکایت کیا ہے اسکو طحاوی نے اور حدیث باب کے اکثر طریقون
مین وہ چیز ہے کہ اسکو رد کرتی ہے سوم یہ کہ نعمان بڑا تھا اور اس نے موہوب کو قبض نہ کیا تھا پس جائز ہوا
واسطے باپ اسکے کے رجوع کرنا ذکر کیا ہے اسکو طحاوی نے اور یہ بھی خلاف ہے اس چیز کا کہ حدیث باب کی اکثر
طریقون مین ہے خاصکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اسکو پھیر لے اسواسطے کہ تحقیق یہ دلالت کرتا
ہی اوپر مقدم ہونے وقوع قبض کے اور جسکے ساتھ روایتین غالب ہین وہ یہ ہے کہ نعمان چھوٹا تھا اور اسکا باپ

قابض تہا واسطے اُسکے واسطے کم سن ہونے اسکے کی پس حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتہ پہیر لینے ہبہ مذکور کے بعد اُسکے کہ تہا حکم مقبوض مین چہارم یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول کہ اُسکو پہیر لے دلیل ہے صحت پر اور اگر ہبہ صحیح نہ ہوتا تو رجوع بہی صحیح نہ ہوتا اور سوای اسکے نہین کہ حکم اسکو ساتہ رجوع کرنے کی اسواسطے کہ باپ کو جائز ہے یہ کہ رجوع کرے اُس چیز مین کہ ہبہ کری اسکو واسطے اولاد اپنی کے اگرچہ افضل خلاف اُسکا ہے لیکن استحباب برابری کرنے کا راجح ہے اسپر پس اسی واسطے اسکو اسکا حکم کیا اور اس استدلال مین نظر ہے اور ظاہر یہ بات ہی کہ ارجع کے معنے یہ ہین کہ نہ جاری کر ہبہ مذکورہ کو اور نہین لازم آتا اس سے مقدم ہونا صحت ہبہ کا پنجم یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول وَاَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِيْ یعنے گواہ کر اسپر میرے غیر کو اجازت ہی واسطے شاہد کرنے کی اسپر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس سے اسواسطے باز رہے کہ آپ امام تھے اور گویا کہ آپنے کہا کہ مین گواہ نہین ہوتا اسواسطے کہ امام کی یہ شان نہین کہ گواہ ہووے اُسکی شان تو یہ ہے کہ حکم کرے کری اُسکو بہی طحاوی نے حکایت کیا ہے اور راضی ہوا ہے ساتہ اُسکے ابن قصار اور تعاقب کیا گیا ہے باین طور کہ نہین لازم آتا ہونے امام کے سے کہ نہین اُسکی شان سے گواہ ہونا یہ کہ باز رہے شہادت کی اُٹہانے سے اور نہ اسکے ادا کرنے سے جبکہ اُسپر متعین ہو اور تحقیق تصریح کی ہے محبت پکڑنے والے نے ساتہ اُسکے کہ امام جب شہادت دے نزدیک بعض نوابون اپنے کی تو جائز ہے اور اسپر قول اسکا کہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ گذارہ کر صیغہ اجازت کا ہے تو اسطرح نہین بلکہ وہ واسطے جہڑکنے کے ہے واسطے اُن چیزونکے کہ دلالت کرتے ہین اُسپر باقی لفظ حدیث کی اور ساتہ اسی کے تصریح کی ہے جمہور نے اس جگہ مین اور ابن حبان نے کہا کہ اشہد امر کا صیغہ ہے اور مراد ساتہ اُسکے جواز کی نفی کرنی ہے ششم تمسک ہے ساتہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اِلَّا سَوَّيْتَ بَيْنَهُمْ یعنے مین گواہ نہین ہوتا مگر یہ کہ تو اُنکے درمیان برابری کرے اسپر کہ مراد ساتہ امر کے استحباب ہے اور ساتہ نہی کے تنزیہ اور یہ جواب خوب ہے اگر نہ ہوتا وارد ہونا ان لفظون زائدہ کا اس لفظ پر خاص کرکے یہ روایت بعینہ امر کے صیغہ سے آچکی ہے یعنے ایک روایت مین امر کا صیغہ آچکا ہے چنانچہ فرمایا کہ اُنکے درمیان برابری کر ہفتم یہ کہ مسلم مین ابن سیرین سے وہ چیز وارد ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ محفوظ نعمان کی حدیث مین قَارِبُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ ہے نہ سَوُّوا یعنے اپنی اولاد کے درمیان نزدیکی کرو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتہ اسکے کہ مخالفین مقاربت کو واجب نہین کہتے جیسا کہ برابری کرنے کو واجب نہین کہتے ہشتم تشبیہ ہے جو واقع ہے بیچ تسویہ کے درمیان اُنکے ساتہ تسویہ کے درمیان اُنکے بیچ نیکی کرنے ماں باپ کی قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے اسپر کہ امر واسطے ندب اور استحباب کے ہے لیکن عدم تسویہ کو ظلم کہنا اور مفہوم قول اُسکے سے کہ مین نہین گواہ ہوتا مگر حق پر دلالت کرتا ہے اسپر کہ

امر وجوب کے واسطے ہو یا اُسکے برخلاف پر دلالت کرتا ہے اور تشبیہ دینے کی روایت کو اخیر مین کہا کہ پس
نہین درست ہے اسوقت تہم عمل دونو خلیفون ابوبکر اور عمر رض کا بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرینہ
ظاہر ہے اسمین کہ امر واسطے ندب کے ہو روایت کیا یہ عمل انکا مالک اور طحاوی نے اور جواب دیا ہے اس سے
عروہ نے ساتھ اُسکے کہ اُسکے بہائی اسکے ساتہ راضی تھے دہم یہ کہ تحقیق اجماع منعقد ہوا ہے اوپر جواز دینے
مرد کے مال اپنے کو واسطے غیر اولاد اپنی کے پس جب اُسکو جائز ہے کہ اپنے تمام اولاد کو اپنے مال سے
نکالے تو جائز ہے اُسکو یہ کہ بعض اولاد کو اُس سے نکالے ذکر کیا ہے اسکو ابن عبد البر نے اور نہین پوشیدہ
ضعف اُسکا ساتہ موجود ہونے نص کے اور بعضون نے گمان کیا ہے کہ معنے قول حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے کہ مین نہین گواہ ہوتا ظلم پر یہ ہین کہ مین نہین گواہ ہوتا اوپر میل کرنے باپ کی واسطے بعض
اولاد کے سوای بعض کے اور اسمین نظر ہے کہ پوشیدہ نہین اور رد کرتا ہے اسکو روایت مین کہ مین ناحق
پر گواہ نہین ہوتا اور حکایت کی ابن تین نے داؤدی سے کہ بعض مالکیہ نے حجت پکڑی ہے ساتہ اجماع
کے اوپر خلاف ظاہر حدیث نعمان کے پہر اسکو اسپر رد کیا اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتہ اُسکے کہ باپ کو
اپنے بیٹے کے ہبہ مین رجوع کرنا صحیح ہے اور اسی طرح ماں کو اور یہی ہے قول اکثر فقہا کا مگر مالکیہ نے
ماں اور باپ کے درمیان فرق کیا ہے پس کہتے ہین کہ جائز ہے واسطے ماں کے یہ کہ رجوع کرے اگرچہ
باپ زندہ ہو سوای اسکے جب کہ مر جاوے اور مقید کیا ہے انہون نے باپ کی رجوع کو ساتہ اسچیز کے جبکہ
بیٹے موہوب لہ نے نیا دین اختیار نہ کیا ہو یا نکاح نہ کیا ہو اور یہی قول ہے اسحاق کا اور امام شافعی نے کہا
کہ باپ کو مطلق رجوع کرنا درست ہے اور احمد رح نے کہا کہ نہین حلال ہے واسطے ہبہ کرنے والے کی یہ کہ رجوع
کرے اپنے ہبہ مین مطلقا اور کوفے والے کہتے ہین کہ اگر موہوب لہ یعنے جسکو ہبہ کیا گیا چھوٹا ہو تو باپ
کو رجوع کرنا درست نہین اور اسی طرح اگر بڑا ہو اور ہبہ کو قبض کر لیا ہو تو بہی درست نہین کہتے ہین کہ
اگر خاوند نے اپنی بی بی کو ہبہ کیا ہو یا بالعکس یا واسطے ذی رحم کے ہبہ کیا ہو تو نہین جائز ہے رجوع
کرنا بیچ کسی چیز کے انمین سے اور موافق ہوا ہے انکو اسحاق ذی رحم مین اور کہتا ہے کہ عورت
کو رجوع کرنا جائز ہے بخلاف خاوند کے اور حجت ہر ایک کی اس سے دراز ہوتی ہے اور جمہور کی حجت باپ
کے مستثنے ہونے مین یہ ہے کہ اولاد اور اُسکا مال اپنے باپ کا ہے پس یہ در حقیقت رجوع نہین اور بر تقدیر
ہونے اُسکے کی رجوع پس اکثر اوقات تقاضا کرتی ہے مصلحت دینے کی اور مانند اسکی اور نیز اس حدیث
مین استحباب ہے طرف الفت کی درمیان بہائیون کے اور ترک کرنا اسچیز کا کہ ڈالے درمیان اُنکے
دشمنی کو یا پیدا کرے نافرمانی کو واسطے ماں باپ کی اور یہ کہ ہبہ باپ کا واسطے اپنے بیٹے چہوٹے کو جو اسکی

بیچ درستی ہبہ کے محتاج ہے طرف قبض کی اور یہ کہ اسمین گواہ کرنا بے پرواہ کرتا ہے قبض سے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر ہبہ سونا یا چاندی ہو تو ضرور ہے جدا کرنا اسکا اور ظاہر کرنا اسکا اور اسمین کراہت ہے اوٹھانے شہادت کی اُس چیز مین کہ مبلغ نہین اور یہ کہ ہبہ مین گواہ کرنا درست ہے واجب نہین اور اسمین جواز میل کرنے کا ہے طرف بعض اولاد کی اور بی بیون کی سواے بعض کے اگرچہ واجب ہے برابری کرنی درمیان اُنکے بیچ غیر اُس کام کے اور اسمین یہ بہی ہے کہ جائز ہے واسطے امام اعظم کے یعنے بڑے بادشاہ کے یہ کہ اٹہادے گواہی کو اور ظاہر کرے فائدے اُسکے کو یا تو اسواسطے کہ حکم کرے بیچ اُسکے ساتہ علم اپنے کے نزدیک اُسکے جو اُسکو جائز کہتا ہے یا ادا کرے اسکو نزدیک بعض نوابون اپنے کے اور اسمین شروعیت تحصیل کرنے حاکم اور مفتی کی اُس چیز سے کہ احتمال استفصال کا رکہتی ہو واسطے پوچہنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ کیا اُسکے سوا تیری اولاد بہی ہے پس جب اُس نے کہا کہ ہان تو فرمایا کہ کیا تو نے سب کو دیا ہے برابر دیا ہے سو جب اُس نے کہا کہ نہین تو فرمایا کہ مین گواہ نہین ہوتا پس اس سے سمجہا جاتا ہے کہ اگر کہتے کہ ہان تو البتہ گواہ ہوتے اور اسمین یہہ ہے کہ ہبہ کو صدقہ کہنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے امام کو کلام کرنا اولاد کی مصلحت مین اور جلدی کرنی طرف قبول کرنے حق کی اور حکم کرنا حاکم اور مفتی کا ساتہ تقوی اللہ کے ہر حال مین اور اسمین اشارہ ہے طرف بری ہونے عاقبت حرص کی اسواسطے کہ اگر عمرہ راضی ہوتی ساتہ اُس چیز کے کہ ہبہ کیا تہا اسکے خاوند نے واسطے اولاد اپنی کے تو البتہ نہ رجوع کرتا بیچ اُسکے پس جب سخت ہوئی حرص اُسکی بیچ ثابت کرنے اُسکے کو تو اُسکے باطل ہونے تک نوبت پہونچی اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث کے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے امام اعظم کے یہ کہ رد کرے ہبہ اور وصیت کو اُس سے کہ پہچانے اُس سے بہاگنا بعض وارثون سے واللہ اعلم (فتح)

بَابُ الْإِشْهَادِ فِي الْهِبَةِ ہبہ مین گواہ کرنے کا بیان

حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ وَّهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ

ترجمہ عامر رضی سے روایت ہے کہ مین نے نعمان بن بشیر رضی سے سُنا اور وہ منبر پر کہتا تہا کہ میرے باپ نے مجہکو ایک چیز عطا کی تو عمرہ رواحہ کی بیٹی یعنے میری مان نے کہا کہ مین راضی نہین ہوتی یہان تک کہ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرے یعنے اس ہبہ پر سو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے

کہا کہ مین نے اپنے بیٹے کو جو رواحہ کے پیٹ سے ہے ایک چیز ہبہ کی ہو اور اسنی مجھکو کہا کہ مین آپکو گواہ کرون تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اپنے باقی فرزندون کو بھی اسکے برابر دیا ہے اُس نے کہا کہ نہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو سو بشیر پھر آیا اور اپنی بخشش کو پھیر لیا **بَابُ** هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا ہبہ کرنا مرد کا اپنی بی بی کو اور ہبہ کرنا بی بی کا اپنے خاوند کو **ف** یعنے کیا جائز ہے واسطے کسی کے اُن دونو مین سے رجوع کرنا بیچ اسکے (فتح) قَالَ اِبْرَاهِيمُ جَائِزَةٌ یعنے اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جائز ہے یعنے پس نہین رجوع ہے بیچ اسکے **ف** طحاوی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم نے کہا کہ جب ہبہ کرے بی بی واسطے خاوند اپنے کے یعنے کوئی چیز یا ہبہ کرے خاوند واسطے بی بی اپنی کے تو ہبہ جائز ہے اور نہین جائز ہے واسطے کسی کے دونو مین سے یہ کہ رجوع کرے اپنے ہبہ مین (فتح) وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَا يَرْجِعَانِ یعنے عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ مرد اور عورت اپنے ہبہ مین رجوع نہین کرتے وَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِي اَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ یعنے اور پروانگی چاہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون سے یہ کہ بیمار چھوڑے جاوین عائشہ رض کے گھر مین **ف** اور وجہ داخل ہونے اسکے کی اس ترجمہ مین یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیون نے ہبہ کی وہ چیز کہ جسکی مستحق تھین وہ ان سے اور نہین تہا واسطے اُنکے رجوع مستقبل مین (فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ یعنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہبہ کی چیز کو پھیر لینے والا مانند کتے کی ہے کہ اپنی قے کو چاٹتا ہے **ف** اور وجہ داخل ہونے اسکے کی ترجمہ مین یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہبہ پھیر لینے والے کی مطلق مذمت کی یعنے کسی کو خاص نہین کیا پس خاوند اور بی بی بھی اُسکے عموم مین داخل ہین (فتح) وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ هَبِي لِي بَعْضَ صَدَاقِكِ اَوْ كُلَّهُ ثُمَّ لَمْ يَمْكُثْ اِلَّا يَسِيرًا حَتّٰى طَلَّقَهَا فَرَجَعَتْ فِيهِ قَالَ يَرُدُّ اِلَيْهَا اِنْ كَانَ خَلَبَهَا وَاِنْ كَانَتْ اَعْطَتْهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ اَمْرِهِ خَدِيعَةٌ جَازَ یعنے اور زہری نے اُس شخص کے حق مین کہا جو اپنی عورت سے کہے کہ مجھکو اپنا کچھ یا کل مہر بخشدے یعنے سو اُس نے اُسکو بخشدیا پھر کچھ دن نہ گذرے کہ اُس نے اسکو طلاق دیدی زہری نے کہا کہ اُسکا حکم یہ ہے کہ اگر اُس نے اُسکے ساتھ دغا بازی کی ہے تو اُسکا مہر اسکو پھیر دے اگر عورت نے اسکو اپنی خوشی سے بخشا ہو اُسمین کوئی دہوکا نہ ہو تو جائز ہے وہ ہبہ اور نہین واجب ہے پھیر دینا اُسکا **ف** اور یہی ہے قول مالکیہ کا اگر قائم کرے عورت اُسپر گواہ کو اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکا قول اس مین

مطلق قبول کیا جاوے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جانبین سے رجوع کرنا درست نہین اور شریح کا قول
بھی زہری کے موافق ہے اور شافعی رح نے کہا کہ نہ پھیر دے اسکو کوئی چیز جبکہ دغا بازی کری اُس سے
اگرچہ اسکو ضرر ہو واسطے دلیل اس آیت کی کہ نہین گناہ ہے اُن دونو پر اُس چیز مین کہ بدلہ دی ساتھ
اسکے عورت (فتح) قال اللّٰہ تعالیٰ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا یعنی اور
خدا نے فرمایا کہ پھر اگر عورتین تمکو مہر مین سے کچھ چھوڑ دین دل کی خوشی سے تو کہاؤ وہ رچتا پچتا **حدثنا**
ابراهيم بن موسى انا هشام عن معمر عن الزهري اخبرني عبيد الله بن عبد الله قالت
عائشة لما ثقل النبي صلى الله عليه وسلم فاشتد وجعه استاذن ازواجه ان
يمرض في بيتي فاذن له فخرج بين رجلين تخط رجلاه الارض وكان بين العباس و
بين رجل اخر قال عبيد الله فذكرت لابن عباس ما قالت عائشة فقال لي وهل
تدري من الرجل الذي لم تسم عائشة قلت لا قال هو علي بن ابي طالب **ترجمہ** عائشہؓ
سے روایت ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کو بیماری کی شدت ہوئی تو اپنی بی بیون
سے پروانگی چاہی کہ میرے گھر مین بیمار چھوڑے جاوین یعنے میرے گھر مین بیماری کاٹین تو بی بیون نے
آپ کو اجازت دی پس دو مردون کے درمیان نکلے اس حال مین کہ آپکے دونو پاؤن مین
پر لکیر کھینچتے تھے یعنی زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور تھے درمیان عباسؓ کے اور درمیان ایک مرد کے یعنے
حضرت علی رضؓ کے **حدثنا** مسلم بن ابراهيم ثنا وهيب ثنا ابن طاؤس عن ابيه عن ابن
عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم العائد في هبته كالكلب يقيء ثم يعود
في قيئه **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی دی چیز کا پھیرنے
والا کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے **باب** هبة المرأة لغير زوجها وعتقها
اذا كان لها زوج فهو جائز اذا لم تكن سفيهة لم يجز قال الله تعالى ولا تؤتوا السفهاء
اموالكم ہبہ کرنا عورت کا واسطے غیر خاوند اپنے کے اور آزاد کرنا اسکا جبکہ ہو واسطے اُسکے خاوند پس
وہ جائز ہے جبکہ نہ ہووے وقوف اور جب بے عقل ہو تو جائز نہین خدا نے فرمایا اور مت پکڑا دو بے عقلون
کو اپنے مال **ف** اور ساتھ اس حکم کے کہا ہے جمہور نے اور مخالفت کی ہے طاؤس نے پس کہا کہ مطلق
منع ہے اور مالک سے روایت ہے کہ نہین جائز ہے واسطے اُسکے یہ کہ دے بغیر اذن اپنے خاوند کے اگرچہ ہو شیار
ہو مگر تہائی سے اور لیث سے روایت ہے کہ مطلق جائز نہین مگر حقیر چیز مین اور جمہور کی دلیلین کتاب اور
سنت سے بہت ہین اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے طاؤس کے ساتھ حدیث عمرو بن شعیب کے کہ نہین جائز

ہو بخشنا عورت کا اپنے مال سے مگر اپنے خاوند کی اجازت سے روایت کی یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے
اور ابن بطال نے کہا کہ باب کی حدیثیں صحیح تر ہیں اور محمول کیا ہے انکو مالک نے تھوڑی چیز پر اور تہائی
اسکی تہائی اور جو اس سے کم ہو (فتح) **حدثنا** ابو عاصم عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکة
عن عباد بن عبد اللہ عن اسماء قالت قلت یا رسول اللہ مالی مال الا ما ادخل علی
الزبیر فاتصدق قال تصدقی ولا توعی فیوعی علیک **ترجمہ** اسماءؓ سے روایت ہے کہ میں نے
کہا کہ یا رسول اللہ نہیں واسطے میرے مال مگر جو داخل کیا مجھپر زبیر نے کیا پس میں خیرات
کروں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات کر اور نہ بند کر رکھ تو خدا بھی تجھ پر بند کریگا **ف** یعنے
بخیل مت بن اور مال کو جمع نہ کر خدا کے راہ میں دیا کر خدا بھی تجھکو دیے جاویگا **حدثنا** عبید اللہ
ابن سعید ثنا عبد اللہ بن نمیر ثنا ہشام بن عروة عن فاطمة عن اسماء ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال انفقی ولا تحصی فیحصی اللہ علیک ولا توعی فیوعی اللہ
علیک **ترجمہ** اسماءؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے راہ میں خرچ کیا
کر اور گن کر مال کو نہ رکھ تو خدا بھی تجھکو گن کر دے گا اور مال کو بند نہ کر رکھ کہ خدا بھی تجھ سے بند کریگا
حدثنا یحیی بن بکیر عن اللیث عن یزید عن بکیر عن کریب مولی ابن عباس ان
میمونة بنت الحارث اخبرته انها اعتقت ولیدة ولم تستاذن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فلما کان یومها الذی یدور علیها فیہ قالت اشعرت یا رسول
اللہ انی اعتقت ولیدتی قال او فعلت قالت نعم قال اما انک لو اعطیتہا اخوالک
کان اعظم لاجرک وقال بکر بن مضر عن عمرو عن بکیر عن کریب ان میمونة اعتقت
ترجمہ کریبؓ سے روایت ہے کہ میمونہ رضہ نے ایک لونڈی آزاد کی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت
لی سو جب اسکی باری کا دن ہوا جسمیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آتے تھے تو اس نے کہا کہ یا
حضرت کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا
تو نے آزاد کر دی اس نے کہا کہ ہاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ اگر تو وہ لونڈی اپنی
ماموں کو دیتی تو تیرا ثواب اسمیں بہت بڑا ہوتا **ف** ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے
ناطے دار کو ہبہ کرنا افضل ہے آزاد کرنے سے اور تائید کرتی ہے اسکو حدیث سلمانؓ کی کہ مسکین کو صدقہ
دینا ایک صدقہ ہے اور ناطے دار کو صدقہ دینا صدقہ ہے اور صلہ رحمی ہے یعنے اسمیں دوہرا ثواب ہے
لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ ناطے دار کا ہبہ مطلق افضل ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مسکین محتاج

ہو اور نفع اسکا ساتہ اُسکے متعدی ہو اور دوسرا بالعکس اور نسائی کی روایت مین واقع ہوا ہے کہ پس کیون نہین دیا تو نے اسکو اپنے بہائی کی بیٹی کو کہ وہ اُسکی بکریان چراتی پس بیان کی وجہ روایت مذکورہ مین اور وہ محتاج ہونا اُسکے قرابتیون کا ہے طرف خادم کی اور نیز حدیث مین نہین ہے حجت اسپر کہ برادری سے سلوک کرنا آزاد کرنے سے افضل ہے اسواسطے کہ وہ ایک خاص واقع کا ذکر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہو ساتہ اختلاف حالات کے جیسے کہ مین نے اُسکی تقریر کی اور وجہ داخل ہونے حدیث میمونہ کی ترجمہ مین یہ ہے کہ وہ ہوشیار تہین اور یہ کہ انہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پہلے آزاد کی تہی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسپر عیب نہ پکڑا بلکہ ارشاد کیا اُسکو طرف اسچیز کی کہ وہ افضل ہے پس اگر اُسکا تصرف اپنے مال مین جائز نہ ہوتا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے عتق کو باطل کرتے (فتح) **حدثنا** حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَیْنَ نِسَائِہٖ فَاَیَّتُھُنَّ خَرَجَ سَھْمُھَا خَرَجَ بِھَا مَعَہٗ وَکَانَ یَقْسِمُ لِکُلِّ امْرَاَۃٍ مِنْھُنَّ یَوْمَھَا وَلَیْلَتَھَا غَیْرَ اَنَّ سَوْدَۃَ بِنْتَ زَمْعَۃَ وَھَبَتْ یَوْمَھَا وَلَیْلَتَھَا لِعَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ رِضٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تہے تو اپنی بی بیون کے درمیان قرعہ ڈالتے تہے سو جسکے نام پر قرعہ نکلتا تہا اسکو اپنے ساتہ لیجاتے تہے اور تہے تقسیم کرتے واسطے ہر عورت کی انمین سے دن اُسکا اور رات اُسکی یعنے ہر ایک کے گہر مین ایک ایک دن رات رہتے تہے سوائے سودہ بنت زمعہ کے کہ اُسنے اپنی باری کا دن رات عائشہ رض کو بخش دیا تہا اُسکے ساتہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رضامندی چاہتی تہین **ف** اس حدیث کی ابتدا مین افک کا قصہ ہے اور اسکی پوری شرح سورہ نور کی تفسیر مین آویگی اور یہ جو فرمایا کہ ہر عورت کیواسطے تقسیم کیا کرتے تہے تو اسکی پوری شرح کتاب النکاح مین آوے گی اور ابن بطال نے کہا کہ نہین باب کی حدیثون مین جو رد کرے امام مالک رح پر اسواسطے کہ وہ حمل کرتا ہے اُسکو اُس چیز پر جو تہائی سے زیادہ ہو اور وہ حمل جائز ہے اگر ثابت ہو مدعی اور وہ یہ ہے کہ نہین جائز ہے اُسکو تصرف اُسچیز مین کہ تہائی سے زیادہ ہو مگر اپنے خاوند کی اجازت سے واسطے اُسچیز کے کہ اسمین تطبیق ہے درمیان دلیلون کے (فتح)

باب مَنْ یُّبْدَاُ بِالْھَدِیَّۃِ ہدیہ کے ساتہ کس سے شروع کیا جاوے یعنے جب کئی مستحق ہون تو کسکو مقدم کیا جاوے وَقَالَ بَکْرٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُکَیْرٍ عَنْ کُرَیْبٍ مَوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مَیْمُوْنَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَتْ وَلِیْدَۃً لَّھَا فَقَالَ لَھَا لَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ اَخْوَالِکِ کَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِکِ

یعنے کریب سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی میمونہ نے اپنی لونڈی آزاد کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ اگر تو اُسکے ساتھ اپنی ماموں سے سلوک کرتی تو تیرا ثواب اسمین بہت بڑا ہوتا **ف** اس حدیث مین برابر ہونا ہے بیچ صفت کے استحقاق سے یعنے صدقہ کے مستحق ہونے مین دونو برابر ہین پس مقدم کیا جاوے گا قریب اجنبی پر (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجُوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَمِيمِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ مین نے کہا کہ یا حضرت میرے دو ہمسائی ہین تو مین دونو سے کس کیطرف تحفہ بہیجون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکا دروازہ تجھ سے بہت قریب ہے **ف** اس حدیث مین برابر ہونا ہے صفتون مین پس مقدم کیا جاوی گا جو قریب تر ہے ذات مین (فتح) **باب** مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الْهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ جو نہین قبول کرتا صدقے کو واسطے علت کی **ف** یعنے ساتھ کسی سبب کے کہ پیدا ہووے اُس سے شک مانند قرض کی اور مانند اُسکی کی یعنے جیسے قرضدار اپنے قرضخواہ کو ہدیہ بہیجے (فتح) وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَتِ الْهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً وَالْيَوْمَ رِشْوَةً یعنے اور عمر بن عبد العزیز رضہ نے کہا کہ ہدیہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ہدیہ تہا اور آج کے دن رشوت ہی **ف** پوری روایت اسطور سے ہی کہ عمر بن عبد العزیز کو سیب کی خواہش ہوئی پس نہ پائی اُس نے اپنے گہر مین کوئی چیز کہ اُس سے سیب خریدی پہر ہم اُسکے ساتھ سوار ہوئے سو اُسکو کچھ لڑکے سیبون کے طشتون سے ملے اور اُس نے اُنمین سے ایک سیب لیا اور اُسکو سونگہا پہر طشتون کو پہیر دیا تو مینے اسکو اس باب مین کہا اُس نے کہا کہ مجھکو اُنکی حاجت نہین مین نے کہا کہ کیا نہ تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضہ اور عمر رضہ قبول کرتے ہدیہ کو تو اُس نے کہا کہ وہ اُن کے واسطے ہدیہ تہا اور واسطے عاملون کے بعد اُنکے رشوت ہی اور رشوت وہ ہے کہ لیجاوے بغیر عوض کے اور اُسکے لینے والے پر عیب کیا جاوے اور ابن عربی نے کہا کہ رشوت ہر مال ہے کہ دیا جاوے تاکہ طلب کی جاوی ساتھ اُسکے ذی جاہ سے مدد اُس چیز پر کہ نہین حلال ہے اور مرتشی لینے والا اُسکا ہے اور راشی دینے والا اُسکا ہے اور رائش واسطہ ہے اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے حدیث عبد اللہ بن عمر رضہ کی بیچ لعنت کرنے راشی اور مرتشی کے اور ایک روایت مین رائش اور راشی کا ذکر ہے پہر ابن عربی نے کہا کہ جو تحفہ بہیجا ہو نہین خالی ہے اُس سے کہ یا تو اسکو مہدی الیہ کی دوستی مقصود ہوتی ہی

یا اسکی مدد یا اُسکا مال پس سب سے افضل پہلا ہدیہ ہے یعنے جسمین صرف دوستی مقصود ہوتی ہے اور تیسرا
جائز ہے اسواسطے کہ وہ امید کرتا ہے ساتھ اُسکے زیادتی کو نیک وجہ پر اور کبھی مستحب ہوتا ہے اگر ہو محتاج
اور ہدیہ بھیجنے والا نہ تکلف کرے نہین تو مکروہ ہوتا ہے اور کبھی ہوتا ہے سبب واسطے دوستی کے اور عکس
اُسکے کی اور ایپر دوسری قسم پس اگر ہو واسطے گناہ کے تو نہین حلال ہے اور وہ رشوت ہو اور اگر طاعت اور
بندگی کے واسطے ہو تو مستحب ہے اور اگر کسی کام جائز کے واسطے ہو تو جائز ہے لیکن اگر مہدی لہ حاکم نہ ہو اور
اعانت واسطے دفع ظلم یا پہونچانے حق کے ہو تو جائز ہے و لیکن مستحب ہے اسکو ترک کرنا اُسکا اور اگر
حاکم ہو تو حرام ہے اور یہ سبب اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اسکو عمر بن عبد العزیز نے حدیث مرفوع ہے کہ عاملون
کے ہدیے غلول ہین یعنے مال غنیمت مین خیانت کرنی (فتح) **حَدَّثَنَا** ابُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ
سَمِعَ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيَّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ اَنَّهُ
اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارَ وَحْشٍ وَّهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ وَهُوَ
مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ فَقَالَ صَعْبٌ فَلَمَّا عَرَفَ فِي وَجْهِي رَدَّهُ هَدِيَّتِي قَالَ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ
وَلٰكِنَّا حُرُمٌ **ترجمہ** صعب بن جثامہ رض سے روایت ہو اور وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
سے تھا اُس نے ایک گورخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ ابوا یا ودان
مین تھے کہ نام ہین دو جگہون کے پاس جحفہ کے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم احرام باندھے تھے سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو پھیر دیا صعب نے کہا کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ہدیہ کے
پھیر دینے سے میرے چہرے مین ملال دیکھا تو فرمایا کہ ہماری طرف سے آج تجھکو پھیر دینا نہین و لیکن ہم تو
احرام باندھے ہین **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج مین گذر چکی ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِي حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ
اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْاُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ
فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِي قَالَ فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ بَيْتِ اُمِّهِ فَيَنْظُرَ
اَيُهْدٰى لَهُ اَمْ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْهُ شَيْئًا اِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهُ
عَلٰى رَقَبَتِهِ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهُ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ بِيَدِهِ حَتّٰى
رَاَيْنَا عُفْرَةَ اِبْطَيْهِ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا **ترجمہ** ابو حمید رض سے روایت ہو کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ازدی مرد کو زکوۃ کے تحصیل کرنے پر عامل کیا اسکو ابن اُتبیہ کہتے تھے سو جب

آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارا مال ہی اور یہ مجھکو ہدیہ ملاہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیون نہ بیٹھا اپنی
باپ یا مان کے گہر مین پس دیکھتا کہ اسکو ہدیہ بہیجا جاتا ہے یہ سنتا ہے یا نہین قسم ہے اس ذات کی جسکے
کے قابو مین میری جان ہے کہ نہ لیگا اُس سے کوئی آدمی کچہ مگر کہ اسکو قیامت کی دن آوے گا اُسکے ساتہ
اسحال مین کہ اسکو اپنی گردن پر اٹہائی ہوگا اگر اونٹ ہوگا تو اسکے واسطے آواز ہوگی اور اگر گائی ہوگی
تو اُسکے واسطے بہی آواز ہوگی یا بکری آواز کرتی ہوگی پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاتہ اُٹہایا
یہان تک کہ ہمنے آپ کی بغلون کی سفیدی دیکھی **ف** مطابقت ان دونو حدیثون کی باب سے
ظاہر ہے اور اپہر حدیث صعب کی پس تحقیق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا علت کو بیچ
نہ قبول کرنے ہدیہ اسکے کے اسواسطے کہ آپ احرام باندہے تہی اور محرم نہین کہاتا جو کہ اُسکے واسطے
شکار کیا جاوے اور استنباط کیا ہے اس سے مہلب نے پہیر دینا ہدیہ اُس شخص کا جسکا مال حرام
ہو یا ظلم کے ساتہ معروف ہو اور اپہر حدیث ابو حمید کی پس اسواسطے کہ عیب کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے ابن لتبیہ پر قبول کرنے اُسکے کو واسطے ہدیہ کے جو بہیجا گیا طرف اُسکی اسواسطے کہ وہ عامل تہا اور یہ
جو فرمایا کہ کیون نہ بیٹہا اپنی مان کے گہر مین تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس حالت مین اسکو تحفہ
دیا جاوے تو مکروہ نہین اسواسطے کہ وہ بغیر شک کے ہوگا ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سی معلوم ہوتا
ہے کہ عاملون کے ہدیون کو بیت المال مین رکہا جاوے اور یہ کہ عامل اُسکا مالک نہین ہوتا مگر یہ کہ طیب
کرے اُسکو واسطے اُسکے امام (فتح) **بَاب** اِذَا وَهَبَ هِبَةً اَوْ وَعَدَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ اَنْ
تَصِلَ اِلَيْهِ جب کوئی چیز بخشے یا وعدہ کرے ہبہ کا پہر مرجاوے پہلے اس سے کہ پہونچے وہ چیز طرف
موہوب لکی **ف** اسماعیلی نے کہا کہ یہ ترجمہ کسی حال سے ہبہ مین داخل نہین ہوتا مین کہتا ہون
کہ یہ قول اسکا بنا بر اسکے ہی کہ نہین صحیح ہے ہبہ مگر ساتہ قبض کے نہین تو ہبہ نہین اور یہ اُسکے مذہب
کا مقتضی ہے لیکن جو کہتا ہے کہ وہ بدون قبض کے بہی صحیح ہے نام رکہتا ہے اُسکا ہبہ اور شاید کہ
بخاری نے اس طرف میل کی ہے اور اختلاف کا بیان آیندہ باب مین آوے گا ابن بطال نے
کہا کہ نہین مروی ہے کسی سے سلف مین سی واجب ہونا قضا کا ساتہ وعدہ کے یعنے مطلقًا اور سوائے
اسکے نہین کہ نقل کیا گیا ہے مالک سے کہ واجب ہوتا ہے اُس سے جو کہ ہو سبب (فتح) وَقَالَ عُبَيْدَةُ
اِنْ مَاتَ وَكَانَتْ فُصِلَتِ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدٰى لَهٗ حَيٌّ فَهِيَ لِوَرَثَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فُصِلَتْ
فَهِيَ لِوَرَثَةِ الَّذِيْ اَهْدٰى یعنے اور عبیدہ نے کہا کہ اگر ہدیہ دینے والا مرجاوے اور ہدیہ کو اپنے
مال سے جدا کر دیا ہو یعنے مہدی لہ نے اسکو قبض کر لیا ہو اور حالانکہ مہدی لہ زندہ ہو یعنے وقت

قبض کی تو وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثون کے واسطے ہی اور اگر اسکو اپنے مال سے جدا نکیا تہا تو وہ دینے والے کی وارثون کے واسطے ہی **ف** یہ پہرنا ہے اُس سے طرف اسکی کہ قبض کرنا ایلچی کا قائم مقام قبض مہدی الیہ کے ہی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ہدیہ نہین منتقل ہوتا طرف مہدی الیہ کی مگر یہ کہ وہ خود اسکو قبض کرے یا وکیل اُسکا (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ اَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الْمُهْدٰى لَهٗ اِذَا قَبَضَهَا الرَّسُوْلُ یعنے اور حسن نے کہا کہ جو ان دونوین سے پہلے مرجاوے پس وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثون کے واسطے ہی جبکہ قبض کرے اُسکو ایلچی اُسکا **ف** ابن بطال نے کہا کہ کہا مالک نے مانند قول حسن کی اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ اگر ہدیہ دینے والے کے ایلچی نے اُسکو اٹہایا ہو اور اگر اُسکو مہدی الیہ کے ایلچی نے اٹہایا ہو تو وہ اُسکے وارثون کی ہی اور عبیدہ کے قول کے معنے مین ایک حدیث بہی آچکی ہی روایت کیا ہے اسکو احمد اور طبرانی نے ام کلثوم بنت ام سلمہ سے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے نکاح کیا تو اُسکو فرمایا کہ مینے نجاشی بادشاہ حبشے کی طرف ایک حلہ اور مشک کے اوقیے ہدیہ بہیجی تہی اور مین نہین دیکہتا نجاشی کو مگر کہ مرگیا اور مین نہین دیکہتا اپنے ہدیہ کو مگر کہ پہر گیا طرف میری پس اگر مجہپر پہر گیا تو وہ تیرے واسطے ہی (فتح) **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِيْ فَحَثٰى لِيْ ثَلٰثًا ترجمہ جابر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجہے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آویگا تو مین تجہکو دونگا اسطرح یعنے انجلی بہر بہر کر تین بار دونگا سو بحرین سے مال نہ آیا یہان تک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا یعنے پہر جب صدیق اکبر خلیفہ ہوئے تو انہون نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اُس نے لوگون مین پکارا کہ جس سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچہ دینے کا وعدہ کیا ہو یا جسکا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو تو ہمارے پاس آکر ظاہر کرے سو مین اُنکے پاس آیا تو مین نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجہ سے مال دینے کا وعدہ کیا تہا تو صدیق اکبر نے مجہکو تین لپین بہر کر دین **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب فرض الخمس مین آوے گی انشاء اللہ تعالے اسماعیلی نے کہا کہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جابر سے کہا تہا وہ ہبہ نہین تہا بلکہ وہ وعدہ تہا اوصف پر یعنے دونو ہاتہ بہر بہر کر لیکن جبکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا خلاف ہونا جائز نہین تو اُتارا اُنہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدے کو بجائے ضمان کے صحت مین واسطے فرق کرنے کے درمیان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور سامت کے اُس شخص سے کہ جائز ہے کہ وفا کرے یا نہ کرے مین کہتا

ص لو جاء مال البحرین اعطیتك هكذا ثلاثا فلم یقدم حتی توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہون کہ وجہ وارد کرنے اسکے کی یہ ہے کہ اُس نے اتارا ہے ہدیہ کو جبکہ نہ قبض کیا جاوے بجای وعدی کے اور تحقیق حکم کیا ہے اللہ نے ساتہ پورا کرنے وعدی کے ولیکن جمہور رکھتے ہین کہ وہ مذہب پر محمول ہے (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ کس طرح قبض کیا جاوے غلام اور متاع کو **ف** یعنی جو بحث گیا ہے ابن بطال نے کہا کہ کیفیت قبض کی نزدیک علما کے ساتہ سپرد کرنے واہب کے ہی اُس چیز کو طرف موہوب لہ کی اور گہیرنا موہوب لہ کا واسطے اسکے کہا اُس نے کہ اختلاف کیا ہے علما نے اسمین کہ کیا شرط صحت ہبہ کی سے گہیرنا ہے یا نہین پس حکایت کی اُس نے خلاف کو بعد تحریر اسکی یہ ہے کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ تمام نہین ہوتا مگر ساتہ قبض کے اور قدیم سے ہی کہ محض عقد سے صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ قبض کیا جاوے اور یہی قول ہے ابو ثور اور داؤد کا اور احمد سے روایت ہی کہ صحیح ہوتا ہے بغیر قبض کے معین چیز مین نہ عام چیزین اور مالک سے بہی قدیم کی طرح روایت ہی لیکن اُس نے کہا کہ قبض سے پہلے مر جاوے اور تہائی سے زیادہ ہو تو وارث کی اجازت کا محتاج ہے پہر ترجمہ کیفیت مین ہے نہ اصل عقدین گویا کہ اُس نے اشارہ کیا اُس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے کہ ہبہ مین شرط ہے حقیقت قبض کی نہ تخلیہ (فتح) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ یعنے اور ابن عمر رضہ نے کہا کہ تہا مین سوار ایک اونٹ بہت بہڑکنے والے پر تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو خریدا اور فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہی ای عبد اللہ **ف** اس حدیث کی شرح کتاب البیوع مین گذر چکی ہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْنَا هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ ترجمہ مسور بن مخرمہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا تقسیم کیے اور اُن مین سی مخرمہ کو کچہ نہ دیا تو مخرمہ نے کہا کہ ای میرے چہوٹے بیٹے مجہکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس لیچل تو مین اُسکے ساتہ چلا تو مخرمہ نے کہا کہ اندر جا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو میرے واسطے بلا تو مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اُسکے واسطے بلایا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکی طرف نکلے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر انہین سی ایک قبا تہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قبا ہمنے تیرے واسطے چہپا رکہی تہی تو مخرمہ نے اسکو دیکہا اور اسکو لیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مخرمہ راضی ہوا یعنے کیا تو مخرمہ راضی ہو گیا یا مخرمہ راضی ہوا **ف** اس حدیث کی شرح کتاب اللباس مین آویگی

باب اِذَا وَهَبَ هِبَةً فَقَبَضَهَا الْاٰخَرُ وَلَمْ يَقُلْ قَبِلْتُ یعنے اگر کوئی کسی کو کچھ بخشے اور دوسرا یعنے جسکو وہ چیز بخشی گئی) اُسکو قبض کرے اور نہ کہے کہ مین نے قبول کی **ف** یعنے تو یہ جائز ہے اور نقل کیا ہے اسمین ابن بطال نے اتفاق علماء کا اور یہ کہ قبض کرنا ہبہ مین وہ نہایت قبول کرنا ہے اور غافل ہوا ہے ابن بطال شافعی کے مذہب سے اسواسطے کہ شافعیہ شرط کرتے ہین قبول کو ہبہ مین یعنے اسمین یہ کہنا شرط ہے کہ مین نے قبول کیا سوای ہدیہ کے مگر یہ کہ ہبہ ضمنیہ جیسا کہ کہے کہ اپنا غلام میری طرف سے آزاد کردے پس وہ اسکی طرف سے آزاد کردے پس تحقیق ہوتا ہے اُسکے ملک مین بطور ہبہ کے اور اُسکی طرف سے آزاد ہوجاتا ہے اور نہین شرط ہے قبول کرنا اور مقابل اطلاق ابن بطال کے قول ماوردی کا ہے کہ کہا حسن نے کہا کہ نہین معتبر ہے قبول کرنا ہبہ مین مانند عتق کی کہا اور یہ قول ہے کہ اسمین وہ تمام علماء کے مخالف ہوا ہے مگر یہ کہ مراد ہدیہ ہو علاوہ ازین بیچ شرط ہونے قبول کے ہدیہ مین ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے رفتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِاَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجَ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو اُس نے کہا کہ یا حضرتؐ مین ہلاک ہوا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلاک ہونے کا کیا سبب ہے اُس نے کہا کہ مین رمضان مین اپنی بی بی پر گرا یعنے اُس سے صحبت کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو گردن پاتا ہے کہ اسکو آزاد کرے اُس نے کہا کہ نہین فرمایا کیا پس تو طاقت رکھتا ہے کہ روزے رکھے دو مہینے کے پے درپے اُس نے کہا کہ نہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلادے اُس نے کہا کہ مین طاقت نہین رکھتا تو ایک انصاری مرد ایک عرق (ایک ٹوکرا ہوتا ہے کھجورون کے پتون کا کہ اُسمین پندرہ چوسیری کھجورین سماتی ہین) لایا جسمین کھجورین تہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو لیجا اور صدقہ کر یعنے محتاجون کو دے تو اُس نے کہا کہ یا حضرتؐ کیا مین اُسپر صدقہ کرون جو ہم سے زیادہ محتاج ہے قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بہیجا کہ مدینے کی دونو طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہم سے زیادہ کوئی محتاج نہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا اور وہ ٹوکرا

اپنے گھر والون کو کھلا **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الصیام مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے
یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجورین اُس مرد کو دین اور اُس نے اسکو قبض کیا اور یہ نہ کہا کہ مین نے
اسکو قبول کیا پھر فرمایا کہ جا اور اپنے گھر والون کو کھلا اور جو قبول کو شرط کرتا ہے اسکو جائز ہے کہ کہے
کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہین حجت ہی بیچ اسکے اور نہین تصریح کی اسمین ساتھ قبول کے
اور نہ ساتھ نفی اسکی کے اور اعتراض کیا ہے اسمعیل نے ساتھ اسکے کہ حدیث مین یہ بات نہین کہ وہ ہبہ
تہا بلکہ شاید وہ صدقہ تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تقسیم کرنے والے ہونگے نہ بخشنے والے اور پہلے
گذر چکا ہے کہ یہ صدقہ کا مال تہا اور شاید بخاری نے میل کی ہے اسطرف کہ اسمین کچھ فرق نہین (فتح)

باب اِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلٰى رَجُلٍ جب کوئی مرد اپنا قرض بخشدے اُسکو جسپر اُسکا قرض ہو **ف**
یعنے تو صحیح ہے اور اگرچہ نہ قبض کیا ہو اُس نے اسکو اُس سے ابن بطال نے کہا کہ نہین اختلاف ہے
درمیان علما کے بیچ صحت بری کرنے کی قرض سے جبکہ وہ بری ہونے کو قبول کرے اور اسمین اختلاف
ہے کہ اگر اسکا ایک مرد پر قرض ہو اور وہ اپنا وہ قرض دوسرے کسی کو بخشدے تو یہ صحیح ہے یا نہین سو
جو ہبہ کے صحیح ہونے مین قبض کو شرط کرتا ہے اسکو صحیح نہین کہتا اور جو شرط نہین کرتا وہ اسکو صحیح
کہتا ہے لیکن شرط کی ہے مالکیہ نے یہ کہ سپرد کرے طرف اسکی قرض کے وثیقہ کو اور گواہ کرے واسطے
اُسکے ساتھ اُسکے اپنی جان پر یا گواہی دے ساتھ اُسکے اور اطلاع دے اُسکو اگر نہ ہووے ساتھ اسکے
وثیقہ اور نزدیک شافعیہ کے اسمین ایک وجہ ہے اور جزم کیا ہے ماوردی نے ساتھ باطل ہونے کے
اور صحیح کہا ہے اسکو غزالی نے اور جو اُسکے تابع ہے اور عمرانی وغیرہ نے اسکو صحیح کہا ہے کہتے ہین کہ
خلاف مرتب ہے بیع پر پس اگر ہم کہین کہ قرض کا بیچنا غیر قرضدار کے ہاتھ مین صحیح ہے تو ہبہ بطریق اولے
جائز ہوگا اور اگر ہم اُسکو منع کرین تو ہبہ مین دو وجہین مین (فتح) قَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ هُوَ
جَائِزٌ یعنے اور شعبہ نے حکم سے کہا کہ وہ جائز ہے یعنے بخشنا قرض کا قرضدار کو وَوَهَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
لِرَجُلٍ دَيْنَهُ یعنے اور حسن بن علی نے اپنے ایک قرضدار کو قرض بخشدیا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ عَلَيْهِ حَقٌّ فَلْيُعْطِهِ أَوْ لِيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ یعنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جسپر کسی مسلمان کا حق ہو تو چاہیے کہ اُسکو دیدیوے یا اُس سے بخشا لیوے **ف** وجہ دلالت کی
اس حدیث کی واسطے جواز ہبہ قرض کے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے برابری کی درمیان اُسکے
کہ دیوے اسکو یا اُس سے بخشا لیوے اور نہ شرط کیا بخشا لینے مین قبض کو (فتح) وَقَالَ جَابِرٌ قُتِلَ أَبِي
وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُرَمَاءَهُ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوا أَبِي یعنے

اور جابر رضہ نے کہا کہ میرا باپ شہید ہوا اور اُسپر قرض تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے قرضخواہون سے کہا کہ میرے باغ کی کہجورین قبول کرین اور باقی قرض میرے باپ کو بخشدین **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللهِ أَنَا يُونُسُ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ نَبِيَّ ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوا أَبِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِي وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَلَكِنْ قَالَ سَأَغْدُو عَلَيْكَ قَالَ فَغَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِي ثَمَرِهِ بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ حُقُوقَهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا بَقِيَّةٌ ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ اسْمَعْ وَهُوَ جَالِسٌ يَا عُمَرُ فَقَالَ عُمَرُ أَلَا يَكُونُ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ وَاللهِ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ

ترجمہ جابر رضہ سے روایت ہی کہ اُنکے باپ جنگ احد کے دن شہید ہوئے تو قرضخواہون نے اپنے حق کا سخت تقاضا کیا سو مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو مین نے آپ سے کلام کیا کہ قرضخواہون نے سخت تقاضا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے کہا کہ میرے باغ کا سب میوہ قبول کرین اور باقی قرض میرے باپ کو بخشدین تو اُنہون نے نہ مانا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو میرا باغ نہ دیا یعنے اسکا میوہ اور نہ اسکو اُنکے واسطے درختون سے توڑا یعنے انکو اپر تقسیم نہ کیا و لیکن فرمایا کہ مین کل صبح کو تیرے پاس آؤن گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ہمارے پاس تشریف لائے اور کہجورون کے درختون مین گہومے اور اُنکے میوے مین برکت کی دعا کی پہر مینے انکو کاٹا سو مین نے انکا سب حق انکو ادا کر دیا اور انکا کچہ میوہ ہمارے واسطے باقی رہا پہر مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اُسکی خبر دی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر رضہ سے فرمایا اور حالانکہ وہ بیٹھے تہے کہ اے عمر سُن تو عمر رضہ نے کہا کہ یہ برکت کیون نہ ہو تحقیق ہمنے جانا ہے کہ آپ بیشک رسول اللہ کے ہین قسم ہے اللہ کی آپ بیشک اللہ کے رسول ہین **ف** پکڑا جاتا ہے ترجمہ اس قول سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکے قرضخواہون سے کہا کہ اُسکے باغ کا میوہ قبول کرین اور باقی قرض معاف کر دین پس اگر وہ قبول کرتے تو باقی قرض سے اُسکا ذمہ پاک ہو جاتا اور یہی ترجمہ کے معنے ہین اور قرض کا ہبہ کرنا ہے اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکو طلب کرتے (فتح) **بَابُ** هِبَةِ الْوَاحِدِ لِلْجَمَاعَةِ باب ہے بیان مین ہبہ کرنے ایک شخص کے واسطے باعث کی **ف** یعنے جائز ہے اگرچہ مشترک چیز ہو ابن بطال نے کہا کہ غرض

امام بخاری کی یہ ثابت کرنا ہے کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے اور یہی ہے قول جمہور کا برخلاف ابو حنیفہ
کے اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اُس نے اسکو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ اپنے اطلاق پر نہیں ہے
سوای اسکے نہین کہ فرق کیا جاتا ہے بیچ ہبہ مشترک چیز کے درمیان اُس چیز کے کہ تقسیم ہو سکے اور درمیان اسکی
جو تقسیم نہ ہو سکے اور اعتبار ساتھ اُسکے وقت قبض کے ہے نہ وقت عقد کے (فتح) وَقَالَتْ اَسْمَاءُ لِلْقَسِمِ
ابْنِ مُحَمَّدٍ وَابْنِ اَبِی عَتِیْقٍ وَرِثْتُ عَنْ اُخْتِی عَائِشَۃَ بِالْغَابَۃِ وَقَدْ اَعْطَانِی مُعٰوِیَۃُ مِائَۃَ
اَلْفٍ فَھُوَ لَکُمَا یعنے اور اسما نے قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق کو کہا کہ وارث ہوی ہین اپنی بہن عائشہ کی
ایک مال کو غابہ مین کہ نام ہے ایک جگہ کا پاس مدینے کی اور معاویہ نے مجھکو اُسکے بدلے ایک لاکھ درہم یا دینار
دیا ہے پس وہ سب تمہارے واسطے ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے حَدَّثَنَا
یَحْیَی بْنُ قَزَعَۃَ ثَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی حَازِمٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ
بِشَرَابٍ فَشَرِبَ وَعَنْ یَمِیْنِہٖ غُلَامٌ وَعَنْ یَسَارِہِ الْاَشْیَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اِنْ اَذِنْتَ لِیْ اَعْطَیْتُ
ھٰؤُلَاءِ فَقَالَ مَا کُنْتُ لِاُوْثِرَ بِنَصِیْبِیْ مِنْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَحَدًا فَتَلَّہٗ فِیْ یَدِہٖ **ترجمہ** سہل بن سعد
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیا اور
آپ کی داہنی طرف ایک لڑکا تہا اور آپ کی بائین طرف بڈہے لوگ تہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
لڑکے سے کہا کہ اگر تو مجھکو اجازت دے تو مین انکو دون تو اُس نے کہا کہ یا حضرت مین نہین ہون کہ مقدم کرون
کسی کو اپنے حصے پر کہ مین نے آپ سے پایا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اُسکے ہاتھ مین
دیا **ف** یہ حدیث شرب مین گذر چکی ہے اور اسکی پوری شرح اشربہ مین آویگی اور اسماعیلی نے کہا
کہ حدیث ترجمہ کے موافق نہین اور یہ بطور اخلاق کے ہے اور حق جیسا کہ ابن بطال نے کہا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے سوال کیا یہ کہ اپنا حصہ بڈہون کو بخشے اور انکا حصہ اُس سے مشترک تہا جدا
نہ ہوا تہا پس معلوم ہوا کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا صحیح ہے واللہ اعلم **بَابُ** اَلْھِبَۃِ الْمَقْبُوْضَۃِ وَغَیْرِ
الْمَقْبُوْضَۃِ وَالْمَقْسُوْمَۃِ وَغَیْرِ الْمَقْسُوْمَۃِ باب ہے بیان مین ہبہ مقبوضہ اور غیر مقبوضہ کے اور مقسومہ اور
غیر مقسومہ کے **ف** ایہر ہبہ مقبوضہ یعنے ہبہ کرنا اُس چیز کا کہ ہبہ کہنے والے کے قبضے مین ہو پس گذر چکا ہے
حکم اُسکا یعنے پہلے بابون مین اور ایہر غیر مقبوضہ پس مراد ساتھ قبض کے قبض حقیقی ہے اور ایہر قبض تقدیری
پس نہین ہے کوئی چارہ اُس سے اسواسطے کہ جس چیز کو ذکر کیا ہے اُس نے ہبہ غنیمت کرنے والون کے سے
واسطے ایلچیون ہوازن کے وہ چیز کہ غنیمت لائے تھے اسکو پہلے اُس سے کہ تقسیم کرین بیچ اُنکے اور قبض
کرین اسکو پس نہین حجت ہے اسمین اوپر صحیح ہونے ہبہ کے بغیر قبض کے اسواسطے کہ قبض کرنا اُنکا ان کو

باعتبار تقدیر کے واقع ہوا تہا یا باعتبار گہیرنے اُنکے کو واسطے اُنکے مشترک پر ہان بعضے علماء کہتے ہین کہ
شرط ہے ہبہ مین واقع ہونا قبض حقیقی کا اور نہین کفایت کرتا قبض تقدیری بخلاف بیع کے اور وہ ایک
وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور ایسے ہبہ کرنا مقسوم چیز کا پس حکم اسکا واضح ہے اور ایسے ہبہ کرنا اُس چیز کا کہ
تقسیم نہین ہوئی پس یہ مقصود ہے اسجگہ ساتہ اس ترجمہ کے اور یہ مسئلہ ہبہ مشاع کا ہے اور جمہور کا یہ
مذہب ہی کہ مشترک چیز کا ہبہ صحیح ہے خواہ شریک کے واسطے ہو یا اُسکے غیر کے واسطے ہو برابر ہے کہ تقسیم
ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور ابو حنیفہ رہ سے روایت ہی کہ نہین صحیح ہے ہبہ چیز کا اُس چیز سے کہ تقسیم کیجاوے
مشترک ہونے کی حالت مین نہ شریک سے اور نہ اُسکے غیر سے (فتح) وَقَدْ وَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ لِهَوَازِنَ مَا غَنِمُوْا مِنْهُمْ وَهُوَ غَيْرُ مَقْسُوْمٍ یعنے تحقیق ہبہ کی حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اور آپکے اصحاب نے واسطے ہوازن کے وہ چیز کہ غنیمت لائی تہی اُنسے اور وہ تقسیم نہ ہوئی تہی
ف یہ قول بخاری کے اجتہاد سے ہی **حَدَّثَنَا** ثَابِتٌ قَالَ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ
جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَضَانِي وَزَادَنِي **ترجمہ** جابر رض سے روایت
ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد مین آیا تو آپنے میرا حق مجہکو ادا کیا اور کچہ مجہکو اسپر زیادہ
دیا **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الشروط مین آویگی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا
فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَوَزَنَ قَالَ شُعْبَةُ اُرَاهُ
فَوَزَنَ لِيْ قَالَ فَاَرْجَحَ فَمَا زَالَ مِنْهَا شَيْءٌ حَتّٰى اَصَابَهَا اَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ **ترجمہ** جابر بن عبداللہ رض
سے روایت کہ مین ایک سفر مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتہ اونٹ بیچا سو جب ہم مدینے مین آئے
تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد مین آ اور دو رکعت نماز پڑہ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے
واسطے مول تولا اور زیادہ تولا پس ہمیشہ رہی اُس سے ساتہ میرے کوئی چیز یہانتک کہ پہونچے اسکو اہل
شام دن حرہ کے یعنے جسدن کہ یزید نے اہل مدینہ سے لڑائی کی تہی **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ
عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ وَ
عَنْ يَمِيْنِهٖ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهٖ اَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ
لَا وَاللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا فَتَلَّهٗ فِيْ يَدِهٖ **ترجمہ** سہل بن سعد رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس دودہ لایا گیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف ایک لڑکا تہا اور آپکی بائین
طرف بڈہے تہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تو اجازت دیتا ہے کہ مین دودہ انکو دون

تو لڑکے نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں مقدم کروں گا میں کسی کو اپنے حصے پر جو مینے آپ سے پایا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اسکو دیا **ف** اس حدیث کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے **حدثنا** عبد اللہ بن عثمان بن جبلۃ اخبرنی ابی عن شعبۃ عن سلمۃ قال سمعت ابا سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال کان لرجل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین فہم بہ اصحابہ فقال دعوہ فان لصاحب الحق مقالا وقال اشتروا لہ سنا فاعطوہا ایاہ فقالوا انا لا نجد سنا الا سنا ہی افضل من سنہ قال فاشتروہا فاعطوہا ایاہ فان من خیرکم او خیرکم احسنکم قضاء **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے اُسکے ایذا دینے کا ارادہ کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو واسطے کہ حقدار کو کلام کرنے کی جگہ ہے اور فرمایا کہ اُسکو اُسکے اونٹ کی برابر عمر کا اونٹ خرید دو تو اصحابؓ نے کہا کہ ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ تر اُسکی عمر سے یعنے اُسکا اونٹ چھوٹا تھا اور یہ بڑی عمر کا اونٹ ہے پس فرمایا کہ اُسکو خرید دو اور اسکو دو پس تحقیق تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو **ف** یہ حدیث قرض کے باب میں گذر چکی ہے اور اسکی بھی توجیہ ظاہر ہے **باب** اذا وہب جماعۃ لقوم او وہب رجل جماعۃ جاز جب جماعت کسی قوم کے واسطے ہبہ کرے یا ایک مرد جماعت کے واسطے ہبہ کرے تو جائز ہے **ف** یہ جو کہا کہ یا ایک مرد جماعت کے واسطے ہبہ کرے تو اس زیادتی کی حاجت نہیں اسواسطے کہ اسکا باب علیحدہ پہلے گذر چکا ہے (فتح) **حدثنا** یحیی بن بکیر ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ ان مروان ابن الحکم والمسور بن مخرمۃ اخبراہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حین جاءہ وفد ہوازن مسلمین فسالوہ ان یرد الیہم اموالہم وسبیہم فقال لہم معی من ترون واحب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی واما المال وقد کنت استانیت وکان النبی صلی انتظرہم بضع عشرۃ لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لہم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر راد الیہم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام فی المسلمین فاثنی علی اللہ بما ہو اہلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم ہؤلاء جاؤنا تائبین وانی رایت ان ارد الیہم سبیہم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ومن احب ان یکون علی حظہ حتی نؤتیہ ایاہ من اول ما یفیء اللہ علینا فلیفعل فقال الناس طیبنا یا رسول اللہ لہم فقال لہم انا لا ندری من اذن منکم فیہ ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاؤکم

أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنَا مِنْ سَبْيِ هَوَازِنَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا الْأَخِيْرُ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنَا ترجمہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جب قوم ہوازن کے ایلچی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمان ہو کر آئے اور آپ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو اس وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا کہ میرے ساتھ وہ شخص ہیں جنکو تم دیکھتے ہو اور بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال یعنے دونو چیزیں تمکو نہیں ملیں گی اور مقرر میں نے تمہاری انتظار کی تہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھہ اوپر دس راتیں انکی انتظار کی تہی جب کہ طائف سے پہرے سو جب انکو ظاہر ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پہیر دینے کے انکو مگر ایک چیز تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں یعنے ہمکو ہمارے قیدی پہیر دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کہڑے ہوئے یعنے واسطے خطبے کے پس تعریف کی اللہ کی ساتھ اُس چیز کے کہ اُسکو لائق ہے پہر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد پس تحقیق تمہارے یہ بہائی آئے ہمارے پاس توبہ کر کے اور میں نے مناسب جانا کہ انکو قیدی یعنے جورو لڑکے انکو پہیر دوں سو جو شخص تم میں سے چاہے کہ خوشی سے پہیر دے تو چاہیے کہ اُس پر عمل کرے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ بدلہ دیں ہم اُسکو اُس مال سے جو اول خدا ہمکو عنایت کرے تو چاہیے کہ کرے تو لوگوں نے کہا کہ ہم خوش ہوئے ساتھ اُسکے یا حضرت تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پہر جاؤ تا کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پہر گئے تو انکے چوہدریوں نے اُنسے کلام کیا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہر آئے اور آپ کو خبر دی کہ وہ راضی ہوئے ہیں ساتھ اُسکے اور اجازت دی ہے قیدیوں کے پہیر دینے کی پس یہ ہے جو کہ ہمکو ہوازن کے قیدیوں کے حال سے پہونچا **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آویگی اور وجہ دلالت کی اُس سے واسطے اصل ترجمہ کے ظاہر ہے اسواسطے کہ غنیمت لانے والوں نے ہبہ کیا حالانکہ وہ جماعت تہی ہبہ کیا بعض غنیمت کو واسطے قوم ہوازن کے اور اسپر دلالت واسطے دوسری زیادۃ کے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک حصہ معین تہا تو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو بخشدیا **باب** مَنْ أُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ جُلَسَاؤُهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ جب کسی کو ہدیہ بہیجا جاوے اور اُسکے پاس اُس کے ہمنشین ہوں تو زیادہ تر حقدار ہے ساتھ اُسکے اُنسے وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جُلَسَاءَهُ شُرَكَاؤُهُ وَلَمْ يَصِحَّ یعنے اور ذکر

کیا جاتا ہے ابن عباسؓ سے کہ اُسکے ہمنشین اُسکو شریک ہین اور یہ روایت صحیح نہین ہوئی **ف** ابن بطال نے
کہا کہ اگر ابن عباسؓ کی حدیث صحیح ہو تو وہ محمول ہے مذہب پر قلیل اور تہوڑے ہدیون مین اور وہ چیز کہ جاری
ہوئی ہے اُسمین عادت ساتھ ترک کرنے جھگڑیکے اور اُسکے اس قول مین شبہ ہے اسواسطے کہ اگر صحیح ہو
تو اعتبار عام لفظ کا ہوگا پس نہ خاص کیا جاوے گا تہوڑا بہت سے مگر ساتھ دلیل کے اور اسپر حمل کرنا
اُسکا مذہب پر پس واضح ہے (فتح) **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ
ابْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اَخَذَ سِنًّا فَجَاءَ
صَاحِبُهٗ يَتَقَاضَاهُ فَقَالُوْا لَهٗ فَقَالَ اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَضَاهُ اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ وَقَالَ
اَفْضَلُكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک معین
عمر کا اونٹ لیا یعنے قرض تو قرضخواہ تقاضا کرتا آیا تو اصحابؓ نے اسکو کہا کہ تقاضے مین شدت نکرے تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقدار کے واسطے جگہ ہے کہنے کی پہر ادا کیا اُسکو اونٹ بہتر اُسکے اونٹ
سے اور فرمایا کہ تم لوگون مین بہتر وہ ہے جو قرض ادا کرنے مین بہتر ہو **ف** اس حدیث کی شرح قرض لینے
مین گذر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اُس سے ترجمہ پر یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والے
کو اُسکے حق سے کچھ زیادہ ہبہ کیا اور نہ شریک ہوا اُسکو اُسمین غیر اُسکا اور یہ پہرنا ہے بخاری سے طرف
اسکی کہ حکم ہدیہ اور ہبہ کا ایک ہو وقد تقدم ما فیہ (فتح) **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ
عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَكَانَ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ
لِعُمَرَ وَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَبُوْهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ لَكَ
فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہو کہ وہ ایک
سفر مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور وہ عمرؓ کے ایک اونٹ بہت بہڑکنے والے پر سوار تہا
سو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑہ جاتا تہا تو اُسکے باپ یعنے عمر فاروق کہتے تہو کہ اے عبداللہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آگے کوئی نہین بڑہتا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ اُسکو میرے
ہاتھ بیچ ڈال تو عمر فاروق نے کہا کہ وہ آپکے واسطے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو خریدا پہر فرمایا کہ وہ
واسطے تیرے ہو اے عبداللہ سو کر ساتھ اُسکے جو تو کہ چاہے **ف** اس حدیث کی شرح بیوع مین گذر چکی ہے اور وجہ
دلالت کی اُس سے ظاہر ہے جیسے کہ ابوہریرہؓ کی حدیث سے ثابت ہوا ہے اور اسماعیلی نے اُس مین نزاع کی ہے
اور ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری نے ارادہ کیا ہے الحاق مشاع کا اُسمین ساتھ غیر مشاع کے اور الحاق قلیل کا

ساتھ کثیر کے واسطے نہ ہونے فارق کے (فتح) **باب** اِذَا وَھَبَ بَعِیْرًا لِرَجُلٍ وَھُوَ رَاکِبُہٗ فَھُوَ جَائِزٌ جب کوئی کسی مرد کو اونٹ بخشے اور حالانکہ وہ اُسپر سوار ہو تو وہ جائز ہے **ف** یعنے تخلیہ بجائی نقل کو ہے پس ہوگی یہ قبض پس صحیح ہوگا ہبہ اور اُسکی توجیہ پہلے گذر چکی ہے (فتح) وَقَالَ لَنَا الْحُمَیْدِیُّ نے ثَنَا سُفْیَانُ ثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ وَّکُنْتُ عَلٰی بَکْرٍ صَعْبٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِیْہِ فَبَاعَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ لَکَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ یعنے اور ابن عمر رض سے روایت ہو کہ ایک سفر مین ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور مین ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر سوار تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر رض سے کہا کہ اُسکو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو عمر رض نے اُسکو بیچا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہو بسے عبد اللہ **ف** یہ حدیث کتاب البیوع مین گذر چکی ہے **باب** ھَدِیَّۃِ مَا یُکْرَہُ لُبْسُھَا باب ہے بیان مین ہدیہ دینے اُس چیز کے کہ مکروہ ہے پہننا اُسکا **ف** اور مراد ساتھ کراہت کے عام ہے کہ سو کہ تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے اور ہدیہ دینا اُس چیز کا کہ اُسکا پہننا جائز نہین جایز ہے پس تحقیق واسطے مالک اُسکے کے جائز ہے تصرف کرنا بیچ ساتھ بیع اور ہبہ کے واسطے اُسکے جسکو اُسکا پہننا جائز ہے مانند عورتون کی اور سمجھی جاتی ہے ترجمہ سے اشارت طرف منع ہونے اُس چیز کی کہ نہین استعمال کی جاتی ہے ہرگز واسطے مردون اور عورتون کے مانند برتنون کہانے پینے کی چاندی سونے سے (فتح) **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّۃً سِیَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ اشْتَرَیْتَھَا فَلَبِسْتَھَا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلِلْوَفْدِ قَالَ اِنَّمَا یَلْبَسُھَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ ثُمَّ جَاءَتْ حُلَلٌ فَاَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُمَرَ مِنْھَا حُلَّۃً فَقَالَ اَکَسَوْتَنِیْھَا وَقُلْتَ فِیْ حُلَّۃِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ اِنِّیْ لَمْ اَکْسُکَھَا لِتَلْبَسَھَا فَکَسَا عُمَرُ اَخًا لَہٗ بِمَکَّۃَ مُشْرِکًا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہو کہ عمر فاروق رض نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک جوڑا ریشمی خط دار یعنے چادر اور تہبند دیکھا تو اُس نے کہا کہ یا حضرت اگر آپ اُسکو خریدین اور اُسکو جمعہ کے دن اور ایلچیون کے واسطے پہنا کرین یعنے جبکہ کہین سے ایلچی آوین تو بہتر ہو تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت مین بے نصیب ہو پھر ریشمی جوڑے آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنہین سے ایک جوڑا عمر رض کو دیا تو عمر رض نے کہا کہ یا حضرت کیا آپ نے مجھکو حلہ پہنایا ہے اور آپ نے عطارد کے حلے کے حق مین کہا تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے تجھکو ریشمی حلہ اسواسطے نہین دیا کہ تو اسکو پہنے تو پہنایا عمر رض نے اپنے بھائی کو کہ مکے مین تہا اور مشرک تہا

ف مناسبت اسکی واسطے باب کے ظاہر ہے (فتح) **حدثنا** محمد بن جعفر ثنا محمد بن فضیل عن ابیه عن نافع عن ابن عمر قال اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال انی رایت علی بابها سترا موشیا فقال مالی وللدنیا فاتاها علی فذکر ذلک لها فقالت لیامرنی فیه بما شاء قال ترسل به الی فلان اهل بیت بهم حاجة **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم فاطمہ رض کے گھر پہنچے اور انکے پاس اندر نہ گئے اور علی مرتضے رض آئے تو حضرت فاطمہ رض نے علی رض سے ذکر کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آئے تھے اور بغیر میرے دیکھنے کے پلٹ گئے تو علی مرتضے نے یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اسکے دروازے پر ایک پردہ خط دار دیکھا تو فرمایا مجھکو دنیا سے کیا غرض ہے پھر علی رض فاطمہ رض پاس آئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول اُنسے ذکر کیا تو حضرت فاطمہ رض نے کہا کہ چاہیے کہ حکم کرین مجھکو اسمین جو کچھ کہ چاہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھیجو اُسکو طرف اہل بیت فلانے کی کہ انکو اُسکی حاجت ہو **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے داخل ہونا اُس گھر مین جسمین مکروہ چیز ہو۔ اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ مکروہ رکھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے بیٹی اپنی کے جو کہ مکروہ رکھا واسطے نفس اپنے کی جلدی دیجانے ستھری چیزون کے سے دنیا مین نہ یہ کہ دروازہ کا پردہ حرام ہے (فتح) **حدثنا** حجاج بن منهال ثنا شعبة اخبرنی عبد الملك بن میسرة قال سمعت زید بن وهب عن علی قال اهدی الی النبی صلی الله علیه وسلم حلة سیراء فلبستها فرایت الغضب فی وجهه فشققتها بین نسائی **ترجمہ** علی مرتضے رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو ایک جوڑا ریشمی ہدیہ بھیجا تو مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مین غصہ دیکھا سو مینے اسکو پھاڑکر اپنی عورتون مین تقسیم کیا یعنے انکو اوڑھنیان بنا دین **ف** اور مناسبت اسحدیث کی باب سے ظاہر ہے حضرت علی رض کے اس قول سے کہ مین نے آپکے چہرے مین غصہ دیکھا پس تحقیق دلالت کرتا ہے اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکا پہننا اُسکے لیے مکروہ جانا باوجودیکہ آپنے اسکو انکی طرف ہدیہ بھیجا (فتح) **باب** قبول الهدیة من المشرکین مشرکین سے ہدیہ کا قبول کرنا **ف** یعنے جائز ہے اور شاید کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ جو حدیث مشرک کے ہدیہ کے پھیر دینے مین آئی ہے وہ ضعیف ہو اور وہ یہ ہے کہ ایک مشرک نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین مشرک کا ہدیہ قبول نہین کرتا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی ہدیہ بھیجی گئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین مشرکین کی جھاگ سے منع ہوا ہون ترمذی اور ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح

مو بیت فاطمة فلم یدخل علیها وجاء علی فذکرت له ذلک فذکره للنبی صلی الله علیه وسلم

اور وارد کی ہین بخاری نے کئی حدیثین جو جواز پر دلالت کرتی ہین سو طبری نے تطبیق دی ہے درمیان
اُنکے باین طور کہ منع وہ ہے جو خاص آپ کو ہدیہ بہیجا گیا اور جائز وہ ہے جو مسلمانون کے واسطے
ہدیہ بہیجا گیا اور اسمین نظر ہے اسواسطے کہ جواز کی دلیلون کے جملہ سے وہ چیز ہے کہ اُسمین خاص آپکے
واسطے ہدیہ واقع ہوا ہے اور اُسکے غیر نے یہ تطبیق دی ہے کہ منع اُسکے حق مین ہے کہ امید کیجاوے
ساتھ اُسکے الفت دینے اُسکے کی اسلام پر اور یہ تطبیق قوی تر ہے پہلی تطبیق سے اور بعضے کہتے ہین کہ
قبول کرنا اُسکے حق مین محمول ہے جو اہل کتاب سے ہو اور پہیر دینا اُس شخص پر ہے جو بت پرست ہو اور
بعضے کہتے ہین کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور حاکمون کو اُسکا قبول کرنا درست
نہین اور بعضے کہتے ہین کہ منع کی حدیثین منسوخ ہین ساتھ حدیثون قبول کے اور بعضے اُسکے بالعکس
دعوی کرتے ہین اور تینون جواب ضعیف ہین پس نسخ نہین ثابت ہوتا ساتھ احتمال کے اور نہ تحقیق
(فتح) وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ قَرْيَةً
فِيْهَا مَلِكٌ اَوْجَبَّارٌ فَقَالَ اَعْطُوْهَا اٰجَرَ یعنے ابوہریرہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کی ہے کہ ابراہیم نے سارہ یعنے اپنی بی بی کے ساتھ ہجرت کی سو ایک گاؤن مین داخل ہوئے جسمین
ایک بادشاہ ظالم تہا تو اُس نے کہا کہ اُسکو خدمت کیلیے آجر دو **ف** یہ حدیث پوری احادیث الانبیا
مین آویگی اور وجہ دلالت کی اُس سے ظاہر ہے اور وہ مبنی ہے اسپر کہ پہلون کی شرع ہماری واسطے
شرع ہے جبکہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع مین وہ چیز کہ اُسکے مخالف ہو خاصکر جبکہ ہماری شرع سے اُسکا
انکار وارد نہ ہوا ہو (فتح) وَاُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ یعنے اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بکری ہدیہ بہیجی گئی جس مین زہر ملا تہا **ف** یہ حدیث آئندہ آتی ہے
وَقَالَ اَبُوْحُمَيْدٍ اَهْدٰى مَلِكُ اَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ فَكَسَاهُ بُرْدًا
وَكَتَبَ لَهٗ بِبَحْرِهِمْ یعنے اور ابوحمید نے کہا کہ ایلہ کے بادشاہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر
سفید ہدیہ بہیجی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو چادر پہنائی یعنے بطور انعام کے اور اُنکے شہر کی
حکومت اُسکو لکھدی **ف** ایلہ ایک شہر معروف کا نام ہے یعنے سمندر کے کنارے پر اُس راہ مین جس
مصر کے لوگ مکے کو آتے ہین اور اب وہ خراب و ویران ہے وہان کوئی آدمی نہین بستا **حدثنا**
عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَنَسٌ قَالَ اُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ
مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُكَيْدِرَ دُوْمَةَ اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک جبّہ سندس کا ہدیہ بہیجا گیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ریشم کے استعمال
کرنے سے منع فرماتے تہے تو لوگون نے اُس سے تعجب کیا تو فرمایا کہ قسم ہے اُسکی جسکے قابو مین میری جان ہے
کہ البتہ بہشت مین سعد بن معاذ کی رومال اُس سے عمدہ اور نرم تر ہین اور سعید نے قتادہ سے روایت کی کہ
انسؓ نے روایت کی کہ اکیدر دومہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بہیجا **ف** اسکی شرح کتاب اللباس
مین آوے گی اور مراد بخاری کی بیان کرنا اُس شخص کا ہے جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بہیجا تہا
تا کہ ظاہر ہو مطابقت اُسکی ساتہ ترجمہ کے **ف** دومہ ایک شہر کا نام ہے درمیان حجاز اور شام کے قریب
تبوک کے اُس مین کہجورین ہین اور کہیتی اور قلعہ دس منزل ہے مدینہ سے اور اکیدر اُسکا بادشاہ تہا نصرانی
مذہب رکہتا تہا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد کو کچہ لشکر دیکر بہیجا وہ اُسکو قید کرکے لے آئے اُس نے
جزیہ دینا قبول کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو چہوڑ دیا (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
اَنَّ يَهُوْدِيَّةً اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُوْمَةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا فَجِيْئَ بِهَا فَقِيْلَ اَلَا
نَقْتُلُهَا قَالَ لَا قَالَ فَمَا زِلْتُ اَعْرِفُهَا فِيْ لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ انسؓ
سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس ایک بکری بہنی ہوئی لائی جس مین
زہر ملا تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے کہایا پہر لوگ اُسکو پکڑ لائے تو انہون نے کہا کہ کیا ہم اُسکو
مار نہ ڈالین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ۔ تو انسؓ نے کہا کہ مین ہمیشہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی تالو مین اُسکا اثر پاتا تہا یعنے کبہی کبہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکی تاثیر سے بیمار ہو جاتے تہے یا آپ
کے چہرہ مین اُسکی تاثیر پاتا تہا بسبب متغیر ہونے رنگ اُسکے زہر کی تاثیر سے **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ
ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ
طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُهٗ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيْلٌ
بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا اَمْ عَطِيَّةً اَوْ قَالَ اَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ
بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ وَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ اَنْ يُّشْوٰى
وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا فِي الثَّلٰثِيْنَ وَالْمِائَةِ اِلَّا قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ حُزَّةً مِّنْ سَوَادِ
بَطْنِهَا اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهَا اِيَّاهُ وَاِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاَ لَهٗ فَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَاَكَلُوْا

اجمعون و شبعنا ففضلت القصعتان فحملناه علی البعیر او کما قال ترجمہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضے روایت ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ ایک سوتیس آدمی تھے یعنے سفر مین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مین سے کسی کے پاس کچہ اناج ہے پس ناگہان ایک مرد کے پاس ایک صاع یا مانند اُسکی اناج تہا یعنے آٹا پس گوندہا گیا پہر ایک مرد مشرک پراگندہ بال دراز قد بکریان ہانکتا لایا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو بیچتا ہے یا ہبہ کرتا ہے اُس نے کہا کہ نہین بلکہ بیچتا ہون تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے ایک بکری خریدی پہر وہ ذبح کی گئی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کلیجے کے بہوننے کا حکم دیا اور قسم ہے اللہ کی کہ ایک سوتیس آدمی مین کوئی نہ تہا مگر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اُسکے کلیجے سے ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا اگر حاضر تہا تو خود اُسکو دیا اور اگر غائب تہا تو اُسکے لیے رکھہ چھوڑا پہر اُسکے گوشت سے دو کاسے بہرے تو سب نے کہایا اور ہم آسودہ ہوگئے اور دونو کاسون مین کچہ گوشت باقی رہا سو ہمنے اُسکو اونٹ پر اٹہایا **ف** احتمال ہے کہ سبنے اکٹھے ہوکر دونو پیالون پر کہایا ہو پس اسمین دوسرا معجزہ ہوگا کہ اُن مین سب لوگون کے ہاتھ یکبارگی سماگئے اور احتمال ہے کہ انہون نے اُس سے فی الجملہ کہایا عام تر اجتماع اور افتراق سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک کے ہدیہ کا قبول کرنا جائز ہے اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچہا کہ کیا تو بیچتا ہے یا ہدیہ دیتا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتا ہے کہ بت پرست کی ہدیہ کو نہ قبول کیا جاوے اور کتابی کے ہدیہ کو قبول کیا جاوے تو اُسکا قول فاسد ہے اس لیے کہ یہ گنوار بت پرست تہا اور اس مین سلوک کرنا ہے وقت ضرورت کے اور ظاہر ہونے برکت وقت جمع ہونے کی کہانے پر اور قسم کہانی ہے واسطے تاکید خبر کے اگرچہ مخبر صادق ہو اور اسمین معجزہ ظاہر اور نشانی باہرہ ہے کہ جو اناج صاع کے مقدار سے کم تہا وہ بہت ہوگیا اور اسی طرح گوشت بھی بہت ہوگیا یہان تک کہ اتنے آدمیون نے کہایا اور پہر بھی بچ گیا (فتح) **باب** الھدیۃ للمشرکین مشرکین کو ہدیہ بھیجنے کا بیان و قول اللہ عز وجل لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین یعنے اور خدا نے فرمایا کہ نہین منع کرتا تمکو اللہ اُن لوگون سے کہ نہین لڑے تم سے امر دین مین اور نہین نکالا تم کو اپنے گہر دن سے یہ کہ نیکی کرو ساتہ اُنکے اور عدل کرو طرف اُنکی یعنے ساتہ پورا کرنے وعدے کے تحقیق اللہ دوست رکہتا ہے انصاف کرنے والون کو **ف** اور مراد اُس سے بیان اُس شخص کا ہے جسکے ساتہ اینٹن سے نیکی کرنی جائز ہے اور یہ کہ ہدیہ دینا مشرک کو نہ مطلق منع ہے اور نہ مطلق ثابت ہے بہرنے کی لو صلہ رحمی اور

احسان کرنا محبت اور دوستی کو مستلزم نہین جسکی ممانعت آچکی ہے اس آیت مین کہ نہ پاوے تو ان
لوگون کو جو اللہ اور پچھلے دن کے ساتھ ایمان رکھتے ہین کہ دوست رکھین اُس شخص کو جو اللہ اور رسول
کو دشمن رکھے اسواسطے کہ وہ عام ہے اُسکے حق مین جو لڑے اور جو نہ لڑے (فتح) **حدثنا**
خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثنا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاٰى
عُمَرُ حُلَّةً عَلٰى رَجُلٍ تُبَاعُ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَعْ هٰذِهِ الْحُلَّةَ تَلْبَسُهَا
يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاِذَا جَاءَكَ الْوَفْدُ فَقَالَ اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ فَاُتِيَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَاَرْسَلَ اِلٰى عُمَرَ مِنْهَا بِحُلَّةٍ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ
اَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا تَبِيْعُهَا اَوْ تَكْسُوْهَا فَاَرْسَلَ
بِهَا عُمَرُ اِلٰى اَخٍ لَّهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمَ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہو کہ عمر فاروق
نے ایک مرد پاس ایک جوڑا ریشمی بکتا دیکھا تو انہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ
اس جوڑے کو خرید لین کہ اُسکو جمعہ کے دن پہنا کرین اور جبکہ آپکے پاس ایلچی آوین تو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت مین بے نصیب ہو پھر حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس اُس قسم کے جوڑے لائے گئے تو آپنے انمین سے ایک جوڑا عمر رض پاس بھیجا تو عمر رض نے
کہا کہ مین اُسکو کسطرح پہنون اور حالانکہ آپنے اُس سے منع کیا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اے عمر مینے اُسکو تیرے پاس اسواسطے نہین بھیجا کہ تو اسکو پہنے بلکہ بیچے تو اسکو یا پہناوے
کسی کو تو عمر فاروق رض نے اُسکو اپنے بھائی کی طرف مکے مین بھیجا پہلے اس سے کہ مسلمان ہو **ف**
اور غرض اس سے یہان اس قول سے یہ ہے کہ عمر فاروق رض نے اُسکو اپنے بھائی کی طرف مکے مین بھیجا
پہلے اس سے کہ مسلمان ہو اور یہ بھائی اُنکا مان کی طرف سے تہا یا دودھ بھائی تھا (فتح) **حدثنا**
عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثنا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ
عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ اُمِّيْ قَالَ نَعَمْ صِلِيْ اُمَّكِ ترجمہ اسما بنت
ابی بکر سے روایت ہو کہ میری مان میرے پاس آئی اور وہ مشرک تھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانے مین سو مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حکم پوچھا اور حالانکہ وہ اسلام سے منہ پھیرنے
والی ہے کہ کیا پس مین اُس سے سلوک کرون تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان اپنی مان
سے سلوک کر **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر ماں باپ وارث کے ساتھ مال وغیرہ سے سلوک کیا جاوے

جیسا کہ مسلمان سے سلوک کیا جاتا ہے اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ واجب ہے نفقہ مان باپ
کا اگرچہ اولاد مسلمان ہو اور یہ کہ جائز ہے معاملہ کرنا اہل حرب سے بیچ وقت آرام کے اور سفر کرنا واسطے زیارت
قریب کو اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم قتل کی آیت سے منسوخ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آیت لَا یَنْھٰکُمُ
اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ الآیۃ اُسکے حق مین اتری اور بعضے کہتے ہین کہ مشرکین کے
حق مین اتری جو مسلمانون کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے اور ان دونو مین منافات نہین
اس واسطے کہ سبب خاص ہے اور لفظ عام ہے پس شامل ہوگا ہر اُس شخص کو کہ اسماء کی مان کے معنے مین ہو
(فتح) **بَابٌ** لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّرْجِعَ فِیْ ھِبَتِہٖ وَصَدَقَتِہٖ نہین حلال ہے کسی کو کہ اپنے ہبہ اور
صدقہ مین رجوع کرے **ف** اسی طرح یقین کیا ہے بخاری نے ساتھ حکم کے اس مسئلہ مین واسطے قوی ہونے
دلیل کے نزدیک اُسکے اسمین اور باب الہبۃ للولد مین پہلے گذر چکا ہے کہ اُس نے اشارہ کیا ہے ترجمہ
مین کہ باپ کو اپنی اولاد کے ہبہ مین رجوع کرنا درست ہے پس ممکن ہے کہ اُسکے نزدیک باپ کو رجوع
کرنا صحیح ہو اگرچہ بغیر عذر کے حرام ہے اور اختلاف کیا ہے خلف نے اصل مسئلے مین اور ہم نے انکو مذہب
کی تفصیل کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہین فرق ہے حکم مین درمیان ہدیہ اور ہبہ کے اور اسپر صدقہ
مین اتفاق کیا ہے انہون نے اسپر کہ نہین جائز ہے رجوع کرنا بیچ اُسکے بعد قبض کے (فتح) **حَدَّثَنَا**
مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ ثَنَا ھِشَامٌ وَشُعْبَۃُ قَالَا ثَنَا قَتَادَۃُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعَائِدُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِہٖ **ترجمہ** ابن عباس سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی دی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی قے
کو پھر نگل جاتا ہے **ف** اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ مین نہین جانتا قے کو مگر حرام **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَکِ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الَّذِیْ یَعُوْدُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَرْجِعُ فِیْ قَیْئِہٖ **ترجمہ**
ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین لائق ہے ہمکو مثل بری اپنی
بخشی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے **ف** یہ جو فرمایا کہ نہین لائق
ہمکو مثل بری تو اسکے معنے یہ ہین کہ ہم مسلمانون کے گروہ کو لائق نہین کہ متصف ہون ساتھ بری
صفتون کے کہ مشابہ ہو ہمکو اُسمین خسیس تر حیوانون کا اخس حالات مین خدا نے فرمایا کہ جو لوگ
آخرت کے ساتھ ایمان نہین لاتے اُنکے واسطے بری مثل ہے اور واسطے اللہ کے بلند مثل ہے اور
شاید یہ بلیغ تر ہے جھڑک مین اس سے اور زیادہ تر دلالت کرنے والا ہے تحریم پر اُس سے کہ اگر کہتے

مثلاً کہ ہبہ کو پہیر نہ لو اور جمہور علماء کا یہ مذہب ہی کہ ہبہ مین قبض کے بعد رجوع کرنا حرام ہے مگر باپ کو اپنے بیٹے کے ہبہ مین رجوع کرنا جائز ہے واسطے تطبیق دینے کی اس حدیث مین اور نعمان کی حدیث مین جو پہلے گذر چکی ہے اور طحاوی نے کہا کہ آپ کا قول لا یحل تحریم کو لازم نہین پکڑتا اور وہ مانند اس حدیث کی ہے کہ نہین حلال ہے صدقہ واسطے مالدار کے بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ نہین حلال ہو واسطے اسکے اس واسطے کہ وہ حلال ہے واسطے غیر اسکے کی صاحب حاجت سو اور مراد مبالغہ کرنا کراہت مین ہے اور قول آپ کا کالعائد فی قیئہ اگرچہ تحریم کو تقاضا کرتا ہے واسطے ہونے قئے کے حرام لیکن کالکلب کا لفظ جو دوسری روایت مین آچکا ہے دلالت کرتا ہے اسکے نہ حرام ہونے پر اسواسطے کہ کتا مکلف نہین پس نہین ہے قئے اسپر حرام اور مراد بچنا ہے فعل سے کہ کتے کی مشابہ ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ تاویل بعید ہے اور حدیث کا سیاق اسکے مخالف ہو اور یا ین طور کہ شرع کی عرف مین ایسی چیزون سے مراد مبالغہ ہوتا ہے جھڑک مین (فتح)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ لِّيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهٗ مِنْهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ بَائِعُهٗ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَاِنْ اَعْطَاكَهٗ بِدِرْهَمٍ وَّاحِدٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ

ترجمہ عمر فاروق رضہ سے روایت ہی کہ مین نے اپنا گھوڑا راہ خدا مین کسی کو چڑہنے کو واسطے دیا تو اُس نے اسکو ضائع کیا یعنے چارہ نہ دیا دُبلا کر ڈالا سو مین نے چاہا کہ وہ مول لے لون اور مین نے گمان کیا کہ وہ اسکو سستا بیچتا ہے تو مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکا حکم پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت مول لے اسکو اگرچہ وہ تجھکو ایک درہم سے دیوے سو مقرر اپنے صدقے کا پہیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی قئے کو پہر نگل جاتا ہے **ف** یہ جو فرمایا کہ مین نے اپنا گھوڑا اسکو چڑہنے کیواسطے دیا تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکے ملک کر دیا تہا تاکہ اسکے ساتھ جہاد کرے اسواسطے کہ اگر چڑہانا بند کرنے کا ہوتا تو اسکا بیچنا اسکو جائز نہ ہوتا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ اُس حالت کو پہونچا تہا کہ نہین ممکن تہا فائدہ اٹہانا ساتھ اسکے اُس چیز مین کہ حبس کیا تہا اسکو بیچ اسکے اور وہ محتاج ہے طرف ثابت ہونے اسکے کی اور دلالت کرتا ہے اسکے مالک کرنے پر قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا العائد فی ہبتہ اور اگر حبس یا وقف ہوتا تو یون فرماتے اپنے حبس مین یا وقف مین بنا بر اسکے پس مراد ساتھ سبیل اللہ کے جہاد ہے۔ وقف پس نہین حجت ہی اسمین واسطے اسکے جو وقف کی بیع کو جائز رکہتا ہے جب اس نہایت کو پہونچے کہ نہ ممکن ہو فائدہ اٹہانا اُس سے اُس چیز مین کہ اسکو اسمین وقف کیا اور خریدنے کو جو رجوع نام رکہا تو اس واسطے

کہ عادت جاری ہے کہ ایسے وقت مین خریدار کو سستی چیز ملتی ہے پس جتنے مقدار مین اُسکو سستی ملتی
ہو اُتنے مقدار مین رجوع بولا گیا اور اشارہ کیا طرف سستی ہونے کی ساتھ قول اپنے کے کہ اگرچہ وہ تجھکو ایک
درہم سے دے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ بائع اسکا مالک ہو گیا تھا اور اگر حبس کرنے والا ہوتا تو نہ ہوتا واسطے
اُسکے یہ کہ بیچے اُسکو مگر ساتھ قیمت زیادہ کے اور نہ آسان جانتا چھوڑنا کسی چیز کا اُس سے اگرچہ مشتری وہی
حبس کرنے والا ہوتا اور اسماعیلی نے اسپر شبہ کیا ہے اور کہا کہ جب شرط وقف کرنے والے کی یہ ہے کہ
نہ بیچا جاوے اصل اُسکا اور نہ ہبہ کیا جاوے تو کسطرح جائز ہوا بیچنا گھوڑے موہوب کا اور کسطرح نہ منع
کیا گیا بائع اُسکا پس شاید معنے اُسکے یہ ہین کہ عمر رض نے اسکو صدقہ ٹھہرایا تھا کہ جسکو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مناسب جانین اسکو دین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کو دیا پس جاری ہوا اس سے
جو مذکور ہوا اور تعلیل مذکور سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر اپنے مول سے زیادہ مول کے ساتھ بیچا جاوے تو اسکو
نہی مذکور شامل نہ ہوگی اور حمل کیا ہے جمہور نے اس نہی کو خریدنے کی صورت مین نہی تنزیہ پر اور ایک
قوم نے اسکو تحریم پر حمل کیا ہے پہر قرطبی وغیرہ نے کہا کہ یہی ظاہر ہے پہر زجر مذکور مخصوص ہے ساتھ صورت
مذکورہ کے اور جو اُسکے شابہ ہے نہ جبکہ رد کرے اسکو طرف اُسکی میراث مثلاً یعنے میراث کی وجہ سے اُسکو
ناتہ آوے اور طبری نے کہا کہ خاص کیا جاتا ہے عموم اس حدیث مین وہ شخص کہ ہبہ کرے ساتھ شرط ثواب
کے اور جو باپ ہو اور موہوب اُسکی اولاد ہو اور وہ ہبہ کہ نہین قبض کیا گیا اور جسکو میراث ہبہ کرنے والے
کی طرف رد کرے واسطے ثابت ہونے حدیثون کے ساتھ مخصوص ہونے ان سب صورتون کے اور ایسے ہی
اُسکے سوائے ہو مانند مالدار کی کہ بدلہ دے فقیر کو اور مانند اُس شخص کی کہ صلہ رحمی کرے تو نہین رجوع واسطے
اُنکے اور جسمین مطلق رجوع نہین وہ صدقہ ہے کہ ارادہ کیا جاوے ساتھ اُسکے ثواب آخرت کا اور اگر کوئی
کہے کہ عمر نے اپنی نیکی کو ظاہر کیون کیا اور حالانکہ چھپانا اسکا ارجح تھا تو جواب اسکا یہ ہے کہ شاید جس شخص کو
انہون نے اونٹ دیا تھا اُس نے اسکو مشہور کر دیا تھا پس دور ہوا چھپانا اور یہ ظاہر ہے کہ محل کتمان کا تو صرف
فعل کے وقت یا اس سے پہلے ہے اور احتمال ہے کہ محل ترجیح کتمان کا اُس وقت ہو جبکہ اپنے نفس پر
ریا اور خود پسندی کا خوف کرے اور جب اُس سے امن ہو مانند عمر کی تو نہین (فتح) **باب** حَدَّثَنَا
اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ بَنِيْ صُهَيْبٍ مَوْلٰى بْنِ جُدْعَانَ ادَّعَوْا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى ذٰلِكَ صُهَيْبًا فَقَالَ مَرْوَانُ مَنْ يَّشْهَدُ لَكُمَا عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا
ابْنُ عُمَرَ فَدَعَاهُ فَشَهِدَ لَاَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً

فَقَضٰی مَرْوَانُ بِشَہَادَتِہٖ لَھُمْ ترجمہ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ صہیب کے بیٹوں نے جو بنی جدعان
کا آزاد کیا ہوا غلام تہا دعوے کیا دو گہر کا اور ایک حجرہ کا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ صہیب یعنی
ہماری باپ کو دیا تہا تو مروان نے کہا کہ کون ہے کہ گواہی دے واسطے تمہاری اسپر انہوں نے کہا کہ ابن
عمر تو مروان نے اُسکو بلایا تو اُس نے گواہی دی کہ بے شک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صہیب کو
دو گہر اور ایک حجرہ دیا ہے تو مروان نے انکی گواہی سے حکم کیا ف یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے
باب سے اور مناسبت اُسکی ساتہ پہلے باب کی یہ ہے کہ اصحاب نے بعد ثبوت ہونے عطا حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے واسطے صہیب کے نہ تفصیل پوچہی کہ کیا رجوع کیا تہا یا نہیں پس معلوم ہوا کہ ہبہ میں رجوع
نہیں (فتح) **بَابُ مَا قِیْلَ فِی الْعُمْرٰی وَالرُّقْبٰی** بیان ہے اُس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے
بیچ عمرے اور رقبے کے ف عمرے اُسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنا مکان کسی کو دے اسطرح کہ یہ
مکان میں نے تجھکو تیری عمر تک دیا اور رقبے یہ ہے کہ کہے کہ میں یہ مکان تجھکو دیتا ہون باین شرط کہ
اگر میں تجہ سے پہلے مرون تو یہ مکان تیرے ہی پاس ہے اور اگر تو مجہ سے پہلے مرے تو پہر آوے
طرف میری اور یہ لوگ جاہلیت کے وقت کیا کرتے تہے اور جمہور اسپر ہیں کہ عمرے جب واقع ہو تو لینے
والے کی ملک ہو جاتا ہے اور پہلے کی طرف نہیں پہرتا مگر یہ کہ صریحاً اُسکی شرط کرے اور نیز جمہور کا یہ
مذہب ہے کہ عمرے صحیح ہے مگر جو بعض لوگوں سے اور داؤد اور ایک گروہ سے محکی ہے لیکن ابن حزم
اسکی صحت کا قائل ہے اور وہ شیخ ہے ظاہریہ کا پہر اختلاف کیا ہے اُنہوں نے کہ کسطرف متوجہ ہوتی
ہے جمہور کہتے ہیں کہ گردن کی طرف متوجہ ہوتی ہے یعنے لینے والا اُسکی گردن کا مالک ہو جاتا ہے
مانند تمام ہبون کی یہان تک کہ اگر عمرے دیا گیا غلام ہو اور موہوب لہ اُسکو آزاد کر دے تو جاری ہوتی
ہے آزادی بخلاف واسب کے کہ اُسکے آزاد کرنے سے آزاد نہیں ہوتا اور بعضے کہتے ہیں کہ لینے والا منفعت
کا مالک ہوتا ہے گردن کا نہیں ہوتا اور یہی قول ہے مالک کا اور شافعی رح کا قدیم میں اور اُسکے ساتہ
عاریت یا وقف کا معاملہ کیا جاتا ہے اسمیں مالکیہ کے نزدیک دو روایتیں ہیں اور حنفیہ سے روایت ہے کہ
تملیک عمری میں متوجہ ہوتی ہے طرف گردن کی اور رقبے میں طرف منفعت کی اور اُنسے یہ روایت بھی
کہ رقبے باطل ہے اور قول بخاری رح کا اعمرتہ الدار فہی عمری جعلتہا لہ اشارہ کیا ہے ساتہ اسکے طرف
اصل اسکے کی اور جعل کا لفظ بولا اسواسطے کہ وہ دیکہتا ہے کہ وہ موہوب لہ کے ملک ہو جاتا ہے مانند
قول جمہور کی اور نہیں دیکہتا کہ وہ عاریت ہے کما سیاتی تصریحہ بذلک (فتح) اَعْمَرْتُہُ الدَّارَ فَھِیَ عُمْرٰی
جَعَلْتُھَا لَہٗ یعنے میں نے اسکو عمر بہر گہر دیا پس یہ ہیں معنے عمرے کے یعنے میں نے اُسکو اُسکے ملک کر دیا

اِسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا جَعَلَكُمْ عُمَّارًا یعنے استعمر کم کے معنے جو قرآن مین واقع ہے یہ ہین کہ تمکو عمارت کرنے والے ٹھیرایا یعنے آباد کرنے والے زمین کو ف اور بعضے کہتے ہین کہ تمہاری عمرین درازکین اور بعضے کہتے ہین کہ تمکو اسکی عمارت مین اجازت دی (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرٰى اَنَّهَا لِمَنْ وُهِبَتْ لَهٗ **ترجمہ** جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھ عمرے کے کہ وہ واسطے اسکے ہے جسکو بخشا گیا **ف** اور ایک روایت مین زہری سے ہے کہ جو شخص کہ کیا گیا عمرے واسطے اسکے اور اسکے وارثون کے تو تحقیق وہ اس شخص کے واسطے ہے جسکو عمرے دیا گیا یعنے اسکے ملک ہو جاتا ہے دینے والے یعنے مالک کی طرف نہین پھرتا اسواسطے کہ دینے والے نے دیا کہ واقع ہوئی ہے اسمین میراث یعنے لینے والا اسکا مالک ہو جاتا ہے اور اسکے مرنے کے بعد اسکے وارثون کو پہونچے گا دینے والے کی طرف رجوع نہین کریگا اور ایک روایت مین ہے کہ اسکے قول نے انکا حق کاٹ دیا اور وہ واسطے اسکے ہے کہ عمرے دیا گیا اور واسطے وارثون اسکے کے اسمین علت کا ذکر نہین اور ایک روایت مین ہے کہ جس عمرے کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا ہے یہ ہے کہ کہے مالک کہ یہ عمرے تیرے لیے ہے اور تیرے وارثون کے لیے اور جب مطلق کہے کہ یہ عمرے تیرے لیے ہے جب تک کہ تو جیتا رہے تو پس وہ عمرے پھر آتا ہے طرف دینے والے کی اور ایک روایت مین ابو زبیر سے ہے کہ فرمایا کہ اپنے مالون کو اپنے پاس روک رکھو اور انکو فاسد نہ کرو پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص کہ دیتا ہے کسی کو بطور عمرے کے پس وہ عمرے واسطے اس شخص کے ہے کہ عمرے کیا گیا حالت زندگی مین اور حالت موت مین اور واسطے اولاد اسکی کے پس ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ عمری تین قسم ہے ایک یہ کہ کہے کہ وہ واسطے تیرے ہے اور واسطے اولاد تیری کے تو یہ صریح ہے اسمین کہ یہ واسطے موہوب لہ کے ہے اور واسطے اولاد اسکی کے دوسرا قسم یہ ہے کہ یہ مکان مثلاً واسطے تیرے ہے جب تک کہ تو جیتا رہے اور جب تو مر جاوے تو میری طرف پھر آویگا پس عاریت موقتہ ہے یعنی ایک وقت معین تک اور وہ صحیح ہے پس جب مر جاوے تو پھر آتا ہے طرف دینے والے کی اور یہ دونو قسم زہری کی روایت سے معلوم ہوتی ہین اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور ترجیح دی ہے اسکو ایک جماعت شافعیہ نے اور اصح نزدیک اکثر انکے کے یہ ہے کہ وہ دینے والے کی طرف نہین پھر آتا اور حجت انکی یہ ہے کہ یہ شرط فاسد ہے پس لغو ہوگی اور اسکی حجت ہم باب کی اخیر مین ذکر کرینگے تیسرا قسم یہ ہے کہ مطلق کہے کہ مین نے یہ مکان تجھکو عمرے بخشدیا اور ابو زبیر کی روایت دلالت کرتی ہے کہ اسکا حکم پہلی قسم کی طرح ہے اور یہ کہ وہ دینے والے کی طرف نہین پھرتا اور یہی قول ہے جمہور کا اور یہی جدید قول ہے امام شافعی رح کا اور قدیم مین کہا کہ یہ عقد اصل سے باطل ہے اور ایک روایت احمد سے مانند قول مالک کی ہے اور نسائی نے روایت کی ہے

کہ قتادہ نے حکایت کی کہ سلیمان بن ہشام نے فقہا سے یہ مسئلہ پوچھا یعنے صورت مطلق ہونے کی تو ذکر کیا واسطے اسکے قتادہ نے حسن وغیرہ سے کہ وہ جائز ہے اور ذکر کی واسطے اسکے حدیث ابو ہریرہ رض کی **تنبیہ** باب باندھا ہے امام بخاری نے ساتھ رقبے کے اور نہیں ذکر کیا مگر دو حدیثوں کو جو وارد ہیں عمرے میں اور شاید کہ اسکے نزدیک دونو کے ایک معنے ہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور امام ابو حنیفہ اور مالک اور محمد کا یہ مذہب ہے کہ رقبے منع ہے اور ابو یوسف جمہور کے موافق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رقبی اور عمرے سے اور رقبے یہ ہے کہ کہے مرد واسطے مرد کے کہ وہ واسطے تیرے ہے عمر بھر تیری اور اسمیں اختلاف ہے کہ نہی کس چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اظہر یہ ہے کہ وہ حکم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ متوجہ ہے طرف لفظ جاہلی کی اور حکم منسوخ کی اور بعضے کہتے ہیں کہ نہی سوا اسکے نہیں کہ منع کرتی ہے صحت اُس چیز کو کہ فائدہ دے منہی عنہ کو فائدہ پورا اور جبکہ ہو صحت منہی عنہ کو ضرر اور اسکے مرتکب پر تو نہیں منع کرتا ہے صحت اسکی کو مانند طلاق کی حالت حیض میں اور صحت عمری ضرر ہے معمر یا سو واسطے کہ اسکی ملک دور ہوتی ہے اُس سے بغیر عوض کے اور یہ سب اُس وقت ہے جبکہ نہی کو تحریم پر حمل کیا جاوے اور اگر کراہت پر حمل کیا جاوے **تو اس کی** حاجت نہیں اور قرینہ پھیرنے والا وہ ہے جو حدیث کی اخیر میں مذکور ہے بیان کرنے حکم اسکے سے اور تصریح کرتا ہے ساتھ اسکے قول اُس کا کہ عمرے جائز ہے اور بعضے حذاق نے کہا کہ اجازت عمرے اور رقبے کی بعید ہے قیاس اصول سے و لیکن حدیث مقدم ہے اور اگر مراد منفعت ہوتی جیسا کہ مالک کہتے ہیں تو اُس سے منع نہ ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ نہ تھا ساتھ اسکے مقصود عرب کا مگر مالک کرنا گردن کا ساتھ شرط مذکور کے (فتح) پس آئی شرع اوپر خاک آلودہ کرنے ناک اُنکے کی پس صحیح کیا عقد کو اوپر لغت ہبہ محمودہ کے اور باطل کیا شرط کو جو مخالف تھی واسطے اسکے پس وہ مشابہ ہے رجوع کو ہبہ میں اور تحقیق صحیح ہو چکی ہے نہی اُس سے اور تشبیہ دیا گیا ساتھ کتے کی کہ اپنی قے کو پھر نگل جاوے اور ایک روایت ہے کہ عمرے واسطے اسکے ہے جسکو عمری دیا گیا اور رقبے واسطے اسکے ہے جسکو رقبے دیا گیا اور اپنی دی چیز کو لینے والا اُس شخص کی مثل ہے جو اپنی قے کو چاٹے پس شرط رجوع کی جو مقارن ہو واسطے عقد کے مثل رجوع کی ہے جو بعد عقد کے ہو پس منع ہوا اس اور حکم ہوا کہ یا تو اسکو مطلق باقی رکھے یا اسکو مطلق نکال دے اور اگر اسکو اسکے برخلاف نکالے تو شرط باطل ہوگی اور عقد صحیح ہوگا واسطے خاک آلودہ کرنے ناک اسکے کی اور وہ مانند باطل کرنے شرط ولا کے ہے واسطے اسکے جو غلام بیچے کما تقدم فی قصۃ بریرۃ (فتح) **حدثنا** حفص بن عمر ثنا ھمام ثنا قتادۃ حدثنی النضر بن انس عن بشیر بن نھیک عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العمری

جَائِزَۃٌ وَقَالَ عَطَاءٌ ثَنِی جَابِرٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرے جائز ہے **ف** سمجھا ہی قتادہ نے اور حالانکہ وہ راوی حدیث
کا ہے اس اطلاق سے وہ چیز کہ دینے اُس سے حکایت کی یعنے صورت اطلاق بین عمر کردینے والے کے
ملک سے نکل جاتا ہے اُسکے مرنے کے بعد دینے والے کی طرف پہر نہین آتا اور حمل کیا ہے اُسکو زہری
نے بتفصیل مذکور پر (فتح) **باب** مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفَرَسَ وَالدَّآبَّۃَ وَغَیْرَھَا باب ہے بیان
مین اُس شخص کے جو لوگون سے گہوڑا اور چوپایا وغیرہ مانگے **ف** عاریت کا معنے شرع مین بخشنا منافع
کا ہے سوائی گردن کی اور جائز ہے وقت معین کرنا واسطے اُسکے اور حکم عاریت کا یہ ہے کہ اگر عاریت
لینے والیکے ہاتہ مین تلف ہوجاوے تو اسکا ضامن ہوتا ہے مگر اُس چیز مین جبکہ ہو یہ وجہ کہ اجازت
دی گئی ہو بیچ اُسکے یہ قول جمہور کا ہے اور مالکیہ اور حنفیہ سے ہے یہ کہ اگر تعدی نہ کرے تو ضامن نہین ہوتا
اور اس باب مین بہت حدیثین آچکی ہین مشہور تر ان مین سے یہ حدیث ہو جو کہ ابی امامہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاریت ادا کیجاوے یعنے اُسکا مالک کو پہونچانا واجب ہے
اور ضامن ضمان بہرنے والا ہے یعنے جو کوئی کسی کے قرض وغیرہ کا ضامن ہو لازم ہے اُسکو ادا کرنا اسکا
روایت کی یہ حدیث ابوداؤد وغیرہ نے اور اُسکے ساتہ استدلال کرنے مین نظر ہے اور نہین اس مین دلالت
ضمانت بہرنے پر اسواسطے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اللہ حکم کرتا ہے تمکو یہ کہ ادا کرو امانتون کو طرف
مالکون اُنکے کی اور جب تلف ہوجاوے نہین لازم ہے پہیر دینا اُسکا ہان سمرہ سے روایت ہے کہ ہاتہ پر ہے
وہ چیز کہ لی یہان تک کہ اسکو ادا کرے پس اگر یہ حدیث ثابت ہو تو اس مین حجت ہی واسطے جمہور کے
(فتح) **حدثنا** اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ کَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِیْنَۃِ
فَاسْتَعَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ یُقَالُ لَہٗ الْمَنْدُوْبُ فَرَکِبَ فَلَمَّا
رَجَعَ قَالَ مَا رَاَیْنَا مِنْ شَیْءٍ وَاِنْ وَجَدْنَاہُ لَبَحْرًا ترجمہ انسؓ سے روایت ہو کہ ایک بار مدینے مین دشمن
کا ڈر ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے عاریت گہوڑا لیا اُسکو مندوب کہا جاتا تہا سو اُسپر
سوار ہوگئے یعنے جس طرف سی دشمن کا خوف معلوم ہوا تہا سو جب پہرے تو فرمایا کہ ہمنے تو کچہ نہین دیکہا
اور اس گہوڑے کا قدم تو دریا پایا **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ کسی سے گہوڑا وغیرہ عاریت لینا درست
ہی **باب** الْاِسْتِعَارَۃِ لِلْعَرُوْسِ عِنْدَ الْبِنَاءِ شادی نکاح کے وقت دولہن کے واسطے کپڑا مانگنا
یعنے نکاح کردینے کے وقت **حدثنا** اَبُوْ نُعَیْمٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَیْمَنَ ثَنِیْ اَبِیْ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی
عَائِشَۃَ وَعَلَیْہَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنُ خَمْسَۃِ دَرَاہِمَ فَقَالَتْ اِرْفَعْ بَصَرَکَ اِلٰی جَارِیَتِیْ اُنْظُرْ اِلَیْہَا

فَاِنَّهَا تُزْهٰی اَنْ تَلْبَسَهٗ فِی الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِیْ مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَیَّ تَسْتَعِيْرُهٗ ترجمہ ایمن سے روایت ہے کہ مین عائشہ رض پاس گیا اور انپر ایک کرتہ موٹے کپڑے کا تہا کہ اسکا مول پانچ درہم تہا تو اس نے کہا اپنی آنکہ اٹہا کر میری لونڈی کو دیکہہ کہ وہ تکبر کرتی ہے کہ اسکو گہر مین پہنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین میرے پاس ایک کرتہ تہا سو مدینہ مین کوئی عورت زینت نہ کی جاتی تہی مگر کہ وہ کسی کو میری پاس بہیجتی تہی کہ اسکو عاریت لیوے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دولہن کے واسطے عاریت کپڑا لینا امر معمولی ہے اور مرغب فیہ ہے اور وہ معیوب نہین سمجہا جاتا اور اسمین تواضع عائشہ کی ہے اور حلم اسکا اور نرمی کرنی اسکی عتاب مین اور اختیار اسکا ساتہ اسچیز کے کہ نزدیک اسکو ہے باوجود حاجت کے طرف اسکی (فتح) **باب** فضل المنیحۃ باب ہے بیان مین فضیلت دینے دودہار جانور کے واسطے دودہ پینے کے **ف** منیحہ دو قسم ہے ایک یہ کہ دیوے مرد اپنے ساتہی کو صلہ یعنے بطور سلوک کے کچہ دے اور دوسرا یہ ہے کہ دیوے کسی کو اونٹنی یا بکری کہ فائدہ اٹہاوے ساتہ دودہ اسکے کی اور اون اسکی کے کچہہ مدت پہر وہ مالک کو پہیر دے اور مراد یہہ اول حدیثون باب کے عاریت دودہار جانور کی ہے تاکہ اسکا دودہ لیا جاوے پہر مالک کو دیجاوے (فتح) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْمَنِيْحَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِیُّ مِنْحَةً وَالشَّاةُ الصَّفِیُّ تَغْدُوْ بِاِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِاِنَاءٍ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی خوب دودہار کیا اچہا صدقہ ہے اور بکری خوب دودہار کیا اچہا صدقہ ہے خیرات کو کہ صبح کو ایک برتن بہر دودہ دے اور شام کو دوسرا برتن بہر دودہ دے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَاِسْمٰعِيْلُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ مَكَّةَ وَلَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَیْءٌ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ اَهْلَ الْاَرْضِ وَالْعِقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْاَنْصَارُ عَلٰی اَنْ يُعْطُوْهُمْ ثِمَارَ اَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَيَكْفُوْهُمُ الْعَمَلَ وَالْمُؤْنَةَ وَكَانَتْ اُمُّهٗ اُمُّ اَنَسٍ اُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ اُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ فَكَانَتْ اَعْطَتْ اُمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِذَاقًا فَاَعْطَاهُنَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّ اَيْمَنَ مَوْلَاتَهٗ اُمَّ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَسٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ اَهْلِ خَيْبَرَ وَانْصَرَفَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ رَدَّ الْمُهَاجِرُوْنَ اِلَى الْاَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِیْ كَانُوْا مَنَحُوْهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ فَرَدَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اُمِّهٖ عِذَاقَهَا فَاَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهِ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ بِهَذَا وَقَالَ مَكَانَهُنَّ
مِنْ خَالِصِهِ ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ جب مہاجرین مکے سے مدینے میں آئے اور انکے ہاتھ میں کچھ نہ تھا
یعنے انکا مال اسباب سب مکے میں رہ گیا تھا اور انصار زمین اور املاک والے تھے پس تقسیم کیا اُنسے انصار نے اسپر
کہ ہر سال انکو اپنے باغوں کا میوہ دیں اور کفایت کریں اُنسے عمل اور محنت کو یعنے محنت فقط انصار
ہی کریں مہاجرین نہ کریں اور اُسکی ماں یعنے انس رضہ کی ماں ام سلیم عبد اللہ بن ابی طلحہ کی کی ماں تھی اور
انس رضہ کی ماں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجوروں کے درخت دیے ہوئے تھے تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے وہ کھجوریں اپنی لونڈی ام ایمن اسامہ کی ماں کو دیں ابن شہاب نے کہا کہ خبر دی مجھکو انس
بن مالک نے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینے کی طرف
پھرے تو پھیر دیں مہاجرین نے انصار کو انکی عطا کی چیزیں جو اُنہوں نے اُنکو اپنے میووں سے عطا کی تھیں
تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انس رضہ کی ماں کو انکی کھجوروں کے درخت پھیر دیے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ام ایمن کو اسکے بدلے اپنے باغ سے کھجوریں دیں حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عِيسَى بْنُ
يُونُسَ ثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ
ابْنَ عَمْرٍو يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ
الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ
بِهَا الْجَنَّةَ قَالَ حَسَّانُ فَعَدَدْنَا مَا دُونَ مَنِيحَةِ الْعَنْزِ مِنْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِمَاطَةِ
الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَنَحْوِهِ فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً ترجمہ عبد اللہ بن عمرو رضہ سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس خصلتیں ہیں ان سب سے اعلے اور عمدہ عنز کو بکری عاریت
دینی ہے کہ اُسکا دودھ پیوے نہیں کوئی ایسا عامل جو عمل کرے ایک خصلت پر اُن چالیس خصلتوں سے
ثواب کی امید پر اور اُسکے دعوے کو سچا جانکر مگر کہ خدا اُسکو بہشت میں داخل کرے گا تو حسان نے اس کے
راوی ہیں کہا کہ جو خصلتیں کہ بکری کے عطا کرنے سے کم ہیں مانند سلام اور چھینکنے والے کی جواب کے اور دور کرنے
تکلیف دینے والی چیز کے راہ سے اور مانند اُسکی انکو ہمنے گنا تو ہم پندرہ خصلتوں تک بھی نہ پہونچ سکے
ف ابن بطال نے کہا کہ وہ چالیس خصلتیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھیں لیکن حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے انکو اس واسطے ذکر نہ کیا کہ اسمیں ایک معنی ہیں کہ وہ ہمارے واسطے زیادہ تر نفع دینے والے
ہیں اُنکے ذکر کرنے سے اور وہ خوف ہے کہ نہ ہو تعیین واسطے اُنکے ترک کرنے والی اُنکے غیر میں نیکیوں کی
قسموں سے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ثَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَتْ

لِرِجَالٍ مِنَّا فُضُولُ اَرَضِيْنَ فَقَالُوْا نُؤَاجِرُهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ ترجمہ جابر رضہ سے
روایت ہی کہ ہم مین سے کچھ لوگون کے پاس زیادہ زمینین تہین تو تہم اٹکو تہائی اور چوتہائی اور نصف پر کرایہ
دیتی تھے یعنے جو پیدا ہووے آپس مین بانٹ لین گے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکی زمین ہو تو
چاہیے کہ اسمین کہیتی کرے یا اپنے بہائی مسلمان کو عاریت دے کہ وہ کہیتی کرے اور اگر عاریت سے انکار کرے
تو اپنی زمین رہنی دے **ف** یہ حدیث مزارعت مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ لفظ ہے کہ چاہیے کہ
اپنے بہائی مسلمان کو عاریت دے **وقال** مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا الزُّهْرِيُّ ثَنِيْ عَطَاءُ
ابْنُ يَزِيْدَ ثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ
وَيْحَكَ اِنَّ الْهِجْرَةَ شَانُهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ
قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَاءِ الْبِحَارِ
فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا ترجمہ ابو سعید رضہ سے روایت ہی کہ ایک گنوار حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم پاس آیا تو آپ سے ہجرت کا حال پوچھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وای بحال تو البتہ ہجرت
کا امر تو نہایت سخت ہی سو کیا تیرے پاس اونٹ ہین اس نے کہا ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تو انکی زکوۃ دیا کرتا ہے اس نے کہا ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہلا تو انکو دودہ پینے کے
واسطے عاریت بہی دیتا ہے اس نے کہا ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی پلانے کے وقت
انکا دودہ دوہتا ہے یعنے محتاجون کو دیتا ہے اس نے کہا ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو عمل
کیا کر اپنے گاؤن مین جو شہری سے پرے ہین سو بے شک خدا تیرے عمل سے کچھ نہ گہٹاوے گا **ف**
اس حدیث کی شرح ہجرت مین آویگی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ بہلا تو انکو دودہ پینے کے واسطے عاریت بہی
دیتا ہے اس نے کہا ہان پس اس سے ثابت ہوا کہ دودہ دار جانور کو دودہ پینے کے واسطے عاریت دینے کی
بڑی فضیلت ہی (فتح) **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ
ثَنِيْ اَعْلَمُهُمْ بِذٰلِكَ يَعْنِيْ ابْنَ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ خَرَجَ اِلٰى اَرْضٍ تَهْتَزُّ زَرْعًا فَقَالَ
لِمَنْ هٰذِهٖ فَقَالُوا اكْتَرَاهَا فُلَانٌ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُ لَوْ مَنَحَهَا اِيَّاهُ كَانَ خَيْرًا لَهُ مِنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهَا اَجْرًا
مَعْلُوْمًا ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمین کی طرف نکلے جو کہیتی کے سبب سے
جنبش کرتی ہے یعنے بڑے زور مین تہی تو فرمایا کہ یہ زمین کس کی ہی لوگون نے کہا کہ فلانے نے اسکو کرایہ
لیا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ اگر وہ کہیتی کرنے کے واسطے کسی کو عاریت دیتا تو

بہتر ہوتا واسطے اسکے اس سے کہ لے اُسپر اجرت معلوم یعنے کرایہ معین **ف** یہ حدیث بھی مزارعت مین گذر چکی ہے اور مراد اُس سے اسجگہ وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ اگر وہ اسکو عاریت دیتا تو اُسکے واسطے بہتر ہوتا عاریت دینے چیز کی فضیلت پر (فتح) **باب** اِذَا قَالَ اَخْدَمْتُكَ هٰذِهِ الْجَارِيَةَ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائِزٌ جب کوئی کہے کہ مینے یہ لونڈی تیری خادم ٹہیرائی بنا بر عرف اور رواج لوگون کے تو یہ جائز ہے یعنے اُسکے حکم کا حوالہ عرف پر کرنا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ هٰذِهٖ عَارِيَةٌ وَاِنْ قَالَ كَسَوْتُكَ هٰذَا الثَّوْبَ فَهٰذِهٖ هِبَةٌ یعنے اور بعض لوگون نے کہا کہ یہ عاریت ہو یعنے ہبہ نہین اور اگر کہے کہ مینے تجھکو یہ کپڑا پہنایا تو یہ ہبہ ہے **حدثنا** اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ فَاَعْطَوْهَا اٰجَرَ فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ اَشَعَرْتَ اَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَاَخْدَمَ وَلِيْدَةً وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت ابراہیمؑ نے سارہؓ کے ساتہ ہجرت کی تو انہوں نے اُسکو خدمت کے لیے آجر دی وہ پہر آئین اور کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ خدا نے کافر کو نا اُمید پہیرا اور خدمت کو واسطے لونڈی دی **ف** اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء مین آویگی ابن بطال نے کہا کہ نہین جانتا مین خلاف کہ جو شخص کہے کہ مینے یہ لونڈی تیری خادم بنائی تو اُس نے خاص اُسکی خدمت ہبہ کی اسواسطے کہ خادم ٹہیرانا نہین لازم پکڑتا گردن کے مالک کرنے کو جیسا کہ گہر مین بسانا نہین چاہتا گہر کے مالک کرنے کو اور استدلال کرنا بخاریؒ کا ساتہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اُس نے سارہؓ کو خدمت کے واسطے آجر دی ہبہ پر صحیح نہین اور سوائے اسکے نہین کہ صحیح ہوتا ہے ہبہ اس قصے مین اس قول سے کہ اُسکو آجر دو اور نہین اختلاف ہے علماء کو اسمین کہ اگر کہے کہ مینے تجھکو یہ کپڑا پہنایا ایک مدت معین تک تو اُسکے واسطے شرط اُسکی ہے اور اگر مدت ذکر نہ کرے تو یہ ہبہ ہے اور خدا نے فرمایا کہ پس کفارہ اُسکا کہلانا دس مسکینون کا ہے یا لباس اُنکا اور نہین مختلف ہوا اُمت کہ یہ طعام کا ملک کرنا ہے اور لباس کا اور ظاہر یہ ہے کہ نہین مخالف ہو بخاری اُس چیز کو کہ ذکر کیا ہے اُس نے اُسکو وقت مطلق کہنے کی اور سوائے اسکے نہین کہ مراد اُسکی یہ ہے کہ اگر کوئی قرینہ پایا جاوے کہ عرف پر دلالت کرے تو اُسپر حمل کیا جاوے گا اور نہین تو وضع پر ہے دونو جگہون مین پس اگر جاری ہوگی درمیان کسی قوم کے عرف بیچ اتارنے اخدام کے بجائے ہبہ کے اور مطلق چھوڑے اُسکو شخص اور اُسکا مقصود مالک کرنے کا ہوا تو جاری ہوتی ہے تملیک اور جو کہے کہ وہ ہر حال مین عاریت ہو تو وہ اُسکے مخالف ہے (فتح) **باب** اِذَا حَمَلَ رَجُلًا عَلٰى فَرَسٍ فَهُوَ كَالْعُمْرٰى وَالصَّدَقَةِ جب کسی کو خدا کے راہ مین

چڑہنے کے واسطے گھوڑا دے تو وہ مانند عمرے اور صدقہ کی ہے یعنے اُس مین رجوع کرنا درست نہین وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَهُ اَنْ يَرْجِعَ فِيْهَا یعنے اور بعض لوگون نے کہا کہ اُسکو اُسمین رجوع کرنا جائز ہے حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَسْاَلُ زَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَرَاَيْتُهٗ يُبَاعُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ ترجمہ عمر فاروق رض سے روایت ہے کہ مین نے کسی کو خدا کے راہ مین ایک گھوڑا چڑہنے کو دیا سو مین نے اُسکو دیکہا کہ بیچا جاتا ہے سو مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مین اسکو خرید لون تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مول لے اُسکو اور اپنے صدقے کو بہر نے ف یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اور ابن بطال نے کہا کہ جو چیز کہ ہو گھوڑے پر چڑہانے سے تملیک واسطے محمول علیہ کے ساتھ قول اُسکے کہ وہ واسطے تیرے ہے تو یہ مانند صدقہ کی ہے پس جب اسکو قبض کرلے تو اسمین رجوع کرنا جائز نہین اور جو چیز کہ ہو اُس سے بند کرنا خدا کے راہ مین تو وہ مانند وقف کی ہے نہین جائز ہے اُس مین رجوع کرنا نزدیک جمہور کے اور ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ بند رکہنا باطل ہے ہر چیز مین اور ظاہر یہ ہے کہ بخاری کی مراد اشارت کرنی ہے طرف رد کرنے کی اُس شخص پر جو کہتا ہے کہ ہبہ مین رجوع کرنا جائز ہے اگرچہ بیگانے آدمی کے واسطے ہو نہین تو ہم پہلے تقریر کر چکے ہین کہ گھوڑا چڑہنے کو دینا عمر رض کے قصے مین تملیک تہی اور جو کہتا ہے کہ وہ بند رکہنا تہا اُسکا قول بعید ہے اور اُسکا بیان بسط کے ساتھ کتاب الوقف مین آویگا (فتح) بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابُ الشَّهَادَاتِ کتاب ہے شہادتون کے بیان مین ف شہادت خبر دینی ہے یقین سے ماخوذ ہے شہود سے یعنے حضور سے اسواسطے کہ شاہد مشاہد ہے یعنے دیکہنے والا ہے واسطے اسچیز کے کہ غائب ہے اُسکے غیر سے (فتح) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيِّنَةِ عَلَى الْمُدَّعِيْ باب ہے اس بیان مین کہ گواہ مدعی پر ہین لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ الاٰية واسطے اس آیت کے کہ اے ایمان والو جب وقت معاملہ کرو تم اودہار کا کسی وعدے مقرر تک تو اسکو لکہو آخر آیت تک یعنے وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ تک وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا یعنے اور خدا نے فرمایا کہ اے ایمان والو قائم ہو انصاف پر گواہی دو اللہ کے واسطے اگرچہ نقصان ہو اپنا یا مان باپ کا یا قرابت والون کا بما تعملون خبیرا تک ف امام بخاری نے اس باب مین کوئی حدیث بیان نہین کی یا تو اس واسطے کہ آیتون کے ساتھ کفایت کی اور یا اس واسطے کہ اشارہ کیا طرف اُس حدیث کی جو حسن مین گذریگی

ہے اور شق آخر کا باب اور وہ قسم ہے مدعا علیہ پر آیندہ آویگا اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ استدلال کی ساتہ آیت
کے واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ اگر مدعی کا قول قبول ہوتا تو نہ حاجت ہوتی گواہ کہنے اور نہ لکہنے حقوق کے
پس اسکا امر دلالت کرتا ہے کہ اسکی حاجت ہو اور یہ شامل ہے اسکو کہ گواہ مدعی پر ہین اور اسواسطے کہ جب
عدل نے حکم کیا اسکو جسپر حق ہے ساتہ لکہنے کے تو یہ تقاضا کریگی تصدیق اسکی کو اسچیز مین کہ اقرار کرے
ساتہ اسکے اور جب مصدق ہوا تو گواہ اسپر ہے جو اسکے جہٹلانے کا دعوے کرے (فتح) **باب**
إِذَا عَدَّلَ رَجُلٌ أَحَدًا فَقَالَ لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا أَوْ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا جب ایک مرد دوسرے مرد کو
تعدیل کرے پس کہے کہ مین نہین جانتا مگر بہلائی یا بجاے اسکے ماضی کا صیغہ بولے تو تعدیل ہوتی ہے
ف ابن بطال نے کہا کہ حکایت کی ہے طحاوی نے ابو یوسف سے کہ جب کہے تو اسکی شہادت قبول
کی جاتی ہے اور نہین ذکر کیا خلاف کوفیون سے بیچ اسکے اور انکی دلیل افک کی حدیث ہے اور مالک
نے کہا یہ تزکیہ نہین ہوتا یہانتک کہ کہے رضا ساتہ فقر کے اور شافعی رح نے کہا کہ یہانتک کہ کہے عدل
اور ضرور ہے کہ تزکیہ کرنے والا اسکے حال باطن کو پہچانتا ہو اور حجت اسمین یہ ہے کہ نہین لازم آتا
اس کہنے سے کہ نہین جانتے ہم مگر بہلائی یہ کہ نہ ہو اسمین شر اور اسپر حجت پکڑی انکی ساتہ قصے اسامہ
پس جواب دیا ہے مہلب نے باین طور کہ یہ واقع ہوا تہا اس زمانے مین کہ اسکے لوگون کا خدا نے تزکیہ
کر دیا تہا اور انمین حرج نہایت کم تہی پس کافی تہا انکی تعدیل مین یہ کہ کہا جاتا کہ نہین جانتے ہم مگر
بہلائی اور اسپر آجکے دن پس حرج لوگون مین اکثر ہے پس ضرور ہے نص کرنی عدالت پر مین کہتا ہون کہ
بخاری نے حکم کے ساتہ تعیین نہین کیا واسطے قوی ہونے اختلاف کے (فتح) **حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ**
ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ ثَنَا يُونُسُ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ وَبَعْضُ
حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ
فَقَالَ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَقَالَتْ بَرِيرَةُ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا
جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا
وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب اہل افک نے
اسکے حق مین کہا جو کچہ کہ کہا اور اتنے دن وحی نہ آئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور اسامہ کو بلایا

اس حال میں کہ مشورہ پوچھتے تھے لوگوں سے اپنی بی بی کی جدائی میں کہ کیا کہتے ہیں سو اسامہ نے تو کہا کہ آپکی بی بی ہے یعنے جو آپ کی بی بی ہو اُس سے ایسے خفا ہونے کی گنجایش نہیں پس نہیں جانتے ہم اُس سے مگر بہتری اور بریرہ نے کہا کہ نہیں جانتی میں اُسپر کسی امر کو کہ عیب کرون اُسکو زیادہ تر اس سے کہ وہ لڑکی کم عمر ہے اپنے گہر والون کے آٹے سے سو جاتی ہے یعنے آٹے سے غافل ہو جاتی ہے اسکو ڈہانکتی نہیں پس بکری آکر اسکو کہا جاتی ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا مرد ہے کہ میرا عذر دریافت کرکے بدلہ لیوے اُس مرد سے جسکی ایذا مجھکو میری بی بی کے حق پہونچی سو قسم ہے خدا کی نہیں جانا مینے اپنی بی بی کو مگر نیک اور البتہ لوگون نے ذکر کیا ہے اُس مرد کو جسکو نہیں جانا مینے مگر نیک **ف** اس حدیث کی شرح تفسیر سورہ نور میں آویگی ابن منیر نے کہا کہ تعدیل تو جاری کرنا ہے واسطے شہادت کے اور عائشہ رض نے گواہی نہیں دی تہی اور نہ اُسکو تعدیل کی حاجت تہی اسواسطے کہ اصل برأت ہے اور وہ صرف اسکی محتاج تہی کہ تہمت اُس سے دور ہو یہان تک کہ ہو دعوی اُسپر ساتہ اسکے غیر مقبول اور نہ شبہ اسکا پس کافی ہے اس قدر مین یہ لفظ پس نہ ہوگی واسطے اُس شخص کے جو کفایت کرتا ہے تعدیل میں ساتہ اس قول کے لَا أَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا (فتح) **بَابُ شَهَادَةِ الْمُخْتَبِي** یہ باب ہے بیان میں شہادت چہپنے والی کے یعنے جو گواہی اٹہانے کے وقت حاضر نہو بلکہ پوشیدہ ہو کہ گواہی اٹہا دے وَأَجَازَهُ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ یعنے اور جائز رکہا ہے اسکو عمر ابن حریث نے یعنے گواہی اٹہانے کے وقت چہپنے کو اور کہا اُس نے کہ اسی طرح کیا جاتا ہے ساتہ جہوٹے گنہگار کے **ف** یہ اشارہ ہے طرف سبب کی بیچ قبول کرنے اُسکے کی یعنے جو قرضدار کہ خلوت میں قرضخواہ کو کہے کہ میں تنہائی میں تیرے قرض کا اقرار کرتا ہون اور گواہون کے روبرو نہیں کرتا تو جائز ہے کہ اسکی شہادت کو چہپکر اوٹہایا جاوے پہر گواہی دیکر اُسکا حق ثابت کیا جاوے اور شریح سے روایت ہے کہ وہ چہپنے والے کی شہادت کو جائز نہیں رکہتے تہے اور اسی طرح شعبی بہی اور یہی ہے قول ابو حنیفہ رح کا اور شافعی رح کا قدیم میں اور جائز رکہا ہے اسکو جدید میں جبکہ دیکہے مشہود علیہ کو (فتح) وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَابْنُ سِيرِينَ وَعَطَاءٌ وَقَتَادَةُ السَّمْعُ شَهَادَةٌ یعنے اور شعبی اور ابن سیرین اور عطا اور قتادہ نے کہا کہ سُننا گواہی ہے **ف** یعنے اگر کسی نے کسی کا اقرار سنا ہو تو اسکو جائز ہے کہ گواہی دے **ف** یہ قول شعبی کا معارض نہیں ہے واسطے ادا کرنے شہادت اسکی کے چہپنے والی کو اور احتمال ہے کہ فرق کیا جاوے ساتہ اُسکے کہ چہپنے والے کی گواہی تو اُس نے اس واسطے رد کی کہ اُس میں دہوکا ہے اور نہیں لازم آتا اُس سے رد کرنا اسکا واسطے شہادت سننے کے بغیر قصد کے اور یہ قول مالک اور احمد اور اسحاق کا ہے اور نیز مالک سے ہے کہ حرص گواہی کے اٹہانے پر قادح ہے اور جب پوشیدہ ہو تاکہ گواہی دے تو یہ حرص ہے (فتح) وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ لَمْ يُشْهِدُونِي عَلَى شَيْءٍ وَلَكِنْ سَمِعْتُ كَذَا وَكَذَا

م کانت تنام عن العجین فتاتی الداجن فتاکلہ

یعنے اورحسن بصری کہتے تہے کہ اگر کوئی مرد کسی قوم سے کچھ سُنے تو وہ قاضی پاس آوے پس کہے کہ انہون نے مجھکو گواہ نہین کیا ولیکن مینے ایسا ایسا سُنا اور یہ تفصیل حسن ہے اسواسطے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ نہ چھپاؤ گواہی کو اور نہین فرمایا شاہد بنانے کو پس جدا ہوگا حال نزدیک ادا کے پس اگر سُنا ہو اُسکو اور گواہ کیا ہو اُس نے اُسکو اور ادا کے وقت کہے کہ گواہ کیا اُس نے مجھکو تو اُسکی شہادت قبول نہ ہوگی اور اگر کہے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ اُس نے کہا ہے تو اسکی گواہی قبول کی جاوے (فتح) حدثنا ابُو الیمانِ انا شعیبٌ عن الزُّھریِّ قالَ سالمٌ سمعتُ عبدَ اللہِ بنَ عمرَ یقولُ انطلقَ رسولُ اللہِ صلَّی اللہُ علیہِ وسلّمَ وابیُّ بنُ کعبٍ الانصاریُّ یؤمّانِ النخلَ التی فیھا ابنُ صیّادٍ حتّی اذا دخلَ رسولُ اللہِ صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّمَ طفقَ رسولُ اللہِ صلَّی اللہُ علیہِ وسلّمَ یتّقی بجذوعِ النخلِ وھو یختلُ ان یسمعَ من ابنِ صیّادٍ شیئًا قبلَ ان یراہُ وابنُ صیّادٍ مضطجعٌ علی فراشہِ فی قطیفۃٍ لہٗ فیھا رمرمۃٌ او زمزمۃٌ فرأتْ امُّ ابنِ صیّادٍ النبیَّ صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّمَ وھو یتّقی بجذوعِ النخلِ فقالتْ لابنِ صیّادٍ ای صافُ ھذا محمّدٌ فتناھی ابنُ صیّادٍ فقالَ رسولُ اللہِ صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّمَ لو ترکتہُ بیّنَ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب چلے اس حال مین کہ قصد کرتے تہے اس باغ کا جسمین ابن صیاد تہا یہان تک کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس باغ مین آئے اور کہجور کی شاخون سے پناہ ڈہونڈہنے لگے یعنے اُنکی آڑ مین ہوئے اس حال مین کہ چاہتے تہے کہ ابن صیاد سے کچھ سنین پہلے اس سے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے اور ابن صیاد اپنے بچھونے پر اپنے کپڑے مین لیٹا ہوا تہا کہ اُس مین کچھ غن غن کرتا تہا اور اُسکی مان نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا اس حال مین کہ آپ کہجورون کی شاخون سے پردہ کرتے تہے تو اُس نے ابن صیاد سے کہا کہ اے صاف یہ محمد ہین یعنے دیکھ محمد آئے تو ابن صیاد غن غن سے باز رہا یعنے چپ رہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اُسکی مان اُسکو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا یعنے اُسکا حال کچھ معلوم ہوتا کہ کیا کہتا تہا ف اس حدیث کی پوری شرح کتاب الفتن مین آوے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چاہتے تہے کہ اُسکا کلام سُنین پہلے اس سے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے اور پہر فرمایا کہ اگر اسکی مان اُسکو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا پس یہ چاہتا ہے اعتماد کرنے کو کلام کے سُننے پر اگرچہ سامع کلام کرنے والے سے چھپا ہوا ہو جبکہ آواز پہچانے (فتح) حدثنا عبدُ اللہِ بنُ محمّدٍ ثنا سفیٰنُ عن الزُّھریِّ عن عروۃَ عن عائشۃَ قالتْ جاءتِ امرأۃُ رفاعۃَ القرظیِّ الی النبیِّ صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّمَ فقالتْ کنتُ عندَ رفاعۃَ فطلّقنی فابتَّ فتزوّجتُ عبدَ الرحمٰنِ بنَ

الزَّبِیرِ فَاِنَّمَا مَعَهٗ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَةَ لَا حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَهٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَكِ وَاَبُوْ بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَهٗ وَخَالِدُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ یَنْتَظِرُ اَنْ یُّؤْذَنَ لَهٗ فَقَالَ یَا اَبَا بَكْرٍ اَلَا تَسْمَعُ اِلٰی هٰذِهٖ مَا تَجْهَرُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ رفاعہ کی عورت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئی تو اُس نے کہا کہ مین رفاعہ کے نکاح مین تہی تو اُس نے مجہکو طلاق دی سو میری طلاق کو بت کیا یعنے تین طلاقین دین پہر مینے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کیا پس سوائے اسکے کچہ نہین کہ ساتہ اُسکے مانند نبل کپڑے کی ہے یعنے نامرد ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح مین پہر پلٹ جاوے یہ درست نہین جب تک کہ تو اُس دوسرے خاوند کا شہد نہ چکھے اور وہ تیرا شہد نہ چکھے یعنے بدون صحبت کے اول خاوند سے نکاح درست نہین اور صدیق اکبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تہے اور خالد بن ولید دروازے پر انتظار کرتے تہے کہ انکو اجازت ہو تو خالد نے کہا کہ ای ابوبکر کیا تو نہین سنتا کہ یہ عورت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز سے کیا کہتی ہے **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق مین آوے گی اور غرض اس سے انکار کرنا خالد بن ولید کا ہے رفاعہ کی عورت پر اس چیز کو کہ اُسکے ساتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کلام کرتی تہی باوجودیکہ وہ اس پردے مین تہا باہر دروازے سے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسپر اسکا انکار نہ کیا پس اعتماد کرنا خالد رض کا اسکی آواز پر یہان تک کہ اُسپر انکار کیا وہ حاصل ہے اس چیز کا کہ واقع ہوتی ہے شہادت سننے کے سے (فتح)

باب اِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ اَوْ شُهُوْدٌ بِشَیْءٍ فَقَالَ اٰخَرُوْنَ مَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ یُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ جب گواہی دے ایک گواہ یا کئی گواہ اور لوگ کہین کہ اُسکو ہم نہین جانتے تو حکم کیا جاوے ساتہ قول اُس شخص کے کہ اُس نے گواہی دی **ف** یعنے مثبت مقدم ہے نافی پر یعنے جس نے گواہی دی اُسکے ساتہ حکم کیا جاوے گا اور جس نے کہا کہ مین نہین اُسکے قول کا اعتبار نہ کیا جاویگا اور اسپر اتفاق ہے سب اہل علم کا مگر نہایت کم لوگ خاصکر جبکہ نہ تعرض کرے مگر واسطے نفی علم اپنے کی یعنے کہے کہ مجہکو معلوم نہین ہوا اور اشارہ کیا طرف اسکی ساتہ قول اپنے کے کہ اسی طرح ہے جبکہ دو آدمی گواہی دین اور اعتراض کیا گیا ہے ساتہ اسکے کہ دونو شہادتین ہزار پر متفق ہین اور تنہا ہوئی ہے انمین سے ایک ساتہ پانچسو کے اور جواب یہ ہے کہ سکوت دوسرے کا پانچ سو سے اُسکی نفی کے حکم مین ہے (فتح) وَقَالَ الْحُمَیْدِیُّ هٰذَا كَمَا اَخْبَرَ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِی الْكَعْبَةِ وَقَالَ الْفَضْلُ لَمْ یُصَلِّ فَاَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلَالٍ یعنے اور حمیدی نے کہا کہ یہ حکم مثل اُس چیز کی ہو کہ خبر دی بلال نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبے

اندر نماز پڑہی اور فضل نے کہا کہ نہین پڑہی تو لوگون نے بلال کی شہادت کو لیا کذالک اِنْ شَہِدَ شَاهِدَانِ
اَنَّ لِفُلَانٍ عَلٰی فُلَانٍ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَشَهِدَ اٰخَرَانِ بِاَلْفٍ وَّخَمْسِمِائَةٍ يُقْضٰى بِالزِّيَادَةِ ترجمہ یعنے
اسی طرح اگر دو گواہ گواہی دین کہ مقرر واسطے فلانے کے فلانے پر ہزار درہم ہین اور دوسرے دو گواہ گواہی دین
کہ پندرہ سو ہین تو حکم کیا جاویگا ساتہ زیادتی کے یعنے پندرہ سو کے ساتہ حکم کیا جاوے گا **حَدَّثَنَا**
حِبَّانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ
الْحَارِثِ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ بِنْتًا لِاَبِيْ اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ تَزَوَّجَ
فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِيْ وَلَا اَخْبَرْتِنِيْ فَاَرْسَلَ اِلٰى اٰلِ اَبِيْ اِهَابٍ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا
مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ ترجمہ عقبہ سے
روایت ہے کہ اُس نے ابی اہاب کی بیٹی سے نکاح کیا پہر اُس پاس ایک عورت آئی تو اُس نے کہا کہ مینے تم دونو مرد
خاوند کو دودہ پلایا ہے تو عقبہ نے کہا کہ مجھکو معلوم نہین کہ تو نے مجھکو دودہ پلایا ہے اور نہ تو نے مجھکو پہلے
خبر دی تو عقبہ نے کسی کو ابی اہاب کے لوگون پاس بہیجا اور اُنسے پوچہا کہ اس عورت نے اس لڑکے کو دودہ
پلایا ہے تو لوگون نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ اس نے ہماری لڑکی کو دودہ پلایا ہو تو عقبہ سوار ہوکر مدینے
مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ سے اس مسئلہ کا حکم پوچہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ کہا گیا ہے کہ وہ تیری رضاعی بہن ہے سو عقبہ نے اُسکو چھوڑ دیا اور
اُس عورت نے نکاح کیا **ف** یہ حدیث آیندہ آویگی اور غرض اُس سے یہ ہے کہ اُس نے رضاعت ثابت کی اور عقبہ نے
اُسکی نفی کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کے قول کا اعتبار کیا پس حکم کیا ساتہ جدا کرنے عورت اپنی کے
یا تو بطور وجوب کے نزدیک اُسکے جو اُسکا قائل ہے اور یا بطور استحباب کے ورع کے سبب سے (فتح) **بَابُ**
الشُّهَدَاءِ الْعُدُوْلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَمِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ باب
ہے بیان مین گواہی عادل کے اور اس آیت کے بیان مین کہ گواہ کرو دو صاحب عدالت کو اپنے سے اور فرمایا کہ
اُن لوگون مین سے جنکو تم پسند رکھتے ہو گواہون سے **ف** اور عادل پسند نزدیک جمہور کے یہ ہے کہ مسلمان
ہو مکلف ہو آزاد ہو کبیرے کا مرتکب نہ ہو اور نہ صغیرے پر اصرار کرنے والا ہو زیادہ کیا ہے امام شافعی رح نے
کہ صاحب مروت ہو اور اسکی گواہی کے قبول ہونے مین یہ شرط ہے کہ مشہود علیہ کا دشمن نہو اور نہ اسمین
متہم ہو ساتہ کہینچنے نفع کے اور نہ دفع کرنے ضرر کے اور مشہود لہ کی اصل ہو اور نہ فرع اُسکی یعنے مثل دادے
اور پوتے کی اور اسکی تفصیل مین اختلاف ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ

الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ اِنَّ اُنَاسًا كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْيِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ وَاِنَّمَا نَاْخُذُكُمُ الْاٰنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ اَعْمَالِكُمْ فَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا اَمِنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَيْسَ اِلَيْنَا مِنْ سَرِيْرَتِهِ شَيْءٌ اَللّٰهُ يُحَاسِبُهُ فِيْ سَرِيْرَتِهِ وَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا لَمْ نَاْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَاِنْ قَالَ اِنَّ سَرِيْرَتَهُ حَسَنَةٌ ترجمہ عمر رضہ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین لوگ وحی سے پکڑے جاتے تھے یعنے اُنکے پوشیدہ کام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہو جاتے تھے اور مقرر وحی بند ہوئی اور سوای اسکے کچھ نہین کہ اب تو ہم تمکو اُس چیز سے پکڑتے ہین جو ہمکو تمہارے عملون سے ظاہر ہو سو جو ہمارے واسطے نیکی ظاہر کرے اُسکو ہم امین ٹھیراوینگے اور اُسکو مقرب کرینگے یعنے اُسکی تعظیم کرینگے اور ہمکو اُسکے پوشیدہ حال سے کچھ غرض نہین خدا اسکے باطن کا خود حساب کریگا اور جو ہمارے واسطے بدی ظاہر کرے اُسکو ہم امین نہین ٹھیراوینگے اور نہ اسکو سچا جانینگے اگرچہ کہے کہ اسکا باطن نیک ہے ف یہ خبر دینا عمر رضہ کا ہے اُس چیز سے کہ تھے لوگ اُسپر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور اُس سے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد واقع ہوا اور اُس سے پکڑا جاتا ہے کہ عادل وہ ہے کہ اُس سے کچھ شک نہ پایا جاوے یہ قول احمد اور اسحاق کا ہے لیکن یہ معروف لوگون کے حق مین ہے اُسکے حق مین جسکا حال بالکل معلوم نہو (فتح)

بَابٌ تَعْدِيْلِ كَمْ يَجُوْزُ کتنے آدمیون کی تعدیل جائز ہے ف یعنے کیا شرط ہے تعدیل کے قبول ہونے مین عدد معین (فتح) **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا اَوْ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَقَالَ وَجَبَتْ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لِهٰذَا وَجَبَتْ وَلِهٰذَا وَجَبَتْ قَالَ شَهَادَةُ الْقَوْمِ الْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ ترجمہ انس رضہ سے روایت ہو کہ لوگ ایک جنازہ لیکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تو لوگون نے اسکی واسطے نیک تعریف کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنے بہشت پھر اور جنازہ لیکر نکلے تو لوگون نے اُسکو بد دعا سے یاد کیا یا اُسکے سوای کچھ اور کہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنے دوزخ تو کسی نے کہا کہ یا حضرت آپنے فرمایا ہے کہ اُسکے واسطے بہشت واجب ہوئی اور اسکے واسطے دوزخ واجب ہوئی یعنے کیا آپنے وحی سے معلوم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہی لوگو نکی مقبول ہے مسلمان گواہ ہین اللہ کی زمین مین ف اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز مین

(حاشیہ: المؤمنین)

گذر چکی ہے **حدثنا** موسى بن اسمعيل ثنا داود بن ابى الفرات ثنا عبد الله بن بريدة عن ابى الاسود قال اتيت المدينة وقد وقع بها مرض فهم يموتون موتا ذريعا فجلست الى عمر فمرت جنازة فاثنى خيرا فقال عمر وجبت ثم مر باخرى فاثنى خيرا فقال وجبت ثم مر بالثالثة فاثنى شرا فقال وجبت فقلت ما وجبت يا امير المؤمنين قال قلت كما قال النبى صلى الله عليه وسلم ايما مسلم شهد له اربعة بخير ادخله الله الجنة قلنا وثلثة قال وثلثة قلنا واثنان قال واثنان ثم لم نساله عن الواحد ترجمہ ابو اسود سے روایت ہے کہ مین مدینے مین آیا اور حالانکہ اسمین بیماری پڑی ہتی اور لوگ بہت شتابی مرتے ہتے سو مین عمر فاروق پاس بیٹھا اور ایک جنازہ گذرا تو لوگون نے اسکو نیکی سے یاد کیا تو عمر رض نے کہا کہ واجب ہوئی پہر دوسرا جنازہ گذرا تو لوگون نے اسکو بہی نیکی سے یاد کیا تو عمر رض نے کہا کہ واجب ہوئی پہر تیسرا جنازہ گذرا تو لوگون نے اسکو بدی سے یاد کیا تو عمر رض نے کہا کہ واجب ہوئی مینے کہا کہ کیا واجب ہوئی اے امیر المؤمنین تو عمر رض نے کہا کہ مینے کہا جیسا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کی چار مسلمان نیکی کی گواہی دین تو خدا اسکو بہشت مین داخل کریگا عمر فاروق رض نے کہا کہ پہر ہمنے کہا اور تین آدمی کی گواہی بہی بہشت مین لیجاتی ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی کی گواہی بہی بہشت مین لیجاتی ہے پہر ہمنے کہا کہ اور دو کی گواہی بہی بہشت مین لیجاتی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دو کی گواہی بہی بہشت مین لیجاتی ہے پہر ہمنے آپ سے ایک کی گواہی کا حال نہین پوچہا **ف** ابن بطال نے کہا کہ اسمین اشارت ہے کہ ایک کی تعدیل کافی ہے اور اسمین غموض ہے اور شاید وجہ اسکی یہ ہے کہ انس رض کے اس قول مین کہ پہر ہمنے آپ سے ایک کا حکم نہین پوچہا اشعار بعید ہے باین طور کہ وہ اسمین ایک کے قول پر بہی اعتماد کرتے ہتے لیکن انہون نے اسکا حکم اس مقام مین نہین پوچہا اور آیندہ بخاری نے تصریح کی ہے ساتہ اسکے کہ ایک کا تزکیہ بہی کافی ہے اور شاید نہین تصریح کی اُس نے اسجگہ اس واسطے کہ اسمین احتمال ہے (فتح) **باب** الشهادة على الانساب والرضاع المستفيض والموت القديم یہ باب ہے بیان مین گواہی کے نسبون پر اور رضاع یعنے دودہ پینے مشہور پر اور موت پرانی پر یعنے جسکو بہت مدت گذر چکی ہو یعنے فلانا شخص کب مرا تہا فلانے سے پہلے یا پیچہے **ف** یہ باب معقود ہے واسطے بیان شہادت استفاضہ کے اور ذکر کیا اس سے نسب کو اور رضاعت اور موت قدیم کو ایپر نسب پس سمجہی جاتی ہے رضاعت کی حدیثون سے کہ وہ اسکو لازم ہے اور اسمین اجماع نقل کیا گیا ہے اور ایپر رضاعت پس سمجہا جاتا ہے ثبوت اسکا ساتہ استفاضہ کے باب کی

حدیثون سے اسواسطے کہ وہ جاہلیت مین تہو اور تہا یہ ستفیض نزدیک اُس شخص کے کہ واقع ہوا واسطے
اُسکے اور ایسی موت قدیم پس سمجھا جاتا ہے حکم اُسکا ساتہ الحاق کے یہ بات ابن منیر نے کہی ہے اور احتراز کیا
ساتہ قدیم کے حادث سی اور مراد ساتہ قدیم کے وہ ہے کہ اُسپر دراز زمانہ گذرے اور حد مقرر کی ہے اسکی بعض
مالکیہ نے ساتہ پچاس برس کے اور بعضے کہتے ہین کہ چالیس برس ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے بیچ
ضابطہ اُس چیز کے کہ قبول کیجاتی ہے اُسمین شہادت ساتہ استفاضہ یعنے شہرت کے پس صحیح ہے نزدیک
شافعیہ کے نسب مین قطعا اور ولادت مین اور موت مین اور عتق مین اور ولا مین اور وقف مین اور ولایت
مین اور نکاح مین اور توابع اُسکے مین اور تعدیل کے اور جرح کے اور وصیت کے اور رشد اور سفیہ کے اور ملک کے
راجح قول پر ان تمام مین یعنے ان امرون کا لوگون مین مشہور ہونا ہی شہادت اُنکے ثبوت پر اور لوگون مین
مشہور ہونے سی یہ امور ثابت ہو جاتے ہین اور بعضے متاخرین شافعی کئی اوپر بیس جگہ کو پہونچے ہین
اور ابوحنیفہ رح سے روایت ہی کہ جائز ہے نسب مین اور موت مین اور نکاح مین اور دخول مین اور اُسکے قاضی
ہونے مین اور زیادہ کیا ہے ابو یوسف رح نے ولا کو اور زیادہ کیا ہے محمد رح نے وقف کو اور صاحب ہدایہ نے
کہا کہ ہم بطور استحسان کے اسکو جائز رکھتے ہین نہین تو اصل یہ ہے کہ شہادت مین دیکھنا ضرور ہے
اور شرط قبول ہونے اُسکے کی یہ ہے کہ سُنے اُسکو ایک جماعت سی کہ امن ہو اتفاق کرنے اُنکے سے
جہوٹ پر اور بعضے کہتے ہین کہ اقل درجہ چار آدمی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ کافی ہے دو عادلون سے
اور بعضے کہتے ہین کہ کافی ہے ایک عادل سے جبکہ دل کو اُسکی طرف سے اطمینان ہو (فتح) **وَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ** یعنے اور حضرت صلے اللہ وسلم نے فرمایا
کہ دودہ پلایا مجہکو اور ابو سلمہ کو ثویبہ ابو لہب کی لونڈی نے **وَالتَّثَبُّتِ فِيهِ** اور بیان مین ثابت ہونے
کو اُسکے باب مین **ف** یہ قول بقیہ ترجمہ کا ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اُس حدیث کی جو عائشہ رض
سے روایت ہی کہ دیکھو یعنے سوچو کہ کون ہے بہائی تمہارا رضاعت سی (فتح) **حَدَّثَنَا آدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ
ثَنَا الْحَكَمُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ فَلَمْ
آذَنْ لَهُ فَقَالَ أَتَحْتَجِبِينَ مِنِّي وَأَنَا عَمُّكِ فَقُلْتُ كَيْفَ ذَلِكَ فَقَالَ أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِي بِلَبَنِ
أَخِي فَقَالَتْ سَأَلْتُ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَ أَفْلَحُ ائْذَنِي لَهُ**
ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ افلح نے میرے پاس آنیکی پروانگی چاہی تو مین نے اسکو اجازت نہ دی
تو اُس نے کہا کہ کیا تو مجہ سے پردہ کرتی ہے اور حالانکہ مین تیرا چچا ہون سو مین نے کہا کہ تو میرا چچا کس طرح سے
ہوا تو اُس نے کہا کہ دودہ پلایا تجہکو میرے بہائی کی بی بی نے میرے بہائی کے دودہ سے یعنے جو اسکو اسکی

صحبت کرنے کے سبب سے پیدا ہوا تہا عائشہ رضہ نے کہا کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکا حکم پوچھا تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افلح سچا ہے اسکو اپنے پاس آنے کی اجازت دے **حدثنا**
مسلم بن ابراہیم ثنا ہمام ثنا قتادۃ عن جابر بن زید عن ابن عباس قال قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فی بنت حمزۃ لا تحل لی یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب ہی بنت
اخی من الرضاعۃ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رض کی بیٹی کے
حق مین فرمایا کہ وہ مجہ کو حلال نہین حرام ہوتی ہے بسبب دودہ پینے کے وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے جننے سی
وہ بیٹی بہائی میرے کی ہے رضاعت سی **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن
عبد اللہ بن ابی بکر عن عمرۃ بنت عبد الرحمن ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اخبرتہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عندہا وانہا سمعت صوت
رجل یستاذن فی بیت حفصۃ قالت عائشۃ یا رسول اللہ ہذا رجل یستاذن فی
بیتک قالت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اراہ فلانا لعم حفصۃ من الرضاعۃ
فقالت عائشۃ لو کان فلان حیا لعمہا من الرضاعۃ دخل علی فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نعم ان الرضاعۃ تحرم ما یحرم من الولادۃ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم انکے پاس تہے اور یہ کہ عائشہ رض نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رض کے گہر مین آنے
کی اجازت چاہتا تہا سو مین نے کہا کہ یا حضرت یہ مرد آپکے گہر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسکو فلانا گمان کرتا ہون اشارت کی طرف چچا حفصہ رض کی رضاعت سے تو عائشہ رض نے کہا
کہ اگر فلانا زندہ ہوتا اشارت کی عائشہ رض نے طرف چچا اپنے کی رضاعت سی تو میرے پاس آتا تو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان مقرر دودہ پینا حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حرام ہوتی ہے ولادت کے سبب سے
حدثنا محمد بن کثیر انا سفیان عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابیہ عن مسروق
ان عائشۃ قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندی رجل فقال یا عائشۃ
من ہذا قلت اخی من الرضاعۃ قال یا عائشۃ انظرن من اخوانکن فانما الرضاعۃ
من المجاعۃ تابعہ ابن مہدی عن سفیان **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے نزدیک ایک مرد تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
عائشہ یہ کون ہے مین نے کہا کہ میرا رضاعی بہائی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رض
دیکہو کہ کون ہے بہائی تمہارا رضاعت سی بس سوای اسکے کچھ نہین کہ رضاعت تو طرف بہوک سی ہے یعنے

دودہ پینا شرع مین وہ معتبر ہے کہ قائم مقام طعام کے ہو اور بہوک دور کرے **باب** شَهَادَةِ الْقَاذِفِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا أُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا باب ہے بیان مین گواہی اُس شخص کے جو کسی کو زنا کی تہمت دی اور گواہی چور اور زانی کی یعنے کیا توبہ کے بعد انکی گواہی قبول ہے یا نہین اور بیان مین اس آیت کی کہ نہ قبول کرو گواہی اُنکی کبہی اور وہی لوگ ہین فاسق مگر جنہون نے توبہ کی **ف** یہ استثنا عمدہ دلیل ہے اسکی جو اُسکی شہادت کو جائز رکہتا ہے جبکہ توبہ کرے اور ابن عباس رضؓ سے اس آیت کی تفسیر مین ہے کہ جو توبہ کرے اُسکی گواہی اللہ کی کتاب مین قبول کیجاتی ہے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ قاذف کی گواہی توبہ کے بعد مقبول ہے اور ردّ ہوتا ہے اُسنے نام فسق کا برابر ہے کہ حد قائم کرنے کے بعد ہو یا پہلے اور تاویل کی ہے انہون نے ابدا کی کہ مراد یہ ہے کہ جب تک کہ اپنے قذف پر اصرار کرنے والا ہو اسواسطے کہ ابد ہر چیز کا اُسپر ہے کہ لائق ہے ساتہ اُسکی جیسے کہ اگر کہا جاوے کہ کافر کی گواہی کبہی قبول نہین تو مراد یہ ہے کہ جب تک وہ کافر ہے اور مبالغہ کیا ہے شعبی نے پس کہا کہ اگر قاذف حد کے قائم کرنے سے پہلے توبہ کرے تو حد اُس سے ساقط ہو جاتی ہے اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ استثنا متعلق ہے ساتہ فسق کے خاص پس جب توبہ کرے تو ساقط ہو جاتا ہے اُس سے نام فسق کا اور اسپر شہادت اُسکی پس کبہی مقبول نہین اور یہی قول ہے بعضے تابعین کا اور اسمین ایک مذہب اور ہے کہ حد کے بعد قبول کیجاوے نہ پہلے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ نہ رد کیجاوے شہادت اُسکی یہانتک کہ حد مارا جاوے یعنے پہر حد مارنے کے بعد اُسکی گواہی قبول نہ کی جاوے اور تعاقب کیا ہے اُسکا امام شافعی رحمہ نے ساتہ اُسکے کہ حد کفارہ ہے واسطے اہل اپنے کے سو بعد حد کے بہتر ہے پہلے سے پس اسطرح رد کی جاویگی گواہی اُسکی حالت خیریت مین اور قبول کی جاوے گی بد حالت مین (فتح) وَجَلَدَ عُمَرُ أَبَا بَكْرَةَ وَشِبْلَ بْنَ مَعْبَدٍ وَنَافِعًا بِقَذْفِ الْمُغِيرَةِ ثُمَّ اسْتَتَابَهُمْ وَقَالَ مَنْ تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ یعنے اور کوڑے مارے عمر فاروق رضؓ نے ابا بکرہ کو اور شبل کو اور نافع کو ساتہ قذف مغیرہ کے یعنے انہون نے اسکو زنا کی تہمت دی تہی پہر اُنسے توبہ چاہی اور کہا کہ جو توبہ کرے اُسکی گواہی قبول ہو گی **ف** اور بعضے کہتے ہین یعنے اعتراض کرتے ہین کہ بخاری رحمہ نے ابو بکرہ کے اس قصّے کو کس طرح نقل کیا اور اُسکے ساتہ کسطرح حجت پکڑی ہے باوجودیکہ حجت پکڑی ہے اُس نے ساتہ حدیث ابو ہریرہؓ کے کئی جگہون مین تو اسماعیلی نے جواب دیا ہے باین طور کہ گواہی اور روایت مین فرق ہے اور یہ کہ گواہی مین زیادہ ثبوت مطلوب ہے کہ روایت مین مطلوب نہین مانند عدد اور حریت وغیرہ کی اور استنباط کیا ہے اس سے مہلب نے کہ قاذف کا اپنے نفس کو جہٹلانا نہین شرط ہے بیچ قبول ہونے توبہ اُسکی کے اسواسطے کہ ابو بکرہ نے اپنے نفس کو نہ جہٹلایا تہا اور

باوجود اسکے پس قبول کی ہے مسلمانون نے روایت انکی اور عمل کیا ساتھ اسکے (فتح) وَاَجَازَہٗ عَبْدُاللّٰہِ
ابْنُ عُتْبَۃَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ وَسَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَّطَاؤُسٌ وَّمُجَاھِدٌ وَّالشَّعْبِیُّ وَعِکْرِمَۃُ
وَالزُّھْرِیُّ وَمُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ وَّشُرَیْحٌ وَّمُعَاوِیَۃُ بْنُ قُرَّۃَ یعنے جائز رکہا ہے قاذف کی گواہی
بعد توبہ کے ان دس اماموں نے **ف** فتح الباری مین فرمایا کہ اخیر تین اماموں سے قبول کے ساتھ تصریح نہین آئی
اور شریح سے روایت ہے کہ وہ قاذف کی گواہی کو قبول نہ کرتا تہا (فتح) وَقَالَ اَبُوالزِّنَادِ الْاَمْرُ عِنْدَنَا
بِالْمَدِیْنَۃِ اِذَا رَجَعَ الْقَاذِفُ عَنْ قَوْلِہٖ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّہٗ قُبِلَتْ شَھَادَتُہٗ یعنے اور ابوالزناد نے کہا
کہ مدینے مین ہمارے نزدیک حکم یہ تہا کہ جب حرام کاری کی تہمت دینے والا اپنے قول سے پہر اور اپنے
رب سے مغفرت مانگے تو اسکی گواہی قبول کیجاوے وَقَالَ الشَّعْبِیُّ وَقَتَادَۃُ اِذَا اَکْذَبَ نَفْسَہٗ
جُلِدَ وَقُبِلَتْ شَھَادَتُہٗ یعنے اور شعبی اور قتادہ نے کہا کہ جب قاذف اپنے تئین جہٹلاوے تو مارا جاوے
اور اسکی گواہی قبول کی جاوے وَقَالَ الثَّوْرِیُّ اِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ اُعْتِقَ جَازَتْ شَھَادَتُہٗ یعنے
ثوری نے کہا کہ جب غلام کو حد ماری جاوے پہر آزاد کیا جاوے تو اسکی گواہی جائز ہے وَاِذَا اسْتُقْضِیَ
الْمَحْدُوْدُ فَقَضَایَاہُ جَائِزَۃٌ یعنے اور اگر محدود فے القذف قاضی بنایا جاوے تو اسکے حکم جائز
ہین یعنے جاری ہوتے ہین وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا تَجُوْزُ شَھَادَۃُ الْقَاذِفِ وَاِنْ تَابَ ثُمَّ
قَالَ لَا یَجُوْزُ نِکَاحٌ بِغَیْرِ شَاھِدَیْنِ فَاِنْ تَزَوَّجَ بِشَھَادَۃِ مَحْدُوْدَیْنِ جَازَ وَاِنْ تَزَوَّجَ بِشَھَادَۃِ
عَبْدَیْنِ لَمْ یَجُزْ وَاَجَازَ شَھَادَۃَ الْمَحْدُوْدِ وَالْاَمَۃِ لِرُؤْیَۃِ ھِلَالِ رَمَضَانَ یعنے اور بعضے
لوگون نے کہا کہ نہین جائز ہے گواہی قاذف کی اگرچہ توبہ کرے پہر کہا کہ نہین جائز ہے نکاح بغیر گواہون
کے پس اگر نکاح کرے ساتھ گواہی دو حد ماری گیون کے تو جائز ہے اور اگر دو غلامون کی گواہی سے
نکاح کرے تو جائز نہین اور اس نے جائز رکہی ہے گواہی غلام کی اور حد ماری گئے کی اور لونڈی کی واسطے
دیکہنے چاند رمضان کے **ف** یہ جو کہا کہ بعضے لوگون نے کہا الخ تو یہ منقول ہے حنفیہ سے اور حجت
پکڑی ہے انہون نے بیچ رد کرنے گواہی محدود کے ساتھ کئی حدیثون کے حفاظ نے کہا کہ انمین سے
کوئی چیز صحیح نہین اور انمین بہت مشہور یہ حدیث ہے کہ نہین جائز ہے گواہی خائن کی اور نہ حد مارے ہوئے
کی اسلام مین روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین اور ابوزرعہ نے کہا کہ منکر ہے
اور ابراہیم سے روایت ہے کہ قاذف کی گواہی قبول نہ کیجاوے اور ثوری نے کہا کہ ہم بہی اسی پر ہین اور
ابن عباسؓ سے بہی اسی طرح مروی ہے لیکن وہ منقطع ہے اور یہ جو کہا کہ پہر انہون نے کہا الخ
تو یہ بہی حنفیہ سے منقول ہے اور انکا عذر یہ ہے کہ غرض مشہور ہونا نکاح کا ہے اور یہ حاصل ہے

ساتھ عدل وغیرہ کے نزدیک اٹھانے گواہی کے اور ایپر نزدیک ادا کرنے کی پس نہ قبول کی جاوے مگر عدل کی اور یہ
جو کہا کہ اُس نے جائز رکہی ہے گواہی غلام کی الخ تو یہی حنفیہ سے منقول ہے اور انکا عذر یہ ہے کہ وہ جاری
ہے مجرے خبر کے نہ گواہی کے (فتح) وَكَيْفَ تُعْرَفُ تَوْبَتُهُ یعنے اور کس طرح پہچانی جاوے توبہ قاذف کی
ف یہ بخاری کا کلام ہے اور یہ تتمہ ہے ترجمہ کا اور شاید اُس نے اشارہ کیا ہے کہ اسمین اختلاف ہے اور
اکثر سلف سے یہ ہے کہ اپنے نفس کو جہٹلا دے اور یہی قول ہے شافعی کا اور پہلے گذر چکی ہے تصریح
ساتھ اسکے شافعی وغیرہ سے اور مالک سے روایت ہے کہ جب نیکی زیادہ کرے تو اسکو کافی ہے اور نہین
موقوف ہے یہ اپنے نفس کی تکذیب پر اس واسطے کہ جائز ہے کہ نفس الامر مین سچا ہوا اور طرف اسی کی
میل کی ہے بخاری نے (فتح) وَقَدْ نَفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّانِيَ سَنَةً یعنے اور تحقیق نفی
کی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حرام کار کو ایک سال وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
كَلَامِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ حَتَّى مَضَى خَمْسُونَ لَيْلَةً یعنے منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
کلام کرنے سے ساتھ کعب بن مالک کے اور اسکے دونو ساتھیون کے یہان تک کہ پچاس دن گذر گئے ف
یہ دونو حدیثین آیندہ آوین گی اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ نہین منقول ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے تکلیف دی ہو انکو بعد توبہ کے ساتھ قدر زائد کے نفی اور ہجران پر (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ
ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ
الزُّبَيْرِ اَنَّ امْرَاَةً سَرَقَتْ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَاُتِيَ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَمَرَ
بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا وَتَزَوَّجَتْ وَكَانَتْ تَاْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ
فَاَرْفَعُ حَاجَتَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے
جنگ مین ایک عورت نے چوری کی تو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس لائی گئی پہر حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اسکا ہاتھ کاٹا گیا کہا سو اسکی توبہ اچھی ہوئی پہر اُس نے نکاح کیا اور
اسکے بعد میرے پاس آیا کرتی تہی تو مین اسکی حاجت کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچاتی تہی
ف اور مراد اس سے یہ قول عائشہ کا ہے کہ اسکی توبہ اچھی ہوئی اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے الحاق قاذف
کا ساتھ چور کے واسطے نہ فارق ہونے کے نزدیک اسکے اور اشارہ کیا بخاری نے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف
اشخاص کے اور احوال کے پس شرط کیا جاتا ہے گذر نا مدت کا کہ گمان کیا جاوے بیچ اسکے صحیح
ہونا توبہ اسکی کا اور اندازہ کیا ہے اسکو علماء نے ساتھ ایک سال کے اور اسکی توجیہ یہ بیان کرتے ہین
کہ چار فصلون کو نفس مین تاثیر ہے پس جب گذر جاوین تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکا باطن اچھا ہو گیا اور

اسی واسطے اعتبار کیا گیا ہے مدت نکالنے حرام کار کے اور مختار یہ ہے کہ یہ اکثر اوقات میں ہے اور نہیں تو
عمر کے قول میں کہ توبہ کر میں تیری شہادت قبول کروں دلالت ہے واسطے جمہور کے ابن منیر نے کہا کہ شرط ہونا
توبہ قاذف کا جبکہ اپنے نزدیک حق پر ہو نہایت اشکال میں ہے بخلاف اسکے جبکہ ہو جھوٹا اپنے نفس
میں پس شرط ہونا اسکا ظاہر ہے اور ممکن ہے یہ کہ کہا جاوے کہ حرام کاری کو دیکھنے والا حکم کیا گیا ہے
یہ کہ نہ کھولے حال صاحب اسکی کا مگر جبکہ کمال نصاب کا اسکے ساتھ متحقق ہو یعنے چار گواہ اور جب اسکو اس سے
پہلے کھولے تو گنہ گار ہوگا پس توبہ کرے ظاہر کرنے گناہ سے نزدیک سے اپنے علم میں اور شاید حضرت عمرؓ
کو اسپر اطلاع نہیں ہوئی پس حکم کیا اسکو ساتھ توبہ کے (فتح) **حدثنا** يحيى بن بكير ثنی الليث عن
عقيل عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله عن زيد بن خالد عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم انه امر فيمن زنى ولم يحصن بجلد مائة وتغريب عام **ترجمہ** زید بن خالد سے
روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق میں جو زنا کرے اور بیاہا ہوا ہو ساتھ مارنے
سو کوڑے کے اور برس دن تک نکالدینے کے **ف** اور مراد اس حدیث سے اشارہ کرنا ہے طرف اسکی کہ یہ مدت
اقتضے اس چیز کی ہے کہ وارد ہوئی ہے بیچ طلب کرنے پاکی گنہ گار کے **تنبیہ** جمع کیا ہے بخاری نے
ترجمہ میں چور اور قاذف کو واسطے اشارت کی کہ نہیں فرق ہے بیچ قبول کرنے توبہ کے ان دونوں نہیں
تو پس نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع کو اوپر مقبول ہونے گواہی چور کے جبکہ توبہ کرے ہاں اوزاعی کا مذہب
ہے کہ محدود نے الخمر کی گواہی قبول نہیں اگرچہ توبہ کرے اور اس نے سب شہروں کے فقہا کی مخالفت
کی ہے (فتح) **باب** لا يشهد على شهادة جور اذا اشهد نہ گواہ ہووے ظلم کی شہادت پر جبکہ گواہ پکڑا
جاوے **ف** ذکر کی بخاری نے اس باب میں حدیث نعمان کی کہ اسکے باپ نے اسکو غلام ہبہ کیا اور اسکی شرح
ہبہ میں گذر چکی ہے اور یہ جو بخاری نے ترجمہ میں کہا کہ جبکہ گواہ پکڑا جاوے تو اس سے پکڑا جاتا ہے کہ وہ نہ گواہ
ہووے ظلم پر جبکہ نہ گواہ پکڑا جاوے بطریق اولے (فتح) **حدثنا** عبدان انا عبد الله انا ابو حيان
التيمي عن الشعبي عن النعمان بن بشير قال سألت امي ابي بعض الموهبة لي من ماله ثم بدا
له فوهبها لي فقالت لا ارضى حتى تشهد النبي صلى الله عليه وسلم فاخذ بيدي وانا غلام
فاتى بي النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان امه بنت رواحة سألتني بعض الموهبة لهذا
فقال الك ولد سواه قال نعم قال فاراه قال لا تشهدني على جور وقال ابو حريز عن
الشعبي لا اشهد على جور **ترجمہ** نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میری ماں نے میرے باپ سے میرے واسطے
اسکے مال سے کچھ بخشش چاہی یعنے اور کچھ مدت اس نے اسمیں تاخیر کی پھر اسکو مناسب معلوم ہوا تو اسنے

وہ چیز مجھکو بخشے تو میری ماں نے کہا کہ مین راضی نہین ہولی تیہان تک کہ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو گواہ کرے تو میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مین لڑکا تہا اور مجھکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس لایا
تو کہا کہ اسکی ماں رواحہ کی بیٹی نے مجھہ سے اسکے واسطے کچھ بخشش چاہی ہتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کیا اسکے سوای تیری اور اولاد بہی ہے اس نے کہا ہان راوی نے کہا مین گمان کرتاہون کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو ناحق پر گواہ نہ کر اور ایک روایت مین ہے کہ مین ناحق پر گواہ نہین ہوتا

حدثنا آدم ثنا شعبة ثنا ابو جمرة قال سمعت زهدم بن مضرب قال سمعت عمران
ابن حصين قال قال النبي صلى الله عليه وسلم خيركم قرني ثم الذين يلونهم قال عمران
لا ادري اذكر النبي صلى الله عليه وسلم بعد قرنين او ثلثة قال النبي صلى الله عليه وسلم
ان بعدكم قوما يخونون ولا يؤتمنون ويشهدون ولا يستشهدون وينذرون ولا يفون
ويظهر فيهم السمن ف ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ تم لوگون مین بہتر میرے زمانے کے لوگ ہین
یعنے اصحاب پہر وے لوگ بہتر ہین جو اصحاب سے ملے ہوئے ہین اور انکے شاگرد اور صحبت یافتہ ہین یعنی تابعین
پہر وے لوگ بہتر ہین جو تابعین سے ملے ہوئے ہین عمران نے کہا مین نہین جانتا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانے ذکر کیے یا تین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بعد وے لوگ
ہونگے کہ خیانت کرینگے کوئی انکے پاس امانت نہ رکہیگا اور گواہی دینگے اور گواہ نہ پکڑے جاوینگے اور نذر
مانینگے اور پوری نہ کرینگے اور ظاہر ہوگا انمین موٹاپا یعنے بندہ شکم ہوجاوینگے **ف** اس حدیث کی
پوری شرح کتاب فضائل الصحابہ مین آویگی اور غرض اس سے یہان وہ چیز ہے کہ گواہون کے ساتھ متعلق
ہے اور یہ جو کہا کہ انکو کوئی امانت سپرد نہ کریگا تو اسکے معنے یہ ہین کہ لوگ انکا اعتبار نہ کرینگے اور انکو امین جانین
گے باین طور کہ انکی خیانت ظاہر ہوگی لوگون کو انپر کچھ اعتبار نہین رہیگا اور یہ جو کہا کہ گواہی دینگے بدون
گواہی مانگے احتمال ہے کہ مراد اٹہانا گواہی کا ہے بدون اٹہوانے کے یا گواہی دینی ہے بدون مانگے
اور دوسرا احتمال اقرب ہے اور تعارض ہے اسکے جو مسلم نے زید بن خالد سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا نہ خبر دون مین ساتھ بہتر گواہ کے وہ ہے کہ بے مانگے گواہی دے اور اختلاف کیا ہے
علما نے ان دونو کی ترجیح مین تو ابن عبدالبر نے کہا کہ زید بن خالد کی حدیث کو ترجیح ہے کہ وہ اہل مدینہ
کی روایت سے ہے اور اسکے غیر نے عمران کی حدیث کو ترجیح دی ہے اسواسطے کہ بخاری اور مسلم نے اسپر
اتفاق کیا ہے اور زید کی حدیث صرف مسلم نے روایت کی ہے اور اور لوگون نے اینمین کئی طرح سے تطبیق
دی ہے اور کئی جواب دیے ہین ایک یہ کہ مراد ساتھ حدیث زید کے وہ شخص ہے کہ ہو نزدیک اسکی گواہی

ایک آدمی کی ساتھ حق کے اور گواہی والا اُسکو نہین جانتا کہ یہ میرا گواہ ہے تو وہ گواہ اُس پاس آوے
اور اُسکو خبر دے کہ مین تیرا گواہ ہون یا مالک کو معلوم تہا کہ یہ میرا گواہ ہے لیکن وہ مرگیا اور وارث چھوڑے
تو وہ گواہ اُنکو آکر خبر دے کہ مین تمہارا گواہ ہون اور یہ بہت عمدہ جواب ہے اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے
یحیے بن سعید امام مالک کے استاد اور مالک وغیرہ نے دوسرے یہ کہ مراد ساتھ اُسکے گواہی حسبہ ہے اور وہ
وہ ہے کہ نہ متعلق ہو ساتھ حقوق آدمیون کے جو محض اُنکے ساتھ خاص ہین اور داخل ہوتا ہے حسبہ مین
اُس چیز سے کہ متعلق ہے ساتھ حق اللہ کے یا اُسمین اُس سے کوئی شبہ ہو عتاق ہے اور وقف اور
وصیت عامہ اور عدت اور طلاق اور حدود اور مانند اسکی اور اُسکا حاصل یہ ہے کہ مراد ساتھ حدیث ابن مسعود
کے آدمیون کے حقوق کی گواہی ہے تیسرا یہ کہ وہ محمول ہے مبالغہ پر بیچ قبول کرنے کی طرف اداکی یعنے
اُسکے واسطے نہایت مستعد ہونا پس ہوگا واسطے شدت استعداد اُسکی کے واسطے اُسکے مانند اُس
شخص کی کہ بدون مانگے گواہی دے یعنے گواہی اداکرنے مین نہایت جلدی کرے بغیر توقف کے اور
یہ جواب اُسپر مبنی ہین کہ اصل بیچ اداکرنے گواہی کے نزدیک حاکم کے یہ ہے کہ نہ ہو مگر بعد طلب کے صاحب حق کے
پس خاص ہوگی مذمت اُسکی جو بدون طلب گواہی دے ساتھ اُسکے جو مذکور ہوا اُس شخص سے کہ خبر دے
ساتھ گواہی کے نزدیک اپنے جسکو اُسکا مالک جانتا ہو یا گواہی حسبہ مراد ہے اور بعض کا یہ مذہب ہے
کہ بدون مانگے گواہی دینی درست ہی بنا بر عموم ظاہر حدیث زید کے اور انہون نے عمران کی حدیث کی
کئی تاویلین کی ہین ایک یہ کہ وہ محمول ہے جہوٹی گواہی پر یعنے اُسکے اُٹھانے کے وقت وہان موجود تہا
حکایت کی ہے ترمذی نے یہ تاویل بعض اہل علم سے دوم یہ کہ مراد ساتھ اُسکے گواہی قسم مین ہے یعنے یہ کہنا
کہ مین اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہون یعنے قسم کہاتا ہون کہ نہین تہا مگر اسطرح یعنے مراد گواہی سے قسم ہے
سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو برا جانا یہ جواب طحاوی کا ہے سوم یہ کہ مراد ساتھ اُسکے لوگون کے
غیبی کامون پر گواہی دینی ہے جیسے ایک قوم کے واسطے گواہی دے کہ وہ بہشت مین ہین اور ایک قوم کے
واسطے گواہی دے کہ وہ دوزخ مین ہین بغیر دلیل کے جیساکہ اہل ہوا کرتے ہین حکایت کیا ہے اسکو
خطابی نے چہارم یہ کہ مراد ساتھ اسکے وہ ہے کہ گواہی کے واسطے کہڑا ہووے اور وہ اہل گواہی سے
نہ ہو پنجم یہ کہ مراد ساتھ اُسکے گواہی کی طرف جلدی کرنی ہے بدون مانگے اور اُسکا مالک اُسکو جانتا ہو
اور یہ جو کہا کہ بدون مانگے گواہی دیتے ہین تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُسکے اسپر کہ جو شخص کسی مرد سے
سنے کہتا ہو کہ فلانے کے واسطے مجہپر اتنا قرض ہے تو نہین جائز ہے اُسکو کہ گواہی دے اُسپر ساتھ اُسکے
اوپر برخلاف اُس شخص کے جو کسی مرد کو دیکہے کہ وہ اسکو قتل کرتا ہے یا اُسکا مال چہینتا ہے پس تحقیق

اسکو جائز ہے کہ اسکی گواہی دے اگرچہ گواہ پکڑے اسکو قصور کرنے والا اور مراد مٹاپے سو یہ ہے کہ
دوست رکھین گے فراخی کو کہانے پینے کی چیزون مین اور وہ موٹا ہونے کا اسباب ہی اور ابن تین
نے کہا کہ مٹاپے کو دوست رکھین گے کہ اسکا بدن خوب موٹا ہو نہ وہ جو پیدایشی موٹا ہو اور بعضے
کہتے ہین کہ انہین مال کی کثرت ظاہر ہوگی (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي
ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ
وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود
سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگون سی بہتر میرے زمانے کے لوگ ہین
یعنے اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہین جو اصحاب سے ملے ہوئے ہین یعنے تابعین پھر وے لوگ بہتر ہین
جو اُنسے ملے ہوئے ہین پھر ان تین زمانون کے بعد وہ لوگ آوینگے جنکی گواہی قسم سے شتابی کریگی
اور قسم گواہی پر شتابی کرے گی یعنے لوگ بے دیانتی کے سبب سے ناحق بے فائدہ قسمین کہاوینگے
اور بے حاجت گواہی دینگے اور ابراہیم نے کہا کہ ہمتے سلف مارتے ہمکو گواہی پر اور عہد پر یعنے اس
کہنے پر کہ مین اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہون اور مجھپر اللہ کا عہد ہے کہ البتہ اسطرح تہا اور مارتے
اسواسطے تہی کہ تا انکو اسکی عادت نہو جاوے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ ہم چھوٹے تہے
اور احتمال ہے کہ مراد نہی ہو گواہی کے لین دین سے اسواسطے کہ اسمین حرج ہے خاصکر وقت ادا
کرنے اسکے کے اسواسطے کہ آدمی سے بہول چوک ہو جاتی ہے خاصکر یہ کہ اُس وقت اکثر لکھتے نہ تہے
اور احتمال ہی کہ مراد ساتھ نہی کے عہد سے وصیت مین داخل ہوتا ہو اسواسطے کہ اُسمین بڑی مفسدی
ہین (فتح) **باب** مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ بیان ہے اُسچیز کا کہ کہی گئی ہے جہوٹی گواہی مین
ف یعنے اسکی تغلیظ اور عذاب کا بیان لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ واسطے
اس آیت کے یعنے جو لوگ کہ جھوٹی گواہی نہین دیتے **ف** اشارہ کیا ہے بخاری نے کہ آیت کا سیاق جھوٹی
گواہی کے لین دین مین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد ساتھ زور کے اس جگہ شرک ہے اور سب قولون مین
بہتر نزدیک ہمارے یہ ہے کہ مراد ساتھ اسکے مدح اسکی ہے جو نہ حاضر ہووے کسی چیز کو جھوٹ سے (فتح) وَكِتْمَانِ
الشَّهَادَةِ یعنے اور بیان ہے چھپانے شہادت کا یہ معطوف ہی شہادت زور پر یعنے اور وہ چیز کہ کہی گئی ہے
بیچ گواہی کے چھپانے مین وعید سے وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ
وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ یعنے اور خدا نے فرمایا کہ نہ چھپاؤ گواہی کو اور جو اسکو چھپاوے تو اسکا دل

لئے کہ ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ عمل کرتے ہو تم جاننے والا ہے **ف** اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اسکا دل گنہگار ہے تَلْوُوْا اَلْسِنَتَکُمْ بِالشَّھَادَۃِ یعنے اور مراد ساتھ تلووا کے کہ قرآن میں واقع ہوا ہے یہ ہے کہ پھیرو تم اپنی زبانوں کو ساتھ گواہی کے **ف** اور ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اسکے تحریف کرنی ہے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ جوڑنے کتمان شہادت کے ساتھ جھوٹی شہادت کے کہ جھوٹی گواہی اس واسطے حرام ہے کہ وہ سبب ہے واسطے باطل کرنے حق کے پس چھپانا شہادت کا بھی سبب ہے واسطے باطل کرنے حق کے اور اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی کہ قیامت کی نشانیوں سے ظاہر ہونا جھوٹی گواہی کا ہے اور چھپانا سچی گواہی ہے روایت کی یہ حدیث احمد نے (فتح) **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ وَھْبَ بْنَ جَرِیْرٍ وَعَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ قَالَا ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْکَبَائِرِ فَقَالَ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ تَابَعَہٗ غُنْدَرٌ وَّاَبُوْ عَامِرٍ وَّبَھْزٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَۃَ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کبیرے گناہ کون ہیں تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنے کسی کو اسکا ساجھی ٹھیرانا اور ماں باپ کو رنج دینا اور ناحق خون کرنا اور جھوٹی گواہی دینا **حدثنا** مُسَدَّدٌ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا الْجُرَیْرِیُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ ثَلٰثًا قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَجَلَسَ وَکَانَ مُتَّکِئًا فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَہٗ سَکَتَ وَقَالَ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ ثَنَا الْجُرَیْرِیُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ **ترجمہ** ابی بکرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ ان گناہوں کے جو کبیرے گناہوں میں بہت بڑے ہیں یہ اپنے تین بار فرمایا اصحاب نے فرمایا کہ کیوں نہیں یا حضرت تبلائیے فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کو رنج دینا اور نافرمانی کرنا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تکیہ دیے بیٹھے تھے پھر اٹھ بیٹھے سو فرمایا کہ خبردار ہو اور جھوٹی بات پھر حضرت صلے اللہ ہمیشہ اسکو مکرر کہتے رہے یہانتک کہ ہمنے کہا کہ کاش کہ حضرت چپ ہوتے **ف** مراد شرک سے مطلق کفر ہے اور تحقیق اسکے ساتھ ذکر کی واسطے غلبے اسکے کے ہے وجود میں خاصکر عرب کے ملک میں پس ذکر کیا اسکو واسطے تنبیہ کے اسکے غیر پر اور یہ جو کہا کہ پہلے تکیہ دیے تھے پھر اٹھ بیٹھے تو یہ مشعر ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا بہت اہتمام کیا اور فائدہ دیتا ہے یہ تاکید تحریم اسکی کو اور بڑے ہونے قبح اسکے کو اور اہتمام کا سبب یہ ہے کہ لوگ اسکو آسان جانتے ہیں اور

اسمین اکثر سستی کرتے ہین اور نیز اسکے باعث بہت ہین پس اسواسطے اُسکے اہتمام کی زیادہ حاجت
ہوئی اور اس حدیث مین تقسیم ہونا گناہون کا طرف کبیرے اور اکبر کی اور بکڑا جاتا ہے اس سے ثابت
ہونا صغیرے گناہون کا اسواسطے کہ یہ نسبت کبیرہ اُس سے اکبر ہے اور اختلاف بیچ ثبوت صغیرون
کے مشہور ہے اور جو کہتا ہے کہ گناہون مین صغیرہ کوئی نہین تو اسکا تمسک یہ ہے کہ خدا کے حکم اور نہی
کی مخالفت بڑی ہے پس مخالفت بہ نسبت جلال خدا کے کبیرہ ہے لیکن جو صغیرے ثابت کرتا ہے
اسکو جائز ہے کہ کہے کہ وہ صغیرہ ہے بہ نسبت اُسکی جو اُس سے بڑا ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہے
اُسپر حدیث باب کی اور تحقیق سمجھا گیا ہے فرق درمیان صغیرے اور کبیرے کے مدارک شرع سے اور نماز
کے ابتدا مین گذر چکی ہے وہ چیز کہ دور کرتی ہے گناہون کو جب تک کہ کبیرے نہ ہون پس ثابت ہوا کہ بعض
گناہ عبادتون سے دور ہو جاتے ہین اور بعضے دور نہین ہوتے اور یہ مین مدعی ہے پہر مراتب
صغائر اور کبائر کے مختلف ہین باعتبار تفاوت معنے اُنکے کی اور اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جہوٹی گواہی
دینی حرام ہے اور اسکے معنے مین ہے جو چیز کہ جہوٹی ہو (فتح) **باب** شَهَادَةِ الْأَعْمٰى وَأَمْرِهِ
وَنِكَاحِهِ وَإِنْكَاحِهِ وَمُبَايَعَتِهِ وَقَبُوْلِهِ فِي التَّاذِيْنِ وَغَيْرِهٖ وَمَا يُعْرَفُ بِالْأَصْوَاتِ باب بیچ
بیان مین گواہی اندہے کی اور اُسکے کاربار کے اور نکاح کرنے کے اور نکاح کر دینے کی اور بیع شرا کے اور
قبول کرنے قول اُسکے کی اذان وغیرہ مین مانند امامت وغیرہ کی اور وہ چیز کہ پہچانی جاتی ہے ساتھ آوازون
کے **ف** میل کی ہی بخاری نے طرف جائز رکہنے گواہی اندہے کی پس اشارہ کیا طرف استدلال کی
واسطے اسکے ساتھ اُس چیز کے کہ ذکر کیا جواز نکاح اُسکے سی اور بیع شرا اُسکی سے اور قبول کرنے قول اُسکے سی
بانگ وغیرہ مین اور یہ قول مالک اور لیث کا ہے برابر ہے کہ جانے اُسکو پہلے اندہے ہونے کی یا بعد اُسکے
اور جمہور نے تفصیل کی پس جائز کہا ہے اُنہون نے اُس چیز کو کہ اُٹھایا ہوا ہو اُسکو پہلے اندہا ہونے سے
نہ بعد اُسکے اور اسی طرح وہ چیز کہ اُس مین بجای دیکھنے والے کے ہو مانند اُسکی کہ گواہی دے اُسکو کوئی شخص ساتھ
کسی چیز کے اور متعلق ہووے ساتھ اُسکے یہان تک کہ گواہی دے ساتھ اُسکے اُسپر اور حکم سے روایت ہے
کہ تھوڑی چیز مین جائز ہے اور بہت مین جائز نہین اور ابو حنیفہ رح اور محمد رح نے کہا کہ اُسکی گواہی کسی وقت
درست نہین مگر اسی چیز مین کہ اُسکا طریق استفاضہ ہو یعنے شہرت کی سبب سے معلوم ہوا اور نہین
تمام اُس چیز مین کہ استدلال کیا ہے ساتھ اُسکے بخاری نے دفع واسطے مذہب مفصل کے ہو اسطے
کہ نہین ہے کوئی مانع حمل کرنے مطلق کے سی مقید پر (فتح) وَأَجَازَ شَهَادَتَهُ الْقَاسِمُ وَالْحَسَنُ وَ
ابْنُ سِيْرِيْنَ وَالزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ یعنے اور جائز رکہا ہے اندہے کی گواہی کو ان چار دن اماموں نے

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَجُوْزُ شَهَادَتُهُ اِذَا كَانَ عَاقِلًا یعنے اور شعبی نے کہا کہ جائز ہے گواہی اندہے کی جبکہ ہو عاقل
یعنے عقلمند ہو باریک باتون کو سمجھ سکتا ہو ف عاقل کے ساتھ مراد جنون سے احتراز نہین اس
واسطے کہ اس سے احتراز ضرور ہے برابر ہے کہ اندھا ہو یا بینا (فتح) وَقَالَ الْحَكَمُ رُبَّ شَيْءٍ تَجُوْزُ فِيْهِ
یعنے اور حکم نے کہا کہ بہت چیزین ہین کہ اُنمین اندہے کی گواہی درست ہے ف شاید اُس نے توسط
کیا ہے درمیان دونون مذہبون جواز اور منع کے (فتح) وَقَالَ الزُّهْرِيُّ اَرَاَيْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ لَوْ شَهِدَ
عَلٰى شَهَادَةٍ اَكُنْتَ تَرُدُّهُ یعنے اور زہری نے کہا کہ کیا تو ابن عباسؓ کو دیکھتا ہے کہ اگر کسی چیز پر
گواہی دے تو کیا تو اُسکی گواہی کو رد کریگا ف ابن عباسؓ اخیر عمر مین اندہے ہو گئے تھے وَكَانَ ابْنُ
عَبَّاسٍ يَبْعَثُ رَجُلًا اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ اَفْطَرَ وَيَسْاَلُ عَنِ الْفَجْرِ فَاِذَا قِيْلَ طَلَعَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ یعنے
اور تھے ابن عباسؓ بھیجتے کسی شخص کو جبکہ غائب ہوتا سورج اور خبر دیتا انکو تو افطار کرتے روزے کو
اور پوچھتے فجر کے وقت سے سو جب کہا جاتا کہ صبح صادق نے طلوع کیا ہے تو دو رکعتین پڑہتے ف
اور وجہ تعلق اُسکے کی ساتھ اُسکے یہ ہے کہ ابن عباسؓ غیر کی خبر پر اعتماد کرتے تھے باوجودیکہ اُسکا بدن
نہ دیکھتے تھے فقط اُسکی آواز سنتے تھے ابن منیر نے کہا کہ شاید بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے ساتھ حدیث
ابن عباسؓ کے کہ اندہے کی گواہی جائز ہے تعریف پر یعنے جب پہچانے کہ یہ فلانا ہے پس جب
پہچانے تو گواہی دے کہا اور گواہی تعریف کی مختلف فیہ ہے نزدیک مالک وغیرہ کے اور ابن عباسؓ
سے روایت ہے کہ وہ نہ کفایت کرتے تھے ساتھ دیکھنے سورج کے اسواسطے کہ اُسکو پہاڑ اور بادل چھپاتی
ہین اور کفایت کرتی ہے ساتھ غالب ہونے اندھیرے کے اُس کناری ہین کہ مشرق کیطرف ہے (فتح) وَقَالَ
سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ اِسْتَاْذَنْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَعَرَفَتْ صَوْتِيْ قَالَتْ سُلَيْمَانُ اُدْخُلْ فَاِنَّكَ مَمْلُوْكٌ
مَا بَقِيَ عَلَيْكَ شَيْءٌ یعنے اور سلیمان بن یسار نے کہا کہ مین نے اندر آنے کے لیے عائشہؓ سے اجازت
چاہی تو عائشہؓ نے میری آواز پہچانی تو فرمایا کہ اے سلیمان اندر آ پس تحقیق تو غلام ہے جبتک کہ باقی
ہے تجھپر کچھ بدل کتابت سے ف اسکی شرح کتاب العتق مین گذر چکی ہے اور اسمین دلیل ہے کہ عائشہؓ
دیکھتی تھین کہ غلام سے پردہ کرنا واجب نہین برابر ہے کہ اپنے ملک مین ہو یا غیر کے ملک مین ہو اس
واسطے کہ سلیمان میمونہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی کا مکاتب تھا اور جو کہتا ہے کہ احتمال ہے
کہ عائشہؓ کا مکاتب ہو تو وہ معارض ہے ساتھ صحیح حدیثون کے ساتھ محض احتمال کے اور وہ مردود ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکے معنے یہ ہین کہ اُس نے میمونہ کے پاس جانے کے لیے عائشہ رض سے اجازت چاہی
اور یہ احتمال نہایت بعید ہے (فتح) وَاَجَازَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ شَهَادَةَ امْرَاَةٍ مُنْتَقِبَةٍ یعنے اور جائز

رکہی ہے سمرہ نے گواہی نقاب والی عورت کی **ف** اس اثر کے وارد کرنے سے اس بات کی تائید مقصود
ہے کہ آواز پر اعتماد کرنا شرع مین آیا ہے پس اندہے کی گواہی بھی جائز ہوگی کہ وہ بھی آواز سے پہچان
سکتا ہے (ت) **حدثنا** محمد بن عبید بن میمون ثنا عیسی بن یونس عن هشام عن
ابیه عن عائشة قالت سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی المسجد فقال رحمه الله
لقد اذکرنی کذا ایة اسقطتهن من سورة کذا وکذا وزاد عباد بن عبد الله عن عائشة
تهجد النبی صلی الله علیه وسلم فی بیتی فسمع صوت عباد یصلی فی المسجد فقال یا عائشة
اصوت عباد هذا قلت نعم قال اللهم ارحم عبادا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو سنا کہ مسجد مین قرآن پڑہتا تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ خدا اُسکو رحمت کرے کہ البتہ تحقیق یاد دلائی اُس نے مجہکو فلانی فلانی آیت کہ مین نے
انکو فلانی فلانی سورت سے گرا یا تہا یعنے مین اُنکو بہول گیا تہا اور زیادہ کیا ہے عباد بن عبد اللہ نے
عائشہ رض سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے گہر مین تہجد کی نماز پڑہی تو آپنے عباد کی آواز
سُنی کہ مسجد مین نماز پڑہتا تہا تو فرمایا کہ اے عائشہ کیا یہ عباد کی آواز ہے مین نے کہا ہان حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی رحم کر عباد کو **ف** اور غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اُسکی آواز پر اعتماد کیا بدون اسکے کہ اُسکا بدن دیکہین (فتح) **حدثنا** مالک
ابن اسمعیل ثنا عبد العزیز بن ابی سلمة اخبرنی ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن
عبد الله بن عمر قال قال النبی صلی الله علیه وسلم ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا و
اشربوا حتی یؤذن ابن ام مکتوم او قال حتی تسمعوا اذان ابن ام مکتوم وکان ابن
ام مکتوم رجلا اعمی لا یؤذن حتی یقول له الناس اصبحت ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ بلال رات کو اذان دیتا ہے سو تم کہایا پیا کرو
یہان تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے یا یون فرمایا کہ یہان تک کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سنو اور
ابن ام مکتوم اندہا مرد تہا نہ اذان دیتا تہا یہان تک کہ لوگ اُسکو کہتے کہ تو نے صبح کی **ف** اسکی
شرح کتاب الاذان مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے اندہے کی آواز پر اعتماد کرنا ہے **حدثنا**
زیاد بن یحیی ثنا حاتم بن وردان ثنا ایوب عن عبد الله بن ابی ملیکة عن المسور بن
مخرمة قال قدمت علی النبی صلی الله علیه وسلم اقبیة فقال لی ابی مخرمة انطلق
بنا الیه عسی ان یعطینا منها شیئا فقام ابی علی الباب فتکلم فعرف النبی صلی الله

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيْهِ مَحَاسِنَهُ وَ
هُوَ يَقُوْلُ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ ترجمہ مسور بن مخرمہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس
قبائین آئین تو میرے پاس مخرمہ نے مجھکو کہا کہ مجھکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس لے چل نزدیک
ہو کہ ہمکو نسے کچھ دین سو میرا باپ دروازے پر کہڑا ہوا اور کلام کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اسکی آواز پہچانی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک قبا تھی اور
آپ اسکی خوبیان اسکو دکہاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین نے یہ قبا تیرے واسطے چھپا رکھی تھی **ف**
اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی آواز پہچانی اسواسطے کہ اسمین ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی آواز پر اعتماد کیا پہلے اسکے کہ اسکا بدن دیکھین اور اسکی شرح
لباس مین آویگی انشاء اللہ تعالے اور جو اندہے کی گواہی کو جائز نہین رکہتا اس نے حجت پکڑی
ہے کہ نہین جائز ہے گواہی مگر ساتھ یقین کے اور اندہا نہین یقین کرتا آواز پر اسواسطے کہ جائز ہے
کہ اسکی آواز غیر کی آواز کے مشابہ ہو اور جائز رکھنے والون نے جواب دیا ہے کہ محل قبول کا نزدیک
انکے اس وقت ہی جبکہ ثابت ہو آواز اور پایا جاوے قرینہ جو دلالت کرنے والا ہے واسطے اسکے اور
اسپر جب شبہ ہو تو اس وقت کوئی قائل نہین اور اسی قبیلے سی جواز نکاح اندہے کا ہی اپنی بی بی سے
اور حالانکہ وہ اسکو نہین پہچانتا مگر اسکی آواز سے لیکن اسکی آواز کا سننا اسپر مکرر ہوتا ہے یہانتک کہ
اسکے واسطے علم واقع ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے نہین تو جب اسکے نزدیک قوی احتمال ہو کہ وہ اس کے
غیر ہے تو نہین جائز ہے اسکو اقدام کرنا اسپر اور اسماعیلی نے کہا کہ نہین باب کی حدیثون مین دلالت
جواز مطلق پر اس واسطے کہ نکاح اندہے کا اپنے نفس سے متعلق ہے اس واسطے کہ وہ اسکی بی بی اور
لونڈی مین ہے اور غیر کو اسمین دخل نہین اور اسپر قصہ عباد اور مخرمہ کا پس ایک چیز نہین ہے کہ اسکے
ساتھ متعلق ہے اسکے غیر کے متعلق نہین اور اسپر اذان دینی پس حدیث کی اخیر مین کہا ہے کہ وہ
نہ اذان دیتا تہا یہان تک کہ اسکو کہا جاتا کہ تو نے صبح کی پس اعتماد جماعت مذکور پر ہے جو اسکو وقت
کی خبر دیتی تھی اور جو زہری نے ابن عباس رض سے ذکر کیا ہے پس وہ قبول ہے اسکے ساتھ حجت قائم
نہین ہوتی اس واسطے کہ ابن عباس رض تھے فقیہ تر اس سے کہ گواہی دین اس چیز مین کہ نہین ہے جائز
اسمین گواہی اسواسطے کہ اگر وہ اپنے باپ یا بیٹے یا غلام کے واسطے گواہی دے تو اسکی گواہی قبول
نہ ہوگی اور خدا اسکو اس سے پناہ دے (فتح) **بَابُ** شَهَادَةِ النِّسَاءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَإِنْ
لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ باب ہے بیان مین گواہی عورتون کے اور بیان اس آیت کا

کہ پس اگر دو مرد نہوں تو گواہی کے واسطے ایک مرد اور دو عورتین ہوں ف ابن منذر نے کہا کہ اجماع
ہے علماء کا اوپر قائل ہونے کے ساتھ ظاہر اس آیت کے پس کہتے ہین کہ جائز ہے گواہی عورتون کی ساتھ مردون
کے اور خاص کیا ہے اسکو جمہور نے ساتھ قرضون اور مالون کے یعنے قرضون اور مالون مین عورتون
کی گواہی مردون کے ساتھ جائز ہے اور کہتے ہین کہ نہین جائز ہے گواہی انکی حدود اور قصاص مین
اور اختلاف کیا ہے انہون نے نکاح اور طلاق مین اور نسب اور ولا دین سو جمہور کہتے ہین کہ جائز
نہین اور اہل کوفہ کہتے ہین کہ جائز ہے اور اتفاق ہے سب کا اوپر قبول ہونے گواہی انکی کے تنہا
اس چیز مین کہ نہین خبردار ہوتے اسپر مرد مانند حیض اور جنبنی اور ذکر نے بچے کی اور عیوب عورتون کی
اور رضاع مین اختلاف ہے کما سیاتی اور ابو عبید نے کہا کہ اسپر اتفاق انکا اوپر جائز ہونے گواہی انکی کے
اموال مین پس واسطے آیت مذکورہ کے ہے اور اتفاق انکا اوپر منع ہونے انکے کے حدود اور قصاص
مین تو واسطے اس آیت کے ہے فان لم یأتوا باربعۃ شھداء اور اسپر اختلاف انکا نکاح مین سو جسنے
اسکو اموال کے ساتھ ملایا ہے تو اس نے جائز رکھی ہے واسطے اس چیز کے کہ اسمین ہے مہر اور
نفقات سے اور مانند اسکی اور جس نے اسکو حدود کے ساتھ ملایا ہے تو واسطے اسکے ہے کہ وہ حلال
جانتا ہے واسطے شرمگاہون کے اور حرام ہونے انکی کے ساتھ اسکے اور یہی مختار ہے اور تائید
کرتا ہے اسکی قول اللہ تعالیٰ کا کہ گواہ کر دو دو صاحب عادل کے اپنے سے پھر انکا نام حد رکھا اور
فرمایا تلک حدود اللہ اور عورتین نہ قبول کیجاوین حدود مین اور کسطرح گواہ ہووین عورتین اس
چیز مین کہ نہین ہے انکو اسمین تصرف گرہ دینے سے اور کھولنے سے اور یہ تفصیل باب کے منافی
نہین اسواسطے کہ وہ معقود ہے واسطے گواہی انکی کے فی الجملہ یعنے کسی وقت مین اور اختلاف کیا
ہے انہون نے اس چیز مین کہ نہین خبر ہوتی اسمین مردون کو کہ کیا اسمین ایک عورت کی گواہی ہی
کافی ہے یا نہین تو جمہور کے نزدیک تو ضرور ہے کہ چار عورتین ہون اور مالک اور ابن ابی لیلی سے
روایت ہے کہ بلکہ دو عورتون کی گواہی بھی کافی ہے اور شعبی سے ہے کہ اسمین صرف ایک عورت کی گواہی
جائز ہے اور یہی قول ہے حنیفہ کا پھر ذکر کی بخاری نے حدیث ابو سعید کی اور وہ پوری حیض مین گذر
چکی ہے اور غرض اس سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی
کے آدھی ہے یا نہین مہلب نے کہا اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ کمی و بیشی کرنا درمیان گواہونکے
بقدر انکے عقل اور ضبط کے تو بڑے دانا کی گواہی مقدم کیجاوے سیدھے آدمی کی گواہی پر اور آیت
مین ہے کہ گواہ جب گواہی بھولجاوے اور اسکا رفیق اسکو یاد دلاوے تا کہ وہ اسکو یاد کرے تو جائز

ہے اسکو کہ گواہی دے (فتح) **حدثنا** ابن ابی مریم انا محمد بن جعفر اخبرنی زید عن عیاض بن عبد اللہ عن ابی سعید قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیس شہادۃ المرأۃ مثل نصف شہادۃ الرجل قلن بلی قال فذلک من نقصان عقلھا **ترجمہ** ابو سعید رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا عورت کی گواہی مرد کی کے آدہے نہین تو عورتون نے کہا کیون نہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس انکی کم عقلی کے سبب سے ہے **ف** معلوم ہوا کہ عورت کی گواہی جائز ہے **باب** شہادۃ الاماء والعبید باب ہے بیان مین گواہی لونڈیون اور غلامون کے **ف** یہ بیچ حالت غلامی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ انکی گواہی مطلق مقبول نہین اور ایک جماعت نے کہا کہ مطلق قبول ہے اور تحقیق نقل کیا ہے بخاری نے بعض اسکو اور یہ قول احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ تھوڑی چیز مین قبول کیجاوے یہ قول شعبی اور شریح اور نخعی اور حسن کا ہے (فتح) قال انس شہادۃ العبد جائزۃ اذا کان عدلا یعنے اور انس رضہ نے کہا کہ غلام کی گواہی جائز ہے جبکہ عادل ہو واجازہ شریح وزرارۃ ابن اوفی یعنے اور جائز رکہا ہے اسکو شریح اور زرارہ نے وقال ابن سیرین شہادتہ جائزۃ الا العبد لسیدہ یعنے اور ابن سیرین نے کہا کہ غلام کی گواہی قبول ہے مگر گواہی غلام کی واسطے مالک اپنے کے جائز نہین واجازہ الحسن وابراھیم فی الشیء التافہ یعنے اور جائز رکہا ہے اسکو حسن اور ابراہیم نے تھوڑی چیز مین وقال شریح کلکم بنو عبید واماء یعنے اور شریح نے کہا کہ تم سب غلامون اور لونڈیون کے بیٹے ہو یعنے سب خدا کے بندے ہو تمہارے درمیان فرق نہین **ف** شریح کے پاس ایک غلام نے گواہی دی تو کسی نے کہا کہ یہ غلام ہے تو اس نے کہا کہ ہم سب غلام ہیں (فتح) **حدثنا** ابو عاصم عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ عن عقبۃ بن الحارث ح وحدثنا علی بن عبد اللہ ثنا یحیی بن سعید عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ ثنی عقبۃ بن الحرث او سمعتہ منہ انہ تزوج ام یحیی بنت ابی اھاب قال فجاءت امۃ سوداء فقالت ارضعتکما فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعرض عنی قال فتنحیت فذکرت ذلک لہ قال وکیف وقد زعمت ان قد ارضعتکما فنھاہ عنھا **ترجمہ** عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ اس نے ام یحیے اہاب کی بیٹی سے نکاح کیا پھر ایک عورت آئی تو اس نے کہا کہ مین نے تم دو جورو خاوند کو دودہ پلایا ہے تو مینے اسکے یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے منہ پھیر سو مین ایک طرف ہوا یعنے
منہ کی طرف سے آیا اور میں نے آپ سے کہا کہ وہ جھوٹی ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیونکر
ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ مین نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو
اُس عورت سے منع فرمایا **ف** اس حدیث کی شرح آئندہ باب مین آوے گی اور وجہ دلالت کی
اُس سے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو اُس عورت سے جدا ہونے کے ساتھ حکم کیا ساتھ
قول لونڈی مذکور کے سو اگر اُسکی گواہی مقبول نہ ہوتی تو اُسکے ساتھ عمل نہ کرتے اور نیز حجت پکڑی
ہے علمار نے ساتھ اس آیت کے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ کہ جنکو تم پسند رکھتے ہو گواہوں سے
کہتے ہین کہ پس اگر غلام پسند ہو تو وہ بھی آیت مین داخل ہے اور جواب دیا گیا ہے آیت سے ساتھ اُس کے
کہ خدا نے اُسکے اخیر مین فرمایا ہے کہ نہ انکار کرین گواہ جبکہ بلائی جاوین اور انکار تو صرف آزادون سے
حاصل ہو واسطے مشغول ہونے غلام کے ساتھ حق مالک کے اور اس استدلال مین نظر ہے اور اسمعیلی
باب کی حدیث سے جواب دیا ہے کہ اُسکے ایک طریق مین آیا ہے مولاۃ لاھل مکۃ یعنے وہ کالی
عورت اہل مکہ کی مولاۃ تھی اور مولاۃ کا لفظ اُس آزاد پر بولا جاتا ہے جسپر ولا ہو پس اسمین اُسپر دلالت
نہین کہ وہ غلام تھے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اُسکے کہ باب کی حدیث مین صریح آچکا ہے کہ وہ لونڈی
تھی پس متعین ہوا کہ وہ آزاد نہ تھی اور ابن دقیق نے کہا کہ ہمنے باب کی حدیث کو ظاہر لیا ہے پس ضرور ہے
قائل ہونا ساتھ گواہی لونڈی کے اور امام احمد نے بھی اسی کے ساتھ جزم کیا ہے کہ وہ لونڈی تھی (فتح)

باب شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کا بیان **حَدَّثَنَا** أَبُو عَاصِمٍ عَنْ
عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتِ
امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ وَ
قَدْ قِيلَ دَعْهَا عَنْكَ وَنَحْوَهُ ترجمہ عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ مینے ایک عورت سے نکاح کیا تو
ایک عورت آئی اور اُس نے کہا کہ مینے تم دونوں جورو خاوند کو دودھ پلایا ہے سو مین حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ کہا گیا ہے کہ اُس نے
تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اُسکو اپنے پاس سے چھوڑ دے یا مانند اسکی فرمایا **ف** اور حجت پکڑی ہے
ساتھ اس حدیث کو اُس شخص نے جو تنہا دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کو قبول کرتا ہے علی بن سعد نے
کہا کہ مینے احمد سے سنا کہ وہ سوال کئے گئے گواہی ایک عورت کی سے رضاع مین امام احمد نے کہا کہ جائز ہے
بنا بر حدیث عقبہ کے اور یہی ہے قول اوزاعی کا اور نقل کیا گیا ہے عثمان اور ابن عباسؓ اور زہری اور

حسن اور اسحاق سے اور ابن شہاب سے روایت ہی کہ تفریق کی عثمان رضہ نے درمیان کئی لوگون کے کہ انہون نے آپسمین نکاح کیا تہا ساتہ قول عورت کالی کے کہ اُس نے انکو دودہ پلایا ہے ابن شہاب نے کہا کہ لوگ آجکے دن حضرت عثمان رضہ کے قول کو لیتے ہین اور اختیار کیا ہے اُسکو ابو عبید نے مگر اس نے کہا کہ اگر گواہی دے دودہ پلانے والی تنہا تو واجب ہے خاوند پر جدا ہونا عورت سی اور نہین واجب ہوتا اُسپر حکم ساتہ اُس کے اور اگر اُسکے ساتہ کوئی اور عورت گواہی دے تو واجب ہوتا ہے حکم ساتہ اُسکے اور نیز حجت پکڑی گئی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو اپنی بی بی سے جدا ہونا لازم نہین کیا بلکہ اُسکو فرمایا کہ اسکو اپنے پاس سے چھوڑ دی اور ایک روایت مین ہے کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے پس اشارہ کیا کہ یہ نہی تنزیہی ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہین کافی ہے اسمین گواہی دودہ پلانے والی کی اسواسطے کہ وہ گواہی ہے خود اپنے فعل پر اور ابو عبید نے عمر اور مغیرہ بن شعبہ اور علی رضہ اور ابن عباس رضہ سے روایت کی ہی کہ وہ باز رہی جدائی کرنے سی درمیان خاوند بی بی کے ساتہ اُسکے عمر فاروق رضہ نے کہا کہ جدائی کیجاوے درمیان اُنکے اگر لاوے گواہ نہین تو مرد اور عورت کی راہ چھوڑی جاوے مگر یہ کہ وہ مرد عورت سے بچے اور اگر یہ دروازہ کہولا جاوے تو نہ چاہے گی کوئی عورت کہ خاوند بی بی کے درمیان جدائی کرے مگر کہ کرے گی اور شعبی نے کہا کہ قبول کیجاوے گواہی اُسکی ساتہ تین عورتون کے بشرطیکہ نہ تعرض کرے عورت ساتہ طلب اجرت کی اور بعضے کہتے ہین کہ مطلق قبول نہین اور بعضے کہتے ہین کہ قبول کی جاوے بیچ ثبوت محرم ہونے کے سوای ثبوت اجرت کے واسطے اُسکے دودہ پلانے پر اور مالک نے کہا کہ قبول کیجاوے ساتہ دوسری عورت کی اور ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ دودہ پلانے کی باب مین عورتون کی گواہی قبول نہ کیجاوے جبکہ اُنکے ساتہ کوئی مرد نہ ہو اور اصطخری شافعی نے اُسکا عکس کیا ہے اور جو صرف دودہ پلانے والی عورت کی گواہی قبول نہین کرتا وہ جواب دیتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول فنہاہ سے مراد نہی سے نہی تنزیہی ہے اور امر دعہا مین واسطے ارشاد کے ہی اور اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جائز ہے منہ پہیرنا مفتی کا تاکہ خبردار ہو مسئلہ پوچھنے والا اسپر کہ حکم مسئلے مسئول عنہا مین باز رہنا ہے اُس سے اور یہ کہ جائز ہے مکرر سوال کرنا واسطے اُسکے جو مراد کو نہ سمجھے اور سوال کرنا سبب ہے کہ چاہتا ہے نکاح کے دور ہونے کو (فتح) ختم شد الافک

باب تَعْدِيْلِ النِّسَاءِ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا بعض عورتون کا بعض کو تعدیل کرنا **حَدَّثَنَا** ابُوالرَّبِيْعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ اَفْهَمَنِيْ بَعْضَهُ اَحْمَدُ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ

الافك ما قالوا فبرأها الله منه قال الزهرى وكلهم حدثنى طائفة من حديثها
وبعضهم اوعى من بعض واثبت له اقتصاصا وقد وعيت عن كل واحد منهم الحديث
الذى حدثنى عن عائشة وبعض حديثهم يصدق بعضا زعموا ان عائشة قالت
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يخرج سفرا اقرع بين ازواجه فايتهن
خرج سهمها خرج بها معه فاقرع بيننا فى غزاة غزاها فخرج سهمى فخرجت معه بعد
ما انزل الحجاب فانا احمل فى هودج وانزل فيه فسرنا حتى اذا فرغ رسول الله صلى
الله عليه وسلم من غزوته تلك وقفل ودنونا من المدينة اذن ليلة بالرحيل
فقمت حين اذنوا بالرحيل فمشيت حتى جاوزت الجيش فلما قضيت شأنى
اقبلت الى الرحل فلمست صدرى فاذا عقد لى من جزع اظفار قد انقطع فرجعت
فالتمست عقدى فحبسنى ابتغاؤه فاقبل الذين يرحلون لى فاحتملوا هودجى فرحلوه
على بعيرى الذى كنت اركب وهم يحسبون انى فيه وكان النساء اذ ذاك خفافا
لم يثقلن ولم يغشهن اللحم وانما ياكلن العلقة من الطعام فلم يستنكر القوم
حين رفعوه ثقل الهودج فاحتملوه وكنت جارية حديثة السن فبعثوا الجمل
وساروا فوجدت عقدى بعد ما استمر الجيش فجئت منزلهم وليس فيه احد
فاممت منزلى الذى كنت به فظننت انهم سيفقدونى فيرجعون الى فبينا
انا جالسة غلبتنى عيناى فنمت وكان صفوان بن المعطل السلمى ثم الذكوانى
من وراء الجيش فاصبح عند منزلى فراى سواد انسان نائم فاتانى وكان يرانى
قبل الحجاب فاستيقظت باسترجاعه حين اناخ راحلته فوطئ يدها فركبتها
فانطلق يقود بى الراحلة حتى اتينا الجيش بعد ما نزلوا معرسين فى نحر الظهيرة
فهلك من هلك وكان الذى تولى الافك عبد الله بن ابى بن سلول فقدمنا
المدينة فاشتكيت بها شهرا والناس يفيضون من قول اصحاب الافك ويريبنى
فى وجعى انى لا ارى من النبى صلى الله عليه وسلم اللطف الذى كنت ارى منه
حين امرض انما يدخل فيسلم ثم يقول كيف تيكم لا اشعر بشئ من ذلك
حتى نقهت فخرجت انا وام مسطح قبل المناصع متبرزنا لا نخرج الا ليلا الى ليل
وذلك قبل ان نتخذ الكنف قريبا من بيوتنا وامرنا امر العرب الاول فى البرية

اوفي التنزه فاقبلت انا وام مسطح بنت ابي دهم نمشي فعثرت في مرطها فقالت
تعس مسطح فقلت لها بئس ما قلت اتسبين رجلا شهد بدرا فقالت يا هنتاه
الم تسمعي ما قالوا فاخبرتني بقول اهل الافك فازددت مرضا على مرضي فلما
رجعت الى بيتي دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فسلم فقال كيف تيكم
فقلت اتاذن لي ان اتي ابوي قالت وانا حينئذ اريد ان استيقن الخبر من قبلهما
فاذن لي رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتيت ابوي فقلت لامي ما يتحدث به
الناس فقالت يا بنية هوني على نفسك الشان فوالله لقلما كانت امراة قط
وضيئة عند رجل يحبها ولها ضرائر الا اكثرن عليها فقلت سبحان الله ولقد
تحدث الناس بهذا قالت فبت تلك الليلة حتى اصبحت لا يرقا لي دمع ولا
اكتحل بنوم ثم اصبحت فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب و
اسامة بن زيد حين استلبث الوحي يستشيرهما في فراق اهله فاما اسامة فاشار
عليه بالذي يعلم في نفسه من الود لهم فقال اسامة اهلك يا رسول الله ولا نعلم
والله الا خيرا واما علي بن ابي طالب فقال يا رسول الله لن يضيق الله عليك والنساء
سواها كثير وسل الجارية تصدقك فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بريرة
فقال يا بريرة هل رايت فيها شيئا يريبك فقالت بريرة لا والذي بعثك بالحق
ان رايت فيها امرا اغمصه عليها اكثر من انها جارية حديثة السن تنام عن
العجين فتاتي الداجن فتاكله فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم من يومه فاستعذر
من عبد الله بن ابي بن سلول فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يعذرني من
رجل بلغني اذاه في اهلي فوالله ما علمت على اهلي الا خيرا وقد ذكروا رجلا ما علمت
عليه الا خيرا وما كان يدخل على اهلي الا معي فقام سعد فقال يا رسول الله انا و
الله اعذرك منه ان كان من الاوس ضربنا عنقه وان كان من اخواننا من الخزرج
امرتنا ففعلنا فيه امرك فقام سعد بن عبادة وهو سيد الخزرج وكان قبل ذلك
رجلا صالحا وكان احتملته الحمية فقال كذبت لعمر الله لا تقتله ولا تقدر على
ذلك فقام اسيد بن الحضير فقال كذبت لعمر الله لنقتلنه فانك منافق تجادل
عن المنافقين فثار الحيان الاوس والخزرج حتى هموا ورسول الله صلى الله عليه وسلم

عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَلَ فَخَفَّضَهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ وَبَكَيْتُ يَوْمِيْ لَا يَرْقَاُ لِيْ دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ
فَاَصْبَحَ عِنْدِيْ اَبَوَايَ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتِيْ وَيَوْمِيْ حَتّٰى اَظُنُّ اَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ قَالَتْ
فَبَيْنَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَاَنَا اَبْكِيْ اِذَا اسْتَاْذَنَتْ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ
تَبْكِيْ مَعِيْ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ
عِنْدِيْ مِنْ يَوْمِ قِيْلَ لِيْ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ فِيْ شَاْنِيْ شَيْءٌ قَالَتْ
فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ فَاِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ
اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ
بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ
قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً وَقُلْتُ لِاَبِيْ اَجِبْ عَنِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّيْ اَجِيْبِيْ
عَنِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا اَقْرَاُ كَثِيْرًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَقُلْتُ
اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ وَوَقَرَ فِيْ اَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ
بِهٖ وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّيْ لَبَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ بِذٰلِكَ وَلَئِنْ
اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ مَثَلًا اِلَّا
اَبَا يُوْسُفَ اِذْ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلٰى
فِرَاشِيْ وَاَنَا اَرْجُوْ اَنْ يُّبَرِّئَنِيَ اللّٰهُ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا ظَنَنْتُ اَنْ يُّنْزِلَ فِيْ شَاْنِيْ وَحْيًا وَلَاَنَا
اَحْقَرُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ اَنْ يُّتَكَلَّمَ بِالْقُرْاٰنِ فِيْ اَمْرِيْ وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا تُبَرِّئُنِيْ فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ مَجْلِسَهٗ وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِّنْ
اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَاَخَذَهٗ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ
مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ اَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَنْ قَالَ لِيْ يَا عَائِشَةُ احْمَدِي اللّٰهَ فَقَدْ
بَرَّاَكِ اللّٰهُ فَقَالَتْ لِيْ اُمِّيْ قُوْمِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا
اَقُوْمُ اِلَيْهِ وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ الْاٰيَاتِ
فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَاءَتِيْ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ

مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ عَلٰی مِسْطَحٍ شَيْئًا اَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ
مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُؤْتُوْا اِلٰی قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ بَلٰی وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ
اللّٰهُ لِیْ فَرَجَعَ اِلٰی مِسْطَحٍ الَّذِیْ كَانَ يُجْرِیْ عَلَيْهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ
زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ اَمْرِیْ فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَا عَلِمْتِ مَا رَاَيْتِ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْمِیْ
سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا اِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِیَ الَّتِیْ تُسَامِيْنِیْ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ
حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مِثْلَهٗ قَالَ وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيَحْيَی بْنِ
سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ مِثْلَهٗ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے جبکہ اہل افک
نے اپر طوفان باندہا اور خدا نے اُنکی پاکی بیان کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ جب سفر
کو نکلنے کا ارادہ کرتے تہے تو اپنی بی بیون کے درمیان قرعہ ڈالتے تہے سو جسکے نام پر قرعہ نکلتا اسکو اپنے
ساتہ لیجاتے تہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جہاد کا ارادہ کیا اور ہمارے درمیان قرعہ ڈالا
اور قرعہ مین میرا نام نکلا تو مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ نکلی بعد اسکے کہ ہمکو پردے کا حکم ہوا تہا سو
مین ایک کجاوے مین اٹہائی جاتی تہی اور اتاری جاتی تہی سو ہم چلے یہان تک کہ جب حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم اپنے اُس جنگ سے فارغ ہو کے پہرے اور ہم مدینے کے قریب پہونچے تو حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم نے رات کو کوچ کا حکم دیا سو جب انہون نے کوچ کی خبر دی تو مین اُٹہکر حاجت کے واسطے لشکر سے باہر گئی
اور جب مین حاجت سے فراغت کر کے اپنے کجاوے پاس آئی اور اپنے سینے کو ہاتہ لگایا تو مینے ناگہان
دیکہا کہ میرے گلے کا ہار جو جزع ظفار (ایک قسم کا مُہرہ ہوتا ہے سفید اور سیاہ) سے تہا ٹوٹ پڑا تو مین اپنا
ہار تلاش کرنے کو پلٹ گئی اور مجہکو وہان تلاش کرنے مین دیر لگی سو جو لوگ میرے کجاوہ کسنے پر مقرر تہے
وے آئے اور میرے کجاوے کو اٹہا کر میرے اونٹ پر کسا جسپر مین سوار ہوا کرتی تہی اور وہ گمان کرتے تہے کہ
مین کجاوے مین ہون اور عورتین اُسوقت دُبلی ہلکی تہین بہاری نہ تہین اُنکے بدن پر گوشت نہ تہا فقط
تہوڑا سا کہانا کہاتی تہین تو اُنہون نے اُٹہانے کے وقت کجاوے کے بوجہ سے انکار نہ کیا یعنے انکو میرا ہونا
وہ نا ہونا معلوم نہ ہوا سو اسکو کس کر اونٹ کو اٹہایا اور روانہ ہوئے اور مین لڑکی کم عمر تہی سو مینے ہار پایا
بعد اُسکے کہ لشکر کوچ کر گیا سو مین لشکر کی جگہ مین آئی اور وہان کوئی نہ تہا سو مین اپنے اترنے کی جگہ مین
آئی اور مینے گمان کیا کہ عنقریب ہے کہ البتہ وہ مجہکو نہ پاوینگے تو پہر میرے لینے کو پلٹ آوینگے سو جس
حالت مین کہ مین بیٹہی تہی کہ مجہکو نیند غالب آئی تو مین سو گئی اور صفوان بن معطل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے حکم سے لشکر سے پیچھے رہا کرتا تھا یعنے تاکہ تھکے ماندی کو ساتھ لاوے تو اُس نے میری جگہ کے پاس صبح کی
تو اُس نے ایک سوتے آدمی کا بدن دیکھا تو وہ میرے پاس آیا اور اُس نے مجھ کو پردے سے پہلے دیکھا
تھا اُس نے تعجب سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو میں جاگ پڑی اُس نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور اُسکے
دونو ہاتھ پر پاؤں رکھا یعنے تاکہ میں آسانی سے سوار ہو جاؤں سو وہ سواری کو کھینچتا ہوا چلا تھا سو
ہم لشکر میں پہونچے بعد اسکے کہ وہ سخت گرمی میں اترے تھے یعنے دوپہر کو سو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا
یعنے تہمت کرنے والوں نے مجھپر تہمت باندھی اور متولی یعنے بانی اس تہمت اور طوفان کا عبداللہ بن
ابی تھا کہ منافقون کا سردار تھا اور میں مدینے میں آکر ایک مہینا بیمار رہی یعنے اور لوگ تہمت کرنے
والوں کی بات کا چرچا کرتے رہے اور مجھکو اس طوفان کی کچھ بھی خبر نہ تھی اور مجھکو اپنی بیماری میں یہ بات
شک میں ڈالتی تھی کہ جیسے میں آگے اپنی بیماری میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مہربانی دیکھتی
تھی اس بار ایسی مہربانی نہیں دیکھتی صرف اتنا تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں آکر سلام کرتے
تھے پھر کہتے تھے کہ اس عورت کا کیا حال ہے مجھکو اس طوفان سے کچھ معلوم نہ تھا یہاں تک کہ مجھکو بیماری
سے کچھ افاقہ ہوا سو میں ام مسطح کے ساتھ حاضر و کو مناصع کی طرف نکلی جو ہمارے پائخانے کی جگہ تھی
نہ نکلتی تھی ہم مگر رات کو پہلے اس سے کہ گھروں کے پاس پائخانے بنائے جاویں یعنے اسوقت گھروں
میں پائخانے نہ تھے اور ہمارا دستور پہلے عرب کا دستور تھا میدان میں سو میں اور ام مسطح چلتی
ہوئیں آگے بڑھیں تو ام مسطح اپنی چادر میں گر پڑی اور کہا کہ ہلاک ہو مسطح یعنے اُس نے اپنے بیٹے
مسطح کو بد دعا دی شاید کرنا اسکا غصہ سے تھا جو اسکو مسطح کی طرف سے حاصل ہوا تھا تو میں نے کہا کہ
کیا تو ایسے مرد کو برا کہتی ہے کہ وہ بدری ہے یعنے اور خدا نے بدریوں کے گناہ معاف کر دیے
ہیں تو ام مسطح نے کہا کہ اے بھولی کیا تو نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا تو اُس نے مجھکو طوفان
باندھنے والوں کے قول سے خبر دی تو مجھکو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی سو جب میں اپنے گھر کی
طرف پھری تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور سلام کر کے کہا کہ اس عورت کا
کیا حال ہے تو میں نے کہا کہ مجھکو اجازت ہو کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں عائشہ رضؓ نے کہا کہ میرا
ارادہ یہ تھا کہ اُنکے پاس سے اس خبر کو تحقیق کروں تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اجازت
دی تو میں اپنے ماں باپ پاس آئی اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ یہ کیا بات ہے جسکا لوگ چرچا
کرتے ہیں تو اُس نے کہا کہ اے بیٹی اپنی جان پر اس کام کو آسان جان یعنے مت گھبرا پس قسم
ہے خدا کی البتہ کم ہے ہونا عورت خوبصورت کا کبھی نزدیک کسی مرد کے کہ اسکو دوست رکھتا ہو

اور اسکے واسطے سوکنین ہون مگر اسکو بہت عیب لگاتی ہین تو مینے کہا کہ سبحان اللہ لوگ یہ گفتگو
کرتے ہین سو مین نے وہ تمام رات صبح تک کاٹی اس حال مین کہ نہ مجھکو تمام رات نیند آئی اور
نہ میری آنسو بند ہوئی پہر مین نے صبح کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور
اسامہ بن زید کو بلایا جب کہ وحی نے دیر کی اور میرے چہوڑنے مین اُنسے مشورہ پوچہا سو اسامہ نے
تو اشارہ کیا ساتہ اُس چیز کے جو اپنے جی مین جانتا تہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی بی بیون سے
محبت ہے سو اسامہ نے کہا کہ یا حضرتؐ آپ کی بی بی ہے اور قسم ہے خدا کی مجھکو تو سوای پاکی اور
بہتری کے کچہ معلوم نہین اور امیر علی بن ابی طالب تو اُنہون نے کہا کہ یا حضرتؐ خدا نے آپ پر
کچہ تنگی نہین کی اُنکے سوا اور بہت عورتین موجود ہین لیکن بریرہ لونڈی سے پوچہیے کہ وہ آپ کو
سچ سچ بتلاوے گی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا کہ اے بریرہ کیا تو نے
کبہی عائشہ مین ایسی بات دیکہی ہے جس سے تجہکو اسکی پاکدامنی مین شک پڑے تو بریرہ نے کہا
کہ یا حضرتؐ قسم ہے اُس خدا کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ مین نے اُسمین کبہی کوئی بات عیب والی
نہین پائی زیادہ اس سے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے آٹے سے سو جاتی ہے اور بکری آکر اسکو کہا جاتی ہے تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسی دن کہڑے ہوئے اور عبد اللہ بن اُبی عذر طلب کرکے بدلہ لینا چاہا سو فرمایا
کہ کون ایسا مرد ہے جو میرا عذر دریافت کرکے بدلہ لیوے اس مرد سے جسکی ایذا مجھکو میری گہر والی بی بی کے
حق مین پہونچی ہے سو قسم ہے اللہ کی نہین جانتا مین اپنی بی بی کو مگر نیک اور البتہ لوگون نے ذکر کیا ہے
اُس مرد کو جسکو نہین جانتا مین مگر نیک وہ تو میری بی بی پاس کبہی نہ جاتا تہا بدون میرے ساتہ کے
تو سعد بن معاذ کہڑے ہوئے تو اُس نے کہا کہ یا حضرتؐ قسم ہے اللہ کی مین اُس سے آپ کا بدلہ لون گا
اگر اوس کے قبیلے سے ہوگا تو ہم اُسکی گردن مارینگے اور اگر ہمارے بہائی خزرجیون سے ہوگا تو آپ ہمکو
حکم کرین ہم اُسمین آپکا حکم بجالاوینگے سو کہڑا ہوا سعد بن عبادہ اور وہ خزرج کا سردار تہا اور اس سے پہلے
نیک مرد تہا لیکن قوم کی حمیت اور پچ اسکو باعث ہوئی تو اُس نے سعد بن معاذ کو کہا کہ تو جہوٹا ہے
البتہ قسم ہے اللہ کی تو اسکو نہ مار سکے گا اور نہ اُسپر قادر ہوگا تو اسید بن حضیر کہڑا ہوا تو اُس نے سعد بن عبادہ
کو کہا کہ تو جہوٹا ہے قسم ہے اللہ کی البتہ ہم اسکو قتل کرینگے بیشک تو منافق ہے منافقون کی طرف سے
جہگڑتا ہے اور اُنکی حمایت کرتا ہے یہان تک کہ دونو قبیلے اُٹہ کہڑے ہوئے اور ایک دوسرے کا قصد
کیا یعنے قریب تہا کہ کشت خون ہو جاوے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تہے سو منبر سے اتر کر
اور اُنکو چپکا کیا یہان تک کہ چپ ہوئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی چپ ہوئے اور مین تمام دن

روتی رہی نہ میری آنسو بند ہوئی اور نہ مجھکو نیند آئی اور میرے ماں باپنے میرے پاس صبح کی اور ماں کہ
مین رات دن روتی رہی یہان تک کہ مینے گمان کیا کہ رونا میرے جگر کو پہاڑ ڈالیگا سو جس حالت
مین کہ وہ دونو میرے پاس بیٹھے اور مین روتی تھی کہ ناگاہ ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت
چاہی تو مین نے اسکو اجازت دی تو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتہ رونے لگی سو جس حالت مین کہ ہم اسی
طرح تھے کہ ناگہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اندر آئے اور بیٹھے اور جب سے مجھکو تہمت لگی اس دن سے
پہلے میرے پاس نہ بیٹھے تھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینا میرے حق مین کچھ وحی نہ ہوئی
عائشہ رضہ نے کہا کہ سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑہا یعنے خدا کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا
کہ عائشہ مجھکو تیری ایسی ایسی بات پہونچی ہے سو اگر تو گناہ سے پاک ہے تو عنقریب خدا تیری پاکی بیان
کریگا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہو تو خدا سے مغفرت مانگ اور اسکی طرف توبہ کر اس واسطے
کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرے پھر توبہ کرے تو خدا اُسکا گناہ معاف کرتا ہے اور اُسکی توبہ قبول
کرتا ہے پھر جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بات تمام کر چکے تو میری آنسو بالکل بند ہو گئی یہان
تک کہ مین نے ایک قطرہ نہ پایا تو مینے اپنے باپ سے کہا کہ تو میری طرف سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو جواب دے تو اُس نے کہا قسم ہے خدا کی مین نہین جانتا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا کہون پھر
مینے اپنی ماں سے کہا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دے تو اُس نے بھی یہی کہا
کہ مین نہین جانتی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا کہون۔ عائشہ رضہ نے کہا اور مین کم عمر لڑکی تھی بہت
قرآن نہین پڑہا تہا سو مین نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ مجھکو معلوم ہے کہ البتہ آپنے سُنی ہے وہ بات
جسکی لوگ چرچا کرتے ہین اور آپکے دل مین جم گئی اور آپنے اُسکو سچ جانا ہے سو اگر مین یون کہون کہ مین
اس عیب سے پاک ہون اور خدا جانتا ہے کہ مین بے شک پاک ہون تو آپ مجھکو سچا نہ جانینگے اور اگر
مین ناکردہ گناہ کا اقرار کرون اور خدا جانتا ہے کہ مین پاک ہون تو آپ مجھکو سچا جانینگے قسم ہے خدا کی
مین اپنے اور تمہارے درمیان یوسف کے باپ کے سوا کوئی مثل نہین پاتی جب کہ اُنہوں نے کہا کہ اب صبر
ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہون اس بات پر جو بتاتے ہو پھر مین اپنے بچھونے پر پھری یعنے
مین نے آدمیون کی طرف سے منہ پھیر لیا اور مجھکو امید تہی کہ خدا میری پاکی بیان کریگا لیکن مجھکو یہ گمان نہ
تہا کہ میرے حق مین وحی اُترے گی اور مین اپنے تئین حقیر گمان کرتی تہی اس سے کہ میرے حق مین
قرآن سے کلام کیجاوے یعنے قرآن میرے حق مین اُترے ولیکن مجھکو یہ امید تہی کہ خدا حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کو میری براءت خواب مین دکہلا دیگا سو قسم ہے اللہ کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی

مجلس سے نہ اُٹھے تہے اور نہ کوئی گہر والون سے باہر نکلا تہا یہان تک کہ خدا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پر وحی اُتاری سو آپ کو پسینہ آیا جیسے معمول تہا یہان تک کہ آپکے چہرے سے موتیون کی طرح پسینہ ٹپکتا
تہا جاڑے کے دن مین پہر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی موقوف ہوئی اور حالانکہ آپ ہنستے
تہے سو پہلے پہل جو آپنے بات کہی یہ تہی کہ مجہ سے کہا کہ اے عائشہ خدا کی حمد اور شکر کر پس تحقیق
خدا نے تیری پاکی بیان کی تو میری مان نے مجہکو کہا کہ اے عائشہ اُٹہکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی
تعظیم کر تو مینے کہا کہ قسم ہے کہ مین نہ اُٹہونگی اور نہ آپ کی تعریف کرونگی اور خدا کے سوا کسی کی
تعریف نہ کرونگی جس نے میری پاکی بیان کی پہر خدا نے یہ آیتین یعنے سورہ نور مین اُتارین کہ جو لوگ
لائی ہین طوفان تہمین مین سے ایک جماعت ہین آخر تک پہر جب خدا نے میری پاکی مین یہ آیتین اتارین
تو ابو بکر صدیق نے کہا اور تہا خرچ کرتا مسطح پر واسطے قرابت کی اُس سے قسم ہے اللہ کی کہ مین مسطح
پر کبہی خرچ نہ کرونگا بعد اسکے کہ اُس نے عائشہ رضہ کو تہمت لگائی تو خدا نے یہ آیت اُتاری کہ نہ قسم
کہاوین بڑائی والے تم مین سے اور کشائش والے یہ کہ دیوین ناتے والون کو غفور رحیم تک تو
صدیق اکبر رضہ نے کہا کہ کیون نہین مین چاہتا ہون کہ خدا مجہکو بخشے تو ابو بکر رضہ نے پہر جاری کیا جو پہلے
اُسپر جاری کرتا تہا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے میرا حال پوچہا تہا کہ اے زینب
تجہکو کیا معلوم ہے اور تو نے کیا دیکہا ہے تو زینب نے کہا یا حضرت مین نے نہ اپنے کان سے کچہ
سنا ہے اور نہ آنکہ سے دیکہا ہے عائشہ رضہ نے کہا کہ وہی تہی جو حسن اور جمال وغیرہ مین مجہ سے برابری
کرتی تہی سو خدا نے اسکو پرہیزگاری سے نگاہ رکہا **ف** اس حدیث کی شرح سورہ نور مین آوے گی
اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے عائشہ رضہ کا حال پوچہا اور اُس نے
آپ کو عائشہ رضہ کے پاکدامن ہونے کے ساتہ جواب دیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی
قول پر اعتماد کیا یہان تک کہ خطبہ فرمایا اور عبد اللہ بن ابی سے بدلہ چاہا اور اسی طرح حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے عائشہ رضہ کا حال پوچہا اور اُس نے بہی ان کے
پاکدامن ہونے کی ساتہ جواب دیا اور عائشہ رضہ نے زینب کے حق مین کہا کہ وہی تہی جو حسن و جمال مین میری برابری
کرتی تہی تو خدا نے اُسکو بچایا پس ان سب کے مجموع مین مراد ترجمہ کی ہے ابن بطال نے کہا کہ اسمین حجت
ہے واسطے ابو حنیفہ رح کے کہ عورتون کی تعدیل جائز ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف رح کا اور محمد رح جمہور کے
موافق ہے اور طحاوی نے کہا کہ تزکیہ خبر ہے اور گواہی نہین پس قبول کرنے سے کوئی مانع نہین
اور ترجمہ مین اشارہ ہے طرف قول ثالث کی اور وہ یہ ہے کہ قبول کیا جاوے تزکیہ انکا واسطے بعضے کی

نہ واسطے مردون کے اس واسطے جو منع کرتا ہے وہ اُسکا سبب بیان کرتا ہے کہ عورت ناقص ہے
معرفت وجوہ تزکیہ سے خاصکر مردون کے حق مین اور ابن بطال نے کہا کہ اگر کہا جاوے کہ قبول کیا
جاتا ہے تزکیہ اُنکا ساتھ نیک بات کی اور تعریف اچھی کے کہ برائی سے پاکی بیان کرتا ہو تو بہتر ہوتا جیسا
کہ افک کے قصے مین ہو اور نہین لازم آتا اُس سے قبول کرنا تزکیہ اُنکے کا بیچ گواہی کے کہ مال کے لینے
کو واجب کرے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے قبول کرنا اُنکا ساتھ مردون کے اُس چیز مین کہ انکی
شہادت اُسمین جائز ہے (فتح) **باب** اِذَا زَکّٰی رَجُلٌ رَجُلًا کَفَاہُ جب ایک مرد دوسرے مرد کا
تزکیہ کرے تو اسکو کفایت کرتا ہے **ف** شہادات کے اول مین یہ باب باندھا ہے تعدیل کم
بجوز پس توقف کیا اُس جگہ اور یقین کیا اس جگہ ساتھ کافی ہونے کے ساتھ ایک گواہ کے اور مینے
اُسکی توجیہ پہلے بیان کردی ہے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ شرط ہونے عدد کے تزکیہ کے
پس مرجح نزدیک شافعیہ اور مالکیہ کے شرط ہونا دو مرد کا ہے یعنے تزکیہ کے واسطے دو کا ہونا شرط
ہے جیسے کہ گواہی مین ہے اور یہی قول ہے محمد بن حسن کا اور اختیار کیا ہے اسکو طحاوی نے اور استثنا
کیا ہے چھپا رفیق حاکم کا اس واسطے کہ وہ اُسکا نائب ہے تو اُسکا قول بجائے حکم کے اور حکم مین عدد
کا ہونا شرط نہین اور ابو عبید نے کہا کہ تین مردون سے کم کا تزکیہ قبول نہین اور اُنکی حجت یہ حدیث
ہے کہ نہین حلال ہے سوال کرنا یہان تک کہ تین آدمی عقلمند اُسکی گواہی دین اور جب حاجت کے حق
مین ہے تو اسکا غیر بطریق اولے ہو اور یہ سب اختلاف شہادت مین ہے اور اپر روایت کرنی پس
قبول کیا جاتا ہے اسمین قول ایک آدمی کا صحیح قول پر اسواسطے کہ اگر وہ غیر سے ناقل ہے تو وہ جملہ
اخبار سے ہو اور اسمین عدد شرط نہین اور اپنے نفس کی طرف سے ہے تو وہ بجائے حاکم کے ہے
اور حاکم بہی متعدد نہین ہوتا (فتح) وَقَالَ اَبُوْ جَمِیْلَۃَ وَجَدْتُ مَنْبُوْذًا فَلَمَّا رَاٰنِیْ عُمَرُ قَالَ
عَسَی الْغُوَیْرُ اَبْؤُسًا کَاَنَّہٗ یَتَّھِمُنِیْ قَالَ عَرِیْفِیْ اِنَّہٗ رَجُلٌ صَالِحٌ قَالَ کَذٰلِکَ اِذْھَبْ وَعَلَیْنَا
نَفَقَتُہٗ یعنے اور ابو جمیلہ نے کہا کہ مین نے ایک پڑا لڑکا پایا تو جب مجھکو عمر فاروق رض نے دیکھا تو کہا
کہ عنقریب ہے کہ غار سبب بدی کا ہو گویا کہ مجھکو تہمت دیتا تہا میرے چودہری نے کہا کہ یہ نیک مرد ہے
تو عمر رض نے کہا کہ جا اور اُسکا خرچ ہمپر ہے **ف** غویر تصغیر ہے غار کی اور ابؤس کے معنے شر کے ہین
اور اصمعی نے کہا کہ اصل اسکی یہ ہے کہ کچھ لوگ غار مین داخل ہوئے کہ اسمین رات کاٹین تو وہ غار اُنپر گر پڑی
تو وہ سب اسمین دب کر مر گئے اور بعضے کہتے ہین کہ اُسمین دشمن بیٹھا تہا اُس نے اُنکو مار ڈالا اور کلبی نے
کہا کہ غویر ایک جگہ مشہور ہے اُسمین پانی ہے وہان ڈاکو رہتے تہے راہزنی کرتے تہے اور جو وہان گذرتے

۱۲ اور جائز ہے ... [illegible] ... علما

وہ آپسین حفاظت کی وصیت کرتے تھے اور ابن اعرابی نے کہا کہ عمر رضنے یہ مثال اس مرد کے واسطے
اسلیے بیان کی کہ تعریض کرتے تھے کہ شاید وہ صلح اسکا اپنا بیٹا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ آپسے اسکی
نسبت کی نفی کرے واسطے سبب کے اسباب سے اور باوجود اسکے اسکی مراد یہ تھی کہ وہ اسکی پرورش کرے
اور ایک روایت مین ہے کہ عمر رضنے کہا کہ جا وہ آزاد ہے اسکا ولا تیرے واسطے ہے اور اسکا خرچ ہمپر ہے
ابن بطال نے کہا کہ اس قصے مین ہے کہ اگر قاضی اپنے وزیرون کی مجلس مین کسی کا حال پوچھے تو
وہ ایک کے قول سے کفایت کرے جیسا کہ عمر فاروق رضنے کہا لیکن جب مشہود لہ کو تکلیف دیجاوے
کہ اپنے گواہون کی تعدیل کرے تو دوسے کم کی تعدیل قبول نہ کیجاوے مین کہتا ہون کہ غایت یہ ہے
کہ اس نے قصے کو اپنے بعض محتملات پر حمل کیا ہے اور تکلیف کا قصہ دلیل خارجی کا محتاج ہے
یعنی یہ مطلق درست ہے مشہود لہ کو تعدیل کی تکلیف دینے کی کوئی دلیل نہین اور یہ کہ جائز ہے اٹھا نا گرے
لڑکے کا اگرچہ گواہ نہ کرے اور یہ کہ نفقہ اسکا جب نہ پہچانا جاوے بیت المال مین ہے اور یہ کہ اسکا ولا
اسکے اٹھانے والے کے واسطے ہے اور اسمین اختلاف ہے اور بعضون نے اسکی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ ولا
ولاء کے معنے یہ ہین کہ اس سبب سے کہ اس نے اٹھایا ضائع نہ ہونے دیا گویا کہ اس نے اسکو موت سے آزاد
کیا یا اس سے کہ اسکا غیر اسکو اٹھا کر اسکا مالک ہو جاوے اور اس حدیث مین ثابت ہونا عمر فاروق کا ہے
احکام مین اور یہ کہ جب حاکم کسی کے امر مین توقف کرے تو یہ اسکے حق مین قادح نہین اور رجوع کرنا
حاکم کا طرف قول امینون اپنے کی اور یہ کہ حاجت کے وقت مرد کی روبرو تعریف کرنی مکروہ نہین مکروہ
تو صرف مبالغہ کرنا ہے تعریف مین اور واسطے اسی نکتہ کے باب باندہا ہے بخاری نے پیچھے اس کے
ساتھ حدیث ابو موسے کے جو ابو بکرہ کی حدیث کے معنے مین ہے پس کہا ما یکرہ من الاطناب فی
المدح یعنے تعریف مین مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور وجہ حجت پکڑنے لڑکے کی ساتھ حدیث ابو بکرہ کے
یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد کے تزکیہ کا اعتبار کیا جبکہ قصد کرے اسکو اسواسطے کہ نہ
عیب کیا اسپر مگر اسراف اور غلو کو تعریف مین اور ابن منیر نے اسپر اعتراض کیا ہے کہ یہ قدر تزکیہ کے
قبول کرنے مین کافی ہے اور اسپر اعتبار نصاب کا پس اس سے حدیث ساکت ہے اور جواب اسکا یہ ہے
کہ بخاری اپنے قاعدے پر جاری ہوا کہ اگر نصاب شرط ہوتی تو ذکر کیجاتی اسواسطے کہ بیان وقت
حاجت سے موخر نہین ہوتا (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدُ
الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَثْنَى رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا

اَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللهُ حَسِيْبُهُ وَلَا اُزَكِّي عَلَى اللهِ اَحَدًا اَحْسِبُهُ كَذَا وَ كَذَا اِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ ترجمہ ابو بکرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد نے دوسرے مرد کے سامنے تعریف کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائی تو نے اپنے بہائی کی گردن کاٹی یہ آپنے کئی بار فرمایا پہر فرمایا کہ جو کوئی اپنے بہائی مسلمان کی ضرور تعریف کیا چاہے تو یون کہے کہ مین فلانے کو گمان کرتا ہون اور خدا ہی اسکو خوب جانتا ہے مین خدا کے سامنے کسی کو بے عیب نہین کہہ سکتا مجھکو یہ گمان ہے کہ فلانا شخص ایسا ہے اور ایسا اگر اُس بات کو سچ مچ جانتا ہو تو کہے ف اس حدیث کی مناسبت باب سے ابہی گذر چکی ہے باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِطْنَابِ فِي الْمَدْحِ وَلْيَقُلْ مَا يَعْلَمُ تعریف مین مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور جو سچ مچ جانتا ہو سو کہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّا ثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوْسٰى سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُثْنِي عَلٰى رَجُلٍ وَيُطْرِيْهِ فِي مَدْحِهِ فَقَالَ اَهْلَكْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ ترجمہ ابو موسےٰ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو سُنا کہ دوسرے مرد کی تعریف کرتا تہا اور تعریف مین مبالغہ کرتا تہا یعنے بیحد تعریف کرتا تہا تو فرمایا کہ تو نے مرد کی پیٹھ کاٹی ف یہ حدیث ترجمہ باب مین ظاہر ہے ولیکن اخیر جز ترجمہ کی اس حدیث مین نہین یعنے جو سچ مچ جانتا ہو سو کہے اور شاید اسکا مذہب یہ ہے کہ ابو بکرہ اور ابو موسےٰ کی حدیث ایک ہے اور ابو بکرہ کی حدیث مین یہ مضمون موجود ہے جیسا کہ ابہی گذرا (فتح) باب بُلُوْغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ لڑکون کے بالغ ہونے اور اُنکی گواہی کا بیان ف یعنے اُنکے بالغ ہونے کی کیا حد ہے اور بالغ ہونے سے پہلے اُنکی گواہی کا کیا حکم ہے پس اوپر حد بالغ ہونے اُنکے کی پس اسکو ہم آیندہ بیان کرینگے اور اوپر گواہی لڑکون کی پس رد کیا ہے اسکو جمہور نے اور اعتبار کیا ہے اسکو مالک نے بیچ زخمون اُنکے کے بشرطیکہ ضبط کیا جاوے اول قول اُنکے کو پہلے اس سے کہ جدا جدا ہون اور قبول کیا ہے جمہور نے اُنکے جرحون کو جبکہ چھوڑا جاوے طرف اُنکی قرینہ اور اعتراض کیا گیا ہے بانیطور کہ ترجمہ مین گواہی کا ذکر ہے اور باب کی حدیثون مین اسکی تصریح نہین اور جواب یہ ہے کہ وہ ماخوذ ہے اتفاق سے اوپر کہ جسکے بالغ ہونے کا حکم کیا جاوے اسکی گواہی قبول کیجاوے جبکہ موصوف ہو ساتہ شرط قبول کے اور راہ دکہاتا ہے طرف اُسکی قول عمر بن عبد العزیز کا کہ وہ حد ہے درمیان چہوٹے اور بڑے کے (فتح) وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوا الْاٰيَةَ اور اس آیت کا بیان کہ جب تم مین سے

بلوغت کو پہونچین تو چاہیے کہ اجازت مانگین اخر آیت تک **ف** اس آیت مین متعلق کرنا حکم
کا ہے ساتہ پہونچنے بلوغت کے اور تحقیق اجماع کیا ہے علماء نے کہ احتلام مردون اور عورتون مین
لازم ہوتے ہین ساتہ اُسکے عبادتین اور حدود اور تمام احکام اور وہ انزال منی کرنے والے کا ہے
یعنے منی کود کر نکلے برابر ہے کہ جماع سے ہو یا کسی اور چیز سے اور برابر ہے کہ بیداری مین ہو یا خواب
مین اور اجماع ہے اسپر کہ نہین اثر ہے جماع کو خواب مین مگر ساتہ نکلنے منی کے (فتح) وَقَالَ الْمُغِيرَةُ
احْتَلَمْتُ وَأَنَا ابْنُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَبُلُوغُ النِّسَاءِ فِي الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللهِ وَاللَّائِي يَئِسْنَ
مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِلَى قَوْلِهِ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ
أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ یعنے اور وہ
ہے پہونچنے عورتون کا حیض مین کہ انکی بلوغت کی حد ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ جو عورتین
ناامید ہوئی ہین حیض سے تمہاری عورتون مین سے اگر تم کو شبہ رہگیا تو انکی عدت ہے تین مہینے اور
ایسے ہی جنکو حیض نہین آیا اور جنکے پیٹ مین بچہ ہے انکی عدت یہ کہ جن لین پیٹ کا بچہ **ف**
یہ بقیہ ترجمہ کا ہے اور وجہ لانے کی آیت کی واسطے ترجمہ کے متعلق کرنا حکم کا ہے عدت مین ساتہ اقراء
کے اوپر حاصل ہونے حیض کے اور ایرا اُس سے آگے پیچھے پس ساتہ مہینون کے ہے پس معلوم ہوا کہ
حیض کا وجود نقل کرتا ہے حکم کو اور اجماع ہے سب علماء کا اسپر کہ حیض بلوغ ہے عورتون کے حق
مین (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ أَدْرَكْتُ جَارَةً لَنَا جَدَّةً بِنْتَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ
سَنَةً یعنے اور حسن بن صالح نے کہا کہ مینے اپنی ایک ہمسائی کو پایا کہ وہ دادی تہی اور اُسکی عمر اکیس
برس کی تہی **ف** یعنے نو برس کی عمر مین اسکو حیض ہوا اور دس برس کی عمر مین اُس نے لڑکی جنی
اور اسی طرح اُسکی لڑکی کو بھی نو برس کی عمر مین حیض ہوا اور دس برس کی عمر مین اُس نے بچہ جنا اور امام شافعیؒ
بھی اسی طرح ذکر کیا ہے کہ اُس نے ایک عورت دیکھی کہ دادی تہی اور اُسکی عمر اکیس سال کی تہی اور اختلاف
کیا ہے علماء نے بیچ اوسنے اور اقل مدت کے کہ اُسمین عورت کو حیض آتا ہے اور مرد کو احتلام ہوتا ہے اور
کیا اسکی نشانیان منحصر ہین یا نہین اور اُس عمر مین جب تجاوز کرے اُسکو لڑکا اور اُسکو احتلام نہ ہو اور
عورت اور اسکو حیض ہو تو حکم کیا جاوے اُس وقت ساتہ بالغ ہونے کے پس اعتبار کیا ہے مالک اور لیث
اور احمد اور اسحاق نے جمنا بالون کا لیکن نہین قائم کرتے ساتہ اُسکے حد کو واسطے شبہ کے اور اعتبار
کیا ہے اُسکو شافعی نے کافر مین اور مختلف ہو قول اُسکا مسلمان مین اور ابو حنیفہ رحنے کہا کہ بالغ ہونے
کی عمر اٹہارہ یا اُنیس سال ہین واسطے لڑکے کے اور سترہ سال ہین واسطے لڑکی کے اور شافعیؒ اور احمدؒ

اور ابن وہب اور جمہور نے کہا کہ حد اسکی دونوں میں پورے پندرہ برس ہیں جیسا کہ ابن عمر کی حدیث میں آتا ہے

(ف) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ ثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ثَنِيْ نَافِعٌ ثَنِيْ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِيْ ثُمَّ عَرَضَنِيْ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَأَجَازَنِيْ قَالَ نَافِعٌ فَقَدِمْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَهُوَ خَلِيْفَةٌ فَحَدَّثْتُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا الْحَدُّ بَيْنَ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَكَتَبَ إِلٰى عُمَّالِهِ أَنْ يَفْرِضُوْا لِمَنْ بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ ترجمہ ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ میں جنگ احد کے دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روبرو ہوا اور میں چودہ برس کا لڑکا تہا تو مجھکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی یعنے جنگ میں جانے کی پہر میں جنگ خندق کے دن آپکے روبرو ہوا اور میں پندرہ برس کا لڑکا تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اجازت دی یعنے جہاد میں جانیکی نافع نے کہا سو میں عمر بن عبد العزیز پاس گیا اور وہ خلیفہ تہا تو میں نے اُس سے یہ حدیث بیان کی تو اُس نے کہا کہ البتہ یہ پندرہ برس حد ہے درمیان چہوٹے اور بڑے کی اور اپنے عاملوں کی طرف لکہا کہ مقرر کریں حصہ واسطے اُس شخص کے جو پندرہ برس کو پہونچے یعنے اُنکے واسطے لشکر کے دفتر میں رزق مقرر کیا جاوے اور یہی تفریق کی جاتی درمیان لڑنے والوں کے اور اُنکے غیروں کے عطا میں اور وہ رزق ہے جو بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے اور اُسکے مستحقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ف اور استدلال کیا گیا ہے ساتہ قصے ابن عمر کے جو پندرہ برس کامل کا ہو اُسپر بالغوں کے احکام جاری کیے جاویں اگرچہ اسکو احتلام نہ ہو پس کسطرح ہے ساتہ عبادات کی اور قائم کرنے حدود کی اور مستحق ہوتا ہے حصے کا غنیمت سے اور قتل کیا جاوے اگر ہو حربی اور توڑی جاوے اس سے قید اگر اسکی ہوشیاری کی امید ہو اور سوای اسکے احکام سے اور تحقیق عمل کیا ہے ساتہ اسکے عمر بن عبد العزیز نے اور برقرار رکہا اسکو اُسپر اُسکے راوی نافع نے اور جواب دیا ہے طحاوی اور ابن قصار وغیرہ نے جو اس حدیث پر عمل نہیں کرتے کہ تصریح آچکی ہے کہ اجازت مذکورہ جہاد میں تہی اور یہ متعلق ہے ساتہ قوت اور طاقت کی اور بعضے مالکیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ ایک خاص واقع کا ذکر ہے پس اسکی واسطے عموم نہیں اور احتمال ہے کہ وہ اس عمر کے نزدیک محتلم ہوا تہا پس اسواسطے اُسکو اجازت دی اور بعضوں نے کہا کہ اُسکو ضعیف ہونے کی وجہ سے پہیرا تہا نہ کم عمر ہونے کی وجہ سے اور اجازت قوت کی واسطے دی تہی نہ واسطے بالغ ہونے کے اور رد کرتی ہے اسکو وہ چیز جو ابن حبان اور ابو عوانہ وغیرہ نے اس حدیث میں روایت کی ہے ساتہ اس لفظ کے کہ میں جنگ خندق کے دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کی روبرو کیا گیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اجازت نہ دی اور نہ مجھکو دیکھا کہ مین بالغ ہوا اور اس
حدیث مین ہے کہ جو لوگ جنگ کے واسطے امام کے ساتہ نکلنا چاہتے ہون امام انکو لڑائی واقع ہونے سے
پہلے اپنے سامنے بلا کر دیکھ لیوے سو جسکو لڑائی کے قابل پاوے اسکو اپنے ساتہ لیوے اور جو قابل
نہ ہو اسکو پہیر دے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر وغیرہ مین اسی طرح کیا تہا اور مالکیہ اور حنفیہ
کے نزدیک نہین موقوف ہے اجازت واسطے لڑائی کے بالغ ہونے پر بلکہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دے
لڑکون سے جسمین قوت اور جوانمردی ہو بس بہت لڑکے قریب بلوغت کی قوی تر ہوتے ہین بالغ سے
اور حدیث ابن عمرؓ کی حجت ہے انپر (فتح) **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ
ابْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ **ترجمہ** ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نہانا واجب ہے ہر احتلام کرنے والے پر **ف** اور اسمین اشارت ہے
کہ بلوغت حاصل ہوتی ہے ساتہ منی نکلنے کی اسواسطے کہ وہی مراد ہے ساتہ احتلام کے اور سمجہا جاتا ہے
مقصود ترجمہ کا ساتہ قیاس کرنے کے باقی احکام پر باعتبار متعلق ہونے وجوب کے ساتہ احتلام کے (فتح)

باب سُؤَالِ الْحَاكِمِ الْمُدَّعِيَ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ قَبْلَ الْيَمِيْنِ سوال کرنا حاکم کا واسطے مدعی
کہ کیا تیرے گواہ ہین پہلے قسم دینے کے مدعا علیہ کو **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ
عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَ
هُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَقَالَ
الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ اَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدَّمْتُهُ اِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ قُلْتُ لَا
قَالَ احْلِفْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَنْ يَحْلِفُ وَيَذْهَبُ بِمَالِيْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَ
جَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ **ترجمہ** عبد اللہ
بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کہاوے کسی بات پر اور وہ اسمین
جہوٹہا ہو تاکہ جہین لیوے ساتہ اسکے مال کسی مسلمان کا تو وہ خدا سے ملے گا اس حال مین کہ وہ اسپر
غضبناک ہوگا تو اشعث بن قیس نے کہا کہ قسم ہے خدا کی یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے حق مین
فرمایا کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان زمین مشترک تہی تو اس نے مجہسے انکار کیا تو مین اسکو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پاس لایا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے واسطے گواہ ہے مین نے

کہا کہ نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد کو کہا کہ قسم کہلے مینے کہا کہ یا حضرت اب وہ قسم کہاوے گا
اور میرا مال لے جاویگا تو خدا نے یہ آیت اُتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دیکر اور جہوٹی قسمین کہا کر تہوڑا سا
مال دنیا لیتے ہین اُن لوگون کو آخرت مین کچہ حصہ نہین آخر آیت تک **ف** اور مراد ترجمہ مین قبل الیمین
سے مدعا علیہ کی قسم ہے اور یہی مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور نہین صحیح ہے حمل کرنا اسکا مدعی پر اینطور
طور کہ طلب کرے اُس سے حاکم قسم استظہار کی باینطور کہ گواہی دی ہے گواہ نے واسطے اُسکے سات
حق کے یعنے جو میرے گواہ نے میرے واسطے گواہی دی سو حق ہے جہوٹ نہین اسواسطے کہ اشعث کی
حدیث مین اسکا تعرض نہین بلکہ اُسمین وہ چیز ہے کہ تمسک کیا جاتا ہے سات اُسکے اسپر کہ قسم استظہار
کی واجب نہین اور اس حدیث کی شرح ایمان اور نذور مین آوے گی اور اسحدیث مین حجت ہے واسطے
اُس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہ پیش کیجاوے قسم مدعا علیہ پر جبکہ مدعی اقرار کرے کہ میرا گواہ ہے (فتح)

بَابُ الْیَمِیْنِ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْہِ فِی الْاَمْوَالِ وَالْحُدُوْدِ قسم مدعا علیہ پر ہے اموال مین اور حدود
مین **ف** یعنے مدعی پر قسم نہین اور یہ دو چیزون کو مستلزم ہے ایک یہ کہ قسم استظہار کی واجب نہین حق
دوم یہ کہ نہین صحیح ہے حکم کرنا سات ایک گواہ اور قسم مدعی کے اور شہادت یعنی بخاری کی سات قصے ابن
شبرمہ کے اشارہ کرتی ہے طرف اسکی کہ اُسکی مراد دوسری چیز ہے یعنے ایک گواہ اور قسم مدعی کے سات حکم
کرنا صحیح ہے اور یہ کہا کہ اموال مین اور حدود مین تو اسمین اشارہ ہے طرف رد کے کوفیون پر اس واسطے کہ
وہ کہتے ہین کہ مدعا علیہ پر قسم صرف اموال مین ہے حدود مین نہین اور شافعی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ قسم
عام ہے یعنے اموال مین بھی مدعا علیہ قسم کہاوے اور حدود مین بھی کہاوے اور نکاح مین بھی اور جو
اسکی مانند ہے اور مستثنے کیا ہے مالک نے نکاح کو اور طلاق کو اور عتاق کو اور فدیہ کو تو اُس نے کہا کہ
انمین سے کسی چیز مین قسم نہین یہانتک کہ قائم کرے مدعی گواہ کو اگرچہ ایک گواہ ہو (فتح) **وَقَالَ**
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاھِدَاکَ اَوْ یَمِیْنُہٗ یعنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنے
مدعی کو کہ تیرے دو گواہ چاہییے یا اُسکی قسم چاہییے **ف** اور غرض اُس سے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
مطلق چہوڑا قسم کو مدعا علیہ کی جانب مین اور نہ مقید کیا ہے اُسکو سات کسی چیز کے سوائے دوسرے کے

وَقَالَ قُتَیْبَۃُ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَۃَ کَلَّمَنِیْ اَبُو الزِّنَادِ فِیْ شَہَادَۃِ الشَّاھِدِ وَیَمِیْنِ
الْمُدَّعِیْ فَقُلْتُ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَاسْتَشْہِدُوْا شَہِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا
رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّہَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی
قُلْتُ اِذَا کَانَ یُکْتَفٰی بِشَہَادَۃِ شَاھِدٍ وَّیَمِیْنِ الْمُدَّعِیْ فَمَا یُحْتَاجُ اَنْ تُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا

الاُخریٰ مَا کَانَ بَعْضُہٗ یَذکُرُ ھٰذِہِ الاُخرٰی یعنے ابن شبرمہ سے روایت ہی کہ ابو زناد نے مجہسے
ایک گواہ اور قسم مدعی کے بارہ مین کلام کیا تو مینے کہا کہ خدا نے فرمایا کہ شاہد کرو دو شاہد اپنے مردون سے
پہر اگر دو مرد نہ ہون تو ایک مرد اور دو عورتین جنکو پسند رکہتے ہو شاہدون سی کہ بہول جاوے ایک عورت
تو یاد دلاوے اسکو دوسری ابن شبرمہ کہتا ہے کہ مینے کہا کہ جب ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کی قسم
کافی ہے تو کیا حاجت ہی یہ کہ یاد دلاوے ایک دوسرے کو تو کیا کیا جاتا تہا ساتہ ذکر اُس دوسرے
کی یعنے اسکا کیا فائدہ تہا **ف** ابو زناد کا یہ مذہب تہا کہ ایک گواہ اور قسم مدعی سے حکم کرنا جائز ہے
اور ابن شبرمہ کا مذہب اُسکی برخلاف تہا سو حجت پکڑی اُسپر ابو زناد نے ساتہ حدیث کی جو اسمین وارد
ہوئی ہے اور حجت پکڑی اُسپر ابن شبرمہ نے ساتہ آیت کریمہ کے اور سوای اسکے نہین کہ تمام ہوتی ہے
حجت پکڑنی اُسکی ساتہ اُسکے اصل مختلف فیہ پر درمیان دونو فریق کے اور وہ اصل یہ ہے کہ اگر حدیث
مین ایسا حکم وارد ہو جو قرآن مین نہ ہو کیا وہ نسخ ہے اور سنت قرآن کو منسوخ نہین کرتی یا نسخ نہین بلکہ
زیادتی مستقل ہے ساتہ حکم مستقل کے جب اُسکی سند ثابت ہو تو اسکا قبول کرنا واجب ہے پہلا مذہب
کوفیون کا ہے یعنے وہ قرآن کے واسطے نسخ ہے اور دوسرا مذہب حجاز والون کا ہے اور باوجود
قطع کرنے نظر کے اس سے ابن شبرمہ کی حجت قائم نہین ہوتی اسواسطے کہ وہ معارضہ ہے نفس کا ساتہ
رای کے اور اسکا اعتبار نہین اور تحقیق جواب دیا ہے اُس سے اسماعیل نے یعنے ابن شبرمہ کی
حجت سی پس کہا کہ ایک دوسری کے یاد دلانے کی حاجت تو صرف اُسوقت ہی جبکہ دو نو عورتین گواہی
دین اور اگر دونو گواہی نہ دین تو مدعی کی قسم اُنکے قائم مقام ہوگی ساتہ بیان کرنے سنت کی اور قسم
اُس شخص سے کروانی اوسپر واجب ہے یعنے مدعا علیہ سے جب تنہا ہو تو البتہ قائم ہوتی ہے مقام گواہ کے
اور مین اور ادا مین پس اسی طرح قائم ہوئی ہے قسم اس جگہ جگہ دو عورتون کے بیچ استحقاق کے ساتہ
اسکے اس حال مین کہ جوڑنے والی ہے ایک گواہ کو اور اگر لازم آوے ساقط کرنا قول کا ساتہ
ایک گواہ اور قسم مدعی کے یعنے اسکو نہ مانا جاوے اسواسطے کہ قرآن مین نہین تو لازم آویگا
ساقط کرنا قول کا ساتہ ایک گواہ اور قسم مدعی کے یعنے اُسکو نہ مانا جاوے اسواسطے کہ قرآن مین
نہین تو لازم آویگا ساقط کرنا ایک گواہ کا اور دو عورتون کا اسواسطے کہ دونو عورتین سنت مین نہین
اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہییے یا اُسکی قسم چاہیے اور حاصل
اسکا یہ ہے کہ نہین لازم ایک شی پر تنصیص کرنے سی نفی اُسکی اسکو ماسوا سے ولیکن مقتضی اُس
چیز کا کہ بحث کی ہے اُس نے یہ ہے کہ نہ حکم کیا جاوے ساتہ قسم کے اور ایک گواہ کے مگر وقت

نہ ہونے دو گواہون کے یا جو اُنکے قائم مقام ہو ایک مرد اور دو عورتون سے اور وہ ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ
اور صحیح کہا ہے اسکو خطابی نے اور تائید کرتی ہے وہ چیز جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حکم کیا ہے اللہ
اور رسول نے حق مین ساتھ دو گواہون کے پس اگر دو گواہ لاوے تو اپنا حق لیوے اور اگر ایک گواہ لاوے
تو اپنے گواہ کے ساتھ قسم کہاوے اور جواب دیا ہے بعضے حنفیون نے کہ قرآن پر زیادۃ نسخ ہے اور
خبر واحد متواتر کو منسوخ نہین کرتی اور نہین قبول کیجاتی زیادتی خبر واحد سے مگر جبکہ حدیث اسکی مشہور
ہو اور جواب دیا گیا ہے کہ نسخ اٹھانا حکم کا ہے اور اسجگہ کسی حکم کا اٹھانا نہین اور نیز ضرور ہے کہ ناسخ اور منسوخ
دو نو ایک محل مین پے درپے وارد ہون اور یہ زیادۃ علے النص مین موجود نہین اور غایت یہ ہے کہ نام
رکھنا زیادۃ کا مانند تخصیص کی نسخ اصطلاح ہے پس نہین لازم آتا اس سے نسخ کرنا قرآن کا ساتھ سنت
کے لیکن تخصیص قرآن کی ساتھ سنت کی جائز ہے اور اسی طرح اسپر زیادتی بہی جائز ہے جیسا کہ اس آیت
مین ہے واحل لکم ما وراء ذلکم اور اجماع ہے اوپر حرام ہونے نکاح پہوپہی کے ساتھ اسکے بہائی کے
بیٹے کا اور سند اجماع کی اسمین سنت ثابت ہے اور اسی طرح کاٹنا پاؤن چور کا دوسری بار مین اور اسکی
مثالین بہت ہین اور تحقیق پکڑی گئی ہین وہ بعض حنفی رد کرنے حکم سے ساتھ ایک گواہ اور قسم کے
واسطے ہونے اسکے کہ زیادتی قرآن پر ساتھ بہت حدیثون کے بہت احکام مین کہ وہ سب قرآن پر
زیادۃ ہین مانند وضو کرنے کی ساتھ نچوڑ کہجور کے اور وضو کرنے کی قہقہہ سے اور قے سے اور مضمضہ اور ناک
مین پانی ڈالنے کی غسل مین سوا وضو کے اور پاکی چاہنی رحم قیدی عورت کی اور ترک کرنے قطع اس شخص
کے جو چرا وے وہ چیز کہ جلدی بگڑ جاتی ہے اور گواہی ایک عورت کی جننے مین اور نہین قصاص مگر
ساتھ تلوار کے اور نہین جمعہ مگر مصر جامع مین اور نہ کاٹے جاوین ہاتھ جنگ مین اور نہین وارث ہوتا کافر
مسلمان کا اور نہ کہائی جاوے مچھلی طافی یعنے جو خود بخود پانی مین مر جاوے اور حرام ہے ہر کچلے
دانت والا درندہ چوپایہ اور نہ قتل کیا جاوے باپ کو بدلے اولاد کے اور نہین وارث ہوتا قاتل قتیل
سے اور سوا انکے مثالون سے جو متضمن ہین زیادتی کو قرآن پر اور جواب دیا ہے انہون نے کہ یہ حدیثین
مشہور ہین پس واجب ہے عمل کرنا ساتھ انکے واسطے مشہور ہونے انکے کی تو انکو کہا جاتا ہے کہ حدیث حکم
کرنے کے ساتھ ایک گواہ اور قسم مدعی کے کئی طریقون مشہورہ سے آئی ہے بلکہ بہت صحیح طریقون سے
ثابت ہو چکی ہے چنانچہ روایت کیا ہے اسکو مسلم نے ابن عباس رض سے اور اصحاب سنن نے ابوہریرہ سے
اور ترمذی وغیرہ نے جابر سے اور اس باب مین بیس صحابی سے زیادہ روایت آچکی ہے اور بدون اسکے
ثابت ہونے شہرت اور دعوی نسخ کا مردود ہے اسواسطے کہ نسخ نہین ثابت ہوتا ساتھ احتمال کے

اور امام شافعی نے کہا کہ حکم کرنا ساتھ ایک گواہ اور قسم مدعی کے ظاہر قرآن کے مخالف نہیں اسواسطے
کہ قرآن نہیں منع کرتا یہ کہ جائز ہو اول اس چیز سے کہ نص کی اوسپر قرآن نے یعنے اور مخالف واسطے اسکے
مفہوم کا قائل نہیں چہ جائیکہ عدد کا مفہوم ہو اور ابن عربی نے کہا کہ ظریف تر اس چیز کا پایا میں واسطے
اسکے بیچ رد کرنے حکم کے ساتھ ایک گواہ اور قسم مدعی کے دو امر ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ اس حدیث کے یہ ہے
کہ ایک گواہ ثبوت حق کے واسطے کافی نہیں پس واجب ہے قسم مدعی علیہ پر پس یہ مراد ہے ساتھ حدیث
کی کہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایک گواہ اور قسم کے اور تعاقب کیا ہے اسکا ابن عربی نے
ساتھ اسکے کہ یہ نادانی لغت ہے اسواسطے کہ معیت چاہتی ہے کہ ہو دو چیزوں سے ایک جہت میں نہ دو
مخالف چیزوں میں اور دوسرا یہ ہے کہ وہ ایک خاص صورت پر محمول ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مرد نے دوسرے
سے مثلا ایک غلام خریدا پھر مشتری نے دعوی کیا کہ اسکے ساتھ عیب ہے اور ایک گواہ قائم کیا اور بائع نے
کہا کہ میں نے صحیح سالم بیچا تھا پس قسم کہاوے مشتری کہ میں نے اسکو صحیح سالم نہیں خریدا اور رد کرے غلام
کو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ مانند اس چیز کے کہ گذری اور اسواسطے کہ یہ صورت نہایت کم پایا ہے اور اس پر حدیث
محمول نہیں ہوگی میں کہتا ہوں کہ بہت حدیثیں اس تاویل کو باطل کرتی ہیں (فتح) **حدثنا**
ابو نعیم ثنا نافع بن عمر عن ابن ابی ملیکة قال کتب ابن عباس الی ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین علی المدعا علیہ **ترجمہ** ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس
نے میری طرف لکھا کہ حکم کیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قسم کے مدعا علیہ پر **ف** اور طبرانی
کی ایک روایت میں ہے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعا علیہ پر اور بخاری مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر
بدون گواہ کے صرف دعوی پر لوگوں کو دلایا جاوے تو مقرر بعضے لوگ مردوں کے خونوں اور مالوں
کا ناحق دعوی کریں لیکن مدعی علیہ پر تو قسم ہے تو بیان کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکمت بیچ ہونے
گواہ کے مدعی پر اور قسم کی مدعا علیہ پر اور علماء کہتے ہیں کہ اسمیں حکمت یہ ہے کہ مدعی کی جانب ضعیف ہے اسواسطے
کہ وہ ظاہر کے برخلاف کہتا ہے پس تکلیف دی گئی اسکو ساتھ لانے حجت قوی کے اور وہ گواہ
ہے اسواسطے کہ گواہ نہیں کھینچتا نفع کو واسطے نفس اپنے کے اور نہ دفع کرتا ہے ضرر کو پس قوی ہوگا ساتھ اسکے
ضعیف مدعی کا اور مدعا علیہ کی جانب قوی ہے اسواسطے کہ اصل ذمہ کا فارغ ہونا ہے پس کفایت کی گئی
اس سے ساتھ قسم کے اور وہ حجت ضعیف ہے اسواسطے کہ قسم کہانے والا کھینچتا ہے واسطے نفس اپنے
کے نفع کو اور دفع کرتا ہے ضرر کو پس یہ نہایت حکمت ہے اور مدعی اور مدعا علیہ کی تعریف میں اختلاف
ہے اور مشہور دو تعریفیں ہیں ایک یہ کہ مدعی وہ ہے کہ اسکا قول ظاہر کے مخالف ہو اور مدعا علیہ اسکے

برخلاف ہو اور دوسری یہ کہ مدعی وہ ہے کہ چپ رہے تو چھوڑا جاوے ساتھ سکوت اپنے کے اور مدعی علیہ وہ
ہے کہ چپ رہنے سے نہ چھوڑا جاوے اور پہلی تعریف مشہور تر ہے اور ثانی اسلم ہے اور بعضے کچھ اور تعریف
کرتے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قول کے کہ قسم مدعی علیہ پر ہے واسطے جمہور کے ساتھ حمل کرنے
اسکے کہ عموم پر پھر ایک کے حق میں برابر ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان اختلاط ہو یا نہ ہو اور مالک سے روایت
ہے کہ نہیں متوجہ ہوتی مگر اس شخص پر کہ اسکے اور مدعی کے درمیان اختلاط ہو تاکہ نہ خراب کریں بیوقوف
لوگ پہلے لوگوں کو ساتھ قسم کھانے انکے کے کئی بار اور اصطخری کا یہ مذہب ہے کہ اگر حال کے قرینوں سے
معلوم ہو کہ مدعی کا دعوے جھوٹ ہے تو اسکے دعویٰ کی طرف التفات نہ کیا جاوے (فتح) **باب**

حدثنا عثمان ابن ابی شیبۃ ثنا جریر عن منصور عن ابی وائل قال قال عبد اللہ
من حلف علی یمین یستحق بھا مالا لقی اللہ وھو علیہ غضبان ثم انزل اللہ عز وجل
تصدیق ذلک ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلا الی قولہ ولھم عذاب
الیم ثم ان الاشعث بن قیس خرج الینا فقال ما یحدثکم ابو عبد الرحمن فحدثناہ بما
قال فقال صدق نزلت کان بینی وبین رجل خصومۃ فی شیء فاختصمنا الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال شاھداک او یمینہ فقلت لہ انہ اذن یحلف ولا یبالی فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین یستحق بھا مالا وھو فیھا فاجر لقی اللہ وھو
علیہ غضبان فانزل اللہ تصدیق ذلک ثم اقترا ھذہ الآیۃ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ جو قسم کھاوے کسی چیز پر کہ مستحق ہو ساتھ اسکے مال کو تو وہ خدا سے ملے گا اس حال میں کہ
خدا اسپر غضبناک ہو گا پھر خدا نے اسکی تصدیق کی واسطے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان
دیکر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا کا لیتے ہیں تو انکو آخرت میں کچھ حصہ نہیں عذاب الیم تک
پھر اشعث بن قیس ہماری طرف نکلے اور کہا کہ ابو عبدالرحمن یعنے عبداللہ بن مسعود تم سے کیا حدیث
بیان کرتا ہے تو جو اس نے کہا تھا سو ہم نے اس سے بیان کیا تو اس نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود سچا ہے
البتہ یہ آیت میرے حق میں اتری کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک چیز میں جھگڑا تھا تو ہم
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس جھگڑتے آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ
چاہییں یا اسکی قسم چاہیے تو میں نے آپ سے کہا کہ وہ اب قسم کھاوے گا اور پرواہ نہیں کریگا تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھاوے کسی چیز پر کہ مستحق ہو ساتھ اسکے مال کو اور وہ اسمیں
جھوٹا ہو تو ملیگا خدا سے اس حال میں کہ خدا اسپر غضبناک ہو گا تو خدا نے اسکی تصدیق اتاری

پہر یہ آیت پڑہی **ف** یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اور مراد یہان یہ قول ہے کہ تیرے دو گواہ چاہییے
یا اسکی قسم اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ نہین واسطے تیرے مگر یہ اور استدلال کیا گیا ہے
ساتہ اس حصر کے اوپر رد کرنے حکم کے ساتہ ایک گواہ اور قسم کے اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی اپنے قول شَاہِدَاکَ سے گواہ ہے برابر ہے کہ دو مرد ہون یا ایک مرد اور دو عورتین ہون
یا ایک مرد اور قسم مدعی کی اور دو گواہون کو صرف اسواسطے ذکر کیا کہ وہ اکثر اور اغلب ہین پس معنے یہ ہین
کہ تیرے دو گواہ چاہییے یا جو اُنکے قائم مقام ہو اور اگر لازم آوے اُس سے رد کرنا ایک گواہ کا ساتہ قسم
کے تو البتہ لازم آتا رد ایک گواہ اور دو عورتون کا اسواسطے کہ یہ بھی مذکور نہین پس ظاہر ہوئی تاویل
مذکور اور جگہ پناہ کی طرف اسکی ثابت ہونا حدیث کا ساتہ اعتبار کرنے شاہد کے ساتہ قسم کے پس معلوم ہوا
کہ ظاہر لفظ شَاہِدَیْن کا مراد نہین بلکہ مراد وہ ہے یا جو اُسکے قائم مقام ہو (فتح) **بَاب** إِذَا ادَّعٰی
اَوْ قَذَفَ فَلَهٗ اَنْ يَّلْتَمِسَ الْبَيِّنَةَ وَيَنْطَلِقُ لِطَلَبِ الْبَيِّنَةِ جب کوئی دعوی کرے یا کسی کو تہمت دے تو اُسکو
جائز ہے کہ گواہ تلاش کرے اور گواہ طلب کرنے کے واسطے چلے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ
اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ ثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ هِلَالَ ابْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَاَتَهٗ عِنْدَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةُ
اَوْ حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا رَاٰى اَحَدُنَا عَلٰى امْرَاَتِهٖ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ
الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةُ وَاِلَّا حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَذَكَرَ حَدِيْثَ اللِّعَانِ **ترجمہ** ابن عباسؓ
سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی عورت کو شریک سے زنا کی تہمت دی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ گواہ بلانا چاہییے یا کہ حد ماری جاوے تیری پیٹھ مین تو اُس نے کہا کہ یا حضرتؐ جب کوئی کسی کو
زنا کرتے دیکھے تو بہلا اُس وقت گواہ ڈہونڈتا پہرے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ اس
بات کو گواہون سے ثابت کرو ورنہ تجھکو حد ماری جاوے گی پہر لعان کی حدیث ذکر کی **ف** اس حدیث کی
پوری شرح اپنی جگہ مین آوے گی اور غرض اُس سے قدرت دینی ہے تہمت دینے والے کو گواہون کے
قائم کرنے پر اوپر زنا مقذوف کی واسطے دور کرنے حد کے اپنی جان سے اور نہین وارد ہوگی اُسپر یہ
بات کہ حدیث زوجین مین یعنے خاوند اور بی بی کے حق مین وارد ہوئی ہے اور خاوند کو حد سے نکلنے
کی جگہ ہے ساتہ لعان کے جبکہ گواہون سے عاجز ہو بخلاف اجنبی کے کہ اُسکا یہ حال نہین اسواسطے کہ ہم کہتے
ہین کہ یہ حکم آیت لعان کے نازل ہونے سے پہلے تہا جبکہ خاوند اور اجنبی برابر تھے اور جب تہمت دینے
والے کے واسطے یہ بات ثابت ہوئی تو ہر مدعی کے واسطے بطریق اولے ثابت ہوگی (فتح) **بَاب**

اَلْیَمِیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عصر کی نماز کے بعد قسم کہانے کا بیان حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا جَرِیْرُ
ابْنُ عَبْدِ الْحَمِیْدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
ثَلٰثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰہُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ
مَاءٍ بِطَرِیْقٍ یَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِیْلِ وَرَجُلٌ بَایَعَ رَجُلًا لَا یُبَایِعُهُ اِلَّا لِلدُّنْیَا فَاِنْ اَعْطَاهُ
مَا یُرِیْدُ وَفٰی لَهٗ وَاِلَّا لَمْ یَفِ لَهٗ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰہِ لَقَدْ
اُعْطِیَ بِهٖ کَذَا وَکَذَا فَاَخَذَهَا ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تین شخص ہین جن سے خدا قیامت کے دن نہ بولے گا اور نہ انکو دیکھے گا اور نہ انکو گناہ سے پاک کریگا
اور انکے لیے عذاب دردناک ہے ایک تو وہ شخص ہے کہ بیابان مین حاجت سے زیادہ پانی پر ہو کر
اور مسافر کو اس پانی سے روکے اور دوسرا مرد وہ ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس نے بیعت نہین کی
مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے اسکو دنیا سے کچھ دیا تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے دنیا سے کچھ
نہ دیا تو اس نے عہد پورا نہ کیا اور تیسرا وہ مرد ہے جس نے کسی مرد کے ہاتھ ایک جنس بیچی عصر کے بعد تو
اس نے خدا کی قسم کہائی کہ مین نے اس جنس کو اتنی اور اتنی قیمت کو لیا ہے تو اس نے اسکی قسم کا
اعتبار کر کے اسکو اتنی قیمت کو لے لیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد قسم کہانے کا بڑا گناہ،
اور مہلب نے کہا کہ سوا اسکے نہین کہ خاص کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کو ساتھ بڑی
ہونے گناہ کے اس شخص پر جو اسمین جھوٹی قسم کہاوے تو یہ اسواسطے ہی کہ رات دن کے فرشتے اس
وقت مین حاضر ہوتے ہین اور اسمین نظر ہے اس واسطے کہ اسی طرح صبح کے وقت مین بھی فرشتے حاضر
ہوتے ہین اور حالانکہ اسکے حق مین یہ بات وارد نہین ہوئی مگر ممکن ہے کہ ہووے خاص ساتھ اسکے اسواسطے
کہ اس وقت عمل الٰہی جناب مین پیش ہوتے ہین (فتح) **بَابٌ** یَحْلِفُ الْمُدَّعٰی عَلَیْهِ حَیْثُ مَا وَجَبَتْ عَلَیْهِ الْیَمِیْنُ وَلَا
یُصْرَفُ مِنْ مَوْضِعٍ اِلٰی غَیْرِهٖ قسم کہاوے مدعا علیہ جسجگہ کہ اسپر قسم واجب ہو اور نہ پہیرا جاوے
ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کی **ف** یعنی واجب ہے کہ اس جگہ قسم کہاوے اور یہی ہے قول حنفیہ
اور حنابلہ کا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے تغلیظ یعنے ایسی جگہ قسم کہاوے کہ جس جگہ گناہ بڑا ہو
پس مدینے مین تو منبر کے نزدیک قسم کہاوے اور مکے مین رکن اور مقام کے درمیان کہاوے اور انکے
سوا اور جگہون مین جمعہ مسجد مین کہاوے اور اتفاق ہے سب کا اسپر کہ یہ خونون اور بہت مالون میں ہے
تھوڑی چیز مین نہین اور تھوڑی اور بہت کی حد مین اختلاف ہے (فتح) قَضٰی مَرْوَانُ بِالْیَمِیْنِ عَلٰی
زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَحْلِفُ لَهٗ مَکَانِیْ فَجَعَلَ زَیْدٌ یَحْلِفُ وَاَبٰی اَنْ یَحْلِفَ عَلَی

اَلْمِنْبَرِ فَجَعَلَ مَرْوَانُ يَتَعَجَّبُ مِنْهُ یعنے حکم کیا مروان نے زید بن ثابت کو کہ منبر پر قسم کہاوے تو زید بن ثابت نے کہا کہ مین اپنی اسجگہ مین قسم کہاؤن گا سو زید قسم کہانے لگا اور منبر پر قسم کہانے سے انکار کیا تو مروان اُس سے تعجب کرنے لگا **ف** زید بن ثابت اور ابن مطیع کے درمیان ایک گہر مین جہگڑا تہا تو وہ دونو مروان پاس جہگڑتے آئے تب مروان نے یہ بات کہی اور بخاری نے شاید حجت پکڑی ہے کہ زید کا منبر کے پاس قسم نہ کہانا دلالت کرتا ہے اسپر کہ وہ اسکو واجب جانتا تہا اور زید بن ثابت کے قول سے حجت پکڑنی اولےٰ ہے مروان کے قول سے اور ابن عمر سے بھی اسی طرح روایت ہے کہ اُس نے ایک شخص سے اپنی جگہ مین قسم لی اور منبر پاس قسم کہانے کی اسکو تکلیف نہ دی اور حضرت عثمان سے مروان کی طرح مروی ہے کہ منبر کے پاس قسم کہائی جاوے (فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهُ وَلَمْ يَخُصَّ مَكَانًا دُوْنَ مَكَانٍ یعنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اُسکی قسم چاہیے اور نہ خاص کیا ایک مکان کو دوسرے مکان سے **ف** یہ بخاری کی فقاہت سے ہے اور اعتراض کیا گیا ہے بخاری پر ساتھ اسکے کہ اُس نے عصر کے بعد قسم کہانے کا باب باندہا ہے پس یا دلیل کے ساتھ گناہ کا بڑا ہونا ثابت کیا اور اس جگہ مکان کے ساتھ تغلیظ کی نفی کی یعنے یہ نہین کہ فلانی جگہ مین قسم کہانے کا بڑا گناہ ہے اور فلانی جگہ مین کم پس اگر صحیح ہے حجت پکڑنی اُسکی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهُ سے کہ کسی مکان کو خاص نہین کیا تو چاہیے کہ حجت پکڑی جاوے اُسپر ساتھ اس طور کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسین کسی زمانے کو بھی خاص نہین کیا پس اگر کہا جاوے کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کہانے کے گناہ کا بڑا ہونا حدیث مین آچکا ہے کہا جاوے گا کہ اسی طرح منبر پاس قسم کہانے کا گناہ کا بڑا ہونا بھی حدیث مین آچکا ہے چنانچہ جابر سے روایت ہے کہ نہ قسم کہاوے گا کوئی نزدیک میرے اس منبر کے جھوٹی بات پر اگرچہ سبز مسواک ہو مگر کہ اپنا ٹہکانا دوزخ مین بنا دے گا روایت کی یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے اور اسی طرح نسائی نے ابوامامہ سے روایت کی ہے اور جواب دیا جاتا ہے ساتھ اسکے کہ نہین لازم آتا باب باندہنے سے ساتھ قسم کے بعد عصر کے یہ کہ واجب کرے بڑے ہونے قسم کے کو ساتھ مکان کے بلکہ اسکو جائز ہے کہ مسئلے کو انکار کرے جیسے کہے کہ اگر لازم آتا ہے ذکر کرنے تغلیظ قسم کی کے ساتھ مکان کے یہ کہ وہ ہر قسم کہانے والے کو حق مین بڑی ہے تو واجب ہے کہ اُسپر زمانے کو ساتھ بھی بڑائی ہو واسطے ثابت ہونے حدیث کو ساتھ اُسکے (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ

عَلٰی یَمِیْنٍ لِیَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ ترجمہ ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کہاوے کسی بات پر تاکہ چہین لے ساتھ اُسکے مال کسی مسلمان کا تو وہ خدا سے ملیگا اس حال مین کہ خدا اُسپر غضبناک ہوگا **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قسم کے واسطے کوئی مکان خاص نہین **باب** اِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِی الْیَمِیْنِ جب ایک قوم قسم مین جلدی کرے **ف** یعنے جس جگہ سب پر واجب ہو تو پہلے کس سے قسم لیجاوے (فتح) **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلٰی قَوْمٍ الْیَمِیْنَ فَاَسْرَعُوْا فَاَمَرَ اَنْ یُّسْهَمَ بَیْنَهُمْ فِی الْیَمِیْنِ اَیُّهُمْ یَحْلِفُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو سب نے قسم کہانے مین جلدی کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ قرعہ ڈالا جاوے درمیان اُنکے قسم مین کہ اُسمین سے کون قسم کہاوے یعنے پہلے **ف** اسکی صورت یہ ہے کہ دو آدمی ایک چیز مین جہگڑتے ہین اور وہ چیز اُنمین سے کسی کے ہاتہ مین نہین بلکہ وہ تیسرے کے ہاتہ مین ہے اور نہ دونو مین سے کسی کے پاس گواہ ہے تو اُنکے درمیان قرعہ ڈالا جاوے سو جسکے نام کا قرعہ نکلے وہ قسم کہاوے اور اُسکا مستحق ہووے اور یہ صورت ایک حدیث مین آچکی ہے چنانچہ ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے اور احتمال ہے کہ قوم مذکور سب مدعی علیہم ہون اور مدعی نے اُنپر ایک چیز کا دعوے کیا ہو جو اُنکے پاس ہے اور وہ منکر ہوگئے ہون اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہو پس متوجہ ہوئی ہو اُنپر قسم پس جلدی کی ہو انہون نے ساتھ قسم کے اور قسم نہین معتبر ہے مگر ساتھ کہلانے قسم دینے والے کے پس قطع کیا نزاع کو درمیان اُنکے ساتھ قرعہ کے سو جسکے نام کا قرعہ نکلے اُس سے قسم لیجاوے (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا باب ہے بیان مین اس آیت کے کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دیکر جہوٹی قسمین کہاکے تہوڑا سا مال دنیا لیتے ہین **ف** یعنے اُسکے شان نزول کا بیان **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ اَنَا یَزِیْدُ بْنُ هٰرُوْنَ اَنَا الْعَوَّامُ یَعْنِیْ اِبْرَاهِیْمَ اَبُوْ اِسْمٰعِیْلَ السَّکْسَکِیُّ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ اَقَامَ رَجُلٌ سِلْعَتَهٗ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ اُعْطِیَ بِهَا مَا لَمْ یُعْطَ فَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ اَوْفٰی اَلنَّاجِشُ اٰکِلُ الرِّبٰوا خَائِنٌ ترجمہ عبداللہ بن ابی اوفے رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک اسباب کو کہڑا کیا یعنے واسطے بیچنے کے تو اُس نے خدا کی قسم کہائی کہ اُس نے اُس اسباب کو اتنے اور اتنے قیمت کو مول لیا ہے اور حالانکہ اُس نے اتنی قیمت کو نہ لیا تہا یا کہا کہ مجہکو اتنی اتنی قیمت ملتی تہی اور حالانکہ اتنی قیمت اُسکو نہ ملتی تہی تو اُتر

وقت یہ آیت اتری کہ جو لوگ خدا کو درمیان دیکر آخر تک اور ابن ابی اوفی نے کہا کہ ناجش بیاج کھانے والا خیانت کرنے والا ہے یعنے جو شخص کا زیادہ مول لگا دے اور اسکو لینا مقصود نہ ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ اسکو دیکھ کر اجنبی پھنس جاوے حدثنا بشر بن خالد انا محمد بن جعفر عن شعبة عن سليمان عن ابي وائل عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من حلف على يمين كاذبا ليقتطع مال رجل او قال اخيه لقي الله وهو عليه غضبان فانزل الله تصديق ذلك في القرآن ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا الى قوله عذاب اليم اولئك لا خلاق لهم في الآخرة ولا يكلمهم الله ولا ينظر اليهم يوم القيامة ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم فلقيني الاشعث فقال ما حدثكم عبد الله اليوم قلت كذا وكذا قال في نزلت ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھاوے کسی چیز پر تاکہ چھین ساتھ اسکے مال کسی مسلمان کا یا یوں کہا کہ بھائی مسلمان کا تو وہ خدا سے ملیگا اور وہ اسپر غضبناک ہوگا تو خدا نے اسکی تصدیق اسکو قرآن میں اتاری ان الذین یشترون آخر تک تو اشعث مجھ سے ملا اور کہا کہ عبد اللہ نے تم کو آج کے دن کیا حدیث بتلائی تھی میں نے کہا کہ ایسی تو اس نے کہا کہ یہ میرے حق میں اتری **ف** یہ دونو حدیثیں اسکے شان نزول میں ہیں اور ان دونو میں تعارض نہیں اسواسطے کہ احتمال ہے کہ دونو قصوں میں اتری ہو **باب** كيف يستحلف کسطرح قسم لیجاوے یعنے جب کسی پر قسم لازم ہو تو حاکم اسکو کسطرح قسم دے وقول الله ثم جاؤك يحلفون بالله ان اردنا الا احسانا وتوفيقا ويحلفون بالله انهم لمنكم يحلفون بالله لكم ليرضوكم فيقسمان بالله لشهادتنا احق من شهادتهما يقال بالله وتالله ووالله ترجمہ یعنے اور خدا نے فرمایا کہ پھر آویں تیرے پاس قسمیں کھاتے اللہ کی کہ ہمکو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ البتہ وہ تم میں سے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے تاکہ راضی کریں تمکو پس قسم کھاویں اللہ کی کہ البتہ ہماری گواہی انکی گواہی سے تحقیق ہے **ف** اور غرض اسکی ان آیتوں سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے تغلیظ قسم کی ساتھ قول کے یعنے صرف اتنا کہنا کافی ہے واللہ تاللہ باللہ ابن منذر نے کہا کہ علماء کو اسمیں اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہیں کہ قسم کھاوے ساتھ اللہ کے یعنے کہو واللہ اور اسپر کچھ زیادہ نہ کرے اور مالک نے کہا کہ قسم کھاوے ساتھ اسطور کے واللہ الذی لا الہ الا اللہ یعنے قسم ہے اللہ کی کہ اسکے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور اسی طرح کہا ہے کوفیوں نے اور شافعیوں نے اور اگر اسکو قاضی تہمت کرے تو قسم میں تشدید کرے یعنی قسمیں یہ لفظ زیادہ کرے عالم الغیب والشهادة الرحمن الرحيم

الذی یعلم من السر ما یعلم من العلانیۃ اور قتادہ اسکی اور ابن سیرین نے کہا کہ اسمین سے جسکی قسم
کہاوے درست ہو اور اصل یہ ہے کہ جب وہ خدا کی قسم کہاوے تو اُسپر صادق آتا ہے کہ اُس نے قسم کہائی
(فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ حَلَفَ كَاذِبًا بَعْدَ الْعَصْرِ یعنے اور حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد ہے کہ عصر کے بعد اللہ کی جھوٹی قسم کہاوے وَلَا يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللهِ
یعنے اور خدا کے سوا کسی کی قسم نہ کہائی جاوے **ف** یہ بخاری کا کلام ہے بطور تکمیل ترجمہ کے اور
مستفاد ہے ابن عمر رض کی حدیث سے کہ جو قسم کہانا چاہے تو چاہیے کہ اسکی قسم کہاوے یا چپ رہے
حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ
سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ
يَسْأَلُهُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَ
اللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ
وَهُوَ يَقُولُ وَاللهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ ترجمہ طلحہ رض سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو
ناگہان وہ اسلام سے پوچھتا تہا کہ اسلام کیا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازین ہین
دن رات مین تو اُس نے کہا کہ انکے سوا کچھ اور بہی مجہپر لازم ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
نہین مگر یہ کہ تو نفل پڑہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور رمضان کے روزے تو اُس نے کہا کہ کیا اسکے
سوا کچھ اور بہی مجہ پر فرض ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکہے اور حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے اُسکے واسطے زکوۃ ذکر کی تو اُس نے کہا کہ کیا اسکے سوا کچھ اور بہی مجہ پر فرض ہے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین مگر یہ کہ صدقہ نفل دے تو وہ مرد پیٹھ دیکر چلا اور کہتا تہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ
اس سے کچھ بڑہاؤن گا اور نہ گہٹاؤن گا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مراد کو پہونچا یہ مرد اگر سچا ہے
ف اس حدیث کی شرح کتاب الایمان مین گذر چکی ہے اور غرض اُس سے یہ قول ہے اُس مرد کا کہ
قسم ہے اللہ کی نہ اس سے کچھ گہٹاؤن گا نہ بڑہاؤن گا پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس طور سے
قسم کہاوے کہ قسم ہے اللہ کی۔ اسپر کچھ زیادہ نہ کرے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ
قَالَ ذَكَرَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ

بِاللّٰہِ اَوْ لِیَصْمُتْ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کہانی چاہے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کہاوے یا چپ رہے **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آوے گی **بَابُ** مَنْ اَقَامَ الْبَیِّنَۃَ بَعْدَ الْیَمِیْنِ جو قائم کرے گواہ کو بعد قسم کے **ف** یعنے قسم مدعا علیہ کی برابر ہے کہ مدعی مدعا علیہ کی قسم کے ساتھ راضی ہو یا نہ ہو اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ گواہ کی گواہی قبول کیجاوے اور مالک نے مدونہ میں کہا کہ اگر اُس سے قسم لے اور اسکو گواہ معلوم نہو پہر گواہ کو جانے تو گواہ قبول کیا جاوے اور حکم کیا جاوے واسطے اُسکے ساتھ اُسکے اور اگر اُسکو گواہ معلوم ہو اور اُسکو جان بوجہ کر چھوڑ دے تو پہر اُسکا حق باقی نہیں رہتا اور ابن ابی لیلے نے کہا کہ اگر مدعی قسم مدعا علیہ کے ساتھ راضی ہوا ہو تو اسکے بعد گواہ قبول نہ کیا جاوے اور حجت پکڑی ہے اُس نے ساتھ اُسکے کہ جب مدعا علیہ نے قسم کہائی تو بری ہوا اور جب بری ہوا تو اُسپر کوئی راہ نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے کہ وہ صورت ظاہرہ میں بری ہوتا ہے نفس الامر میں بری نہیں ہوتا (فتح) وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ یعنے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تم میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے بڑی حدیث کا اور اُسکی پوری شرح کتاب الاحکام میں آوے گی اور اسمیں اشارت ہے طرف رد کی ابن ابی لیلے پر اور یہ کہ حکم ظاہر کا حق کو باطل نہیں کرتا نفس الامر میں اور نہ باطل کو حق (فتح) وَقَالَ طَاؤُسٌ وَّاِبْرَاہِیْمُ وَشُرَیْحٌ اَلْبَیِّنَۃُ الْعَادِلَۃُ اَحَقُّ مِنَ الْیَمِیْنِ الْفَاجِرَۃِ یعنے اور طاؤس اور ابراہیم اور شریح نے کہا کہ گواہ عادل لائق تر ہیں ساتھ قبول کے قسم جہوٹی سے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ ھِشَامِ ابْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ زَیْنَبَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ اَخِیْہِ شَیْئًا بِقَوْلِہٖ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِّنَ النَّارِ فَلَا یَاْخُذْھَا ترجمہ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم جہگڑا فیصل کروانے کو میرے پاس آتے ہو اور شاید کہ تم میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے سو جس شخص کو میں اُسکے بہائی کے حق سے کچھ حکم کر دوں اُسکے قول سے تو میں تو اُسکو دوزخ کا ایک ٹکڑا دیتا ہوں تو نہ لیوے اسکو **ف** اسماعیلی نے کہا کہ نہیں دلالت ام سلمہ کی حدیث میں اوپر قبول کرنے گواہ کے بعد قسم مدعا علیہ کے اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ جگہ شہادت لینے کی ام سلمہؓ کی حدیث سے یہ ہے کہ نہیں ٹہیرایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہوٹی قسم کو مفید حلت اور نہ قطع کرنے والے حق حقدار کے یعنے وہ حقدار کے حق کو کاٹ نہیں سکتی بلکہ قسم کے بعد حکم

قبض کرنے سے منع کیا اور اُسکی دونوں حالتوں میں برابری کی حرام ہونے میں بعد قسم کے بعد پہلے اسکے
پس اس سے معلوم ہوا کہ حقدار کا حق بدستور باقی ہے جیسا کہ پہلے تھا سو جب ظفریاب ہو اپنے حق
میں ساتھ گواہوں کے تو وہ باقی ہے اوپر قیام کے ساتھ اُسکے نہیں ساقط ہوا جیسا کہ نہیں ساقط ہوا
اصل حق اسکا ذمہ پر چھیننے والے کے سے ساتھ قسم کے (فتح) **بَابُ** مَنْ اَمَرَ بِاِنْجَازِ الْوَعْدِ یہ باب
ہے بیان میں اُس شخص کے جو وعدے کے پورا کرنے کا حکم کرتا ہے **ف** وجہ تعلق اس باب کی ساتھ
بابوں گواہی کے یہ ہے کہ وعدہ آدمی کا مانند شہادت اپنی کے اپنی جان پر اور مہلب نے کہا کہ وعدے کا وفا
کرنا مامور ہے اور مستحب ہے نزدیک تمام کے اور فرض نہیں اور نقل کرنا اجماع کا اسمین مردود ہے پس تحقیق
خلاف مشہور ہے لیکن قائل بہت تھوڑے ہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجل اُسکا جو اُسکے ساتھ قائل
عمر بن عبدالعزیز ہے اور بعضے مالکیہ سے ہے کہ اگر وعدہ کے سبب کے ساتھ معلق ہو تو اُسکا پورا کرنا واجب ہے
اور نہیں تو نہیں پس جو دوسرے کو کہے کہ نکاح کر اور واسطے تیرے اتنا مال ہے پھر اُس نے نکاح کیا تو
اُسکا پورا کرنا واجب ہے لیکن آیت کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون اور آیۃ المنافق
ثلث وجوب پر دلالت کرتی ہے پس باوجود اس وعید شدید کے کسطرح حمل کیا ہے انہوں نے کراہت
تنزیہی پر (فتح) وَفَعَلَهُ الْحَسَنُ یعنے اور حکم کیا ہے حسن نے ساتھ پورا کرنے وعدے کے وَذَكَرَ
اِسْمٰعِيْلُ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ یعنے اور خدا نے ذکر کیا ہے کہ اسمعیل پیغمبر وعدے کا سچا تھا
ف روایت ہے کہ حضرت اسمعیل اور ایک مرد دونوں ایک گاؤں میں داخل ہوئے تو حضرت اسمعیل
نے اسکو ایک کام کے واسطے بھیجا اور کہا کہ میں تیری انتظار کرونگا تو انہوں نے ایک برس اسکی انتظار
کی کہتے ہیں کہ انہوں نے وہاں ایک مکان بنا لیا تھا تو اُس دن سے اُسکا نام صادق الوعد ہوا (فتح)
وَقَضَى ابْنُ الْاَشْوَعِ بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذٰلِكَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ یعنے اور حکم کیا ابن اشوع
(قاضی کوفہ) نے ساتھ ایفا وعدے کے اور ذکر کیا اسکو سمرہ بن جندب سے وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَّهٗ قَالَ وَعَدَنِيْ فَوَفَانِيْ یعنے اور مسور
بن مخرمہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے داماد
یعنے ابو العاص کو ذکر کیا آپ کی بیٹی زینب کا خاوند تھا سو فرمایا کہ اُس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا سو اسکو پورا
کیا **ف** حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب ابو العاص کے نکاح میں تھی اور وہ کافر تھا جنگ بدر
کے دن کافروں کے ساتھ شریک تھا سو قیدیوں میں پکڑا آیا تو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اسکو چھوڑا تو اُسپر شرط کی کہ زینب کو مدینے میں بھیجدیوے تو اُس نے مکے میں جاکر زینب کو مدینے

میں ہے عہد یا اسی واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور اسکو
پورا کیا (ق) قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَاَیْتُ اِسْحَاقَ بْنَ اِبْرَاہِیْمَ یَحْتَجُّ بِحَدِیْثِ ابْنِ اَشْوَعَ
یعنے امام بخاری نے کہا کہ میں نے اسحاق کو دیکھا کہ ابن اشوع کی حدیث کے ساتھ حجت پکڑتا ہے یعنے
وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے **حَدَّثَنَا** اِبْرَاہِیْمُ بْنُ حَمْزَۃَ ثَنَا اِبْرَاہِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ
عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَہٗ قَالَ اَخْبَرَنِیْ
اَبُوْ سُفْیَانَ اَنَّ ہِرَقْلَ قَالَ لَہٗ سَاَلْتُکَ مَاذَا یَاْمُرُکُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّہٗ اَمَرَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ
وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَہْدِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَۃِ قَالَ وَہٰذِہٖ صِفَۃُ نَبِیٍّ ترجمہ
ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ابو سفیان نے مجھکو خبر دی کہ ہرقل نے اسکو کہا کہ میں نے تجھ سے
پوچھا کہ وہ پیغمبر تمکو کیا حکم کرتا ہے تو تو نے کہا کہ وہ حکم کرتا ہے ہمکو نماز کا اور سچ بولنے کا اور حرام سے
بچنے کا اور عہد پورا کرنے کا اور امانت ادا کرنے کا ہرقل نے کہا کہ یہ صفت پیغمبر کی ہے **ف** یہ حدیث
ابتداء کتاب میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ وہ ہمکو وعدہ کے پورا کرنے کا حکم کرتا ہے
حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ سُہَیْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِکِ
ابْنِ اَبِیْ عَامِرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَۃُ
الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ ترجمہ ابو ہریرہ
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو
جھوٹ بولے اور جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے تو چوراوے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے
یعنے اسکو پورا نہ کرے **حَدَّثَنَا** اِبْرَاہِیْمُ بْنُ مُوْسٰی ثَنَا ہِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ حَدَّثَنِیْ
عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ اَبَا بَکْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِیِّ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ مَنْ کَانَ لَہٗ
عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَیْنٌ اَوْ کَانَتْ لَہٗ قِبَلَہٗ عِدَۃٌ فَلْیَاْتِنَا قَالَ جَابِرٌ
فَقُلْتُ وَعَدَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّعْطِیَنِیْ ہٰکَذَا وَہٰکَذَا وَ
ہٰکَذَا فَبَسَطَ یَدَیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ جَابِرٌ فَعَدَّ فِیْ یَدَیَّ خَمْسَ مِائَۃٍ ثُمَّ خَمْسَ
مِائَۃٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَۃٍ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا
تو صدیق اکبر پاس علا حضرمی کی طرف سے (کہ بحرین پر عامل تھا) مال آیا تو صدیق اکبر نے کہا کہ جسکا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو یا جس سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو ہمارے

پاس اگر ظاہر کرے جابر کہتا ہے کہ مین نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تہا کہ دین مجھکو
مال اسطرح اور اسطرح یعنے دونو ہاتہ بہر بہر کر اور جابر نے اپنے دونو ہاتہ تین بار کہولے جابر نے کہا سو صدیق
اکبر نے میرے ہاتہ مین پانچ گنے پہر پانچسو پہر پانچسو **ف** ابن بطال نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سب لوگون سے بہتر تھے ساتہ عمدہ اخلاق کے تو صدیق اکبر نے آپکے وعدے آپ کی طرف سے
ادا کیے اور جابر سے اس وعدے پر گواہ نہ طلب کیا اسواسطے کہ اُس نے ایسی چیز کا دعوی نہ کیا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہو بلکہ اُس نے ایک چیز کا بیت المال سے دعوی کیا تہا اور یہ امام کی رای کی
طرف سپرد ہے (فتح) **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا مَرْوَانُ
ابْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمِ الْاَفْطَسِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَاَلَنِيْ يَهُوْدِيٌّ مِنْ اَهْلِ الْحِيْرَةِ
اَيَّ الْاَجَلَيْنِ قَضٰى مُوْسٰى قُلْتُ لَا اَدْرِيْ حَتّٰى اَقْدَمَ عَلٰى حَبْرِ الْعَرَبِ فَاَسْاَلَهُ فَقَدِمْتُ
فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَضٰى اَكْثَرَهُمَا وَاَطْيَبَهُمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا قَالَ فَعَلَ **ترجمہ**
سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ حیرہ (ایک شہر ہے نزدیک کوفہ کے) کے ایک یہود نے مجہ سے پوچھا کہ
موسے علیہ السلام نے دونو مین سے کونسی مدت پوری کی تہی مین نے کہا کہ مین نہین جانتا یہان
تک کہ مین عرب کے عالم پاس جاؤن اور اُس سے پوچہون یعنے ابن عباسؓ سے تو مین نے آکر ابن عباسؓ
سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ جو اُن دونو مین بہت تہی اور خوش تہی نزدیک شعیب علیہ السلام کے یعنے دس
برس اس واسطے کہ پیغمبر خدا کا یعنے جو ہو جب کوئی بات کہتا ہے تو اُسکو کرتا ہے **ف** ایک روایت
مین اتنا زیادہ ہے کہ پہر وہ یہودی مجھکو ملا تو مینے اسکو یہ بات تبلائی تو اُس نے کہا کہ قسم ہے
اللہ کی تیرا ساتہی عالم ہے اور غرض ذکر نے اس حدیث کی اس باب مین بیان تاکید کا ہے ساتہ
پورا کرنے وعدے کے اسواسطے کہ موسے علیہ السلام نے دس برس کے وعدے کے پورا کرنے کی ساتہ
یقین نہین کیا تہا اور باوجود اسکے اسکو پورا کیا پس کسطرح ہو تا اگر یقین کرتے (فتح) **باب**
لَا يُسْاَلُ اَهْلُ الشِّرْكِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا نہ سوال کیے جاوین مشرکین گواہی وغیرہ سے **ف**
یہ باب باندہا گیا ہے واسطے گواہی کافرون کے اور سلف کو اسمین اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ انکی
گواہی مطلق قبول نہین اور بعضے تابعین کہتے ہین کہ مطلق قبول ہے مگر مسلمانون پر اور یہ مذہب کوفیون
کا ہے کہتے ہین کہ آپسمین انکی گواہی قبول ہے اور یہ ایک روایت امام احمد کی ہے اور مستثنی کیا ہے
احمد نے حالت سفر کو پس جائز رکہی اُسمین گواہی اہل کتاب کی اور حسن اور ابن ابی لیلے اور لیث اور اسحق
نے کہا کہ ایک دین والے کی گواہی دوسرے دین والے کے حق مین قبول نہین اور ایک دین والون کی

آپسمین قبول ہے اور یہ سب اقوال سے اعدل ہے واسطے دور ہونے اسکے کے تہمت سو اور حجت
پکڑی ہے جمہور نے ساتہ اس آیت کے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ یعنے جنکو تم پسند رکہتے ہو گواہون اور
ساتہ غیر اسکے کے آیتون اور حدیثون سے (فتح) وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا يَجُوْزُ شَهَادَةُ أَهْلِ الْمِلَلِ بَعْضِهِمْ
عَلٰى بَعْضٍ یعنے اور شعبی نے کہا کہ نہین جائز ہے گواہی اہل کفر کی بعض کی بعض پر لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى
فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنے واسطے دلیل اس آیت کے کہ ڈالی ہمنے
درمیان اُنکے عداوت اور بغض قیامت تک **ف** شعبی سے روایت ہے کہ ایک دین والے کی گواہی
دوسرے پر درست نہین مگر مسلمانون کی گواہی سب پر درست ہے اور ایک روایت مین شعبی سے ہے کہ وہ
جائز رکہتا تہا گواہی یہودی کی نصرانی پر اور نصرانی کی یہودی پر پس شعبی سے اس باب مین مختلف روایت
آئی اور ابن ابی شیبہ نے نافع اور ایک گروہ سے مطلق جواز روایت کیا ہے (فتح) وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتٰبِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ
وَمَا أُنْزِلَ الْاٰيَةَ یعنے اور ابوہریرہؓ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نہ سچا جانو اہل
کتاب کو اور نہ انکو جہٹلاؤ اور کہو کہ ایمان لائے ہم ساتہ اللہ کے اور جو کچہ کہ ہماری طرف اتارا گیا آخر آیت تک
ف اسکی شرح آیندہ آویگی انشاء اللہ تعالے اور غرض یہ ہے کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اسچیز مین کہ
نہین پہچانا جاتا سچ اسکا اُنکے غیر کی طرف سے پس معلوم ہوا کہ اُنکی گواہی قبول نہین جیسا کہ جمہور کا قول ہے
(فتح) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ
أَهْلَ الْكِتَابِ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى نَبِيِّهٖ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللّٰهِ تَقْرَؤُوْنَهٗ لَمْ يُشَبْ
وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتٰبِ بَدَّلُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ وَغَيَّرُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوْا
هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا أَفَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَآءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ
وَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ ترجمہ عبداللہ بن عباسؓ
سے روایت ہے کہ اے گروہ مسلمانون کے تم اہل کتاب یعنے یہود نصاری سے کسطرح پوچہتے ہو اور تمہاری
کتاب وہ ہے کہ تمہاری نبی پر اُتاری گئی بہ نسبت اور کتابون کی خدا کی طرف سے عنقریب اتری ہے اُسمین کچہ
تغیر تبدل نہین ہوا اور خدا نے تمکو تبلادیا ہے کہ اہل کتاب نے خدا کی کتاب کو بدل ڈالا ہے اور اپنے
ہاتہ سے کتاب کو بگاڑ دیا ہے پہر انہون نے کہا کہ وہ خدا کے نزدیک سے ہے تاکہ خریدین بدلے اُسکے مول
تہوڑا دنیا کا تو کیا نہین باز رکہتی تمکو وہ چیز کہ آئی ہے تمکو علم سے اُنکے پوچہنے سے اور قسم ہے اللہ کی

ہمنے اُنمین سے کوئی مرد نہین دیکھا کہ تمکو تمہاری کتاب سے پوچھا ہو **ف** خدا کی کتاب بہ نسبت نزول
الیہم یعنے آدمیون کے نئی ہے اور فی نفسہ قدیم ہے اور اسکی زیادہ تفصیل کتاب توحید مین آوے گی
اور غرض اُس سے رد کرنا ہے اُس شخص پر جو اہل کتاب کی گواہی قبول کرتا ہے اور جب انکی خبر دینی قبول
نہین تو انکی گواہی بطریق اولے مردود ہے اسواسطے کہ گواہی کا دروازہ روایت سے تنگ ہے

بَابُ الْقُرْعَةِ فِي الْمُشْكِلَاتِ مشکل کامون مین قرعہ ڈالنے کا بیان **ف** یعنے مشروعیت
اسکی اور وجہ داخل کرنے اسکے کی کتاب الشہادات مین یہ ہے کہ وہ جملہ گواہون سے ہے جنکے ساتھ حقوق
ثابت ہوتے ہین پس جیسے کہ کاٹی جاتی ہے خصومت یعنے جھگڑا ساتھ گواہون کے اسی طرح کاٹا جاتا
ہے ساتھ قرعہ کے اور قرعہ کے جائز ہونے مین اختلاف ہے جمہور کہتے ہین کہ فی الجملہ جائز ہے اور بعض
حنفیون نے اُس سے انکار کیا ہے اور ابن منذر نے ابوحنیفہ رح سے حکایت کی ہے کہ وہ بھی اُسکا قائل
ہے اور بخاری نے اُسکا ضابط امر مشکل کو ٹھیرایا ہے اور تغیر کیا ہے اُسکو اُسکے غیر نے ساتھ اُس چیز
کے کہ ثابت ہو اُسمین حق دو آدمی کا یا زیادہ کا اور اُسمین جھگڑا واقع ہو پس قرعہ ڈالا جاوے واسطے
فیصلہ کرنے جھگڑے کے اور اسمین قاضی نے کہا کہ نہین قرعہ مین باطل کرنا کسی چیز کا حق سے جیسا کہ
بعض کوفیون نے گمان کیا ہے بلکہ جب واجب ہو قسمت درمیان شریکون کے تو لازم ہے انپر کہ
برابر کرین اُسکو ساتھ قیمت کے پھر قرعہ ڈالین پس ہو واسطے ہر ایک کے انمین سے جو کچھ کہ واقع ہو واسطے
اسکے ساتھ قرعہ کے اور قرعہ کا فائدہ یہ ہے کہ نہ اختیار کرے کوئی اُنمین سے کسی چیز معین کو پس اختیار
کرے اسکو دوسرا پس قطع کرے جھگڑے کو اور وہ یا تو حقوق مین برابر ہے یا تعیین ملک مین
پہلی قسم سے عقد خلافت کا ہے جبکہ برابر ہون سب صفت امامت مین اور اسی طرح درمیان اماموں
کے نماز دن مین اور موذنون کے اور قرابت والون کے مردے کے نہلانے مین اور جنازہ پڑھنے مین
اور ولیون کے نکاح کر دینے مین اور پہلی صف کی طرف جلدی کرنے مین اور بیچ آباد کرنے ویران زمین
کے اور نقل معدن مین اور تقدیم مین ساتھ دعوے کے نزدیک حاکم کے اور ہجوم کرنے کی بڑے لڑکے کے
اٹھانے مین اور سفر مین ساتھ بعض بی بیون کے اور ابتدا کرنے باری کے اور دخول کے ابتدا نکاح
مین اور قرعہ ڈالنے کو درمیان غلامون کے جبکہ وصیت کرے ساتھ آزاد کرنے اُنکے کے اور نہ سماوے انکو
تہائی اور یہ اخیر دوسری قسم کے بھی داخل ہے اور تعیین ملک کی صورت کہ قرعہ ڈالنا درمیان شریکون
کے ہر وقت برابر کرنے حصون کے قسمت مین (فتح) وَقَوْلِهٖ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ
مَرْيَمَ یعنے جبکہ اپنی قلمین ڈالتے تھے کہ کون انمین سے مریم کو پالے وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِقْتَرَعُوْا

فجرت الاقلام مع الجریۃ وعال قلم زکریا الجریۃ فکفلھا زکریا یعنے اور ابن عباس رضی نے کہاکہ انہون نے قرعہ ڈالا پس جاری ہوئین قلمین انکی ساتہ بہنے پانی کے یعنے سب کی قلمین نیچے کو چلین اور زکریا کا قلم اوپر کو چلا یعنے جسطرف سے پانی آتا تہا اُسطرف کو یہ چلا تو پرورش کی مریم کی زکریا نے ف اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتہ اسکے طرف حجت پکڑنے کی ساتہ اس قصے کے بیچ صحیح ہونے حکم کے ساتہ قرعہ کے کہ پہلون کی شرع ہماری واسطے شرع ہے جبکہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع مین وہ چیز کہ اُسکے مخالف ہو خاصکر جب کہ وارد ہو ہماری شرع مین برقرار رکہنا اسکا اور بیان کرنا اُسکا جگہ استحسان کی اور تعریف کی اُسکے فاعل پر اور یہ اُسی قبیلے سے ہے (فتح) وقولہ فساھم فکان من المدحضین یعنی من المسھومین یعنے فساہم کے معنے اقرع ہین یعنے قرعہ ڈالا انہون نے اور مدحضین کے معنے مسہومین ہین یعنے تہے یونس علیہ السلام قرعہ ڈالے گیون سے ف یہ تعبیر ابن عباس رض کی ہے اس آیت مین اور حجت پکڑنا ساتہ اس آیت کی بیچ ثابت کرنے قرعہ کے موقوف ہے اس بات پر کہ پہلون کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور یہ اسی طرح ہے جبکہ نہ وارد ہو ہماری شرع مین جو کہ اُسکے مخالف ہو اور یہ مسئلہ اسی قبیل سے ہے اسواسطے کہ انکی شرع مین جائز تہا ڈالنا بعض کا واسطے سلامتی بعض کے اور یہ ہماری شرع مین نہین اسواسطے کہ وہ عصمت نفس مین سب برابر ہین پس نہین جائز ہے ڈالنا انکا ساتہ قرعہ کے اور نہ ساتہ غیر اُسکے کی (فتح) وقال ابوھریرۃ عرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قوم الیمین فاسرعوا فامر ان یسھم بینھم ایھم یحلف یعنے اور ابوہریرہؓ نے کہاکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو انہون نے قسم کہانے مین جلدی کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکے درمیان قرعہ ڈالنے کا حکم کیا کہ انمین سے پہلے کون قسم کہاوے ف یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اور یہ حجت ہے عمل کرنے مین ساتہ قرعہ کے (فتح) حدثنا عمر بن حفص بن غیاث ثنا ابی ثنا الاعمش ثنی الشعبی انہ سمع النعمان بن بشیر رض یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل المدھن فی حدود اللہ والواقع فیھا مثل قوم استھموا سفینۃ فصار بعضھم فی اسفلھا وصار بعضھم فی اعلاھا فکان الذین فی اسفلھا یمرون بالماء علی الذین فی اعلاھا فتاذوا بہ فاخذ فاسا فجعل ینقر اسفل السفینۃ فاتوہ فقالوا مالک قال تاذیتم بی ولابدلی من الماء فان اخذوا علی یدیہ انجوہ ونجوا انفسھم وان ترکوہ اھلکوہ واھلکوا انفسھم ترجمہ نعمان بن بشیر رض سے روایت ہے

کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی مثل جو برے کام سے نہین رکتا (اور ایک روایت مین
آیا ہے کہ اسکی مثل جو خدا کی حدون پر کہڑا ہے یعنے گناہ نہین کرتا اور یہی روایت ٹہیک ہے اس
واسطے کہ مد ن اور اہنین واقع ہونے والا ایک ہے) اور جو خدا کی حدون مین گرا یعنے گناہون مین
ڈوبا اُس قوم کی مثل ہے جنہون نے قرعہ ڈالکے جہاز مین اپنا اپنا مکان ٹہیرایا سو بعضون نے
اسکا اوپر کا مکان پایا اور بعضون نے تلے کا مکان پایا سو جو لوگ تلے رہے وہ پانی کے واسطے اپنے
اوپر والون پر گذرتے تہے تو اوپر والون نے اُنکے ساتہ ایذا پائی تو تلے والون مین سے ایک نے
کولاڑی پکڑی اور کشتی کو تلے سے پہاڑنے لگا تو اوپر والے آئے تو انہون نے کہا کہ تجھکو کیا ہے
تو اُس نے کہا کہ تم نے مجہ سے ایذا پائی ہے اور مجھکو پانی لینا ضرور ہے پس اگر اوپر والون نے اسکو
ہاتہ پکڑ لیے تو وہ خود بہی بچے اور تلے والے بہی سب بچے اور اگر انکو چہوڑ دیا تو انکو بہی ہلاک کیا اور
خود بہی ہلاک ہوئے ف یہ جو کہا کہ استہموا سفینۃ تو اسکے معنے یہ ہین کہ انہون نے قرعہ ڈالا اور ہر ایک
نے اپنا حصہ لیا یعنے کشتی سے ساتہ قرعہ کے باین طور کہ وہ کشتی اُنکے درمیان مشترک تہی یا تو ساتہ
کرائے لینے کے اور یا ساتہ ملک کے اور سوای اسکے نہین کہ واقع ہوتا ہے قرعہ بعد برابری کرنے کے بہر واقع
ہو جاتا ہے جہگڑا حصون کی تعیین مین پس واقع ہوتا ہے قرعہ واسطے فیصل کرنے جہگڑے کے
اور ابن بتین نے کہا کہ سوای اسکے نہین کہ واقع ہوتا ہے کشتی وغیرہ مین جبکہ اسپر اکٹھے چڑہے اور اگر
آگے پیچھے چڑہین تو پہلے چڑہنے والا لائق تر ہے ساتہ جگہ اپنی کے مین کہتا ہون کہ یہ اسوقت
ہے جبکہ کشتی کسی کے ملک مین نہ ہو اور اگر ملک مین ہو تو قرعہ مشروع ہے جبکہ آپسمین جہگڑین اور یہ
جو کہا کہ سب بچے تو اسی طرح ہے قائم کرنا حدون کا کہ قائم کرنے والے کو اسکے ساتہ نجات حاصل ہوتی
ہے نہین تو ہلاک ہو گا گنہ گار ساتہ گناہ کے اور چپ رہنے والا ساتہ رضا کے اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ خاص لوگون کے گناہ سے عام لوگون کو عذاب ہوتا ہے اسواسطے کہ تعذیب
مذکور جب دنیا مین واقع ہو اُس شخص پر جو اُسکا مستحق نہین تو اُسکے گناہ دور ہوتے ہین یا اُسکے
درجے بلند ہوتے ہین اور اس حدیث مین مستحق ہونا عذاب کا ہے ساتہ ترک امر بالمعروف کے
اور بیان کرنا عالم کا حکم کو ساتہ بیان کرنے مثل کے اور وجوب صبر کا اوپر تکلیف ہمسائے کے جبکہ زیادہ تر
ضرر کا خوف ہو اور یہ کہ تلے والے کو جائز نہین کہ پیدا کرے اوپر والے پر اُس چیز کو ضرر دے اُسکو
اور یہ کہ اگر وہ کوئی ضرر کی چیز پیدا کرے تو لازم ہے اُسکو درست کرنا اسکا اور یہ کہ جائز ہے اوپر والے
کو منع کرنا اسکا ضرر سے اور اسمین جواز قسمت غیر منقول متفاوت کا ہے ساتہ قرعہ کے اگرچہ اسمین نیچا اور اونچا ہو (فتح)

حدثنا ابو الیمان انا شعیب عن الزهری حدثنی خارجة بن زید الانصاری ان ام العلاء امرأة من نسائهم قد بایعت النبی صلی الله علیه وسلم اخبرته ان عثمان بن مظعون طار لهم سهمه فی السکنی حین قرعت الانصار سکنی المهاجرین قالت ام العلاء فسکن عندنا عثمان بن مظعون فاشتکی فمرضناه حتی اذا توفی وجعلناه فی ثیابه دخل علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت رحمة الله علیک ابا السائب فشهادتی علیک لقد اکرمک الله فقال لی النبی صلی الله علیه وسلم وما یدریک ان الله اکرمه فقلت لا ادری بابی انت وامی یا رسول الله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما عثمان فقد جاءه والله الیقین وانی لارجو له الخیر والله ما ادری وانا رسول الله ما یفعل به قالت فوالله لا ازکی احدا بعده ابدا فاحزننی ذلک قالت فنمت فاریت لعثمان عینا تجری فجئت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاخبرته فقال ذلک عمله ترجمہ ام علاء رضہ سے روایت ہے کہ سکونت کرنے مین عثمان بن مظعون کا نام ہماری واسطے اوڑا یعنے ہمارے حصے مین آئے جبکہ قرعہ ڈالا انصار نے واسطے ٹہیرنے کے جگہ مہاجرین کے ام علاء نے کہا کہ پس عثمان بن مظعون ہمارے پاس رہے پہر بیمار ہوئے اور ہمنے اُنکی غمخواری کی یعنے معالجہ کیا یہان تک کہ جب مرگئے اور ہمنے انکو اُنکے کپڑے مین کفنایا تو ہمارے پاس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آئے تو مینے کہا کہ خدا کی رحمت ہو تجہ پر اے ابو سائب پس میری گواہی تجہ پر یہ ہے کہ خدا نے تیری تعظیم کی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ تجھکو کیا معلوم ہے کہ خدا نے اسکی تعظیم کی تو مینے کہا کہ یا حضرت میرے مان باپ آپ پر قربان ہون مین نہین جانتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپر عثمان پس آئی اُسکو موت اور مین البتہ اُسکے واسطے بہتری کی امید کہتا ہون قسم ہے اللہ کی مین نہین جانتا اور حالانکہ مین اللہ کا رسول ہون کہ میرا کیا حال ہوگا تو ام علاء نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ مین آپکے بعد کبہی کسی کو بے عیب جانون گی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے نے مجھکو غمناک کیا تو مین سوگئی تو مین نے خواب مین دیکہا کہ عثمان کے واسطے ایک نہر جاری ہے تو مین نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہہ اسکا عمل ہے **ف** اور غرض اس سے یہ ہے کہ عثمان بن مظعون کا نام ہمارے واسطے اوڑا اور اُسکے معنے یہ ہین کہ جب مہاجرین مدینے مین آئے تو اُنکے واسطے رہنے کی کوئی جگہ نہ تھی تو قرعہ ڈالا انصار نے واسطے اتارنے اُنکے کے اپنے گہرون مین یعنے جو جسکے حصے آوے اُسکو اپنے گہر مین رہنے کو واسطے جگہ دے تو

عثمان ام علار کے حصے مین آیا سو انہین اترا (فتح) **حدثنا** محمد بن مقاتل انا عبد اللہ انا
یونس عن الزہری اخبرنی عروۃ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اذا اراد سفرًا اقرع بین نسائہ فایتہن خرج سہمہا خرج بہا معہ وکان یقسم
لکل امرأۃ منہن یومہا ولیلتہا غیر ان سودۃ بنت زمعۃ وہبت یومہا و
لیلتہا لعائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم تبتغی بذلک رضا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ جب سفر کا
ارادہ کرتے تہے تو اپنی بی بیون کے درمیان قرعہ ڈالتے تہے سو جسکا نام قرعہ مین نکلتا تہا اسکو ساتہ
لیجاتے تہے اور انہین سے ہر ایک عورت کی واسطے ایک ایک دن رات تقسیم کرتے تہے سوا سودہ
بنت زمعہ کے کہ اُس نے اپنا دن رات عائشہ رض کو بخشدیا تہا حضرت صلے اللہ وسلم کی رضامندی
چاہنے کو **ف** مطابقت اسکی ترجمہ سے ظاہر ہے (فتح) **حدثنا** اسمعیل ثنی مالک عن
سمی مولی ابی بکر عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستہموا علیہ ولو
یعلمون ما فی التہجیر لاستبقوا الیہ ولو یعلمون ما فی العتمۃ والصبح لاتوہما
ولو حبوا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانین
جتنا ثواب اذان دینے اور جماعت کی اول صف مین ہے پہر جہگڑا فیصل ہونے کا کوئی طریق
نہ پاوین سوای قرعہ ڈالنے کی تو البتہ قرعہ ہی ڈالین اور اگر جانین کہ کیا ثواب ہے ظہر کے وقت نماز
پڑہنے مین تو جماعت کی واسطے مسجد مین حاضر ہونے کی نہایت جلدی کرین اور اگر جانین کہ کتنا
ثواب ہے عشا اور فجر کی جماعت کا تو البتہ اسمین آوین اگرچہ گہٹتے ہی سہی **ف** اس حدیث کی
پوری شرح کتاب الاذان مین گذر چکی ہے اور غرض اُس سے مشروع ہونا قرعہ کا ہے اسواسطے
کہ مراد ساتہ استہام کے قرعہ ڈالنا ہے (فتح) بسم اللہ الرحمن الرحیم **کتاب الصلح** کتاب
صلح کے بیان مین **ف** صلح کئی قسم ہے ایک صلح مسلمان کی ہے ساتہ کافر کے اور ایک صلح خاوند
اور عورت کی درمیان ہی اور ایک صلح باغی گروہ اور عادل گروہ کے درمیان ہے اور ایک صلح دو غصے
والون مین ہے مانند زوجین کی اور ایک صلح زخمون پر ہے مانند عفو کی مال پر اور ایک صلح واسطے
قطع کرنے جہگڑے کی ہی جبکہ واقع ہو مزاحمت یا املاک مین یا مشترکات مین مانند عام راہون کی اور
اصحاب فروع اسمین کلام کرتے مین ایہر بخاری پس باب باندہا ہے اُس نے واسطے اکثر انکے کی ذہن

باب ما جاء في الإصلاح بين الناس بیان ہے بیچ صلح کرنیکے درمیان لوگوں کے وقول الله
تعالى لا خير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بين الناس
الآية اور خدا نے فرمایا کہ نہیں بھلائی انکی اکثر سرگوشیوں مین مگر جو حکم کرے ساتہ صدقہ کے یا نیک کام
کے صلح کرانے کو درمیان لوگوں کے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ انکی بعض سرگوشیوں مین بہتری
ہے اور یہ ظاہر ہے بیچ فضل اصلاح کے (فتح) وخروج الامام الى المواضع ليصلح بين الناس
باصحابه یعنے اور بیان ہے امام کے نکلنے کا تاکہ اپنے یاروں مین صلح کراوے **ف** یہ بقیہ باب کا
ہے **حدثنا** سعيد بن ابي مريم ثنا ابو غسان ثني ابو حازم عن سهل بن سعد ان
اناسا من بني عمرو بن عوف كان بينهم شيء فخرج اليهم النبي صلى الله عليه و
سلم في اناس من اصحابه يصلح بينهم فحضرت الصلوة ولم يأت النبي صلى الله عليه
وسلم فجاء الى ابي بكر فقال ان النبي صلى الله عليه وسلم حبس وقد حضرت
الصلوة فهل لك ان تؤم الناس فقال نعم ان شئت فاقام الصلوة فتقدم ابو بكر
ثم جاء النبي صلى الله عليه وسلم يمشي في الصفوف حتى قام في الصف الاول
فاخذ الناس في التصفيح حتى اكثروا وكان ابو بكر لا يكاد يلتفت في الصلوة فالتفت
فاذا هو بالنبي صلى الله عليه وسلم وراءه فاشار اليه بيده فامره ان يصلي كما
هو فرفع ابو بكر يديه فحمد الله ثم رجع القهقرى وراءه حتى دخل في
الصف فتقدم النبي صلى الله عليه وسلم فصلى بالناس فلما فرغ اقبل على
الناس فقال يا ايها الناس اذا نابكم شيء في صلوتكم اخذتم بالتصفيح انما التصفيح
للنساء من نابه شيء في صلوته فليقل سبحان الله سبحان الله فانه لا يسمعه احد
الا التفت يا ابا بكر ما منعك حين اشرت اليك لم تصل فقال ما كان ينبغي لابن
ابي قحافة ان يصلي بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم ترجمہ سہل بن سعد سے روایت
ہے کہ بنی عمرو بن عوف کے لوگوں مین کچہ جھگڑا تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کچہ اصحاب کو ساتہ لیکر انمین
صلح کرانے کو گئے تو نماز کا وقت آیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ آئے سو بلال نے نماز کی اذان
دی تو بلال صدیق اکبر پاس آئے اور کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم روک گئے اور نماز کا وقت ہوا
تو کیا تو لوگوں کا امام بنے گا ابو بکر نے کہا ہاں اگر تو چاہے تو بلال نے اقامت کہی اور صدیق اکبر رض
آگے بڑہے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس حال مین کہ صفوں مین تھے یہاں تک کہ

پہلی صف مین کہڑے ہوئے تو لوگ تالی مارنے لگے یعنے تاکہ صدیق اکبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے آنے سے خبردار ہو جاوین یہان تک کہ انہون نے بہت تالیان مارین اور صدیق اکبر کی عادت
تہی کہ نماز مین کسی طرف نہ دیکہتے تہے تو صدیق اکبر نے نظر کی تو ناگہان دیکہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم انکے پیچہے صف مین کہڑے ہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا
کہ بدستور نماز پڑہے جاؤ تو صدیق اکبرؓ نے ہاتہ اٹہا کر دعا کی اور خدا کا شکر کیا پہر اپنے پاؤن پر پیچہے
ہٹے یعنے تاکہ قبلے سے منہ نہ پہرے یہان تک کہ صف مین داخل ہوئی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
آگے بڑہے اور لوگون کو نماز پڑہائی پہر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے لوگو تم کو کیا ہے
کہ جب تمکو نماز مین کوئی چیز پہونچی تو تمنے تالیان بجانی شروع کین تالی مارنی تو عورتون کو چاہیے
جسکو نماز مین کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنے ایسی ضرورت جسمین امام کو خبردار کرنا پڑے تو چاہیے کہ
کہے سبحان اللہ سبحان اللہ اسواسطے کہ اسکو کوئی نہ سنے گا مگر کہ اسکی طرف دیکہے گا اے ابو بکر کس چیز
نے تمکو منع کیا تہا لوگون کی امامت کرنے سے جبکہ مین نے تجہکو اشارہ کیا تو ابو بکرؓ نے کہا کہ ابی قحافہ
کے بیٹے کو لائق نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے امام بنے **ف** اس حدیث کی پوری
شرح کتاب الامامۃ مین گذر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب مین **حدثنا** مُسَدَّدٌ ثَنَا
مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِی اَنَّ اَنَسًا قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَتَیْتَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ
اُبَیٍّ فَانْطَلَقَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَکِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ یَمْشُوْنَ
مَعَہٗ وَہِیَ اَرْضٌ سَبِخَۃٌ فَلَمَّا اَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلَیْکَ عَنِّیْ وَاللّٰہِ
لَقَدْ اٰذَانِیْ نَتْنُ حِمَارِکَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنْہُمْ وَاللّٰہِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْیَبُ رِیْحًا مِّنْکَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰہِ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِہٖ فَشَتَمَا فَغَضِبَ
لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا اَصْحَابُہٗ فَکَانَ بَیْنَہُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِیْدِ وَالْاَیْدِیْ وَالنِّعَالِ فَبَلَغَنَا
اَنَّہَا نَزَلَتْ وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَہُمَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ
ہٰذَا مِمَّا انْتَخَبْتُ مِنْ مُسَدَّدٍ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ وَیُحَدِّثَ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے کہ کسی نے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ عبد اللہ بن ابی پاس کہ منافقون کا سردار ہے آوین تو بہتر
ہو یعنے امید ہے کہ ہدایت پاوے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکی طرف چلے اور آپ گدہے پر سوار
تہے تو مسلمان بہی آپکے ساتہ چلے اور وہ زمین شور تہی سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس پاس
آئے تو اس نے کہا کہ مجہ سے دور ہو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تیرے گدہے کی بدبو نے مجہکو ایذا دی تو ایک

انصاری مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گدہا تجھ سے زیادہ تر خوشبودار
ہے تو عبد اللہ کے واسطے ایک مرد اسکی قوم سے غضبناک ہوا اور دونو نے آپسمین برا کہا تو ہر ایک کے
یار اسکے واسطے غضبناک ہوئے تو دونو گروہ کے درمیان چھڑیون اور ہاتھون اور جوتون سے
مار پیٹ ہوئی تو ہمکو یہ خبر پہونچی کہ یہ آیت انکے حق مین اتری کہ اگر دو گروہ مسلمانون سے آپسمین لڑین
تو انکے درمیان صلح کراؤ ف اس حدیث کی مناسبت بہی ظاہر ہے اور اسمین یہ شبہ آتا ہے
کہ عبد اللہ بن ابی کے اصحاب اس وقت کافر تھے پس کسطرح صحیح ہوگا یہ کہ اگر دو گروہ مسلمانون سے لڑین
تو جواب اسکا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ باعتبار تغلیب کے ہو اور اس حدیث مین بیان ہے اسچیز کا کہ تہی اوسپر
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعراض کرنے سے اور حلم سے اور صبر کرنے سے ایذا پر جو اللہ کے راہ مین آپ کو
پہونچتی تہی اور تالیف قلوب کے اسپر اور نیز اسمین گدہے کی سواری ہونے مین بڑون پر نقص نہین اور
اسمین بیان ہے اسچیز کا کہ تھے اسپر اصحاب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے اور ادب سے اور محبت
شدید سے اور یہ کہ جو بڑے پر کسی چیز کو پیش کرے تو اسکو عرض کے طور سے وارد کرے نہ بطور حزم کے
اور اسمین مبالغہ کرنا ہے مدح مین اسواسطے کہ صحابی نے کہا کہ گدہے کی خوشبو عبد اللہ کی خوشبو سے
اچھی ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اوسپر برقرار رکہا (فتح) **باب لَیْسَ الْکَاذِبُ**
الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ وہ شخص جھوٹا نہین جو دو مین صلح کراوے **حدثنا عبد العزیز**
ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ثنا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّ حُمَیْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
اَخْبَرَہٗ اَنَّ اُمَّہٗ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِنْتَ عُقْبَۃَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّھَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ فَیَنْمِیْ خَیْرًا اَوْ یَقُوْلُ خَیْرًا
ترجمہ ام کلثوم سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین جھوٹا وہ شخص جو دو مین صلح
کراوے تو اپنی طرف سے نیک بات جوڑے یا نیک بات کہے ف کہتے ہین کہ جو اسکو نیک بات معلوم ہو سو
کہے اور جو بری بات معلوم ہو سو نہ کہے اور یہ جھوٹ نہین اسواسطے کہ جھوٹ خبر دینی ساتھ ایک چیز کے ہے
برخلاف اسکے کہ وہ اسکے ساتھ ہے اور یہ ساکت ہے یعنے چپ ہے اور ساکت کی طرف قول نسبت نہین
کیا جاتا اور نہین حجت ہے اسمین واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ شرط ہے جھوٹ مین قصد کرنا طرف
اسکی اور طبری نے کہا کہ ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے جھوٹ مارنا واسطے قصد اصلاح کے اور کہتے ہین
کہ تینون چیزین مذکور بمانند مثال کی ہین اور کہتے ہین کہ جھوٹ بولنا برا یہ ہے کہ اسمین ضرر ہو یا اسمین
کوئی مصلحت نہ ہو اور اور لوگ کہتے ہین کہ جھوٹ مطلق جائز نہین کہتے ہین کہ مراد ساتھ اسکے توریہ اور

تعریض ہے مانند اسکی جو ظالم کو کہے کہ مین نے کل تیرے واسطے دعا مانگی تہی اور مراد یہ ہو اللھم اغفر
للمسلمین یعنے الہی مسلمانون کو بخشدے اور اپنی بی بی سے کسی چیز کے دینے کا وعدہ کرے اور مراد
یہ ہو کہ اگر خدا نے اسکو قدرت دی اور اتفاق ہے اسپر کہ مراد جہوٹ بولنے کی مرد اور عورت کے حق مین تو
صرف اسیچز مین ہے کہ نہ ساقط کرے حق کو کہ مرد پر ہو یا عورت پر لینا اسیچز کا کہ نہین واسطے مرد کے یا
واسطے عورت کے اور اسپر بہی اتفاق ہے کہ اضطرار کے وقت جہوٹ بولنا جائز ہے جیسے کہ کوئی
ظالم ایک مرد کے مارنے کا قصد کرے اور وہ مرد اسکے پاس چھپا ہو تو اسکو جائز ہے کہ کہے کہ میرے
پاس نہین اور اسپر قسم کہاوے اور گناہ نہین (فتح) **باب** قول الامام لاصحابہ اذہبوا
بنا نصلح کہنا امام کا اپنے یارون کو کہ ہمکو لے چلو ہم صلح کراوین **حدثنا** محمد بن عبد اللہ
ثنا عبد العزیز بن عبد اللہ الاویسی واسحاق بن محمد الفروی قالا ثنا محمد بن
جعفر عن ابی حازم عن سہل بن سعد ان اہل القباء اقتتلوا حتی تراموا بالحجارۃ
فاخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک فقال اذہبوا بنا نصلح بینہم ترجمہ
سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ اہل قبا یعنے وہان کے رہنے والے آپسمین لڑے تو کسی نے اسکی حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمکو لے چلو کہ ہم انکے درمیان صلح
کراوین **ف** یہ حدیث کتاب کے اول مین گذر چکی ہے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب مین (فتح) **باب**
قول اللہ ان یصلحا بینہما صلحا والصلح خیر باب ہے بیان مین اس آیت کی کہ اگر ایک
عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پہر جانے سے تو گناہ نہین دونو پر کہ کرلین آپسمین صلح اور
صلح خوب چیز ہے **ف** یعنے اگر مرد کا دل پہرا دیکہے اور عورت اسکا دل خوش کرنے کو اپنا کچہ حق
چہوڑ دے مہر سے یا نفقہ سے اور آپس مین اس بات پر صلح کرلین تو درست ہے **حدثنا**
قتیبۃ بن سعید ثنا سفیان عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت
امرأۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا قالت ہو الرجل یری من امرأتہ ما
لا یعجبہ کبرا او غیرہ فیرید فراقہا فتقول امسکنی واقسم لی ما شئت قالت
فلا باس اذا تراضیا ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر مین کہ اگر کوئی عورت ڈرے
اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پہر جانے سے عائشہ رضہ نے کہا کہ وہ مرد ہے کہ دیکہتا ہے اپنی عورت سے وہ
چیز کہ اسکو نہین بہاتی یعنے کبر وغیرہ سے تو ارادہ کرتا ہے اس سے جدائی کا یعنے چاہتا ہے کہ اسکو
چہوڑے تو وہ کہتی ہے کہ مجہکو اپنے پاس رہنے دے اور بانٹ میرے واسطے جو کچہ کہ تو چاہتا ہے

نفقہ وغیرہ سے عائشہ رض نے کہا کہ بس نہیں ڈر ہے جبکہ دونو آپسمین امنی ہون **ف** اسکی تفسیر سورہ نسا مین آویگی **باب** اِذَا اصْطَلَحُوا عَلٰی صُلْحِ جَوْرٍ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ جب ناحق پر صلح کرین تو وہ مردود ہے یعنی لازم نہین ہوتی **حدثنا** اٰدَمُ ثنا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ ثنا الزُّهْرِیُّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ قَالَا جَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَیْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهٗ قَالَ صَدَقَ فَاقْضِ بَیْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ اِنَّ ابْنِیْ كَانَ عَسِیْفًا عَلٰی هٰذَا فَزَنٰی بِامْرَاَتِهٖ فَقَالُوْا لِیْ عَلٰی ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَیْتُ ابْنِیْ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِیْدَةٍ ثُمَّ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا اِنَّمَا عَلٰی ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا الْوَلِیْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَیْكَ وَعَلٰی ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ وَاَمَّا اَنْتَ یَا اُنَیْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَی امْرَاَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَیْهَا اُنَیْسٌ فَرَجَمَهَا **ترجمہ** ابوہریرہ اور زید بن خالد سے روایت ہے کہ ایک گنوار آیا تو اُس نے کہا کہ یا حضرت حکم کرو درمیان ہمارے سات کتاب اللہ کے یعنی موافق حکم خدا کے تو اسکا خصم کہڑا ہوا یعنے جسکے سات اُسکا جھگڑا تھا اور کہا کہ اُس نے سچ کہا پس حکم کرو درمیان ہمارے سات کتاب اللہ کے پہر گنوار نے کہا کہ میرا بیٹا اُسکے پاس مزدور تھا تو اُس نے اُسکی عورت سے حرام کاری کی تو لوگون نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا لازم ہے یعنے اسکو پتھرون سے مار ڈالنا چاہیے تو بدلا دیا مینے اُسکی طرف سے سو بکریان اور ایک لونڈی یعنے اسکے سنگسار ہونے کے بدلے پہر مینے عالمون سے پوچھا یعنے آپکے اصحاب سے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت آپکے حکم سے فتوے دیا کرتے اور وہ ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت وغیرہ تہے تو انہون نے کہا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑہ اور برس دن کا نکالدینا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ مین حکم کرونگا درمیان تمہارے ساتھ کتاب اللہ کے ایپر لونڈی اور بکریان پس پہر آوینگی طرف تیری اور تیرے بیٹے پر سو کوڑہ اور برس دن کا نکالدینا ہے اور ایپر تو اے انیس ایک مرد سے کہا یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے کہا جسکا نام انیس تہا کہ تو صبح کو اُسکی عورت پاس جا تو اُسکو سنگسار کر یعنے اگر زنا کا اقرار کرے تو انیس صبح کو اُس پاس گیا اور اُسکو سنگسار کیا **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود مین آویگی اور غرض اُس سے یہان یہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ بکریان اور لونڈی تیرے پاس پہر آوینگی اسواسطے کہ وہ صلح کے بدلے مین ہی اُس چیز کے بدلے جو مزدور پر واجب ہوئی تہی حد سے اور چونکہ یہ صلح شرع مین جائز نہ تہی تو ناحق ہوئی (فتح) **حدثنا** یعقوب بن

مُحَمَّدٌ ثنا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَبِيْ عَوْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نئی بات نکالے ہمارے اس کام یعنے ہمارے دین مین جو اسمین نہین تو نئی بات مردود ہے ف طرقی نے کہا کہ لائق ہے کہ اس حدیث کو شرع کا نصف کہا جاوے اسواسطے کہ شرع کی دلیل دو مقدموں سے مرکب ہوتی ہے اور مطلوب ساتھ دلیل کے یا ثابت کرنا حکم کا ہے یا نفی اسکی اور یہ حدیث مقدمہ کبرے ہے بیچ ثابت کرنے حکم شرعی کے اور نفی اسکی کے اسواسطے کہ اسکا منطوق مقدمہ کلیہ ہے ہر دلیل مین کہ حکم نافی ہے مثلا یہ کہ کہا جاوے وضو مین ساتھ پانی ناپاک کے کہ یہ امر شرع سے نہین اور جو اسطرح ہو وہ مردود ہے پس یہ عمل مردود ہے پس مقدمہ ثانی ثابت ہے ساتھ اس حدیث کے اور نزاع تو پہلے مقدمہ مین ہے اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ جو ایسا کام کرے کہ اُسپر شرع کا حکم ہو تو وہ صحیح ہے مثل اسکی کہ کہا جاوے بیچ وضو کے ساتھ نیت کی کہ اُسپر شرع کا حکم ہے اور ہر وہ چیز کہ اُسپر شرع کا حکم ہو تو وہ صحیح ہے پس مقدمہ دوسرا ثابت ہے ساتھ اس حدیث کی اور پہلی مین نزاع ہے پس اگر اتفاق پڑے کہ پائی جاوے ایک حدیث کہ ہو مقدمہ پہلا بیچ ثابت کرنے ہر حکم شرعی کے اور نفی اسکی کے تو مستقل ہونگی دونو حدیثین ساتھ تمام دلیلون شرع کے لیکن یہ دوسری حدیث پائی نہین گئی اور یہ جو کہا کہ وہ رد ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ باطل ہے اُسکا کچھ اعتبار نہین اور دوسرا لفظ حدیث کا یعنے من عمل عام ہے پہلے لفظ سے اور وہ قول آپ کا من احدث ہے پس حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اسکے بیچ باطل کرنے تمام عقود ممنوعہ کے اور نہ موجود ہونے ثمرات اُنکے کی جو اسپر مترتب ہوتے ہین اور اسمین ذکر نا نئی باتون کا ہے اور یہ کہ نہی فساد کو چاہتی ہے اسواسطے کہ منہیات سب دین کے امر سے نہین پس واجب ہے رد کرنا انکا اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حکم حاکم کا نہین بدلاتا اُس چیز کو کہ امر کے باطن مین ہے اسواسطے کہ وہ لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا مین داخل ہے اور یہ کہ صلح فاسد توڑی گئی ہے اور جو چیز اسپر لیجاوے وہ پھیرنے کو مستحق ہے (فتح)

باب كَيْفَ يُكْتَبُ هٰذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَاِنْ لَمْ يَنْسِبْهُ اِلٰى قَبِيْلَتِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ کس طرح لکھا جاوے یعنے صلحنامہ کہ یہ امر ہے کہ صلح کی فلانے فلانے کے بیٹے نے اور فلانے فلانے کے بیٹے نے یعنے صلحنامہ مین صرف اسی قدر کافی ہے اگرچہ نہ منسوب کرے اُسکو طرف قبیلے اُسکے کی یا نسب اسکی کی ف یعنے جبکہ ہو مشہور بدون اُسکے ساتھ اسطور کے کہ لبس اور شبہ سے امن ہو پس کفایت کیجاوے وثیقہ مین

ساتھ نام مشہور کے اور نہین لازم آتا ذکر کرنا جد اور نسب اور شہر کا اور مانند اسکی اور یہ قول فقہا کا کہ وثیقون مین اُسکا نام اور اسکے باپ کا نام لکھا جاوے اور اُسکی نسب بھی لکھی جاوے پس یہ اسجگہ ہے جہان دوسرے کے نام سے ملجانے کا خوف ہو اور نہین تو خوف نہ ہو تو وہ مستحب ہے۔ (فتح) **حدثنا** محمد بن بشار ثنا غندر ثنا شعبة عن ابی اسحاق قال سمعت البراء بن عازب قال لما صالح رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل الحديبية كتب علي بينهم كتابا فكتب محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال المشركون لا تكتب محمد رسول الله لو كنت رسولا لم نقاتلك فقال لعلي امحه قال علي ما انا بالذي امحاه فمحاه رسول الله صلی الله علیه وسلم بيده وصالحهم على ان يدخل هو واصحابه ثلثة ايام ولا يدخلوها الا بجلبان السلاح فسالوه ما جلبان السلاح قال القراب بما فيه ترجمہ براء بن عازب رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والون یعنے مکہ والون سے صلح کی تو حضرت علی رض نے اُنکے درمیان صلحنامہ لکھا تو صلحنامہ مین محمد رسول اللہ لکھا تو کافرون نے کہا کہ محمد رسول اللہ نہ لکھ اگر تو رسول ہوتا تو ہم تجھ سے نہ لڑتے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رض سے کہا کہ اسکو مٹا دے تو علی رض نے کہا کہ مین وہ نہین کہ اُسکو مٹاؤن تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اپنے ہاتھ سے مٹایا اور صلح کی اُنسے اس قرار پر کہ وہ اور اُسکے یار تین دن مکے مین رہین اور نہ داخل ہوویں اسمین مگر ساتھ میان ہتھیارون کے تو لوگون نے پوچھا کہ ہتھیارون کے جلبان کیا ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھیلا ساتھ اُس چیز کے کہ اُسمین ہے یعنے ہتھیار میانون وغیرہ مین ہونگے کھلے نہ ہون بصورت قہر اور غلبے کے **ف** اس حدیث کی شرح مغازی مین آوے گی اور غرض اس سے اسجگہ اقتصار کرنا کاتب کا ہے محمد رسول اللہ پر اور نہ منسوب کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو طرف باپ کی اور نہ دادے کی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اُسپر برقرار رکھا اور اقتصار کیا محمد بن عبد اللہ پر بغیر زیادتی کے اور یہ سب واسطے امن کے ہے شبہ سے (فتح) **حدثنا** عبيد الله بن موسى عن اسرائيل عن ابی اسحاق عن البراء قال اعتمر النبي صلی الله علیه وسلم في ذي القعدة فابى اهل مكة ان يدعوه يدخل مكة حتى قاضاهم على ان يقيم بها ثلثة ايام فلما كتبوا الكتاب كتبوا هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله فقالوا لا نقر بها فلو نعلم انك رسول الله ما منعناك لكن انت محمد بن عبد الله قال انا رسول الله وانا محمد ابن عبد الله ثم قال لعلي امح رسول الله قال لا والله لا امحوك ابدا فاخذ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکتاب فکتب ھذا ما قاضی محمد بن عبد اللہ لا یدخل
مکۃ بصلاح الا فی القراب ان لا یخرج من اھلھا باحد ان اراد ان یتبعہ وان
لا یمنع احدا من اصحابہ اراد ان یقیم بھا فلما دخلھا ومضی الاجل اتوا علیا
فقالوا قل لصاحبک اخرج عنا فقد مضی الاجل فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فتبعتھم ابنۃ حمزۃ یا عم یا عم فتناولھا علی فاخذ بیدھا وقال لفاطمۃ
دونک ابنۃ عمک حملتھا فاختصم فیھا علی وزید وجعفر فقال علی انا
احق بھا وھی بنت عمی وقال جعفر بنت عمی وخالتھا تحتی وقال زید بنت
اخی فقضی بھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخالتھا وقال الخالۃ بمنزلۃ الام وقال
لعلی انت منی وانا منک وقال لجعفر اشبھت خلقی وخلقی وقال لزید انت
اخونا ومولانا ترجمہ براء رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ذیقعد مین عمرے کا
احرام باندہا تو نہ مانا اہل مکہ نے یہ کہ چھوڑین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مکے مین داخل ہون یہان تک
کہ پکا کیا اُنسے اقرار کو کہ آپ مکے مین تین دن ہین اس سے زیادہ نہ رہین سو جب انہون نے صلحنامہ لکہا
تو اسطور سے لکہا کہ یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی محمد رسول اللہ نے تو کافرون نے کہا کہ ہم رسول ہونیکا اقرار
نہین کرتے اور اگر ہم جانتے کہ تو اللہ کا رسول ہے تو تجھکو نہ روکتے ولیکن تو محمد بن عبد اللہ ہے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اللہ کا رسول ہون اور محمد بن عبد اللہ ہون پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا
کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے علی رض نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی مین اسکو کبہی نہین مٹاؤن گا تو حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے صلحنامہ لیا پس لکہا یہ چیز وہ ہے کہ جسپر صلح کی محمد بن عبد اللہ نے یہ کہ نہ داخل کرے مکے مین
ہتیہار کو مگر ہتیہار میان مین اور یہ کہ اگر مکے والون سے کوئی اُسکے سات جانا چاہے تو اسکو اپنے سات لیجاوے یعنے بلکہ
اسکو ہمارے حوالے کرے اور یہ کہ اگر اُسکے اصحاب سے کوئی مکے مین چاہے تو اسکو منع نہ کرے سو جب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مکے مین داخل ہوئے اور مدت گذر چکی یعنے تین دن جسکا اقرار ہوا تہا تو کافر علی رض پاس آئے
اور کہنے لگے کہ اپنے ساتہی سے کہہ کہ ہمسے نکلے کہ مدت گذر چکی ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے سے نکلے
تو حمزہ کے بیٹی اُنکے سات ہوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے تہی ای چچا اے چچا تو علی نے اُسکا ہات پکڑا اور
فاطمہ رض سے کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو پکڑ کر لیجاوے مین اُٹہالے تو اُسکے باری مین علی اور زید اور جعفر جہگڑے
یعنے اسکی پرورش مین تو حضرت علی رض نے کہا کہ مین لائق تر ہون سات اسکے کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے
اور جعفر نے کہا کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اسکی خالہ میرے نکاح مین ہے اور زید نے کہا کہ میری بہتیجی ہے

توحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ وہ اپنی خالہ کو ملے گی اور فرمایا کہ خالہ بجائے ماں کے ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رضہ سے فرمایا کہ تو بہ مجھ سے ہے اور مین تجھ سے ہون یعنے مجھ مین اور تجھ مین کمال اخلاص ہے اور جعفر سے فرمایا کہ تو مانند میری ہے میری پیدائش مین اور خلق مین اور زید سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور محب ہے

بَابُ الصُّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ کافرون کے ساتھ صلح کرنے کا بیان **ف** یعنے حکم اُسکا یا کیفیت اُسکی یا جواز اُسکا فِيْهِ عَنْ اَبِي سُفْيَانَ یعنے اس مین ابوسفیان سے روایت ہے **ف** یہ اشارہ ہے طرف قصے ہرقل کی اور اُسکا پورا قصہ کتاب کے اول مین گذر چکا ہے اور غرض اس سے یہ قول اُسکا ہے کہ ہرقل نے کسی کو اُسکے پاس بھیجا بیچ چند سوار مین قریش کے اُس مدت مین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش سے مقرر کی تھی یعنے صلح کی تھی کہ اتنی مدت آپس مین لڑینگے (رفتہ) وَقَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَكُوْنُ هُدْنَةٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْاَصْفَرِ یعنے عوف رضہ سے روایت ہے کہ پھر تمہارے اور آدمیون کے درمیان صلح ہو گی **ف** یہ حدیث پوری جزیہ مین آوے گی اس سے معلوم ہوا کہ کافرون کے ساتھ صلح کرنی درست ہے وَفِيْهِ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَاَسْمَاءُ وَالْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے اور کافرون کے ساتھ صلح کرنے کے باب مین سہل اور اسماء اور مسور نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وَقَالَ مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَشْيَاءَ عَلٰى اَنَّ مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ اِلَيْهِمْ وَمَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى اَنْ يَدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيْمَ بِهَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهٖ فَجَاءَ اَبُوْ جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِيْ قُيُوْدِهٖ فَرَدَّهُ اِلَيْهِمْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ عَنْ سُفْيَانَ اَبَا جَنْدَلٍ وَقَالَ اِلَّا بِجُلُبِّ السِّلَاحِ ترجمہ براء رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن کافرون سے تین چیز پر صلح کی ایک یہ کہ جو کافرون سے مسلمان ہو کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آوے آپ اسکو کافرون کی طرف پھیر دین اور دوم یہ کہ جو مسلمانون سے کافرون پاس آوے وہ اُسکو نہ پھیر دین اور سوم یہ کہ آیندہ سال مکے مین داخل ہووین اور اُسمین تین دن ٹھیرین یعنے اس سال مین نہ آوین اور نہ داخل ہون مکے مین اس حال مین کہ ہتھیار تھیلے مین ڈالے ہوئے تلوار اور تیر اور مانند اسکی سو ابوجندل اپنی بیڑیون مین چلتا ہوا آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو کافرون کی طرف پھیر دیا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ کافرون سے صلح کرنی جائز ہے **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ ثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ

مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوفًا وَلَا يُقِيمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے نکلے تو کافر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور خانے کعبے کو درمیان حائل ہوئے یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مکے میں آنے سے مانع ہوئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈایا حدیبیہ میں اور صلح کی کافروں سے اس بات پر کہ آئندہ سال کو عمرہ کریں اور تلوار کے سوا کوئی ہتھیار اپنے نہ اٹھاویں یعنے اپنے ساتھ لاویں اور مکے میں نہ ٹہیریں مگر جتنے دن کہ کافر چاہیں تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آئندہ سال کو عمرہ کیا اور جس طرح پر کافروں سے صلح کی تھی اسی طرح سے مکے میں داخل ہوئے سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تین دن مکے میں ٹہیرے تو کافروں نے آپ سے نکلنے کو کہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے سے نکلے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا بِشْرٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ ابْنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ ترجمہ سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ خیبر کی طرف چلے اور اس وقت خیبر والوں نے کہ یہود تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے صلح کی ہوئی تھی ف اسکی شرح حدود میں آوے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس وقت خیبر والوں نے مسلمانوں سے صلح کی ہوئی تھی (فتح) بَابُ الصُّلْحِ فِي الدِّيَةِ دیت میں صلح کرنے کا بیان ف یعنے بایں طور کہ واجب ہو قصاص یعنے خون بدلے خون کے پس واقع ہو صلح مال معین پر یعنے دیت لیکر مقتول کے وارث راضی ہو جاویں (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ ثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ الرُّبَيِّعَ وَهِيَ بِنْتُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوا الْأَرْشَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأَبَوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَقَالَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ زَادَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کا دانت توڑا اور لڑکی کے وارثوں نے دیت طلب کی اور ربیع کے وارثوں نے معافی چاہی تو لڑکی کے وارثوں نے

نہ مانا تو دونو گروہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قصاص یعنے دانت
توڑنے کا حکم دیا تو انس بن نضر نے کہا کہ یا حضرتؐ کیا ربیع کا دانت توڑا جاوے گا قسم ہے اُسکی جسنے
آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میری بہن کا دانت نہ توڑا جاوے گا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اسے انس خدا کا حکم قصاص ہے یعنے دانت کو بدلے دانت توڑا جاویگا سو لڑکی کی قوم راضی ہوئی
اور قصاص معاف کیا یعنے اور دیت قبول کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر بعض اللہ کے
بندے ایسے ہین کہ اگر قسم کہا بیٹھین خدا کی بہروسے پر تو خدا اُنکی قسم کو سچا کر دیوے یعنے جس پر قسم کہاوین
کہ فلانی بات ایسی ہوگی تو خدا ویسی ہی کر دیتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ قوم راضی ہوئی یعنے بدلہ لینے
کیا اور دیت قبول کی **ف** پہلی روایت سے ظاہر معلوم ہوتا تہا کہ اُنہون نے قصاص اور دیت
کو مطلق چہوڑ دیا تہا اس واسطے امام بخاری نے اس زیادتی کو ذکر کیا تو اسمین اشارہ ہے طرف
تطبیق کی درمیان اُن دونو کے بایں طور کہ قول راوی کا عفوا محمول ہے اسپر کہ معاف کیا اُنہون نے
قصاص سے اور پر قبول دیت کو (فتح) **باب** قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن
علی ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین وقولہ فاصلحوا
بینھما باب ہے بیان مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ آپنے حسن بن علیؓ کے حق مین فرمایا
کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور شاید کہ خدا صلح کرے ساتہ اُسکے درمیان دو لشکرون کے اور بیان مین اس آیت
کے کہ صلح کراؤ درمیان دونو جہگڑنے والون کے **ف** یہ آیت ترجمہ کے ساتہ مطابق نہین لیکن اگر یہ مراد
ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حرص کرنے والے تہے اور پر بجالانے حکم خدا کے اور خدا نے صلح کرانے کا حکم
کیا ہے اور خبر دی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ عنقریب ہے کہ دو گروہ کے درمیان حسن کے سبب سے
صلح ہوگی تو ممکن ہے (فتح) **حدثنا** عبد اللہ بن محمد ثنا سفین عن ابی موسی قال سمعت
الحسن یقول استقبل واللہ الحسن بن علی معاویۃ بکتائب امثال الجبال فقال عمرو بن
العاص انی لاری کتائب لا تولی حتی تقتل اقرانھا فقال لہ معاویۃ وکان واللہ خیر
الرجلین ای عمرو ان قتل ھؤلاء ھؤلاء وھؤلاء ھؤلاء من لی بامور الناس من لی
بنسائھم من لی بضیعتھم فبعث الیہ رجلین من قریش من بنی عبد شمس عبد الرحمن
ابن سمرۃ وعبد اللہ بن عامر فقال اذھبا الی ھذا الرجل فاعرضا علیہ وقولا لہ واطلبا
الیہ فاتیاہ فدخلا علیہ فتکلما وقالا لہ وطلبا الیہ فقال لھما الحسن بن علی انا
بنو عبد المطلب قد اصبنا من ھذا المال وان ھذہ الامۃ قد عاثت فی دمائھا

قالا فانہ یعرض علیک کذا وکذا ویطلب الیک ویسالک قال فمن لی بہذا قالا نحن لک بہ فصالحہ قال الحسن ولقد سمعت ابا بکرۃ یقول رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین قال ابو عبد اللہ قال لی علی بن عبد اللہ انما صح عندنا سماع الحسن من ابی بکرۃ بہذا الحدیث ترجمہ حسن بن بصری رض سے روایت ہی کہ قسم ہے اللہ کی حسن بن علی رض پہاڑون کی طرح لشکر معاویہ کے سامنے آیا تو عمرو بن عاص نے (جو معاویہ کا صلاح کار تہا) کہا کہ البتہ مین دیکھتا ہون لشکرون کو کہ پیٹھ نہ پہیر جاوینگے یہان تک کہ اپنے اقران اور برابرون کو مار ڈالین تو معاویہ نے اُس سے کہا اور قسم ہے اللہ کی کہ وہ دونو مین بہتر تہا یعنے معاویہ اور عمر دونوین سے معاویہ بہتر تہا کہ اے عمرو اگر انہون نے انکو مار ڈالا اور اُنہون نے انکو مار ڈالا تو کون ضامن ہوگا میرے ساتہ کام لوگون کے یعنے جو مارے جاوین گے کون ضامن ہوگا واسطے میرے انکی عورتون کا کون ضامن ہوگا واسطے میرے انکی بال بچون کا تو معاویہ نے دو قریشی مرد عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر حسن رض کی طرف بہیجے اور کہا اس مرد پاس جاؤ یعنے حسن بن علی رض پاس جاؤ اور صلح اسکے پیش کرو اور اُس سے کہو اور طلب کرو طرف اُسکی یعنے اُس سے صلح کی درخواست کرو یا کام کو اُسکی سپرد کرو جو کہے سو قبول کرو تو دونو حسن بن علی رض پاس گئے اور اس پاس داخل ہوئے اور اُس سے کلام کیا اور اُسکو اور اُس سے صلح طلب کی تو حسن بن علی رض نے دونو کو کہا کہ ہم عبد المطلب کی اولاد ہون اور تحقیق ہمنے اس مال سے کچہ پایا ہے یعنے بسبب خلافت کے کہ ہمکو سخاوت اور بخشش کرنی عادت ہوگئی ہے اگر ہم خلافت کو چھوڑین تو ہماری عادت چہوٹتی ہے اور تحقیق یہ امت یعنے یہ لوگ کہ ہمارے ساتہ ہین فراخ دست ہین خونریزی اور فساد کرنے مین یہ رکتے نہین مگر مال سے تو دونو نے کہا کہ معاویہ اتنا اتنا مال تجہپر پیش کرتا ہے اور اپنی مراد کو تیری طرف سپرد کرتا ہے اور تجہہ سے صلح چاہتا ہے تو حسن رض نے کہا کہ میرے واسطے اسکا کون ضامن ہوتا ہے تو دونو نے کہا کہ تیرے واسطے ہم ضامن ہوتے ہین تو حسن نے اُن سے کوئی چیز طلب کی مگر کہ انہون نے کہا کہ اُسکے ہم ضامن ہوتے ہین تو حسن بن علی رض نے معاویہ سے صلح کی اور خلافت اُسکی سپرد کی حسن رض نے کہا کہ مین نے ابا بکرہ سے سنا کہتا تہا کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکہا اور حسن بن علی رض آپکے پہلو مین تہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک بار لوگون کی طرف متوجہ ہوتے تہے اور دوسری بار حسن پر متوجہ ہوتے تہے اور فرماتے تہے کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور شاید کہ خدا صلح کراوے ساتہ اسکے درمیان دو گروہ کے مسلمانون سے

ف اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آوے گی بَاب هَلْ يُشِيْرُ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ کیا امام صلح کی اشارت کرے ف اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس ترجمہ کے طرف خلاف کی پس تحقیق جمہور کہتے ہیں کہ مستحب ہے حاکم کو کہ صلح کے ساتھ اشارہ کرے اگرچہ ظاہر ہو حق واسطے ایک دو جھگڑنے والوں کے اور بعضوں نے اس سے منع کیا ہے اور یہ روایت مالکیہ سے ہے حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اُمَّهٗ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُمَا وَاِذَا اَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْاٰخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهٗ فِيْ شَيْءٍ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ الْمُتَاَلِّيْ عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَهٗ اَيُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر دو جھگڑتے والوں کی آواز سنی اسحال میں کہ دونو اپنی آواز بلند کرتے تھے اور ناگہان ایک انکا دوسرے سے کچھ قرض چھوڑانا چاہتا تھا اور نرمی طلب کرتا تھا .... تو دوسرا کہتا تھا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں کچھ قرض چھوڑوں گا نہ نرمی کرونگا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم انکی طرف نکلے سو فرمایا کہ کون ہے اللہ پر قسم کہانے والا کہ نیک کام نہ کرے تو اس نے کہا کہ یا حضرتؐ میں ہوں تو اسکے واسطے ہے جسکو وہ اس سے چاہے یعنے خواہ کچھ قرض معاف کرالیوے یا نرمی کرالیوے ف اس حدیث میں رغبت دلانی ہے اوپر نرمی کرنے کے ساتھ قرضدار کے اور احسان کرنے کی طرف اسکی ساتھ چھوڑنے کچھ قرض کے اس سے اور جھڑکنا قسم کہانے سے نیکی کی ترک کرنے پر اور داؤدی نے کہا کہ مکروہ رکھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسواسطے کہ اس نے قسم کہائی اوپر ترک کرنے امر کے کہ قریب ہے کہ خدا نے اسکے وقوع کو مقدر کیا ہو اور تعاقب کیا ہے اسکا ابن تین نے ساتھ اسکے کہ اگر اسی طرح ہوتا تو البتہ مکروہ رکھتے قسم کہانے کو واسطے اس شخص کے کہ قسم کہائے کہ البتہ نیکی کریگا اور ایسا نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ مکروہ رکھا واسطے اسکے قطع کرنے نفس اپنے کو نیک کام سے اور اس ق اس گنوار کا قصہ وارد نہیں ہوگا جس نے کہا کہ نہ بڑھاؤں گا اسواسطے کہ وہ اسلام کی طرف بلانے کے مقام میں تھا پس اسکو ترک زیادتی کی قسم کہانے کو مکروہ نہ رکھا بخلاف اسکے جو اسلام میں مضبوط ہو کر اسکو زیادتی پر قسم کہانی منع ہے اور اس حدیث میں تیز فہمی اصحاب کی ہے واسطے ارشاد کے اور حرص انکی اوپر فعل خیر کے اور اسمیں درگذر کرنا ہے اس چیز سے کہ جاری ہو درمیان جھگڑنے والوں کے

کے بلند ہونے آواز سے نزدیک مالکیہ کے اور یہ کہ جائز ہے قرضدار کو سوال کرنا قرضخواہ سے واسطے
چھوڑ دینے کچھ قرض سے کے بخلاف مالکیہ کے کہ اسکو مکروہ جانتے ہیں کہ اسمین منت ہی اور ابن بطال
نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے واسطے قول لوگون کے کہ بہتر صلح نصف پر ہے اور ابن تین نے
کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہین اسمین تو رغبت دلانا ہے ترک بعض حق پر اور تعاقب کیا گیا
ہے ساتھ اسکے کہ اشارت ساتھ اسکے ساتھ معنے صلح کے ہی علاوہ ازین بخاری نے اسکا یقین نہین
کیا پس کسطرح اعتراض کیا جاویگا اسپر (فتح) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ جَعْفَرِ
ابْنِ رَبِیْعَۃَ عَنِ الْاَعْرَجِ ثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ کَانَ لَہٗ عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ
ابْنِ اَبِیْ حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِیِّ مَالٌ فَلَقِیَہٗ فَلَزِمَہٗ حَتّٰی ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُہُمَا فَمَرَّ
بِہِمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا کَعْبُ فَاَشَارَ بِیَدِہٖ کَاَنَّہٗ یَقُوْلُ النِّصْفَ
فَاَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَیْہِ وَتَرَکَ نِصْفًا ترجمہ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی حدرد
پر اسکا کچھ مال تھا سو وہ اُس سے ملا تو اسکو لپٹ گیا یعنے اُس سے سخت تقاضا کیا تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دونو پاس گذرے پس فرمایا اے کعب پس اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے گویا کہ فرماتے تھے
کہ آدہا چھوڑ دے تو اُس نے آدہا مال لیا اور آدہا چھوڑ دیا **بَابُ فَضْلِ الْاِصْلَاحِ بَیْنَ النَّاسِ وَ
الْعَدْلِ بَیْنَہُمْ** لوگون کے درمیان صلح اور انصاف کرنے کی فضیلت کا بیان حَدَّثَنَا
اِسْحَاقُ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ہَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَیْہِ صَدَقَۃٌ کُلَّ یَوْمٍ تَطْلُعُ فِیْہِ الشَّمْسُ
یَعْدِلُ بَیْنَ النَّاسِ صَدَقَۃٌ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہر روز جسمین آفتاب نکلے آدمیون کی ہر ایک ہڈی اور ہر ایک جوڑ جوڑ پر صدقہ ہے انصاف کرنا دو
شخصون مین خیرات ہی **ف** ابن منیر نے کہا کہ باب مین اصلاح اور عدل کا ذکر ہے اور نہین وارد کیا
حدیث مین مگر عدل کو لیکن جب سب لوگون کو انصاف کے ساتھ خطاب کیا اور تحقیق معلوم ہے کہ
اُنمین حاکم وغیرہ ہین تو ہوگا عدل حاکم کا جبکہ حکم کرے اور انصاف غیر اسکے کا جبکہ صلح کرے اور اسکے
غیر نے کہا کہ اصلاح ایک قسم عدل کی ہے (فتح) **بَابُ اِذَا اَشَارَ الْاِمَامُ بِالصُّلْحِ فَاَبٰی حَکَمَ
عَلَیْہِ بِالْحُکْمِ الْبَیِّنِ** جب اشارہ کرے امام ساتھ صلح کے درمیان دو جھگڑنے والون کے اور جب حق ہو
وہ نہ ملنے تو حکم کرے اسپر امام ساتھ حکم ظاہر کے کہ گفتگو کی مجال باقی نہ رہے حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ
اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّہٗ خَاصَمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ

قَدْ شَهِدَ بَدْرًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلَاهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ آنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتَّى يَبْلُغَ الْجَدْرَ فَاسْتَوْعَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ حَقَّهُ لِلزُّبَيْرِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ سَعَةٍ لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ فَلَمَّا أَحْفَظَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعَى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ قَالَ عُرْوَةُ قَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ مَا أَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ إِلَّا فِي ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ الآية ترجمہ عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہو کہ زبیر حدیث بیان کرتا تہا کہ اُس نے ایک انصاری مرد سے جو بدر مین حاضر ہوا تہا پانی کے نالے مین سنگستانی زمین سے جہگڑا کیا جس سے وہ دونو پانی پلایا کرتے تہی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی دے اے زبیر یعنے اپنی زراعت کو پہر اپنے ہمسائی کی کہیتی کی طرف پانی چہوڑ دے تو انصاری غصے ہوا اور کہا کہ یا حضرتؐ یہ حکم اسواسطے کرتے ہو کہ زبیر آپ کی پہپہی کے بیٹی مین تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا تو فرمایا کہ اے زبیر تو اپنے کہیت کو سینچ لے پہر پانی کو روک رکہہ یعنے اُسکے کہیت کی طرف پانی مت چہوڑ یہانتک کہ منڈیر تک پہونچے یعنے تمام زمین مین پانی پہونچے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زبیر کو اُسوقت اُسکا حق پورا دلوایا اور اس سے پہلے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی رای سے زبیر کو اشارہ کیا تہا واسطے فراخی کے اُسکے لیے اور انصاری کے لیے اور جب انصاری نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غصہ دلایا تو پورا دلایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زبیر کو حق اُنکا بیچ صریح حکم کے یعنے صریح حکم کیا کہ زبیر اپنا تمام حق لے لے زبیر نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی مین نہین گمان کرتا اس آیت کو کہ اتری ہو مگر اس بارے مین سو قسم ہے رب تیرے کی انکو ایمان نہ ہوگا جب تک تجہہ کو منصف نہ جانین جو جہگڑا اُٹہے درمیان انکے پہر اپنے جی مین تیرے حکم سے خفگی نہ پاوین

بَابُ الصُّلْحِ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ وَأَصْحَابِ الْمِيرَاثِ وَالْمُجَازَفَةِ فِي ذٰلِكَ

باب ہے بیان مین صلح کرنے کی درمیان قرضخواہون کے اور اصحاب میراث کی اور اندازہ کرنے کی بیچ اسکے **ف** یعنے نزدیک معاوضہ کی اور اسکی توجیہ کتاب الاستقراض مین گذر چکی ہے اور مراد بخاری کی یہ ہے کہ قرض کے معاوضہ مین اندازہ سے دینا جائز ہے اگرچہ وہ معاوضہ اسکے حق کی جنس سے ہو اور کم یعنے جیسے مثلا کہجور دے کہجور کے

اور یہ کہ اسکو بھی شامل نہین اسواسطے کہ طرفین سے مقابلہ نہین یعنی بلکہ ایک طرف سے ہے وَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَخَارَجَ الشَّرِيكَانِ فَيَأْخُذُ هَذَا دَيْنًا وَهَذَا عَيْنًا فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا
لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ یعنے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ نہین ڈر ہے کہ نکلین دو شریک اپنی ملک سے
پس یہ ایک قرض لے اور دوسرا سو جو چیز لے پس اگر ہلاک ہووے وہ چیز واسطے ایک اُن دونو کے تو
اپنے ساتھی پر رجوع نہ کرے **ف** اسکے معنے یہ ہین کہ اگر کئی وارثون اور کئی شریکون کے درمیان ایک
مال مشترک ہو **ف** اسکی شرح باب الحوالہ مین گذر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرضخواہون اور شریکون
کے درمیان صلح کرنی جائز ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ
عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ تُوُفِّيَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلَى
غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ فِيهِ وَفَاءً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ آذَنْتَ رَسُولَ
اللهِ فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ غُرَمَاءَكَ فَأَوْفِهِمْ
فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلَى أَبِي دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا سَبْعَةٌ عَجْوَةٌ
وَسِتَّةٌ لَوْنٌ أَوْ سِتَّةٌ عَجْوَةٌ وَسَبْعَةٌ لَوْنٌ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَضَحِكَ فَقَالَ ائْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبِرْهُمَا فَقَالَا
لَقَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ أَنْ سَيَكُونُ ذَلِكَ وَقَالَ
هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا بَكْرٍ وَلَا ضَحِكَ وَقَالَ تَرَكَ
أَبِي عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقًا دَيْنًا وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الظُّهْرِ ترجمہ
جابرؓ سے روایت ہے کہ میرا باپ مرگیا اور اُسپر قرض تھا تو مینے اُسکے قرضخواہون پر یہ بات پیش کی کہ اپنے
قرض کے بدلے کھجورین لین سو اُنھون نے نہ مانا اور دیکھا کہ اُس سے قرض ادا نہ ہو سکیگا تو مین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپسے یہ قصہ ذکر کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اُسکو کاٹ
کر کھلیان مین رکھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر کرین یعنے تو مینے آپ کو خبر دی تو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپکے ساتھ ابو بکرؓ اور عمرؓ تھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ڈھیر پر بیٹھے
اور اُسمین برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اپنے قرضخواہون کو بلا کر اُنکا قرض ادا کر دے تو مینے کسی کو نہ چھوڑا
جسکا میرے باپ پر قرض تھا مگر کہ مینے اسکو ادا کر دیا اور تیرہ وسق کھجورین زیادہ رہین سات وسق
عجوہ اور چھ لون (یہ دونو قسم کھجورون کی ہین) یا چھ عجوہ اور سات لون تو مین نے مغرب کی نماز حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور آپ کو اس حال سے خبر دی کہ سب قرض ادا ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر اور عمر رض کو بھی جا کر خبر دے تو دونوں نے کہا کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی تو ہمنے البتہ معلوم کیا تہا کہ اسمین برکت ہوگی اور ایک روایت مین عصر کی نماز کا ذکر ہو اور ایک مین ظہر کا **ف** لیکن اسقدر کا اختلاف اصل حدیث کی صحت مین قادح نہین اسواسطے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کہجورون مین برکت ہوئی اور اسقدر پر سب کا اتفاق ہے (فتح) **بَابُ** الصُّلْحِ بِالدَّيْنِ وَالْعَيْنِ باب ہے بیان مین صلح کرنے کی ساتھ قرض اور موجود چیز کے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عُثْمَانُ اَنَا يُونُسُ **ح** وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ اَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَاَشَارَ بِيَدِهِ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ فَقَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهِ ترجمہ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ انسنے ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا جو اُسپر تہا تقاضا کیا بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو انکی آوازین بلند ہوئین یہانتک کہ انکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گہر مین تہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف نکلے یہان تک کہ اپنے حجرہ کا پردہ کہولا اور کعب بن مالک کو پکارا کہ اے کعب تو اُس نے کہا کہ یا حضرت مین حاضر ہون تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنا آدہا قرض چھوڑ دے تو کعب نے کہا کہ یا حضرت مین نے آدہا قرض چھوڑ دیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھہ کر باقی ادا کر دے **ف** ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ کے باب کو مطابق نہین اور جواب دیا گیا ہے بایںطور کہ اسمین صلح کرنا ہے اسچیز مین کہ متعلق ہے ساتھ قرض کے اور گویا کہ اس نے ملحق کیا ہے ساتھ اُسکے صلح کو اسچیز مین کہ متعلق ہو ساتھ موجود چیز کے بطریق اول ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اسپر کہ اگر صلح کرے ساتھ قرض خواہ اپنے کی درہمون سے بدلے درہمون کے کم اُس سے تو جائز ہے جبکہ وعدہ کا وقت پہونچے اور اگر وعدہ کا وقت نہ پہونچا ہو تو نہین جائز ہے اسکو یہ کہ اُس سے کوئی چیز چھوڑے پہلے اس سے کہ قبض کرے بدلے اُسکے اور اگر بعد وعدہ کے اُس سے صلح کرے

درہمون سے بدلے اشرفیون کے یا بالعکس تو جائز ہے اور قبض شرط ہے (فتح)

کتاب الشروط

کتاب ہے شرطون کے بیان مین بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ما یجوز من الشروط فی الاسلام والاحکام والمبایعۃ بیان ہے اُس چیز کا کہ جائز ہے شرطون سے اسلام مین اور احکام مین اور بیع شرا مین **ف** شروط جمع شرط کی ہے اور شرط یہ ہے کہ لازم پکڑی نفی اسکی دوسرے امر کی نفی کو سوائے سببیت کے اور مراد ساتھ اُسکے اسجگہ بیان کرنا اُس شرط کا کہ اُس سے صحیح ہے اور جو صحیح نہین اور اسلام مین یہ شرط ہے کہ اسلام مین داخل ہونے کے وقت کافر مثلا یہ شرط کرے کہ جب وہ مسلمان ہو تو نہ تکلیف دیجاوے اسکو ساتھ سفر کے ایک شہر سے طرف دوسرے شہر کی مثلا اور یہ شرط جائز نہین کہ مثلا مین نماز نہ پڑھونگا اور احکام سے مراد عقود اور معاملات مانند بیع شرا وغیرہ کی اور مبایعت عطف خاص کا ہے عام پر (فتح)

حدثنا یحیی بن بکیر ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب اخبرنی عروۃ بن الزبیر انہ سمع مروان والمسور بن مخرمۃ یخبران عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما کاتب سہیل بن عمرو یومئذ کان فیما اشترط سہیل بن عمرو علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یاتیک منا احد وان کان علی دینک الا رددتہ الینا وخلیت بیننا وبینہ فکرہ المؤمنون ذلک وامتعضوا منہ وابی سہیل الا ذلک فکاتبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک فرد یومئذ اباجندل الی ابیہ سہیل بن عمرو ولم یاتہ احد من الرجال الا ردہ فی تلک المدۃ وان کان مسلما وجاءت المؤمنات مہاجرات وکانت ام کلثوم بنت عقبۃ ابن ابی معیط ممن خرج الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ وہی عاتق فجاء اہلہا یسئلون النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یرجعہا الیہم لما انزل اللہ عزوجل فیہن اذا جاءکم المؤمنات مہاجرات فامتحنوہن اللہ اعلم بایمانہن فان علمتموہن مؤمنات فلا ترجعوہن الی الکفار الایۃ قال عروۃ فاخبرتنی عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمتحنہن بہذہ الایۃ یا ایہا الذین امنوا اذا جاءکم المؤمنات مہاجرات الی غفور رحیم قال عروۃ قالت عائشۃ فمن اقر بہذا الشرط منہن قال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد بایعتک کلاما یکلمہا بہ واللہ ما مست یدہ ید امراۃ قط فی المبایعۃ ما

یا بعض الاٰ لِقولہٖ ترجمہ مروان اور مسور بن مخرمہ رض سے روایت ہے وہ دونو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب سے خبر دیتے تہے کہ جب صلح حدیبیہ کے دن سہیل بن عمرو نے (کہ کفار قریش کی طرف سے وکیل
تہا) صلح لکہی تو اُس دن سہیل نے جو شرطین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کین اُنمین ایک شرط یہ بھی تہی
کہ ہم مین سے کوئی تیرے پاس آویگا اگرچہ تیرے دین پر ہو مگر کہ تو اسکو ہماری طرف پہیر دیگا اور
ہمارے اور اُسکے درمیان راہ خالی کر دیگا یعنے جو ہم چاہین گے اُسکے ساتھ کرینگے آپ اُس سے کچھ تعرض
نہ کرین تو مسلمانون کو یہ شرط بری معلوم ہوئی اور انپر دشوار گذرے تو سہیل نے کہا کہ مین یہ شرط ضرور
لکھواؤنگا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط لکہدی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس دن
ابو جندل کو اپنے باپ سہیل کیطرف پہیر دیا یعنے موافق اس شرط کے اور اس مدت مین مردون
مین سے آپ پاس کوئی نہ آیا مگر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو پہیر دیا اگرچہ مسلمان تہا اور
مسلمان عورتین ہجرت کرکے آئین ایک اُنمین سے ام کلثوم عقبہ کی بیٹی تہی اور وہ اس دن بالغ تہی
تو اُسکے گہر والون نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہماری بیٹی ہمکو پہیر دیجیے تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو انکی طرف نہ پہیر دیا اسواسطے کہ خدا نے مہاجر عورتون کے حق مین آیت
اتاری کہ جب مسلمان عورتین تمہارے پاس ہجرت کرکے آوین تو انکو آزماؤ اور اللہ اُنکے ایمان کو
خوب جانتا ہے پس اگر تم انکو مسلمان جانو تو انکو کافرون کی طرف نہ پہیرو آخر آیت تک عائشہ رض نے
کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم انکو اس آیت سے آزماتے تہے یعنے ان شرطون سے کہ اس آیت
مین ہین عائشہ رض نے کہا سو جو اُنمین سے اس شرط کا اقرار کرتی تہی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس سے
فرماتے تہے کہ مین نے تجہسے بیعت کی اور یہ بیعت کلام کے ساتھ تہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اُس عورت سے اُسکے ساتھ کلام کرتے تہے قسم ہے اللہ کی کہ بیعت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ
کبہی کسی عورت کے ہاتھ سے نہین چہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون سے بیعت نہین کی مگر
اپنی کلام سے حدثنا ابو نُعیم ثنا سُفیان عن زیاد بن علاقۃ قال سمعتُ جریراً یقول
بایعتُ النبیَّ صلّی اللّٰہ علیہِ وسلَّم فاشترطَ علیَّ والنصحِ لکلِّ مسلمٍ ترجمہ جریر رض سے روایت ہے
کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور شرط کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجہسے ساتھ
خیر خواہی کرنے کے واسطے ہر مسلمان کے حدثنا
مسدد ثنا یحییٰ عن اسمعیل حدثنی قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبد اللہ قال بایعتُ
رسولَ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہِ وسلَّم علیٰ اقامِ الصلوٰۃِ وایتاءِ الزکوٰۃِ والنصحِ لکلِّ مسلمٍ

ترجمہ جریر رضہ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نماز کے قائم کرنے
پر اور زکوۃ کے دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر **ف** معلوم ہوا کہ اس قسم کی شرطین کرنی
جائز ہین **باب** اِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ جب پیوند کی ہوئی کہجور کے درخت بیچے اور خریدار سے
میوہ کی شرط نہ کرے تو اسکا میوہ بیچنے والے کا ہے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ انا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت
ہے کہ جو کہجور کے درخت پیوند کیے ہوئے بیچے تو اسکے پہل کا وہی مالک ہے جسنے بیچا مگر یہ کہ خریدار پہل
کی بھی شرط کر لیوے **ف** معلوم ہوا کہ یہ شرط جائز ہے **باب** الشُّرُوْطِ فِی الْبَیْعِ بیع مین
شرط کرنے کا بیان **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ ثنا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ
اَنَّ عَائِشَۃَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ بَرِیْرَۃَ جَاءَتْ عَائِشَۃَ تَسْتَعِیْنُہَا فِیْ کِتَابَتِہَا شَیْئًا قَالَتْ لَہَا
عَائِشَۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی اَہْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ اَقْضِیَ عَنْكِ کِتَابَتَكِ وَیَکُوْنَ وَلَاءُكِ لِیْ فَعَلْتُ
فَذَکَرَتْ ذٰلِكَ بَرِیْرَۃُ اِلٰی اَہْلِہَا فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَاءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَیْكِ فَلْتَفْعَلْ
وَیَکُوْنُ لَنَا وَلَاءُكِ فَذَکَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہَا ابْتَاعِیْ
فَاَعْتِقِیْ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ بریرہ عائشہ رضہ پاس آئی اس
حال مین کہ اپنی کتابت مین اُس سے مدد چاہتی تھی اور اس نے اپنے بدل کتابت سے کچھ ادا نہ کیا ہوا تھا
تو عائشہ رضہ نے اسکو کہا کہ تو اپنے مالکون پاس پھر جا سو اگر وہ چاہین کہ مین تیری طرف سے تیرا بدل
کتابت ادا کر دون اور تیرا ولا میرے واسطے ہو تو کرون تو بریرہ نے یہ بات اپنے مالکون سے ذکر کی تو
انہون نے نہ مانا اور کہا کہ اگر وہ ثواب کے واسطے تیرا بدل کتابت ادا کرے تو چاہیے کہ کرے اور تیری آزادی
کا حق ہمارا ہوگا تو عائشہ رضہ نے یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اسکو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اسکے کچھ نہین کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا
ف اس حدیث کی شرح کتاب العتق مین گذر چکی ہے اور سوای اسکے نہین کہ مطلق چھوڑا بخاری
نے ترجمہ کو واسطے تفصیل کے اسکے اعتبار مین درمیان فقہا کے (فتح) **باب** اِذَا اشْتَرَطَ
الْبَائِعُ ظَہْرَ الدَّابَّۃِ اِلٰی مَکَانٍ مُّسَمًّی جَازَ جب بیچنے والا ایک مکان معین تک چوپایے کی
سواری کی شرط کرے تو جائز ہے **ف** اسی طرح جزم کیا ہے اس نے ساتھ اس حکم کے واسطے صحت میل
اسکی کے نزدیک اسکی اور اسمین اختلاف ہے اور اسی طرح جو چیز کہ اسکی مانند ہو اسمین بھی اختلاف ہے جیسے کہ

شرط کرے کہ مین گہر مین رہون گا غلام سے خدمت لون گا پس جمہور کا یہ مذہب ہو کہ یہ بیع باطل ہے
اسواسطے کہ شرط مذکور عقد کے منافی ہے اور اوزاعی اور ابن شبرمہ اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور
ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع صحیح ہے اور یہ شرط بجائے استثنا کے ہی اسواسطے کہ جب شروط
کی قدر معلوم ہو تو یہو جاتا ہے جیسا کہ بیچے اسکو سات ہزار کے مگر پچاس درہم کے مثلاً اور موافقت
کی ہے انکی مالک نے تہوڑے زمانے مین سوای بہت کی اور بعض کہتے ہین کہ اُسکی حد اسکے نزدیک
تین دن ہین اور انکی حجت باب کی حدیث ہی اور بخاری نے اُسمین شرط ہونے کو ترجیح دی ہے
کما سبق اور جمہور یہ جواب دیتے ہین کہ اس حدیث کے الفاظ مختلف ہین بعضون نے ذکر کیا ہے
کہ وہ بطور ہبہ کے تہا اور وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے اسمین احتمال جاری ہے اور عائشہ رضی کی حدیث
جو بریرہؓ کے قصے مین ہی وہ اسکے معارض ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شرط عقد کے مخالف ہو
وہ باطل ہے کما تقدم فی العتق اور نیز جابرؓ کی حدیث سے استثنا کی نہی ثابت ہو چکی ہے اخرجہ
اصحاب السنن اور نیز وارد ہو چکی ہے نہی بیع اور شرط سے اور جواب دیا گیا ہے کہ جو مقصود بیع کے منافی
ہے وہ ہے جبکہ شرط کرے مثلاً لونڈی کی بیع مین یہ کہ نہ صحبت کرے اُس سے اور گہر مین یہ کہ نہ رہے اسمین
اور غلام مین یہ کہ نہ خدمت لے اُس سے اور چارپائے مین یہ کہ نہ سوار ہووے اُسپر لیکن جب شرط
کرے کوئی چیز معلوم واسطے وقت معلوم کے تو اسکا کوئی ڈر نہین اور اُسپر حدیث نہی کی استثنا
سے بس نفس حدیث مین ہی کہ مگر یہ کہ معلوم ہو بس معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ نہی اس چیز سے ہی کہ
مجہول ہو اسکی مقدار معلوم نہ ہو اور اُسپر حدیث نہی کی بیع اور شرط سے تو اسکی سند مین کلام ہے
اور تاویل کے لائق ہے اور زیادہ شرح اسکی آیندہ آتی ہے (فتح) **حدثنا** ابو نعیم
ثنا زکریا قال سمعت عامرا یقول حدثنی جابرؓ انہ کان یسیر علی جمل لہ قد اعیا
فمر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضربہ فدعا لہ فسار بسیر لیس یسیر مثلہ
ثم قال بعنیہ بوقیۃ قلت لا ثم قال بعنیہ بوقیۃ فبعتہ فاستثنیت حملانہ
الی اہلی فلما قدمنا اتیتہ بالجمل ونقدنی ثمنہ ثم انصرفت فارسل علی
اثری ثم قال ما کنت لاخذ جملک فخذ جملک ذلک فہو مالک وقال
شعبۃ عن المغیرۃ عن عامر عن جابر افقرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ظہرہ الی المدینۃ وقال اسحق عن جریر عن المغیرۃ فبعتہ علی ان لی فقار
ظہرہ حتی ابلغ المدینۃ وقال عطاء وغیرہ ولک ظہرہ الی المدینۃ وقال

ابنُ المنکدرِ عن جابرٍ شرط ظھرہ الی المدینۃِ وقال زیدُ بنُ اسلم عن جابرٍ ولک
ظھرہ حتّی ترجع وقال ابو الزبیر عن جابرٍ افقرناک ظھرہ الی المدینۃِ وقال الاعمش
عن سالمٍ عن جابرٍ تبلغ علیہ الی اھلک وقال عُبید اللہ وابنُ اسحاق عن وھب
عن جابرٍ اشتراہُ النبیُّ صلّی اللہ علیہ وسلم بوقیۃٍ وتابعہ زیدُ بنُ اسلم عن
جابرٍ وقال ابن جُریجٍ عن عطاءٍ وغیرہ عن جابرٍ اخذتہ باربعۃ دنانیر وھذا یکون
اُوقیۃً علی حساب الدینار بعشرۃ ولم یبیّن الثمن مُغیرۃ عن الشعبیّ عن جابرٍ
وابن المنکدرِ وابو الزبیر عن جابرٍ وقال الاعمشُ عن سالمٍ عن جابرٍ اُوقیۃ ذھب
وقال ابو اسحاق عن سالمٍ عن جابرٍ بمائتی درھم وقال داودُ بن قیسٍ عن عبید اللہ
ابن مقسمٍ عن جابرٍ اشتراہُ بطریق تبوک احسبہ قال باربع اواقٍ وقال ابو نضرۃ
عن جابرٍ اشتراہُ بعشرین دینارًا وقول الشعبیّ بوقیۃٍ اکثر قال ابو عبد اللہ
والاشتراط اکثر واصحّ عندی ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ وہ اپنے ایک اونٹ پر سوار
تھا جو تھک گیا تھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے پاس گذرے اور اُسکو لکڑی سے مارا اور اُسکے
واسطے دعا کی تو وہ ایسا تیز چلا کہ اسکی مانند نہ چلتا تھا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو
ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال مین نے کہا کہ مین نہین بیچتا پھر فرمایا کہ اسکو ایک اوقیہ سے میرے
ہاتھ بیچ ڈال تو مینے اُسکو آپکے ہاتھ بیچ ڈالا اور مستثنے کیا مینے اسکی سواری کو اپنے گھر تک سو جب
ہم مدینے مین آئے تو مین آپکے پاس اونٹ لایا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکا مول مجھکو دیا
پھر مین پھرا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو میرے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ مین تیرا اونٹ نہین
لیتا سو لو اپنا یہ اونٹ لے کہ وہ تیرا مال ہے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
مجھکو اُسکی سواری مدینے تک دی اور ایک روایت مین ہے کہ مینے اسکو آپکے ہاتھ بیچا اس شرط
سے کہ مدینے تک مجھکو اُسکی سواری کی اجازت ہو اور ایک روایت مین ہے کہ تجھکو مدینے تک اسکی
سواری کی اجازت ہو اور ایک روایت مین ہے کہ جابر نے مدینے تک اسکی سواری کی شرط کر لی اور
ایک روایت مین ہے کہ تجھکو اسکی سواری کی اجازت ہے یہان تک کہ تو پھرے طرف مدینے کی اور ایک روایت
مین ہے کہ ہمنے تجھکو مدینے تک اُسکی سواری دی اور ایک روایت مین ہے کہ تو اپنے تئین اُسپر اپنے گھر والون
تک پہونچا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو ایک اوقیہ سے خرید اور ایک روایت
مین ہے کہ مین نے اسکو چار دینار سے لیا اور یہ چار دینار مین ایک اوقیہ ہوتا ہے اس حساب سے کہ دینار

دس درہم کی ہوتی ہے اور نہین بیان کیا مغیرہ نے مول کو شعبی سے اُس نے جابر سے اور ابن منکدر اور
ابو زبیر نے جابر سے اور ایک روایت مین ہی کہ ایک اوقیہ سونے کا اور ایک روایت مین ہی کہ چار اوقیہ
خریدا اور ایک روایت مین ہے کہ بیس دینار سے خریدا اور اکثر روایتون مین صرف ایک اوقیہ کا ذکر آیا
ہے امام بخاری نے کہا کہ اکثر روایتون مین یہی ہے کہ جابر نے بیع کے وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے مدینے تک سوار ہونے کی شرط کر لی تہی اور یہی ہے زیادہ ترصیح روایت نزدیک میرے **ف**
یعنے اسکے طریقے اکثر ہین اور اسکا مخرج اصح ہے اور یہ جو بخاری نے شرط کی روایت کو ترجیح دی ہے
تو یہی ہے طریقہ محققین اہل حدیث کا اسواسطے کہ وہ نہین توقف کرتے تصحیح متن سے جبکہ واقع
ہو اختلاف مگر جبکہ روایتین مختلف ہون کہ وہ شرط اضطراب کی ہو جسکے ساتہ حدیث رد کی جاتی ہے
اور وہ اسجگہ پائی نہین جاتی باوجود ممکن ہونے ترجیح کے ابن دقیق العید نے کہا کہ جب روایتین مختلف
ہون اور ہو حجت ساتہ بعض کے سوای بعض کے تو موقوف ہو حجت پکڑنی ساتہ شرط برابر ہونے روایتون
کے لیکن جب بعض کے واسطے ترجیح واقع ہو باین طور کہ اسکے راوی شمار مین اکثر ہون اور حفظ مین
مضبوط ہون تو متعین ہے عمل ساتہ راجح کے اسواسطے کہ اضعف نہین ہوتی مانع عمل سے ساتہ اقوی کے
اور مرجوح نہین منع کرتی تمسک کو ساتہ راجح کے اور طحاوی نے کہا کہ شرط کی روایت صحیح ہے لیکن
بیع سے مراد حقیقی بیع نہین اور رد کیا ہے اسکو قرطبی نے باینطور کہ یہ محض دعوے ہو اور تغیر اور تحریف
ہو تاویل نہین اور یہ قائل بعتہ وغیرہ الفاظ مین کیا کریگا جو بیع مین نص ہین اور حجت پکڑی ہے بعضون
نے باینطور کہ اگر سوار ہونا خریدار کے مال سے ہو تو یہ بیع فاسد ہے اسواسطے کہ شرط کیا اُس نے واسطے
اپنے وہ چیز کہ خریدار اسکا مالک ہو چکا ہے اور اگر اسکے اپنے مال سے ہو تو بھی فاسد ہے اسواسطے کہ
خریدار نہین مالک ہوا منافع کا بعد بیع کے جہت بائع کی سے اور وہ انکا مالک اسواسطے ہو کہ وہ اُس کے
ملک مین پیدا ہوئی اور تعاقب کیا گیا ہے باین طور کہ منفعت مذکور اندازہ کی گئی ہو ساتہ قدر کے مبیع کے
مول سے اور واقع ہوئی ہے بیع ساتہ ماعدا اُنکے کی اور نظیر اسکی یہ ہے جو کھجور کے درخت پیوند کیے ہوئے بیچے
اور انکا پہل مستثنے کرے اور منع تو صرف استثنا کرنا ایک چیز مجہول کا ہے واسطے بائع اور مشتری کے
لیکن اگر دو نو اسکو جانتے ہون تو کوئی مانع نہین پس یہ قصہ بہی محمول ہے اور اسماعیلی نے کہا کہ شرط نفس
عقد مین واقع نہین ہوئی بلکہ سابق یا لاحق واقع ہوئی پس احسان کیا ساتہ منفعت اسکی کے اول جیسے
کہ احسان کیا تہا ساتہ گردن اُسکی کے آخر مین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ آپکے غیر کے حق مین جائز ہو اور
یہی وجہ قوی تر ہے نزدیک میرے اور نیز اسماعیلی نے کہا کہ اختلاف انکا مول کے مقدار مین ضرر نہین

کرتا اسواسطے کہ جس غرض کے واسطے حدیث بیان کی گئی ہے وہ بیان کرنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی بخشش کا ہے اور تواضع کا اور مہربانی کا اپنے اصحاب پر اور آپ کی دعا کی برکت کا اور سوائے
اسکے اور نہین لازم آتا وہم کرنے بعض راویون کے بیچ مول کے مقدار مین توہین کرنی اسکی واسطے
اصل حدیث کی مین کہتا ہون کہ جس چیز کو بخاری نے ترجیح دی ہے وہ زیادہ تر لائق اور موافق ہے
پس چاہیے کہ اُسپر اعتماد کیا جاوے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور اس حدیث مین جواز چکانا مول کا ہے
واسطے اُس شخص کے کہ پیش کرے اسباب اپنے کو واسطے بیع کے اور مماکست مبیع مین قبل استقرار عقد
کے اور ابتدا کرنا مشتری کا ساتھ ذکر مول کے اور یہ کہ قبض نہین ہے شرط صحت بیع مین اور یہ کہ اجازت
بڑی کی ساتھ قول لا کے جائز ہے امر جائز مین اور حدیث بیان کرنی ساتھ عمل نیک کے واسطے لانے نقص
کے پورے طور پر نہ واسطے تزکیہ نفس کے اور ارادے فخر کے اور اسمین تلاش کرنا امام کبیر کا ہے واسطے
اصحاب اپنے کے اور سوال کرنا اُسکا اس چیز سے کہ اترے ساتھ انکے اور مدد کرنی اُنکے ساتھ اُس چیز کی کہ
آسان ہو حال سے یا مال سے یا دعا سے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تواضع سے اور یہ کہ جائز ہے
مارنا چارپائے کو واسطے چلانے کی اگرچہ غیر مکلف ہو اور محل اسکا وہ ہے جبکہ نہ محقق ہو یہ بات کہ یہ
اُس سے بسبب زیادہ مشقت اور تھک جانے کی ہے اور اسمین توقیر کرنا تابع کا ہے اپنے رئیس کو
اور اسمین وکیل کرنا ہے واسطے ادا کرنے قرض کے اور تول دینے کی مشتری کو اور خریدنا اور ہار اسمین
پھیر دینا بخشش کا ہے پہلے قبض کے واسطے قول جابر کے کہ وہ واسطے آپکے ہے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نہ بلکہ اسکو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اسمین جواز داخل کرنا چارپایون اور اسبابون کا ہے
طرف صحن مسجد کی اور اُسکے گرد کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ اونٹون کا پیشاب پاک ہے
اور اسمین اسپر حجت نہین اور اسمین محافظت کرنی ہے اُس چیز پر کہ اُسکو تبرک سے ملے واسطے قول جابر
کے ایک روایت مین کہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو مول سے زیادہ دیا تھا وہ مجھ سے جدا نہین
ہوتا اور یہ کہ جائز ہے زیادہ دینا مول کا وقت ادا کے اور تولنے کے وقت زیادہ تولنا لیکن مالک کی
رضامندی سے اور یہ از سر نو ہبہ ہے یہانتک کہ اگر رد کیا جاوے اسباب ساتھ عیب کے مثلاً تو نہین واجب ہے
پھیر دینا اسکا یا وہ تابع ہے واسطے مول کے یہان تک کہ رد کیا جاوے اور اسمین فضیلت ہے واسطے
جابر کے اسواسطے کہ اُس نے اپنے نفس کی حظ ترک کی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم بجا لایا ساتھ بیچنے
اونٹ اپنے کی باوجود حاجت کی طرف اُسکی اور اسمین معجزہ ظاہر ہے واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے اور جواز نسبت کرنا چیز کا طرف پہلے مالک کی باعتبار ما کان کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکی

اور صحیح ہونے بیع کے بغیر تصریح ایجاب اور قبول کے واسطے قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعنیہ
باوقیۃ فبعتہ یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور کوئی صیغہ ذکر نہین
کیا اور اسین حجت نہین اسواسطے کہ نہ ذکر کرنا عدم وقوع کو مستلزم نہین اور ایک روایت مین صریح
آچکا ہے کہ بیعنے اسکو چار دینار سے لیا پس ایجاب قبول ہے پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اُس کے
اور پہ کنایت کرنے کی بیع صیغون عقود کے ساتھ کنایات کی (فتح) اور یہ سب مسئلے جابر کی حدیث کی طریقون
مین موجود ہین جیسے کہ تفصیل انکی فتح الباری مین موجود ہے **بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمُعَامَلَةِ**
تمام معاملون مین شرط کرنے کا بیان **ف** یعنے مزارعت وغیرہ مین **حَدَّثَنَا** ابو الیمان
انا شعیب ثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ قال قالت الانصار للنبی صلی اللہ
علیہ وسلم اقسم بیننا وبین اخواننا النخیل فقال لا فقالوا تکفونا المؤنۃ و
نشرککم فی الثمرۃ قالوا سمعنا واطعنا **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے اور ہمارے بھائیون کے درمیان کھجور کے درخت بانٹ دیجیے تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین تقسیم نہین کرتا تو مہاجرین نے کہا کہ کفایت کرو تم ہمسے محنت
کو یعنے محنت فقط تم ہی کرو ہم نہین کرتے اور ہم تمہارے میوون مین شریک ہونگے تو انصار نے کہا
کہ ہمنے سنا اور مانا **ف** اور یہ شرط لغوی ہے اعتبار کیا ہے اسکو شارع نے پس شرعی ہوئی اسواسطے
کہ اصل اسکی یہ ہے کہ اگر تم ہمسے کفایت کروگے تو ہم تمہارے درمیان تقسیم کرینگے (فتح) **حَدَّثَنَا**
موسی بن اسمٰعیل ثنا جویریۃ بن اسماء عن نافع عن عبد اللہ قال اعطی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خیبر الیہود ان یعملوھا ویزرعوھا ولھم شطر ما یخرج منھا
ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین اور باغ یہود خیبر کو
دیے اس شرط پر کہ وہ اسمین کام کرین اور کھیتی بوئین اور واسطے انکے آدھا اُس چیز کا ہے کہ اس
سے پیدا ہو **ف** اس حدیث کی شرح مزارعت مین گذر چکی ہے (فتح) **بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَهْرِ**
عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ بیان ہے شرطون کا مہر مین وقت باندھنے نکاح کے **وَقَالَ عُمَرُ اِنَّ مَقَاطِعَ**
الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ وَلَكَ مَا اشْتَرَطْتَ یعنے اور عمرؓ نے کہا کہ یعنے قطع کرنا حقوق کا نزدیک
وفا کرنے شرطون کے ہے اور واسطے تیرے وہ چیز ہے کہ تو نے شرط کی ہے اور واسطے تیرے وہ چیز ہے
کہ تو نے شرط کی یعنے جو آپسمین شرط ٹھیر چکی ہو اُسکے موافق مطالبہ کرنا حق کا لازم ہوتا ہے **وَقَالَ الْمِسْوَرُ**
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهٖ فَاَحْسَنَ قَالَ

قَالَ حَدَّثَنِیْ فَصَدَقَنِیْ وَوَعَدَنِیْ فَوَفَالِیْ یعنے اور مسور نے کہا کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم سے سنا کہ اپنے داماد کو ذکر کیا اور دامادی کے معاملے مین اُسکی تعریف کی اور اچھی طرح سے تعریف
کی فرمایا کہ اُس نے مجھسے بات کہی تو سچ کہا اور مجھ سے وعدہ کیا سو اسکو پورا کیا **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ ثَنِی اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ عَنْ عُقْبَۃَ
ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِہٖ مَا
اسْتَحْلَلْتُمْ بِہِ الْفُرُوْجَ ترجمہ عقبہ بن عامر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب شرطون
مین سے جنکا تمکو پورا کرنا چاہیے اُس شرط کا زیادہ تر پورا کرنا لازم ہے جس کے سبب سے تمنے عورتون
کی شرمگاہین حلال کرلین **ف** مراد وہ شرطین ہین کہ نکاح کے منافی نہون اور جو شرطین کہ نکاح
مین واجب الادا ہین سو اُنمین سے اول تو مہر ہے دوسری نان نفقہ تیسری حسن سلوک دستور کے
موافق عورت کا مہر فرض ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کا ادا کرنا سب پر مقدم ہے اور بعضی شرطین
نکاح مین واجب الادا نہین جیسے خاوند کا جورو کے گھر مین رہنا جورو کو اپنے گھر مین نہ بلانا جورو کی
زندگی مین دوسرا نکاح نکرنا یا پہلی جورو کو طلاق دینا اور ان سب چیزون کی شرح کتاب النکاح مین آویگی

بَابُ الشُّرُوْطِ فِی الْمُزَارَعَۃِ مزارعت مین شرطون کا بیان **ف** یہ باب خاص ہے اس باب
سے جو ایک باب سے پہلے گذر چکا ہے **حَدَّثَنَا** مَالِکُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا ابْنُ عُیَیْنَۃَ ثَنَا
یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ سَمِعْتُ حَنْظَلَۃَ الزُّرَقِیَّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ یَقُوْلُ کُنَّا اَکْثَرَ
الْاَنْصَارِ حَقْلًا فَکُنَّا نُکْرِی الْاَرْضَ فَرُبَّمَا اَخْرَجَتْ ھٰذِہٖ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِہٖ فَنُہِیْنَا عَنْ
ذٰلِکَ وَلَمْ نُنْہَ عَنِ الْوَرِقِ ترجمہ رافع بن خدیج سے روایت ہی کہ ہم کہیتی کرنے مین سب انصار سے
زیادہ تھے سو ہم زمین کو کرائے دیتے تھے تو اکثر اوقات زمین کے اس قطعہ مین کہیتی نکلتی اور اسمین نہ
نکلتی یعنے دونون مین سے ایک قطعہ مین کہیتی ہوتی اور ایک مین نہ ہوتی تو ہمکو اُس سے منع ہوا اور نہ
منع ہوا ہمکو چاندی کے [illegible] کرائے دینے سے یعنے دینار اور درہم سے **ف** اس حدیث کی شرح
کتاب المزارعۃ مین گذر چکی ہے **بَابُ مَا لَا یَجُوْزُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِی النِّکَاحِ** ان شرطون کا
بیان جو نکاح مین جائز نہین **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ
الزُّھْرِیِّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَبِیْعُ حَاضِرٌ
لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا یَزِیْدَنَّ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْہِ وَلَا یَخْطُبَنَّ عَلٰی خِطْبَتِہٖ وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَۃُ
طَلَاقَ اُخْتِھَا لِتَسْتَکْفِیَ اِنَاءَھَا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کرنہ بیچے شہر والا باہر والے کے مال کو اور نہ نجش کرو یعنے اگر لینے کی غرض نہ ہو تو زیادہ مول نہ لگاؤ اور
نہ زیادہ مول لگاوے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر یعنے اگر بائع اور مشتری دو تو ایک قیمت پر راضی
ہوگئے ہون تو اُسپر زیادہ مول لگا کر آپ خریدے اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی
پر اور نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو تاکہ اونڈیل لیوے جو اُسکے پاس مین ہے
یعنے جو اُسکو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لیوے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر نکاح مین پہلی عورت
کی طلاق کی شرط ہو تو یہ شرط درست نہین **بَابُ** الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي الْحُدُودِ ان
شرطون کا بیان جو حدون مین جائز نہین **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ
خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا قَالَا إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْشُدُكَ اللهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللهِ فَقَالَ الْخَصْمُ
الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي فَقَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ وَإِنِّي
أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ
الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي إِنَّمَا عَلَى ابْنِي مِائَةُ جَلْدَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا
الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا
بِكِتَابِ اللهِ الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ اغْدُ
يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ فَغَدَا عَلَيْهَا وَاعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَتْ **ترجمہ** ابوہریرہؓ اور زید بن خالد سے روایت ہے کہ ایک
گنوار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین آپ کو اللہ کی قسم
دیتا ہون مگر یہ کہ حکم کرین آپ واسطے میرے ساتھ کتاب اللہ کے تو دوسرے جھگڑنے والے نے کہا اور
وہ پہلے سے زیادہ سمجھدار تھا ہان حکم کرو درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے اور مجھکو اجازت ہو تو یہ قصہ
بیان کرون تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ اُس نے کہا کہ میرا بیٹا اُسکے یہان مزدور تھا تو اُس نے
اُسکی عورت سے حرام کاری کی اور مجھکو خبر ہوئی کہ میرے بیٹے پر لازم ہے سنگسار کرنا تو بدلا دیا مینے
اُس سے ساتھ سو بکری اور ایک لونڈی کے پھر مینے عالمون سے پوچھا تو اُنہون نے مجھکو خبر دی کہ
میرے بیٹے پر سو کوڑا اور برس دن کا نکالدینا ہے اور یہ کہ اُسکی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اسکی جسکے قابو مین میری جان ہے کہ البتہ مین تم دونوں کے درمیان
کتاب اللہ کے ساتھ حکم کرونگا کہ لونڈی اور بکریاں تجھ پر پھر آوینگی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور برس دن
کا نکال دینا ہے اے انیس صبح کو اُسکی عورت پاس جا پس اگر زنا کا اقرار کرے تو اسکو سنگسار کر تو وہ
صبح کو اُس پاس گیا اور عورت نے زنا کا اقرار کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے سنگسار کرنے
کا حکم کیا تو اُس نے اُسکو سنگسار کیا **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الحدود مین آوے گی اور اس سے
سمجھا جاتا ہے کہ جو شرط کہ واقع ہو بیچ دور کرنے حد کے اللہ کی حدون سے تو وہ باطل ہے اور جو صلح
کہ اُسمین واقع ہو وہ مردود ہے (فتح) **بَاب** مَا يَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ اِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ
عَلٰى اَنْ يُّعْتَقَ مکاتب کی شرطون سے کیا شرط جائز ہے جبکہ راضی ہو ساتھ بیع کے اس شرط پر کہ آزاد
کیا جاوے **حَدَّثَنَا** خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ الْاَيْمَنِ الْمَكِّيُّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْنَا
عَلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ بَرِيْرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِشْتَرِيْنِيْ
فَاِنَّ اَهْلِيْ يَبِيْعُوْنِيْ فَاَعْتِقِيْنِيْ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ اِنَّ اَهْلِيْ لَا يَبِيْعُوْنِيْ حَتّٰى يَشْتَرِطُوْا
وَلَائِيْ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْكِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَهٗ فَقَالَ
مَا شَاْنُ بَرِيْرَةَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا وَلْيَشْتَرِطُوْا مَا شَاءُوْا قَالَتْ فَاشْتَرَيْتُهَا
فَاَعْتَقْتُهَا وَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ
اَعْتَقَ وَاِنِ اشْتَرَطُوْا مِائَةَ شَرْطٍ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ میرے پاس بریرہ آئی اور
حالانکہ وہ مکاتب تھی تو اُس نے کہا کہ اے ام المؤمنین مجھکو خرید لے کہ میرے مالک مجھکو بیچتے ہیں اور
مجھکو آزاد کر عائشہ رض نے کہا ہان بریرہ نے کہا کہ میرے مالک مجھکو نہیں بیچتے یہانتک کہ میرے ولا کی
شرط کرین تو عائشہ رض نے کہا کہ مجھکو تیری کچھ حاجت نہیں سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سُنی
یا آپ کو پہونچی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے بریرہ کا اسکو خرید کر آزاد کر دے اور
چاہیے کہ شرط کرین جو چاہین عائشہ رض نے کہا کہ مین نے اُسکو خرید کر آزاد کیا اور اسکے مالکون نے
اسکی آزادی کے حق کی شرط کی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد
کرے اگرچہ سو شرط کرے **ف** اس حدیث کی شرح عتق مین گذر چکی ہے **بَاب** الشُّرُوْطِ فِي
الطَّلَاقِ طلاق مین شرط کرنے کا بیان یعنے طلاق کے معلق کرنے مین وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ وَ
الْحَسَنُ وَعَطَاءٌ اِنْ بَدَاَ بِالطَّلَاقِ اَوْ اَخَّرَ فَهُوَ اَحَقُّ بِشَرْطِهٖ یعنے اور ابن مسیب اور حسن اور
عطاء نے کہا کہ اگر طلاق کو شرط سے مقدم کرے یا مؤخر ہے کہ یعنے کہے انت طالق ان دخلت

الدار یلیعے ان دخلت الدار فانت طالق تو وہ لائق تر ہے ساتھ رعایت شرط اپنی کے کہ یعنے بولنے مین طلاق کو خواہ شرط سے مقدم کرے یا موخر کرے ہر صورت مین طلاق پڑجاتی ہے بعد پائے جانے شرط کے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّي وَأَنْ يَبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِيِّ وَأَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ وَعَنِ التَّصْرِيَةِ تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ نُهِيَ وَقَالَ آدَمُ نُهِينَا وَقَالَ النَّضْرُ وَحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ نَهَى ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سوداگرون کو آگے بڑھ کر ملنے سے اور یہ کہ خریدے مقیم واسطے جنگلی کے اور یہ کہ شرط کرے عورت طلاق اپنی بہن کی اور یہ کہ بیع کرے مرد اپنے بہائی کی بیع پر اور منع فرمایا نجش سے اور جانورون کے تہنون مین دودہ بند کرنے سے **ف** ان سب احکام کی شرح اپنی اپنی جگہ مین گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ نہ شرط کرے عورت طلاق اپنی بہن کی اس واسطے کہ مفہوم اسکا یہ ہے کہ اگر یہ شرط کرے اور وہ طلاق دیوے تو طلاق واقع ہوجاتی ہے اس واسطے کہ اگر واقع نہ ہوتی تو نہی کے کوئی معنے نہ تہے اور اسکی شرح کتاب النکاح مین آوے گی اور یہ جو کہا کہ نہ خریدے مقیم واسطے اعرابی کے تو اسکے معنے یہ ہین کہ جب کوئی گنوار کوئی چیز خریدنے کے واسطے بازار مین آوے تو مقیم اسکے واسطے وکیل نہ بنے تا کہ بازار والے نفع سے محروم نہ رہین اور سوائے اسکے نہین کہ جائز ہے اسکو یہ کہ اسکی خیر خواہی اور اسکو مشورہ دے (فتح)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ دہم صحیح بخاری کا تمام ہوا خدای تعالے اس سے مسلمانون کو فائدہ پہونچاوے آمین

تمت

فہرست مطالب کتاب فیض الباری ترجمہ اردو صحیح البخاری پارۂ دہم

تمت

الحمد للہ المنۃ کہ دسوان پارہ فیض الباری ترجمہ اردو صحیح البخاری باہتمام خادم اہل اللہ فقیر اللہ جسٹری ہوکر مطبع محمدی واقع لاہور مین بتصحیح مولوی احمد علی صاحب و غلام حیدر صاحب ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۲ ہجری مین تمام ہوا اور باقی پارے زیر طبع ہین -

فقیر اللہ عفی